قال اللہ تعالیٰ

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۵/۵۱)

"نصیحت کیجیے کیونکہ نصیحت ایمان والے بندوں کو نفع پہنچاتی ہے"

# اسلامی خطبات


مصنفہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب بستوی (دہلوی) رحمہ اللہ تعالیٰ


۱۳۲۷ھ / ۱۹۲۹ء ——— ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

(جلد اول)


ناشر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ ○ لاہور

ENTERED
297.01
34203
جلد اول

بہ اہتمام ———— احمد شاکر

ناشر ———— المکتبۃ السلفیہ - لاہور ۲

مطبع ———— طیب جمال پرنٹرز۔ ۷/۹ ریٹی گن روڈ۔ لاہور

رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۰ھ

مئی سنہ ۱۹۹۰ء

# عرض ناشر

## الحمد لله وحده والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعده

مسبب الاسباب اللہ رب العزت کی ذات پر کلی اعتماد کر کے عامتہ الناس مسلمانوں کو عقیدۂ سلف کے مطابق معیاری' مستند اور مثبت مواد مطالعہ' لٹریچر مہیا کرنے کے لئے **المکتبتہ السلفیہ** کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔

بفضلہ تعالیٰ کم و بیش چالیس سال سے **المکتبتہ السلفیہ** اپنے مقاصد کے مطابق قرآن و حدیث کی نشر و اشاعت میں مصروف ہے۔ اس کی کارکردگی اور خدمات کا اندازہ فہرست مطبوعات دیکھ کر کیا جا سکتا ہے تاہم اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ مطبوعات کے انتخاب میں ہر ذوق اور شعبہ کی ضروریات کو عموماً مدنظر رکھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہی ہے کہ **المکتبتہ السلفیہ** کا نام ایک معیار کی علامت بن چکا ہے اور یہ برکت ہے حضرت والد صاحب مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمتہ اللہ علیہ کے جہد و اخلاص کی۔

دعوت اسلامی کے اہم سلسلے "اسلامی خطبات" کو جب **المکتبتہ السلفیہ** کی مطبوعات میں شامل کیا گیا تھا ان دنوں خطباء حضرات کے لئے مارکیٹ میں متنوع موضوعات پر تفصیلی خطبات پر کوئی کتاب میسر نہ تھی۔

خطبات محمدی اگرچہ اس سے پہلے کی تصنیف تھی لیکن ایک تو وہ بازار میں دستیاب نہیں تھی' دوسرا اس میں خطبات کے موضوعات کا اس قدر تنوع بھی نہیں تھا۔ الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ کے اخلاص' دعوت و اصلاح کی تڑپ اور اللہ کے بندوں کو صراط مستقیم دکھانے اور اس پر چلانے کے جذبہ کے باعث قبول عام سے نوازا اور ہر مکتب فکر کے خطباء نے اس کے مثبت اور موثر انداز تحریر کو پسند فرمایا اور استفادہ فرمایا۔ والحمد للہ علی ذلک

اس سے قبل پوری کتاب جو ۱۳۶ خطبات پر مشتمل تھی تین جلدوں میں طبع کی

Marfat.com

جاتی تھی، اس مرتبہ **المکتبۃ السلفیہ** نے جلد سوم کو جلد اول اور دوم میں ضم کر دیا ہے اور کاغذ کے معیار کو نسبتاً بہتر کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے سعی و عمل کو اپنے لئے خالص فرمائے اور قبولیت سے نوازے۔ آمین، آخر میں قارئین سے درخواست ہے کہ مصنف رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ **المکتبۃ السلفیہ** کے بانی رحمہ اللہ اور کارکنان کے لئے خیر و برکت اور دین و دنیا میں بہتری کی دعا فرمائیں۔

راقم آثم

احمد شاکر غفرلہ و لوالدیہ

محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

# فہرست عنوانات اسلامی خطبات



| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | ترجمہ المؤلف | |
| ۱ | مقدمۃ الکتاب | ۷ |
| ۲ | اخلاص | ۱۱ |
| ۳ | کلمہ طیبہ کا پہلا جز لا الہ الا اللہ | ۲۵ |
| ۴ | کلمہ طیبہ کا دوسرا جز محمد رسول اللہ | ۴۳ |
| ۵ | ایمان اور اس کی شاخوں کا بیان | ۵۵ |
| ۶ | ایمان اور اس کی بعض شاخوں کا بیان | ۶۳ |
| ۷ | ایمان اور اس کی بعض اور شاخوں کا بیان | ۷۳ |
| ۸ | ایمان اور اس کی باقی شاخوں کا بیان | ۸۲ |
| ۹ | ایمان اور عمل صالح | ۹۱ |
| ۱۰ | محاسن اسلام | ۹۹ |
| ۱۱ | خدا کی ہستی کا بیان | ۱۱۰ |
| ۱۲ | توحید کا بیان | ۱۲۰ |
| ۱۳ | توحید اور شرک فی العبادت | ۱۲۳ |
| ۱۴ | توحید اور شرک فی العلم | ۱۳۳ |
| ۱۵ | توحید اور شرک فی التصرف | ۱۳۸ |
| ۱۶ | توحید اور شرک فی العادات | ۱۴۸ |
| ۱۷ | مذمت شرک | ۱۵۲ |
| ۱۸ | استقامت | ۱۶۲ |
| ۱۹ | اطاعت رسول | ۱۷۲ |
| ۲۰ | اتباع سنت | ۱۷۸ |
| ۲۱ | اتباع سنت کی خوبی | ۱۸۲ |
| ۲۲ | محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | ۱۸۹ |
| ۲۳ | شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۰۱ |
| ۲۴ | معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۰۸ |
| ۲۵ | فضائل درود شریف | ۲۲۷ |
| ۲۶ | فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۳۹ |
| ۲۷ | فضائل حدیث شریف | ۲۵۳ |
| ۲۸ | مذمت بدعت نمبر۱ | ۲۶۳ |
| ۲۹ | مذمت بدعت نمبر۲ | ۲۷۸ |
| ۳۰ | مذمت بدعت نمبر۳ | ۲۸۶ |
| ۳۱ | فضائل قرآن شریف | ۲۹۴ |
| ۳۲ | امر بالمعروف و نہی عن المنکر | ۳۰۸ |
| ۳۳ | توبہ و استغفار کا بیان | ۳۲۲ |
| ۳۴ | تقوی اور پرہیزگاری کا بیان | ۳۳۶ |
| ۳۵ | فضائل علم و عمل کا بیان | ۳۴۸ |
| ۳۶ | اسلامی اخلاق کا بیان | ۳۶۹ |
| ۳۷ | فضائل طہارت | ۳۸۱ |
| ۳۸ | فضائل صلوۃ | ۳۹۰ |
| ۳۹ | فضائل جمعہ و جماعت | ۴۰۷ |
| ۴۰ | خطبہ جمعہ از تالیف مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید | ۴۲۵ |
| ۴۱ | نماز استسقاء و کسوف | ۴۳۳ |
| ۴۲ | فضائل شعبان و شب برات | ۴۳۸ |
| ۴۳ | فضائل رمضان روزہ سحری افطار وغیرہ | ۴۴۷ |
| ۴۴ | خطبہ عید الفطر | ۴۶۵ |
| ۴۵ | زکوۃ کا بیان | ۴۷۸ |
| ۴۶ | فضائل صدقات | ۴۸۷ |
| ۴۷ | فضائل سخاوت و فیاضی | ۴۹۴ |
| ۴۸ | مذمت بخل | ۵۰۱ |
| ۴۹ | فضول خرچی و میانہ روی | ۵۰۹ |
| ۵۰ | حلال کمائی | ۵۱۸ |
| ۵۱ | مذمت دنیا | ۵۳۳ |
| ۵۲ | زہد و قناعت | ۵۴۴ |



Marfat.com

| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۵۳ | فضائل حرمین شریفین | ۵۵۶ |
| ۵۴ | فضائل عشرۂ ذی الحجہ | ۵۶۳ |
| ۵۵ | خطبہ عید قربان | ۵۷۷ |
| ۵۶ | فضائل ومسائل حج | ۵۹۷ |
| ۵۷ | فضائل محرم اور بدعات محرم | ۶۱۸ |
| ۵۸ | ماہ صفر المظفر | ۶۴۳ |
| ۵۹ | ماہ ربیع الاول ومیلاد شریف | ۶۴۸ |
| ۶۰ | حقوق العباد کا بیان | ۶۵۶ |
| ۶۱ | حقوق الوالدین | ۶۷۰ |
| ۶۲ | حقوق الاولاد | ۶۸۹ |
| ۶۳ | حقوق القرابت وصلہ رحمی | ۶۹۵ |
| ۶۴ | حقوق الزوجین (میاں بیوی کے حقوق) | ۷۰۰ |
| ۶۵ | مزدوروں کا حق | ۷۱۳ |
| ۶۶ | خدمت خلق | ۷۲۱ |
| ۶۷ | خطبہ ۶۶ زبان کی حفاظت | ۷۲۹ |
| ۶۸ | نرم گفتگو | ۷۳۲ |
| ۶۹ | سچ بولو | ۷۳۲ |
| ۷۰ | جھوٹ مت بولو | ۷۳۶ |
| ۷۱ | جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم | ۷۴۰، ۷۴۱ |
| ۷۲ | وعدہ خلافی۔ بہتان اور چغلخوری | ۷۴۳ |
| ۷۳ | دو رخا پن | ۷۴۵ |
| ۷۴ | بے جا تعریف اور چاپلوسی | ۷۴۷ |
| ۷۵ | غیبت | ۷۴۸ |
| ۷۶ | گالی دینا | ۷۵۳ |
| ۷۷ | کافر وفاسق بنانا اور ہنسی اڑانا | ۷۵۹، ۷۶۰ |
| ۷۸ | خاموشی | ۷۶۲ |
| ۷۹ | کلام کے موقع پر چپ رہنا اچھا نہیں ہے اور بات چیت میں چھوٹے بڑے کا خیال رکھ | ۷۶۵ |

| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۸۰ | خوش کلامی | ۷۶۷ |
| ۸۱ | خطبہ ۶۸ مذمت حسد | ۷۶۹ |
| ۸۲ | حسد کی تین قسمیں (ہیں) | ۷۷۶ |
| ۸۳ | اسباب حسد | ۷۷۹ |
| ۸۴ | خطبہ ۶۹ زنا، شراب نوشی و | ۷۸۷ |
| | قماربازی کی مذمت | ۷۸۹ |
| ۸۵ | خطبہ ۷۰ ظلم کی مذمت | ۷۹۰ |
| ۸۶ | خطبہ ۷۱ چوری کی مذمت | ۷۹۵ |
| ۸۷ | غصب | ۸۰۱ |
| ۸۸ | خطبہ ۷۲ ناپ تول میں کمی بیشی کی مذمت | ۸۰۲ |
| ۸۹ | خطبہ ۷۳ تکبر اور خود بینی کی مذمت | ۸۰۴ |
| ۹۰ | خطبہ ۷۴ غصہ کرنے کی مذمت | ۸۰۸ |
| ۹۱ | خطبہ ۷۵ تواضع وحلم اور نرمی کا بیان | ۸۱۱ |
| ۹۲ | خطبہ ۷۶ شرم وحیا کی فضیلت | ۸۱۸ |
| ۹۳ | خطبہ ۷۷ عفت وپاکدامنی کا بیان | ۸۲۳ |
| ۹۴ | خطبہ ۷۸ صبر کی فضیلت کا بیان | ۸۲۸ |
| ۹۵ | خطبہ ۷۹ شکر کی فضیلت کا بیان | ۸۳۳ |
| ۹۶ | خطبہ ۸۰ صلح کی اہمیت وفضیلت | ۸۴۰ |
| ۹۷ | خطبہ ۸۱ مشورہ کی اہمیت | ۸۴۳ |
| ۹۸ | خطبہ ۸۲ اسلامی حقوق | ۸۵۳ |
| ۹۹ | خطبہ ۸۳ ہمسایہ کے حقوق | ۸۷۹ |
| ۱۰۰ | خطبہ ۸۴ عدل وانصاف | ۸۹۳ |
| ۱۰۱ | قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنا | ۹۱۲ |
| ۱۰۲ | ایفاء عہد اور فحشاء | ۹۱۳ |
| ۱۰۳ | منکر کے معنی | ۹۱۶ |
| ۱۰۴ | بغی | ۹۱۷ |


Marfat.com

# ترجمۃ المؤلف

## یعنی

## مختصر حالات حضرت مولٰنا عبد السلام صاحب بستوی

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (قرآن)

یہ دنیا دار العمل ہے۔ سعی و کوشش کی جگہ ہے۔ اور ابتلاء و آزمائش کا مقام ہے۔ یہاں وہی شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو اعمالِ صالحہ کے ذریعہ سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ تیار کرے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ اور کتنی پاکیزہ ہے اُن کی چند روزہ زندگی! جو اس عظیم مقصدِ زیست کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو خدمتِ خلق اور اطاعت خدا و رسول کے لئے وقف کر دیتے ہیں، جنھیں غمِ امروز سے زیادہ فکرِ فردا کی تڑپ ہوتی ہے جن کے قلب میں ہمیشہ فلاحِ آخرت کا جذبہ بیدار رہتا ہے۔ اور اس راہ میں وہ زندگی کے ہر نازک موڑ سے گذر کر بھی منزلِ مقصود تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاریخ کے صفحات میں آپ کو ایسے لوگ بہت کم ملیں گے۔ انھیں خوش نصیب موہوب من اللہ لوگوں میں سے حضرت الاستاذ مولٰنا عبد السلام صاحب بستوی سلفی (متعنا اللہ بطول حیاتہ المبارکۃ) ہیں جو عہدِ پیری میں بھی جواں عزائم رکھتے ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات عوام و خواص، طلباء و علماء غرض کسی طبقہ میں بھی محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ تاہم میں چاہتا ہوں کہ آپ کی پاکیزہ زندگی کے ان گوشوں پر مختصر روشنی ڈال دی جائے، جو اپنے اندر ہزاروں نصائح و عبر لئے ہوئے ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔

آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے، عبد السلام بن شیخ یاد علی بن شیخ خدا بخش بن شیخ ظہور احمد (رحمۃ اللہ علیہم) یوں تو آپ کے اجداد کرام فیض آباد کے باشندے تھے۔ لیکن غدر ۱۸۵۷ء کی قیامت خیز ہولناکیوں میں فیض آباد کو خیر باد کہہ کر ضلع بستی کے موضع بشن پور علاقہ سوہانس نوگڑھ میں سکونت پذیر ہوئے۔

**ولادت اور تعلیم و تربیت** مشاہدات و تجربات شاہد ہیں کہ قدرتِ خداوندی جس سے کوئی نمایاں کام لینا چاہتی ہے۔ اسے اکثر عہدِ طفلی ہی میں ماں

Marfat.com

یا باپ کی آغوشِ شفقت سے جدا کر دیتی ہے۔ شاید اس لئے کہ جو لوگ بچپن ہی سے صدمے اور تکلیفیں اٹھاتے، سرد و گرم اور خشک و تر آزما لیتے ہیں۔ ان کے دل دوسروں سے زیادہ نرم، گداز، حساس اور دردمند ہو جاتے ہیں۔ آئے دن کے حوصلہ شکن واقعات اور روح فرسا حادثات ان کے سامنے آتے ہیں، مگر بمصداق ؏

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج

وہ نہایت ضبط و تحمل کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور سہ

جو طوفانوں میں پلتے جا رہے ہیں — وہی دنیا بدلتے جا رہے ہیں!

کے مطابق زندگی کے ہر نازک موڑ سے ثبات و استقلال کی تصویر بن کر گذر جاتے ہیں۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے ایسی شاہراہ متعین کر جاتے ہیں جس پر گامزن ہوتے ہی منزلِ مقصود کی جھلک مل جاتی ہے۔

آپ کا سنِ ولادت غالباً ۱۳۴۱ھ ہے۔ ابتدائی تعلیم بڑی مشکلات سے ہوسکی اور مختلف اساتذہ سے فیض حاصل کیا، وہ اس طرح ابھی بغدادی قاعدہ ہی پڑھا تھا کہ تعلیم دینے والا کوئی اور نہ مل سکا۔ اس لئے قرآنِ مجید کی تعلیم کے لئے ریاست نیپال کے ایک موضع کھنٹر کی طرف رختِ سفر باندھ دیا۔ وہاں سے کامیاب ہو جانے کے بعد گھر واپس آئے لیکن یہاں کی سکونت راس نہ آسکی۔ اور والدین کے ساتھ کلکتہ مٹیا برج تشریف لے گئے۔ یہاں آکر ایسا غیر معمولی اور صبر آزما حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ کی تعلیمی زندگی کی راہ میں رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے ہو گئے۔ یعنی ابھی آپ کی عمرِ عزیز کی دس بہاریں بھی نہ گزری تھیں کہ قسمت نے والدِ محترم کا سایہ آپ کے سر سے جدا کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ
اس غیر معمولی حادثے نے آپ کے سکون و اطمینان کو یکسر غارت کر دیا۔ اور بے کسی و بے سروسامانی میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔ اب سوائے والدہ محترمہ کے ایسا کوئی نہ تھا جو آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ مبذول کرسکے۔

آپ بچپن ہی سے علم کی تشنگی محسوس کرتے رہے اور اس کے بجھانے کی فکر میں لگے رہے۔ اسلئے بسر اوقات کے لئے آپ نے ایک مل میں ملازمت کرلی۔ دن بھر کام کرتے اور رات کو محلہ کے مختلف لڑکوں سے اردو پڑھتے رہتے۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ سال کے طویل عرصہ تک جاری رہا۔ اس طرح دینیات کی معمولی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بستی وطنِ مالوف کی طرف مراجعت کی۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں مدرسہ مفتاح العلوم بھٹ پورہ میں میاں عبدالرحمٰن صاحب نیپالی سے پڑھیں۔ ایک سال کے بعد ریاست نیپال کے ایک موضع بڑریا میں حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مرحوم کی خدمت میں تشریف لے آئے۔

Marfat.com

وہاں رہ کر گلستاں بوستاں اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ایک سال کے بعد باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے دہلی کی طرف رختِ سفر باندھ دیا۔ اور مدرسہ حمیدیہ صدر بازار منڈی پان میں داخلہ لے لیا۔ مدرسہ رحمانیہ دہلی کے تاسیس کا یہ پہلا سال تھا۔ اس کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی۔ دہلی میں کل چھ ماہ قیام کر کے اور مظاہر علوم سہارنپور میں آ کر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤلف بذل المجہود شرح ابی داؤد کی خدمت میں رہنے لگے۔ حضرت مولانا مرحوم لفظ نسرت سے یاد کئے جاتے تھے۔ حضرت کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ حضرت بہت محبت و شفقت سے پیش آتے۔ کبھی کبھی صرف کے صیغے بھی دریافت فرماتے ایک سال تک آپ نے اپنے ہی سایۂ شفقت میں رکھا۔ اور حضرت مولانا مسعود احمد کے پاس اسباق مقرر فرما دیئے۔ رفقاءِ درس میں مولانا رحمت اللہ صاحب خیراوی اور مولانا عبدالرحیم صاحب حسن پوری وغیرہ بھی تھے۔ مولانا مسعود احمد صاحب سے از سرِ نو عربی کی ابتدائی کتابیں میزان، منشعب، نحو میر، صرف میر، پنج گنج، شرح مأۃ عامل وغیرہ اور مولانا عبدالمجید صاحب سے گلستاں، بوستاں، اخلاقِ محسنی، احسن القواعد وغیرہ پڑھیں۔ دوسرے سال باقاعدہ مدرسہ مظاہر علوم میں داخلہ ہو گیا۔ اور مدرسہ کے نصاب کے مطابق تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ مولانا محمد صدیق صاحب سے کافیہ، شرح تہذیب وغیرہ اور بعض اساتذہ سے قدوری، نور الایضاح، شرح وقایہ، اصول الشاشی وغیرہ قطبی، میر قطبی اور ملا حسن۔ اور مولانا اخلاق احمد صاحب سے نور الانوار، اور مولانا عبدالشکور صاحب ولایتی سے ہدایہ اولین، مختصر المعانی اور مولانا ظہور الحسن صاحب سے شرح جامی مولانا ذکریا صاحب قدوسی سے کنز الدقائق وغیرہ پڑھیں۔ غرض پانچ سال تک مسلسل مدرسہ مظاہر العلوم میں رہ کر مذکورہ بالا کتابیں پڑھیں۔ نحو و صرف، فقہ، اصولِ فقہ، منطق کی اکثر کتابوں کے پڑھنے کے بعد حدیث پڑھنے کا جب وقت آیا تو غور و فکر کر کے مدرسہ رحمانیہ دہلی آنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ رمضان ہی میں دہلی چلے آئے۔ اور رمضان کی تعطیلِ کلاں کی وجہ سے عارضی طور پر مدرسہ زبیدیہ محلہ نواب گنج میں مقیم ہو گئے۔ رمضان کے بعد داخلہ کا امتحان شروع ہوا۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب اعظم گڈھی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اساتذۂ کرام نے امتحان لے کر داخل مدرسہ کیا۔ اور آٹھویں جماعت تک یہاں تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ سے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ بخاری مسلم اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب اعظم گڈھی سے نسائی، شرح چغمینی، شمس بازغہ، تصریح، ہدیہ سعیدیہ، مولانا عبدالرحمٰن صاحب سے جلالین حماسہ، مقامات حریری، متنبی، سبعہ معلقہ، مولانا سکندر علی ہزاروی سے حمد اللہ، صدرا، اقلیدس، شرح عقائد، امور عامہ، میبذی، بیضاوی پڑھیں۔ رحمانیہ سے فارغ ہو کر ندوہ لکھنؤ گئے۔ یہاں طبیعت نہیں لگی۔ پھر تکمیل الطب کالج میں طب پڑھنے کے لئے داخلہ

لے لیا۔ اور نفیسی، سدیدی، کامل الصناعہ وغیرہ کتابیں پڑھیں، اور مدرسہ فرقانیہ میں فلسفہ کی کتاب شرح اشارات پڑھی۔ اسی اثناء میں دوبارہ دورۂ حدیث پڑھنے کا خیال ہوا چنانچہ اس مقصد کے لئے دیوبند تشریف لے گئے۔ اور حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے امورِ عامہ، صدرا، شمس بازغہ وغیرہ کا امتحان لے کر دورۂ حدیث میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ وہاں بھی حضرت مولانا حسین احمد صاحبؒ مدنی کر بخاری اور ترمذی۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب سے مسلم۔ اور حضرت مولانا اصغر حسین میاں صاحبؒ سے ابوداؤد۔ اور حضرت مولانا مرتضیٰ حسنؒ سے طحاوی، ابنِ ماجہ، اور حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ سے مؤطا امام مالکؒ اور مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ سے نسائی اور حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے شمائلِ ترمذی پڑھیں۔ فالحمد للہ رب العلمین۔

دیوبند سے فارغ ہوکر دہلی آئے۔ اور حضرت میاں صاحبؒ کے مدرسہ پھاٹک حبش خاں میں مقیم ہوئے حضرت مولانا سید عبدالحفیظ صاحبؒ سے شرح اسباب اور قانون شیخ پڑھا۔ مولوی فاضل پنجاب کا امتحان دیا۔ اور اجازتِ حدیث کی سند حضرت مولانا احمد اللہ صاحبؒ شیخ الحدیث رحمانیہ اور حضرت مولانا شرف الدین صاحب دہلوی شیخ الحدیث مدرسہ سعیدیہ اور حضرت مولانا عبیداللہ صاحبؒ شیخ الحدیث مدرسہ زبیدیہ اور حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مبارک پوریؒ مؤلف تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی نے دی۔ ان سب اساتذہ کرام کا سلسلہ روایت حدیث حضرت شاہ ولی اللہؒ پر منتہی ہوتا ہے۔ باقی سندیں المکتوب اللطیف الی المحدث الشریف اور مقدمہ غایۃ المقصود، عجالہ نافعہ، الارشاد الی مہمات الاسناد، کتاب لاامم لایقاظ الہمم اور اتحاف الاکابر وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرۃ الاستاذ مولانا موصوف انوار المصابیح ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح کے مقدمہ ص۳۳ میں فرماتے ہیں کہ "خاکسار راقم الحروف کو اپنے اسلاف کے سلک مروارید میں منسلک ہونے کا شرف حاصل ہے ؎

گرچہ از نیکان نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام ! | در ریاض آفرینش رشتۂ گلدستہ ام !
فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا ! | بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس است

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلہم | اذا جمعتنا یا جریر المجامع

ماہِ شوال ۱۳۴۳ھ میں مدرسہ دارالحدیث والقرآن المشہور بہ مدرسہ حاجی علی جان چاندنی چوک دہلی میں حضرت مولانا احمد اللہ صاحب شیخ الحدیث رحمانیہ، حضرت مولانا ضمیر مرزا صاحب نواب لوہارو، حضرت الحاج حضرت مولانا عبدالغفار صاحب آف حاجی علی جان کے توسل سے درسِ حدیث کے لئے رونق افروز ہوئے۔ ۱۶ سال تک برابر اس مدرسہ میں درسِ حدیث دیتے رہے۔

Marfat.com

## نکاح

۱۳۵۰ھ میں شیخ قربان علی صاحب ساکن بھٹ پرا ڈاکخانہ لوٹن ضلع بستی کی دختر نیک اختر ام سلمہ شاہ بانو سے شادی ہوئی۔ اور ۱۳۵۶ھ میں حاجی محمد یعقوب علی صاحب ساکن پڑریا ریاست نیپال کی صاحبزادی ام محمودہ بتول سے نکاح ہوا۔ دونوں زنبقرا ب تک ۱۳۸۶ھ بقید حیات موجود ہیں اور دونوں سے حسب ذیل اولاد ہیں۔

## اولاد

پہلی خاتون سے عبد الرشید جن کی پیدائش ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ بروز سنیچر بعد نماز ظہر موضع بھٹ پرا ضلع بستی میں ہوئی۔ عبد الحلیم ثانی کی پیدائش ۲۱ ذوالقعدہ ۱۳۶۲ھ محلہ نواب گنج دہلی میں ہوئی۔ عبد العزیز کی پیدائش ۶ شوال ۱۳۶۷ھ بروز دوشنبہ موضع ششہنیاں میں ہوئی۔ عبد المنان کی پیدائش ۱۲ جون ۱۹۵۰ء مطابق ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۶۹ھ اتوار کی رات کو ۱۰ بجے محمدی جہاز کے زنانہ ہسپتال میں بمبئی سے دو دن کے فاصلہ پر حج کو جاتے ہوئے سمندر میں ہوئی۔ امتہ کی پیدائش ۲ رجب ۱۳۷۵ھ موضع بھٹ پڑا ضلع بستی میں ہوئی۔ یہ سب بحمد اللہ بقید حیات موجود ہیں۔ اور عبد الحلیم اول ایک ۱۰ اور عبد العظیم دو سال زندہ رہ کر داغ مفارقت دے کر خدا کو پیارے ہو گئے۔

دوسری خاتون سے عبد الحئی جن کی پیدائش ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ محلہ نواب گنج دہلی میں ہوئی۔ عبد الحنان کی ولادت ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ ششہنیاں ضلع بستی میں۔ محمودہ کی پیدائش ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ بروز جمعرات محلہ نواب گنج دہلی میں ہوئی۔ مسعودہ کی پیدائش ۲ صفر ۱۳۶۳ھ اتوار کے دن ششہنیاں میں ہوئی۔ سعیدہ عرف مقصودہ ۶ محرم الحرام ۱۳۷۰ھ کو ششہنیاں میں پیدا ہوئی۔ یہ سب بقید حیات موجود ہیں، اور عبد الصمد ۲۵ روز اور حمیدہ دو سال زندہ رہ کر ذخیرۂ آخرت ہو گئے۔

## تقسیم ملک کی ناگہانی آفت

۱۳۶۶ھ تک مدرسہ حاجی علی جان میں درسِ حدیث کا سلسلہ جاری رہا۔ مگر اسی سال قیامت خیز حادثہ سے وطن مالوف جانا پڑا۔ یہ وہ تاریخی زمانہ تھا جب ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا ملک ہندوستان غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہوا۔ تقریباً سو سال کے بعد جب طوق غلامی سے آزاد ہوئے، تو اس کی خوشی میں اپنے بھائیوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ اور آزادی کی شراب پی کر ایسے بدمست ہوئے کہ آنکھوں پر پردہ پڑ گیا۔ اپنے بیگانے میں امتیاز کا مادہ ختم ہو گیا، چنانچہ دشمنوں کے لئے تیار کئے گئے حربے اپنے ہی بھائیوں پر آزمانے لگے۔ اور ایسی تباہی و بربادی مچی جس کی وجہ سے خاندان کے خاندان اجڑ گئے۔

دہلی چونکہ ملک کا دار الحکومت ہے اس وجہ سے یہ وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ یہاں بھی فتنہ و فساد کے بازار گرم ہوں گے، اور ہلاکو و چنگیز خاں کی سیاہ تاریخ کے اوراق پلٹے جائیں گے۔ اس لئے یہاں کے باشندے

Marfat.com

مطمئن اور خوش تھے۔ جشنِ آزادی کے موقع پر دونوں بھائی برابر شریک رہے۔ تمام شہر کو دوشیزہ کی طرح سنوارا گیا۔ چاندنی چوک اور کمپنی باغ توبقعِ نور بنے ہوئے تھے۔ مولانا کا کتب خانہ اسی چاندنی چوک متصل گھنٹہ گھر کوبہ خاچنکی مسجد حاجی علی جان مرحوم کے شمالی کمرے میں تھا۔ اس سولہ سالہ زندگی میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اور مختلف موضوع پر بہت سی مفید اور نفع بخش کتابیں لکھیں۔ جن میں بہت سی چھپ کر مقبولِ عام و خاص ہوگئیں۔ اور کچھ کتابیں اب تک بھی نہیں چھپ سکیں۔ ان غیر مطبوعہ ہی میں سے بعض خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ جن کے ضائع ہو جانے کا مولانا کو بڑا صدمہ ہے۔

(۱) ابنِ ماجہ کی عربی مطول شرح (۲) الصمصام الباری علی عنق جارح البخاری (۳) خیر المتاعی فی مسائل الرضاع (۴) اللعب بالشطرنج (۵) حقوق الزوجین (۶) متفرق مضامین۔ یہ سب کتابیں اسی کتب خانے میں تھیں ان کے علاوہ مولانا کے پاس اور دیگر مصنفین کی مطبوعات ہزاروں کی تعداد میں تھیں۔ جن کی لاگت تقریباً ۱۶ ہزار روپے کی تھی۔ یہ بیش بہا ذخیرہ شوال ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء کے قیامت خیز حادثہ میں برباد کر دیا گیا۔ اس ناقابلِ تلافی نقصان سے مولانا کے دل و دماغ دونوں ماؤف ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## مراجعت وطن بستی

ان آفات و مصائب کے بعد مراجعت وطن کے وقت راستے میں بہت سا سامان ضائع ہو گیا، اس میں بھی بڑی بڑی بیش بہا اور قیمتی چیزیں تھیں۔ الغرض بہت سی تکلیفیں اُٹھانے کے بعد اپنے وطن بستی پہنچے۔

۲۷ سال کے طویل عرصہ تک دہلی میں قیام کرنے کی وجہ سے وطن کے جدی مکان پر اغیار کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اس لئے مجبوراً عزیزوں میں ٹھہرے۔ لیکن ان لوگوں کے غیر شریفانہ سلوک نے زخم پر نمک پاشی کا کام کیا۔ سچ ہے ؎

بوقت تنگ دستی آشنا بیگانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

بے زر کو اپنے پاس بٹھاتا نہیں کوئی! روتے ہوؤں سے آنکھ ملاتا نہیں کوئی
دریائے بے کنار جوانی اتر گیا موتی کی قدر کیا ہو جو پانی اُتر گیا

المرء فی زمن الاقبال کالشجرۃ والنّاس من حولھا مادامت الثمر حتّی اذا راح عنھا حملھا وانصرفوا وخلفوا تقاسی الحرّ والغبر۔

یہ زخم ابھی مندمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ یکے بعد دیگرے دو بچوں حمیدہ و عبدالعظیم کے انتقال پر ملال

سے رہی سہی عقل بھی جاتی رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیکاری و بیماری اور بعض رشتہ داروں کی بدسلوکی نے پریشانیوں میں مزید اضافہ کردیا۔ کیفیت یہ رہی کہ آپ کہیں اور بچے کس مپرسی کے عالم میں کچھ ضلع بستی میں اور کچھ نیپال کے علاقہ میں تھے۔ کیونکہ اپنا کوئی مکان تھا نہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کرایہ کا مکان بھی نہ ملتا تھا۔ چنانچہ علالت طبع کے باوجود مکان تلاش کرنے نکل پڑے۔ علاقہ نیپال و ضلع بستی کے دورے میں طبیعت کو ایک طرف متوجہ کرنے کے لئے اسلامی تعلیم کا ضائع شدہ حصہ دوبارہ قلمبند کرنا شروع کردیا۔ لیکن کسی جگہ مستقل قیام ہی نہ ہوسکا۔ جہ جائے کہ سکون واطمینان اور فارغ البالی نصیب ہو۔ اس وجہ سے دو ایک صفحہ کسی جگہ اور دو چار ورق کہیں لکھ لیا کرتے تھے۔ مہینوں یہی حالت رہی کہ صبح کہیں اور شام کہیں ؎

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

مکان کی جستجو میں اسٹیٹ الیدٰ پور کے موضع ششہنیاں پہنچے۔ وہاں جناب مولانا عبدالجلیل صاحب رحمانی ناظم دارالعلوم سے گرا پڑا مکان خریدا۔ اس کو دوبارہ تیار کرکے بچوں کو بسایا۔ اسی دوران میں حضرت امین القوم حاجی محمد صالح آف حاجی علی جان صاحب دہلوی مدظلہ کے بغرض طلبی بہت سے خطوط موصول ہوچکے تھے۔ لیکن مولانا ان مذکورہ بالا مجبوریوں کی وجہ سے حاضر خدمت ہونے سے مجبور رہے۔ بالآخر ایک گونہ سکون ہونے کے بعد اگست ۱۹۴۲ء میں دہلی آئے۔ اور ایک ماہ کی بیکاری کے بعد جناب مولانا سید تقریظ احمد صاحب سہسوانی ادام اللہ فیوضہ کی سعی مشکور سے مدرسہ ریاض العلوم مچھلیوالان میں درس حدیث کے مسند پر پھر جلوہ افروز ہوئے۔ خدا کے فضل وکرم سے ۱۳۶۹ھ سے اب تک ۱۳۸۹ھ اس درس وتدریس، تالیف وتصنیف اور فتویٰ نویسی کے اشرف المشاغل میں مصروف ہیں۔

ان اہم تصنیفات کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف ہیں، جن میں سے چند قابل قدر مطبوعات یہ ہیں: فضائل قرآن، فضائل حدیث، کلمہ طیبہ کی فضیلت، کتاب الجمعہ، زبان کی حفاظت، مدت حمل، ایمان مفصل، رسالہ اصول حدیث، چہل حدیث، مصباح المؤمنین ترجمہ بلاغ المبین۔ ماہنامہ الاسلام، جو ہر ماہ پابندی سے شائع ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف مضامین زیر تالیف ہیں۔

**زیارتِ حرمین شریفین** حضرت مولانا محترم نے اب تک تین حج کئے۔ ایک ۱۳۶۳ھ میں، دوسرا ۱۳۷۶ھ میں اور تیسرا ۱۳۸۲ھ میں۔ ان کی تفصیل انوار المصابیح اور دیگر کتب میں ملتی ہے۔

Marfat.com

**اخلاق وعادات** آپ نہایت ہی حلیم الطبع، خلیق، ملنسار، سادہ مزاج اور کم سخن ہیں۔ خلوص و سادگی اور متانت و سنجیدگی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہے۔ لہو و لعب اور دیگر لایعنی باتوں سے بہت دُور اور متنفر رہتے ہیں۔ نام و نمود، تکلف و تصنع اور تعصب و تنگ نظری نام کو نہیں ہے۔ حسنِ اخلاق کے نمونہ اور پیکرِ اخلاص و مروت ہیں، خاکساری اور فروتنی تو گویا ان کے خمیر میں ہے۔ آپ بہت مہمان نواز اور غرباء و طلباء کے خدمت گزار ہیں، نہایت مُتقی اور جفاکش ہیں، آپ بزرگوں کا بہت عزت و احترام کرتے ہیں، اثناءِ درس و تقریر میں بہت عزت سے نام لیتے ہیں۔ مسائل کی تحقیق مدلّل طریقہ سے بیان فرماتے ہیں۔ افراط و تفریط اور اسراف و تبذیر سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ بہت ہی معمولی اور سادہ لباس پہننے کے عادی ہیں۔ فخر و غرور بالکل نہیں ہے۔ درس و تدریس تالیف و تصنیف، کتب بینی تحریر و تقریر اور فتویٰ نویسی آپ کا محبوب شغل ہے۔

**مسلک** آپ سلفی العقیدہ ہیں، کتاب و سنت کے عامل اور انھیں کو اصل اور متبوع سمجھتے ہیں۔ اور فقہائے کرام کے اقوال کو تابع جانتے ہیں۔ جو اقوال کتاب و سنت کے مطابق ہوتے ہیں لے لیتے ہیں اور مخالف کو چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے مسلک کی توضیح فرماتے ہیں کہ

"میں اصولی حیثیت سے ائمہ اربعہ کو حق سمجھتا ہوں اور ان کا احترام کرتا ہوں۔ ان میں سے جس کا قول زیادہ صحیح و قوی اور کتاب و سنت کے موافق پاتا ہوں اسے بسر و چشم قبول کرتا ہوں اور اسی پر فتویٰ دیتا ہوں۔"

غرض آپ عمل اور اعتقادی حیثیت سے سلف صالحین کے ہم مشرب ہم مسلک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ اور آپ کی دینی و اسلامی خدمات کو قبول فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

**وفات** آہ! علم و عمل کی یہ روشن شمع یکم محرم الحرام ۱۳۹۴ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۷۴ء ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی۔ تغمدہُ اللہ برحمتہ۔ (ماخوذ الاعتصام مجریہ ۲۲ محرم ۱۳۹۴ھ ۱۵ فروری ۱۹۷۴ء)

---

**محمد یونس ارشد بلرام پوری**

دہلی ـــ جنوری ۱۹۶۹ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# مقدمۃ الکتاب

اما بعد! خاکسار عبد السلام بستوی سلفی سلمہ اللہ تعالیٰ تمام اسلامی بھائیوں سے عرض گزار ہے، کہ موجودہ دور نہایت ہی نازک اور پُر از فتن ہے، چاروں طرف الحاد و دہریت کا سیلاب ہی سیلاب نظر آرہا ہے، مسلمان بھی اسی سیلاب کی ندر ہوتے جارہے ہیں، ان سیلاب زدہ مسلمانوں کو بچانے کی ضرورت ہے۔ کہ ان کو اچھی باتیں بتائی جائیں اور بری باتوں سے روکا جائے کیونکہ اکثر لوگ ناواقفی کی وجہ سے اسلام کے احکام کو چھوڑتے جارہے ہیں، نہ نماز، روزے کے پابند ہیں اور نہ حج و زکوٰۃ کے خوگر ہیں، اگر کچھ خیال آگیا، تو جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شریک ہو جاتے ہیں، مگر عربی میں خطبہ ہونے کی وجہ سے کچھ ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ حالانکہ وعظ و نصیحت کا بہترین موقع جمعہ کا دن ہے، کہ اس کے خطبے میں اسلامی احکام سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک زمانے میں اپنے خطبات سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں میں اسلامی جوش پیدا کر دیتے تھے، جس سے ان کے ایمان تازہ ہو جاتے، اور وعید و ترہیب سن کر وہ زار و قطار رونے لگتے۔

یہی حال ہر نبی اور رسول کا تھا، کہ اپنی اپنی امت کو ان ہی کی زبان میں خطبہ دیا کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ - (سورہ ابراھیم)

اور ہم نے تمام رسولوں کو ان کی قوم کی زبان میں رسول بنا کر بھیجا، تاکہ وہ اللہ کے حکموں کو ان کے سامنے کھول کھول کر بیان کریں۔

موجودہ زمانے میں اگر خطیب صاحبان قوم کی زبان میں خطبہ دیں، تو ان نبیوں کی سنت کے ساتھ ساتھ لوگوں کے دلوں میں بھی کچھ اثر پیدا ہو، لیکن ہمارے بعض بھائی جمعہ کا خطبہ صرف عربی زبان میں دیتے ہیں، حالانکہ سننے والے عربی زبان بہت کم سمجھتے ہیں، یا پھر سمجھتے ہی نہیں، کیونکہ خطبہ اور وعظ کے معنی

Marfat.com

نصیحت کے ہیں، اور نصیحت اسی وقت مفید ہو سکتی ہے، جبکہ مخاطب اور سننے والا سمجھ سکے، یعنی اس کی زبان میں سمجھایا جائے، اگر اس کی زبان میں نہ سمجھایا جائے تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا، جیسے غیر انگریزی داں کے سامنے انگریزی میں تقریر کرے، یا عربی نہ جاننے والے اندھے کو کنویں میں گرنے سے بچانے کے لیے ایاکَ وَالبِئرَ کہے، اور بار بار ہمدردی اور خیر خواہی کے طور پر عربی ہی میں ایاکَ وَالبِئرَ کہتا رہے، اس کا ترجمہ اور مطلب نہ سمجھائے، تو ظاہر ہے، کہ نابینا کنویں میں گر کر ہلاک ہو جائے گا، ایاکَ وَالبِئرَ کہنے والے کو کچھ ثواب نہیں، بلکہ الٹا عذاب ہوگا، اور اس کی زبان میں اگر وہ کہے، کہ بھائی تیرے راستے میں آگے کنواں ہے، اس سے بچنا، تو وہ اندھا بچنے کی کوشش کر کے ہلاکت سے بچ جائے گا، اور بچانے والے (کہنے والے) کو بھی خیر خواہی کا ثواب ملے گا۔

اسی طرح خطیب صاحبان منبر پر کھڑے ہو کر نہایت خوش الحانی سے عربی زبان میں خطبہ دیں تو ہندوستانی عربی نہ جاننے والے مخاطبین اور حاضرین کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا، جیسے خالی ہاتھ آئے تھے، ویسے ہی خالی چلے جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کے خطبہ میں وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے صحیح مسلم شریف میں ہے،

كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ ۔ آپ خطبہ میں قرآن مجید تلاوت فرما کر لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے،

ابن ماجہ میں ہے

يُذَكِّرُهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ ۔ خطبہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کو بیان فرماتے اور اور لوگوں کو قرآن مجید کا مطلب سمجھاتے تھے۔

---

اور فقہ کی کتابوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، کہ حسب ضرورت خطیب خطبہ میں وعظ و نصیحت کرے اور سمجھائے، چنانچہ کتاب مبسوط میں ہے۔

وَالْخُطْبَةُ كُلُّهَا وَعْظٌ وَأَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ ۔ یعنی خطبہ وعظ و نصیحت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نام ہے۔

یہ مانی ہوئی بات ہے، کہ تعلیم کا اثر اسی وقت ہو سکتا ہے، جب کہ ان کی زبان میں ہو، در مختار میں ہے کہ:

يُعَلِّمُ النَّاسَ فِيْهَا أَحْكَامَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَهٰكَذَا كُلُّ ۔ یعنی امام و خطیب کو چاہیے، کہ رمضان المبارک کے آخری خطبہ میں صدقہ فطر کے حکموں کو سکھائے اور سمجھائے اسی

Marfat.com

حُكِمَ احْتِيجَ إِلَيْهِ لِأَنَّ الْخُطْبَةَ شُرِعَتْ لِلتَّعْلِيمِ — طرح ان تمام مسئلوں کو سمجھا رہے، جن کی ضرورت پیش آئے، کیونکہ خطبہ کا مقصد تعلیم اور سمجھانا ہی ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں، کہ فارسی زبان میں اگر خطبہ دے تو جائز ہے، چنانچہ نہایہ میں ہے۔

فَعِنْدَهُ يَجُوزُ بِالْفَارِسِيَّةِ ، — یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فارسی زبان میں خطبہ دینا جائز ہے،

جامع المضمرات و مجتبیٰ اور فتاویٰ سراجیہ اور فتاویٰ شامی میں بھی اسی طرح سے ہے، جب فارسی میں خطبہ دینا جائز ہے، تو اردو میں، اور عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی جائز ہی ہو سکتا ہے، ہم نے اس مسئلہ کی پوری تفصیل و تحقیق "البرهان القاطع لاثبات الخطبة بلسان السامع" اور کتاب الجمعۃ میں کی ہے،

خطبہ کو نماز پہ قیاس کرنا درست نہیں ہے، نماز میں قرآن شریف کا پڑھنا فرض ہے، اور خطبہ میں قرآن مجید کا پڑھنا ضروری نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (مزمل) قرآن مجید میں سے جو آسان ہو پڑھ لیا کرو

لفظ فَاقْرَءُوا امر کا صیغہ ہے، جو وجوب کے لیے ہے، اور لفظ مِنَ الْقُرْآنِ - مَا تَيَسَّرَ کا بیان ہے، لہذا نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا فرض ہے، اور قرآن اس مخصوص علم عربی کا نام ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور متواتر نقل سے ہم تک پہنچا ہے، اگر نماز میں فارسی، اردو وغیرہ ترجمہ کر کے پڑھا جائے تو جائز نہیں ہوگا، کیونکہ وہ عربی نہیں ہے، اور خطبہ میں یہ شرط نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید، حدیث شریف اور اس کے موافق جو ہو پڑھ سکتے ہیں۔

خاکسار راقم الحروف نے اسلامی خطبات کے نام سے چند خطبات کی ترتیب دی ہے، تاکہ عربی نہ جاننے والے اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور ان کو اختیار ہے کہ عربی خطبوں کو مع اردو کے پڑھ کر سنادیں یا صرف عربی خطبہ پر اکتفا کریں، اسی لیے شروع میں عربی خطبہ کے ساتھ قرآن مجید کی آیتیں اور حدیثیں مضمون کے مطابق لکھ کر ان کا ترجمہ اور عام فہم مطلب سمجھایا ہے، اور کہیں کہیں مضمون کی تائید میں حدیث کا سچا واقعہ بھی بیان کر دیا ہے، اور بس ے

ما قصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم — از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

جمعہ کے علاوہ وعظ و نصیحت کے طور پر ان خطبوں کو جلسوں میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے، کچھ خطبے لمبے اور کچھ مختصر ہیں، اگر جمعہ میں پڑھنا ہے، تو خطیب کو سامعین کا لحاظ اور

Marfat.com

وقت کی پابندی کرکے پڑھنا چاہیئے، یہ ضروری نہیں ہے، کہ ایک ہی جمعہ میں پورا خطبہ پڑھا جائے بلکہ آدھا آدھا یا وقت کے لحاظ سے جتنا بھی پڑھا جائے پڑھ سکتے ہیں، پہلے خطبے "اخلاص" کے بعد خطبہ دوم بھی عربی میں لکھ دیا گیا ہے، تاکہ خطبہ اول کے ختم کرنے کے بعد اور قعدہ کرکے دوسرا خطبہ مختصر عربی میں پڑھ دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے دو خطبے دیا کرتے تھے، اور دونوں کے درمیان تھوڑی سی دیر کے لیے بیٹھ جایا کرتے تھے، حتی الامکان آپ مختصر خطبہ دیا کرتے تھے اور مختصر خطبہ دینے کی تاکید بھی فرمایا کرتے تھے جیساکہ مسلم شریف میں ہے:

اِنَّ طُوْلَ صَلٰوۃِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِہٖ مَئِنَّۃٌ مِّنْ فِقْہِہٖ فَاَطِیْلُوا الصَّلٰوۃَ وَاقْصِرُوا الْخُطْبَۃَ ۔

یعنی نماز کا لمبا کرنا خطبہ کا مختصر کرنا آدمی کی دانائی کی علامت ہے، پس نماز لمبی کرو اور خطبہ مختصر

اگر خطبہ سننے والے دیر تک خطبہ سننے کے مشتاق ہیں، تو لمبا خطبہ بھی دیا جاسکتا ہے، خطبائے عظام سے گذارش ہے، کہ سب مسلمانوں کے لیے دعاؤں کے ساتھ ساتھ خاکسار راقم الحروف کو بھی دعا خیر میں یاد فرمالیں، تو بڑا احسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس دینی خدمت کو قبول فرماکر سعادت دارین کا ذریعہ بنائے آمین،

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

امیدوار قبولیت

**عبدالسلام بستوی سلفی**

مدیر ماہنامہ "الاسلام"، مچھلی والان اردو بازار، دہلی

مؤرخہ

۲۷ رجب ۱۳۸۷ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۶۷ء

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# خطبہ ۱ اخلاص کے بیان میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (سورۃ البینۃ)

سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ ہم سب اس کی خوبی بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد اور معافی چاہتے ہیں اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں، اور اپنے نفسوں کی برائی اور اپنے کاموں کی برائی سے اللہ ہی کی پناہ چاہتے ہیں، کیونکہ جس کو خدا راہ پر لگادے اس کو کوئی بے راہ کرنے والا نہیں اور جس کو بے راہ کردے اسے کوئی راہ بتانے والا نہیں ہے ہم سب اس کی گواہی دیتے ہیں، کہ اللہ ہی ایک سچا معبود ہے، اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے، وہ ایک اکیلا ہے، اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ کو حق کے ذریعہ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کے بھیجا اس کے بعد یہ معلوم کرو، کہ اللہ کی کتاب سب کتابوں سے بہتر ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سب طریقوں سے اچھا ہے، اور سب کاموں سے برے کام دین میں نئے کام ہیں، اور ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی دوزخ کی طرف لے جانے والی ہے جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا، وہ کامیاب ہوگا، اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا، وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، میں اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔ اور اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا

مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا، کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں ایک طرف ہو کر، اور نماز قائم رکھیں، اور زکوٰۃ ادا کریں۔ یہی مضبوط دین ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں اور رسولوں کو یہی حکم دیا تھا، کہ اخلاص کے ساتھ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔

عربی لغت میں اخلاص کے معنی خالص کرنے کے ہیں، اور اسلامی محاورہ میں اس نیک کام کو کہتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی کے لیے کیا جائے اس میں ریا و نمود اور اپنی دنیاوی غرض اور طلب شہرت یا طلب معاوضہ اور حصول منفعت وغیرہ کے لیے ہرگز نہ ہو، اسی کو احسان بھی کہتے ہیں، حدیث شریف میں ہے، کہ حضرت جبرائیل ؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (بخاری)

مجھے احسان کے متعلق بتایئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے، کہ تم خدا کی عبادت اس طرح کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، اگر تم نہیں دیکھتے، تو وہ تم کو ضرور دیکھ رہا ہے

ہر عبادت کا دارومدار اسی احسان اور اخلاص پر ہے، ایمان اور دیگر اسلامی ارکان کی قبولیت اسی اخلاص پر موقوف ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ؕ (سورۃ الزمر)

یعنی اللہ کی عبادت وا طاعت دل سے، اور خلوص اعتقاد سے کرو۔

عبادت قلبی، بدنی، روحانی، مالی اور ہر قسم کی اطاعت میں اخلاص پہلا رکن اعظم ہے، ایمان میں بھی اخلاص پہلا رکن ہے، اگر ایمان میں اخلاص نہیں، تو وہ نفاق ہے، قرآن مجید میں مشرکین و منافقین کو اسی لیے برا کہا گیا ہے، کہ وہ نیک کاموں میں ریا و نمود کے طور پر دوسروں کو بھی شریک کر لیا کرتے تھے، لا الٰہ الا اللہ کا یہی مطلب ہے، کہ اللہ ہی سچا معبود ہے، اور ہم سب اس کے بندے اور غلام ہیں تو بندگی اور غلامی کا یہی تقاضا ہے، کہ جو بھی نیک کام کرے، وہ صرف اپنے معبود آقا کے لیے ہو، اس میں اسی کی مرضی مقصود ہو، اور اس کے علاوہ اور کسی کو خوش کرنا نہ ہو،

قرآن مجید، اور حدیث شریف میں اخلاص کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے، اور سب رسولوں کو اسی کام کے لیے مبعوث کیا گیا تھا، جیسا کہ فرمایا:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا

اور آپ سے پہلے جتنے رسول ہم نے بھیجے، سب کی طرف یہی حکم بھیجا، کہ میرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، لہٰذا تم

Marfat.com

فَاعْبُدُوْنِ (سورۃ الانبیاء) سب میری عبادت کرو۔

اخلاص بہت بڑی چیز ہے، جس نے اخلاص حاصل کر لیا اس نے نفس پر قابو پا لیا، اور جس نے نفس پر قابو پا لیا، اس نے خدا کو راضی کر لیا، درحقیقت انسان کا بہت بڑا دشمن خود اس کا نفس ہے، یہی برائیوں کی طرف لے جاتا ہے، بلکہ بسا اوقات اپنے نفس کی خود پوجا کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (سورۃ الفرقان) تم نے اس کو بھی دیکھا کہ جس نے اپنی خواہشوں کو معبود بنا لیا ہے۔

یہ نفس ہر کام کو اپنی مرضی کے مطابق کرنا کرانا چاہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق کرانا چاہتا ہے، تو جب انسان ہر کام کو اللہ کے لیے اور اللہ کی مرضی کے مطابق کرے گا، تو گویا نفس کی خواہش کو اس نے کچل دیا، اور اس کے کچلنے سے نفس کی خواہش و قوت ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی نفس کشی کا نام عبادت و اطاعت ہے، پس اخلاص ہی سے ضبط نفس کی صفت و حقیقت پیدا ہوتی ہے، اور یہ بہت بڑی چیز ہے سب عبادتوں میں رکن اعظم اور جزو لاینفک ہے، بغیر اخلاص کے کوئی عبادت اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے، اس لیے قرآن مجید میں فرمایا:۔

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۔ (سورۃ الزمر)

آپ فرما دیجیے، کہ مجھے حکم دیا گیا ہے، کہ میں اطاعت گذاری کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس کی عبادت کروں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے، کہ میں پہلا فرمانبردار بنوں، کہہ دیجیے کہ میں ڈرتا ہوں اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں بڑے دن کے عذاب سے، فرما دیجیے کہ اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اپنی اطاعت گذاری کو اس کے لیے خالص کر کے تو تم اے نافرمانو خدا کو چھوڑ کر جس کی چاہو عبادت کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر قلبی، لسانی و مالی عبادت و اطاعت کا پہلا رکن اعظم اخلاص ہی ہے جو خالص اللہ ہی کے لیے ہو، اس میں کسی قسم کی ظاہری و باطنی بت پرستی و نفسانی خواہشات کو دخل نہ ہو، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو، اور بس۔

ہم جو کام کرتے ہیں، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک مادی جو ہمارے جسمانی اعضاء کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے، اور دوسری روحانی، جس کا تخیل ہمارے دل کے ارادہ، نیت اور کام کی اندرونی غرض و غایت

Marfat.com

سے تیار ہوتا ہے، کام کی بقا اور برکت دین و دنیا دونوں میں اسی روحانی پیکر کے حسن و قبح اور ضعف و قوت کی بنا پر ہوتی ہے، انسانی اعمال کی پوری تاریخ اس دعویٰ کے ثبوت میں ہے، اسی لیے اس اخلاص کے بغیر اسلام میں نہ تو عبادت قبول ہوتی ہے، اور نہ اخلاق و معاملات عبادت کا درجہ پاتے ہیں، اس لیے ضرورت ہے، کہ ہر کام کے شروع کرتے وقت ہم اپنی نیت کو غیر مخلصانہ غرض و غایت سے پاک صاف رکھیں، اسی نکتہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْاِلٰی اِمْرَاَةٍ یَنْکِحُهَا فَهِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْہِ (بخاری)

سب کاموں کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہے، پس جو حصول دنیا کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کرے، تو اس کی ہجرت اسی کام کے لیے ہے۔

یعنی نیک کاموں کی صحت اور اعتبار نیت پر موقوف ہے، اگر نیت اچھی ہے، اور وہ کام صرف خدا ہی کے لیے ہے، تو وہ مقبول ہے، اگر نیت اچھی نہیں ہے، اور اس کام کی بنیاد اخلاص پر نہیں ہے، تو وہ مردود ہے، ہجرت کا بہت بڑا درجہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہو، تو ثواب ہے، اور اگر حصول زر یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو، تو بس اسی کے لیے ہجرت ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں، اسی اخلاص کو تقویٰ کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (سورۃ الحج)

اللہ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے، اور نہ ان کے خون، بلکہ اسے تو تمہارے دلوں کی پرہیزگاری پہنچتی ہے

وہ کھاتا پیتا نہیں ہے، وہ ان سب چیزوں سے بے نیاز ہے، وہ صرف تمہارے دلوں کے تقویٰ اور اخلاص کو دیکھتا ہے، کہ یہ کام کس ارادہ اور نیت سے کیا ہے، اگر دلوں میں اخلاص، خلوص اور تقویٰ ہے، تو خوش ورنہ نہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ (مسلم)

اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے،

کہ تمہارے دلوں میں اخلاص ہے یا نہیں، اگر اخلاص ہے، تو وہ عمل مقبول اور خدا خوش ہے، اور اگر اخلاص نہیں تو خدا ناخوش ہے، دراصل ایمان و اخلاص دونوں ایک ہی ہیں، کیونکہ لا الٰہ الا اللہ ایمان ہے اور اس میں ہر غیر مخلصانہ کام کی نفی ہے، اس لیے یہی اخلاص بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا، کہ:۔

Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ الْاِخْلَاصُ. (بیہقی۔ ترغیب)

اے اللہ کے رسول ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، اخلاص۔

اخلاص والے سے اللہ تعالیٰ خوش رہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا عَلَى الْاِخْلَاصِ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ فَارَقَهَا وَاللّٰهُ عَنْهُ رَاضٍ (ابن ماجہ)

جو دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ اللہ وحدہ لا شریک کے لیے اخلاص والا ہو، اور نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔

اخلاص والوں ہی کی برکت سے دنیا قائم ہے، اور ان ہی کی برکت سے لوگوں کی امداد ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَاِخْلَاصِهِمْ (نسائی شریف)

اللہ تعالیٰ امداد کرتا ہے، اس امت کی ان کے ضعیفوں کی دعاؤں، اور ان کی نمازوں، اور ان کے اخلاص کی برکت سے۔

طُوْبٰى لِلْمُخْلِصِيْنَ اُولٰٓئِكَ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى وَتَنْجَلِيْ عَنْهُمْ كُلُّ فِتْنَةٍ ظَلْمَاءَ (بیہقی)

مبارک اور خوش خبری ہو، اخلاص والوں کے لیے جو ہدایت کے چراغ ہیں، ان ہی کے ذریعہ تمام سیاہ فتنے دور ہو جاتے ہیں۔

خلوص نیت کے ساتھ کام کرنے سے دین و دنیا دونوں جہان میں سرخ روئی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا میں ہر شخص ان سے محبت کرتا ہے، اور بغیر شہرت چاہے شہرت نصیب ہو جاتی ہے، وہ سب کے محسن شمار ہوتے ہیں، ان کے اخلاص کے سرچشمے سے لوگ فیضیاب ہوتے ہیں، ان کے خلوص کے روشن چراغ سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ان کے خلوص کے فیض و برکت سے سخت سے سخت فتنے دب جاتے ہیں، آفتیں اور مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں، ان کی تھوڑی نیکی بھی کافی ہو جاتی ہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے، تو میں نے عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِيْ قَالَ اَخْلِصْ دِيْنَكَ يَكْفِكَ الْعَمَلُ الْقَلِيْلُ (حاکم، ترغیب)

اے اللہ کے رسول مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا اپنے دین میں اخلاص رکھو، تھوڑا کام بھی تم کو کافی ہوگا۔

خالص عملوں کے وسیلہ سے اگر آئی ہوئی مصیبت کے دور کرنے کے لیے دعا کی جائے، تو اللہ تعالیٰ اخلاص والے عملوں کی برکت سے اس مصیبت کو ہٹا دیتا ہے، اس کا اندازہ ذیل کی سچی حکایت سے کر سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ پہلے زمانے کے تین آدمی جا رہے تھے، رات کا وقت

Marfat.com

ہوا اور بارش ہونے لگی، توان تینوں نے بارش سے بچنے کے لیے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ اختیار کی اتفاقاً اوپر سے ایک چٹان پتھر کی گری جس سے غار کا منہ بند ہوگیا، توان لوگوں نے کہا:۔

لا یُنْجِیْکُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰی بِصَالِحِ أَعْمَالِکُمْ — اس بڑی چٹان سے نجات پانے اور بچنے کا سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ تم اپنے نیک اور خالص عملوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

توان میں سے ایک نے کہا، خدایا! میرا گزارہ صرف بکریوں پر تھا، بکریاں چراتا تھا، اور ان ہی کے دودھ سے تمام گھر والوں کی پرورش کرتا تھا، چونکہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہو چکے تھے، اس لیے میں ان سے پہلے کسی گھر والے کو دودھ نہیں پلاتا تھا، بلکہ پہلے ان کو پلاتا، پھر بال بچوں کو پلاتا، اتفاق سے ایک روز مجھے درختوں کے پتے لینے کے لیے دور جانا پڑا، اور میں اتنی دیر میں واپس آیا، کہ والدین سو چکے تھے، میں نے حسب دستور دودھ دوہا، والدین کے حصہ کا دودھ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا، تو وہ دونوں چونکہ سو گئے تھے، ادب کی وجہ سے جگانا مناسب نہ سمجھا، اور بغیر ان کے پلائے کسی گھر والے کو پلانا مناسب بھی نہیں سمجھتا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ دودھ کا کٹورا لیے میں ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا، کہ جب ان کی آنکھ خود بخود کھلے گی، تو دودھ پیش خدمت کر دوں گا، اس انتظار میں صبح ہوگئی، اور میرے بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے، مگر ان کی میں نے کچھ پرواہ نہ کی، جب یہ صبح کو بیدار ہوئے تو دودھ پیا۔

اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ — اے اللہ اگر میں نے اس کام کو تیری خوشنودی اور تیری مرضی کے لیے کیا ہو، تو اس چٹان کو ہٹا دے۔

چنانچہ اس اخلاص عمل کی وجہ سے فوراً وہ چٹان صرف اتنی ہٹی، کہ وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے، اس لیے دوسرے کی باری آئی، اور دوسرے نے کہا، کہ

اے اللہ! تو خوب جانتا ہے، کہ مجھ کو اپنے چچا کی لڑکی سے بہت محبت تھی، اور میں اس سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا، وہ بچتی رہی اور میرے قبضے میں نہیں آئی، یہاں تک کہ ایک سال، قحط سالی کے زمانے میں معاشی حالت خراب ہوگئی، بہت مجبور ہو کر وہ میرے پاس آئی، اور قرض کی درخواست کی، میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیے، کہ وہ اپنے آپ کو میرے حوالہ کر دے، اور میری مراد پوری کر دے وہ اس کام پر رضامند ہوگئی، جب میں ہر طرح اس پر قابو پا چکا، اور اس برے کام کے لیے بالکل آمادہ ہوگیا، تو اس نے کہا اِتَّقِ اللّٰهَ. خدا سے ڈر جا، اور ناحق اس مہر کو مت توڑ یہ تیرے لیے حلال نہیں، میں اس سے ہٹ گیا، حالانکہ مجھے اس سے بہت محبت تھی، اور ان اشرفیوں کو بھی بلا معاوضہ چھوڑ دیا۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَآءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ،
الٰہی اگر میں نے اس کام کو محض تیری رضامندی کیلئے کیا ہو تو اس چٹان کو ہم سے ہٹادے، جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔

چنانچہ وہ چٹان کچھ اور ہٹ گئی لیکن نکلنے کے قابل راستہ نہ ہو سکا۔ اس پتے تیسرے کی باری آئی اس نے کہا۔

اے اللہ! میں نے ایک مرتبہ مزدوروں سے کچھ کام لیا، سوائے ایک کے سب کی مزدوری دے دی، وہ اپنی مزدوری کو چھوڑ کر چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری کو زراعت پر لگا دیا، اور اس سے بہت ترقی ہو گئی، ایک زمانہ کے بعد وہ مزدور آیا، اور اپنی مزدوری طلب کی، میں نے اس سے کہا، کہ یہ سب کچھ اونٹ، گائے، بیل، بکریاں اور غلام وغیرہ سب تیرے ہیں، سب لے جا اس نے کہا، اے اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا، میں مذاق نہیں کرتا، جب اس کو یقین آگیا، تب وہ سب کچھ لے کر چلا گیا،

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَآءَ وَجْھِکَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْہِ،
اے اللہ اگر میں نے اس کام کو تیری رضامندی کے لیے کیا ہو، تو اس چٹان کو ہٹادے تاکہ ہم باہر نکل جائیں۔

چنانچہ وہ چٹان اور ہٹ گئی، اور سب باہر نکل آئے (بخاری شریف)

آپ نے اس اخلاص عمل کے اثر کو دیکھا، کہ اخلاص نے ان کی مصیبتوں کو دور کر دیا، اللہ تعالےٰ اخلاص کو قبول فرماتا ہے، اور اسی سے خوش ہوتا ہے، حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصًا وَّابْتُغِیَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ (طبرانی۔ ترغیب)
اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتا ہے، جو خالص اسی کے لیے کیا گیا ہو، اور اس کی رضامندی چاہی گئی ہو۔

خالص اور سچی نیت پر ثواب ملتا ہے، اگرچہ وہ کام نہ کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نیکی کا ارادہ کرے، اور وہ اس کام کو کسی وجہ سے نہ کر سکے، تو ایک نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور جو اس کا ارادہ کرے، اور پھر اس کام کو کر بھی لے، تو دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے بعض صورتوں میں سات سو نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور اگر گناہ کا ارادہ کیا، اور اس برے کام کو خدا کے خوف سے نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا ثواب لکھتا ہے، اور اگر اس کام کو کر لیا، تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے (ترغیب، بخاری)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا، کہ نیک کام کا ارادہ کرنے سے بھی نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے، اگرچہ اس کام کو نہ کر سکے، اور اگر کرے، تو اس سے سات سو تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں، مثلاً اگر تم آخر شب میں تہجد کا ارادہ کرو، اور سچی نیت کر لو، لیکن آخر شب میں بیدار نہ ہو سکے تو تہجد کا ثواب مل جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

مَنْ اَتٰی فِرَاشَہٗ وَھُوَ یَنْوِیْ اَنْ یَّقُوْمَ
جو اپنے بستر پر آیا، کہ اس نے یہ نیت کی کہ رات کو اٹھ کر نماز

Marfat.com

فَغَلَبَتْہُ عَیْنُہٗ حَتّٰی اَصْبَحَ کُتِبَ لَہٗ مَا نَوٰی وَکَانَ نَوْمُہٗ صَدَقَۃً عَلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ (ابن ماجہ۔ نسائی)

پڑھے گا، لیکن وہ سوجائے اور صبح تک آنکھ نہ کھلی تو اس نے جو نیت کی تھی، وہ لکھی گئی، اور نیند (سونا) اس کے رب کی طرف سے صدقہ ہے۔

یہ اخلاص کی برکت ہے، کہ تہجد کا ثواب بھی نامۂ اعمال میں لکھا گیا، اور رات بھر سوتے بھی رہے اور اگر اسی سونے کی حالت میں مر بھی جائے۔ تو تہجد پڑھنے والوں میں لکھے جائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

اِنَّمَا تُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ (ابن ماجہ) لوگ اپنی نیتوں پر قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک سے واپس آرہے تھے، تو آپ نے فرمایا، مدینہ میں کچھ لوگ ایسے رہ گئے تھے، کہ وہ ہر ایک موقع پر اس جنگ میں تمہارے ساتھ ساتھ رہے ہیں، ہم نے عرض کیا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا عذر کی وجہ وہ رکے رہے ہیں اور نیت کے اعتبار سے تمہارے ساتھ رہے ہیں اس لیے وہ بھی اس خلوص نیت کی وجہ سے مجاہدین میں شامل ہیں (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ خلوص نیت کی وجہ سے انسان بڑے بڑے درجے حاصل کرسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے، ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالےٰ نے مال اور علم دیا ہو، اور وہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہو، اور صلہ رحمی کرتا ہو، اور جانتا ہو کہ اس مال وعلم میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے (ان دونوں کے حق ادا کرتا رہے ہو تو یہ افضل المنازل بڑے مرتبے کے لوگوں میں سے ہے، دوسرا وہ ہے کہ جس کو اللہ نے علم تو دیا لیکن مال سے محروم ہو فَھُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ (اور اس کی نیت سچی ہو) کہتا ہو، اگر میرے پاس مال ہوتا، تو میں بھی اس طرح اللہ کے راستے میں خرچ کرتا، جس طرح فلاں شخص خرچ کرتا ہے، فَھُوَ بِنِیَّتِہٖ فَاَجْرُھُمَا سَوَآءٌ تو یہ اپنی خالص نیت کی وجہ سے، اور پہلا شخص خرچ کرنے والا دونوں ثواب میں برابر ہیں، تیسرا وہ شخص ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو، اور علم نہیں دیا، تو وہ اپنا مال بے قاعدگی کے ساتھ بے سمجھے بوجھے خرچ کرتا ہو، نہ اس میں خدا سے ڈرتا ہو، اور نہ حق والوں کے حق ادا کرکے صلہ رحمی کرتا ہو، اور نہ اس میں اللہ ہی کے حق کو جانتا ہو، بلکہ نڈر ہوکر شراب وکباب، کھیل تماشا اور ناچ گانوں میں اڑاتا ہو، فَھٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، تو یہ سب سے برے مرتبے والا ہے، چوتھا وہ شخص ہے، جس کو خدا نے نہ تو مال دیا ہو، نہ ہی علم، وہ کہتا ہے، کہ اگر میرے پاس مال ہوتا، تو میں فلاں شخص (قسم سوم) کی طرح خرچ کرتا فَھُوَ بِنِیَّتِہٖ، تو وہ اپنی بری نیت کی وجہ سے خود اور اس سے پہلا شخص دونوں

Marfat.com

گناہ میں برابر ہیں (احمد، ترمذی)

پیارے بھائیو! تم ہر ایک کام میں اخلاص پیدا کرو، جو کام بھی کرو، پہلے نیت کو پاک وصاف کر لو تاکہ تمہارا کام مقبول ہو، اور تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ، ریا، نمود، نمائش، دکھاوے سے بچو، ریا کی برائی کے متعلق رسول اللہ علیہ وسلم نے ذیل کی حدیثوں میں فرمایا ہے، تم انہیں غور سے پڑھو،

(۱) مَنْ صَامَ يُرَائِي فَقَدْ اَشْرَكَ　　جس نے دکھانے کے لیے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا۔

(۲) وَمَنْ صَلّٰى يُرَائِي فَقَدْ اَشْرَكَ　　اور جس نے دکھانے کے لیے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا۔

(۳) وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ اَشْرَكَ (بیہقی)　　اور جس نے دکھانے کے لیے صدقہ وخیرات کیا اس نے شرک کیا۔

آپ حضرات کو یہ معلوم ہے، کہ شرک بہت بڑا گناہ ہے، اور شرک کرنے والے کو اللہ ہرگز نہ بخشے گا اور اس شرک سے سارے اعمال بے کار ہو جاتے ہیں، لہٰذا ریا سے بچنا چاہیے۔ اس لیے کہ ریا کار سب سے پہلے دوزخ میں جائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ قیامت کے دن سب سے پہلے شہید کا فیصلہ کیا جائے گا، میدان حشر میں خدا کے سامنے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا تم نے ان نعمتوں کے مقابلہ میں کیا عمل کیا؟ شہید جواب دے گا قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ۔ یعنی میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کَذَبْتَ، تو جھوٹ بکتا ہے، میری راہ میں میری خوشنودی کے لیے جہاد نہیں کیا ہے، بلکہ اس لیے قتال وجہاد کیا ہے، تاکہ لوگ کہیں، کہ فلاں شخص کیسا بہادر اور پہلوان ہے۔ فَقَدْ قِيْلَ۔۔ پس یہ تو کہا گیا، اور دنیا میں تیری بڑی تعریف وتوصیف کی گئی۔

ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ۔　　پس حکم دیا جائے گا، اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔

دوسرے قاری اور عالم کا حساب لیا جائے گا، جب وہ خدا کے سامنے پیش ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا۔ تم نے کیا عمل کیا؟ ان نعمتوں کی کیا شکر گذاری کی؟ وہ جواب دے گا، میں نے علم کو سیکھا اور سکھایا، اور آپ کی رضامندی کے لیے قرآن شریف پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا "کَذَبْتَ" تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے یہ کام میرے لیے نہیں کیا، بلکہ اس لیے کیا، کہ لوگ تجھے عالم اور قاری کہیں "فَقَدْ قِيْلَ" پس تو یہ کہا گیا، اور تیرا مقصد پورا ہو گیا، اس کو بھی منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر ایک سخی کو لایا جائے گا، جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت ساری دولت اور ہر قسم کا مال دے رکھا تھا

Marfat.com

وہ اللہ کے سامنے حاضر ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے بھی اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، پھر تم نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا سب تیری راہ میں خرچ کر دیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ کہتا ہے۔ بلکہ تو نے اس لیے خرچ کیا ہے، تاکہ لوگ کہیں فلاں آدمی سخی ہے، تجھے یہ کہا گیا، پھر حکم دیا جائے گا، اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا، یہ فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أُولَٰئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ تُسْعَرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترغیب)

یہ تینوں سب سے پہلے دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور قیامت کے دن جہنم سب سے پہلے انہی تینوں سے بھڑکائی جائے گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْيَسِيرُ مِنَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ (ترغیب)

معمولی ریا بھی شرک ہے۔

اور یہی شرک اصغر ہے، آپ نے فرمایا، مجھے شرک اصغر کا خوف ہے، صحابہؓ نے عرض کیا شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ریا اور دکھاوا، یعنی جو کام لوگوں کے دکھانے کے لیے کیا جائے وہ شرک اصغر ہے (ترغیب، مشکوٰۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ۔ جو شہرت اور سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا، تو قیامت کے دن اللہ اس کے عیبوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرمائے گا، اور لوگوں کو سنا دے گا، کہ یہ شخص دنیا میں ریاکار تھا (بخاری شریف)

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ۔ أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ۔ میں سب شریکوں کے حصے سے بے نیاز ہوں، جب کوئی ایسا کام کرتا ہے، جس میں دوسروں کو بھی شریک کر لیتا ہے، تو اس کو اور اس کے شریک کو اس کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں، جو حشر شرک کا وہی اس کا بھی (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ۔

جب حزن (غم کے کنویں) سے تم اللہ کی پناہ مانگو۔

صحابہؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! جب الحزن کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، جہنم میں ایک گڑھا ہے جس سے دوزخ روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، صحابہؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! وَمَنْ يَدْخُلُهُ اس میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا، اَلْقُرَّاءُ الْمُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ (ترمذی)، وہ قاری اور پڑھنے والے جو لوگوں کے دکھلانے کے واسطے پڑھتے اور عمل کرتے ہیں، اور آپؐ نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَمَلًا فِيهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ

جس عمل میں رائی کے دانہ کے برابر ریا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس

Marfat.com

خَرْدَلٍ مِّنْ رِيَاءٍ (ترغیب) عمل کو قبول نہیں فرمائے گا

اور نہ اس کا بدلہ دے گا۔ بلکہ فرمائے گا جس کو دکھانے کے لیے عمل کیا ہے۔ اس سے جا کہ بدلہ لے لو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب کو جمع کرے گا۔ تو ایک ندا کرنے والا ندا دے گا کہ جس نے ایسا کام کیا ہے، کہ اللہ کے ساتھ دوسرے کو بھی شریک کر لیا ہے۔

فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ تو اس کا ثواب غیر اللہ سے طلب کرے

کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام شرکا سے بے نیاز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝

جو آخرت کی کھیتی چاہے۔ تو ہم اس کی کھیتی میں زیادتی کر دیتے ہیں، اور جو دنیا کی کھیتی چاہے تو ہم اسے دنیا میں دے دیتے ہیں، اور اسے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ملے گا۔

اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ھود)

جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتا ہے تو دنیا میں ہم اس کو پورا پورا بدلہ بلا کمی کے دے دیتے ہیں، ان لوگوں کے لیے آخرت میں سوائے دوزخ کے کچھ نہیں ہے، اور ان کے سارے اعمال اکارت ہو گئے۔

حضرت عمرؓ سے دریافت کیا گیا، کہ اخلاص کیا ہے؟ تو فرمایا اخلاص یہ ہے۔ کہ انسان کی یہ چاہت نہ ہو، کہ لوگ میری تعریف کریں۔ بلکہ اس کا دلی منشا یہ ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے، اور اسے پسند کر لے

سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں، کہ مخلص اور دیندار آدمی ہی ریا کار کو جان سکتا ہے، اور پکا سچا ایماندار ہی نفاق کو پہچان سکتا ہے، حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں:۔

لَوْ اَنَّ عَبْدًا اَتٰى بِافْتِقَارِ اٰدَمَ وَزُهْدِ عِيْسٰى وَجَهْدِ اَيُّوْبَ وَاطَاعَةِ يَحْيٰى وَاسْتِقَامَةِ اِدْرِيْسَ وَوُدِّ الْخَلِيْلِ وَخُلُقِ الْحَبِيْبِ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ ذَرَّةٌ لِغَيْرِ اللهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ ۔ (مختصر شعب الایمان)

اگر کوئی شخص حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام جیسی مسکینی اور عاجزی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا زہد اور تقویٰ، اور حضرت ایوب علیہ السلام جیسا صبر اور حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسی طاعت و فرمانبرداری اور حضرت ادریس علیہ السلام جیسی استقامت اور مضبوطی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی محبت خداوندی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

جیسے اخلاق پیدا کرے، لیکن اگر اس کے دل کا میلان ایک ذرہ برابر بھی خدا تعالیٰ کے سوا اور کی طرف ہے، اگر ذراسی بھی ریاکاری اور تکبر اس کے پاس ہے تو اس کے یہ تمام عمل ضبط اور برباد ہیں، خدا کے یہاں ایک بھی مقبول نہیں، بلکہ اس کی لاابالی سرکار میں اس کے عملوں کی کوئی پرواہ بھی نہیں،

حضرت زبید فرماتے ہیں، کہ میں تو چاہتا ہوں کہ ہر کام میں انسان کی نیت خداوند کریم کی خوشنودی ہو، یہاں تک کہ کھانے پینے، سونے جاگنے میں بھی۔

آیت قرآنی كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کی تفسیر میں حضرت سفیان فرماتے ہیں مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُهُ ۔ یعنی تمام چیزیں ہلاک اور فنا ہو جاتی ہیں، لیکن مرضی مولیٰ کے لیے جو کام کیے جاتے ہیں، وہ باقی رہ جاتے ہیں، اور قیامت کے دن وہی کام آئیں گے

نبی خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں، کہ روزے کے دن داڑھی پر تیل ملو، اور ہونٹوں پر بھی تاکہ تمہارا روزہ دار ہونا لوگوں پر ظاہر نہ ہو، اپنے داہنے ہاتھ سے راہ خدا میں جو خرچ کرو اسے مخفی رکھو، یہاں تک کہ تمہارے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو، اور نفل نماز گھر کے دروازے بند کرکے پڑھو، ان کاموں میں دنیا طلبی کی نیت نہ رکھو، روزیاں خدا کے ہاتھ میں ہیں، وہیں سے تقسیم ہوتی ہیں۔

ولی اللہ ذوالنون مصری فرماتے ہیں، علماء کا مقولہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی سچی محبت رکھنے والا ہر گز اس کا ظاہر ہونا پسند نہیں کرتا۔ عارف باللہ حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے، کہ دین کے کام دنیا کمانے کے لیے کرنے اس سے بھی بدتر ہیں، کہ انسان طبلے اور باجے سے دنیا کمائے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ مجھ سے میرے استاذ ربیعہ رائی نے سوال کیا، کہ سفلہ اور کمینہ آدمی کون ہے؟ میں نے جواب دیا، جو شخص دنیا کو دین کے بدلے میں کمائے، پوچھا اس سے بھی بدتر اور کمینوں کا کمین کون ہے؟ میں نے کہا جو شخص اپنا دین بگاڑ کر دوسرے کا دین سنوارے، میرے استاذ نے کہا تم نے صحیح اور سچا جواب دیا۔

ابن عربی نے کیا زریں مقولہ ارشاد فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| أَخْسَرُ الْخَاسِرِينَ مَنْ أَبْدَى صَالِحَ أَعْمَالِهِ وَبَارَزَ بِالْقَبِيحِ مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ، | بے حد ریاکار اور گھاٹے والا وہ ہے، جو لوگوں کے سامنے تو بھلے اور نیک کام کرے، لیکن خدا کے سامنے جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، بد کام کرے |

حضرت سفیان فرمایا کرتے تھے، اے عالمو! اور اے قاریو! خیال کرو، اور سوچو، خوف خداوندی جو تمہارے دل میں ہے، اس سے زیادہ ریاکاری کے لیے ظاہر نہ کرو۔ خدا کے دین کا راستہ کھلا ہے، اللہ

۳۶۲۰۳

Marfat.com

کا خوف دل میں رکھو اور دنیا کو طلب کرنے میں دین کو نہ بھولو، بعض علماء کا قول ہے کہ مومن تو صرف اللہ تعالے سے ڈرتا ہے، اور منافق ظاہری اختیار والوں، بادشاہ وغیرہ سے ڈرتا ہے۔ اور ریا کار شخص ہر انسان سے ڈرتا ہے (بیہقی مختصر شعب الایمان)

ریا، نمود کی برائی کے متعلق مشکوۃ اور ترغیب وغیرہ میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ ان چند حدیثوں کو نمونے کے طور پر نقل کیا ہے، ان سے ریا کی بڑی مذمت نکلتی ہے۔ لہٰذا تم ریا نمود سے بہت بچو، اور جو کام کرو، خالص اللہ کے واسطے کرو، جو تم اخلاص سے کرو گے، تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی میں فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ میں حکیم اور عالم کی ہر ایک بات قبول نہیں کرتا ہوں «وَلٰکِنِّی اَتَقَبَّلُ هَمَّهٗ وَهَوَاهُ» لیکن میں اس کی نیت اور قصد کو قبول کرتا ہوں، اگر اس کی نیت اور اس کا قصد میری اطاعت میں ہو، تو اس کے سکوت کو اپنے لیے حمد وقار سمجھتا ہوں، اگرچہ وہ نہیں کرتا ہے (دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا، کہ اللہ تعالیٰ کی مدد بندہ کی نیت کے موافق ہوتی ہے، جس کی نیت کامل ہوگی، اس کی مدد بھی کامل ہوگی، اور جس کی نیت میں نقصان ہوگا، تو مدد میں بھی نقصان ہوگا (احیاء العلوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى قَدْرِ نِيَّاتِهِمْ (احیاء العلوم) | لوگ قیامت کے دن اپنی نیتوں کے اندازے کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ |

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اِنَّمَا خُلِّدَ اَهْلُ الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ فِي النَّارِ بِالنِّيَّاتِ (احیاء العلوم) | جنتی ہمیشہ جنت میں اور دوزخی ہمیشہ دوزخ میں نیتوں ہی کی وجہ سے رہیں گے |

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

| | |
|---|---|
| فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (سورۂ کہف) | جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی توقع رکھتا ہو، اسے نیک عمل کرنا چاہیے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے عبادت ہونی چاہیے۔ |

خلاصہ یہ کہ سارے عملوں کا دارومدار نیت ہی پر ہے اگر نیت اچھی ہے، تو عمل کا ثمرہ بھی اچھا ہوگا۔ اور اگر نیت میں ہی کھوٹ ہے، تو اس کا اجر بھی ویسا ہی ہوگا، اللہ تعالےٰ ہم کو اخلاص عطا فرمائے، اور

Marfat.com

ریا و نمود سے بچائے آمین بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم و نفعنا و ایاکم بالآیات والذکر الحکیم

# خطبۂ دوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰٓی اَفْضَلِ الصَّحَابَۃِ وَاَوَّلِھِمْ بِالتَّصْدِیْقِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی مُزَیِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی کَامِلِ الْحَیَآءِ وَالْاِیْمَانِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰٓی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَعَلَی الْاِمَامَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔ وَعَلٰٓی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔ وَعَلٰی عَمَّیْہِ الْمُکَرَّمَیْنِ بَیْنَ النَّاسِ اَبِیْ عُمَارَۃَ الْحَمْزَۃِ وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔ وَعَلَی السِّتَّۃِ الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ۔ وَعَلٰی سَآئِرِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالتَّابِعِیْنَ الْاَبْرَارِ الْاَخْیَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اکْتُبِ السَّتْرَ وَالسَّلَامَۃَ وَالْعَافِیَۃَ عَلَیْنَا وَعَلٰی عَبِیْدِکَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاۃِ وَالْمُسَافِرِیْنَ فِیْ بَرِّکَ وَبَحْرِکَ مِنْ اُمَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاغْفِرِ اللّٰھُمَّ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ

Marfat.com

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ، وَاخْذُلْ مَنْ أَعْرَضَ عَنْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ، اٰمِيْن. عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَإِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَوْلٰى وَأَعَزُّ وَأَكْبَرُ۔

# خطبہ ۲: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الذَّاتِ عَظِيْمِ الصِّفَاتِ سَنِيِّ السِّمَاتِ كَبِيْرِ الشَّانِ جَلِيْلِ الْقَدْرِ رَفِيْعِ الذِّكْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِيِّ الْبُرْهَانِ فَخِيْمِ الْاِسْمِ غَزِيْرِ الْعِلْمِ وَسِيْعِ الْحِلْمِ كَثِيْرِ الْغُفْرَانِ جَمِيْلِ الثَّنَاءِ جَزِيْلِ الْعَطَاءِ مُجِيْبِ الدُّعَاءِ عَمِيْمِ الْاِحْسَانِ سَرِيْعِ الْحِسَابِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ اَلِيْمِ الْعَذَابِ عَزِيْزِ السُّلْطَانِ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِي الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ الْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَفْعِ الذِّكْرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو عالی ذات والا، بڑی صفتوں والا، بلند شان والا، بزرگ مرتبہ والا، بلند ذکر والا، حکم مانا ہوا، کھلی دلیل والا، بڑے نام والا، بہت علم والا، وسیع حلم والا، بہت بخشنے والا، اچھی تعریف والا، بہت عطا کرنے والا، دعاؤں کا قبول کرنے والا، عام احسان کرنے والا، جلدی حساب کرنے والا، سخت سزا دینے والا، دکھ کی مار دینے والا، غالب بادشاہت والا ہے۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، پیدا کرنے میں اور حکم میں اس کا کوئی ساجھی نہیں، اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو کالے اور گورے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، جو کہ سینہ کے کھول دینے اور ذکر کے بلند ہونے کے ساتھ تعریف کئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر اور ان کے اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جو خاص عرب کے

Marfat.com

اَلْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ما فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، (سورہ محمد)

خلاصہ اور تمام پیغمبروں کے بعد تمام مخلوقات سے بہترین انسان ہیں۔ اما بعد۔ میں اللہ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے اور اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے، یہ بات یقینی جان لو، کہ اللہ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اس خدا کی یکتائی کو توحید کہتے ہیں، عالم ارواح میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کا اقرار لیا تھا۔ توحید ربوبیت کا یہ مطلب ہے، کہ صرف اللہ تعالیٰ پالنے پوسنے والا۔ روزی دینے اور پرورش کا سامان مہیا کرنے والا ہے، اور وہی سب کو کھلاتا پلاتا ہے، اور سب کی نگرانی اور حفاظت کرنے والا، اور ضرورت پر کام آنے والا ہے، اور ہر دکھ، درد، رنج وغم میں کام آنے والا ہے وہ اس میں یکتا ہے، نہ وہ کسی کی امداد لیتا ہے، اور نہ اس کی اس کو حاجت ہے، اور توحید الوہیت کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے، اور ہر قسم کی عبودیت اور عظمت و تقدس کا مستحق ہے، قرآن مجید میں فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا، (سورہ اعراف)

اور جب کہ آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشتوں سے ان کی نسلوں کو نکالا، اور ان سے خود ان ہی کی ذاتوں پر اقرار لیا، کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، سب نے کہا، ہاں ہم اس کے گواہ ہیں۔

مسند احمد میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اس طرح مروی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا، تو قیامت تک پیدا ہونے والی روحیں نکل آئیں تو ان کی الگ الگ جماعتیں مقرر فرمادیں، نبیوں کی الگ، ولیوں کی الگ، مسلمانوں کی الگ، کافروں کی الگ، نیکوں کی الگ اور بدوں کی الگ الگ جماعتیں مقرر کرکے ہر ایک کی ویسی ہی صورتیں بنائیں، جیسی کہ دنیا میں بنانی منظور تھیں، پھر ہر ایک کو بولنے کی قوت اور طاقت دی، تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا ہاں! آپ ہمارے رب ومالک ومختار ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور تمہارے باپ آدم کو تم پر گواہ بناتا ہوں، کہ تم نے میری ربوبیت کا اقرار کرلیا ہے، ایسا نہ ہو، کہ تم کہنے لگو ہمیں خبر نہیں تھی، کہ ہم اس سے ناواقف تھے، اِعْلَمُوْا اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ غَیْرِیْ، یقیناً تم جان لو، کہ میرے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اور نہ میرے علاوہ کوئی رب ہے، میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرنا، اس قول وقرار کے یاد دلانے کے لیے نبیوں اور رسولوں کو بھیجوں گا

Marfat.com

اور کتابیں بھی اتاروں گا، سب نے اس کا اقرار کیا، اور کہا، لَآ اِلٰہَ لَنَا غَیْرُکَ ۔ آپ کے سوا ہماری عبادت کا مستحق کوئی معبود نہیں ہے۔

اسی کلمہ طیبہ کی یاد دہانی کے لیے اللہ نے تمام نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں بھیجا، چنانچہ ارشاد باری ہے،

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (سورہ انبیاء)

اور آپ سے پہلے کسی رسول کو نہیں بھیجا، مگر اس کے پاس لاالٰہ الا انا کی وحی بھیجتے رہے، کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس لیے میری ہی عبادت کرو۔

ہر ایک نبی اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کو اللہ کی عبادت کے لیے بلاتا رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجتے وقت فرمایا، کہ تم دنیا میں جاؤ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (سورہ بقرہ)

اگر ہماری طرف سے کوئی رسول ہدایت کرنے والا تمہارے پاس پہنچے، تو تم اس کی پیروی کرنا، جو ہماری راہ پر چلے گا، تو ان پر کسی قسم کا خوف نہ ہوگا، اور نہ وہ غم اٹھائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (سورہ اعراف)

بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا، تو اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اور اگر اس کے خلاف کرو گے تو یقیناً میں تم پر ایک بڑے مصیبت کے دن کے آجانے کا خوف کرتا ہوں۔

حضرت ہود علیہ السلام کی نسبت ارشاد فرمایا:۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۔ (سورہ اعراف)

قوم عاد کے پاس ان کے بھائی ہود کو رسول بنا کر بھیجا، انہوں نے کہا۔ اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اور یقین کر لو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے تو کیا تم (شرک سے) نہ بچو گے

حضرت صالح علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

اور قوم ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ ہی کی عبادت

Marfat.com

غَيْرُهٗ (سورہ اعراف)

کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (سورہ اعراف)

اور اہل مدین میں ان کے بھائی شعیب کو نبی بنا کر بھیجا تو انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ عنکبوت)

اور ابراہیم کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تب انہوں نے اپنی قوم سے کہا، کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو، اسی سے ڈرو، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(سورہ یوسف)

اے جیل کے ساتھیو! کیا جدا جدا معبود اچھے ہیں، یا ایک زبردست معبود اچھا ہے، اور اس کے علاوہ جن کو تم پوجتے ہو، وہ نرے نام ہی نام ہیں، جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے تو ان کے پوجا کرنے کی کوئی دلیل نہیں اتاری ہے، صرف اللہ کا حکم واجب العمل ہے، اس نے تو صرف یہی حکم دے رکھا ہے، کہ اس کے سوائے کسی کو نہ پوجو، یہی سیدھا راستہ ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق فرمایا:۔

وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ (المائدہ)

اور عیسٰی مسیح نے کہا، کہ اے بنی اسرائیل تم صرف اللہ کی عبادت کرو، جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

(۱) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ (سورہ کہف)

اے نبی! آپ فرما دیجیے، کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں صرف اتنا فرق ہے، کہ میرے اوپر خدا کا حکم اترتا ہے، کہ تمہارا ایک ہی معبود ہے۔

Marfat.com

(۲) قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (سورۃ انعام) کہہ دیجئے کہ نہیں وہ اکیلا ہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں تمہارے شرکوں سے بیزار ہوں

ان تمام قرآنی آیتوں میں غور و فکر کرنے سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے، کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب نبیوں اور رسولوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حکم تھا، صرف رسالت کا فرق ان کے زمانے کے اعتبار سے ضرور تھا۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰدَمُ نَبِیُّ اللّٰہِ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نُوْحٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاهِیْمُ رَسُوْلُ اللّٰہِ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے، تو کلمہ طیبہ کے پہلے جز۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں سب نبیوں اور رسولوں کا اتفاق ہے، اور وہ اسی کلمہ کی تبلیغ کرتے رہے، جس نے اس کلمہ کو مان لیا وہ مسلمان ہو گیا، اور جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہو گیا، اور جس نے نہیں مانا، وہ نافرمان دوزخی ہے، اسی لیے اس کلمہ کا مطلب سمجھنا اور اس پر عمل کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، صرف اللہ ہی الٰہ ہے، اب الٰہ کے معنیٰ پر غور کیجیے الٰہ کے معنی معبود کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ سچا معبود ہے، اور وہی عبادت کے لائق ہے۔

عبادت کے معنی اطاعت، فرمانبرداری اور بندگی کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے ہر حکم و قانون کو مان کر اس کے مطابق عمل کرنے کا نام عبادت ہے، اور اللہ ہی معبود ہے، ہر قسم کی عبادت اسی کے لیے کی جائے، وہ معبود حقیقی صرف اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، شرک کی کئی قسمیں ہیں، یہاں پر صرف چار قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

**(۱) شرک فی العبادت** یعنی عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنا، کہ جس طرح اللہ تعالیٰ عبادت کا مستحق ہے، اسی طرح دوسرے کو بھی عبادت مستحق سمجھنا، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، رکوع اور سجدہ کرنا، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، ان سے دعائیں اور مرادیں مانگنا، نذر و نیاز وغیرہ سب اللہ تعالےٰ ہی کے لیے ہے، اب کسی زندہ یا مردہ پیر، پیغمبر، ولی، شہید وغیرہ کے لیے ان کاموں کا کرنا، یا ان کی قبر پر سجدہ یا طواف کرنا سب شرک فی العبادت ہے۔

Marfat.com

**(۲) شرک فی العلم** یعنی اللہ تعالیٰ جیسا علم دوسروں میں ماننا، جیسے ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا ہر چیز کا جاننا، دور و نزدیک سے برابر سننا وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے، ان ہی صفتوں کو دوسروں کے لیے کسی طرح ثابت ماننا، کہ دوسرا کوئی ولی، نبی، پیر، شہید، فرشتہ وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرح ہر چیز کو جانتے اور ہر جگہ حاضر و ناظر رہتے اور دور و نزدیک کی ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں، ایسا عقیدہ رکھنے کو شرک فی العلم کہتے ہیں۔

**(۳) شرک فی التصرف** یعنی مخلوق میں سے کسی کا اللہ تعالیٰ کی طرح تصرف تسلیم کرنا، مخلوق میں اپنے ارادے سے تصرف کرنا، اور اپنا حکم جاری کرنا، اپنی مرضی سے مارنا، جلانا، آرام و تکلیف دینا، تندرست و بیمار کرنا، مرادیں پوری کرنا، مشکل کے وقت کام آنا، روزی و اولاد دینا، ہوا چلانا، مینہ برسانا وغیرہ سب باتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہیں، کسی نبی، ولی، پیر، مرشد، زندہ یا مردہ میں یہ باتیں ہرگز نہیں پائی جاتی ہیں، ان باتوں کو دوسروں میں ثابت ماننا کہ دوسرا شخص بھی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتا، آرام و تکلیف دیتا، مارتا، جلاتا اور عالم میں اپنی مرضی کے موافق تصرف کرتا ہے، اس شرک کو ہی شرک فی التصرف کہتے ہیں۔

**(۴) شرک فی العادت** عادت کے طور پر جو کام اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے کرنے چاہئیں وہ غیر اللہ کے لیے کیے جائیں جیسے قسم کھانا، اٹھتے بیٹھتے نام لینا وغیرہ سب کام اللہ تعالیٰ کی تعظیم و بڑائی کے لیے کیے جاتے ہیں، دوسروں کی قسم کھانا، اور ان کا نام اٹھتے بیٹھتے لینا شرک فی العادت ہے، کلمہ توحید لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں توحید الٰہی کا اثبات اور شرک کی نفی ہے، توحید فی العبادت ساری عبادتیں خواہ عبادت بدنی ہو یا مالی ہو، سب اللہ ہی کے لیے ہوں توحید فی العلم ہر قسم کا علم غیب صرف خدا ہی کو حاصل ہے، اور توحید فی التصرف مخلوق میں اللہ کا تصرف ہے توحید فی الاستعانت یعنی ہر قسم کی امداد اللہ تعالیٰ ہی سے چاہنی چاہیے، بہر حال اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات میں یکتا ماننے کے بعد اس کے حکموں کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے، صرف زبانی جمع خرچ سے نہ نجات ہوگی، اور نہ دین و دنیا کی کامیابی ہوگی۔ ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اگر اس کلمہ طیبہ پر یقین کامل اور اس کے مطابق عمل نہیں ہے، تو یہ کلمہ فلاح دارین کا ذریعہ نہیں بن سکتا، جیسے کسی کو بھوک یا پیاس لگی ہو، اور وہ اس کے دور کرنے کی کوشش نہ کرے، اور نہ روٹی پانی حاصل کرے، صرف زبان سے روٹی پانی کا وظیفہ پڑھتا ہے، صرف زبانی پانی پانی کی رٹ لگانے سے

Marfat.com

پیاس دور نہیں ہو سکتی ہے، اور نہ روٹی روٹی کہنے سے بھوک مٹ سکتی ہے. بہرحال اسی طرح کلمہ طیبہ کا معاملہ ہے، کہ زبانی اقرار سے نہ مومن و مسلمان بن سکتا ہے، اور نہ دونوں جہان کی سرخروئی حاصل کر سکتا ہے، جب تک کہ اس پر پورا یقین و اعتقاد نہ ہو، اور اس کے موافق عمل نہ ہو. کلمہ طیبہ کی جو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، وہ اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں، جب کہ اس پر پورا ایمان و عمل صالح ہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا پورا اقرار پختہ ایمان اور خالص عمل ہو، اور اسی پر خاتمہ ہو، تو وہ انشاء اللہ نجات ابدی اور سعادت دارین کا مستحق ہو گا.

## کلمہ طیبہ کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ (مسلم)

جو بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا اقرار کرے، پھر اسی پر مر جائے، تو جنت میں داخل ہو گا.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ اس دین میں نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:-

مَنْ قَبِلَ مِنِّی الْکَلِمَۃَ الَّتِیْ عَرَضْتُھَا عَلٰی عَمِّیْ فَرَدَّھَا فَھِیَ لَہٗ نَجَاۃٌ (احمد)

جو میرا لایا ہوا کلمہ لا الٰہ الا اللہ قبول کرے جس کو میں نے اپنے چچا ابوطالب پر پیش کیا تھا، اور انہوں نے رد کر دیا تھا تو وہ کلمہ ماننے والے کے لیے نجات ہے.

یہی کلمہ دنیاوی مصیبتوں کے لیے بھی باعث نجات بن جاتا ہے، اس کے پڑھنے سے جان و مال کی حفاظت ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ فَمَنْ قَالَھَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَہٗ وَنَفْسَہٗ اِلَّا بِحَقِّہٖ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللہِ

(بخاری شریف، مسلم)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل نہ ہو جائیں، اور جب وہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہو جائیں، تو وہ مجھ سے اپنی جان و مال کو بچا لیں گے بشرطیکہ قتل کے مرتکب نہ ہوں، اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے.

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ جس طرح یہ کلمہ طیبہ اخروی سزاؤں سے بچانے والا ہے، اسی طرح دنیاوی سزاؤں سے بھی بچانے والا ہے.

## کلمہ طیبہ کے پڑھنے سے ایمان تازہ رہتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

Marfat.com

جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (احمد، طبرانی، ترغیب)

تم لوگ اپنے اپنے ایمان کو نیا کر لیا کرو، عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! ہم کس طرح اپنے اپنے ایمان کو نیا اور تازہ کر لیا کریں؟ آپ نے فرمایا، تم کثرت سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کو پڑھتے رہو۔

## یہ کلمہ طیبہ جڑ ہے، اور باقی اعمال اس شاخیں ہیں

ایمان کی تازگی سے دیگر بدنی اور مالی عبادتیں بھی تر و تازہ رہیں گی، اس لیے کہ جڑ تازہ رہے گی۔ تو شاخیں بھی سرسبز اور ہری بھری رہیں گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَۃً فَاَفْضَلُھَا قَوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ (بخاری)

ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں، ان میں سب سے بہتر کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے، اور سب سے چھوٹی شاخ تکلیف دہ چیزوں کو لوگوں کے راستہ سے دور کر دینا ہے، اور شرم ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

ان شاخوں کی تفصیل بیان کرنے کے لیے خطبہ کے مختصر وقت میں گنجائش نہیں تفصیل آئندہ کسی خطبہ میں آپ سنیں گے ان شاء اللہ

## کلمہ طیبہ کا پڑھنے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

اس کلمہ طیبہ کی ایک بڑی خوبی یہ ہے، کہ اس کے کہنے، اور اس کے مطلب پر پورا پورا عمل کرنے والا گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے، اور اس کی مغفرت اور بخشش ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ بَیْنَ یَدَیِ الْعَرْشِ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِھْتَزَّ ذٰلِکَ الْعَمُوْدُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُسْکُنْ فَیَقُوْلُ کَیْفَ اَسْکُنُ وَلَمْ تَغْفِرْ لِقَائِلِھَا فَیَقُوْلُ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ فَیَسْکُنُ عِنْدَ ذٰلِکَ (بزار، ترغیب)

اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے جب کوئی بندہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے، تو وہ نورانی ستون جھومنے لگتا ہے، جنبش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس ستون سے فرماتا ہے، حرکت نہ کر ٹھہر جا، تو وہ ستون کہتا ہے، جب تک آپ اس کلمہ طیبہ کے کہنے والے کی بخشش نہ فرمائیں گے، میں برابر اس کی سفارش میں جنبش کرتا رہوں گا، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ میں نے اس کلمہ طیبہ کے کہنے والے کو بخش دیا، تب وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

## کلمہ طیبہ پاکیزہ درخت کی طرح ہے

قرآن مجید میں اس کلمہ طیبہ کو شجرہ طیبہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۔ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۔ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ط

(سورہ ابراھیم)

(اے محمد) کیا آپ نے نہیں دیکھا، کہ اللہ نے کیسی مثال بیان کی ہے، کہ پاکیزہ کلمہ اس پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں مضبوط ہوں، اور شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں، بحکم خدا ہر وقت پھل دیتا ہو، اور اللہ لوگوں کے سامنے مثالیں بیان کرتا ہے، تاکہ وہ یاد رکھیں، اور ناپاک بات کی مثال اس گندے درخت کی طرح ہے، کہ جس کو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا ہو۔ اور اس کو ٹھہراؤ نہ ہو، ایمانداروں کو دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ پکی بات پر قائم رکھتا ہے، اور ظالموں کو گمراہ چھوڑ دیتا ہے، اور جو چاہتا ہے، کرتا ہے (وہ مالک مختار ہے)

کلمہ طیبہ سے مراد بحکم حدیث لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ حاصل تمثیل یہ ہے، کہ کلمہ طیبہ اس درخت کی مانند ہے، جس میں یہ چار اوصاف ہوں۔

(۱) شکل وصورت، لذت وخوشبو، نفع سایہ، اور پھل پھول کے لحاظ سے عمدہ ہو۔

(۲) اس کی جڑ زمین کے اندر خوب جمی ہوئی ہو، کہ آندھیوں کا بھی مقابلہ کر سکے۔

(۳) اس کی شاخیں اور پتیاں خوب بلند اور پھیلی ہوئی ہوں۔

(۴) اس میں پھل ہمیشہ آتے ہوں، اور ہر وقت رہتے ہوں، کسی وقت خالی نہ رہتا ہو، ایسا درخت بہترین درخت ہوتا ہے، ایسے ہی درخت کی طرح کلمہ طیبہ بھی ہے، اس کے اندر بھی یہ چاروں اوصاف موجود ہیں۔

(۱) اس کے اندر جو لذت وکیف ہے، وہ اصحاب ذوق سے پوچھو، دنیا کی بہترین مادی غذاؤں میں وہ کیف نہیں ہو سکتا، جو اس میں ہے۔

(۲) کلمہ طیبہ کلمہ حق ہے، اور حق کی جڑیں مضبوط ہیں، یہ کلمہ صداقت ہے، اور صداقت ناقابل زوال ہے، یہ کلمہ نور ہے، اور نور کی بنیاد نفوس قدسیہ میں ثبت ہوتی ہے، جس کو ہوا و ہوس کا کوئی جھونکا اور شیطان وسوسوں کی کوئی آندھی اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔

۳۔ کلمہ طیبہ کی شاخیں بہت بلند ہیں، عالم قدس تک اس کی رسائی ہے، اعمال صالحہ، اقوال صادقہ اس کی شاخیں ہیں، اور ان شاخوں کو روزانہ صبح وشام آسمانوں کے فرشتے اٹھا کر دربار الٰہی تک لے جاتے ہیں، ایمان ویقین اور حقیقت ومعرفت تک پہنچنا اس کی شاخیں ہیں، جو فضا الٰہی میں پھیلی ہوئی ہیں، الغرض کل جہان اسی پاک کلمہ کی شاخوں کے زیر سایہ ہے۔

(۴) اس میں ہر وقت پھل آتے رہتے ہیں، کلمہ طیبہ کا پھل ہر وقت دنیا میں بھی اچھا ملتا ہے اور آخرت میں بھی اچھا ملے گا رزق میں برکت، دولت، عزت، حکومت اور عروج ترقی اس کے مادی پھل ہیں، الہامات نفسانیہ مختلف مکاشفات، حقائق عالم کا علم اسرار سربستہ کی معرفت اور انوار تجلی کا دقتاً فوقتاً ظہور اس کے روحانی پھل ہیں، پھر آخرت میں جنت میں داخل ہونا وہاں کی لذتیں حاصل ہونا، نور الٰہی میں ڈوب جانا اور دیدار باری تعالیٰ کی روشنی میں گم ہو جانا، یہ اس کے اخروی پھل ہیں، یہ درخت نہ دنیا میں ثمر آوری سے خالی رہتا ہے، اور نہ آخرت میں کبھی اس کے پھل ختم ہوں گے۔

یہ تو کلمہ طیبہ کی مثال تھی، اب کلمہ خبیثہ یعنی کلمہ شرک تو اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی بدشکل درخت ہو، جس میں نہ زیادہ سرسبزی ہو، نہ اچھے پھل ہوں، نہ خوشبو ہو، نہ اچھا مزہ ہو، نہ اس کا سایہ ہو، اور نہ کوئی اور فائدہ۔ پھر اس کی جڑ بھی اوپر ہی رکھی ہو، جمی ہوئی نہ ہو، اور ہوا کے معمولی جھونکے سے ہی جڑ سمیت گر پڑے، یہی حالت کلمہ شرک کی ہے، نہ اس سے دنیا میں کوئی فائدہ ہے نہ دین میں، نہ اس کے پھلوں میں کوئی لذت نہ اس کے پتوں میں کوئی سایہ، کمزور اتنا ہے کہ جب ذرا کافر پر مصیبت پڑی، بس اس نے اپنے ہر باطل معبود کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رخ کیا، اور شرک کا پورا درخت زمین پر آرہا، اور چونکہ اس کی جڑ ہی کو ثبات نہیں، تو شاخیں کہاں سے آئیں گی، اس کی شاخوں کی کوئی حقیقت نہیں، نہ مشرک کے اعمال کی بارگاہ الٰہی تک پہنچ ہے کیونکہ اعمال (شاخیں) بغیر اصل (جڑ) یعنی ایمان کے کیسے پائے جا سکتے ہیں،

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ! اس امت کا امتحان قبروں میں ہوگا، میں ضعیف عورت ہوں، میرا کیا حال ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الخ تلاوت فرمائی (رواہ البزار)

حضرت عثمان بن عفانؓ کی روایت ہے، کہ حضور والا جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے، تو وہاں ٹھہر جاتے، اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو، اور اس کے لیے دعائے تثبیت کرو، کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جائے گا (ابوداؤد)

حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے، حضور اقدس نے فرمایا جب مومن سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ

Marfat.com

شہادت دیتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، یہی مضمون ہے یثبت اللہ الذین آمنوا کا (بخاری، مسلم)

## کلمہ طیبہ ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائے گا

ذیل میں ایک بہت لمبی حدیث کا ترجمہ ہے جس میں دیگر بہت سی فضیلتوں کے ساتھ کلمہ طیبہ کی فضیلت بہت زیادہ بیان کی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:۔

گذشتہ شب میں نے عجیب و غریب باتیں دیکھیں، میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا، کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا ہے، اسی وقت اس کا وضو آتا ہے، اور ان کے ہاتھوں سے اسے چھڑا لے جاتا ہے۔

(۲) اپنے ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ شیاطین نے اسے پریشان کر رکھا ہے، کہ اتنے میں اس کا ذکر الٰہی کرنا آتا ہے، اور اسے بچا کر لے جاتا ہے۔

(۳) میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ قبر کے عذاب اس کے لیے پھیلائے جا رہے ہیں کہ اتنے میں اس کی نماز آئی، اور اسے ان سے چھڑا لے گئی۔

(۴) میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، کہ پیاس کے مارے زبان نکالے دے رہا ہے، کہ اس کے رمضان کے روزے آئے اور اس کو پانی پلا کر آسودہ کر گئے۔

(۵) میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، کہ اس کے آگے اور پیچھے سے، دائیں اور بائیں طرف سے، اوپر اور نیچے سے اس کو ظلمت اور اندھیرا گھیرے ہوئے ہے کہ اس کا حج اور عمرہ آیا، اور اس کو ظلمت سے نکال لے گیا،

(۶) میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، کہ اس کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آیا، لیکن اس نے اپنے ماں باپ کی جو خدمتیں کی تھیں، اور ان کے ساتھ جو احسان کیے تھے وہ نیکی آئی، اور موت کو اس سے ہٹا دیا۔

(۷) میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، کہ وہ مومنوں سے بول رہا ہے، لیکن مومن اسے جواب تک نہیں دیتے۔ اتنے میں اس کی صلہ رحمی نے آکر کہا۔ یہ تو رشتہ ناطہ جوڑنے والا تھا، اسی وقت ان سب نے اس سے بول چال شروع کر دی، اور یہ ان کے ساتھ ہو گیا۔

(۸) میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، کہ نبیوں کے حلقے کے پاس آتا ہے، لیکن ہر حلقے سے وہ ہٹا دیا جاتا ہے، اسی وقت اس کا جنابت سے غسل کرنا سامنے آیا، اور اس کا ہاتھ پکڑ میرے پاس بٹھا دیا۔

(۹) میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، کہ وہ آگ کے شعلوں کو اپنے ہاتھوں اور منہ پر سے ہٹا رہا ہے اتنے میں اس کا صدقہ اور خیرات آ گئے، اور اس کے سر پر سایہ اور اس کے چہرے پر پردہ بن گئے۔

(۱۰) میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، کہ عذاب کے دارو غے اس کے پاس آ گئے، اتنے میں اس کا بھلائی کا حکم کرنا، اور برائی سے روکنا آ گیا، اور اسے ان سے چھڑا کر لے گیا۔

Marfat.com

(۱۱) میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اسے آگ میں ڈالا جا رہا ہے، اتنے میں اس کے وہ آنسو آ گئے جو خوف خدا سے رو کر اس نے دنیا میں بہائے تھے، اور وہ اسے آگ سے بچا کر لے گئے۔

(۱۲) میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا، کہ اس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو رہا ہے اتنے میں اس کے چھوٹے بچے جو انتقال کر گئے تھے آ گئے، اور اس کے نیکی کے پلڑے کو بوجھل اور بھاری کر دیا۔

(۱۳) میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا، کہ وہ جہنم کے کنارے پر پہنچا دیا گیا ہے، کہ اس کی خدا ترسی آئی، اور اسے بچا لے گئی۔

(۱۴) میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا، کہ گھاس کے تنکے کی طرح کپکپا رہا ہے، اتنے میں اس کا خدا کے ساتھ حسن ظن (نیک گمان) آیا۔ اور اسے سکون و قرار دے گیا۔

(۱۵) وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي يَزْحَفُ عَلَى الصِّرَاطِ مَرَّةً فَجَاءَتْهُ صَلٰوتُهُ عَلَيَّ فَأَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَأَقَامَتْهُ عَلَى الصِّرَاطِ حَتّٰى جَاوَزَ۔

ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ پلصراط پر جم نہیں سکتا، کبھی گرتا ہے، کبھی پڑتا ہے، کبھی گھٹنوں سرکتا ہے، اتنے میں اس کا مجھ پر درود بھیجنا آ گیا، اور اس کا ہاتھ تھام کر سیدھا کھڑا کر کے پلصراط سے پار کر دیا

(۱۶) وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي انْتَهٰى إِلٰى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَغُلِّقَتِ الْأَبْوَابُ دُوْنَهٗ فَجَاءَتْهُ شَهَادَةُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَأَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَأَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ (حاکم، طبرانی، کنز العمال)

ایک امتی کو میں نے دیکھا، کہ جنت کے دروازوں کے پاس پہنچ گیا ہے، لیکن وہ دروازے بند ہو گئے، اتنے میں اس کا کلمہ شہادت پڑھنا آ گیا، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے اسے جنت میں پہنچا دیا۔

## کلمہ طیبہ کے کہنے والے کو قبر میں وحشت نہیں ہوگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَيْسَ عَلٰى أَهْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْشَةٌ فِي قُبُوْرِهِمْ وَلَا مَنْشَرِهِمْ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى أَهْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَنْفُضُوْنَ التُّرَابَ عَنْ رُءُوْسِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَيْسَ عَلٰى أَهْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْشَةٌ عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا عِنْدَ الْقَبْرِ (طبرانی، بیہقی، ترغیب)

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہنے والے پر نہ قبروں میں وحشت ہوگی، اور نہ حشر کے دن کوئی گھبراہٹ ہوگی، نہ موت کے وقت کسی قسم کی بے چینی ہوگی، گویا میں لا الہ الا اللہ کے پڑھنے والوں کو دیکھ رہا ہوں، کہ وہ اپنی قبروں سے اٹھ رہے ہیں اور اپنے سروں سے مٹی جھاڑ رہے ہیں، اور یہ کہتے جاتے ہیں، کہ سب تعریف خدا کے لیے ہے، جس نے ہم سے رنج و غم کو دور کر دیا ہے۔

Marfat.com

نیز آپ نے فرمایا، کہ تمام ذکروں میں بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تمام دعاؤں میں بہترین دعا ہے (ابن ماجہ، ابن حبان، نسائی، ترغیب و ترہیب)

## کلمہ طیبہ پر آپ کی شفاعت

جو اس کلمہ کو سچے دل سے پڑھے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کی سفارش فرمائیں گے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:۔

اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِہٖ وَنَفْسِہٖ (بخاری)

میری شفاعت کا مستحق قیامت کے دن سب سے زیادہ وہ سعادت مند ہوگا، جس نے سچے دل سے اس کلمہ توحید کو پڑھا ہوگا۔

## کلمہ طیبہ کا سچے دل سے اقرار کرنے والا جنتی ہے

حضرت شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، تو آپ نے فرمایا، اس وقت اس مجلس میں کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا نہیں ہے آپ نے فرمایا، دروازہ بند کر دو، ہم نے دروازہ بند کر دیا، آپ نے فرمایا تم اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ، اور کہو لا الٰہ الا اللہ تھوڑی دیر ہاتھ اٹھا کر یہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بار بار پڑھتے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، الحمد للہ، اے خدا تو نے مجھے اس کلمہ کو دے کر بھیجا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ فرمایا ہے، اور تو وہ خلاف نہیں کرتا ہے، پھر آپ صلعم نے ارشاد فرمایا، کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ، خدا نے تمہاری بخشش فرما دی ہے۔

## کلمہ طیبہ کا پڑھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا دوزخ میں نہیں جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم کثرت سے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے رہو، اس سے پہلے کہ ہمارے اور اس کلمہ طیبہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے، یعنی موت آنے سے پہلے اس کو کثرت سے پڑھتے رہو، جو موت کے وقت اس کلمہ کو پڑھتا ہوا مر جائے، انشاء اللہ وہ جنتی ہوگا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں، جو اس کو سچے دل سے پڑھتا ہوا مر جائے، تو دوزخ کی آگ اس پر حرام ہوگی، وہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے (ترغیب و ترہیب)

Marfat.com

# کلمہ طیبہ پڑھنے پر آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور یہ کلمہ عرش تک پہنچتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ سچے دل سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے تو اس کے واسطے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور وہ کلمہ عرش الٰہی تک پہنچ جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہا ہو (ترمذی، ترغیب)

## مرنے والے کے پاس کلمہ طیبہ پڑھنا چاہیے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم مرنے والے کے سامنے لا الٰہ الا اللہ پڑھو تاکہ وہ اس کلمہ طیبہ کو سن کر خود بھی پڑھنے لگے۔ اگر یہ موت کے وقت پڑھتا ہوا مر گیا، تو جنتی ہوگا صحابہ کرام نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی تندرستی کی حالت میں اس کو پڑھتا رہے، تو کیسا ہے آپ نے فرمایا، پھر تو سب سے اچھا ہے (طبرانی)

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خدا کی رضامندی کے لیے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے قیامت کے دن دوزخ کی آگ اس پر حرام ہوگی (بخاری، احمد)

## کلمہ طیبہ کا پڑھنے والا جہنم سے نکال لیا جائے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَفِیْ قَلْبِہٖ ذَرَّۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَوْ ذَکَرَنِیْ اَوْ خَافَنِیْ فِیْ مَقَامٍ (حاکم)

ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو، جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو، اس حال میں کہ اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر ایمان ہو، اور اس کو بھی جہنم سے نکال لو، جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو، یا مجھے یاد کیا ہو، یا مجھ سے ڈرا ہو۔

## کلمہ طیبہ پڑھنے سے چالیس ہزار نیکیاں ملتی ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اس کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاحِدًا اَحَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدًا

دس دفعہ پڑھے گا، تو چالیس ہزار نیکیاں اس کے لیے لکھی جائیں گی (مسند احمد)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دس مرتبہ پڑھے گا، تو وہ چار

Marfat.com

غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب پائے گا۔ اور سو مرتبہ پڑھنے سے دس غلاموں کے آزاد کرنے، اور سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور سو گناہ معاف ہوں گے۔ اور شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا، اور اس سے بہتر کوئی نہیں ہوگا مگر وہ جو اس سے زیادہ پڑھے گا (مصنف ابن ابی شیبہ)

## اسی کلمہ طیبہ میں اسم اعظم ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اسم اعظم کیساتھ دعا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔ حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ خدا کا اسم اعظم یعنی بڑا نام ان دونوں آیتوں میں ہے، ایک آیت یہ ہے:۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝

تمہارا اللہ صرف ایک اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

اور دوسری آیت سورہ آل عمران کے شروع میں ہے:۔

الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی)

الٓمّٓ، نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک اللہ جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور تمام مخلوق کی ہستی کو قائم رکھنے والا ہے

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا، تو فرمایا، کہ اس نے اللہ کا وہ نام لے کر پکارا، کہ جب اس نام کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے، تو ضرور دیتا ہے۔ اور اس کے طفیل دعا کی جائے۔ تو ضرور قبول فرماتا ہے۔ دعا یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اس ذریعہ سے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو ہی ایک۔ یکتا اور بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے، اور نہ کسی کا بیٹا، اور نہ کوئی تیرا جوڑ و ہمسر ہے۔

## کلمہ طیبہ مشکل کشا اور قاضی الحاجات ہے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ حضرت ذوالنون یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کو یوں پکارا تھا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

اے اللہ تو ہی معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، میں بیشک ظلم کرنے والوں میں سے ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ جو مسلمان اس آیت کریمہ کو پڑھ کر دعا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا

قبول فرمائے گا، حدیثوں اور تفسیروں میں اس کی بڑی تعریف آئی ہے، اس دعا میں بڑے بڑے فوائد ہیں

## کلمہ طیبہ جنت کی کنجی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ کلمہ طیبہ ہی جنت کی کنجی ہے، جس کے پاس یہ کنجی ہوگی جنت کا دروازہ کھول کر جنت میں داخل ہو جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (احمد، بزار، ترغیب)

جنت کی کنجیاں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قِيْلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ تَحْجُزَهٗ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ (طبرانی، ترغیب)

جو اخلاص سے لا الٰہ الا اللہ کہہ لے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کہا گیا، کہ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا یہ ہے، کہ جن چیزوں کو اللہ نے حرام کر دیا ہے، ان سے باز رہے۔

## کلمہ طیبہ پر اسلام کی بنیاد قائم ہے

اسلام کی بنیاد جن پانچ چیزوں پر قائم ہے، ان میں سے سب سے پہلی چیز یہی کلمہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَالْجِهَادِ وَالصَّدَقَةِ مِنَ الْعَمَلِ الصَّالِحِ۔

(طبرانی، کنز العمال)

اسلام کی بنیاد ان پانچ ستونوں پر قائم ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (۲) نماز جاری رکھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) بیت اللہ شریف کا حج کرنا (۵) رمضان شریف کے روزے رکھنا اور جہاد اور صدقہ نیک کام سے ہیں

اس حدیث میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کو، اسلام کا پہلا رکن اعظم قرار دیا ہے، اور اسلام کے سارے رکنوں پر اسی لیے مقدم کیا ہے، کہ اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

## کلمہ طیبہ کا وزن بہت بھاری ہے

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا، کہ

يَا رَبِّ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَذْكُرُكَ بِهٖ وَاَدْعُوْكَ بِهٖ قَالَ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ يَا رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا قَالَ قُلْ لَا اِلٰهَ

اے میرے پروردگار! تو مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجیے کہ اس کو پڑھ کر آپ کو یاد کرتا رہوں، اور اس کے ساتھ دعا مانگا کروں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم لا الٰہ الا اللہ کہا کرو، حضرت موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

إِلَّا اللّٰهُ قَالَ إِنَّمَا أُرِيدُ شَيْئًا تَخُصُّنِي بِهِ قَالَ يَا مُوسٰى لَوْ أَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ فِي كِفَّةٍ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي كِفَّةٍ مَالَتْ بِهِمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

(ترغیب ص ۱۶ ج ۲)

نے عرض کیا یہ تو تیرے سارے بندے کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی کلمہ پڑھا کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا! کوئی مخصوص چیز بتایئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تم اس کلمہ کو معمولی مت سمجھو، اگر اس کلمہ کو ترازو کے ایک پلے میں رکھا جائے اور ساری زمینوں اور آسمانوں کو دوسرے میں رکھ کر تولا جائے، تو لا إلٰه إلا الله کا پلہ بھاری ہوگا۔

چودہ طبق یعنی ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور کلمہ طیبہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے اور پھر تولا جائے، تو چودہ طبق والا پلڑا ہلکا ہوگا اور لا إلٰه إلا الله کا پلڑا بھاری ہوگا، قیامت کے دن جب کہ سب عملوں کا وزن کیا جائے گا، تو یہ کلمہ بڑا وزنی ثابت ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ أَفَلَكَ عُذْرٌ فَقَالَ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ بَلٰى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيَقُولُ إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كِفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک شخص کو سب لوگوں کے سامنے لائے گا، اور اس کے اعمال کے بڑے بڑے دفتروں کو کھولے گا ہر ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا، کہ جہاں تک اس کی نگاہ کام کر سکے، پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا، ان دفتروں میں سے کسی دفتر کا تو انکار کرتا ہے، اور لکھنے والے نگران فرشتوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ بندہ کہے گا نہیں میرے پروردگار، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تجھے کوئی عذر ہے؟ وہ شخص کہے گا مجھے کوئی عذر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا، ہاں میرے پاس تیری ایک نیکی ہے جو تیرے عذر کے تمام مقام ہے، جو تیرے تمام گناہوں کو مٹا دے گی اور قیامت کے دن تیرے اوپر کوئی ظلم نہ ہوگا کہ تیری نیکیوں میں سے کچھ کم دیا جائے اور گناہوں کو زیادہ کر دیا جائے، پھر ایک پرچہ نکالا جائے گا، جس میں کلمہ طیبہ اشہد ان لا إلٰه إلا الله و اشہد ان محمد عبدہ ورسولہ لکھا ہوا ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس جگہ تیری نیکی تولی جاتی ہے، اس جگہ تو حاضر ہو، وہ شخص کہے گا

مَعَ اسْمِ اللّٰہِ شَیْءٌ ۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

خدایہ پرچہ ان ننانوے دفتروں کے مقابلہ میں کیا ہے یعنی بظاہر کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج تیرے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔ بلکہ دوگنا سہ گنا کر کے ثواب دیا جائے گا چنانچہ کلمہ طیبہ والا پرچہ ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا، اور نامۂ اعمال کے ننانوے دفتر دوسرے پلڑے میں رکھ کر تولے جائیں گے۔ تو دفتروں والا پلڑا ہلکا اور کلمہ طیبہ والا پلڑا بھاری ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کا یہ مطلب ہے، کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں ہے اور اللہ کے سوا کسی کی ہستی نہیں ہے، اور اس کے سامنے سب ہیچ اور نیست و نابود ہیں، کیونکہ یہ وجودی ہے اور باقی سب عدمی ہے، اور وجود عدم پر غالب ہی ہے۔

اس کلمہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے، اور وہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے۔ اس کی عبادت اور خدائی میں کوئی اس کا شریک اور ساجھی نہیں ہے، وہی تمام کائنات کا خالق و مالک و رب العالمین ہے یہی مطلب ہے کلمہ طیبہ کا۔ وحدانیت ہی کا اقرار ہی اسلام ہے، اور یہی ایمان کی روح ہے۔

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (ابوداؤد)

جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (مسلم)

مرنے والے کے پاس لا الٰہ الا اللہ کہو۔ تاکہ سن کر وہ خود بھی یہی کلمہ کہے اور اسی پر اس کا انتقال ہوگا۔

حافظ ابن ابی حاتم نے لکھا ہے، کہ جب محدث ابو ذرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا وقت آیا لوگوں نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین شروع کی، تو حضرت ابو ذرعہ نے حدیث مذکور سند سمیت پڑھنی شروع کی جب لا الٰہ الا اللہ پر پہنچے اور اس کلمہ کو زبان سے نکال چکے، کہ اسی وقت ان کی روح پرواز کر گئی، سبحان اللہ کیا ہی اچھی ان کی موت ہوئی۔!

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کا اچھا خاتمہ کرے، اور اچھی موت دے (آمین)

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْخَاتِمَةِ وَاجْعَلْ آخِرَ كَلَامِنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔

Marfat.com

# خطبہ ۳ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے، کہ اے لوگو! تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کے پاس بھیجا گیا ہوں، وہ اللہ جو زمینوں و آسمانوں کا بادشاہ ہے۔ اور جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی جلاتا اور وہی مارتا ہے۔ تو تم تصدیق کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی، جو ان پڑھ نبی ہیں، وہ اللہ اور اس کی تمام باتوں کی تصدیق کرتے ہیں، تم اسی نبی کی سنت کے موافق عمل کرو، تاکہ تم راہ پاؤ۔

اس آیت کریمہ میں حکم ہے، کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو، اور آپ کی تابعداری کرو۔ کلمہ طیبہ کے پہلے حصہ لا الٰہ الا اللہ میں توحید کا ذکر تھا، جس کا مختصر بیان پہلے ہو چکا ہے۔

توحید کے بعد اسلام کی دوسری بنیاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنا، اور شہادت دینا ہے۔ رسول کے معنی خبر پہنچانے والے کے ہیں، اور شرعی محاورے میں رسول اس نیک انسان کو کہتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب دے کر مخلوق کی ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجا تھا ان ہی کو نبی اور پیغمبر بھی کہتے ہیں۔

رسول و پیغمبر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور نیک بندے گناہوں سے بالکل پاک و صاف ہوتے تھے، اور ہر قسم کی خوبیاں اور بھلائیاں ان میں ہوتی تھیں، ان کے پاس اللہ تعالیٰ اپنا حکم دے کر فرشتوں کو بھیجتا تھا وہ لوگ فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر اور پڑھ کر مخلوق کو سناتے، اچھی باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے روکتے تھے، جنت کی خوشخبری دے کر دوزخ سے ڈراتے تھے، اپنی قوم کی خیر خواہی اور

Marfat.com

ہمدردی میں دن رات مشغول رہتے کسی مخلوق سے نہیں ڈرتے، اور نہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم چھپاتے تھے، بلکہ تمام حکموں کو نڈر اور بے خوف ہو کر پہنچا دیتے، اور ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوتے تھے، اس لیے ہم سب پر فرض ہے، کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کریں جس کام کے کرنے کو کہا ہے، اس کام کو بجا لائیں اور جس سے منع کیا ہے اس سے باز رہیں، ان کی نافرمانی سے اللہ تعالیٰ ناخوش اور فرمانبرداری سے خوش ہوتا ہے، بلکہ ان کی فرمانبرداری اللہ ہی کی فرمانبرداری ہے، اور ان کی نافرمانی اللہ تعالیٰ ہی کی نافرمانی ہے، جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے گا، وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، اور جو ان کی فرمانبرداری کرے گا وہ ہمیشہ جنت میں رہے گا، ہم سب اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان ویقین کرتے ہیں، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے اور نیک بندے تھے، نبی اور رسول بہت ہوئے ہیں، ان کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، ان میں سے بعض نبیوں اور رسولوں کا بیان قرآن مجید میں آیا ہے، اور بعض کا نہیں آیا، سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں اور سب نبیوں کے امام اور پیشوا ہیں،

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے معزز خاندان بنو ہاشم میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد کا نام عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا نام آمنہ تھا، آپ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے، دادا عبد المطلب اور تایا ابو طالب نے آپؐ کی پرورش کی، چالیس برس کے بعد آپ کو نبوت ملی، آپؐ پر جب آسمان سے قرآن شریف اترنے لگا، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لانے لگے، اور آپ مشرکین عرب وکفار مکہ کو قرآن شریف پڑھ کر سناتے اور سمجھاتے، بری باتوں سے روکتے، اور اچھی باتوں کے کرنے کا حکم فرماتے تھے، مگر مکہ والوں نے آپ کو بہت دق کیا، تو آپ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے، مدینہ والوں نے آپؐ کی بڑی عزت کی بہت سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، باقی جو رہ گئے تھے، وہ بھی مسلمان ہو گئے اور جان و مال سے خدمت کرنے لگے، دس برس مدینہ منورہ میں قیام رہا، اور ترسیٹھ برس کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، آپ تمام رسولوں اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے، دجال ہے آپؐ تمام انسانوں بلکہ تمام فرشتوں سے بھی افضل اور سب کے سردار ہیں، قیامت کے دن سب سے پہلے اٹھیں گے اور سب سے پہلے گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے، آپ کی شفاعت قبول ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تمام ایمان والوں پر فرض ہے، بغیر آپؐ کی اطاعت کے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا، ذیل کی آیتوں میں اس کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ
فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ
تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ
خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ
يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَ
مَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ
يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ
يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ
ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا
إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ
الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝
فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا
قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ
بِاللّٰهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝
أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِي
قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَ
قُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ
بِإِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ فَلَا
وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي
أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا

اے ایمان والو! اللہ کی اور رسول کی فرمانبرداری کرو، اور تم میں سے جو صاحبان حکومت ہیں ان کا بھی کہا مانو، اگر کسی معاملہ میں باہم اختلاف ہو جائے، تو اس میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو، اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو یہی بہتر ہے اور اسی کا انجام اچھا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں پر غور نہیں کیا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم اس کلام پر یقین رکھتے ہیں جو آپ پر نازل ہوا ہے۔ اور اس کلام کو بھی مانتے ہیں جو آپ سے پہلے اتارا گیا ہے، حالانکہ یہ غیر اللہ کے پاس مقدمہ لے جانا چاہتے ہیں باوجودیکہ ان کو حکم دیا گیا تھا، کہ ان سے قطع تعلق کریں شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو راہ سے بہکا کر دور کر دے، اور جب ان سے کہا جائے کہ اس فیصلہ کی طرف آؤ جو خدا نے نازل فرمایا ہے، اور اس کے رسول کے پاس آؤ، تو منافقین کو دیکھو گے کہ وہ آپ کے پاس آنے سے اعراض کرتے اور ٹھٹکتے ہیں، اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب ان کی حرکات کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آن پڑے، پھر خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے آپ کے پاس آئیں کہ ہماری غرض تو میل ملاپ اور بھلائی ہی کی تھی، ان لوگوں کے دلوں کی باتوں کو خدا ہی خوب جانتا ہے، تو آپ ان سے اعراض کیجیے اور ان کو نصیحت فرمائیے، اور ان سے ایسی بلیغ بات کہیے جو ان کے دلوں میں اثر کرے، ہم نے اپنے رسول کو اسی لیے بھیجا ہے، کہ اللہ کے حکم سے ان کا کہنا مانا جائے، اور اگر یہ ان حرکات ناشائستہ کرنے کے بعد آپ کے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی چاہتے، اور ہمارے رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے، تو اللہ کو ضرور بالضرور توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے، تاوقتیکہ

Marfat.com

سْلِيْمًا ۔ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ
اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ
دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ وَ
لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ
خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۔ وَّاِذًا
لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ وَّ
لَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۔ وَمَنْ
يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۔ ذٰلِكَ الْفَضْلُ
مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۔

(سورۃ النساء)

اپنے تمام جھگڑوں میں آپ کو حاکم (یا منصف) نہ بنائیں پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں کسی طرح کی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کو بسر و چشم قبول کرلیں۔ اور اگر ہم ان کو یہ حکم دیتے کہ وہ خود اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں یا اپنی بستیاں چھوڑ کر چلے جائیں تو اس حکم کی تعمیل تھوڑے آدمیوں کے سوا اور لوگ کبھی نہ کرتے، لیکن جس بات کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے اگر وہ ایسا کرتے، تو ان کے حق میں بہتر ہوتا، اور مضبوطی کے ساتھ دین میں جما رہتا اور اس صورت میں ہم ان کو بڑا اجر اپنی طرف سے عطا کرتے، اور ان کو سیدھے راستہ پر چلاتے، اور جو اللہ و رسول کا کہنا مانتے ہیں، وہ ان نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے، اور وہ اچھے رفیق ہیں یہ اللہ ہی کا فضل ہے، اور اللہ کا جاننا ہی کافی ہے۔

ان آیتوں میں اللہ و رسول کی فرمانبرداری اور تابعداری کی بڑی اہمیت بتلائی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے کا یہی مطلب ہے، کہ ہر کام میں اللہ کے رسولؐ کے قول و فعل کی عملی حیثیت سے پابندی کی جائے، اور اپنے تمام معاملات کا فیصلہ اللہ اور پیغمبر ہی سے کرایا جائے اور بلا چون و چرا اسے تسلیم کیا جائے۔ جو لوگ زبانی کلمہ طیبہ کا دوسرا جزو "محمد رسول اللہ" کہتے ہیں، اور اپنے مقدمات کو طاغوت اور غیر اللہ کے پاس لے جا کر پیش کرتے ہیں، اور ان کے فیصلہ کو مان کر عمل کرتے ہیں، وہ صحیح معنوں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ہی تسلیم نہیں کرتے، کیا کہا ہے کسی نے ؎

لاکھ تو نے منہ سے کلمہ کو پڑھا — اگر یقین دل میں نہیں کس کام کا

جو لوگ صحیح معنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں، وہ قیامت کے روز اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ ہوں گے، نیز جگہ جگہ قرآن مجید میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ آیا ہے، یعنی اللہ کی اطاعت کرو، اور اس کے رسول کا کہا مانو، اللہ کی اطاعت کیسے کی جائے اور وہ کس کس کام سے خوش اور کس سے ناخوش ہے، اس کی دو ہی صورتیں ہیں، ایک یہ کہ بلا واسطہ کسی کو خود اللہ تعالیٰ ہی بتا دے کہ تم اس طرح ہماری عبادت و اطاعت کرو، ایسا ہی شخص نبی اور رسول ہو گا، دوسری صورت یہ ہے

Marfat.com

کہ نبی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے۔ اب چونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اور کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آ سکتا، تو پہلے رسول کی تابعداری سے خدا کی طاعت ہو سکتی ہے۔ بغیر رسول کی تابعداری کے اللہ کی فرمانبرداری ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ کے رسول کی تابعداری ہی اللہ کی فرمانبرداری ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ (سورۃ النساء)

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے جو رسول کا کہا مانے گا وہ در حقیقت خدا کا حکم مانے گا اور جو رخ پھیرے گا، تو ہم نے آپ کو اس پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا ہے۔

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے، کہ اے ہمارے نبی ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے، جو اللہ کے رسول کی اطاعت کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا، اور جو اللہ کے رسول سے محبت کرے گا وہ اللہ سے محبت کرے گا۔ اسی طرح جس نے رسول کی نافرمانی کی اس نے گویا اللہ کی نافرمانی کی، اپنے رسول کی نافرمانی سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ جس طرح اپنے نافرمانوں سے ناخوش ہوتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ (سورۃ النساء)

جو شخص راہ ہدایت کھل چکنے کے بعد اللہ کے رسول کی مخالفت کرے گا، اور مسلمانوں کے راستہ کو چھوڑ کر دوسری راہ پر چلے گا ہم اس کو اسی راہ پر چلائیں گے جس پر وہ چلے گا، اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

اس آیت کریمہ کا مطلب بالکل واضح ہے، کہ جو شخص باوجود ظہور ہدایت [illegible] قرآن و حقانیت اسلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا، اور ہمارے نبی و اسلام کے راستے کو چھوڑ کر غیروں کے طریقوں کو اختیار کرے گا، اور گمراہی کو پسند کرے گا تو ہم بھی اس کو اسی گمراہی میں چھوڑ دیں گے جو اس نے اپنے لیے پسند کی ہے، اور آخرت میں اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے نمونہ بنایا ہے۔ آپ کے اقوال، افعال، احوال کی پیروی میں نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

یقیناً تمہارے لیے رسول خدا میں بہترین نمونہ ہے ہر اس

Marfat.com

لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا (سورۃ الاحزاب)

شخص کے لیے نمونہ ہے۔ جو اللہ کی اور قیامت کے آخری دن کی امید رکھتا ہے اور خدا کو بہت یاد کرتا ہے۔

جو لوگ زبان سے تو رسالت محمدی کا اقرار کرتے ہیں، مگر آپ کے فیصلے کے مطابق عمل نہیں کرتے ان کو منافق کہا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَا أُولٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

(سورۃ النور)

وہ کہتے ہیں، کہ ہم خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے، اور فرمانبردار ہوئے، پھر ان میں سے ایک فرقہ اس کے بعد بھی پھر جاتا ہے، یہ ایمان والے ہی نہیں، جب وہ لوگ اس بات کی طرف بلائے جاتے ہیں، کہ خدا اور اس کا رسول ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کر دیں، تو بھی ان کی ایک جماعت منہ موڑنے والی بن جاتی ہے، ہاں اگر ان ہی کو حق پہنچتا ہے تو مطیع و فرمانبردار ہو کر اس کی طرف چلے آتے ہیں، کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے، یا یہ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، یا انہیں اس بات کا ڈر ہے، کہ کہیں خدا اور اس کا رسول ان کی حق تلفی نہ کریں، بات تو یہ ہے، کہ یہ لوگ خود بھی بڑے بے انصاف ہیں، ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے، کہ خدا اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے، تو وہ کہتے ہیں، کہ ہم نے سنا اور مان لیا، یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں، جو بھی خدا کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں، اور خدا کا خوف رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں۔

ان آیتوں میں منافقین کی حالت، کیفیت اور علامت بتلائی گئی ہے، کہ یہ لوگ زبان سے ایمان اور اطاعت کا اظہار کرتے ہیں، لیکن دل اور عمل اس کے خلاف ہیں، اور جب شرعی فیصلہ کی طرف ان کو بلایا جاتا ہے، اگر اس میں ان کو اپنا دنیاوی فائدہ نظر آتا ہے، تو خوشی سے قبول کر لیتے ہیں، اور اگر اس میں دنیاوی نقصان نظر آتا ہے، تو حق کی طرف دیکھتے بھی نہیں، حالانکہ مومن کی یہی نشانی ہے، کہ وہ خدا اور رسول کی تابعداری کرتے ہیں، اور ان کا یہی قول و عمل ہے، اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

## رسول پر ایمان لانے کا مطلب

یہی ہے، کہ اللہ کا رسول جو کچھ بتائے، وہ حق ہے جو کچھ کہے وہ سچ ہے، اور جو عمل کرے وہ قابل اتباع ہے، ان کی تمام بتائی باتوں کا ماننا، اور اس کے مطابق عمل کرنا فرض ہے، خواہ عبادات کے بارے میں ہو، یا معاملات اور اخلاق کے متعلق ہو یا تمدن اور معاشرے کے بارے میں ہو، غرض زندگی کے کسی بھی شعبہ کے متعلق ہو، جب اپنی زندگی کو رسول کی عملی زندگی کے سانچے میں ڈھالے گا، تو وہ اللہ کے رسول کو رسول مانے گا، اور اس کا ایمان بالرسالت صحیح ہوگا، نہیں تو نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ (شرح السنۃ)

تم میں سے کوئی اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جبتک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔

یعنی اپنے خیال و ارادہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بنائے تب مومن ہو سکتا ہے، اور جو آپ کا تابعدار نہیں، وہ مومن نہیں۔ آپ نے فرمایا۔

کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی۔ (بخاری شریف)

میری کل امت جنت میں داخل ہوگی، مگر جو انکار کرے عرض کیا گیا، کہ کون انکار کرے گا؟ فرمایا جو میری اطاعت کریگا وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو نافرمانی کرے گا، وہ انکار کرے گا (یعنی نافرمانی اور انکار کرنا گویا نہ ماننے کی دلیل ہے)

## محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب رسول کا مطلب سمجھ میں آگیا تو اس کے لوازمات سے یہ بھی ہے، کہ اللہ کے رسول کی محبت تمام چیزوں سے زیادہ ہو، اور یہ ظاہر بات ہے، کہ جو جس سے محبت کرتا ہے، وہ اس کی ہر بات اور ہر ادا کو پسند کرتا ہے۔ اور اس کے کہنے پر چلتا ہے، اور اس کی ہر ادا کو اختیار کرتا ہے۔ وہ اس کے رنگ میں رنگ جانے کی بڑی خواہش کرتا ہے۔ گویا ایمان بالرسول، محبت رسول، اور اطاعت رسول ایک چیز ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری شریف)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اس کے ماں باپ اور اولاد اور دیگر تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (ترمذی)

جو میرے ساتھ محبت کرے وہ میرے ساتھ جنت میں رہیگا

Marfat.com

نیز آپ نے فرمایا ہے :۔

ھُوَ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (بخاری شریف) ہر شخص کا حشر اپنے دوست کے ساتھ ہوگا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا جزو ہے، محبت کے تین اسباب ہیں، جمال، کمال، جود، یہ تینوں اوصاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس میں موجود تھے ، سے

ہم حسن و جمال بے نہایت داری ہم جود و کرم بے حد غایت داری
ہم حسن ترا مسلم و ہم احسان! محبوب تو ئی کہ ہر دو آیت داری

محبت کی دو قسمیں ہیں، طبعی اور عقلی، محبت عقلی سے اطاعت و فرمانبرداری مراد ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام عزیزوں اور خویش واقارب، ماں باپ، بیٹے، بیوی اور اپنی جان سے بھی زیادہ ہو یعنی اگر کسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے مقابلہ میں تمام عزیزوں کو چھوڑنا پڑ جائے۔ یا اپنی جان دینی پڑ جائے۔ تو سب کو چھوڑ دے یا اپنی جان دیدے، مگر اللہ کے رسول ؐ کی نافرمانی نہ ہونے پائے جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ تب ایمان کامل ہوگا۔ اس کی تائید حضرت عمر رضؓ کے واقعہ سے ہوتی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن ہشام فرماتے ہیں، کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ حضرت عمرؓ کا ہاتھ اپنے دست مبارک سے پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ نے آپ سے عرض کیا :۔

لَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِیْ (بخاری) یارسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

آپ نے فرمایا، خدا کی قسم جب تک میں تم کو اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں، تب تک تم سچے مومن نہیں ہو سکتے، حضرت عمرؓ نے عرض کیا، اب مجھے آپ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا، اب تم کامل مومن ہو گئے ہو (بخاری شریف)

قرآن مجید سے بھی یہی ثابت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَ

اے مومنو! اگر تمہارے باپ، بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو عزیز رکھتے ہوں، تو انہیں اپنا دوست نہ بناؤ، اور جو ایسا کرے گا، تو یہی لوگ ظالم ہوں گے، اے ہمارے پیغمبر! آپ کہہ دیجیے، کہ اگر تمہارے باپ، اولاد، بھائی، بی بیاں، کنبہ، تمہارا مال جو تم نے کمایا ہے، اور تمہاری

Marfat.com

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (توبہ ع ۳)

...اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے، اور تمہارے رہنے کے مکان جو تمہیں بہت پسند ہیں، یہ سب چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیاری ہوں، تو انتظار کرو، یہاں تک جو خدا کو کرنا ہے تمہارے سامنے آجائے۔ خدا فاسقوں پر ہدایت کی راہیں نہیں کھولتا۔

اس آیت کریمہ سے ہی معلوم ہوتا ہے، کہ خدا اور رسول کی محبت سب سے زیادہ ہونی چاہیے، اور اپنے اور عزیزوں کے مقابلہ میں خدا اور رسول ہی کو ترجیح دینا چاہیے۔ اور ان دونوں کی محبت سب کی محبتوں پر غالب ہونی چاہیے، انصار اور صحابہ کرامؓ کو آپ سے اسی طرح کی محبت تھی،

شفا میں ہے، کہ جنگ احد میں ایک انصاری عورت کا باپ بھائی اور شوہر تینوں شہید ہو گئے تھے۔ جب اسے خبر ملی۔ تو اس نے دریافت کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں، کہا گیا ہاں، اس نے کہا، چلو مجھے دکھادو، تاکہ میں خود روئے انور کو دیکھ لوں، جب اس نے آپؐ کو دیکھ لیا تو بولی کلُّ مُصِیبَۃٍ بعدک جللٌ. جب آپ زندہ و سلامت ہیں، تو اس کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے ؎

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا　　　اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

اہل مکہ جب زید بن دثنہ کو حرم سے باہر لے چلے، تو ابوسفیان بن حرب نے کہا، کہو زید قسم کھا کر بتاؤ کیا اس وقت تمہیں یہ پسند ہے، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تمہاری جگہ ہوتے، اور تم اپنے گھر ہوتے؟ زید نے قسم کھا کر کہا، کہ مجھے ہرگز یہ گوارا نہیں، کہ میں اپنے گھر میں ہوں، اور یہاں آپ کے جسم میں ایک کانٹا بھی چبھے۔ ابوسفیان کہنے لگا کہ میں نے کبھی کسی کو اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا، جتنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ان سے محبت کرتے ہیں۔

قاضی عیاض نقل کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، کہ آپ مجھے اہل و مال سب سے زیادہ محبوب ہیں مجھے آپ کی صورت یاد آتی ہے تو صبر نہیں آتا جب تک آپ کو یہاں آکر دیکھ نہیں لیتا، اب غم یہ ہے، کہ وفات کے بعد آپ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوں گے تو میں آپ کو وہاں کیسے دیکھا کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر خدا کا انعام ہے یعنی نبی صدیق، شہید اور نیک لوگ، اور ان لوگوں کی صحبت

Marfat.com

وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا (سورۃ النساء) بڑی نعمت ہے۔

آپ نے اسے یہ آیت سنادی

اللہ تعالیٰ کی محبت اطاعت رسول پر موقوف ہے، جو اللہ کے رسول کی فرمانبرداری کرے، وہ خدا کا دوست ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ۔ (آل عمران)

(یعنی اے ہمارے رسول سب لوگوں سے کہہ دیجیے، کہ اگر تم اللہ کو چاہتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو، اللہ تم کو چاہے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، (اے ہمارے رسول) کہہ دیجیے، کہ اللہ کی اور رسول اللہ کی فرمانبرداری کرو، اگر وہ اس سے پھر جائیں، تو بات یہ ہے کہ وہ نافرمان ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں سے محبت نہیں رکھتا۔

اس آیت کے شان نزول کی بابت تفسیر جامع البیان وغیرہ میں لکھا ہے، کہ مشرک لوگ بتوں کو اور جنوں کو پوجتے تھے، اور دعویٰ ان کا یہ تھا، کہ یہ کام ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کرتے ہیں، یعنی ہماری نیت یہ ہے، کہ ان کاموں سے اللہ راضی ہو جائے، اور یہود و نصاریٰ کہتے تھے، کہ ہمارے بزرگ پیغمبر ہوئے ہیں۔ اور ہم لوگ پیغمبروں کی اولاد ہیں، لہٰذا اللہ کو ہم سے ضرور محبت ہوگی، ایسے ہی مکہ والے یوں سمجھتے تھے، کہ ہم لوگ بیت اللہ کے خادم اور مجاور ہیں، اور حاجیوں کی مہمانداری و خبر گیری کرتے ہیں، ہم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی و محبت ضرور ہوگی۔ اور ان سب کی بات رد کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے، یعنی فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی، تو اس کے بھیجے ہوئے رسول کو مانتے اللہ کی محبت کا تو جب ہی سچا ہے، اور اس کی رضامندی جب ہی حاصل ہوگی، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم برداری کرو گے اگر اس کے رسول کی حکم برداری نہیں کرتے، تو سب خیال اور تمام دعوے غلط ہیں۔

آج کل کے ہزاروں مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے، کہ زبان سے تو یہ کہتے ہیں، کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول سب سے زیادہ پیارے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کے واسطے ہمارا مال اور جان قربان ہے، لیکن رسولؐ کے حکم کی پیروی بالکل نہیں کرتے، جدھر دیکھو، شکل و صورت، وضع قطع، کھانا کمانا، شادی بیاہ اور لینا دینا غرض سب کام اپنے ملک، برادری اور باپ دادا کی رسم پر کرتے ہیں، اور جب کوئی کہے کہ یہ کام اور رسمیں چھوڑ دو، اور شریعت پر چلو تو یہ جواب دیتے ہیں، کہ ہم لوگ دنیا دار ہیں، گناہ گار ہیں، بھلا ہم سے شریعت پر عمل کہاں سے ہو سکتا ہے! دیکھا آپ نے شریعت پر عمل کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں، اور پھر اچھے

Marfat.com

خاصے مسلمان بنے رہیں سے

تجھ میں کچھ بوئے وفاداری نہیں　　　یا رہو کر شیوہ یاری نہیں

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لَیْسَ الْاِیْمَانُ بِالتَّمَنِّیْ وَلَا بِالتَّحَلِّیْ وَلٰکِنْ ھُوَ مَاوَقَرَ فِی الْقَلْبِ وَصَدَّقَہُ الْعَمَلُ (دیلمی)

ایمان کا دعوی تصنع اور بناوٹ کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ایمان وہ ہے جو دل میں جگہ پکڑلے، اور عمل اس کی تصدیق کردے۔

## رسولؐ کی نافرمانی کرنے والا قیامت کے دن کف افسوس ملے گا

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَنْزِیْلًا ۔ اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَ کَانَ یَوْمًا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ۔ وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ۔ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ۔ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۔ (الفرقان)

جس دن آسمان مع بادل کے پھٹ جائے گا اور فرشتے لگاتار اتریں گے اس دن ملک صرف رحمٰن ہی کا ہوگا۔ اور یہ دن نافرمانوں پر بڑا بھاری ہوگا، اس دن ستم گر شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا، ہائے افسوس کاش میں نے اللہ کے رسول کی راہ لی ہوتی۔ ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آپہنچی تھی، اور شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری فرض ہے، نافرمانی کرنے والا قیامت کے دن افسوس کرے گا۔

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا ۔ یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِھِمُ الْاَرْضُ ۔ وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا ۔ (سورۃ النساء)

اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے، اور ان سب پر اے نبی ہم آپ کو گواہ بنا کر پیش کریں گے، اس دن کفر کرنے والے اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کرنے والے آرزو کریں گے کہ کاش زمین ان کو اپنے اندر سما کر ہموار ہو جائے اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے۔

## رسولؐ کی تابعداری میں لوگوں کا امتحان ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَۃَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْھَآ

اور جس قبلہ پر آپ پہلے تھے، اسے ہم نے صرف اس لیے

Marfat.com

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۔

(سورۃ البقرۃ)

مقرر کیا تھا، کہ ہم جان لیں کہ اس رسول کا سچا تابعدار کون ہے۔ اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے۔ گویا یہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں خدا نے ہدایت دی ہے۔ ان پر کوئی دشوار نہیں ہے۔

جو اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی موافقت کرے گا، وہ آزمائش میں پورا اترے گا اور جو تحویل قبلہ کے وقت نافرمانی کرے گا، وہ امتحان میں کامیاب نہیں ہوگا۔

## اللہ کے رسولؐ کی تابعداری بہترین کسوٹی ہے

مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند فرشتے آئے۔ اور آپ سوتے تھے، تو وہ فرشتے آپس میں کہنے لگے کہ ان کے لیے ایک مثال ہے۔ وہ مثال ان کو سناؤ بعض فرشتے بولے مثال کس کو سنائیں یہ تو سوتے ہیں بعض فرشتوں نے جواب دیا کہ ان کی آنکھ سوتی ہے، اور دل جاگتا ہے۔ یعنی ان کا سونا ایسا نہیں ہے جیسا اور لوگوں کا سونا ہوتا ہے۔ بلکہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں، اور دل خبردار اور ہشیار رہتا ہے۔ جو کچھ کہو گے وہ سنیں گے، تو ان فرشتوں نے کہا کہ ان کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے ایک مکان بنایا۔ اور اس میں ضیافت کا سامان تیار کیا۔ اور ایک بلانے والے کو بھیجا، کہ لوگوں کو اس ضیافت کے لیے بلا لائے۔ تو جو کوئی اس بلانے والے کے کہنے پر چلا آئے گا، وہ اس مکان میں بھی داخل ہوگا، اور ضیافت کا کھانا بھی کھائے گا، اور جو شخص اس بلانے والے کے کہنے پر نہ آئے، وہ اس مکان میں بھی داخل نہ ہوگا، اور ضیافت کا کھانا بھی اسے میسر نہ ہوگا۔ بعض فرشتوں نے کہا، کہ اس کا مطلب کھول دو، تاکہ وہ سمجھیں، اس پر بعض فرشتے بولے۔ کہ وہ تو سوتے ہیں، بعض فرشتوں نے کہا، کہ آنکھیں سوتی ہیں، اور دل جاگتا ہے۔ تو ان فرشتوں نے کہا۔ کہ وہ مکان جنت ہے۔ اور بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرے، وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے، وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں، یعنی کافر و مومن یا نیک و بد میں تمیز اور پہچان کا یہی طریقہ ہے۔ کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہے وہ مومن اور نیک ہے، اور ان ہی کے واسطے جنت ہے۔ اور جو کوئی ان کی تابعداری نہ کرے، وہ کافر اور دوزخی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی، اور اس

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ (انفال) کے رسول کی، اور مت پھر و اس سے اور تم سنتے ہو۔

اور مت ہو مانند ان لوگوں کے کہ کہتے ہیں سنا ہم نے اور وہ نہیں سنتے یعنی یہود و نصاریٰ کا یہ حال ہے کہ زبان سے تو تورات وانجیل اور پہلے انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن ان احکام پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا، کہ تم ایسے مت ہو جانا جب تک احکام الٰہی اور احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل نہ کرو گے اس وقت تک زبانی اقرار سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر ہو آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

# خطبہ ۴ ایمان کی شاخوں کے بیان میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ الْاَصْفِيَآءِ وَسَآئِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ (سورۃ النساء)

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ جو شخص اللہ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے، اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے، تو وہ بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے گا۔

**ایمان** جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے ذریعہ سے بتائی ہیں، ان کو دل سے سچا جاننے اور زبان سے اقرار کرنے، اور ظاہری اعضاء سے بجا لانے کو ایمان کہتے ہیں۔ ایمان اجمالی کلمہ شہادت

Marfat.com

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سچے دل وزبان سے اقرار کرنے سے حاصل ہوتا ہے، اور ایمان تفصیلی کی بہت تفصیل ہے۔ مگر مندرجہ ذیل چھ باتوں پر ایمان لانے کی قرآن وحدیث میں بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر کہ وہ ایک ہے، اس کی ذات اور صفت تمام عیبوں سے پاک ہے۔

(۲) تمام نبیوں اور رسولوں پر کہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سچے بندے ہیں،

(۳) تمام فرشتوں پر، کہ وہ اس کے نیک بندے ہیں،

(۴) اس کی تمام کتابوں پر، جو اپنے نبیوں پر اتاری ہیں۔

(۵) قیامت پر، کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے، کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو فنا کر کے پھر سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور سب کا حساب لے کر نیکوں کو انعام اور بدوں کو سزا دے گا۔

(۶) تقدیر پر، کہ رنج وخوشی آرام وتکلیف اور بھلائی برائی سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

ایمان یقین کرنے والوں کو مومن اور نہ ماننے والوں کو کافر کہا جاتا ہے۔ اور صرف زبان سے اقرار کرنے اور دل سے سچا نہ جاننے کو نفاق، اور نفاق والے کو منافق کہتے ہیں، نیکی کرنے سے ایمان بڑھتا ہے۔ اور گناہ کرنے سے گھٹتا ہے۔ جس دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کی اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر سفارش کر کے جنت میں داخل کرائیں گے۔

ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، سب سے بڑی شاخ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے، اور سب سے چھوٹی شاخ تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کر دینا ہے۔ ان شاخوں کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اس طرح تقسیم کیا ہے۔ اعمال کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اعمال قلبی (دل کے کام) (۲) اعمال لسانی (زبان کے کام) (۳) اعمال بدنی (بدن کے کام) دل کے چوبیس، زبان کے سات، اور بدن کے اڑتیس کام ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی ہیں، ہم نے امام بیہقی کی شعب الایمان میں سے اخذ کر کے ''اسلامی عقاید'' اور ''ایمان مفصل'' میں ان کو بیان کیا ہے، یہاں چار خطبوں میں ان شاخوں کو بیان کیا جائے گا، تاکہ پڑھ کر، اور سن کر ایمان کے کامل کرنے کی کوشش کریں، اگر ان تمام باتوں پر پورا پورا عمل ہوگا، تو کامل ایمان ہوگا، نہیں تو ناقص اسی لیے کہا جاتا ہے۔ کہ ایمان کامل بھی ہوتا ہے اور ناقص بھی، اب ایمانی شاخوں کا بیان تفصیل وار سنئے۔

(۱) ایمان کی پہلی شاخ، اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دلیل اس کا یہ فرمان ذوالشان ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ... اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کتاب

Marfat.com

الْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ (پ ۶ ع ۱۷) (ایمان لاؤ) جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ (سورۃ البقرۃ) ہمارا رسول اس کتاب پر ایمان لایا جو اس پر اس کے رب کی طرف سے اتاری گئی، اور سب ایماندار ہر ایک اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا، ایمان باللہ سب عملوں سے بہتر ہے (بخاری)۔

ابو سفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ آپ مجھ کو ایسی بات بتائیں، کہ پھر کسی سے کچھ نہ پوچھوں۔ تو آپ نے فرمایا قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (بخاری، مسلم) اللہ پر ایمان لاؤ اور اسی پر جمے رہو، پھر تم جنت میں داخل ہو گے۔ اور دوزخ سے دور ہو گے۔ جیسا کہ فرمایا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (بیہقی) یعنی جو اللہ کو ایک سمجھ کر کہے، کہ اس کے سوا کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں ہے، اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو، تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں جن کو حدیث شریف کی کتابوں میں پڑھو گے۔

(۲) ایمان کی دوسری شاخ ہے، اللہ کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان لانا، کہ سب اللہ کے سچے رسول اور پیغمبر تھے۔ جیسا کہ وَكُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ والی آیت میں ابھی بیان کیا گیا ہے، اور حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا تھا، کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کہ اللہ اور اس کے تمام فرشتوں اور اس کی تمام کتابوں اور اس کے تمام رسولوں کی تصدیق کرنا (بخاری)

(۳) ایمان کی تیسری شاخ اللہ کے فرشتوں پر ایمان رکھنا، کہ وہ اللہ کے نیک بندے ہیں، کھاتے پیتے نہیں، اور نہ کبھی اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں، جس کام کا اللہ حکم دیتا ہے، وہی کرتے ہیں، وہ ضرور موجود ہیں، ان کے وجود پر بہت سی دلیلیں ہیں، اوپر والی آیت اور حدیث جبرائیل میں "وملائکتہ" بھی آیا ہے کہ اللہ کے فرشتوں پر ایمان لاؤ، اگر کوئی فرشتوں کے وجود کو تسلیم نہ کرے، تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

(۴) ایمان کی چوتھی شاخ ہے، قرآن مجید پر ایمان لانا، کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (البقرۃ) اس کتاب (قرآن) میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

اور یہ بابرکت کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی ہے، چنانچہ فرمایا:۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ اور یہ کتاب (قرآن مجید) ہم نے اتاری ہے جو برکتوں والی ہے

Marfat.com

الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَہَا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ (سورۃ الانعام)

اگلی کتابوں کو سچ بتانے والی ہے، تاکہ تم اس کے ذریعہ مکہ والوں اور اس کے آس پاس یعنی تمام دنیا والوں کو ڈراؤ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، وہ اس قرآن پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو اس قرآن کو کلام الٰہی نہ مانے، وہ مسلمان نہیں ہے)

(۵) ایمان کی پانچویں شاخ تقدیر پر ایمان لانا، کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا، اور اس کے انجام کو بھی لکھ دیا کہ آگے چل کر اس کا انجام یہ ہوگا، نیک یا بد، پھر اسی کے مطابق ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ (القمر)

ہر چیز کو ہم نے اندازے اور تقدیر کے ساتھ بنایا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَہَا (حدید)

جو مصیبت بھی زمین میں یا خود تمہاری طبیعتوں میں پہنچتی ہے وہ لکھی ہوئی تھی اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

کَتَبَ اللّٰہُ مَقَادِیْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے تمام مخلوقات کے اندازوں اور تقدیروں کو لکھ دیا ہے۔

اور آپ نے فرمایا:۔

لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ یَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ وَیُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَیُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ (ترمذی شریف)

جب تک ان چار باتوں کی تصدیق نہ کرے، تب تک کوئی بندہ ایماندار ہو ہی نہیں سکتا (۱) اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں، اور اللہ نے حق دے کر مجھے بھیجا ہے (۲) موت پر ایمان رکھے (۳) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے (۴) تقدیر پر ایمان لائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو تقدیر کو نہ مانے، وہ مومن نہیں ہو سکتا ہے۔

(۶) ایمان کی چھٹی شاخ قیامت کے دن پر ایمان لانا، کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا، کہ سارا جہان برباد ہو جائے گا، دنیا ختم ہو جائے گی، یعنی زمین و آسمان کی یہ حالت و ہیئت باقی نہ رہے گی یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ زمین و آسمان، سورج چاند وغیرہ سب تبدیل ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ مخلوق کو زندہ کر کے حساب و کتاب لے گا

حق پرست کو جنت میں داخل کرے گا، اور باطل پرست کو دوزخ میں ڈال دے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ (سورۃ التوبۃ) — جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہ لائے، اسی سے لڑو۔

(اور فرمایا) وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ (بنی اسرائیل) — اور قیامت کے دن ہم ان کافروں کو منہ کے بل اندھے، گونگے اور بہرے اٹھائیں گے، ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

(اور فرمایا) وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا (الانبیاء) — اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو رکھیں گے، پھر کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا۔

(اور فرمایا) ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ (الحج) — پھر قیامت کے دن تم سب اٹھائے جاؤ گے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی آیتیں قیامت کے بارے میں ہیں، حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ ثَوْبَهُمَا وَلَا يَطْوِيَانِهِ (بخاری ص ۱۰۵۵ ج ۲) — اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کہ دو آدمی کپڑا خریدنے، بیچنے میں مصروف ہوں گے، کہ قیامت قائم ہو جائے گی، نہ تو وہ کپڑے کو خرید و فروخت کر سکیں گے، اور نہ اس کو لپیٹ سکیں گے۔

(اور فرمایا) لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ (مسلم) — بدترین لوگوں پر قیامت آئے گی،

یعنی قیامت کے آنے کے وقت خدا پرست اور خدا ترس نہیں ہوں گے، بلکہ نافرمان اور برے لوگ ہوں گے، غور کیجئے تو اس وقت قیامت کی نشانیاں بہت پائی جاتی ہیں۔

(۷) ایمان کی ساتویں شاخ مرجانے کے بعد پھر جی اٹھنے کی تصدیق کرنا ہے، قرآن و حدیث میں یہ بتایا گیا ہے، کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ ہوگا، اور عملوں کے محاسبہ کے بعد جو جس درجہ کے لائق ہوگا، وہ پائے گا، کافر اس پر ایمان نہیں رکھتے ہیں، وہ اس بات کو نہیں مانتے، کہ مرجانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا پڑے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلٰى وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ، (سورۃ التغابن) — کفار کہتے ہیں، کہ لوگ مرنے کے بعد پھر ہرگز زندہ کر کے نہیں اٹھائے جائیں گے، آپ فرما دیجئے، یوں نہیں، خدا کی قسم تم لوگ ضرور دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے۔

Marfat.com

دوسری جگہ فرمایا:-

اَللّٰہُ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یَجْمَعُکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ (سورۃ جاثیہ)

اللہ تعالیٰ تم کو زندہ کرتا ہے پھر تم کو مار دے گا پھر دوبارہ زندہ کرکے قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا جس دن کے آنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

اس کی قسم کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں، حدیث جبریل میں فرمایا:-

اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَبِالْقَدَرِ کُلِّہٖ (بخاری، مسلم)

ایمان یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتوں اور رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر اور تقدیر پر ایمان رکھنا۔

حضرت ابو رزین العقیلی رض فرماتے ہیں:-

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یُعِیْدُ اللّٰہُ الْخَلْقَ وَمَا اٰیَۃُ ذٰلِکَ فِیْ خَلْقِہٖ قَالَ اَمَا مَرَرْتَ بِوَادِیْ قَوْمِکَ جَدْبًا ثُمَّ مَرَرْتَ بِہٖ یَہْتَزُّ خَضِرًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَتِلْکَ اٰیَۃُ اللّٰہِ فِیْ خَلْقِہٖ کَذٰلِکَ یُحْیِی اللّٰہُ الْمَوْتٰی (مشکوٰۃ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مخلوق کو کس طرح دوبارہ زندہ کرے گا، اور دنیا میں اس کی کیا نشانی ہے؟ آپ نے فرمایا، کیا تم اپنی قوم کے خشک میدان میں گئے ہو جہاں بارش نہ ہونے کی وجہ سے میدان خشک رہتا ہے، نہ گھاس ہوتی ہے، نہ کوئی سبزی رہتی ہے، دھول اڑتی ہے، پھر بارش ہونے کے بعد سبزی اور شادابی سے لہلہا اٹھتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ایسا ہمیشہ دیکھتے ہیں، آپ نے فرمایا یہی نشانی ہے، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کردے گا،

ایک حدیث میں یہ بھی ہے:-

ثُمَّ یُنْزِلُ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا یَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَیْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَیْءٌ لَا یَبْلٰی اِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَھُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْہُ یُرَکَّبُ الْخَلْقُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بخاری، مسلم)

صور پھونکنے کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے گا لوگ اس طرح زندہ ہوں گے جس طرح گھاس اگتی ہے، اور انسان کی تمام چیزیں سڑ گل جاتی ہیں، صرف ریڑھ کی ایک ہڈی باقی رہتی ہے، اور وہ "عجب الذنب" ہے اسی سے مخلوق مرکب ہوگی۔

(۸) ایمان کی آٹھویں شاخ حشر پر ایمان لانا، یعنی مرنے کے بعد قیامت کے دن اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان حشر میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوکر تصدیق کرنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

Marfat.com

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا (الانعام) — اور قیامت کے دن سب کو جمع کرے گا۔

(اور فرمایا) وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا (سورۃ الانعام) — (اے ہمارے نبی) اگر آپ ان لوگوں کو دیکھیں جب کہ یہ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے (تو ایک عجیب بات دیکھیں گے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا یہ حق نہیں ہے وہ کہیں گے کیوں نہیں، اپنے پروردگار کی قسم یقیناً یہ سچ ہے۔

(اور فرمایا) يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ (سورۃ مریم) — اور اس دن کو یاد کرو، جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کے پاس یعنی اپنے پاس مہمانوں کو اکٹھا کریں گے، اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔

(اور فرمایا) أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (سورۃ التطفیف) — کیا یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اس بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے، اور سب لوگ اللہ کے پاس کھڑے ہوں گے (یعنی یہ ضرور جانتے ہیں)

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيهَا عَلَمٌ لِأَحَدٍ (بخاری) — جمع کیا جائے گا لوگوں کو قیامت کے دن ایسے سفید چٹیل میدان میں جس میں کوئی پہاڑ نہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ حَتَّىٰ يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَىٰ أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ (شعب الایمان) — سب لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور اپنے اپنے پسینوں میں بقدر اعمال ڈوبے ہوں گے۔ بعض آدھے کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔

(۹) ایمان کی نویں شاخ مومنوں کے جنتی اور کافروں کے جہنمی ہونے کی تصدیق کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا (سورۃ النساء) — جو لوگ ایماندار ہو کر نیک عمل کریں، ہم ان کو ایسی جنت میں داخل کریں گے، جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

دوسری آیت میں ہے:۔

وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا (ھود) — جو لوگ ایماندار ہو کر نیک کام کریں، وہ ایسی جنتوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے تلے نہریں بہتی ہوں گی۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (المائدۃ)

اور جو لوگ کافر ہوئے، اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں۔

اور فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا (النساء)

جو لوگ ہماری آیتوں سے قطع تعلق کرتے ہیں، عنقریب ہم ان کو آگ میں ڈالیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بخاری)

جب کوئی مرجاتا ہے، صبح و شام اس کا ٹھکانا اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے، تو جنت دکھائی جاتی ہے، اور اگر دوزخی ہو، تو دوزخ دکھائی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے۔ یہی تمہاری جگہ ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس سے اٹھائے گا اور تم اپنی اپنی جگہوں میں ہمیشہ رہو گے۔

(۱۰) ایمان کی دسویں شاخ، اللہ کی محبت کے واجب ہونے کی تصدیق کرنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (سورۃ البقرۃ)

(مشرکوں کو جو اپنے شرکاء سے محبت ہے، ایمان والوں کو اس سے زیادہ اللہ کی محبت ہے۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ (متفق علیہ)

تین خصلتیں جن میں ہوں، وہ ایمان کی شیرینی کو پالیں گے (۱) اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت سب سے زیادہ ہو (۲) ہر شخص سے صرف اللہ ہی کے لیے دوستی یا دشمنی ہو (۳) اور شرک و کفر کو اس قدر ناپسند کرے، جس طرح آگ میں جلنے کو ناپسند کرتا ہے۔

(۱۱) ایمان کی گیارہویں شاخ اَلْاِيْمَانُ بِوُجُوْبِ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف کے واجب ہونے پر ایمان رکھنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ تم ان سے مت ڈرو صرف مجھ ہی سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔

Marfat.com

(اور فرمایا) فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ، پس لوگوں سے مت ڈرو، صرف مجھ سے ڈرو،

اللہ تعالیٰ نے ڈرنے والوں کی بڑی تعریف فرمائی ہے، ارشاد خداوندی ہے:۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ، (سورۃ الرحمن) جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَقُولُ اللهُ جَلَّ ذِكْرُهٗ أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ (ترمذی) اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ دوزخ سے اس کو نکال لو جس نے مجھے کسی دن یاد کیا ہو یا میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا ہو

(۱۲) ایمان کی بارہویں شاخ، حسن ظن باللہ یعنی اللہ تعالیٰ سے نیک امید رکھنے کی تصدیق کرنا اللہ فرماتا ہے۔

يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ، (بنی اسرائیل) وہ لوگ ایماندار ہیں، جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يَمُوْتَنَّ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللهِ (مسلم) نہ مرے کوئی مگر اس حال میں کہ وہ اللہ سے اچھا اور نیک گمان رکھے

اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَنَا عِنْدَ الظَّنِّ عَبْدِيْ بِيْ، (بخاری) میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے قریب ہوں

یعنی بندہ جیسی مجھ سے امید رکھے گا میں ویسے ہی اس کے ساتھ پیش آؤں گا۔

(۱۳) ایمان کی تیرھویں شاخ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے واجب ہونے کی تصدیق کرنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

وَعَلَى اللهِ فَتَوَكَّلُوْا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ۝ اگر تم ایماندار ہو، تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو،

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ، اور جو اللہ پر بھروسا کرتا ہے، تو اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، توکل کرنے والے جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے

(۱۴) ایمان کی چودھویں شاخ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے واجب ہونے پر ایمان رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ (بخاری) تم میں سے کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا، جبتک کہ وہ اپنے ماں باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے،

اور فرمایا، جس میں یہ تین خوبیاں ہوں گی، وہ ایمان کی حلاوت کو پائیں گے (۱) اللہ اور رسول صلعم کی

محبت سب سے زیادہ ہو۔ (۲) اللہ کے واسطے دوستی و دشمنی رہے۔ کفر و شرک کو اس قدر برا جانیں جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے (بخاری)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، حضرت قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا، اس کے لیے تیاری کی ہے؟ اس نے کہا،

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا کَثِیْرَ صَلٰوۃٍ وَلَا صَدَقَۃٍ اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ (بخاری شریف)

اے اللہ کے رسول! نماز اور روزہ اور صدقہ خیرات تو میں نے کچھ زیادہ نہیں کیا، البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ضرور رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو ان ہی کے ساتھ رہے گا، جن سے تو نے محبت رکھی ہے۔

باقی شاخوں کا بیان اگلے خطبے میں آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ایمان و عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

# خطبہ ۵ ایمان کی کچھ اور شاخوں کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۙ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۙ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ۙ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ)

(ترجمہ) ساری بھلائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقۃً بھلا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر، اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو اس کی محبت میں مال

خرچ کرے قرابتداروں میں یتیموں مسکینوں اور سوال کرنے والوں کو دے۔ غلاموں کو آزاد کرے۔ نماز کی پابندی، اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے۔ جب وعدہ کرے، تو اکثر و بیشتر پورا کرے۔ تنگ دستی، دکھ درد۔ اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں۔ اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں۔

اس آیت پاک میں صحیح عقیدے اور راہِ مستقیم کی تعلیم ہو رہی ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں سوال کیا۔ کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ انہوں نے پھر سوال کیا۔ آپؐ نے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا سن! نیکی کی محبت اور برائی کی عداوت ایمان ہے۔ (ابن ابی حاتم)

بیان کیا جا چکا ہے، کہ ایمان کی ستہتر شاخیں ہیں۔ جن میں سے چودہ شاخوں کا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس خطبہ میں کچھ اور شاخوں کا بیان کیا جا رہا ہے۔

(۱۵) ایمان کی پندرھویں شاخ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور احترام اور تعظیم کے واجب ہونے کی تصدیق کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی صفت بتائی۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ (پ ۹ ع ۹)

پھر جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے، اور آپ کی عزت و تعظیم کی، اور آپ کی امداد کی

اور فرمایا، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔ (سورۃ الحجرات)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے مت بڑھو، اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں اللہ کے نبیؐ کی آواز سے بلند مت کرو، اور آپ کے سامنے زور زور سے نہ بولو، جس طرح تم آپس میں زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو، کہ تمہارے عمل اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و ادب اور احترام کو فرض بتایا گیا ہے، اور آپ کی شان والاشان میں گستاخی کرنے سے عمل برباد ہو جاتے ہیں، اس لیے نبی کی تعظیم فرض اور گستاخی حرام ہے آپؐ کی شان میں گستاخی حرام ہے، آپؐ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا مومن نہیں ہے،

(۱۶) ایمان کی سولھویں شاخ، دینِ اسلام پر ثابت قدم رہنا، اور اس کو مضبوط تھامنا ایمان میں داخل ہے، اگرچہ اس کے بارے میں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو، اور آگ میں ڈالا جائے، یا قتل کیا جائے

Marfat.com

مگر اسلام کو نہ چھوڑے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً (سورة البقرة)

اے ایمان والو! حتی الامکان اسلام کے تمام احکام پر عمل کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لَا تُشْرِكْ بِاللهِ وَإِنْ قُتِلْتَ أَوْ حُرِّقْتَ، (مشکوٰۃ شریف)

اللہ کے ساتھ شریک مت کرو، اگرچہ تم قتل کئے جاؤ، یا آگ میں جلائے جاؤ۔

اور حضرت انس رضی کی حدیث اوپر گذر چکی ہے، کہ جس میں یہ باتیں پائی جائیں گی وہ ایمان کی لذت کو پائے گا، ان میں سے ایک یہ ہے، کہ اسلام سے پھرنے کو اس قدر ناپسند کرے، جس طرح آگ میں جلنے کو ناپسند کرتا ہے۔

۱۷ ایمان کی سترھویں شاخ، شرعی علم کا حاصل کرنا ایمان کی ایک شاخ ہے، علم کے معنی جاننے کے ہیں، یعنی اللہ اور رسول کا جاننا ضروری ہے، اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کا معلوم کرنا ضروری ہے اگر خدا اور اس کے رسول کی معرفت نہیں اور اسلامی ارکان کو نہیں جانتا، تو وہ مسلمان نہیں، اللہ فرماتا ہے

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ (سورہ محمد)

اس بات کو جان لو کہ یقیناً اللہ کے علاوہ عبادت کے لائق کوئی نہیں

اور مرفوع حدیث میں ہے:۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ (بیہقی)

شریعت کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

علم کی فضیلت میں اور بہت سی حدیثیں ہیں، جو حدیث کی کتابوں میں درج ہیں،

(۱۸) ایمان کی اٹھارہویں شاخ، دینی علم کی اشاعت ایمان ہے، ہر مسلمان کا فرض ہے، کہ اسلام کی خدمت کرے، اور اس کو لوگوں میں پھیلائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ (آل عمران)

اس دین کو لوگوں میں پھیلاؤ اور اس کو چھپاؤ نہیں۔

(اور فرمایا) وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ (سورۃ التوبۃ)

جب وہ اپنی قوم کی طرف جائیں، تو اللہ تعالیٰ سے انہیں ڈرائیں اور وعظ و نصیحت کریں۔

جو لوگ دین حق کو چھپاتے ہیں، وہ بڑے مجرم ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ (اخرجہ احمد والاربعۃ والحاکم وصححہ)

جس سے علم دین کے متعلق دریافت کیا جائے اور وہ اس کو چھپائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

نَنَاصَحُوْا فِی الْعِلْمِ فَاِنَّ خِیَانَۃَ اَحَدِکُمْ فِیْ عِلْمِہٖ اَشَدُّ مِنْ خِیَانَتِہٖ فِیْ مَالِہٖ وَ اِنَّ اللّٰہَ سَائِلُکُمْ (طبرانی)

علم میں ایک دوسرے کی خیرخواہی کرو، اس لیے کہ علم میں خیانت کا گناہ مال کی خیانت سے زیادہ ہے، اور اللہ اس بارے میں تم سے بازپرس کرے گا۔

(۱۹) ایمان کی انیسویں شاخ قرآن مجید کی عزت و تعظیم کرنا ہے، کہ اس کو پڑھے پڑھاوے اس کے حلال کو اور حرام کو حرام جانے اور قرآن پڑھنے پڑھانے والوں اور حافظوں کی عزت کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ ۝ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ ۝ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الواقعہ)

یقیناً یہ قرآن عظمتوں اور بزرگی والا ہے، جو محفوظ کتاب میں ہے۔ اس کو صرف پاک لوگ ہی چھوتے ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری)

تم میں سب اچھا وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور دوسروں کو سکھائے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا اس قرآن کے ذریعہ سے بعض کو اونچا کرے گا، اور بعض کو نیچا کرے گا۔ جو اس کی عزت کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کے مرتبہ کو بلند فرمائے گا، اور جو بے پروائی کرے گا اس کو ذلیل و پست کرے گا۔

(۲۰) ایمان کی بیسویں شاخ طہارت ہے، یعنی دل کو برے عقیدہ سے پاک کرنا، اور بدن و کپڑے اور مکان کو ظاہری نجاستوں سے پاک و صاف رکھنا ایمان کا جزو ہے، گندے عقیدے والے مسلمان اور ہر وقت ناپاک رہنے والے پورے مسلمان نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝

پاکی حاصل کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔

(اور فرمایا) اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ (المائدۃ)

جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے تمام چہرے کو دھو ڈالو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اور سر کا مسح کرو، اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک اس طرح دھوؤ کہ کوئی جگہ خشک نہ رہنے پائے۔

اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ، (مسلم)

پاکی آدھا ایمان ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃً بِغَیْرِ طُهُوْرٍ (مسلم)

بغیر پاکیزگی کے اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا۔

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:۔

Marfat.com

وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ (ابن ماجہ) وضو پر مومن آدمی ہی محافظت کرتا ہے، یعنی ہمیشہ خیال رکھتا ہے۔

(۲۱) ایمان کی اکیسویں شاخ، پانچ وقت کی نمازوں کو تمام ارکان و شروط کے ساتھ ادا کرنا ایمان کا جزو اعظم ہے۔ نماز کی بہت بڑی بزرگی و اہمیت ہے، اس کے چھوڑ دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اسّی جگہ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ آیا ہے، یعنی نماز کو اچھی طرح دل لگا کر ادا کرو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ نماز ایمانداروں پر مقررہ وقت میں فرض ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (سورۃ البقرۃ) تمام نمازوں خصوصاً بیچ والی نماز (عصر) کی محافظت کرو۔ اور اللہ کے سامنے مؤدب کھڑے رہو۔

(اور فرمایا) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ (ھود) اور دن کے دونوں کناروں پر (یعنی صبح اور ظہر و عصر میں) نماز کو درستی سے جاری رکھو، اور رات کے اوقات میں بھی نماز پڑھو۔

(اور فرمایا) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔ (بنی اسرائیل) سورج ڈھلتے اور غروب ہوتے اور تاریکی شب کے وقت درستی سے نماز ادا کرو، اور صبح کی نماز میں قرآن پڑھنے کو لازم کرو، کیونکہ صبح کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (مسلم) انسان اور شرک و کفر کے درمیان اتصال کا ذریعہ ترک نماز ہے (یعنی نماز چھوڑنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے، کہ نماز کو ایمان فرمایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (سورۃ البقرۃ) اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے) کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

ایمان اور اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے، ان میں سے ایک نماز بھی ہے، جو نماز پڑھے وہ اسلام کی بنیاد کو قائم رکھے گا، ورنہ منہدم کر دی۔

(۲۲) ایمان کی بائیسویں شاخ زکوٰۃ ہے، قرآن مجید میں تقریباً ہر جگہ نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کو بھی بیان فرمایا ہے۔ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ تمام ادا کرو، اور زکوٰۃ دو، یہ زکوٰۃ بھی اسلام کے پانچ رکنوں میں سے ایک رکن ہے، اس کے چھوڑنے یا انکار کرنے سے کفر لازم آتا ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں سب سے پہلے تارکین زکوٰۃ سے جہاد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

Marfat.com

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا (سورۃ التوبۃ)

ان لوگوں کے مال میں سے زکوۃ لے کر ان کو پاک اور صاف کرو، اور ان کو ترقی کی دعا دو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (سورۃ التوبۃ)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں، اور اللہ تعالے کے راستے میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوۃ نہیں دیتے) تو انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دو۔

وہ مال دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا، اور اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی، اور ان سے کہا جائے گا، یہ وہی مال تو ہے، جسے تم دنیا میں جمع کرتے رہے، اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کیا، آج اسی کا مزہ چکھو، اور فرمایا:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ال عمران)

جو لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمت میں بخل کرتے ہیں، وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، بلکہ یہ ان کے حق میں بہت برا ہے، کہ اس مال کا طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

زکوۃ کی اہمیت اور اس کی پوری تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(۲۳) ایمان کی تیئسویں شاخ روزہ ہے، یہ بھی ان پانچ رکنوں میں سے ایک رکن ہے، جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. (البقرۃ)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ. (سورۃ البقرۃ)

رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن اتارا گیا ہے، جو لوگوں کو راستہ بتاتا ہے، اور اس میں کھلی کھلی دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق و ناحق کے پہچاننے کی، پھر جو کوئی تم میں سے اس مہینہ میں اپنے گھر میں حاضر ہو، وہ قطعاً روزے رکھے۔

روزے کی پوری تفصیل آگے آ رہی ہے۔

Marfat.com

(۲۴) ایمان کی چوبیسویں شاخ اعتکاف کرنا ہے، اس کی مزید تشریح روزوں کے بیان میں آئیگی اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے چند دن مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں، یہ سنت مؤکدہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اعتکاف کیا کرتے تھے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔ (سورۃ البقرۃ)
مسجد میں معتکف ہونے کی حالت میں تم اپنی عورتوں کے پاس جاکر ان سے ہم بستر نہ ہونا۔

اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ (البقرۃ)
اور ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کو یہ تاکید کردی کہ تم دونوں میرے گھر (کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنیوالوں اور نماز پڑھنے والوں کے لیے پاک کرو۔

(۲۵) ایمان کی پچیسویں شاخ حج ہے یہ حج اسلام کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے اللہ فرماتا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (آل عمران)
استطاعت رکھنے والوں پر اللہ کے گھر کا طواف کرنا ضروری اور فرض ہے۔

اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرۃ)
اللہ تعالیٰ کے لیے حج اور عمرہ پورا کرو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو استطاعت والا بغیر حج کے مرجائے، تو چاہے وہ یہودی ہوکر مرے یا عیسائی ہوکر مرے (ترمذی شریف)

(۲۶) ایمان کی چھبیسویں شاخ جہاد ہے، اس کے یہ معنی ہیں، کہ اللہ کے دین کی اشاعت کے لیے زبان، ہاتھ اور پاؤں سے کوشش کرنا، یہ شرائط کی موجودگی میں فرض ہے، اور قیامت تک اس کا حکم باقی رہے گا، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج)
اللہ کے راستہ میں اس طرح جہاد کرو جس طرح جہاد کرنیکا حق ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، کہ کون سا عمل سب عملوں سے افضل ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الحديث (بخاری)
اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانا، پھر عرض کیا گیا، کہ اس کے بعد کس کا درجہ ہے؟ فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

Marfat.com

جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ (ابوداؤد)

مشرکین سے جہاد کرو اپنے مال، اپنی جان اور اپنی زبان کے ساتھ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنَ النِّفَاقِ (مسلم)

جو مر جائے حالانکہ اس نے نہ جہاد کیا ہو، اور نہ جہاد کا ارادہ کیا ہو، تو وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرے گا

(۲۷) ایمان کی ستائیسویں شاخ جہاد کی تیاری ہے، کہ آدمی اعلائے کلمۃ اللہ اور دین حق کی نشر و اشاعت کے لیے ہر وقت مستعد اور تیار رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (التوبۃ)

ان مخالفین کے مقابلہ میں جتنی قوت کی تیاری تم سے ہو سکے کرو

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے:۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ)

اے ایمان والو صبر کرو اور صبر پر جمے رہو اور دشمن سے مقابلہ کی تیاری میں مصروف رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (بخاری)

اللہ کے رستہ میں ایک دن کی تیاری دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے افضل ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، (بخاری شریف)

جس نے اللہ کے راستہ میں کسی غازی اور مجاہد کا سامان تیار کر دیا، تو اس کو بھی جہاد کا ثواب ملے گا

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ لَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُجَهِّزْ غَازِيًا اَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ابوداؤد)

جو شخص نہ جہاد کرے اور نہ غازی کا سامان تیار کرے، اور نہ اس کے چلے جانے کے بعد اس کے بال بچوں کی بھلائی کے ساتھ نگرانی کرے تو قیامت سے پہلے اللہ اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا

(۲۸) ایمان کی اٹھائیسویں شاخ، دشمن سے جنگ کے وقت ثابت قدمی دکھانا، قرآن مجید میں اس کے بارے میں متعدد جگہ فرمایا ہے:۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَمَا

اے ایمان والو! جب تم میدان جنگ میں کافروں سے ملو، تو ان سے پشت مت پھیرو، جو اس دن پیٹھ پھیرے گا

Marfat.com

مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ۔ (الانفال)

وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آئے گا، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بری جگہ ہے، مگر جو لڑائی میں اپنا کرتب اور پینترا دکھانے کے لیے پشت پھیرے یا اپنی جماعت میں شامل ہونے کے لیے پیٹھ پھیرے تو ان دونوں صورتوں میں گناہ نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الانفال)

اے ایمان والو! جب تم مخالف گروہ سے ملو، تو ان کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو، تاکہ تم فلاح پالو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میدان جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگنا کبیرہ گناہ ہے (بخاری)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ کی آرزو مت کرو۔ اور اگر اس کا موقع آپڑے، تو ثابت قدم رہو، جنت تو تلوار کی چھاؤں میں ہے (بخاری)۔

(۲۹) ایمان کی انتیسویں شاخ غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال کو دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ (الانفال)

اور اس بات کو جان لو، کہ جو کچھ غنیمت حاصل کرو، تو اس میں سے پانچواں اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے۔ اور ان کے قرابتداروں کے لیے اور محتاجوں کے لیے اور مسافروں کے لیے اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایمان باللہ میں فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ قبیلہ عبدالقیس کے نمائندے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور عرض کیا، کہ حضرت ہم دور دراز سے آئے ہیں، کچھ ہمیں ارشاد فرمایئے، تاکہ ہم اس پر عمل کریں، اور لوگوں کو بتائیں آپ نے فرمایا، ان چار باتوں کے بجالانے کا حکم دیتا ہوں، اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں، میں تمہیں ایک اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں، آپ نے فرمایا، تم اکیلے اللہ پر ایمان لانے کو جانتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا، وہ یہ ہے، کہ اکیلے اللہ تعالےٰ کی الوہیت کی گواہی دینا، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول برحق ہیں، اور نماز قائم کرنا، روزہ رکھنا، حج ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، اور غنیمت کے مال میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کرنا (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں دینا ایمان کا جزو ہے، اور جو اس کو ادا نہیں کرے گا، وہ خائن اور ناقص الایمان ہے، اور قیامت کے روز اپنی خیانت کو ساتھ

لائے گا، اور جہنم میں جانے کا مستحق ہوگا۔

(۳۰) ایمان کی تیسویں شاخ غلام آزاد کرنا ہے، اللہ کی خوشنودی کے لیے کسی غلام کو آزاد کرنا جزو ایمان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَۃً اَعْتَقَ اللّٰہُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِنْھَا عُضْوًا مِنْہُ مِنَ النَّارِ (بخاری) — جو غلام آزاد کرتا ہے، تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ہر ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کردے گا۔

(۳۱) ایمان کی اکتیسویں شاخ کفارہ ادا کرنا ہے، یعنی جب کوئی قصور ہو جائے، تو اس کی معافی میں اللہ کے واسطے فدیہ اور کفارہ ادا کرنا ایمان کا ایک جزو ہے، قرآن و حدیث سے چار کفارے ثابت ہیں۔ (۱) قتل کا کفارہ (۲) ظہار کا کفارہ، یعنی اگر کوئی اپنی بیوی کو ماں کہہ دے تو اس کے عوض کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے (۳) قسم کا کفارہ (۴) رمضان کے مہینے میں روزے کی حالت میں قصداً بیوی سے جماع کرنے کا کفارہ ادا کرنا، ان کفاروں کا ادا کرنا فرض ہے، اگر کوئی ادا نہیں کرے گا، تو وہ بڑا مجرم ہوگا، اور اس کا ایمان ناقص ہوگا، اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کی دستگیری فرمائے، اور ایمان و عمل کی توفیق بخشے آمین۔

باقی شاخوں کا بیان انشاء اللہ آیندہ خطبے میں آپ پڑھیں گے۔

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ

# خطبہ ۶ ایمان کی بعض اور شاخوں کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ اَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ ؁

(ترجمہ) تم میرے عہد اور قول کو پورا کرو، میں تمہارے عہد کو پورا کردوں گا، اور صرف مجھ ہی سے ڈرا کرو۔

(۳۲) ایمان کی بتیسویں شاخ نذر اور وعدے کو پورا کرنا ہے، یعنی جب کسی سے وعدہ کرے یا کوئی نذر مانے، تو اس کا پورا کرنا جزو ایمان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (سارہ عہد و اقرار کو پورا کرو)، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

Marfat.com

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرآئیل) عہد اور قول و قرار کو پورا کرو، کیونکہ اس کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔

وعدہ خلافی اور بدعہدی کرنا نفاق کی علامت ہے، جیسا کہ حدیثوں میں اس کا بیان آچکا ہے۔

(۳۳) ایمان کی تینتیسویں شاخ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکرگزاری کرنا، اور اس کو لوگوں میں بیان کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (والضحیٰ) اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو، اللہ فرماتا ہے، لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم) اگر تم نعمتوں کی شکرگذاری کروگے، تو ہم ضرور زیادہ دیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرۃ) تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، اور میری شکرگذاری کرو اور ناشکری مت کرو۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ شکرگذاری ایمان میں داخل ہے، اور ناشکری کفران نعمت ہے۔

(۳۴) ایمان کی چونتیسویں شاخ زبان کی حفاظت ہے یعنی زبان کو غیبت، چغلی، جھوٹ، فحش اور بدگوئی وغیرہ سے بچانا ایمان کا جزو ہے، اور سچے لوگوں کی بڑی تعریف ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ (الانفال) سچے لوگوں کے ساتھ رہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (سورہ نحل) بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں وہ نجات نہیں پائیں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ الحدیث (مشکوٰۃ) سچائی نیکی کی طرف پہنچاتی ہے اور نیکی جنت میں پہنچاتی ہے، اور سچا آدمی اللہ کے یہاں سچوں میں لکھا جاتا ہے، اور جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے، اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے، اور جھوٹا آدمی اللہ تعالیٰ کے یہاں جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے (بخاری، مسلم) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنْ تَضَمَّنَ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ (مسلم) جو زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ذمہ داری لے تو میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ (مشکوٰۃ) جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، اس کو بھلی بات کرنی چاہیے، یا خاموش رہنا چاہیے۔

(۳۵) ایمان کی پینتیسویں شاخ، امانتوں کا ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ (البقرۃ) جس کے پاس امانت رکھی جائے اس کو چاہیے کہ امانت والے کو امانت دیدے

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا (آل عمران) بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والے کو امانت ادا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (ترمذی، شعب الایمان، ابو داؤد صحح فی الجامع) جو تیرے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کر، اور خیانت کرنے والے کے ساتھ تم خیانت مت کرو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ (بیہقی، احمد، ابن حبان وصحح فی الجامع الصغیر) جو امانت کو ادا نہیں کرتا، وہ ایماندار نہیں، اور جو عہد کو پورا نہیں کرتا، وہ دیندار نہیں۔

اور فرمایا "امانت میں خیانت کرنا نفاق ہے":

(۳۶) ایمان کی چھتیسویں شاخ، مسلمانوں کے قتل کرنے سے بچنا، اور ان کو تکلیف نہ پہنچانا ہے۔ جو بغیر شرعی اجازت کے کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے گا، وہ ایمان سے نکل جائے گا، اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ (النساء) اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا، اور اللہ اس سے ناراض رہے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قَتْلُ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ (بخاری) مسلمان کو مار ڈالنا کفر ہے اور اس کو گالی دینا فسق ہے۔

یعنی کسی مسلمان کو مار ڈالنے سے مارنے والا کافر ہو جاتا ہے، اور گالی دینے والا فاسق ہو جاتا ہے۔

(۳۷) ایمان کی سینتیسویں شاخ، زناکاری سے بچنا ہے اور عصمت و عفت سے رہنا ہے، اللہ فرماتا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ (بنی اسرائیل) زنا کے قریب بھی مت جاؤ، یہ نہایت بے حیائی اور بری راہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ (سورۃ النور) مسلمانوں سے کہہ دیجیے، کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

Marfat.com

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ "اور عورتیں بھی اپنی شرمگاہوں کی زنا وغیرہ سے حفاظت کریں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ (بخاری) زانی زناکاری کے وقت مومن نہیں رہتا۔

قرآن و حدیث میں زناکاری کی بڑی مذمت ہے جس سے بچنا ایمانداری کی نشانی ہے اور نہ بچنا بے ایمانی کی دلیل ہے

۳۸ ایمان کی اڑتیسویں شاخ حرام مال سے بچنا ہے۔ یعنی چوری، لوٹ مار، رشوت اور سود وغیرہ سے بچنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرۃ) آپس میں ایک دوسرے کا مال حرام طریقے سے مت کھاؤ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ۔ (بخاری) تمہارا خون، مال اور عزت و آبرو آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

۳۹ ایمان کی انتالیسویں شاخ کھانے، پینے میں حلال حرام کی تمیز کرنا۔ حلال کا استعمال کرنا اور حرام سے بچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حلال روزی کھانے کا حکم دیا ہے، اور حرام کھانے سے منع فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (البقرۃ) اے لوگو! ہماری دی ہوئی پاک و حلال روزی کھاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (مؤمنون) اے ہمارے رسولو! حلال اور پاکیزہ روزی کھاؤ، اور نیک کام کرتے رہو، میں تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا (البقرۃ) اے لوگو! زمین کی پیداوار میں سے حلال و پاک روزی کھایا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ کوئی آدمی اپنے لمبے لمبے سفروں میں نہایت عاجزی، اور تواضع سے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں فرماتا، کیونکہ اس کا کھانا، پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام کمائی کا ہے، اور اس نے حرام مال سے اپنے جسم کی پرورش کی ہے تو بھلا اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے (بخاری)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، حلال ظاہر ہے، اور حرام بھی ظاہر ہے، اور حلال و حرام کے بیچ میں کچھ شک و شبہ والی چیزیں بھی ہیں، جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، جو ان شبہ والی چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین و عزت کو بچا لیا، اور جس نے شبہ والی چیزوں کو استعمال کر لیا، وہ حرام میں پڑ گیا، جس طرح

Marfat.com

کوئی چرواہا کسی دوسرے کی چراگاہ کے قریب اپنے جانور چرائے، تو کیا عجب ہے کہ کوئی جانور اس چراگاہ میں بھی چرے۔ دنیا کے سب بادشاہوں کی چراگاہ ضرور ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے یہ اس کی چراگاہ ہے۔ لہٰذا حرام کے پاس بھی نہیں جانا چاہیے، اور جس میں شک وشبہ ہے اس کے استعمال سے بھی بچنا چاہیے۔ (بخاری شریف)

(۴۰) ایمان کی چالیسویں شاخ حرام لباس سے بچنا ہے، یعنی اپنی ظاہری شکل وصورت شریعت کے موافق رکھے۔ اور شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ریشم کا استعمال نہ ہو، چاندی سونے کے برتنوں میں نہ کھایا جائے۔ اور نہ پیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ (بخاری)

ریشم کا لباس مت پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھاؤ پیو۔

یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ (بخاری)

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا، جو تکبر سے اپنے کپڑے کو لٹکا کر چلتا ہے۔

البتہ عورتوں کے لیے ریشم، سونا، چاندی کا پہننا جائز ہے، اور بلکہ اتنا کپڑا لٹکا کر چل سکتی ہیں۔ جس سے ٹخنے اچھی طرح ڈھک جائیں جیسا کہ دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔

(۴۱) ایمان کی اکتالیسویں شاخ کھیل، تماشوں اور دیگر حرام لہو ولعب سے بچنا ہے، کیونکہ یہ سب شیطانی کام ہیں۔ ان حرام کاموں سے اور حرام کھیلوں سے بچنا ایمانداری کا کام ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (لقمان)

اور بعض لوگ کھیل کی باتوں کو خریدتے ہیں، تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے گمراہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے لہو ولعب اور گانے بجانے سے روکنے کے لیے دنیا میں تشریف لائے تھے، آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ رَحْمَةً وَّهُدًى وَّأَمَرَنِيْ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيْرِ وَالْأَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان والوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے، کہ میں ہر قسم کے ہاتھ سے بجانے کے باجوں اور گانوں کی چیزوں اور بتوں اور صلیبوں اور جاہلیت کے رسم ورواج کو مٹا دوں۔

Marfat.com

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب لوگ گانے والیوں اور باجوں کو لیں گے، تب قیامت آئے گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (احمد) چوسر کھیلنے والا اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو نردشیر یعنی چوسر، شطرنج کھیلے، تو اس نے اپنے ہاتھوں کو گویا سور کے خون سے رنگ دیا (مشکوٰۃ)

(۴۲) ایمان کی بیالیسویں شاخ، اقتصاد ہے۔ یعنی ہر چیز میں میانہ روی کا طریقہ اختیار کرنا، اور افراط و تفریط سے بچنا ہے، فضول خرچی اور ناحق مال خرچ کرنے کو حرام جاننا، نہ حد سے زیادہ بخل ہو، اور نہ سب کو خرچ ہی کر ڈالنا چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (بنی اسرائیل) اور نہ تم اپنے ہاتھ کو گردن میں باندھ لو۔ اور نہ بالکل ان کو کھول دو۔

یعنی خرچ میں میانہ روی اختیار کرو۔ افراط و تفریط سے بچو، چنانچہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ٥ (الفرقان) رحمان کے بندے وہ ہیں۔ جو خرچ کرتے وقت فضول خرچی نہیں کرتے، اور نہ تنگی اور بخیلی کرتے ہیں، بلکہ اس کے درمیان کی روش اختیار کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ (ابوداؤد) اچھی عادت اور حسن اخلاق اور میانہ روی نبوت کے پچیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے

---

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ (بیہقی) خرچ میں میانہ روی آدھی زندگی ہے۔

(۴۳) ایمان کی تینتالیسویں شاخ کینہ کپٹ، حسد و بغض، مکر و فریب، جھوٹ کو حرام جاننا، اور ان برے کاموں سے اپنے آپ کو بچانا ہے، ان باتوں کی برائی کتاب و سنت میں کثرت سے آئی ہے، حسد کی برائی سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق) الٰہی میں حاسدوں کے حسد سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا، کہ سب سے پہلے آسمان پر یہی گناہ

Marfat.com

جو اہے یعنی شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حسد ہی کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگو! تم آپس میں حسد نہ کرو، اور بغض نہ رکھو، اور نہ رشتے ناطے کو توڑو، بلکہ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کے رہو، مسلم، حسد کرنے والے کی نیکی برباد ہو جاتی ہے اور مسلمان کینہ پرور نہیں ہوتا ہے، جو بلاوجہ شرعی کے کینہ کپٹ رکھے گا، وہ کامل مسلمان نہ ہوگا۔

(۴۴) ایمان کی چوالیسویں شاخ، لوگوں کی بے عزتی کرنے اور ان کی آبرو ریزی کرنے سے بچنا ہے کسی انسان پر نہ تو تہمت لگاؤ، اور نہ ان کی توہین کرو، اور نہ ان کے ساتھ بدگوئی سے پیش آؤ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ — جو لوگ پاک دامن اور بھولی بھالی ایماندار عورتوں پر تہمت لگاتے
الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (النور) — ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے۔

یہی حال مردوں پر تہمت لگانے اور بہتان باندھنے کا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ — جو لوگ ایماندار لوگوں میں فحش اور برائی پھیلانا چاہتے ہیں
آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (نور) — ان کے لیے دونوں جہان میں بڑی مار دھاڑ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ اس پر ظلم کرے، اور نہ اسے دشمن کے حوالے کرے، اور نہ اسے ذلیل و خوار کرے، اور تقویٰ سینے میں ہے، انسان کے لیے اتنی برائی کافی ہے، کہ دوسرے مسلمان کو حقیر و ذلیل جانے۔

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَ — ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون و مال اور عزت و آبرو
مَالُهُ وَعِرْضُهُ (مسلم) — حرام ہے۔

(۴۵) ایمان کی پینتالیسویں شاخ، اخلاص ہے، یعنی ہر ایک کام کو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے۔ اس میں ریا و نمود نہ ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ — سب کو یہی حکم دیا گیا ہے، کہ خالص اللہ کی عبادت کریں،
الدِّينَ حُنَفَاءَ۔ (البینۃ) — ایک طرف ہو کر۔

اخلاص کا پورا بیان اسی کتاب کے پہلے خطبہ میں آچکا ہے، اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں

(۴۶) ایمان کی چھیالیسویں شاخ نیکی سے خوش ہونا، اور بدی سے ناخوش ہونا ہے، یہی ایمانداری کی نشانی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ — جسے نیکی اچھی لگے اور بدی بری معلوم ہو، تو وہ مومن ہے۔

(۴۷) ایمان کی سینتالیسویں شاخ، ہر گناہ کا علاج توبہ سے کرنا، کیونکہ ہر ایک سے کچھ نہ کچھ قصور

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔ اس قصور سے معافی چاہنا ایمانداری کی نشانی ہے ؎

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
عذر بدرگاہ خدا آورد

اللہ تعالیٰ توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے قصور ہو گیا تھا، اور شیطان سے بھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور اس سے خوش ہو گیا، اور شیطان نے توبہ نہیں کی، تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا (التحریم) — اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ (الزمر) — اپنے رب کی طرف جھک جاؤ۔ اور اسی کے فرمانبردار بن جاؤ۔

(اور) حدیث میں توبہ کی بڑی فضیلت آئی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے توبہ و استغفار کیا کرتے تھے۔

(۴۸) ایمان کی اڑتالیسویں شاخ، قربانیاں کرنا ہے، جیسے حج کے موقع پر اور بقرعید میں اللہ کے واسطے کوئی جانور ذبح کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر) — اللہ کے لیے نماز پڑھو۔ اور اسی کے لیے قربانی کرو۔

یہ قربانی شعائر اللہ میں سے ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللهِ (سورۃ الحج) — قربانی کا اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ کے دین کی نشانیوں میں سے ٹھہرایا ہے۔

یعنی جو ان کی تعظیم کرے، وہ متقی پرہیزگار اور دیندار ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ (الحج) — اور جو اللہ کے شعائر کی عزت کرے، تو یہ دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

(۴۹) ایمان کی انچاسویں شاخ، مسلمان حاکموں کی فرمانبرداری کرنا، جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مطابق حکم دیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (سورۃ النساء) — اللہ کی اطاعت کرو۔ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اور اپنے (مسلم) حاکموں کا کہا مانو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَن يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَن يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي (بخاری) — جس نے مسلمان حاکم کی اطاعت کی اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے مسلمان حاکم کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی،

Marfat.com

آپ نے فرمایا، مسلم سردار کی اطاعت کرو، اگرچہ بدشکل ہی کیوں نہ ہو (بخاری، مسلم)

(۵۰) ایمان کی پچاسویں شاخ، جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا، اور اسلامی اتحاد و اتفاق کو مضبوطی سے تھامے رہنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران) اللہ کی رسی (شریعت اسلام) کو مضبوطی سے تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو مسلمانوں کی جماعت سے نکل جائے، اور اسی پر مرجائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا (مسلم)

(۵۱) ایمان کی اکیاونویں شاخ، لوگوں کے درمیان انصاف کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (سورۃ النساء) جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو، تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (الحجرات) عدل کرو، عدل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔

کتاب و سنت میں عدل و انصاف کرنے کی بڑی تاکید اور بہت فضیلت آئی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق و انصاف کی راہ پر چلائے، اور ایمان و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باقی شاخوں کا بیان انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں آپ سنیں گے۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ اِلٰهَ الْحَقِّ اٰمِيْنَ۔

Marfat.com

# خطبہ ۷ ایمان کی باقی شاخوں کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَبَارَکَ اسْمُہٗ وَتَقَدَّسَ شَانُہٗ وَتَعَالٰی جَدُّہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَسَآئِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران)

ترجمہ: اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے، جو بھلائی کی طرف بلاتی رہے، اور نیک کاموں کا حکم کرتی رہے، اور برے کاموں سے روکتی رہے، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس جماعت سے صلحا، امرا اور علما، کی جماعت مراد ہے، جن کا یہی کام ہونا چاہیے، کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں، اور ہر برے کام سے روکنے کی کوشش کرتے رہیں، یہ بھی ایمان کی نشانی ہے، ایمان سہتر نشانیوں میں سے اکیاون نشانیوں کا بیان پہلے آچکا ہے، آگے باقی نشانیوں کو سنیے:۔

(۵۲) ایمان کی باونویں شاخ: امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے، یعنی اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا ایمان کا ایک حصہ ہے، اللہ تعالیٰ اسی بات پر امت محمدیہ کی تعریف فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ، (سورۃ النساء)

تم سب امتوں میں سے بہتر امت ہو، کہ لوگوں کے فائدہ کے لیے پیدا کیے گئے ہو، تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے منع کرتے ہو، اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم برا کام دیکھو، تو اسے ہاتھ سے مٹادو، اگر ہاتھ سے مٹانے کی طاقت نہیں ہے، تو زبان سے منع کرو، اگر زبان سے بھی منع کرنے کی ہمت نہیں ہے، تو اس برے کام کو دل سے برا جانو، اور یہ نہایت ہی ضعیف درجہ کا ایمان ہے (مسلم)

اس کا مفصل بیان امر بالمعروف کے خطبہ میں آئے گا۔

(۵۳) ایمان کی ترپنویں شاخ: نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے

اور گناہ اور ظلم پر کسی کی مدد نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو، اور نافرمانی اور ظلم کے کاموں میں امداد مت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا (مشکوٰۃ) اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

ایک شخص نے عرض کیا مظلوم کی امداد تو کرتے ہیں، لیکن ظالم کی امداد کیسے کریں؟ آپ نے فرمایا، اس کو ظلم سے روکو، یہی اس کی امداد ہے (بخاری مسلم)

(۵۴) ایمان کی چونویں شاخ، شرم اور حیا کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سنا، کہ وہ اپنے بھائی کو شرم کرنے سے منع کر رہا تھا، تو آپ نے فرمایا:۔

دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ (بخاری مسلم) اس کو حیا کرنے سے منع نہ کرو، شرم تو ایمان میں سے ہے۔

شرم کرنے والا ایماندار ہے۔ بے حیائی کرنے والا پورا مسلمان نہیں ہے، شرم سے بھلائی حاصل ہوتی ہے، اور بے شرمی سے بدبختی۔

(۵۵) ایمان کی پچپنویں شاخ، والدین یعنی ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کی خدمت کرنا ہے۔ قرآن اور حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، اور سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (بنی اسرائیل)

اور تیرے رب نے یہ حکم دے رکھا ہے کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کو اف بھی نہ کہو، اور نہ ان کو جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے بات چیت کرو، اچھی اور نرم بات کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا، اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔

(۵۶) ایمان کی چھپنویں شاخ، صلہ رحمی کرنا ہے، یعنی خویش واقارب کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اور ان کے حقوق کو ادا کرنا فرض ہے، صلہ رحمی نہ کرنے والے ملعون ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا پھر کیا تم لوگوں سے یہ بھی توقع ہے۔ کہ اگر تم کو حکومت ملے۔

Marfat.com

فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَکُمْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ (سورۃ محمد) تو زمین میں فساد کرو اور رشتے ناطے کو کاٹ ڈالو، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی روزی میں کشائش چاہتا ہے، اور اپنی عمر میں زیادتی چاہتا ہے تو اس کو صلہ رحمی کرنا چاہیے۔

۵۷۔ ایمان کی ستاونویں شاخ حسن خلق ہے یعنی اچھے اخلاق سے پیش آنا۔ تواضع اور انکساری کرنا۔ کسی کو دکھ نہ دینا۔ غصہ کو دبا لینا۔ حرام اور گندی باتوں سے بچنا۔ خدا کی مخلوق کی خدمت کرنا وغیرہ وغیرہ، سب اچھے امور حسن خلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے:۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (سورۃ ن) آپ بڑے خلق والے ہیں۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ قیامت کے دن حسن خلق ترازو میں بڑی وزنی چیز ہے (مسلم) اور بھی بہت سی احادیث ہیں جس میں حسن خلق کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس کا مفصل بیان حسن خلق کے خطبہ میں آئے گا انشاء اللہ۔

۵۸۔ ایمان کی اٹھاونویں شاخ نوکروں اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (النساء) اور اپنے غلاموں اور بندیوں کے ساتھ احسان کرو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان غلاموں کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماتحتی میں دے دیا ہے فَمَنْ کَانَ اَخُوْہُ تَحْتَ یَدِہٖ فَلْیُطْعِمْہُ مِمَّا یَاْکُلُ ؕ جو تمہارا دینی بھائی تمہاری ماتحتی میں ہو تو تم کو چاہیے کہ جو خود کھاؤ وہی اس کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی اس کو پہناؤ اور ان سے اتنا کام نہ لو جس سے وہ پریشان ہو جائیں اگر کوئی سخت محنت اور مشکل کام آجائے، تو تم خود بھی ان کی مدد کرو (بخاری)

۵۹۔ ایمان کی انسٹھویں شاخ آقا و مالک کا حق نوکر و ملازم اور غلام کو ادا کرنا، یعنی غلام پر لازم ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کرے اس کے حکم پر چلے، اس کی فرمانبرداری کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِہٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَۃَ اللّٰہِ فَلَہٗ اَجْرُہٗ مَرَّتَیْنِ (بخاری) جو غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی بھی اچھی طرح عبادت کرے۔ تو اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔

یعنی ایک دنیاوی آقا کی خدمت گذاری کا، دوسرے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا۔ اور فرمایا جو اپنے آقا کی خدمت سے بھاگ جاتا ہے، تو جب تک واپس نہ آجائے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی (مسلم، ابوداؤد)

۶۰۔ ایمان کی ساٹھویں شاخ، بیوی بچوں کے حقوق کو ادا کرنا ہے، کیونکہ ہر ایک انسان پر لازم ہے کہ بیوی کو نان نفقہ دے اور بچوں کی تعلیم وغیرہ کی نگرانی کرتا رہے اور برے کاموں سے روکتا رہے یعنی امر

Marfat.com

بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَہۡلِیۡکُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُہَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَۃُ (التحریم)

اپنی اور اپنے بال بچوں کی جانوں کو آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ (مسلم)

جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرتا ہے، یہانتک وہ دونوں بالغ ہو جائیں، تو میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ساتھ آئیں گے آپنے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ملا کر بتایا، یعنی دونوں ساتھ ہوں گے

(۶۱) ایمان کی اکسٹھویں شاخ، اللہ والوں سے میل جول رکھنا، اور ان سے محبت کرنا، اور ان سے سلام و مصافحہ کرنا اور سلام پھیلانا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ بُیُوۡتِکُمۡ حَتّٰی تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَ تُسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَہۡلِہَا (النور)

جب تم دوسروں کے گھروں میں جاؤ تو سلام کے بغیر مت داخل ہو، اور گھر والوں کو سلام کرو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا (مسلم) تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ، اور ایماندار نہیں ہو سکتے، جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو، میں تمہیں ایسا کام بتائے دیتا ہوں، اگر تم اسے کروگے، تو محبت کرنے لگو گے، وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کرنا پھیلاؤ، تو گویا افشاء سلام ایمان میں سے ہے، کہ آپ نے فرمایا، کہ جو دینداروں اور اللہ والوں سے فی سبیل اللہ محبت رکھے، وہ قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ تلے ہوں گے۔

(۶۲) ایمان کی باسٹھویں شاخ، سلام کا جواب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡہَاۤ اَوۡ رُدُّوۡہَا (النساء)

جب تم دعا دیے جاؤ اور سلام کیے جاؤ، تو تم بھی اس کو دعا دو، اور سلام کا بہترین جواب دو یا اسی کو لوٹا دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں بیٹھنے والوں کو فرمایا، راستے کے حق ادا کرو، اور راستہ کا حق یہ ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو، اور تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دیا کرو، اور سلام کا جواب دے دیا کرو، اور اچھی باتوں کا حکم دو، اور بری باتوں سے منع کرو (بخاری)

(۶۳) ایمان کی ترسٹھویں شاخ، بیماروں کی بیمار پرسی کرنا ہے، مسلمانوں کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں (۱) جب وہ بیمار پڑے تو اس کی بیمار پرسی کرے (۲) جب وہ مر جائے تو جنازہ میں شریک ہو (۳) جب ملاقات ہو،

Marfat.com

تو سلام کرے ۲۔ جب چھینکے تو اس کا جواب دے (۵) اس کی عدم موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے (۶) جب وہ دعوت دے تو قبول کرے (بخاری)

(۶۴) ایمان کی چونسٹھویں شاخ، مسلمانوں کے جنازہ کی نماز پڑھنا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے، کہ مسلمان کے جنازے کی نماز پڑھے۔ اور جو اس کی نماز پڑھ لیتا ہے۔ اسے دو پہاڑ کے برابر ثواب ملتا ہے (بخاری)

(۶۵) ایمان کی پینسٹھویں شاخ، چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا جب کہ وہ الحمد کہے،

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا عَطِسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتُوْہُ وَاِذَا لَمْ یَحْمِدِ اللّٰہَ فَلَا تُشَمِّتُوْہُ (مسلم)

جب تم میں سے کوئی چھینکے اور الحمد کہے تو تم اس کا جواب دو۔ اور جو الحمد نہ کہے۔ تو اس کو جواب مت دو۔

(۶۶) ایمان کی چھیاسٹھویں شاخ، کافروں اور مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرنا، اور ان سے دوستی نہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (آل عمران)

مومن (مسلمانوں کو چھوڑ کر) کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا۔ اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۶۷) ایمان کی سڑسٹھویں شاخ، پڑوسی کی عزت کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ (سورۃ النساء)

ماں باپ اور رشتہ داروں، اور قریبی پڑوسی، اور اجنبی پڑوسی، اور ساتھی کے ساتھ احسان کرو،

حدیث میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہٗ (مشکوۃ۔ بیہقی)

جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے، کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔

پڑوسی کا بڑا حق ہے، حدیث میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ نصیحت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے خیال کیا، کہ شاید پڑوسی بھی وراثت کا حق دار ہو جائے گا (بخاری شریف)

(۶۸) ایمان کی اڑسٹھویں شاخ، مہمانوں کی مہمانداری کرنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، تو اسے

Marfat.com

فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ (بخاری) چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے

یعنی ایک دن رات تک اچھے سے اچھا کھانا کھلانے کی کوشش کرے، اور مہمانی کا حق تین روز تک ہے۔ اس کے بعد مہمان کو بلا ضرورت نہیں ٹھہرنا چاہیے، اگر ٹھہرے گا، تو مہمان نواز کو اس کے کھلانے پلانے پر صدقہ دخیرات کا ثواب ملے گا (بیہقی)

(۶۹) ایمان کی انہترویں شاخ، مسلمان گناہ گاروں کی پردہ پوشی کرنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ — جو لوگ مسلمانوں میں برائی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں، ان کے لیے دونوں جہان میں دردناک عذاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بخاری شریف) — جو مسلمانوں کی پردہ پوشی کرے گا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(۷۰) ایمان کی سترویں شاخ، مصیبتوں پر صبر کرنا اور ناجائز خواہشوں سے نفس کو روکنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ؁ — اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (سورۃ البقرۃ) — اور ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیجیے کہ جب ان پر مصیبت پڑتی ہے، تو وہ لوگ کہتے ہیں، کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

ایسے لوگوں پر خدا کی رحمت ہے، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً اَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ (بخاری) — اور جو صبر اختیار کرے گا، اللہ اسے صبر کی توفیق عطا فرمائے گا اور صبر سے زیادہ وسیع بخشش کسی کو نہیں ملی ہے۔

(۷۱) ایمان کی اکہترویں شاخ، دنیا سے بے رغبتی کرنا، اور امیدوں کو کم کرنا ہے، کیونکہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى (احمد) — جو دنیا سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو خراب کرتا ہے اور جو آخرت کو چاہتا ہے وہ اپنی دنیا کو خراب کرتا ہے، لہٰذا تم باقی رہنے والی آخرت کو فنا ہونے والی دنیا پر ترجیح دو۔

Marfat.com

اور ایک حدیث میں فرمایا، کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایک قطرے کی طرح ہے، اور آخرت دنیا کے مقابلہ میں ایک سمندر کی طرح ہے (مسلم شریف)

اور دنیا مسلمانوں کے حق میں جیل خانہ ہے، اور کافروں کے لیے جنت ہے (مسلم شریف)

اور دنیا کی ہر چیز ملعون ہے، مگر ذکر الٰہی اور دیگر نیک اعمال اور عالم و متعلم (ترمذی شریف) دنیا سے مراد وہ اشیا ہیں جو یاد الٰہی و اعمال صالحہ سے روکیں اور غافل کریں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرورت سے زیادہ زمین و شغل دنیا وی مت رکھو، اس لیے کہ اس سے تم دنیا میں رغبت کرو گے، اور آخرت سے نفرت کرنے لگو گے، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! مجھے ایسا کام بتایئے کہ اس کے کرنے سے میں اللہ اور مخلوق کے نزدیک محبوب بن جاؤں، آپ نے فرمایا، کہ دنیا سے بے رغبتی کرو، تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنائے گا، اور لوگوں کے مال وغیرہ سے بے نیاز ہو جاؤ، تو سب لوگ تم کو اپنا لیں گے۔

(۲۷) ایمان کی بہتر دیں شاخ، غیرت دار ہونا ہے، یعنی حرام و ممنوعات سے نفرت کرنا سخت ناراض ہونا، اور بے شرمی اور دیوثی کو چھوڑنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ط (النور) — آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجیے، کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے، اور مسلمان بھی غیرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مومن آدمی ان کو نہ کرے، جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے (بخاری)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْغَيْرَةُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْمَذَاءُ مِنَ النِّفَاقِ (مختصر شعب) غیرت کرنا ایمان سے ہے، اور دیوثی کرنا نفاق سے ہے۔

علامہ حلیمی فرماتے ہیں، کہ مذاء، دیوثی یہ ہے، کہ آدمی مردوں، عورتوں کو جمع کر کے چھوڑ دے، کہ وہ آپس میں ملیں جلیں (مختصر شعب الایمان)

(۲۸) ایمان کی تہتر دیں شاخ، فضول اور لغو باتوں سے الگ تھلگ رہنا، اور بے کار باتوں اور کاموں میں حصہ نہ لینا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کرتے ہیں، اور گڑگڑاتے ہیں، اور لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں، اور منہ موڑتے ہیں (مومنون) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مومن اور اللہ کے وہی لوگ ہیں، جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے، اور جب لغو کام پر ان کا گذر ہو جاتا ہے، تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (الفرقان) اور ایک جگہ فرمایا، اور جب لغو بات سنتے ہیں، تو منہ موڑ لیتے ہیں،

Marfat.com

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ (مشکوۃ) آدمی کے اسلام کی خوبی میں یہ ہے، کہ وہ بیکار باتوں کو چھوڑ دے۔

(۷۴) ایمان کی چوہترویں شاخ، سخاوت ہے۔ قرآن وحدیث میں سخاوت کی بڑی تعریف آئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ (آل عمران) تم جلدی کرو اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کا صرف عرض زمین و آسمان کے برابر ہے جو ان پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی جو خوشحالی اور تنگدستی دونوں حالتوں میں اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سخی آدمی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے اور لوگوں سے بھی قریب ہے، اور بخیل شخص اللہ سے دور، جنت سے دور اور لوگوں سے بھی دور ہے، اور نادان سخی اللہ کے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس عابد سے جو بخیل ہے (مشکوۃ) اور آپ نے فرمایا:۔

خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ (ترمذی) یہ دو باتیں مومن کامل کے اندر جمع نہیں ہو سکتی ہیں (۱) بخل (۲) اور بد خلقی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بخیل پورا مومن نہیں رہتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو سخی ہوگا، اس درخت کی شاخ پکڑ کر جنت میں داخل ہو جائے گا، اور بخل دوزخ میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہوگا، اس درخت کی شاخ اس کو دوزخ میں پہنچا دے گی (مشکوۃ)

(۷۵) ایمان کی پچھترویں شاخ، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کرنا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ (مشکوۃ) جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرے گا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا (ترمذی) جو چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا، اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا، بڑوں کو پہلے کلام کرنے دو (بخاری) اور فرمایا، تم میں کا بڑا آدمی تمہاری امامت کرے، بڑوں کی عزت کرنے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے، حدیث میں ہے کہ مسلمان بوڑھے آدمی کی عزت کرنا، گویا خدا کی عزت کرنا ہے (ابوداؤد)

(۷۶) ایمان کی چھترویں شاخ، آپس میں اصلاح کرنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

Marfat.com

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ○ (النساء)

زیادہ سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہے، البتہ جو صدقہ کا حکم کرے اور بھلی باتوں کا یا لوگوں میں اصلاح کرنے کا حکم کرے، اور جو ان کاموں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرے گا، تو ہم اس کو عنقریب بہت زیادہ اجر دیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ (الحجرات)

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، تو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ (بخاری) لوگوں میں صلح کرانے والا جھوٹا نہیں ہے۔

(۷۷) ستترویں شاخ: تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کرنا، اور کسی کو تکلیف نہ دینا ہے، اور اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (بخاری)

تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز نہ چاہے، جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّونَ أَوْ بِضْعٌ وَّسَبْعُونَ شُعْبَةً أَفْضَلُهَا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ (بخاری شریف)

ایمان کی ساٹھ یا ستر سے زیادہ شاخیں ہیں، سب سے بہتر شاخ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور سب سے معمولی شاخ تکلیف دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹا دینا ہے، اور شرم بھی ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔

**نوٹ:**۔ ایمان کی یہ ۷۷ شاخیں مدلل اور مکمل شعب الایمان بیہقی سے اخذ کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ایمان پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

بَارَكَ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ۔ أَقُولُ قَوْلِي هٰذَا أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ مِّنْ كُلِّ ذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ط

Marfat.com

# خطبہ ۸ ایمان اور عمل صالح کا بیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۔ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۔ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ وَبِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنۡ رَّبِّھِمۡ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِھَا الۡاَنۡھٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ ؕ

(ترجمہ) سب تعریف اس اللہ عز وجل کے لیے ہے، جو سارے جہان کا پرورش کرنے والا ہے۔ پرہیزگاروں کو ہدایت کرنے والا ہے۔ جو بن دیکھے خدا پر ایمان رکھتے ہیں، اور اطمینان سے نماز پڑھتے ہیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کرتے ہیں، اور اس کتاب قرآن مجید اور پہلی آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں، اور آخرت کے ہونے پر یقین کرتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں، اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں، اور درود سلام نازل ہوں تمام رسولوں کے سردار پر، اور آپ کے سب اہل و عیال اور تمام اصحاب پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایمان اور نیک عمل کرنے والے مومنوں کو اللہ تعالیٰ بہتی نہروں والی جنتوں میں داخل کرے گا۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

انسان کی فلاح و کامیابی دو چیزوں پر موقوف ہے (۱) ایمان (۲) عمل صالح۔ مگر افسوس عام طور پر لوگ اب ان دونوں میں سست نظر آتے ہیں، بعض میں کچھ ایمان ہے۔ تو عمل بالکل نہیں، اگر کچھ عمل ہے تو صحیح ایمان نہیں، حالانکہ ایمان و عمل صالح لازم و ملزوم کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان دونوں کے پائے جانے کے بعد انسان دین و دنیا میں تمام مشکلات و مصائب سے نجات حاصل کر سکتا ہے

دنیاوی کامیابی بھی صرف ذہنی تخیل سے نہیں ہو سکتی، جب تک کہ اس کے مطابق کام نہ کیا جائے صرف اتنا تسلیم کرنے سے کہ روٹی سے بھوک جاتی رہتی ہے، بھوک بند نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس روٹی کے حاصل کرنے کے لیے کوشش نہ کی جائے، اس کے حاصل کرنے کے لیے جدوجہد بھی کرنی پڑے گی اور خاص طریقے سے پکا کر کھانا بھی پڑے گا، ان تمام مرحلوں کے طے کرنے کے بعد بھوک کا علاج ہو گا، ج

کا تصور کر لینے سے حج نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کی طرف قدم نہیں بڑھائیں گے، اور چل کر وہاں نہ پہنچیں گے۔ دنیا کی عدالتوں ہی کی مثال لے لیجیے، کہ آپ جس حکومت میں رہتے ہیں، اس کے قوانین کی تصدیق و تسلیم ہی سے آپ اس حکومت کی زمین میں نہیں رہ سکتے۔ بلکہ تسلیم و تصدیق کے بعد ان قوانین کو برتنے کی ضرورت ہے، اگر ایسا ہو، کہ قانون تسلیم کر کے عمل نہ کریں، یا خلاف قانون عمل کریں، تو آپ کا شمار باغیوں میں ہوگا، اور آپ کیفر کردار تک پہنچا دیے جائیں گے۔

بالکل اسی طرح اخروی عدالت میں بھی نجات کا یہی حال ہے، کہ جب تک ایمان اور عمل صالح دونوں کو ساتھ ساتھ وجود میں نہ لایا جائے فلاح غیر ممکن ہے، ایمان کی پوری تفصیل اس سے پہلے خطبوں میں آچکی ہے اب ہم عمل صالح کی طرف اجمالی اشارہ کر رہے ہیں، عمل صالح کا مفہوم بہت وسیع ہے اس کے اندر انسانی اعمال خیر کے تمام گوشے اور جزئیات داخل ہیں، اور ہر قسم کے نیک اور اچھے کام شامل ہیں، جیسے سچائی، پاک بازی، دیانتداری، امانتداری، شرم و حیا، عدل و انصاف، حلم اور بردباری، رحم و کرم تواضع و خاکساری، احسان، عفو، درگزر، ایثار، اخلاص، مودت و محبت، مہمان نوازی، تیمارداری، بیوہ اور یتیم کے ساتھ حسن سلوک اور حاجت مندوں کی حاجت بر آری، اور خلق خدا کی خدمت اور خالق کی عبادت وغیرہ سب عمل صالح کی شاخیں ہیں، غرض ہر وہ نیک کام جو خدا کی خوشنودی کے لیے کیا جائے عمل صالح ہے۔

قرآن مجید میں ایمان کے ساتھ ساتھ، جگہ جگہ عمل صالح کو ضرور بیان کیا گیا ہے، جس کا یہی مقصد ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ہونا ضروری ہے، بغیر عمل صالح کے ایمان کا اعتبار نہیں ہے، اسلامی صداقت کی یہ ایک بڑی دلیل ہے، کہ یہ افراط و تفریط سے خالی ہے، انسانی نجات نہ صرف ایمان پر ہی موقوف رکھی ہے، جیسا کہ عیسائیوں میں ہے، اور صرف نیکو کاری و تپسیا سے نزدان کا درجہ ملتا ہے، جیسا کہ بعض مذاہب میں ہے۔ بلکہ ان دونوں کی اہمیت اور اس کی جزا و ثواب کی بابت قرآنی آیتوں کو سنیے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (البقرۃ)

اور آپ ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیجیے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے، کہ یقیناً ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں،

یعنی خدا اور رسول صلعم کی تصدیق کرنے اور عمل صالح کرنے والوں کے لیے لیسے عالی شان باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اور وہاں ہر قسم کا عیش و آرام ہے۔

(۲) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ

یقیناً جو لوگ مومن ہیں اور جو یہودی ہوئے، اور نصاریٰ، اور بے دین ہیں ان میں سے، جو بھی اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور عمل صالح کیے، تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس ثواب ہے

Marfat.com

عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (البقرۃ) اور نہ ان کو کچھ ڈر ہے۔ اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ خدا کو کسی کی ذات سے عداوت اور دشمنی نہیں ہے، اور نہ خاندانی وجاہت و پستی کا اس کے نزدیک کوئی اعتبار ہے، اور نہ کوئی امتیاز بلکہ ایمان اور عمل صالح پر دارومدار ہے، کوئی بھی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے کے مومن ہوں یا دور اسرائیل کے یہودی یا عہد عیسیٰؑ کے نصاریٰ ہوں، یا اپنے زمانے کے صابی، بہرحال کسی کا بھی زبانی دعویٰ معتبر نہیں ہے، بلکہ ان میں سے جس کا خالص ایمان خدا اور قیامت پر ہوگا، اور اعمال نیک ہوں گے، تو اس کے لیے خدا کے یہاں ضرور اچھا بدلہ ہے، نہ وہاں خوف ہے، اور نہ رنج و غم ہوگا۔

آیت نے یہ بھی بتایا، کہ کامیابی کسی فرقے پر موقوف نہیں ہے، ایمان اور عمل صالح ہر فرقے کے لیے اپنے اپنے وقت میں شرط ہے، جس نے جو کیا وہ کامیاب ہوا۔ یہ اس کے لیے فرمایا گیا، کہ بنی اسرائیل خود کو اولاد پیغمبر کہہ کر غرور کیا کرتے تھے، اور نصاریٰ کو امت عیسیٰؑ ہونے پر گھمنڈ و غرور تھا، صائبین بھی ایک فرقہ تھا، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتا تھا (موضح القرآن)

حقیقت یہی ہے، کہ خدا کے یہاں حسب و نسب کی پوچھ نہیں ہے۔ وہاں عمل صالح ہی کی پوچھ ہے جس کا ایمان صحیح ہے، اور عمل صالح موجود ہے، وہی خدا کا مقرب اور حبیب بارگاہ قدسی ہے خواہ حسب و نسب کے اعتبار سے کیسا ہی ہو ؎

دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

دیکھیے حضرت نوح علیہ السلام کے نافرمان بیٹے کا کیا حشر ہوا۔ عمل صالح نہ ہونے کی وجہ سے (اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ) وہ خاندان نبوت سے الگ ہو کر غرق آب ہوا، خاندانی نسب نہ بچا سکا ؎

چوں کنعاں را طبیعت بے ہنر بود     پیمبر زادگی قدرش بیفزود

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی خیانت اور غیر عمل صالح کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئی، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ ؕ كَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَيۡنِ مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَيۡنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمۡ يُغۡنِيَا عَنۡهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔـا وَّقِيۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيۡنَ (التحریم)

اللہ نے کافروں کے لیے نوح اور لوط کی بیوی کی کہاوت بیان فرمائی ہے، کہ یہ دونوں ہمارے صالح بندوں کے گھر میں تھیں، ان دونوں نے ان کی نافرمانی کی، پس یہ دونوں صالح بندے ان دونوں غیر صالح عورتوں کو خدا کے عذاب سے نہ بچا سکے اور حکم دیا گیا، ان دونوں عورتوں کو دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل کر دو۔

حالانکہ یہ دونوں عورتیں دو نبیوں کے نکاح میں تھیں، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والی تھیں، مگر ایمان اور عمل صالح کے نہ ہونے کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوئیں۔

حضرت آسیہ علیہا السلام فرعون کافر کی بیوی تھیں، لیکن ایمان اور عمل کی وجہ سے جنت الفردوس میں داخل ہوئیں، سچ ہے اللہ تعالیٰ شکل وصورت اور مال ودولت کو نہیں دیکھتا، بلکہ تقویٰ اور عمل صالح ہی کو دیکھتا ہے۔ جو بھی ان دونوں خوبیوں سے متصف ہوگا، وہی خدا کے نزدیک پیارا ہے، فرمایا:

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (النساء)

اور جو مرد یا عورتیں کچھ نیک کام کریں، بشرطیکہ وہ مومن ہوں، تو وہ جنت میں داخل ہوں گے، اور تل برابر ان پر ظلم نہ ہوگا۔

یعنی جو مرد یا عورت، ایمان کے ساتھ ساتھ عمل صالح کرے، وہ جنتی ہے، اور ذرہ برابر ان پر ظلم نہ کیا جائے گا، یہی ایمان اور عمل صالح دیدار ولقاء الٰہی کا سبب بنے گا، فرمایا:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (کہف)

جسے اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے عمل صالح کرنا چاہیے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے

اسی ایمان اور عمل صالح کی ہر جگہ ضرورت ہے، اور ہر شخص سے ان ہی دونوں کا مطالبہ ہے زندگی ایک مسلسل جہاد ہے، اور ایمان وعمل صالح اس جہاد میں کام آنے والے فولادی ہتھیار ہیں بالکل درست کہا ہے اقبال مرحوم نے ؎

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

ایمان اور عمل صالح پر قرآن مجید میں جتنا زور دیا گیا ہے۔ غالباً اتنا زور دوسرے مسئلوں پر نہیں دیا گیا ہوگا، کوئی سورت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے غالباً خالی نہیں ہوگی، اب آپ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ والی آیتوں کو ترجمہ سمیت پڑھ کر ایمان کو تازہ کیجیے۔

(۱) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرۃ)

جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، اور اچھے اچھے کام کیے ہیں یہی لوگ جنتی ہیں، اور ہمیشہ جنت ہی میں رہیں گے۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ)

تحقیق جو لوگ ایمان لائے، اور عمل صالحہ کیے اور نماز کو قائم کیا، اور زکوٰۃ ادا کی، ان کے لیے ان کے رب کے پاس ثواب ہے، اور نہ انہیں خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

Marfat.com

(۳) وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ (آل عمران)

جو لوگ ایمان لے آئے، اور اچھے کام کیے، ان کو اللہ تعالیٰ پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔

(۴) وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا (النساء)

اور جو لوگ ایمان لے آئے، اور انہوں نے اچھے کام کیے تو ہم عنقریب ان کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن میں نہریں بہتی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

(۵) وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا (طٰہٰ)

جو نیک عمل کرے گا، اور وہ ایماندار بھی ہو، تو اسے نہ بے انصافی کا خوف ہوگا، اور نہ نقصان کا ڈر ہوگا۔

(۶) وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ (الانبیاء)

جو مومن نیک عمل کرے گا، تو اس کی کوشش و محنت کی ناقدری نہ ہوگی، اور اس کے عملوں کو ہم لکھنے والے ہیں۔

(۷) وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (حج ع ۷)

ایمان داروں اور عمل صالح کرنے والوں کے لیے بخشش ہے، اور عمدہ روزی ہے۔

(۸) يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (المؤمنون ع ۴)

اے رسولو! پاکیزہ اور حلال چیزوں کو کھاؤ، اور عمل صالح کرو، میں تمہارے عملوں سے خوب واقف ہوں۔

(۹) إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (الفرقان)

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور نیک عمل کیے تو اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱۰) فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ (القصص)

جس نے توبہ کی، اور ایمان لے آیا اور عمل صالح کیے، تو ممکن ہے کہ فلاح پانے والوں میں سے ہو جائے۔

(۱۱) وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ (العنکبوت)

جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے، ہم ان کو نیک لوگوں میں داخل کریں گے۔

(۱۲) وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ (السجدہ ع ۲)

اور اگر آپ مجرموں کو دیکھیں، جب کہ وہ اپنے رب کے سامنے سرنگوں ہوں گے تو عجیب حالت دیکھیں گے وہ مجرم کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے دیکھ اور سن لیا اب دوبارہ دنیا میں ہم کو لوٹا دے ہم دنیا میں عمل صالح کرائیں، اب ہمیں یقین ہو گیا ہے۔

(۱۳) إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ

اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں، اور وہی عمل

الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (الفاطر)
صالح کو بلند فرماتا ہے۔

(۳) وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ (الفاطر)
اور نافرمان لوگ دوزخ میں شور مچائیں گے، اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو ہم کو یہاں سے نکال دے جو عمل ہم کرتے رہے ان کو چھوڑ کر نیک عمل کر کے آئیں گے۔

(۵) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا (کھف ۱۲۴)
تحقیق جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اور نیک عمل کیے ہیں، ان کی مہمانی کے لیے جنت الفردوس ہے، جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اور کبھی بھی یہاں سے نکلیں گے نہیں۔

اس قسم کی اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں ایمان اور عمل صالح والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں رحمت، مغفرت، فردوس اور جنت کی نعمتوں کی بڑی بڑی بشارتیں دی گئی ہیں۔ آخرت میں عمل صالح کرنے والوں کو جو کچھ ملے گا، وہ تو یقینی امر ہے، لیکن اس کے علاوہ دنیا ہی میں ان دونوں یعنی ایمان اور عمل صالح کی بدولت بڑی بڑی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، جن کا بیان قرآن مجید میں متعدد جگہ مختلف لفظوں سے آیا ہے، دنیا کی مکنت، خلافت، نیابت، سلطنت اور امارت اسی ایمان اور عمل صالح سے دستیاب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۶) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ النور)
ایماندار اور عمل صالح والوں سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، کہ انہیں ضرور بالضرور ملک کا حاکم بنا دے گا، جیسا کہ ان لوگوں کو بنا دیا تھا، جو ان سے پہلے تھے، اور یقیناً ان کے لیے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لیے پسند فرما چکا ہے، اور ان کے خوف خطر کو امن و امان سے بدل دے گا، اگر میری ہی عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے، اس کے بعد جو میری ناشکری کرے گا، وہ یقیناً نافرمان ہی نافرمان ہے۔

یعنی اللہ نے نیک عمل کرنے والے ایمان داروں سے وعدہ فرمایا ہے، کہ ان کو زمین کا مالک بنا دیگا لوگوں کا حاکم اور بادشاہ مقرر فرما دے گا۔ ملک ان کی وجہ سے آباد ہوگا، بندگان خدا ان سے دل شاد ہوں گے، آج یہ لوگوں سے لرزاں و ترساں ہیں، کل یہ با امن و اطمینان ہوں گے، حکومت ان کی ہوگی، سلطنت ان کے ہاتھوں میں ہوگی، الحمد للہ یہی ہوا بھی، مکہ، خیبر، بحرین، جزیرہ عرب اور یمن تو خود آنحضرت محمد مصطفیٰ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فتح ہو گیا، ہجر کے مجوسیوں نے جزیہ دے کر ماتحتی قبول کر لی، شام کے بعض حصوں کا بھی یہی حال ہوا، شام اور روم کے ہرقل نے تحفے روانہ کیے، مصر کے والی نے بھی خدمت اقدس میں تحفے بھیجے، اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے اور عمان کے بادشاہوں نے بھی یہی کیا، اور اس طرح اپنی اطاعت گذاری کا ثبوت دیا، حبشہ کے بادشاہ اصحمہ تو مسلمان ہو ہی گئے تھے، اور اس کے بعد جو والی حبشہ ہوا اس نے بھی سرکار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت مندی کے ساتھ تحائف روانہ کیے۔

پھر جب کہ اللہ رب العزت نے اپنے محترم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مہمانی میں بلا لیا۔ آپ کی خلافت صدیق اکبرؓ نے سنبھال لی، جزیرہ عرب کی حکومت انہوں نے مضبوط اور مستقل بنائی، ساتھ ہی ایک جرار لشکر سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی سپہ سالاری میں بلادِ فارس کی طرف بھیجا، جس نے وہاں فتوحات کا سلسلہ شروع کیا، کفر کے درختوں کو چھانٹ دیا، اور اسلامی پودے ہر طرف لگا دیئے، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضؓ وغیرہ امرا کے ماتحت شام کے ملکوں کی طرف لشکرِ اسلام کے جانباز وں کو روانہ کیا، انہوں نے بھی یہاں محمدیؐ جھنڈا بلند کیا، اور صلیبی نشان اوندھے منہ گرائے، مصر کی طرف مجاہدین کا لشکر حضرت عمرو بن العاص کی سرداری میں روانہ فرمایا، بصری، دمشق، حران وغیرہ کی فتوحات کے بعد آپ بھی راہی ملک بقا ہوئے اور خدا کے الہام ہی سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زبردست اور زور آور ہاتھوں میں سلطنت اسلام کی باگیں دے گئے، سچ تو یہ ہے، اکہ آسمان کے تلے کسی نبی کے بعد ایسے پاک خلیفوں کا دور نہیں ہوا حضرت عمرؓ کی قوت طبیعت، آپ کی نیک سیرت، آپ کے عدل کا کمال، آپ کی خدا ترسی کی مثال، دنیا میں آپ کے بعد تلاش کرنا محض بے سود اور لاحاصل ہے، تمام ملک شام، پورا علاقہ مصر، اکثر حصہ فارس آپ کی خلافت کے زمانے میں فتح ہوا، سلطنت کسریٰ کے ٹکڑے اڑ گئے، خود کسریٰ کو منہ چھپانے کے لیے کوئی جگہ نہ ملی، کامل ذلت اور اہانت کے ساتھ بھاگتا پھرا، قیصر کو فناہ کر دیا، نام مٹا دیا، اور شام کی سلطنت سے اسے دست بردار ہونا پڑا قسطنطنیہ میں جا کر منہ چھپایا، ان سلطنتوں کی صدیوں کی جمع کی ہوئی دولت اور بے شمار خزانے ان بندگانِ خدا نے خدا کے نیک نفس اور مسکین خصلت بندوں پر خرچ کیے، اور خدا کے وہ وعدے پورے ہوئے، جو اس نے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کیے تھے،

پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آتا ہے، اور مشرق و مغرب کی انتہا تک خدا کا دین پھیل جاتا ہے۔ خدائی لشکر ایک طرف اقصیٰ مشرق تک اور دوسری طرف انتہا مغرب تک پہنچ کر دم لیتا ہے، اور مجاہدین کی آبدار تلواریں، خدا کی توحید کو دنیا کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں پہنچا دیتی ہیں، اندلس، قبرص، قیروان اور چین تک آپ کے زمانے میں فتح ہوئے، کسریٰ قتل کر دیا گیا،

اس کا ملک چھوڑ نام ونشان تک کھود کر پھینک دیا گیا، اور ہزار ہا برس کے آتش کدے بجھا دیئے گئے، اور ہر اونچے ٹیلے سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی۔

دوسری جانب مدائن، عراق، خراسان اور اہواز سب فتح ہو گئے، ترکوں سے جنگ عظیم ہوئی، آخر ان کا بڑا بادشاہ خاقان خاک میں ملا، ذلیل وخوار ہوا، اور زمین کے مشرقی اور مغربی کونوں نے اپنے اپنے خراج بارگاہ عثمانی میں پہنچا دیے، حق تو یہ ہے، کہ مجاہدین کی ان جانبازیوں میں جان ڈالنے والی چیز حضرت عثمانؓ کی تلاوت قرآن کی برکت تھی، آپ کو قرآن سے ایسا شغف تھا، جو بیان سے باہر ہے قرآن کے جمع کرنے، اس کے حفظ کرنے، اس کی اشاعت کرنے، اس کے سنبھالنے میں جو نمایاں خدمتیں خلیفۂ ثالث سے ظاہر ہوئیں، وہ یقیناً عدیم المثال ہیں، آپ کے زمانے کو دیکھو، اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کو دیکھو، کہ آپ نے فرمایا تھا، کہ میرے لیے زمین سمیٹ دی گئی ہے، یہاں تک کہ میں نے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا، عنقریب میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچ جائے گی، جہاں تک کہ مجھے اس وقت دکھائی گئی ہے (ابن کثیر)

مسلمانو! رب کے اس وعدے کو، اور پیغمبر کی اس پیشین گوئی دیکھو، پھر تاریخ کے اوراق پلٹو، اور اپنی گذشتہ عظمت وشان کو دیکھ آؤ، نظریں ڈالو، کہ آج تک اسلام کا پرچم بحمد اللہ بلند ہے، اور مسلمان ان مجاہدین کرام کی مفتوح زمینوں میں شاہانہ حیثیت سے چل پھر رہے ہیں، بیشک اللہ کے رسول سچے ہیں۔

مسلمانو! حیف اور صد حیف اس پر جو قرآن اور حدیث کے دائرے سے باہر نکلے، حسرت اور صد حسرت اس پر جو اپنے آبائی ذخیرے کو غیر کے حوالے کر کے اپنے آباؤ اجداد کے خون کے قطروں سے خریدی ہوئی چیز کو اپنے نالائقوں اور بے دینوں سے غیر کی بھینٹ چڑھا دے، اور سکھ سے میٹھا اور لیٹا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کامل اور عمل صالح کی توفیق مرحمت فرمائے، اور دونوں جہان کی فلاح اور کامیابی سے سرخروئی عنایت فرمائے، آمین ثم آمین

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ، وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ،

---

Marfat.com

# خطبہ ۹ محاسن اسلام کا بیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَالِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُہَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ہُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۔ اَمَّا بَعۡدُ ۔ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ الآیۃ ۔

(ترجمہ) سب تعریف اللہ کے لیے زیبا ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ پوشیدہ اور ظاہر سب چیزوں کو جاننے والا ہے، وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ وہی ایک اکیلا معبود ہے، وہی بادشاہ، پاک ذات، ہر عیب سے سالم، امن دینے والا نگہبان، زبردست، خود مختار، عظمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ مشرکوں کے شرک سے بری ہے، اور وہی اللہ پیدا کرنے والا، ایجاد کرنے والا صورت بنانے والا ہے، اسی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی پاکی بیان کرتی ہے، وہ زبردست حکمت والا ہے۔ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے، اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں، کہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ حمد و صلوٰۃ، بسم اللہ اور تعوذ کے بعد عرض یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ سب دینوں سے اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہی ہے۔

اسلام کے معنی امن و سلامتی کے ہیں، کیونکہ اسلام "سلم" سے مشتق ہے، جس کے معنی صلح سلامتی اور امن کے ہیں، یعنی اسلام قبول کرنے والا ہمیشہ ہمیش کے لیے امن و سلامتی میں داخل ہوگیا، اور ایمان لانے والا دوسروں کو بھی اسی صلح اور امن کی طرف دعوت دیتا ہے، حقیقت یہ ہے، کہ لفظ اسلام ایک ایسا لفظ ہے۔ جس کے اندر ہر قسم کی خوبیاں پائی جاتی ہیں، گویا یہ ایک سایہ دار اور پھلدار درخت ہے۔ جس کے امن کے سائے تلے تمام دنیا نہایت امن و عافیت کی زندگی بسر کرسکتی ہے، یہی اسلام صراط مستقیم ہے۔ انسانی نجات اور فلاح و بہبود کا اگر کوئی مذہب سچا ضامن ہے، تو یہی اسلام ہی ہے۔

Marfat.com

اخلاق حسنہ اور راست بازی کے لحاظ سے اگر کوئی اکمل ترین مذہب ہے، تو اسلام ہی ہے، تہذیب اور سیاست مدنیہ اور تدبیر منزل وغیرہ کی حقیقی برکات اگر کسی مذہب میں ہیں، تو صرف اسلام ہی میں ہیں، لطافت وطہارت اور پاکیزگی صرف مذہب اسلام ہی میں ہے، دوسرے مذاہب اسلامی محاسن کا مقابلہ نہیں کر سکتے، کامل توحید اور خداشناسی صرف اسی اسلام میں ہے۔

غرض اسلام تمام محاسن کا مجموعہ ہے، اسی لیے یہ مذہب خالق کائنات کو سب سے زیادہ پیارا ہے، اور سب سے برگزیدہ، اور خدا اور رسول کی اطاعت پہنچانے والا صرف اسلام ہی ہے، اسی لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً (البقرۃ) تم خدا کی اطاعت وفرمانبرداری میں پورے پورے داخل ہو جاؤ

یہی مذہب توحید الٰہی اور محاسن انسانی کی طرف دعوت دیتا ہے، اور یہی مذہب خدا کے تمام نبیوں اور رسولوں کا تھا، حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے نبی اور رسول خدا کی اطاعت کی طرف بلاتے رہے اور امن وسلامتی وصلح کی طرف دعوت دیتے رہے، اسی سلسلہ میں قرآن مجید میں جو نبیوں کے تذکرہ میں آیات آئی ہیں، وہ چند آیات درج ذیل ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِـعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ) ہم نے کہا تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرو اسکی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف وغم نہیں

یعنی اسلام قبول کرنے والوں پر دنیا وآخرت میں کوئی خوف نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مذہب یہی اسلام تھا، جس کی طرف وہ لوگوں کو بلاتے رہے، اور حضرت نوح علیہ السلام کا بھی یہی دستور تھا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (الشوریٰ) مقرر کیا اس نے دین سے تمہارے لیے اس چیز کو کہ امر کیا تھا اس کے ساتھ نوح کو اور وہ چیز جو وحی کی ہم نے تیری طرف اور جس کے ساتھ ہم نے حکم دیا تھا، ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کہ قائم کرو تم دین کو اور اس میں متفرق نہ جاؤ،

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے، کہ سب پیغمبروں کا دین ایک ہی تھا، وہ ہرگز دین میں یک دوسرے سے الگ نہ تھے اور نہ آپس میں مخالف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں فرماتے ہیں

اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَّاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى تمام انبیا علیہم السلام آپس میں سوتیلے بھائی ہیں، مائیں ان

وَدِیْنُهُمْ وَاحِدٌ الحدیث (بخاری مسلم) کی مختلف ہیں، اور دین ان کا ایک ہی ہے۔

اس حدیث شریف سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ تمام نبیوں اور رسولوں کا ایک ہی دین تھا، وہ دنیا میں الگ الگ دین لے کر نہیں آئے تھے، بلکہ وہ آپس میں ایسے ہی تھے، جیسے سوتیلے بھائی ایک باپ اور کئی ماں کے ہوتے ہیں، یہاں باپ سے مراد دین ہے، یعنی ایک خدا کی عبادت کرنا اور ماؤں سے مراد شریعتیں ہیں، یعنی طریقے، دین تو ان کا ایک ہی تھا، لیکن دین کو قائم رکھنے کے لیے ازمنہ مختلف کے مطابق مختلف طریقے ٹھہرا دیے تھے، اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت فرمائی، اور ان کو غیر فانی قرار اور لازوال شریعت اسلام عنایت فرما کر اپنے پاس آنے کے تمام راستے بند کر دیئے، پس جو کوئی آپ کو مبعوث ہونے کے بعد سوائے دین اسلام اور شریعت محمدیہ کے کسی اور دین پر کاربند اور عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملے گا، تو ہرگز وہ دین اس سے قبول نہ ہوگا، کیونکہ اس کے نزدیک کوئی دین سوائے ایک اسلام کے سچا اور مقبول نہیں۔

## اسلام ایک سچا اور مقبول دین ہے

اسلام چونکہ ہمیشہ کے لیے ترمیم وتنسیخ سے پاک اور مبرا ٹھہرا، اور کسی طرح کی مدحت سرائی کا محتاج نہیں، بلکہ اپنی سچائی اور سنجیدگی کی وجہ سے ہر زمانہ میں، ہر قوم اور ہر ملک کے لیے یکساں مفید ہے، جو خدا کا مطیع وفرمانبردار ہوگیا، اور اسلام کو قبول کر کے اس پر عامل ہوگیا وہی اجر عظیم اور دخول جنت کا مستحق ہے، بلا اسلام اور بغیر عمل صالح کے اپنے آپ کو جنت کا مستحق بنانا خیال باطل ہے، جیسا کہ فرمایا:۔

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرۃ)

یہ کہتے ہیں، کہ جنت میں سوائے یہود ونصاریٰ کے اور کوئی نہ جائے گا، یہ صرف ان کی امنگیں ہیں، ان سے کہو، کہ اگر تم سچے ہو، تو کوئی دلیل تو پیش کرو، سنو! جو بھی اپنے تئیں خلوص کے ساتھ خدا کے سامنے سر جھکا دے، بیشک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ غم اور اداسی، یعنی سچے دل سے اسلام قبول کرے۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بھی یہی دین تھا، اور اسی کی انہوں نے وصیت کی تھی، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ

جب انہیں ان کے رب نے کہا تو میرا کہا مان لے، انہوں نے کہا، میں نے رب العالمین کا کہا مان لیا، اسی کی وصیت ابراہیم

Marfat.com

وَيَعْقُوبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرۃ)

اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی کہ اے ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند فرمالیا ہے خبردار تم مسلمان ہی مرنا۔

اور یہی دین اسلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ (یونس)

اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم لوگ اللہ پر ایمان لائے ہو، تو اسی پر بھروسہ رکھو، اگر تم مسلمان ہو۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اسلام پر مرنے کی درخواست کی جیسا کہ ارشاد ہے:۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف)

اے میرے رب تو نے مجھے حکومت عطا کی، اور باتوں کی سمجھ عطا کی (میرے مولا) آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے، مجھ کو مسلمان ماریو اور نیک لوگوں میں ملائیو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے بھی مسلمان ہی تھے، جیسا کہ ارشاد ہے:۔

فَلَمَّا اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران ۵۲)

جب عیسیٰ نے ان سے انکار پایا تو کہا اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے۔ تو حواریوں نے کہا ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں، ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اور آپ گواہ رہیے کہ ہم مسلمان ہیں۔

اور ایک موقع پر ارشاد ہے:۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ (المائدۃ ۱۱۱)

اور جب وحی (القاء) کی میں نے حواریوں کو ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول (عیسیٰ) پر تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے، اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں بھی متعدد بار یہی لفظ مذکور ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:۔

قَالَتْ يٰاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (النمل ۲۶)

(ملکہ سبا بلقیس نے کہا) اے میرے درباریو! مجھ پر ایک معزز کتاب (خط) بھیجی گئی ہے، جو سلیمان کی طرف سے ہے، وہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (لکھا ہے) کہ مجھ پر سرکشی نہ کرو، اور میرے پاس تابع ہو کر چلے آؤ۔

یعنی خدا کے تابعدار اور مسلمان ہو کر، زمین و آسمان میں جتنی مخلوق ہے، سب خدا کی مطیع و فرمانبردار

Marfat.com

ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ (آل عمران)

کیا پس وہ خدا کے دین کے سوا اور دین کی تلاش میں ہیں تمام آسمانوں والے اور سب زمین والے اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں خوشی سے ہوں تو اور جبراً ہوں تو، اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ (آل عمران ع ۹)

جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا

قیامت کے روز سارے نافرمان بھی مسلمان ہونے کی آرزو کریں گے، جیسا کہ فرمایا:۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ (سورۃ الحجر)

(مرنے کے بعد) بعض دفعہ کافر چاہیں گے۔ کہ کاش ہم مسلمان (خدا کے فرمانبردار) ہوتے۔

وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ (الزمر ع ۶)

تم سب اپنے رب کی طرف جھک پڑو۔ اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ، اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ (حم سجدہ ع ۵)

اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے، جو خدا کی طرف بلائے، اور نیک کام کرے، اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔

سورہ حج میں ارشاد فرمایا ہے:۔

فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا

تمہارا معبود ایک ہے، اسی کی تابعداری کرو۔

کیونکہ یہی سچا اور کامل دین ہے، جیسا کہ فرمایا:۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ ع ۱)

آج کے دن میں نے تمہارے واسطے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور پسند کیا میں نے اسلام کو تمہارا دین۔

یہی دین اسلام نجات کا ذریعہ ہے، جس نے سچے دل سے اسے قبول کر لیا، اور اس کے حکموں پر صحیح طرح سے عمل کیا، اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

Marfat.com

لَمَّا جَعَلَ اللّٰہُ الْاِسْلَامَ فِیْ قَلْبِیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اُبْسُطْ یَمِیْنَکَ فَلِاُبَایِعَکَ فَبَسَطَ یَمِیْنَہٗ قَالَ فَقَبَضْتُ یَدِیْ قَالَ مَالَکَ یَا عَمْرُو قَالَ قُلْتُ اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ بِمَاذَا قُلْتُ اَنْ یُّغْفَرَ لِیْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ یَا عَمْرُو اِنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ وَاِنَّ الْهِجْرَۃَ تَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهَا وَاِنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ الحدیث

(مسلم شریف)

جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچائی میرے دل میں ڈال دی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، کہ آپ داہنا ہاتھ بڑھایے، میں آپ سے بیعت کروں گا۔ یعنی آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا آپ نے ہاتھ بڑھادیا، لیکن میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا آپ نے فرمایا، اے عمرو! یہ کیا بات ہے، میں نے عرض کیا۔ میں کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں، آپؐ نے فرمایا کیا شرط لگاتے ہو، میں نے کہا میں اس شرط پر اسلام لاتا ہوں، کہ اسلام لانے سے میرے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جائیں، آپؐ نے فرمایا اے عمرو کیا تمہیں یہ معلوم نہیں، کہ اسلام ان سب گناہوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے، جو اسلام سے پہلے سرزد ہوئے تھے۔ اور ہجرت بھی سب گناہوں کو ساقط کر دیتی ہے، جو ہجرت سے پہلے صادر ہوئے ہوں، اور حج ان خطاؤں کو معاف کرا دیتا ہے، جو حج سے پہلے ہوئے ہوں۔

یہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے، کہ اسلام لانے سے سارے قصور معاف ہو جاتے ہیں اسلام لانے کے بعد انسان معصوم اور بے قصور ہو جاتا ہے۔ یہی حال ہجرت اور حج کا بھی ہے۔ یعنی اسلام لانے سے زندگی بھر کے گناہ دھل جاتے ہیں، گناہوں سے بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسے کہ اس اعرابی کی حدیث میں آتا ہے، کہ:۔

جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْخٌ کَبِیْرٌ یَدَّعِمُ عَلٰی عَصَاۃٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ غَدَرَاتٍ وَّفَجَرَاتٍ فَهَلْ یُغْفَرُ لِیْ قَالَ اَلَسْتَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ بَلٰی وَاَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ قَدْ غُفِرَ لَکَ غَدَرَاتُکَ وَفَجَرَاتُکَ۔

(احمد۔ طبرانی)

ایک بوڑھا لکڑی کا سہارا لگائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، کہ یا رسول اللہؐ میں کفر کے زمانے میں بے وفائیاں اور بیہودگیاں کر چکا ہوں، تو کیا وہ سب معاف کر دی جائیں گی، آپؐ نے فرمایا، کیا تو نے ایک اکیلے خدا ہونے کی گواہی نہیں دی، اس نے عرض کیا ہاں، اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں، کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، فرمایا تیری ساری خیانتیں اور بے ہودگیاں معاف کر دی گئی ہیں۔

Marfat.com

مذہب بدلنے والا ضرور اس بات کا خواہش مند ہوتا ہے۔ کہ پہلے مذہب میں رہ کر جو بدعنوانیاں سرزد ہوئی ہیں دوسرے مذہب میں داخل ہونے سے سب معاف ہو جائیں، اس چیز کی گارنٹی صرف اسلام میں ہے، کہ داخل ہوتے ہی ماقبل اسلام کے سب کوتاہیاں بخش دی جاتی ہیں، اور اسلام میں داخل ہونے والا ایسا ہو جاتا ہے، کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں، دوسرے مذاہب میں یہ خوبی نہیں ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُہٗ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا (بخاری)

جب بندہ اسلام لے آتا ہے، اور اس کا اسلام اچھا ہو جاتا ہے تو جتنی برائیاں وہ پہلے کر چکا ہے، تو ان سب کو اللہ تعالیٰ درگذر فرما دیتا ہے، اس کے بعد یہ صورت ہوتی ہے، کہ اگر نیکی کرتا ہے، تو ایک نیکی پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، یہاں تک کہ ایک نیکی کے بدلے میں سات سو نیکیاں ملتی ہیں اور برائی کے بدلے میں صرف ایک برائی مگر یہ کہ اللہ اس کو معاف فرما دے۔

اسلام کے اچھے ہونے سے یہ مراد ہے، کہ اسلام میں داخل ہونے والا ظاہری اور باطنی حیثیت سے اسلام میں پورا پورا داخل ہو جائے، جب وہ کوئی کام کرے، تو یہ یقین کرے، کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے اور وہ اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے برائیوں سے اجتناب کرتا رہے، نیکیوں کے بجا لانے کی کوشش کرتا رہے، اسلام میں داخل ہونے کے بعد ظاہری اور باطنی حالت اس کی سدھر گئی، تو اس صورت میں اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ قَالَ اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيْلًا وَاُجِرَ كَثِيْرًا (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص زرہ پوش سر سے پاؤں تک لوہے سے ڈھکا ہوا آیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ میں پہلے جہاد میں شریک ہوں یا پہلے اسلام لاؤں، اور پھر جہاد میں شریک ہوں، تو آپ نے فرمایا، پہلے تم اسلام لے آؤ، پھر بعد میں جہاد میں شریک ہونا چنانچہ وہ پہلے اسلام لاتا ہے، اور پھر جہاد کرتا ہے، خدا کی شان وہ جہاد میں جاتے ہی شہید ہو جاتا ہے، آپ نے فرمایا، کہ اس نے کام تھوڑا کیا، اور ثواب بہت دیا گیا۔

ایمان لانا بہت معمولی کام ہے، لیکن اس سے زندگی بھر کے گناہ معاف ہوئے، اور ہمیشہ کا جنتی ہو گیا صحیح اسلام قیامت کے دن نجات کا ذریعہ بنے گا، اگر اسلام صحیح ہے، تو دیگر اعمال صالحہ کا بھی اعتبار

Marfat.com

ہوگا، اور اگر اسلام درست نہیں، تو دوسری نیکیوں کا بھی اعتبار نہ ہوگا، ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَجِیئُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَتَجِیئُ الصَّلٰوۃُ فَتَقُوْلُ یَارَبِّ اَنَا الصَّلٰوۃُ فَیَقُوْلُ اِنَّکِ عَلٰی خَیْرٍ فَتَجِیئُ الصَّدَقَۃُ فَتَقُوْلُ یَارَبِّ اَنَا الصَّدَقَۃُ فَیَقُوْلُ اِنَّکِ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ یَجِیئُ الصِّیَامُ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنَا الصِّیَامُ فَیَقُوْلُ اِنَّکَ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ تَجِیئُ الْاَعْمَالُ کُلُّ ذٰلِکَ یَقُوْلُ اللّٰہُ اِنَّکَ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ یَجِیئُ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنْتَ السَّلَامُ وَاَنَا الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِنَّکَ عَلٰی خَیْرٍ بِکَ الْیَوْمَ اٰخُذُ وَبِکَ اُعْطِیْ

(احمد۔ مشکوۃ رقاق ص ۴۴۵)

انسان کے اعمال قیامت کے دن ظاہر ہو کر آئیں گے۔ پس نماز آئے گی، اور کہے گی، اے پروردگار میں نماز ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو بہت اچھا کام ہے، پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا۔ اے پروردگار میں صدقہ ہوں۔ فرمائے گا تو بہت اچھا کام ہے، پھر روزہ آئے گا، اور کہے گا، اے میرے پروردگار میں روزہ ہوں۔ فرمائے گا۔ تو بہت اچھا کام ہے، پھر اسی طرح سب اعمال آئیں گے، اور سب سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو خیر پر ہے۔ پھر اسلام آئے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار تو سلام ہے (یعنی سب عیبوں سے پاک) اور میں اسلام ہوں، اور میں اسلام ہوں یعنی تیری فرمانبرداری کا مجموعہ اللہ فرمائے گا تو بہت اچھا کام ہے۔ آج کے دن اپنے بندوں سے تیرے ہی ذریعہ لین دین کروں گا۔

پھر راوی نے یہ آیت پڑھی:۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ۝

(ابو ہریرۃ۔ ابن کثیر۔ مشکوۃ)

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو طلب کرے سوائے اسلام کے اور کسی دین کو، وہ دین اس سے نہ قبول کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہے۔

یعنی بندوں کے نیک اعمال قیامت کے دن باری تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوں گے، تاکہ ان کے عاملوں کے واسطے دلیل ہوں، اور ان کی شفاعت کریں، یہاں تک کہ خود اسلام اس سے مخاطب ہو کر فرمائے گا کہ آج کے دن جزا و سزا کا دارومدار مجھی پر ہوگا، جس کا اسلام درست ہے، اس کے اعمال قبول ہیں، اور جس کا اسلام درست نہیں اس کے سب اعمال مردود ہیں، اسلام کی بنیاد پانچ اصولوں پر قائم ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ ہی سچا معبود ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا عبادت

وَاَقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری، مسلم) کے لائق نہیں، اور یقیناً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا

اس حدیث میں استعارہ کے طور پر اسلام کو ایک مکان سے تشبیہ دی گئی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہو لہذا ان ستونوں کی نگہداشت نہایت ہی ضروری ہے، ستونوں کے نہ رہنے سے مکان منہدم ہو جائے گا اسلام کے یہ پانچ ارکان پانچ ستون ہیں، جیساکہ مصنف عبدالرزاق میں "خمس دعائم" کا لفظ بھی آیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے ہر رکن اور ہر حکم میں بڑی بڑی خوبیاں مضمر ہیں، اسلام تمام خوبیوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا۔

اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ فَقَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ (بخاری۔ مسلم) اسلام کی کون سی خصلت اچھی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ کھانا کھلانا، اور آشنا اور بے گانہ کو السلام علیکم کرنا۔

منجملہ دیگر خوبیوں کے یہ بھی ایک خوبی ہے کہ غریبوں، ناداروں کی خدمت و پرورش کی جائے۔ اور ہر چھوٹے بڑے، اور اجنبی و غیر اجنبی کے ساتھ تواضع اور حسن خلق کے ساتھ پیش آیا جائے، قرآن مجید میں مسلمان کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ فرمایا ہے۔ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ ... وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرۃ ۱۷۷) یعنی نیکی یہی نہیں ہے کہ نماز میں اپنا منہ پورب یا پچھم کی طرف کرو، بلکہ اصل نیکی یہ ہے، جو خدا پر قیامت پر، کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لایا۔ اور مال کی خواہش کے باوجود یا خدا کی محبت کے سبب سے، اپنا مال رشتہ داروں کو، یتیموں کو، غریبوں کو، مسافر کو، مانگنے والوں کو اور غلاموں کے آزاد کرنے میں دیا، اور نماز ادا کرتا رہا، اور زکوٰۃ دیتا رہا۔ اور جو وعدہ کر کے اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہیں، اور جو مصیبت، تکلیف اور لڑائی میں ثابت قدم رہتے ہیں، یہ وہی ہیں جو راستباز ہیں، اور یہی تقویٰ والے ہیں۔

## مسلمان کی پہچان

مذکورہ بالا اوصاف اور ان کے علاوہ دیگر محاسن جس میں پائے جائیں گے وہی مسلمان کامل ہو گا، اور یہی اوصاف اس کی شناخت اور پہچان کے اسباب ہوں گے، تو مسلمان وہ ہے، جس کا ظاہر و باطن پاک و صاف ہو، اور خدا پر اور رسول پر اور مبدء و معاد پر ایمان رکھتا ہو، اور اسلامی فرامین و احکام پر کاربند ہو، اور حق العباد ادا کرنے والا ہو۔ بلا وجہ نہ جنگ و جدال کرتا ہو، نہ غیبت و چغلی کرتا ہو، اور نہ کینہ و بغض اور عناد رکھتا ہو، اور نہ کسی پر سب و شتم کرتا ہو، اور نہ ظلم و تعدی، ہر ایک کا ہمدرد و خیرخواہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، کہ کون سا مسلمان

Marfat.com

سب سے اچھا ہے. تو آپ نے فرمایا، جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ بچے رہیں، یعنی مسلمان کی ایک پہچان یہ بھی ہے. کہ وہ کسی کو بلا وجہ تکلیف نہیں پہنچاتا ہے (بخاری شریف)

حقیقت یہ ہے، کہ فتنہ و فساد کی جڑ عموماً زبان اور ہاتھ ہے، اور جو زبان و ہاتھ کی حفاظت کرے دنیا کے ہر عیب اور شر و فساد سے محفوظ رہا۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کی پہچان کے سلسلہ میں بہت سی آیتیں ہیں، جن میں سے چند ایک آیات درج ذیل ہیں۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ (تا) اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

یعنی یقیناً ایمانداروں نے نجات حاصل کرلی، جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں، جو لغو بات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں. جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں، اس کے سوا جو اور ڈھونڈیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں، جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں، جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرنے والے ہیں، یہی وارث ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے. جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے (سورہ مومنون پ۱۸ ع۱)

ان آیتوں میں ایک مومن و مسلم کی شان بتائی گئی ہے، کہ مسلمان کی علامت اور پہچان یہ ہے، خشوع وخضوع اور اخلاص کے ساتھ نماز ادا کرنے اور لغویات سے اعراض کرنے اور پاک دامنی و عفت اختیار کرنے اور قول و اقرار کے پورا کرنے اور فیاضی اور زکوٰۃ ادا کرنے اور امانت ادا کرنے والے ہوتے ہیں اور ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا

یعنی رحمان کے سچے بندے وہ ہیں، جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں، تو وہ کہہ دیتے ہیں، کہ سلام ہے، اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گذار دیتے ہیں، اور جو یہ دعا کرتے رہتے ہیں، کہ اے پروردگار ہم سے دوزخ کے عذاب کو پرے ہی پرے رکھ، کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے، وہ جائے قرار و قیام دونوں کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے، اور جو خرچ کے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ دونوں کے درمیان معتدل راہ ہوتی ہے، اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، اور

يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا
يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ
يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ
عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۔ وَالَّذِيْنَ
لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ
مَرُّوْا كِرَامًا ۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ
رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۔
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ
اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا
لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۔ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ
بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا
قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ
فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۔

(سورۃ الفرقان ۶۴)

اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے۔ نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور جو کوئی یہ کام کرے، وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا جسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا۔ اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا، سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں۔ اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔ اور جو شخص توبہ کرے، اور نیک عمل کرے تو وہ حقیقتہً خدا کی طرف سچا رجوع کرتا ہے۔ اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے، اور جب کسی لغویت پر ان کا گذر ہوتا ہے، تو بزرگانہ طور پر گذر جاتے ہیں۔ اور جب انہیں ان کے رب کی آیتیں سنائی جاتی ہیں، تو وہ اندھے اور بہرے ہو کر ان پر نہیں گرتے۔ اور یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ہماری بیویوں اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا، یہی وہ لوگ ہیں، جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بلند وبالا بالاخانے دیے جائیں گے، جہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا، اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے وہ بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے کہہ دیجیے اگر تمہاری دعا نہ ہوتی، تو میرا رب تمہاری مطلق پرواہ نہ کرتا، تم کو جھٹلا چکے، اب عنقریب اس کی سزا تم کو چمٹ جانے والی ہے۔

اس پورے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور مسلمانوں کے اوصاف اور ان کی بڑی بڑی نشانیوں کو بیان فرمایا، جن کی مختصر فہرست یہ ہے (۱) زمین پر آہستگی سے چلنا، یعنی تواضع وانکسار سے رہنا (۲) جاہلوں کا مقابلہ سلام سے کرنا (۳) شب بیداری کرنا یعنی رات کو عبادت الٰہی میں مصروف رہنا (۴) خدا کے آگے دوزخ سے رہائی کی دعا مانگنا (۵) اسراف سے بچنا اور میانہ روی اختیار کرنا (۶) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارنا (۷) کسی کو ناحق قتل نہ کرنا (۸) زنا نہ کرنا (۹) اگر کوئی برا کام ہو جائے، تو توبہ کرنا (۱۰) جھوٹی گواہی نہ دینا (۱۱) بیہودہ مشغولوں سے بچتے رہنا (۱۲) خدا کی آیتوں کو سوچ سمجھ کر عقیدت مندانہ سننا (۱۳) اپنے اور اپنی بیوی اور بچوں

Marfat.com

کے واسطے دینداری اور امانت کی دعا کرنا۔

اور مسلمانوں کی نشانیاں بہت سی ہیں جو قرآن مجید اور حدیث شریف میں بیان کی گئی ہیں۔ جن کو اس مختصر مضمون میں بیان کرنا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل مسلمان بنائے، اور اپنے سچے دین اسلام پر ہمیشہ قائم رکھے آمین۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعِبَادِہِ الصّٰلِحِیْنَ۔

# خطبہ ۱۱ خدا کی ہستی کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَّکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَّکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ

سب تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم سب اس کی خوبی بیان کرتے ہیں، اور اسی سے مدد اور معافی چاہتے ہیں، اور اس کے ساتھ ایمان لاتے ہیں، اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں، اور اپنے نفسوں کی برائی اور اپنے کاموں کی برائی سے اللہ ہی کی پناہ چاہتے ہیں۔ جس کو خدا راہ بتائے، اس کو کوئی بے راہ کرنے والا نہیں ہے، اور جسے بے راہ کر دے، اسے کوئی راہ بتانے والا نہیں، ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں، کہ اللہ ہی ایک سچا معبود ہے، اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے، وہ ایک ہے اور اس بات کی شہادت دیتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کے بھیجا، اس کے بعد یہ معلوم کرو کہ اللہ کی کتاب سب کتابوں سے بہتر ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سب طریقوں سے اچھا ہے، اور سب کاموں سے برا کام نیا کام ہے، اور ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے جس

Marfat.com

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى (سورہ ابراہیم)

نے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی اس نے اپنا ہی نقصان کیا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔ اور اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت رحم والا ہے۔ اللہ نے فرمایا ان کے رسولوں نے لوگوں سے کہا کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو زمین و آسمان کا بنانے والا ہے وہ تمہیں اس لیے بلا رہا ہے کہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اور تمہیں ایک مقررہ وقت کی مہلت عطا فرمائے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا بیان ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اور اس کے موجود ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔ اس کے وجود پر کائنات عالم کی ہر چیز شاہد عدل ہے۔ ذرے سے آسمان تک ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ کے وجود کا پتہ بتاتی ہے۔ کیونکہ بغیر صانع کے کسی مصنوع کا وجود ہو ہی نہیں سکتا ہے

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد    ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد

دور جانے کی ضرورت نہیں، آپ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیے۔ کہ آپ کس چیز سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کس طرح بنے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹر، حکیم آپ کو اس طرح بنانے سے عاجز ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کا بنانے والا کوئی ضرور موجود ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (والذاریات)

اس زمین میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی یقین کرنے والوں کیلیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہاری ذات میں بھی کیا تم دیکھتے نہیں۔

یعنی انسان کا وجود خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کرتا ہے۔ خود سوچیے اور غور کیجیے۔ کہ دنیا میں بے شمار آدمی رہتے سہتے ہیں، لیکن سب کی شکلیں اور صورتیں اور رنگ جدا جدا ہیں، کوئی چھوٹا ہے، کوئی بڑا ہے۔ کوئی کالا ہے کوئی گورا ہے، کسی کی آنکھیں چھوٹی ہیں، اور کسی کی بڑی ہیں، کسی کا ہونٹ موٹا ہے کسی کا پتلا، کسی کا چہرہ زرد ہے۔ کسی کا سرخ، کوئی موٹا ہے کوئی دبلا، غرض کہ جتنے آدمی ہیں، اتنی ہی صورتیں ہیں، اور اتنی ہی رنگتیں ہیں اسی طرح ہر ایک کی آواز بھی الگ ہے، ماں بیٹی کی آواز میں فرق ہے، باپ بیٹے کی آواز باہم متفاوت ہے بھائی کی گفتگو کا رنگ کچھ اور ہے، اور بہن کی گفتگو کا ڈھنگ کچھ اور ہے۔ اس میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں اگر سب کی صورتیں رنگتیں اور آوازیں بالکل ایک ہوتیں، تو دنیا میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتیں، اچھے برے کی پہچان نہ ہوتی، اچھے کا برا اور برے کا اچھا سمجھ لیتے، دوست دشمن میں تمیز نہ ہوتی دشمن کو دوست اور دوست کو دشمن سمجھ بیٹھتے، ماں باپ بچوں کو۔ اور بچے ماں باپ کو نہ پہچان سکتے، ایک آدمی دھوکا دے

Marfat.com

کر دوسرے کے مال کا وارث بن جاتا۔ اور اصلی وارث منہ دیکھتا رہ جاتا۔ خونی خون کر بھاگتا اور اس کا ہم شکل ہم رنگ اور ہم آواز پکڑا جاتا اور پھانسی پا جاتا۔ ایسی ایسی ہزاروں مصیبتیں پڑتیں۔ دنیا کے بنانے والے نے کیسی حکمت سے کام لیا۔ اور یہ فرق رکھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا، تو زندگی مشکل ہو جاتی، اور دنیا مٹ جاتی تو جس نے اس طرح بنایا ہے۔ اسی کو خدا کہتے ہیں، وہ قرآن پاک میں کہتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ (سورۃ الروم)

اور اس خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے، کہ اس نے تم کو مٹی سے بنایا، پھر تم چلتے پھرتے انسان ہو گئے، اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ خود تم سے ہی تمہارے جوڑوں کو پیدا کیا، تاکہ تم اس سے آرام لو۔ اور تمہارے درمیان محبت اور شفقت ڈال دی ہے۔ سوچنے والوں کے لیے اس میں خدا کے وجود کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں، اور اس کی میں ہے آسمان اور زمین کا بنانا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا فرق ہے، اس میں جاننے والوں (عقلمندوں) کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں، اور رات اور دن میں تمہارے سونے اور روزی تلاش کرنے میں بڑی بڑی نشانیاں سننے والوں کے لیے ہیں، اور اس کی نشانیوں میں ہے کہ بجلی کو ڈر اور امید سے دکھاتا ہے، اور آسمان سے پانی برساتا ہے، اور زمین کو مردہ وخشک ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے، عقل مندوں کے لیے اس میں خدا کے وجود کی نشانیاں ہیں، اور اس کی نشانیوں میں سے کہ اس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، پھر جب وہ تم کو ایک بار پکارے گا، تو تم فوراً زمین سے نکل آؤ گے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود کا پتہ دیا ہے، کہ وہ موجود ہے۔ اور اسی نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اور ان نشانیوں سے خدا کے وجود کی نشانی معلوم ہوتی ہے جس طرح آدمی کے پاؤں کے نشان سے پتہ چلتا ہے، اسی طرح مصنوعات سے صانع کا وجود معلوم ہوتا ہے۔

**حکایت۔** کسی شخص نے ایک اعرابی گنوار سے پوچھا، کہ تو نے خدا کو کس طرح پہچانا کہ وہ موجود ہے؟

Marfat.com

اس نے جواب دیا کہ:۔

اَلْبَعْرَةُ تَدُلُّ عَلَى الْبَعِيْرِ وَاَثَرُ الْاَقْدَامِ عَلَى الْمَسِيْرِ فَالسَّمَاءُ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَّ الْاَرْضُ ذَاتُ فِجَاجٍ كَيْفَ لَا يَدُلَّانِ عَلَى الصَّانِعِ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ۔

جب اونٹنی کی مینگنی سے اور نقش پا سے چلنے والا معلوم ہوتا ہے، تو پھر کیا برجوں والا آسمان اور نشیب و فراز والی زمین اپنے خالق لطیف و خبیر کو نہیں بتا رہی ہے، ضرور بتا رہی ہے۔ کہ ہمارا خالق موجود ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

اللہ تعالیٰ کے وجود پر اکبر الٰہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے ؎

تو عقل میں آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

کسی نے ابو نواس سے اللہ کے وجود کی دلیل دیافت کی، تو اس نے جواب میں یہ شعر کہے ؎

تَاَمَّلْ فِيْ نَبَاتِ الْاَرْضِ وَانْظُرْ اِلٰى اٰثَارِ مَا صَنَعَ الْمَلِيْكُ

زمین کی روئیدگی میں غور و تامل کر اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار دیکھو

عُيُوْنٌ مِّنْ لُّجَيْنٍ شَاخِصَاتٌ وَاَزْهَارٌ كَمَا الذَّهَبُ السَّبِيْكُ

کھلی ہوئی آنکھوں کو دیکھو جو چاندی کے شکل میں اور ان کلیوں پر نگاہ کرو جو پگھلے ہوئے سونے کی مانند ہیں

عَلٰى قَضَبِ الزَّبَرْجَدِ شَاهِدَاتٌ بِاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ لَهٗ شَرِيْكٌ

زمرد کی طرح سبز شاخوں پر نظر کرو، یہ سب چیزیں اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ وحدہ کا کوئی شریک نہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ۔ (الطارق)

ہر انسان کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ ا چھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے، جو ریڑ کی ہڈی اور سینہ کے متصل پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے

یہ پانی بہت معمولی ہوتا ہے، مگر اس سے تمہارے اعضا بیٹ کی مشین میں ڈھلتے ہیں، یہ موہنی شکل و صورت، قد و قامت، خط و خال، ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک، کان، چہرہ، دانت، سینہ، گردن، دل و دماغ، گردے پھیپھڑے وغیرہ وغیرہ سب اسی پانی سے تیار ہوتے ہیں، اور ان کا بنانے والا وہی ایک خدا ہے، جس کو اللہ کہتے ہیں، جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے، اور وہ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ

وہی خدا ہے جو تمہاری شکل و صورت کو تمہاری ماؤں کے

Marfat.com

كَيْفَ يَشَاءُ (آل عمران)

پیٹوں میں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے
کسی کو چھوٹا کسی کو بڑا کسی کو کالا کسی کو گورا وغیرہ ہر ایک کی صورت دوسرے سے الگ ہے، تمہاری پیدائش قدرت خداوندی کا نمونہ ہے۔ تم اپنے ظاہری اور باطنی اعضا پر غور کرو گے، تو خدا کی ہستی کا یقین کرو گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا، کہ آپ نے خدا کو کس طرح پہچانا، فرمایا:۔
عَرَفْتُ رَبِّي بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ۔ میں نے اپنے رب کو مضبوط ارادوں کے ٹوٹ جانے کے سبب سے پہچانا کہ ضرور سب طاقتوں سے بالاتر کوئی طاقت ہے، جس کے سامنے سب عاجز ہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے ارادے کو کوئی روک نہیں سکتا اسی کو خدا کہتے ہیں، قرآن مجید میں فرمایا:۔
وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (التکویر) تم اپنی ہر چاہت پوری نہیں کر سکتے، مگر اللہ تعالیٰ اپنی چاہت کو پوری کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت دنیا کی ہر ایک چیز میں ہے۔ رائی سے لے کر پہاڑ تک اور ذرے سے لیکر آفتاب تک، سب چیزیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں، کہ ان کا کوئی بنانے والا ضرور ہے، اسی لیے دنیا کی سب قوموں نے مان لیا ہے کہ ان کا پیدا کرنے والا یقیناً کوئی ہے، اپنی سمجھ کے مطابق کسی نے بتوں میں اس کا تصور کیا۔ کسی نے اور کسی چیز میں، مگر صریح انکار کسی سے نہ ہوسکا، سچ ہے ؎

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا
ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے
انکار کسی سے نہ بن آیا تیرا

اسی حقیقت کا اظہار کسی دوسرے شاعر نے اس طرح کیا ہے۔

کانٹا ہے ہر اک دل میں اٹکا تیرا
آویزاں ہے ہر گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھے جانا ہے ضرور
بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ

اے میرے معبود! اے سارے جہاں کے شہنشاہ تو جسے چاہے بادشاہی دے، اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے، اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے، تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے، اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، تو بے جان سے جاندار چیز پیدا کرتا ہے اور تو جان دار کو بے جان چیز سے نکالتا ہے، تو جسے

Marfat.com

بِغَیْرِ حِسَابٍ (سورہ آل عمران) چاہے بے شمار روزی دے۔

سچ ہے اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے۔ رات دن کو اسی نے پیدا کیا، اور اپنے آپ موسم میں ان دونوں کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے۔ عزت و ذلت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور زمانے میں اسی کا تصرف جاری ہے۔ بہار اور خزاں اسی کے حکم سے ہیں۔ زندہ سے مردہ کو۔ اور مردہ سے زندہ کو پیدا کرتا ہے۔ مرغی انڈے سے اور انڈا مرغی سے پیدا کرتا ہے۔ اس کی کاریگری کو دیکھو انڈا کیا ہے ایک بند قلعہ ہے جس کے اندر کی چیزیں نظر نہیں آسکتیں، اوپر سخت چھلکا ہے۔ چھلکے کے نیچے نرم جھلی ہے۔ اور جھلی کے نیچے سفیدی ہے۔ جیسے پگھلی ہوئی چاندی، اور سفیدی کے بیچ میں زردی ہے جیسے پگھلا ہوا سونا۔ نہ سفیدی زردی سے ملتی ہے اور نہ زردی سفیدی سے۔ دونوں الگ الگ رہتی ہیں، کوئی انڈے کے اندر سے باہر نہیں آیا، اور نہ باہر سے اندر گیا، جو یہ بتائے کہ انڈا بھا ہے۔ یا بگڑ گیا ہے۔ اور تم یہ نہیں جانتے کہ اس سے نر پیدا ہوگا یا مادہ، مور جس کے بدن پر رنگ برنگے پر لگے ہوتے ہیں۔ وہ بھی انڈے ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ تو سوچو انڈا کیسی کاریگری سے بنایا گیا ہے۔ وہ بے جان ہے۔ مگر اس سے ایک خوبصورت اور خوش الحان بچہ نکلتا ہے۔ جو انڈے کے اندر ہی اپنے دوست و دشمن کی پہچان سیکھ لیتا ہے، جو بلی یا چیل وغیرہ اپنے دشمنوں کو دیکھ کر فوراً ماں کے پروں میں چھپ جاتا ہے۔ دشمن کا پنجہ اور ماں کی شفقت کے پروں کو پہچانتا ہے۔ وہ پیدا ہوتے ہی ماں کے بلانے کی آواز سمجھتا ہے۔ جو جہان بھر میں اپنے کھانے کی ہر چیز سے واقف ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے کبھی اس نے کوئی دانہ نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ اپنے کھانے کی چیزوں کو پہچانتا تھا۔ بغیر سکھائے کھانا اور پینا سارے کام کو خوب جانتا ہے۔ بتاؤ انڈے کے اندر کس نے اسے یہ کام سکھائے۔ جو اس انڈے کے بند گنبد میں اس بچے کو تعلیم دینے والا ہے، وہ بڑا عالم اور بڑا حکیم اور بڑا قادر ہے۔ وہی اس کا اور ہمارا تمہارا خالق ہے۔ وہ موجود ہے وہی فرماتا ہے یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ مردہ انڈے سے زندہ کو نکالتا ہے۔

## شہد کی مکھیوں سے خدا کی ہستی ثابت ہوتی ہے

شہد کی مکھیوں کے کاموں کو دیکھو کیسی عقلمندی اور ہوشیاری سے شہد جمع کرتی ہیں۔ طرح طرح کے پھولوں کا رس چوستی ہیں، اس سے میٹھا اور مزے دار شہد بنتا ہے۔ جو غذا کی غذا ہے اور دوا کی دوا، اسی رس کا ایک حصہ زہر بن کر مکھی کے بدن میں رہتا ہے۔ مکھی کو کوئی ستائے تو وہ اس کو کاٹتی ہے، اور زہر اس کے بدن میں پہنچا دیتی ہے، جس سے بدن میں آگ سی لگ جاتی ہے، دیکھو غذا ایک ہی ہے یعنی پھولوں کا رس، مگر اس سے دو الگ الگ چیزیں بنتی ہیں مکھی میں یہ طاقت نہیں، کہ اپنی غذا میں یہ اثر پیدا کر دے، جس سے شہد بھی بن جائے، اور زہر بھی، کسی آدمی

Marfat.com

میں بھی یہ طاقت نہیں ہے۔ یہ کام اسی قادر مطلق اور حکیم کا ہے، جس نے مکھی کو بنایا ہے، وہی ہمارا خدا ہے وہ موجود ہے، اور اس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (النحل)

اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو یہ حکم دیا ہے کہ پہاڑوں اور درختوں اور چھپروں میں اپنے چھتوں کو بنائے پھر ہر طرح کے میووں میں سے کچھ کھائے، اور اپنے رب کی صاف راہوں میں چلے، پھر اس کے پیٹ سے پینے کی ایسی چیز نکلتی ہے، جس کی رنگت تو مختلف ہوتی ہے، اس میں عام لوگوں کے لیے شفا ہے، یقیناً سوچنے والوں کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔

## دودھ سے خدا کی ہستی ثابت ہوتی ہے

تم نے گائے بھینس وغیرہ دودھ دینے والے جانوروں کو دیکھا ہے تم ان کو کوڑا، گھاس پھونس کھلاتے ہو، اور اپنے گھروں میں رکھتے ہو، صبح و شام ان سے سفید رنگ کا نہایت خوش ذائقہ، خوشبودار دودھ نکالتے ہو، جس میں سے بہت سا مکھن نکلتا ہے، دودھ گرم کرنے کے لیے اسی کی دوسری طرف سے ایندھن نکلتا ہے، بظاہر گوبر اور دودھ ایک ہی جگہ ایک ہی برتن (پیٹ) سے نکلتا نظر آتا ہے، مگر دودھ میں گوبر کا اثر اور گوبر میں دودھ کا نشان تک نہیں رہتا، ایک ہی برتن سے دو مختلف چیزوں کا نکلنا، اور پھر ایک کا ایک سے الگ الگ رہنا کیوں کر ہوا، اس کوڑے سے کس مشین نے یہ دودھ کھینچ کر نکالا، ضرور یہ کسی بڑی قدرت والے کا کام ہے، کہ جس نے اس کو دودھ بنایا ہے، وہی اللہ ہے وہ ضرور موجود ہے۔ وہ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ

(سورۃ النحل پ ۱۴)

اور تمہارے لیے ان جانوروں میں غور کرنے کی جگہ ہے کہ ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے اس میں گوبر اور خون سے جدا کر کے ہم تمہارے لیے خالص دودھ نکال کر پلاتے ہیں جو پینے والوں کو مزے دار معلوم ہوتا ہے۔

## پرندوں کے پروں سے خدا کی ہستی ثابت ہوتی ہے

پرندہ اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے، ہر ایک بازو میں کئی کئی پر ہوتے ہیں، ان پروں کی بناوٹ کو دیکھ کر بڑے بڑے عالموں کی عقلیں حیران رہ جاتی ہیں، ان کے

Marfat.com

پروں میں غور کرنے سے خدا کا جلوہ نظر آتا ہے، پر کے بیچ میں ایک ہلکی سی ڈنڈی ہوتی ہے۔ ڈنڈی کے اوپر کا سرا سلائی کی طرح صاف، چکنا، موٹا اور نیچے کا کھردرا، باریک اور گاؤدم ہوتا ہے۔ دونوں طرف نرم نرم پتلے پتلے ریشے اس طرح سے لگے ہوتے ہیں، کہ اوپر سے نیچے کی طرف کتنے ہی زور سے ہاتھ پھیریں پر کی صورت نہیں بدلتی، اور اس کے ریشے جیسے ہیں، ویسے ہی رہتے ہیں، ہاں اگر نیچے سے اوپر کی طرف ہاتھ پھیریں، تو اس کی صورت بگڑ جاتی ہے، اور ریشے جدا جدا ہو جاتے ہیں، پر کا چکنا اور موٹا سرا سینے کی ہڈی میں لگا رہتا ہے۔ اڑتے وقت پرندہ بازوؤں کو ہلاتا اور بالکل صاف پھیلا دیتا ہے۔ اس وقت ہوا میں ایک چادر سی تن جاتی ہے۔ یہ بازو چپو کا کام دیتے ہیں۔ ملاح چپو سے پانی کو چیر کر کشتی چلاتا ہے، اسی طرح پرندہ بازوؤں سے ہوا کو چیر کر اڑتا ہے۔ کیسی ہی تیز آندھی آئے۔ کیسا ہی جھکڑ چلے، کیا مجال کہ ان کے پر بے کار ہو جائیں یا ٹوٹ جائیں، پرندے کے بنانے والے کو پہلے سے علم تھا، کہ پرندے کو ہوا میں اڑنا ہوگا، اس لیے اس نے حکمت سے پروں کو اس طرح بنایا، اور پرندے کو ان سے کام لینا بھی سکھایا۔ اسی حکیم کو جس کی حکمت کا کمال ایک پر کے اندر بھی نظر آتا ہے، خدا کہتے ہیں، وہ فرماتا ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ

(سورۃ الانعام)

اور جس قدر جاندار زمین پر چلتے پھرتے ہیں، اور جس قدر پرندے اپنے بازوؤں سے اڑتے پھرتے ہیں سب تمہاری ہی طرح مخلوق ہیں، اور سب کا خالق اللہ ہی ہے۔

## چیونٹی سے خدا کی ہستی ثابت ہوتی ہے

تم چیونٹی کو دیکھتے ہو، کہ ایک ننھی سی جان ہے جس کو دیکھ کر بڑے بڑے عقل مندوں کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں، سر، گردن، جبڑے، آنکھ، کان، ناک، پیٹ، پیٹھ، معدہ وغیرہ جو بڑے بڑے جانوروں میں پائے جاتے ہیں، ان کے ننھے سے بدن میں سب موجود ہیں، بہت سے حصے تو اتنے چھوٹے ہیں، کہ جب تک خوردبین لگا کر نہ دیکھو، نظر ہی نہیں آتے، اس کی ٹانگیں کیسی خوبصورت باریک اور مضبوط ہیں، جن سے وہ تیز تیز چلتی ہے، درخت، دیوار پر چڑھ جاتی ہے، چال میں کیسی پھرتی ہے، ناک کیسی تیز ہے، کہ کھانے پینے کی خصوصاً میٹھی چیز کو دور سے سونگھ لیتی ہے، اور جہاں بھی وہ چیز رکھی ہو وہیں پہنچ جاتی ہے، جو چیزیں جمع کرنے کے لائق ہیں، اور بگڑنے والی نہیں ہیں، جیسے جو، گیہوں، دھان وغیرہ ان کو اپنے بل میں جمع کر لیتی ہیں، مضبوط اتنی ہے، کہ اپنے بدن سے چوگنا، پچگنا بوجھ کھینچ کرلے جاتی ہے، اور اس کو منہ میں لے کر چڑھتی ہے اترتی ہے۔ محنتی ایسی ہے، کہ صبح سے شام تک اپنے کام پر لگی رہتی ہے، ہمت والی اس قدر کہ کام سے کبھی نہیں اکتاتی، عقل مند ایسی کہ گرمی بھر خوراک جمع کرتی ہے

در سوں میں آرام سے بیٹھ کر کھاتی ہے، یہ ننھی سی جان یہ بھی جانتی ہے، کہ گیلی زمین میں اور برسات کے موسم میں اناج اُگ آتا ہے۔ اسی لیے اس کو جمع کرتے وقت ایک ایک دانے کو دو دو ٹکڑے کر دیتی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ چیونٹی کا بدن اور اس کے جوڑ بند آپ سے آپ بن گئے، یہ کوشش، یہ پھرتی یہ عقل یہ محنت کی عادت یہ کام کی دھن آپ سے آپ پیدا ہوگئی، نہیں نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ بات یہ ہے کہ چیونٹی کا بنانے والا بڑا قادر اور بڑا حکیم ہے، اس کی قدرت اور اس کی حکمت ایک چیونٹی کے اندر بھی صاف نظر آتی ہے۔ وہی ہمارا خدا ہے۔ جو یقیناً موجود ہے۔ قرآن مجید میں چیونٹی کے نام کی ایک سورت ہے جس کو نمل کہتے ہیں، اس میں یہ آیت آتی ہے:۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (نمل)

(جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے) تو فوراً کسی چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! تم اپنی بلوں میں گھس جاؤ، کہیں سلیمانؑ اور ان کا لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ دیں۔

اس چیونٹی کی طرح خدا کی بہت مخلوق ہے۔ اگر تم غور کروگے، تو ان ہی کے ذریعہ خدا کی ہستی کا پتہ لگالوگے۔ قدرت خدا کا تماشا ہم نے بہت دفعہ دیکھا ہے، کہ ایک سفید زردی مائل نہایت باریک کیڑا جس کی جسامت خشخاش کے دانے سے کئی حصے کم ہوتی ہے، کتاب کے ورق پر ایک طرف سے دوسری طرف چلتا ہوا نظر آتا ہے۔ جب ہم باریک سے کیڑے کے سامنے اپنی انگلی یا تنکا رکھتے ہیں، تو کچھ دوری سے وہ جانور اس مخالفانہ سد راہ کو معلوم کر لیتا ہے، ادھر سے راستہ چھوڑ کر دوسری طرف کو چلنے لگتا ہے۔ جب دوسری طرف بھی انگلی رکھ دی جائے۔ تب وہ تیسری طرف کو مائل ہو جاتا ہے۔ پھر چوتھی طرف کو چلنے لگتا ہے۔ اسی طرح وہ سارے ورق پر بچتا اور ہٹتا پھرتا رہتا ہے، جہاں سامنے انگلی یا تنکا رکھا ہوا دیکھا، فوراً ادھر کا راستہ چھوڑ کر صاف راستہ کی طرف چلنے لگتا ہے۔

اس واقعہ سے ہمیں معلوم ہوا، کہ اس ننھے سے کیڑے میں سارے وہ اعضا موجود ہیں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ ضرور اس کی آنکھ میں وہ نورانی پٹھے اور مختلف ساخت کے پرزے موجود ہیں، جو ایک بڑی آنکھ میں ہوتے ہیں، پھر وہ عضو رئیس بھی اس میں موجود ہے، جس سے صاف راستہ دیکھنے کے علاوہ یہ بھی ادراک کرتا ہے کہ یہ روک میرے لیے مضر ہوگی، میرا مقصود حاصل کرنے میں مانع رہے گی، یہ بھی جانتا ہے کہ یہ روک شاید میری گرفتاری کے لیے کی گئی ہے، اس طرف چلنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، اس خطرناک راستے سے جدا ہو کر صاف راستہ اختیار کرنا سلامتی کا باعث ہے، الغرض دماغی ضروریات اس چھوٹے سے کیڑے میں ساری موجود ہیں، اب دیکھنا یہ ہے، کہ وہ کون سی مشین ہے،

جس نے اتنے چھوٹے سے کیڑے کے جسم میں سارے اعضا بنائے، روح ڈالی، پھر روح میں قوتیں پیدا کیں، قوتوں میں ادراک اور فہم و فراست پیدا کی، پھر دوست دشمن کی تمیز اور نیک و بد کی پہچان بخشی،

اس جانور کو اس صنعت کا بنانے والا بڑا ہی قدرت والا ہے۔ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ ۔ وہ اللہ ہی اس کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں پیدا کر سکتا، پیدا کرنا تو درکنار، اگر اس کی آنکھ پھوٹ جائے، یا ڈنک ٹوٹ جائے، تو اس کا جوڑنا بھی ایسا ہی محال اور ناممکن ہے، جیسا کہ اس جانور کا پیدا کرنا۔ اس معاملہ میں سارے جہان کے عقل مند بے عقل ہیں، دنیا بھر کی مشینیں ناقص اور ناکام ہیں، لیکن واہ رے قدرت کی مشین، ایسی ایسی ہزاروں اور بے شمار جانیں روزانہ پیدا کر کے انہیں فنا کرتا رہتا ہے، ان کیڑوں کی حیات و موت کے جلوے سوائے اس کے کون دکھانے والا ہے،

ان ہی برساتی کیڑوں میں سے کسی ایک کو سارا جہان مل کر نہیں بنا سکتا۔ از سر نو پیدا کرنا تو درکنار، کوئی اگر مر جائے، تو کوئی اسے جلا نہیں سکتا۔

تم خدا کی ہستی کا انکار ہرگز نہیں کر سکتے، ہر چیز کی ہستی اس کی ہستی کا ثبوت ہے، اس کی ہستی کا انکار اپنی ہستی کا انکار ہے، سارے جہان کا وجود دھوپ کا سا ہے، جو بغیر آفتاب کے پیدا نہیں ہو سکتا، جب آفتاب نہیں تو دھوپ بھی نہیں، دھوپ ہے، تو آفتاب ضرور ہے، اسی طرح اگر خالق نہیں، تو مخلوق بھی نہیں، اگر مخلوق ہے، تو خالق بھی ضرور ہے۔

سُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَ شَانَهٗ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَتُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔

# خطبہ ۱۱ توحید کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ: کہہ دیجیے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے، اور نہ کوئی اس کا ہم جنس ہے۔

اس آیت کریمہ کے شان نزول کے متعلق مسند احمد میں ہے۔ کہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، کہ آپ اپنے رب کے اوصاف بیان کیجیے۔ تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ ایک ہے۔ وہ بے نیاز ہے، نہ وہ والد ہے۔ نہ مولود ہے، نہ اس کا کوئی شریک و ہم جنس ہے۔

اس آیت سے خدا کی وحدانیت اور یکتائی ثابت ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں اکیلا ہے۔ ان باتوں میں اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے، نہ اس کے برابر کوئی ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، وہ ہر قسم کے عیبوں سے پاک ہے، وہ کسی چیز کا محتاج نہیں، بلکہ سب اس کے محتاج ہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے، کوئی چیز اس کو عاجز نہیں کرسکتی، وہی غیب جانتا ہے، وہ کسی کے مشابہ نہیں، اس کی ذات و صفات کے ساتھ کوئی حادث قائم نہیں ہے، اور نہ اس کی ذات و صفات میں حدوث ہی ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات و افعال میں یکتا ہے، وہ عالم سے جدا ہے، وہ سب کا خالق ہے۔ اس لیے وہ ہر قسم کی عبادتوں کا مستحق ہے۔ اسی توحید کی تعلیم کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں اور نبیوں کو بھیجا، اور ہر ایک نبی اور رسول نے یہی تعلیم دی، چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا۔

Marfat.com

(۱) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء پ ۱۷)

اے ہمارے نبی! ہم نے آپ سے پہلے جتنے نبی بھیجے سب کو یہی حکم دیا تھا، کہ میں ایک اکیلا ہی عبادت کے لائق ہوں، تم صرف میری عبادت کرتے رہنا۔

(۲) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرۃ)

لوگو! تمہارا صرف ایک ہی خدا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بہت رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

(۳) وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ (نحل)

اور اللہ نے فرمایا، دو معبود (خدا) نہ بناؤ بس وہ ایک ہی خدا عبادت کا حق دار ہے، تم مجھ ہی سے ڈرو۔

(۴) قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (الانبیاء)

کہہ دو بس مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے، کہ تمہارا صرف ایک ہی خدا عبادت کے لائق ہے، تو اب تم مسلمان بن جاؤ۔

(۵) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ ص)

اور وہ ایک خدا عبادت کے لائق ہے جو سب پر قابو پانے والا ہے۔

(۶) سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (زمر)

پاک ہے وہ تو اکیلا ہے اور سب پر دباؤ رکھنے والا ہے۔

اس قسم کی اور بہت سی آیتیں قرآن مجید میں ہیں، جن سے خدا کی وحدانیت ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات کاملہ میں یکتا اور بے مثل ماننے کا نام توحید ہے، ایسی توحید صرف مذہب اسلام ہی میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ دنیا میں اسلام کے سوا جتنے مذاہب ہیں یا تو ان میں سرے سے توحید رہی نہیں ہے یا ہے تو ناقص، مثلاً مجوسی یزدان اور اہرمن دو خداؤں کو مانتے ہیں۔ اور اپنے اس عقیدے کی بنا پر کہتے ہیں، کہ یزدان خیر کا مالک ہے، اور اہرمن شر کا۔ یہودی لوگ حضرت عزیرؑ کی ابنیت کے قائل ہیں، یعنی یہ کہ نعوذ باللہ یہ خدا کے بیٹے ہیں، عیسائی حضرات میں کئی خدا ہیں، کچھ لوگ عقیدہ تثلیث کے قائل ہیں، یعنی یہ کہ خدا مسیح اور روح القدس تینوں مل کر خدا ہیں، ایک تین ہے۔ اور تین ایک ہے۔ اور کچھ حضرت مسیحؑ کی الوہیت کے قائل ہیں، یعنی یہ کہ نعوذ باللہ حضرت خود خدا تھے، آریہ صاحبان پرمیشور کے ساتھ ساتھ روح اور مادہ کے قائل ہیں، جو خدائی شان کے خلاف ہے، سناتن دھرمی لوگ سینکڑوں دیوتاؤں کی پرستش کے قائل، اور برہما بشن مہادیو کو ایشور کا نائب بلکہ مالک اور مختار کل سمجھتے ہیں بخلاف اس کے مذہب اسلام میں عقیدہ توحید کی بہت اہمیت اور تاکید ہے۔

## توحید کی قسمیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ رسالت میں بھی تین قسم کے بڑے گروہ موجود تھے، جو اپنی اختیار کردہ غلط راہ توحید کو اپنا دین وایمان سمجھ رہے تھے۔

Marfat.com

اس لیے رب العزت نے ان سب غلط اعتقادوں کی جو مسئلہ توحید کے متعلق پیدا ہو سکتے تھے اور ہو چکے تھے، کافی طور پر تردید کی، اور لوگوں کو توحید فی الذات اور توحید فی الصفات اور توحید فی العبادات کی ایسی تعلیم دی، جس سے اس کی خالص اور مکمل توحید کا مبارک اعتقاد ذہن نشین ہوا۔

**توحید فی الذات** خدا تعالیٰ کی ذات کو سب عیوب و نقائص سے خالی اور بے مثل ماننے کا نام توحید ذاتی ہے، اور اس توحید کی تکمیل دو امور پر موقوف ہے ایک امر یہ کہ اللہ جل شانہ کی ذات کو مختلف اور متعدد اجزا سے مرکب اور مجسم تسلیم نہ کیا جائے، یعنی خدا تعالیٰ ایک ہے اس لحاظ سے کہ وہ مرکبات کی طرح اجزا سے مرکب نہیں ہے، قرآن پاک نے خدا تعالیٰ کی ذات مرکب و مجسم نہ ہونے کی تعلیم دی ہے، اور جو لوگ خدا کی نسبت مجسم اور مرکب ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے، مختلف پیرایوں میں ان کی تردید کی اور تمام دنیا کو آگاہ کیا، کہ خدا تعالیٰ کی ذات کو مجسم اور مرکب ماننے کا اعتقاد ذرا بھی صحیح نہیں ہے،

**توحید فی الصفات** وہ تمام کمال کی صفتوں سے موصوف ہے، کوئی شئے اس سے پوشیدہ نہیں ہے بلکہ وہ دیکھتا ہے، سنتا ہے، کلام کرتا ہے، وہ زندہ ہے، تمام ممکنات اور مخلوقات پر اس کو پوری قدرت حاصل ہے، اس نے ہی تمام چیزوں کو اپنے ارادے سے پیدا کیا ہے، وہی جلاتا ہے، وہی مارتا ہے۔ وہی قابل پرستش ہے، وہی لائق عبادت ہے، وہی روزی دیتا ہے، وہی دعا قبول کرتا ہے۔ وہی عزت دیتا ہے، وہی ذلت دیتا ہے، وہی مریضوں کو شفا دیتا ہے، وہی مصیبتوں کو ٹالتا ہے، وہی گناہ گاروں کو بخشنے والا ہے۔ برائی بھلائی دونوں کا پیدا کرنے والا ہے، لیکن نیکی سے راضی اور بدی سے ناخوش ہوتا ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، وہ عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں، نہ وہ سوتا ہے نہ وہ اونگھتا ہے، اسی نے سب کو پیدا کیا ہے، وہی جب چاہے گا سب کو فنا کر دے گا، پھر سب قیامت کے دن پیدا کرے گا۔ اور حساب کتاب لے گا، نیک بندوں کو جنت میں اور بدوں کو دوزخ میں داخل کرے گا۔

**توحید فی العبادت** باری تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا، غیر اللہ میں کسی کو عبادت کے لائق نہ جاننا اور اس کے سوا کسی کے آگے نہ جھکنا اور نہ سجدہ کرنا، اور نہ کسی کی تسبیح و تحمید پڑھنا، یہ توحید فی العبادت ہے، اس کے خلاف کرنا شرک فی العبادات ہے، شرک کی پوری تفصیل و تردید آئندہ انشاء اللہ بیان کی جائے گی، اسلام نے ابتدا آفرینش سے انتہا تک یہی کوشش کی ہے کہ شروع سے آخر تک توحید ہی پر قائم رکھا جائے۔ اور ازل میں اسی کا اقرار کیا تھا پھر دنیا میں آنے کے بعد اسی کی پابندی کا حکم دیا چنانچہ حکم ہے کہ جب بچہ پیدا ہو، تو اس کے کان میں اللہ اکبر اللہ اکبر کہو، اور جب بولنے لگے تو پہلے یا اللہ سکھاؤ، اور کچھ ہشیار ہو، تو کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنا سکھاؤ، جس کے

Marfat.com

معنی ہیں، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پھر حکم ہوتا ہے، کہ جب لڑکا لڑکی سات برس کی عمر کو پہنچ جائیں، تو انہیں نماز پڑھاؤ، اور جب دس برس کے ہو جائیں تو تاکید سے پڑھاؤ، جس میں شروع سے آخر تک، دیگر امور کے علاوہ خصوصیت سے توحید پائی جاتی ہے، مولانا حالی مرحوم نے کیا ہی خوب نقشہ کھینچا ہے ؎

ہے اک ذات واحد عبادت کے لائق　　زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق　　اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ　　جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم　　اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم　　اسی کی طلب میں مرو گر مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی　　نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی توحید پر قائم رکھے، آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

---

# خطبہ ۱۳ توحید کی خوبی اور شرک فی العبادت کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ

اے اللہ سب تعریف تیرے ہی لیے ہے، تو ہی آسمانوں اور زمینوں اور ان کے اندر رہنے والوں کو قائم کرنے والا ہے، اور تیرے ہی لیے تعریف ہے، تو ہی آسمانوں اور زمینوں اور ان میں بسنے والی چیزوں کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے، تو ہی آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے سب کو روشن کرنے والا ہے، اور تیرے لیے ہی تعریف ہے تو ہی ثابت ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے، اور تیرا دیدار حق ہے اور تیری ہی بات سچی ہے، اور جنت ثابت ہے، اور دوزخ موجود ہے، اور سب انبیا علیہم السلام برحق ہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں، اور قیامت برحق ہے، اے اللہ میں تیرا

خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ وَمَثْوٰکُمْ

(سورۃ محمد)

ہی فرمانبردار ہوگیا، اور تجھ پر ایمان لے آیا اور تجھ ہی پر بھروسہ کیا، اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے جہاد کرتا ہوں، تیری ہی طرف فریاد لاتا ہوں، تو میرے اگلے پچھلے، ظاہر پوشیدہ اور ان گناہوں کو جن کو تو جانتا ہے معاف کر دے تو ہی آگے پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور نیکی کرانے کی طاقت اور گناہوں سے باز رکھنے کی قوت تیرے سوا کسی میں نہیں ہے، اے اللہ رحمت اتار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جیسا کہ رحمت اتاری تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے اے اللہ تو برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ السلام پر برکت اتاری، تو ہی لائق تعریف اور بزرگ ہے۔ پس اعوذ اور بسم اللہ کے بعد اس بات کو جان لو کہ یقیناً اللہ ہی سچا معبود ہے، اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہو، اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لیے مغفرت مانگو کر و اور اللہ تمہاری آمد و رفت اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور معبودیت بیان فرمائی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کو ایک جانو، اور اسی کو ہر قسم کی عبادتوں کا مستحق سمجھو، اور اپنے گناہوں اور مسلمانوں کے گناہوں کی بخشش طلب کرو وہ تمہاری تمام حرکات و سکنات سے واقف ہے، عبادت کے معنی اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے ہر حکم و قانون کو مان کر اس کے مطابق عمل کرنے کا نام عبادت ہے، اور خدا معبود ہے، ہر قسم کی عبادت اسی کے لیے کی جائے، وہ معبود حقیقی صرف ایک اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کوئی شریک ہے، نہ صفات میں، شرک کی بہت سی قسمیں ہیں، یہاں پر صرف چار قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

**(۱) شرک فی العبادت**

یعنی عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنا، کہ جس طرح اللہ تعالیٰ عبادت کا مستحق ہے، اسی طرح دوسرے کو بھی

Marfat.com

مستحق سمجھنا۔ جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، رکوع، سجدہ کرنا۔ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا ان سے دعائیں مانگنا، نذر ونیاز وغیرہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، اب کسی زندہ یا مردہ پیر، پیغمبر، ولی، امام، شہید وغیرہ کے لیے ان کو کرنا، اور ان کی قبر پر سجدہ، رکوع وطواف کرنا شرک فی العبادت ہے۔

**(۲) شرک فی العلم** یعنی اللہ تعالیٰ جیسا علم دوسروں میں ماننا۔ جیسے ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا، ہر چیز کا جاننا، دور و نزدیک سے برابر سننا وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے، ان ہی صفتوں کو دوسروں کے لیے کسی طرح ثابت ماننا، کہ دوسرا کوئی نبی، ولی، پیر، شہید، فرشتہ وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرح ہر چیز کو جانتے ہیں، اور ہر جگہ حاضر و ناظر رہتے ہیں، اور دور و نزدیک کی ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں، یہ عقیدہ سراسر غلط اور باطل ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنے کو شرک فی العلم کہتے ہیں

**(۳) شرک فی التصرف** یعنی مخلوق میں سے کسی کا اللہ تعالیٰ کی طرح تصرف تسلیم کرنا، مخلوق میں اپنے ارادے سے تصرف کرنا۔ اور اپنا حکم جاری کرنا۔ اپنی مرضی سے مارنا۔ جلانا، آرام و تکلیف دینا، تندرست و بیمار کرنا۔ مرادیں پوری کرنا، مشکل کے وقت کام آنا، روزی عنایت کرنا، اولاد دینا، ہوا چلانا، مینہ برسانا وغیرہ سب باتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہیں، کسی نبی، ولی، پیر و مرشد زندہ یا مردہ میں یہ باتیں ہرگز ہرگز نہیں پائی جاتیں ہیں، ان باتوں کو دوسروں میں ثابت ماننا، کہ دوسرا شخص بھی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتا ہے، آرام و تکلیف دیتا ہے، مارتا اور جلاتا ہے، اور عالم میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتا ہے، اس قسم کے شرک کو شرک فی التصرف کہتے ہیں۔

**(۴) شرک فی العادت** عادت کے طور پر جو کام اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے کرنے چاہئیں وہ غیر اللہ کے لیے کیے جائیں، جیسے قسم کھانا، اٹھتے بیٹھتے نام لینا وغیرہ سب کام اللہ تعالیٰ کی تعظیم و بڑائی کے لیے کیے جاتے ہیں، تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں توحید الٰہی کا اثبات اور شرک کی نفی ہے، شرک کی ان چار قسموں کو مختصراً چار خطبوں میں انشاء اللہ بیان کیا جائے گا، اس خطبہ میں شرک فی العبادت کا تذکرہ ہے، کہ ہر قسم کی عبادتیں صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہیں، اور وہی اس کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام جہان والوں کو یہ تعلیم دی ہے،

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ) ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور صرف تجھی سے مدد چاہتے ہیں

ہماری ہر قسم کی مالی، بدنی، قلبی، لسانی، ظاہری اور باطنی سب عبادتیں صرف تیرے ہی لیے ہیں، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَ آپ فرما دیجیے بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت

Marfat.com

مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ (سورۃ الانعام)

اور میرا جینا اور مرنا سب خالص اللہ ہی کے لیے ہے، جو مالک ہے سارے جہان کا. اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھ کو اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اپنے زمانے کے ماننے والوں میں پہلا مسلمان ہوں.

نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور تمام فرضی و نفلی عبادتیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، غیر خدا کے لیے ہرگز نہیں، اسی کو توحید فی العبادت کہتے ہیں، جیساکہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ)

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے سب لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا. اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے خدا کے ساتھ شریک مقرر نہ کرو.

---

یعنی اللہ تعالیٰ نے ضرورت کی تمام چیزیں تمہارے لیے پیدا کی ہیں، زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا، اور تمہاری شکلیں اور صورتیں بنائیں. آسمان سے پانی برسایا. اور ہر قسم کے پھل تمہیں روزی دینے کے لیے پیدا کیے. لہٰذا تم اس کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَکْبَرُ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ الحدیث (بخاری)

ایک شخص نے دریافت کیا، کہ یا رسول اللہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے، آپ نے فرمایا. اللہ کے ساتھ جس نے تم کو پیدا کیا ہے شریک ٹھہرانا یہ سب سے بڑا گناہ ہے

بخاری و مسلم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے. کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ سے فرمایا:

یَا مُعَاذُ اَتَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْهُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا

اے معاذ! کیا تم یہ جانتے ہو، کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے، میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے، کہ اسی کی عبادت کریں، اس کو ایک

Marfat.com

وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مَنْ لَّا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا (بخاری)

سمجھیں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں، اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے، کہ اللہ ان موحدین کو سزا نہ دے. جو اللہ کو ایک ہی جانتے ہیں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے.

شرک سے بچنے کی بڑی تاکیدآئی ہے، اور شرک کی چال چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے آدمی شرک کر بیٹھتا ہے، اور اس کو اس کا احساس نہیں ہوتا. جیسے بعض لوگ یوں کہہ دیتے ہیں، کہ جو خدا چاہے اور فلاں چاہے. یا جو خدا چاہے، اور اس کا رسولؐ چاہے. تو اس طرح کہنے سے بھی شرک پیدا ہو جاتا ہے.

تفسیر ابن کثیر اور ابن ابی حاتم میں فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کے تحت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، شرک اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے، جیسے چیونٹی جو رات کے اندھیرے میں کسی صاف پتھر پر چل رہی ہو. انسان کا یہ کہنا، کہ قسم ہے اللہ کی، اور قسم ہے آپ کی حیات کی، یہ بھی شرک ہے. انسان کا یہ کہنا، کہ اگر یہ کتیا نہ ہوتی، تو چور رات کو ہمارے گھر میں گھس آتا، یہ بھی شرک ہے، آدمی کا یہ کہنا، کہ اگر بطخ گھر میں نہ ہوتی، تو چوری ہو جاتی. یہ بھی شرک کا کلمہ ہے. کسی کا یہ قول کہ جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں، یہ بھی شرک ہے. کسی کا یہ کہنا، کہ اللہ نہ ہوتا، اور فلاں نہ ہوتا یہ سب کلمات شرکیہ ہیں (ابن کثیر)

صحیح حدیث میں ہے، کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں. تو آپ نے فرمایا، کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے، دوسری حدیث میں ہے تم اچھے لوگ ہو، اگر تم شرک نہ کرتے، تم کہتے ہو، کہ جو اللہ چاہے، اور فلاں چاہے یہ شرک ہے.

اللہ تعالیٰ کی ذات شرک سے بالاتر ہے. جب کوئی عبادت میں خدا کے سوا دوسرے کو شریک کرتا ہے. تو اللہ تعالیٰ سب کو چھوڑ دیتا ہے، اور اس کی عبادت کو بھی قبول نہیں فرماتا ہے، حدیث قدسی میں ہے.

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِیْهِ مَعِیَ غَیْرِیْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ وَاَنَا مِنْهُ بَرِیْٓءٌ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمام ساجھیوں سے بے پرواہ ہوں جس نے کوئی ایسا کام کیا، کہ اس کام میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کر لیا. تو میں اس کو بھی چھوڑ دیتا ہوں. اور اس کے ساجھی کو بھی چھوڑ دیتا ہوں، اور میں اس سے بیزار ہوں.

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرنا چاہیے یہ بڑی بے انصافی کی بات ہے، کہ اللہ تعالیٰ کھلائے پلائے اور سب کچھ دے، اور عبادت غیروں کے لیے ہو، اس کی مثال تو ایسی ہے، کہ کوئی ملازم یا نوکر رکھے، اور ماہوار یا سالانہ اس کو روپیہ دے، اور وہ مالک کا کام نہ کرے، بلکہ دوسرے کا کرے یا کچھ کما کے دوسرے کو دے دے، تو ایسا غلام و ملازم

بہت ہی ناکارہ ہے، اور آقا ایسے غلام سے کبھی خوش نہیں ہو سکتا، اسی معنی کی مسند احمد میں یہ حدیث آئی ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَ یَحْیَی بْنَ زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ اَنْ یَّعْمَلَ بِھِنَّ وَاَنْ یَّاْمُرَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَنْ یَّعْمَلُوْا بِھِنَّ وَاِنَّہٗ کَادَ اَنْ یُّبْطِئَ بِھَا فَقَالَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّکَ قَدْ اُمِرْتَ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ اَنْ تَعْمَلَ بِھِنَّ وَتَاْمُرَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَنْ یَّعْمَلُوْا بِھِنَّ فَاِمَّا اَنْ تُبَلِّغَھُنَّ وَاِمَّا اَنْ اُبَلِّغَھُنَّ فَقَالَ یَا اَخِیْ اِنِّیْ اَخْشٰی اِنْ سَبَقْتَنِیْ اَنْ اُعَذَّبَ اَوْ یُخْسَفَ بِیْ قَالَ فَجَمَعَ یَحْیَی بْنُ زَکَرِیَّا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ حَتّٰی امْتَلَأَ الْمَسْجِدُ فَقَعَدَ عَلَی الشَّرَفِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ اَنْ اَعْمَلَ بِھِنَّ وَاٰمُرَکُمْ اَنْ تَعْمَلُوْا بِھِنَّ اَوَّلُھُنَّ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِکَ کَمَثَلِ رَجُلٍ اِشْتَرٰی عَبْدًا مِّنْ خَالِصِ مَالِہٖ بِوَرِقٍ اَوْ ذَھَبٍ فَجَعَلَ یَعْمَلُ وَیُؤَدِّیْ غَلَّتَہٗ اِلٰی غَیْرِ سَیِّدِہٖ فَاَیُّکُمْ یَسُرُّہٗ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدُہٗ کَذٰلِکَ وَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَکُمْ وَرَزَقَکُمْ فَاعْبُدُوْہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَاٰمُرُکُمْ بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ اللّٰہَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ عزوجل نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا، کہ ان پر خود عمل کرو، اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دو قریب تھا۔ کہ وہ اس میں ڈھیل اور سستی کر جائیں، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو یاد دلایا، کہ آپ کو پروردگار عالم کا حکم تھا۔ کہ ان پانچ باتوں پر خود کاربند ہو کر دوسرں کو بھی حکم دو، پس یا تو آپ کہہ دیجیے یا میں پہنچا دوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، مجھے ڈر ہے کہ اگر آپ سبقت کر گئے، تو کہیں مجھے عذاب نہ کیا جائے، یا زمین میں دھنسا نہ دیا جاؤں، پس یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی مسجد میں جمع کیا جب مسجد پر ہو گئی تو ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے کہا، کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم کیا ہے، کہ خود عمل کر کے تم سے بھی اس پر عمل کراؤں ایک یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی شخص خاص اپنے مال سے کسی غلام کو خریدے، غلام کام کاج کرے، اور جو کچھ پائے اسے کسی اور کو دیدے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے، کہ اس کا غلام ایسا ہو، ٹھیک اسی طرح تمہارا پیدا کرنے والا، تمہیں روزیاں دینے والا، تمہارا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے، پس تم اس کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو (۲) دوسرا حکم یہ ہے کہ اس نے تمہیں حکم دیا ہے، کہ تم نماز پڑھو، اور نماز میں

يَنْصِبُ وَجْهَهُ بِوَجْهِ عَبْدِهِ مَالَمْ يَلْتَفِتْ فَاِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوْا وَ اٰمُرُكُمْ بِالصِّيَامِ فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ مَعَهُ صُرَّةٌ مِّنْ مِّسْكٍ فِيْ عِصَابَةٍ كُلُّهُمْ يَجِدُ رِيْحَ الْمِسْكِ وَاٰمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَسَرَهُ الْعَدُوُّ فَسَدُّوْا يَدَيْهِ اِلٰى عُنُقِهِ وَقَدَّمُوْهُ لِيَضْرِبُوْا عُنُقَهُ وَقَالَ لَهُمْ هَلْ لَكُمْ اَنْ اَفْتَدِيْ نَفْسِيْ مِنْكُمْ فَجَعَلَ يَفْتَدِيْ نَفْسَهُ مِنْهُمْ بِالْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ حَتّٰى فَكَّ نَفْسَهُ وَاٰمُرُكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا فِيْ اَثَرِهِ فَاَتٰى حِصْنًا حَصِيْنًا فَتَحَصَّنَ فِيْهِ وَاِنَّ الْعَبْدَ اَحْصَنُ مَا يَكُوْنُ مِنَ الشَّيْطٰنِ اِذَا كَانَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللّٰهُ اَمَرَنِيْ بِهِنَّ اَلْجَمَاعَةُ وَالسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ وَالْهِجْرَةُ وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ اِلَّا اَنْ يُّرَاجِعَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثٰى جَهَنَّمَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ صَامَ

ادھر اُدھر منہ نہ پھیرو، جب تم نماز میں ہو، تو خبردار ادھر ادھر التفات نہ کرنا (۳) تیسرا حکم یہ ہے، کہ روزے رکھا کرو، اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص کے پاس مشک کی تھیلی بھری ہوئی ہو جس سے اس کے تمام ساتھیوں کے دماغ معطر ہو رہے ہوں، یاد رکھو روزے دار کے منہ کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے (۴) چوتھا حکم اس کا یہ ہے، کہ صدقہ دیتے رہا کرو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو دشمنوں نے قید کرلیا، اور گردن کے ساتھ اس کے ہاتھ باندھ دیئے اور گردن مارنے کے لیے چلے، تو وہ کہنے لگا، مجھ سے فدیہ لے لو، اور مجھے چھوڑ دو، چنانچہ جو کچھ تھا کم زیادہ دے دلا کر اس نے اپنی جان چھڑالی (۵) پانچواں حکم اس کا یہ ہے کہ بکثرت اس کا ذکر کیا کرو، خدا کے ذکر کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے پیچھے تیزی سے دشمن دوڑتا آتا ہے، مگر وہ ایک مضبوط قلعہ میں گھس جاتا ہے، اور وہ وہاں دشمن سے امن و امان پالیتا ہے، اسی طرح بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت شیطان سے بچا ہوا ہوتا ہے، یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اب میں بھی تمہیں پانچ باتوں کا حکم کرتا ہوں، جس کا حکم مجھے جناب باری نے دیا ہے (۱) مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے رہنا (۲) اور اس کے رسول اور (۳) مسلمان حاکم وقت کے احکام سننا اور ماننا (۴) ہجرت کرنا اور (۵) جہاد کرنا، جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر نکل جائے گا، وہ اسلام کے پٹے کو گلے سے اتار پھینکے گا، ہاں یہ اور بات ہے، کہ وہ پھر اسلام کی طرف رجوع کر کے جماعت میں شامل ہو جائے، جو شخص جاہلیت کی پکار پکارے وہ جہنم

Marfat.com

وَصَلّٰی فَقَالَ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ فَادْعُوا الْمُسْلِمِیْنَ بِاَسْمَآئِھِمْ عَلٰی مَاسَمَّاھُمُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَلْمُسْلِمِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ عِبَادَاللّٰہِ ۔

کا کوڑا کرکٹ ہے، لوگوں نے کہا حضور اگرچہ وہ روزہ دار اور نمازی ہو، فرمایا اگرچہ نماز پڑھتا ہو، اور روزے رکھتا ہو، اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو، مسلمانوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارتے رہو، تو اللہ عزوجل نے رکھے ہیں، مسلمین، مومنین، عباد اللہ۔

اس حدیث میں جن دس باتوں کا تذکرہ ہے، ان میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو، یعنی خدا کے تعظیمی کاموں میں غیروں کو ہرگز شریک نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی تعظیم اور بندگی یہ ہے، کہ اس کو ایک ہی جانا جائے، اگر کوئی خدا کے برابر دوسروں کو جانے اور سمجھے اور یہ عقیدہ رکھے، کہ خدا کی طرح دوسرا بھی خدا ہے، یا خدا کی صفات کی طرح دوسروں میں بھی وہ صفتیں پائی جاتی ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ خالق اور پیدا کرنے والا ہے، دوسروں کو بھی خالق سمجھے، اللہ تعالیٰ رازق اور مربی ہے، دوسرے کو بھی رازق اور رب جانا جائے تو یہ خدا کے مثل اور برابر بنانا ہوا، جو شرک ہے، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے قیام تعظیمی ہے، جیسا کہ فرمایا، قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ، صرف اللہ کے لیے تعظیما کھڑے ہو، غیر خدا کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے، اسی طرح سے رکوع، سجدہ کرنا، صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کرنا چاہیے، دوسروں کے لیے یہ کرنا شرک فی العبادت ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۔

نہ سورج کا سجدہ کرو، نہ چاند کا، بلکہ اس اللہ کا سجدہ کرو، جس نے ان کو پیدا کیا، اگر تم خدا کی عبادت کرتے ہو،

پس کسی امیر کبیر، فقیر، بادشاہ، ولی، پیر، پیغمبر اور بزرگ کے لیے سجدہ کرنا شرک ہے، اس نے فرمایا۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (الجن) سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے، لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَوْکُنْتُ اٰمِرًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا (ترمذی)

اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے

لیکن خدا کے سوا کسی کے لیے سجدہ کرنا، کسی صورت میں جائز نہیں ہے، ہماری شریعت کو پہلی شریعتوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اور تعظیمی طور پر جھکنا اور آداب بجالانا، اور رکوع کرنا، اور اٹھتے بیٹھتے نام لینا، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مخصوص ہے، غیر کے لیے کرنا شرک ہے، جیسا کہ فرمایا۔

وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرۃ) رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو،

اور خدا کے نیک بندوں کی تعریف میں قرآن مجید میں فرمایا۔

Marfat.com

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ (آل عمران)

یعنی مسلمان وہی لوگ ہیں، جو اٹھتے بیٹھتے اور سوتے وقت اللہ تعالیٰ ہی کو یاد کرتے ہیں۔

عبادت اور نماز کے وقت مؤدب، قبلہ رُخ کھڑا ہونا، اللہ ہی کے لیے ہونا چاہیے۔ عبادت کے وقت بیت اللہ شریف کے علاوہ کسی درخت یا پتھر یا کسی بزرگ کی قبر کی طرف تعظیماً و تکریماً ہاتھ باندھ کر متوجہ ہونا، اور منہ کر کے اس کے سامنے کھڑا ہونا شرک ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرۃ)

بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو۔

حج کرنا، اور دور دراز سے سفر کر کے بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے جانا، اور اس کا طواف کرنا اس کے دروازے کو چومنا۔ اس کے پردہ اور غلاف کو پکڑ کر دعا کرنا۔ صفا، مروہ پر مخصوص مقام کی سعی کرنا، منیٰ مزدلفہ، عرفات جانا، اور وہاں سے قربانی کرنا۔ اور حرم مکہ و مدینہ کا احترام کرنا۔ شجر ممنوعہ کو نہ کاٹنا وغیرہ سب اللہ کی تعظیم اور اس کے حکم کی بجا آوری اور عبادت کے لیے مخصوص ہے۔ ان مقامات مقدسہ کے علاوہ دوسرے مقامات کی اسی طرح کی تعظیم و زیارت ناجائز بلکہ شرک فی العبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ (آل عمران)

اللہ ہی کے لیے لوگوں پر بیت اللہ شریف کی زیارت فرض ہے۔

اور سورہ حج میں تفصیل سے بیان فرمایا:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۔ لِیَشْھَدُوْا مَنَافِعَ لَھُمْ وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِّنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَھُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَھُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۔

لوگوں کو حج کی منادی کر دیجیے لوگ تمہارے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے، اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے اور اس لیے کہ وہ اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لیے آجائیں۔ اور ان مقررہ دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کریں، ان چوپایوں پر جو پالتو ہوں پس تم آپ بھی اسے کھاؤ۔ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔ پھر اپنا میل کچیل دور کریں۔ اور اپنی نذریں پوری کریں۔ اور خدا کے قدیم گھر کا طواف کریں۔

شہید ملت مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" میں اس آیت کریمہ کے فائدے میں تحریر فرماتے ہیں،

یعنی اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے لیے بعضے بعضے مکان ٹھہرائے ہیں، جیسے کعبہ اور عرفات اور مزدلفہ اور منیٰ اور صفا اور مروہ اور مقام ابراہیم اور ساری مسجد حرام، بلکہ سارا مکہ معظمہ، بلکہ سارا حرم اور

Marfat.com

لوگوں کے دلوں میں وہاں کے جانے کا شوق ڈال دیا ہے کہ ہر طرف سے خواہ سوار ہوکر خواہ پیادہ دور دور سے قصد کر کے آتے ہیں، اور رنج و تکلیف سفر کی اٹھا کر میلے کچیلے ہوکر وہاں پہنچتے ہیں، اور اس کے نام پر وہاں اپنے جانور ذبح کرتے ہیں، اور منتیں ادا کرتے ہیں، اور اس کا طواف کرتے ہیں، اور اپنے مالک کی تعظیم جو دل میں بھر رہی ہے، وہاں جاکر خوب نکالتے ہیں، کوئی چوکھٹ کو چوم رہا ہے، کوئی دروازے کے سامنے دعا کر رہا ہے، کوئی غلاف پکڑے ہوئے التجا کر رہا ہے، کوئی اس کے پاس اعتکاف کی نیت سے بیٹھ کر رات دن اللہ کی یاد میں مشغول ہے، کوئی ادب سے کھڑا اس کو دیکھ ہی رہا ہے، غرض اس قسم کے کام اللہ کی تعظیم کے لیے کرتے ہیں، اور اللہ ان سے راضی ہے، اور ان کو دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، سو اس قسم کے کام کسی اور کی تعظیم کے لیے نہ کرنا چاہئیں، اور کسی کی قبر پر چلہ کشی یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہوکر وہاں پہنچنا اور وہاں پہنچ کر جانور چڑھانے اور منتیں پوری کرنی، اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا، اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا احترام کرنا، وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، اور اسی قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنی، یہ سب شرک کی باتیں ہیں، ان سے بچنا چاہیے، کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کرنا چاہیے، کسی مخلوق کی یہ شان نہیں، کہ اس سے یہ معاملہ کیجیے، (انتہی)

اور اسی طرح سے مال کی زکوٰۃ دینا، اور خدا کے راستے میں خرچ کرنا صرف اللہ ہی کے لیے ہے اگر کوئی نقد و جنس یا کھانا مردوں کے نام پر یا بزرگوں کی نیاز یا جن دیری، فرشتے یا خدا کے رسول کے واسطے کرنا شرک ہے، اور اس کا کھانا ناجائز ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (المائدۃ)

یعنی تم پر مردہ اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے حرام ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے، کہ کوئی بادشاہ کے سامنے اس کے غلام کے پاس نذر لے گیا باوجودیکہ بادشاہ موجود ہے، اس سے بادشاہ کو بڑی غیرت آئے گی، اور وہ غضب ناک ہو جائے گا، پھر اگر یہ نذر غلام نے قبول کر لی ہے، تو وہ بھی محل غضب بادشاہی ہوگا، البتہ اگر غلام نے اسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا، تو اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا، پھر اس کی نذر ذلت کی خاک میں پڑی ہوئی ہے، اگر کوئی اور لینے کا ارادہ کرے گا، تو وہ بھی ضرور شاہی غضب میں گرفتار ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی بادشاہ ہونے کے باوجود اگر کوئی نقد یا کھانا غیر خدا کی نذر کرے، تو اس کا لینا اور کھانا بالکل ناجائز ہے۔

اس آخر زمانہ میں مردوں کے تقرب کے واسطے قرآن پڑھتے ہیں، اور کھانا بزرگوں کی نذر کیواسطے

Marfat.com

کرتے ہیں، اسی طرح نقدی غیر خدا کے نام پر صرف کرتے ہیں، جیسا کہ موحد لوگ یہ سب عبادتیں محض خدا کے واسطے کرتے ہیں، اسی طرح سے بعض لوگ اپنے کھیت، باغ، مویشی، اپنی تجارت اور کمائی میں سے غیروں کے نام کی نذر و نیاز کرتے ہیں، تو یہ بھی شرک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ (النحل)

بعض نادان ہماری پیدا کی ہوئی روزی میں سے غیروں کے لیے حصہ ٹھہراتے ہیں، خدا کی قسم ان کی ان افترا بازیوں کی ان سے ضرور باز پرس ہوگی،

انشاء اللہ توحید اور شرک کا باقی بیان آیندہ آئے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی محبت عطا فرمائے، ایمان کی لذت اور شرینی عنایت فرمائے، اخلاص اور عمل صالح کی توفیق بخشے، سچی اور نتھری ہوئی توحید سے نوازے اور مرتے دم تک شرک کی گندگیوں سے بچائے رکھے آمین ثم آمین

اَقُولُ قَوْلِي هٰذَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ. اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا وَارْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ. وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ. وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ الْاَتْبَاعِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ،

---

# خطبہ ۱۳ توحید کی خوبی اور شرک فی العلم کی تردید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهٖ. اَلْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهٖ. اَلْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهٖ. اَلْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهٖ وَسَطْوَتِهٖ. اَلنَّافِذِ اَمْرُهٗ فِيْ سَمَائِهٖ وَاَرْضِهٖ ٥ اَلَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهٖ. وَمَيَّزَهُمْ بِاَحْكَامِهٖ فَاَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهٖ. وَاَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰهْلِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے سزاوار ہیں، جو نعمتیں عطا فرمانے کے باعث واقعی قابل تعریف ہے، وہی حقیقی معبود برحق ہے اس لیے کہ اس کی سی قدرتیں اور کسی میں نہیں ہیں، خوف ڈر رکھنے کے لائق اسی کی ذات ہے، اس لیے کہ اس کا عذاب سخت اور اس کی سزائیں بے حد اور اس کا دبدبہ و شوکت اور سلطنت سب پر ہے وہی ہے جس کا حکم زمین و آسمان میں چلتا ہے اسی نے اپنی قدرت سے ساری مخلوق کو پیدا کیا اس نے انسانوں کو اپنے حکم واحکام دے کر ممتاز فرمایا اپنا دین ان

Marfat.com

بَنِيْهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ۔

(سورۃ الانعام)

میں نازل فرما کر انہیں معزز و محترم کیا، اپنا نبی ان میں بھیج کر ان کا اکرام کر کے انہیں ذی مرتبہ بنایا، رفاہ محمد للہ، اے اللہ رحمت نازل فرما محمد اور آپ کے اہل بیت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، جس طرح رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر تو حمید و مجید ہے، اے اللہ برکت فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے گھر والوں پر جس طرح برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر، تو ستودہ صفات بزرگ ہے، اے اللہ تو ہم پر بھی ان کے ساتھ ہی رحمت و برکت نازل فرما، اللہ کی رحمتیں اور درود نازل ہوں محمد نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر، تمہارے اوپر سلام ہو، اور اس کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں، حمد و صلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اللہ کے پاس تمام غیب کی کنجیاں ہیں، اس کے علاوہ کوئی ان کو نہیں جانتا،

یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا، اور دور نزدیک سے برابر دیکھنے والا اور پوشیدہ و ظاہر کا واقف کار اور ہر جگہ حاضر و ناظر رہنے والا، اور ہر ایک کی بات کو سننے والا ہے، یہ صفت صرف اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس آیت کریمہ میں اس نے یہ بتایا ہے، کہ غیب کی کنجیاں صرف ہمارے ہاتھ میں ہیں، اور کسی کے پاس نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندوں کو ظاہری چیزیں دریافت کرنے کی ترکیبیں بتا دی ہیں، جیسے دیکھنے کو آنکھ، سننے کو کان، سونگھنے کو ناک، چکھنے کو زبان، چھونے کو ہاتھ، سمجھنے کو عقل دی ہے کہ ضرورت کے وقت جیسا دیکھنے کو دل چاہے آنکھ کھول کر دیکھنے لگیں، اور جب چاہیں بند کر لیں، اسی طرح اور چیزوں کو بھی معلوم کر لیتے ہیں، تو گویا ان ظاہری چیزوں کے دریافت کرنے کی ان کو کنجیاں دی ہیں، جس کے ہاتھ میں کنجیاں ہوتی ہیں، اس کے ہاتھ میں اختیار ہوتا ہے، جب چاہے قفل کھول کر سب چیزوں کو دیکھ لے اور جب چاہے نہ کھولے، لیکن غیب کے دریافت کرنے کی کنجی کسی کو نہیں دی، بلکہ اس کو اپنے پاس ہی رکھا ہے، کسی نبی، ولی، شہید، جن اور فرشتے کو یہ طاقت نہیں، کہ بغیر اللہ کے بتائے کچھ بتا سکیں، کیونکہ ان کو غیب دانی حاصل نہیں ہے، اگر ان کو کوئی غیب دان جانے گا، تو وہ اللہ کو ان کے ساتھ شریک کرے گا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے:۔

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ ۛ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ۛ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

(سورۃ اعراف پ ۹ ع ۲۶)

اے ہمارے نبی! آپ لوگوں سے فرما دیجیے، کہ میں اپنی ذات کے نفع ونقصان کا کچھ بھی مالک ومختار نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے، اگر میں غیب جانتا، تو میں بہت سی خوبیاں جمع کر لیتا۔ اور مجھے کوئی تکلیف اور برائی نہ پہنچتی۔ میں تو صرف نافرمانوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں اور ایمان والوں کو خوش سناتا ہوں۔

یہ تو ساری اسلامی دنیا جانتی ہے، کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مخلوق میں کوئی نہیں ہوا، اور نہ ہوگا۔ بلکہ آپ کے برابر کا بھی کوئی نہیں ہوا نہ ہوگا، پھر بھی اپنی ذات کے نفع ونقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے تھے، تو دوسرے کس شمار میں ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرما رہا ہے، کہ آپ خود لوگوں میں اس کا اعلان کر دیں، کہ میں اپنی ذات کے نفع وضرر کا مالک ومختار نہیں ہوں، تو دوسروں کو کیا نفع ونقصان پہنچا سکتا ہوں۔ اور نہ میں غیب جانتا ہوں، کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے معلوم کر لوں، اگر میرے قابو میں غیب دانی ہوتی تو پہلے ہر کام کی بھلائی برائی معلوم کر لیتا۔ اور اس کام کے انجام کو سوچ لیتا، اگر اچھا ہوتا، تو کرتا اور خراب ہوتا، تو نہیں کرتا، اس صورت میں کبھی بھی تکلیف نہیں پہنچتی، اور نہ کبھی نقصان اٹھاتا، مگر تمہیں معلوم ہے، کہ مجھے تکلیف پہنچتی ہے، نقصان بھی ہوتا ہے، دیکھو حضرت عائشہ رض پر منافقوں نے تہمت لگائی ایک ماہ تک سخت پریشانی رہی، جب وحی آئی، اور اللہ تعالیٰ نے بتایا، کہ حضرت عائشہ رض سچی، پاک دامن ہیں، تب معلوم ہوا، اس قسم کے بہت سے واقعات موجود ہیں۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی، کہ غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے، اس کے علاوہ کوئی نبی، ولی، شہید، پیر، جن اور فرشتہ غیب نہیں جانتا، اگر کوئی غیب جاننے کا دعویٰ کرے، تو وہ اس آیت کا مخالف ومنکر ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (سورۃ النمل ع ۴)

اے ہمارے نبی! آپ لوگوں سے فرما دیجیے، کہ زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا، (بلکہ) ان کو یہ بھی خبر نہیں، کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے رہا ہے، کہ آپ لوگوں میں اعلان کر دیں، کہ زمین وآسمان میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی جن، فرشتہ اور پیر وپیغمبر غیب نہیں جانتے، یہ یقین ہے، کہ قیامت ضرور آئے گی، مگر ان نبیوں، ولیوں وغیرہ کو یہ پتہ نہیں ہے، کہ قیامت کب ہوگی، اور کب یہ لوگ اپنی قبروں سے

Marfat.com

اٹھائے جائیں گے. اس کے تعین کا علم صرف اللہ ہی کو حاصل ہے. قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (سورہ لقمان پ ۲۱ ع ۴) | یقیناً قیامت کے خاص وقت کی خبر اللہ ہی کو ہے اور وہی مینہ برساتا ہے، اور ماؤں کے پیٹوں میں جو کچھ ہے اس کو وہی جانتا ہے، اور وہی جانتا ہے کہ فلاں جاندار کل کیا کرے گا. اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، کہ فلاں جاندار کہاں مرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔ |

ان سب باتوں کا جاننا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے. اور کوئی ان کو نہیں جانتا، قیامت کا آنا بہت مشہور ہے. مگر اس کے آنے کی خبر کسی کو نہیں، اس کے علاوہ اور باتوں کا جاننا، جیسے آیندہ فتح اور شکست کا ہونا. یا کسی کا بیمار و تندرست ہونا وغیرہ تو قیامت کے برابر نہیں ہے، حالانکہ ان کو بھی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے اسی طرح مینہ برسنے کی خبر کسی کو نہیں ہے، حالانکہ اس کا وقت مقرر ہے، اور موسم بندھا ہوا ہے، ان موسموں میں بھی برستا ہے، اور سب چھوٹے بڑے، عالم، جاہل، نبی، ولی وغیرہ سب کو اس کی ضرورت بھی رہتی ہے. لیکن کسی کو یہ خبر نہیں کہ کس دن بارش ہوگی، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے، کہ جن چیزوں کا موسم نہیں بندھا ہوا ہے، جیسے مرنا، جینا، پیدا ہونا، غنی ہونا، فقیر ہونا وغیرہ وغیرہ بھی کوئی نہیں جانتا ہے، اسی طرح مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نر ہے یا مادہ، ایک ہے یا دو، ناقص ہے یا کامل خوبصورت ہے یا بدصورت. کوئی نہیں جانتا ہے، صرف خدا ہی جانتا ہے، اسی طرح کل آیندہ کیا ہوگا، وہ کیا کرے گا. اسی طرح کوئی نہیں جانتا، کہ وہ کہاں مرے گا، اور کہاں دفن ہوگا، ان سب باتوں کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وَاللّٰهِ لَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ (بخاری شریف) | خدا کی قسم! میں نہیں جانتا، خدا کی قسم: میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں، کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا، مجھے معلوم نہیں۔ |

یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں کیا کرے گا، اس کی حقیقت خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود نہیں جانتا ہوں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهَرِيْقُ الْمَاءَ وَيَتَيَمَّمُ بِالتُّرَابِ فَاَقُوْلُ يَا | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر کے فوراً مٹی سے تیمم کر لیتے، میں عرض کرتا، کہ اے اللہ کے رسول، پانی |

رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْمَآءَ قَرِیْبٌ فَیَقُوْلُ مَا یُدْرِیْنِیْ لَا اَبْلُغُہٗ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)
آپ کے قریب ہی ہے، آپ فرماتے کہ کیا خبر شاید میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں۔

یعنی ممکن ہے کہ میں پانی تک نہ پہنچ سکوں، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے۔ اسی طرح حجۃ الوداع میں آپ نے فرمایا۔

لَوِاسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْھَدْیَ (بخاری)
جو مجھے اب معلوم ہوا ہے، اگر پہلے معلوم ہو جاتا، تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا۔

اس قسم کے صدہا واقعات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ بغیر اللہ کے بتائے ہوئے خود غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا اور اس کے بتانے پر آپ نے کوئی بات آئندہ کے متعلق بتادی، جیسے معجزات اور علامات قیامت وغیرہ تو یہ علم غیب نہیں ہے، کیونکہ علم غیب وہ ہے، جو بغیر کسی کے بتائے معلوم ہو، کیونکہ علم اس ملکہ (قوت) کو کہتے ہیں، جس سے جس وقت بھی چاہے اس کی جزئیات کو معلوم کرے، ایسا علم غیب کسی مخلوق کو نہیں ہے، اور نہ کبھی پہلے تھا، اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ (سورۃ الانعام)
آپ کہہ دیجیے اکہ میں تم سے یہ نہیں کہتا، کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں، اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں، کہ میں فرشتہ ہوں

یہ بھی یاد رکھو کہ علم کے معنی یقین کے ہیں، اس لیے اندازے اور ظن اور گمان کی باتیں علم غیب نہیں ہیں، کیونکہ بہت دفعہ ان باتوں کے خلاف ظہور میں آتا ہے، اور علم غیب کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اس لیے اندازوں اور تخمینوں کی باتوں کو سچ اور غیب کی بات ماننے والا شرک فی العلم کے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، جادوگر، جوتشی، رمال، نجومی اور سفلی علم کی باتوں پر ایمان رکھنے سے ایمان باللہ ختم ہو جاتا ہے، ہر ایمان والے کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے، کہ جس طرح خدا کی ذات یکتا و یگانہ ہے، اسی طرح اس کی تمام صفتیں بھی یکتا اور بے مثل ہیں، اور خدا تعالیٰ کی یہ صفت، کہ وہ حاضر وغائب اور دور ونزدیک کی تمام چیزوں کو جانتا ہے، یکتا اور بے مثل ہے، اللہ عزوجل اپنی ذات میں بھی وحدہ لاشریک ہے، اور اپنی صفات میں بھی وہ وحدہ لاشریک ہے، یہی عقیدہ قرآن مجید نے بتایا ہے، اور اسی کا سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ اور تمام صحابہ اور تمام سلف وصالحین کا یہی عقیدہ ہے،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک کی ہر بات سے بچالے اور ایمان کی حلاوت اور شیرینی ہمارے

Marfat.com

دلوں میں عطا فرمائے، اور صحیح عقاید کی توفیق بخشے، اور صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین، سلف و صالحین اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

بَارَكَ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنِي وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔

# خطبہ ۱۴ شرک فی التصرف کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا يُوَافِي نِعَمَكَ وَيُكَافِي مَزِيدَكَ أَحْمَدُكَ بِجَمِيعِ مَحَامِدِكَ مَا عَلِمْتُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ عَلَى جَمِيعِ نِعَمِكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَعَلَى كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ أَمَّا بَعْدُ۔ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ (السبا)

اے میرے محسن خدا! کل تعریفوں کا مستحق تو ہی ہے، میں تیری وہ تعریف کرتا ہوں جو تیری دی ہوئی نعمتوں کا بدلہ ہو، اور اس جو زیادہ دے، اس کا بدلہ ہو، اور پھر میں تیری جن نعمتوں کو جانتا ہوں اور جن کو نہیں جانتا سب ہی کا ان خوبیوں کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں، جس کا مجھ کو علم ہے اور جن کا نہیں، غرضیکہ ہر حال میں اور ہر آن میں تیری ہی تعریف کرتا ہوں، اے سلامتی والے خدا، تو اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اولاد، بیوی، بچے داماد اور ہر تابعدار پر رحمت و برکت نازل فرما، حمد و صلوۃ کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے، کہ کہہ دیجیے، کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے، سب کو پکار لو، نہ تو ان میں سے کسی کو زمین و آسمان میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے درخواست شفاعت بھی ان کے پاس کچھ کام نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لیے اللہ کی طرف سے اجازت ہو جائے، یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے۔ تو پوچھتے ہیں، کہ تمہارے پروردگار نے

کیا فرمایا؟ جواب دیتے ہیں، کہ حق فرمایا، اور وہ بلند و بالا، اور بہت بڑا ہے،

بیان ہو رہا ہے، کہ اللہ اکیلا ہے، واحد ہے، احد ہے، فرد ہے، صمد ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بے نظیر ہے، بے شریک ہے، اور بے مثل ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ساتھی نہیں، مشیر نہیں، وزیر نہیں، مددگار و پشت و بان نہیں، پھر ضد کرنے والا اور خلاف کرنے والا تو کہاں؟ جن جن کو پکارا کرتے ہو، پکار کر دیکھو تو معلوم ہو جائے گا، کہ ایک ذرے کے بھی مالک و مختار نہیں، محض بے بس اور بالکل محتاج و عاجز ہیں، نہ زمینوں میں ان کی کچھ چلے گی، نہ آسمانوں میں جیسے اور آیت میں ہے:۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ (فاطر) جن کو تم اس کے سوائے پکارتے ہو، وہ کھجور کے ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں،

اور یہی نہیں، کہ انہیں خود اختیاری حکومت نہ ہو نہ سہی، شرکت کے طور پر ہی ہو، نہیں شرکت کے طور پر بھی نہیں۔ نہ خدا تعالیٰ ان سے اپنے کسی کام میں مدد لیتا ہے، بلکہ یہ سب کے سب محتاج و فقیر ہیں، اس کے در کے غلام اور بندے ہیں، اس کی عظمت اور کبریائی، عزت و بڑائی ایسی ہے، کہ بغیر اس کی اجازت کے کسی کی جرأت نہیں، کہ اس کے سامنے کسی کی سفارش کے لیے لب ہلا سکے، جیسے کہ فرمان ہے،

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ (سورۃ البقرۃ) کون ہے جو اس کے سامنے کسی کی شفاعت بغیر اس کی رضامندی کے کر سکے۔

اور آیت میں ہے وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ الآیۃ یعنی آسمانوں کے کل فرشتے بھی اس کے سامنے کسی کی سفارش کے لیے لب نہیں ہلا سکتے۔ مگر جس کے لیے خدا اپنی رضامندی سے اجازت دے دے، اور جگہ فرمان ہے وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى الآیۃ وہ لوگ صرف ان کی سفارش کر سکتے ہیں، جن کے لیے خدا کی رضامندی ہو، فرشتے تو خود ہی اس کے خوف سے تھرا رہے ہیں،

تمام اولاد آدم کے سردار، سب سے بڑے شفیع اور سفارشی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب قیامت کے دن مقام محمود میں شفاعت کے لیے تشریف لے جائیں گے، کہ اللہ تعالیٰ آئے، اور مخلوق کے فیصلے کرے، اس وقت کے متعلق آپ فرماتے ہیں، کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا، خدا ہی جانتا ہے، کہ میں کب تک سجدے میں پڑا رہوں گا، اس سجدے میں اس قدر اپنے رب کی تعریفیں بیان کروں گا، کہ اس وقت تو وہ الفاظ بھی مجھے معلوم نہیں، پھر مجھ سے کہا جائے گا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اپنا سر اٹھایے، آپ بات کیجیے آپ کی بات سنی جائے گی، آپ مانگیے، آپ کو دیا جائے گا، آپ شفاعت کیجیے، قبول کی جائے گی،

Marfat.com

رب کی عظمت کا ایک اور مقام بیان ہو رہا ہے۔ کہ جب وہ اپنی وحی میں کلام کرتا ہے، اور آسمان کے مقرب فرشتے سنتے ہیں، تو خوف سے کانپ اٹھتے ہیں، اور غشی والے کی طرح ہو جاتے ہیں، جب ان کے دلوں سے ضرب ہٹ ہٹ جاتی ہے۔ تو آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں، کہ اس وقت رب کا کیا حکم نازل ہوا۔ پس اہل عرش اپنے پاس والوں کو، وہ اپنے پاس والوں کو یونہی درجہ بدرجہ حکم خدا پہنچا دیتے ہیں بندہ دکا ست ٹھیک ٹھیک اسی طرح پہنچا دیتے ہیں۔

حامی سنت، قامع بدعت، شہید ملت، مولانا و مرشدنا محمد اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب "تقویۃ الایمان" میں مذکورہ بالا آیت کے تحت میں ارشاد فرماتے ہیں، جس کو ہم بعینہ نقل کرتے ہیں۔

"یعنی جو کوئی کسی سے مراد مانگتا ہے۔ اور وہ مشکل کے وقت پکارتا ہے، اور وہ اس کی حاجت روائی کر دیتا ہے۔ سو یہ بات اسی طرح ہوتی ہے۔ کہ یا تو وہ خود مالک ہو، یا مالک کا ساجھی، یا مالک پر اس کا دباؤ ہو۔ جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے، کیونکہ وہ اس کے بازو ہیں۔ اور اس کی سلطنت کے رکن ہیں۔ ان کے ناخوش ہونے سے اس کی سلطنت بگڑتی ہے، یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ مخواہ قبول کرے۔ پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش ہو جیسے بادشاہزادی یا بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا، سو چار و ناچار ان کی سفارش قبول کر لیتا ہے۔ سو جن کو اللہ کے سوا یہ لوگ پکارتے ہیں، اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں، سو نہ تو وہ مالک ہیں، آسمان اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے۔ اور نہ ان کا کچھ ساجھا ہے، اور نہ وہ اللہ کی سلطنت کے رکن ہیں، اور نہ اس کے بازو کہ ان سے دب کر ان کی بات مان لے۔ اور نہ بغیر پروانگی سفارش کر سکتے ہیں۔ کہ خواہ مخواہ اس سے دلوا دیں، بلکہ اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے، کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ تو یہ سب رعب میں آکر بدحواس ہو جاتے ہیں، اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے، بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے، اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں، سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے، پھر بات اٹھنے کا تو کیا ذکر، اور کسی کی وکالت اور حمایت کرنے کی کیا طاقت!

## حقیقت شفاعت

اس جگہ ایک بات بڑے کام کی ہے، اس کو کان رکھ کر سن لینا چاہیے کہ اکثر لوگ انبیاء اور اولیاء کی شفاعت پر بہت پھولے ہوئے ہیں اور اس کے معنی غلط سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں، سو شفاعت کی حقیقت سمجھ لینا چاہیے، شفاعت کہتے ہیں سفارش کو، اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے، جیسے ظاہر طور پر بادشاہ کے ہاں کسی شخص کی چوری ثابت ہو جائے اور کوئی امیر وزیر اس کو اپنی سفارش سے بچا لیوے، تو ایک تو یہ صورت ہے، کہ بادشاہ کا جی

Marfat.com

تو اس چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے، اور اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے۔ مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے۔ اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے، کیونکہ وہ امیر اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے، اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے، سو یہ سمجھتا ہے۔ کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگذر کرنا بہتر ہے۔ اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجیے کہ بڑے بڑے کام چوپٹ ہو جائیں۔ اور سلطنت کی رونق گھٹ جائے۔ اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں، یعنی اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی، سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی، اور جو کوئی کسی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے، سو وہ اصل مشرک ہے، اور بڑا جاہل ہے۔ کہ اس نے خدا کے معنی کچھ بھی نہ سمجھے۔ اور اس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے۔ کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے، اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک ہی عالم اس جگہ قائم کرے۔ کہ اس کے تو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے۔ کسی کام کے واسطے کچھ اسباب اور سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہیں اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبرائیل اور پیغمبر ہی سے ہو جائیں۔ تو اس مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق بڑھ نہ جائے گی۔ اور جو سب شیطان اور دجال ہی سے ہو جائیں، تو اس کی رونق کچھ گھٹنے کی نہیں، وہ ہر صورت سے بڑوں کا بڑا ہے، اور بادشاہوں کا بادشاہ۔ اس کا نہ کوئی بگاڑ سکے، نہ کچھ سنوار سکے،

دوسری صورت یہ ہے۔ کہ بادشاہزادوں میں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جائے، اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے۔ اور بادشاہ اس کی محبت میں لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے، اس کو شفاعت محبت کہتے ہیں، یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی، اور یہ بات سمجھی، کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہوگا، اس قسم کی شفاعت بھی اس کے دربار میں کسی طرح ممکن نہیں، کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے، وہ بھی ویسا ہی مشرک اور جاہل کی طرح ہے جیسا مذکور اول ہو چکا، وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی نوازے، اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا اور کسی کو کلیم کا۔ اور کسی کو روح اللہ وجیہ کا خطاب بخشے اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس، روح الامین فرما دے، مگر پھر مالک مالک ہے، اور غلام غلام، کوئی بندگی سے رتبہ سے قدم باہر نہیں رہ سکتا، اور غلامی

Marfat.com

کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا، جیساکہ اس کی رحمت سے ہردم خوشی سے جھکتا ہے، ویسا ہی اس کی ہیبت سے رات دن زہرہ پھٹتا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی، مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں ہے، اور چوری کو اس نے اپنا کچھ پیشہ نہیں ٹھہرایا۔ مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر وہ شرمندہ ہے۔ اور رات دن ڈرتا ہے۔ اور بادشاہ کے آئین کو سر و آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیروار سمجھتا ہے، اور لائق سزا کے جانتا ہے۔ اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈھتا، اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا۔ اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے۔ کہ دیکھیے میرے حق میں کیا حکم فرمادے، سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے۔ مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا، کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جائے۔ سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لیے نہیں کی، کہ وہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا، یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی، بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر، کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی، جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا تو آپ بھی چور ہو جاتا۔ اس کو شفاعت باالاذن کہتے ہیں، یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ کی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے۔ اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے، سو اس کا معنی یہی ہیں۔

**اعتدال کی راہ** سو ہر بندے کو چاہیے کہ ہردم اللہ ہی کو پکارے، اور اسی سے ڈرتا رہے، اور اس کی التجا کرتا رہے، اور اس کے روبرو اپنے گناہوں قائل رہے، اور اسی کو اپنا مالک بھی سمجھے اور حمائتی بھی اور جہاں تک خیال دوڑائے اللہ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے، اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے، وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دے گا۔ اور سب گناہ اپنی رحمت سے بخش دے گا، اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنا دے گا۔ غرضکہ جیسے ہر حاجت اپنی اسی کو سونپتا ہے۔ اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کے اختیار کر چھوڑ دیجیے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے، نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجیے، اور اس کو اپنی حمایت کے لیے پکاریے، اور اس کو اپنا حمائتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جائیے۔ اور اس کے احکام کو یعنی شرع کو بے قدر کر دیجیے، اور اسی اپنے حمائتی ٹھہرائے ہوئے کی راہ و رسم کو مقدم سمجھنے، کہ یہ بڑی قباحت کی بات ہے، اور سارے نبی اور ولی اسے بیزار ہیں، وہ ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے۔ بلکہ غصہ ہو جاتے اور الٹے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں، کیوں کہ ان کی تو

Marfat.com

زندگی یہی تھی، کہ اللہ کی خاطر کو سب جورو، بیٹے، مرید، شاگرد، نوکر، غلام، یار، آشنا کی خاطر سے مقدم رکھتے تھے اور جب یہ لوگ اللہ کی مرضی کے خلاف ہوتے تھے، تو وہ بھی ان کے دشمن ہو جاتے تھے، تو وہ بھی ان کے دشمن ہو جاتے تھے، تو پھر یہ پکارنے والے لوگ ایسے کہاں ہیں، کہ وہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمائتی بن کر اس کی خلاف مرضی ان کی طرف سے اس کے حضور میں لڑنے بیٹھیں گے، بلکہ بات یوں ہے کہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ ان کی شان ہے۔ جس کے حق میں اللہ کی مرضی یوں ہی ٹھہری، کہ اس کو دوزخ ہی میں بھیجے، تو وہ اور دو چار دھکے دینے کو تیار ہیں۔"

مذکورہ بالا آیت سے اور اس کی تشریح سے بھی معلوم ہوا، کہ اللہ تعالیٰ مختار کل ہے۔ اور وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے، اور ہر کام اس کی مشیت اور ارادے سے ہوتا ہے، اور جس طرح چاہے تصرف کرتا ہے اور اس کے علاوہ کسی میں یہ طاقت وقوت نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ جیسا تصرف دوسروں میں مانے تو وہ خدا کا نائب بن کر مشرک ہو جاتا ہے۔ اشراک فی التصرف کی تعریف پہلے آچکی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ (سورۃ المومنون)

آپ دریافت کیجئے کہ تمام چیزوں کے اختیارات کس کے ہاتھ میں ہیں، جو پناہ دیتا ہے، اور جس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ، وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے آپ کہہ دیجئے پھر تم کدھر سے جادو کر دیے جاتے ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمام کائنات عالم کا مالک اور قادر مطلق اور حاکم کل ہے اس کا ارادہ کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس کا کوئی حکم ٹل نہیں سکتا، اس سے کوئی باز پرس کر نہیں سکتا، اس کی چاہت کے بغیر پتہ ہل نہیں سکتا، وہ سب سے باز پرس کرے کسی کی مجال نہیں کہ اس سے کوئی سوال کر سکے، اس کی عظمت، اس کی کبریائی اس کا غلبہ، اس کا دباؤ، اس کی قدرت اس کی عزت، اس کی حکمت، اس کا عدل بے پایاں اور بے مثل ہے۔ مخلوق سب اس کے سامنے عاجز، پست اور لاچار ہے اب ساری مخلوق کی باز پرس کرنے والا ہے، اس سوال کا جواب بھی ان کے پاس بجز اس کے اور نہیں، کہ وہ اقرار کریں، کہ اتنا بڑا بادشاہ، ایسا خود مختار اللہ واحد ہی ہے۔ کہہ دیجئے، کہ تم پر پھر کیا مصیبت پڑی ہے، ایسا کون سا جادو تم پر ہو گیا ہے کہ باوجود اس اقرار کے پھر بھی دوسروں کی پرستش کرتے ہو۔ جیسے فرمایا:۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ

اور خدا کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں، جو آسمان اور زمین سے انہیں کچھ بھی روزی نہیں دے سکتے، اور نہ کچھ مقدور رکھتے ہیں، لوگو! اللہ پر مثالیں مت بنا ؤ اللہ

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (نحل) خوب جانتا ہے، اور تم کچھ نہیں جانتے۔

مولانا خرم علی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

خدا فرما چکا قرآن کے اندر — میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں — کہ کام آوے تمہاری بے کسی میں
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا — بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا
خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا — یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا
خبر قرآن میں ہے یہ محقق — نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق
معاذ اللہ جسے اس نے نہ بخشا — مقرر وہ جہنم میں پڑے گا
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو — تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو
تمہیں یہ طور بد کس نے سکھایا — محمد نے کہاں ہے یہ بتایا
ہے شیطان دشمن اولاد آدم — سکھاتا ہے وہی راہ جہنم
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا — کسی کو ہے وہ قبروں پہ جھکاتا
غرض اللہ سے دونوں کو روکا — بھلا کر راہ جا خندق میں جھونکا
مسلمانو! ذرا سوچو تو دل میں — پھنسے ہو کس طرح تم آب و گل میں
بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو — خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو
وہ مالک ہے سب اس کے آگے ناچار — نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے — جسے تم مانگتے ہو اولیا سے

دنیا میں خدا کے کارخانے میں نہ کسی کو دخل ہے، اور نہ تصرف کا حق ہے، قیامت میں بھی بغیر خدا کی اجازت کے کوئی کسی کے کام آسکے حتیٰ کہ خویش و اقارب بھی الگ ہو جائیں گے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ (عبس)

پس جب کہ کان بہرے کر دینے والی قیامت آجائے گی، اس دن آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک ایسا مشغلہ ہوگا، جو اسے مشغول رکھنے کے لیے کافی ہوگا۔

اس دن انسان اپنے قریبی رشتہ داروں کو دیکھے گا، لیکن بھاگتا پھرے گا، کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔

میاں اپنی بیوی کو دیکھ کر کہے گا، کہ بتلا تیرے ساتھ میں نے دنیا میں کیسا کچھ سلوک کیا؟ وہ کہے گی کہ بے شک

Marfat.com

آپ نے میرے ساتھ بہت ہی خوش سلوکی کی بہت پیار و محبت سے رکھا، یہ کہے گا کہ آج مجھے ضرورت ہے صرف ایک نیکی دے دو، تاکہ میں اس آفت سے چھوٹ جاؤں، تو وہ جواب دے گی، کہ آپ کا سوال تھوڑی سی چیز کا ہے، مگر کیا کروں، یہی ضرورت مجھے درپیش ہے۔ اور اسی کا خوف مجھے بھی لگ رہا ہے میں تو نیکی نہیں دے سکتی، بیٹا باپ سے ملے گا، یہی کہے گا، اور یہی جواب پائے گا۔ صحیح حدیث میں شفاعت کا بیان فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اولوالعزم پیغمبروں سے لوگ شفاعت کی طلب کریں گے، اور ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا، کہ نَفْسِیْ نَفْسِیْ یہاں تک کہ حضرت عیسٰے روح اللہ علیہ صلوات اللہ بھی یہی فرمائیں گے، کہ آج میں خدا سے سوائے اپنی جان کے اور کسی کے لیے کچھ بھی نہ کہوں گا، میں تو آج اپنی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے لیے بھی کچھ نہ کہوں گا، جن کے بطن سے میں پیدا ہوا ہوں، الغرض دوست دوست سے، رشتہ دار رشتہ دار سے منہ چھپاتا پھرے گا، ہر ایک آپا دھاپی میں لگا ہو گا، کسی کو دوسرے کا ہوش بھی نہ ہو گا (ابن کثیر)

حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں، جب یہ آیت کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ یعنی آپ اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈرائیے، نازل ہوئی، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب کو جمع کر کے یہ نصیحت فرمائی۔

| | |
|---|---|
| يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ | یعنی اے بنی کعب بن لوی تم اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو، کیونکہ اللہ کے یہاں تمہارے کام نہیں آسکتا ہوں، اور اے مرہ بن کعب کے لوگو! تم اپنی جانوں کو جہنم سے چھڑا لو، کیونکہ میں تم کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا، اور اے اولاد عبد شمس تم اپنے آپ کو جہنم سے چھڑا لو، کیونکہ میں قیامت کے دن تمہارے کام نہیں آؤں گا، اور اے بنی عبد مناف، تم اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو، کیونکہ بغیر ایمان اور عمل صالح کے تمہارے لیے خدا کے یہاں کچھ کام نہ آؤں گا، اور اے بنی ہاشم! تم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا لو، میں اللہ کے یہاں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا، اور اے بنی عبد المطلب تم بھی اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچا لو، یقیناً |

أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا (مشکوۃ شریف)

میں اللہ کے یہاں تمہیں زیادہ نہیں پہنچا سکوں گا، اور اے بیٹی فاطمہؓ تو اپنے آپ کو آگ جہنم سے بچالو، اور دنیا میں تو جتنا چاہے مجھ سے میرا مال مانگ لے، اللہ کے یہاں میں تیرے کام نہ آؤں گا۔

---

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کو اختیار نہیں ہے، کہ جس کو چاہیں بخشوا لیں اور جس کو نہ چاہیں نہ بخشوائیں، خدا کے سامنے سب مجبور اور عاجز ہیں، خدا کے اوپر ایمان لاکر اور عمل صالح کر کے خدا کی مہربانیوں اور رحمتوں کی امید رکھے۔ بس یہی ایمان اور عمل صالح انشاء اللہ کام آویں گے، حدیث قدسی میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:۔

إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَاسْأَلُوْنِي الْمَغْفِرَةَ فَأَغْفِرَ لَكُمْ وَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ أَنِّيْ ذُوْ قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِيْ بِقُدْرَتِيْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَاسْأَلُوْنِي الْهُدٰى أَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فَقِيْرٌ إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ فَاسْأَلُوْنِيْ أَرْزُقْكُمْ وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَأَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا عَلٰى قَلْبِ أَتْقٰى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِيْ لَمْ يَزِدْ فِيْ مُلْكِيْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا فَكَانُوْا عَلٰى قَلْبِ أَشْقٰى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِيْ لَمْ يَنْقُصْ مِنْ مُلْكِيْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَأَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! تم سب خطادار ہو، مگر جس کو میں معاف کر دوں، سو تم مجھ سے بخشش مانگو میں بخشش کروں گا، اور تم میں سے جو کوئی مجھ کو بخشش کرنے والا جانے، پھر میری قدرت سے بخشش مانگے، تو میں اس کو بخشش دیتا ہوں، اور تم سب راہ کھوئے ہوئے ہو، مگر جس کو میں ہدایت کروں، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تاکہ میں تم کو ہدایت کروں، اور تم سب محتاج ہو، مگر جس کو میں غنی کر دوں، پس تم مجھ سے دعا کرو، تاکہ میں تم کو روزی دوں، اگر تمہارے زندے اور مردے، اگلے اور پچھلے، ہرے اور سوکھے سب مل کر ایک متقی بندے کے موافق پرہیزگار اور متقی ہو جائیں، تو میری شان اور عظمت اتنی بھی زیادہ نہ ہوگی، جتنا مچھر کا ایک پر، اور اگر سب مل کر ایک بدبخت بندے کے موافق بدبخت اور نافرمان ہو جائیں، تو میری شان اور عظمت میں سے اتنا بھی کم نہ ہوگا، جتنا ایک مچھر کا پر، اور اگر تمہارے زندے اور مردے، اگلے اور پچھلے، ہرے اور سوکھے سب

Marfat.com

يَابِسَكُمْ اِجْتَمَعُوْا فَسَاَلَ كُلُّ سَائِلٍ فَبَلَغْتُ اُمْنِيَّتَهٗ مَا نَقَصَ مِنْ مُلْكِيْ اِلَّا كَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ النَّهْرِ فَغَمَسَ فِيْهَا اِبْرَةً ثُمَّ نَزَعَهَا ذٰلِكَ بِاَنِّيْ جَوَادٌ مَاجِدٌ عَطَائِيْ كَلَامٌ اِذَا اَرَدْتُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

(سنن ابن ماجۃ)

ایک جگہ میں ایک وقت میں جمع ہو کر مانگنے لگیں، اور جس کا جہاں تک خیال پہنچے، وہی سوال کرے۔ اور میں سب کو اس کی مراد کے موافق دے دوں، تو میری بادشاہت میں سے کچھ کم نہ ہوگا، مگر ایسا کہ مثلاً کوئی شخص سمندر کے کنارے پر جائے، اور ایک سوئی اس میں ڈبو کر نکال لے، یعنی اس قدر بخشش میرے خزانے کے مقابلے میں ایسی ہے، جیسے سمندر میں سے ایک سوئی کو تر کر کے نکال لیا جائے یہ اس لیے کہ میں بڑا بخشش کرنے والا ہوں بڑی عظمت والا ہوں، میری بخشش ایک حکم ہے، جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہوں، تو اس کے سوائے نہیں کہ میں حکم کرتا ہوں، کہ ہو جا، بس وہ ہو جاتا ہے۔

اور سورہ بقرہ کے تیرھویں رکوع میں ہے:۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور کیا تم کو معلوم نہیں، کہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمان اور زمین کی، اور تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مدد کرنے والا نہیں

اے پروردگار! ہم تیرے ہی بندے ہیں، تو ہماری مدد فرما، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو ہمیں ہر آن ایمان وعمل صالح کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

Marfat.com

# خطبہ ۱۵ توحید اور شرک فی العبادت کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَھُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ عَالِمُ الْغَیْبِ لَا یَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلَا اَکْبَرُ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ھُوَ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ فَالْحَمْدُ کُلُّ الْحَمْدِ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْ بَعْدِہٖ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آسمان اور زمین کا مالک، دنیا و آخرت کا دھنی، علم و حکمت کا پیدا کرنے والا خدا ہی تعریف کے لائق ہے، زمین میں جانے والی، زمین سے نکلنے والی، آسمان سے اترنے والی،، آسمانوں کی طرف چڑھنے والی ہر چیز اس کے علم میں ہے اسی کا نام عزیز و حکیم، غفور و رحیم ہے، کوئی ذرہ اس کے علم سے باہر نہیں، زمین و آسمان کی ہر چھوٹی بڑی چیز اس کے سامنے ہے، وہ مالک ہے، خالق ہے، رازق ہے، جسے چاہے اتنا دے، کہ رکھنے کی جگہ نہ ملے جسے چاہے ایک ایک دانے سے ترسائے، چاہے اتنا دے کہ عزت کے جھولے جھلائے، جسے چاہے در در سے دُر، دُر کرائے، زمین و آسمان کا بنانے والا، اور انسانوں میں سے اپنے قاصد منتخب کرنے والا وہی ہے، انوکھی رنگتیں، عمدہ صورتیں وہی دیتا ہے، انسانوں کو ہاتھ پاؤں دینے والا، فرشتوں کو دو، دو، تین، تین، اور چار چار اور اس سے بھی زائد پر دینے والا وہی ہے، انسانوں کی غذا اناج سے اور فرشتوں کی زندگی اپنی یاد سے وابستہ اسی نے کر رکھی ہے، ہاں وہی ہے، کہ جس پر اس کی رحمت نے توجہ کی، اس کا بیڑا پار ہوگیا، اور جس پر اس کے غضب نے نگاہ ڈالی، وہ فی النار ہوگیا، اس کے دھتکارے ہوئے ہر سو مارے مارے پھرتے ہیں، اور اس کے پچکارے ہوئے سب کے سردار بنے رہتے ہیں، اے ہمارے نبی

Marfat.com

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران ۶۴)

آپ کہہ دیجئے، کہ اے کتاب والو! تم ایسی انصاف کی بات کی طرف آؤ، جو ہم میں اور تم میں برابر ہے، کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں، اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، اور نہ اس کو چھوڑ کر ہم آپس میں ایک دوسرے کو رب بنائیں اگر وہ اس سے منہ موڑیں تو تم ہی کہو، کہ تم گواہ رہو، کہ ہم مسلمان ہیں۔

اس آیت کریمہ میں یہ ہے، کہ غیر خدا کو رب اور پرورش کرنے والا نہیں بنانا چاہیے۔ اور نہ کسی مولوی، عالم اور درویش کو رب سمجھ کر اس کی ہر بات مانیں، یعنی جس چیز کو یہ لوگ اپنی طبیعت سے حلال کریں اس کو حلال سمجھیں، اور جس کو حرام بتائیں، اس کو حرام جانیں، بلکہ حلت و حرمت خدا کی طرف سے ہے، جس کو خدا نے حلال کیا وہ حلال ہے، اور جس کو خدا نے حرام کیا، وہ حرام ہے۔ بعض لوگ عادتاً کہہ دیا کرتے ہیں، کہ فلاں ہمارا مربی اور روزی رساں ہے، اور ہم ان کی بات مانیں گے، تو اس قسم کی بات کہنا شرک فی العادت میں شامل ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ڃ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰــهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ (التوبۃ)

یہود کہتے ہیں عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے، اور نصرانی کہتے ہیں، مسیحؑ خدا کا بیٹا ہے، یہ تو صرف ان کے منہ کی بات ہے، اگلے منکروں کی طرح یہ بھی ایسی بات کرنے لگے۔ انہیں خدا غارت کرے، کیسے پلٹائے جاتے ہیں، ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنایا ہے، اور مریمؑ کے بیٹے مسیحؑ کو بھی، حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا، جس کے سوائے کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں، اور نہ ماں باپ اور نہ بیوی اور نہ کوئی شریک و سہیم ہے۔ اس نے فرمایا:۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ ڏ وَلَمْ يُوْلَدْ ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔ (الاخلاص)

کہہ دیجیے، کہ اللہ ایک ہی ہے، اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے، اور نہ کوئی اس کا ہم جنس ہے۔

Marfat.com

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ یہود کہتے تھے۔ ہم عزیر کو پوجتے ہیں، جو خدا کے بیٹے ہیں اور نصرانی کہتے تھے۔ کہ ہم حضرت مسیح کو پوجتے ہیں، جو خدا کے بیٹے ہیں، اور مجوسی کہتے تھے ہم سورج، چاند کی پرستش کرتے ہیں، اور مشرک کہتے تھے ہم بت پرست ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری۔ کہ اے نبی! تم کہہ دو۔ کہ ہمارا معبود تو اللہ تعالیٰ ہے، جو واحد اور احد ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں، جس کا کوئی وزیر نہیں جس کا کوئی شریک نہیں جس کا کوئی ہمسر نہیں، جس کا کوئی ہم جنس نہیں، جس کے برابر اور کوئی نہیں جس کے سوا کسی میں الوہیت نہیں۔ اس لفظ کا اطلاق صرف اسی کی ذات پر ہوتا ہے۔ وہ اپنی صفتوں میں اور اپنے حکمت بھرے کاموں میں یکتا اور بے نظیر ہے (تفسیر ابن کثیر)

بخاری و مسلم میں ہے۔ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شریک کرنا، جو سب کا خالق ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو، کہ خدا کا بندوں پر کیا حق ہے تو آپ ہی نے اس کا یہ جواب دیا، کہ اللہ ہی کی عبادت کرو، اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک مت ٹھہراؤ،

دوسری حدیث میں ہے۔ کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے۔ کہ جو خدا چاہے اور فلاں چاہے، بلکہ یوں کہے کہ جو کچھ اللہ اکیلا چاہے۔ پھر جو فلاں چاہے۔

طفیل بن سخبرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوتیلے بھائی فرماتے ہیں، کہ میں نے خواب میں چند آدمیوں کو دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا، تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا افسوس! تم میں یہ بڑی خرابی ہے۔ کہ تم حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا، تم بھی اچھے لوگ ہو افسوس! تم کہتے ہو جو خدا چاہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔ پھر میں نصرانیوں کی جماعت کے پاس گیا۔ اور ان سے بھی اسی طرح پوچھا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا، میں نے ان سے کہا، افسوس! تم بھی مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا جانتے ہو۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ میں نے صبح اپنے اس خواب کا ذکر کچھ لوگوں سے کیا، پھر دربار نبوی میں حاضر ہو کر آپ سے بھی خواب کا یہ واقعہ بیان کیا، آپؐ نے پوچھا، کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا ذکر کیا ہے؟ میں نے کہا، ہاں حضور! اب آپؐ کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، اور فرمایا، کہ طفیل نے ایک خواب دیکھا اور تم میں سے بعض سے بیان بھی کیا۔ میں چاہتا تھا، کہ تمہیں اس کلمہ کے کہنے سے روک دوں، لیکن فلاں فلاں کاموں کی وجہ سے میں اب تک نہ کہہ سکا، یاد رکھو، اب ہرگز ہرگز خدا چاہے اور رسول چاہے کبھی نہ کہنا، بلکہ یوں کہو، کہ صرف اللہ تعالیٰ اکیلا جو چاہے (ابن مردویہ)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، جو اللہ تعالیٰ چاہے، اور آپ چاہیں، آپ نے فرمایا

Marfat.com

کیا، تو مجھے اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے، یوں کہہ جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے (ابن مردویہ)

یہ تمام کلمات توحید کے سراسر خلاف ہیں، توحید باری کے بچاؤ کے لیے یہ سب احادیث بیان ہوئی ہیں، واللہ اعلم۔ تمام کفار اور منافقوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ اللہ کی عبادت کرو یعنی اس کی توحید کے پابند بن جاؤ، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، جو نہ نفع دے سکے نہ نقصان پہنچا سکے۔ اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا کوئی رب نہیں، جو تمہیں روزی پہنچا سکے۔ اور تم جانتے ہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس توحید کی طرف بلا رہے ہیں، جس کے سچ اور حق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ شرک اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ جیسے چیونٹی جو رات کے اندھیرے میں کسی صاف پتھر پر چل رہی ہو۔ انسان کا یہ کہنا، کہ قسم ہے اللہ کی، اور آپ کی حیات کی یہ بھی شرک ہے۔ انسان کا یہ کہنا، کہ اگر یہ کتیا نہ ہوتی، تو چور رات کو ہمارے گھر میں گھس آتے یہ بھی شرک ہے۔ آدمی کا یہ قول کہ اگر بطخ گھر میں نہ ہوتی، تو چوری ہو جاتی۔ یہ بھی شرک کا کلمہ ہے، کسی کا یہ قول کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں یہ بھی شرک ہے۔ کسی کا یہ کہنا، کہ اگر اللہ نہ ہوتا۔ اور فلاں نہ ہوتا، یہ سب کلمات شرک ہیں (تفسیر ابن کثیر)

صحیح حدیث میں ہے، کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں، تو آپؐ نے فرمایا، کیا تو مجھے اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے تم اچھے لوگ ہو اگر تم شرک نہ کرتے۔ تم کہتے ہو جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے۔ غیر خدا کو خدا کے ساتھ شریک اور برابر کرنے کو "ند" کہتے ہیں، جس کی ممانعت قرآن مجید میں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرۃ) | اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے سب لوگوں کو پیدا کیا، اسی میں تمہارا بچاؤ ہے، جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے خدا کے ساتھ شریک مقرر نہ کرو۔ |

غیر اللہ کی قسم کھانا بھی شرک فی العادت میں داخل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ أَشْرَكَ (مشکوۃ) جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے شرک کیا۔

بعض لوگ باپ دادوں کی قسم کھاتے ہیں، یا کسی نبی ولی کی قسم کھا لیتے ہیں، یا تیرے میرے کی قسم کھاتے ہیں، یا سر کی قسم کھاتے ہیں، یہ سب شرک فی العادت میں داخل ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، اسی

Marfat.com

طرح سے غیر اللہ کے نام سے نذر و نیاز ماننا بھی شرک ہے، قرآن مجید میں فرمایا ہے ۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيۡرِ اللَّهِ بِهِۦ (المائدۃ) — تم پر مردار حرام کیا گیا ہے، اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو خدا کے سوا دوسرے کے نام پر مشہور کیا گیا ہو،

لہذا سانڈھ وغیرہ جو غیر اللہ کے نام پر چھوڑے جاتے ہیں، وہ حرام ہیں، کیونکہ اس میں شرک معنوی سرایت کر گیا ہے، اسی طرح کاہنوں اور جوتشیوں کے پاس جاکر غیب کی خبریں معلوم کرنا بھی شرک فی العادت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مَنۡ أَتَى عَرَّافًا الحدیث (مسلم) جو غیب کی خبریں بتانے والے کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات پوچھی، تو اس کی چالیس روز تک عبادت قبول نہ ہوگی، اسی طرح شگون بد لینا بھی شرک ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلطِّيَرَةُ شِرۡكٌ (ابوداؤد) شگون بد لینا شرک ہے، بچوں کا نام غیر اللہ کے نام پر رکھنا، جیسے پیر بخش، نبی بخش وغیرہ شرک فی التسمیہ ہے، اس سے بچنا بھی ضروری ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَاحِدَةٖ وَجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ إِلَيۡهَا فَلَمَّا تَغَشَّىٰهَا حَمَلَتۡ حَمۡلًا خَفِيفٗا فَمَرَّتۡ بِهِۦ فَلَمَّآ أَثۡقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنۡ ءَاتَيۡتَنَا صَٰلِحٗا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشَّٰكِرِينَ ۝ فَلَمَّآ ءَاتَىٰهُمَا صَٰلِحٗا جَعَلَا لَهُۥ شُرَكَآءَ فِيمَآ ءَاتَىٰهُمَا فَتَعَٰلَى اللَّهُ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ۝

(سورہ اعراف ع ۲۴)

وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے، جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا، اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا، تاکہ وہ اپنے اس جوڑے سے انس حاصل کرے، پھر جب میاں نے بیوی سے قربت کی، تو اس کو حمل رہ گیا ہلکا سا، سو وہ اس کو لیے ہوئے چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہوگئی، تو دونوں میاں بیوی اللہ سے جوان کا مالک ہے دعا کرنے لگے کہ اگر آپ نے ہم کو صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم شکر گزاری کریں گے سو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو صحیح سالم اولاد دیدی تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے، سو اللہ تعالیٰ پاک ہے ان کے شرک سے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک مرد وعورت سے پیدا کیا ہے، اور ان دونوں میں محبت اور رحمت ڈال دی ہے، اور اس سے ایک دوسرے کو راحت ملتی ہے، اسی فطری محبت کی وجہ سے جب دونوں میں مقاربت اور موانست ہوتی ہے، تو حمل رہ جاتا ہے، تو اسی وقت سے اولاد کی امید ہو جاتی ہے اور دعائیں کرتے ہیں، کہ اگر صحیح وسالم ولادت ہوئی، تو خدا کے شکر گزار ہوں گے، لیکن جب صحیح وسالم اولاد پیدا ہو جاتی ہے، تو بجائے شکر گذاری کے ناشکری کرنے لگتے ہیں، اور غیروں کے نام پر نذریں چڑھاتے ہیں، بچے کو کوئی کسی مزار پر لے جاتا ہے، کوئی کسی کے تھان پر، اور بچے کے زندہ رہنے کے لیے کوئی اس کا

نام عبدالحارث رکھتا ہے، اور کوئی نبی بخش، امام بخش، علی بخش وغیرہ نام رکھتا ہے، تو اس طرح کا نام رکھنا شرک ہے، جو اللہ کے نزدیک بہت معیوب ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے نزدیک سب ناموں سے پسندیدہ نام عبداللہ، عبدالرحمن ہے (مشکوٰۃ)

جانوروں میں اور کھیتی باڑی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیروں کو شریک کرنا بھی شرک ہے جیسے کوئی یوں کہے، کہ یہ جانور فلاں کے نام کا ہے، نہ اس پر کوئی سواری کرے، نہ اس کا کوئی دودھ پئے، یا اس کھیتی کی پیداوار اتنی فلاں پیر کے لیے ہے، اور اتنی خدا کے لیے ہے، تو اس قسم کی نذر و نیاز ماننی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام)

اور وہ اپنے خیال پر یہ بھی کہتے ہیں، کہ یہ کھیت اور مویشی ہیں، جن کا استعمال ہر شخص کو جائز نہیں، ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوائے ان کے جن کو ہم چاہیں، اور مویشی جن پر سواری یا بار برداری حرام کر دی گئی ہے، اور مویشی ہیں، جن پر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے محض اللہ پر افترا باندھنے کے لیے، ابھی اللہ تعالیٰ ان کے افترا کی سزا دیے دیتا ہے،

اس قسم کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں، جن میں شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے، اس لیے ہر قسم کے شرک سے بچنا ضروری ہے، تاکہ صحیح ایمان قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چھوٹے بڑے گناہ کو معاف کر دے گا، لیکن شرک کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر قائم رکھے، اور شرک و بدعت سے محفوظ رکھے، آمین ثم آمین۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط

Marfat.com

# خطبہ ۱۶ شرک کی مذمت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا وَنَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ اَوْ تَہْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ (سورۃ الحج)

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، جو نہ اولاد رکھتا ہے، اور اپنی سلطنت میں کسی کو شریک بھی نہیں کرتا، اور نہ وہ ایسا حقیر ہے، کہ اس کا کوئی حمائتی ہو، تم اس کی بڑائی بیان کرو، اور ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ ایک اکیلا ہے، اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے، اور ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے اصحاب رضی پر بہت بہت درود بھیجے۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے، کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یہ فرما رہا ہے، کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا، گویا آسمان سے گر پڑا، تو اب اسے یا تو پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز مقام پر پھینک دے گی۔

مطلب یہ ہے، کہ شرک بدترین چیز ہے، جو مشرکوں کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دیتی ہے اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے یہ دی ہے، کہ جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے، تو یا تو اسے پرندے ہی اچک لے جائیں یا ہوا کسی ہلاکت کے دور دراز گڑھے میں پھینک دے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ بلاغ المبین میں فرماتے ہیں، اس آیت کریمہ سے چار باتیں معلوم ہوئیں (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) آسمان سے گرنا (۳) پرندوں کا اچک لینا (۴) تیز ہوا کا دور جگہ لے جاکر ڈال دینا۔

پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا یہ ہے، کہ جو صفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، جیسے زندہ کرنا مارنا، اولاد بخشنا، روزی دینا، اور چھپی ہوئی باتوں کو جاننا وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہیں، ان باتوں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی طرف نسبت کریں اور یہ سمجھیں، کہ یہ کام دوسرا بھی کر سکتا ہے شرک کے یہی

Marfat.com

معنی ہیں، ورنہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک کوئی دوسرا خدا ہے۔

اور آسمان سے گرنے سے یہ مراد ہے، کہ دین توحید آسمان کی طرح ایک ایسی اونچی اور بلند جگہ ہے جہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی چمکتے سورج کی طرح امتیوں کے دل کو روشن کرتی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار روشن ستاروں کی طرح مسلمانوں کو راستہ بتاتے ہیں، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ (مشکوٰۃ) میرے صحابہؓ روشن ستاروں کی طرح ہیں، ان میں سے جس کی بھی اتباع کروگے ہدایت اور راستہ پاؤ گے۔

پس جس نے دین توحید اسلام کو چھوڑ دیا، تو گویا وہ آسمان جیسے بلند مقام سے گر پڑا۔ اسی نکتہ (باریکی) کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لفظ کَاَنَّمَا (گویا) حرف تشبیہ کالا یا گیا، جس سے مضمون کی خوبی اور باریکی اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔ اور پرندوں کے اچک لے جانے کا مطلب یہ ہے، کہ شیاطین مشرکوں کو اچک لے جانے کے لیے زمین و آسمان کے درمیان اڑتے رہتے ہیں، جیسے چیل، کوے، بڈی وغیرہ کا شکار کرتے ہیں۔ اسی طرح شیاطین ان مشرکوں کو شکار کرتے رہتے ہیں، مشرکین کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جن پر دنیا میں شرک کا حکم کھلا کھلا لگا سکتے ہیں، دوسرے وہ جن پر آخرت میں شرک کا حکم لگایا جائے گا، پہلی قسم کے مشرکوں کو تَخْطَفُهُ الطَّيْرُ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، کہ شیطان ان کے اوپر پورا پورا قابو پاچکا ہے۔ اور دوسری قسم کو تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ ریح (آندھی) نفسانی خواہشات ہیں، جو منافقوں کے لیے ہلاکت کا سبب ہوجاتی ہیں، اور دوسری جگہ منافقین کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت اتری۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء) کہ منافقین یقیناً جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہوں گے۔

پس اس جگہ سوچنا چاہیے، کہ جب ریح سے خواہشات نفسانی مراد ہیں، تو پھر مکان سحیق (دور جگہ) کیا ہے؟ یعنی اس سے مراد ہے، کہ نفسانی خواہشات ایسی جگہ لے جا کر پٹخ دیتی ہیں، جہاں سے پھر کبھی باہر نہیں نکل سکتا، یہ بات جان لینی چاہیے، کہ مکان سحیق سے مراد اس جگہ تقلید کا مقام ہے، کہ اس جگہ پہنچ کر انسان راہ راست سے بھٹک جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی بات قرآن مجید میں نقل کی ہے، کہ جب کافروں سے کہا جاتا ہے، کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانو، اور باپ دادا کے رسم و رواج کو چھوڑ دو، تو کہتے ہیں:۔

اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ (الزخرف) ہم نے اپنے بزرگوں (باپ دادوں) کو ایک (خاص طریقہ) پر پایا ہے، اور ہم ہمیشہ ان ہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔

بڑے گناہوں میں شرک کبیرہ گناہ ہے، اللہ سب گناہوں کو معاف کردے گا۔ مگر مشرک کو کبھی معاف

Marfat.com

نہیں دیا نے کا مشرکوں کے لیے بڑی بڑی سزائیں ہیں۔ مرنے کے بعد ہی قبر میں عذاب کے فرشتے ان کو گرزوں سے ماریں گے۔ جن سے ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، اور ایسے زہریلے سانپ، بچھو ان کو کاٹیں اور ڈنک ماریں گے، کہ وہ اگر ایک مرتبہ زمین پر پھونک ماردیں، تو ان کے زہر کی وجہ سے قیامت تک زمین پر کوئی سبزہ نہ اگے۔ اور خود قبر بھی ایسی بری طرح دبوچے گی، کہ تمام پسلیاں ٹوٹ کر ادھر ادھر نکل جائیں گی، اور جہنم کی طرف کھڑکی کھول دی جائے گی، جس سے گرم لو آئے گی، اور قیامت میں دوزخ کی آگ میں ہمیشہ جیسے کے سانپ، بچھو کاٹیں گے۔ اور پیپ، لہو اور اتنا گرم کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا، کہ ہونٹوں تک پہنچتے ہی اوپر کا ہونٹ اس قدر سوکھ اور سکڑ جائے گا، کہ ناک اور آنکھیں ڈھک جائیں گی، اور نیچے کا ہونٹ سوج کر سینے اور ناف تک پہنچ جائے گا۔ زبان جل جائے گی، حلق میں اترتے ہی پھیپھڑے، معدے اور آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکال دے گا۔ اور کھانے کو زقوم (تھوہر) دیا جائے گا، جو کھاتے ہی گلے میں پھنس جائے گا، اسی طرح دوزخ کی آگ میں ہمیشہ جلتے رہیں گے، روئیں گے، شور مچائیں گے، مگر بے فائدہ ہوگا، ان سے کہا جائے گا، کہ دنیا میں تم ایک خدا کو نہیں مانتے تھے۔ اس لیے یہ سزا مل رہی ہے، اگر ایک خدا کو مانتے، تو یہ سزا نہ ملتی، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ (سورۃ النساء)

جو لوگ ہمارے احکام سے قطع تعلق کریں گے، ان کو ہم آگ میں ڈالیں گے، جب کبھی ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان پر دوسری کھالیں مڑھ دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں۔

(۲) اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِ ۙ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ (سورۃ ق)

دونوں جاکر ہر ناشکرے، شریر، بھلائی سے روکنے والے حد سے بڑھنے والے، ایمان کی باتوں میں شک کرنے والے کو دوزخ میں جھونک دو، جو اللہ کے سوائے دوسرا معبود ٹھہرائے، اس کو سخت عذاب میں ڈال دو۔

(۳) اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۘ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ (سورۃ القمر)

بیشک نافرمان گمراہی میں ہیں اور دھکتی ہوئی آگ میں وہ جھونک دیے جائیں گے جس دن یہ لوگ اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں گھسیٹے جائیں گے تب ان سے کہا جائے گا اب دوزخ کی آگ کا مزہ چکھو

(۴) ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ فَمَالِئُوْنَ

پھر بے شک اے خدا کے اور قیامت کے جھٹلانے والو تھوہر کے درختوں سے ضرور کچھ کھانا پڑے گا، اس سے

Marfat.com

مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۞ فَشَارِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۞ فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۞ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ (الواقعۃ)

پیٹ بھرنا پڑے گا، پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا، اسی طرح پیوگے، جیسے کہ بیمار پیاسے اونٹ غٹ غٹ پی جاتے ہیں، جزا اور انصاف کے دن ان کی یہ مہمانی ہوگی۔

(۵) فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۞ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۞ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۞ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۞ كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (الحج)

نافرمانوں اور منکرین خدا کے لیے آگ کے کپڑے ٹھیک ان کے بدن کے موافق تراشے جائیں گے، ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا، جس کی گرمی سے آنتیں وغیرہ جو ان کے پیٹ میں ہیں اور کھالیں گل جائیں گی، اور ان کے مارنے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے، پھر جب گھٹ کر ان سے نکلنا چاہیں گے، تو پھر اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا، جلنے کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔

(۶) اِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۞ جَهَنَّمَ ۞ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۞ هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۞ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖ اَزْوَاجٌ (ص)

اور شریروں کے لئے بڑا ٹھکانا ہے، لازمی دوزخ میں جا پڑیں گے، وہ بری جگہ ہے، یہ گرم کھولتا ہوا پانی اور پیپ اور اسی صورت کی دوسری چیزیں تیار ہیں، ان کو چکھیں

(۷) سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۞ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۞ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۞ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۞ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (المدثر)

اس کافر کو دوزخ میں جھونک دوں گا، تمہیں معلوم بھی ہے دوزخ کیا بلا ہے، وہ کھال کو جلا دے گی، اس پر انیس داروغہ مقرر ہیں۔

یہ سب قرآن مجید کی آیتیں ہیں، جن کا ترجمہ بھی آپ نے پڑھ لیا، اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کافروں اور مشرکوں کے لیے کیسی بڑی بڑی سزائیں ہیں، لہذا آپ کسی وقت بھی شرک و کفر کی باتوں کے قریب بھی نہ جائیں خواہ آپ کو کتنا ہی مجبور کیا جائے، آخرت کے عذابوں کے مقابلے میں قتل کی تکلیف یا دنیاوی آگ کا عذاب بھی برداشت کرنا پڑے، تو شرک سے بچنے کے لیے اسے برداشت کرنا چاہیے، کیونکہ مشرک کبھی نہ بخشا جائے گا، ہمیش ہمیش کے لیے اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء)

خدا شرک کو ہرگز معاف نہیں فرمائے گا، اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا، معاف فرما دے گا۔

دوسری آیت میں فرمایا۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان)

یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

Marfat.com

آدمی کا اشرف المخلوقات ہونا شرک کی تردید کے لیے سب سے بڑی دلیل ہے، نوعیت میں انسان سے بڑھ کر کون سی مخلوق ہے، جس کے سامنے یہ جھکے، اور اللہ تعالیٰ نے شرک کرنے والوں پر جنت حرام کر دی ہے، جیسا کہ سورہ مائدہ میں فرمایا:۔

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ — کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے، تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر چکا، اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا یعنی مشرکوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا

معلوم ہوا کہ شرک ایسی بری چیز ہے جس سے جنت حرام ہو جاتی ہے، اور دوزخ واجب ہو جاتی ہے، اس لیے ہر حال میں شرک سے بچتے رہنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ:۔

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ وَاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ — اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اگرچہ تجھ کو قتل کیا جائے یا جلایا جائے، (احمد۔ مشکوٰۃ)

یعنی کتنی ہی سخت مصیبت کیوں نہ ہو، اور ظالم ظلم کر کے شرک کرانا چاہے، اور آپ پر جبر کر کے یہ کہے کہ یا تو شرک کرو، ورنہ ہم تم کو قتل کر دیں گے یا جلا دیں گے، تو قتل ہونا یا جلنا منظور ہو، لیکن شرک کرنا ہرگز منظور نہ ہونا چاہیے۔ پہلے مسلمانوں پر اس قسم کی مصیبتیں آئیں، اور ان کو زندہ جلایا گیا، مگر انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا، اس سلسلہ میں ہم خندق والوں کا ایک واقعہ سناتے ہیں، جس کا بیان قرآن مجید میں بھی ہے اور حدیثوں میں بھی آیا ہے۔ اسے پڑھ کر اور سن کر اپنے ایمان کو مضبوط کرو،

مسند احمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اگلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا، اس کے ہاں ایک جادوگر تھا، جب جادوگر بوڑھا ہوا، تو اس نے بادشاہ سے کہا، کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اور میری موت کا وقت قریب آ رہا ہے، مجھے کوئی بچہ سونپ دو، میں اسے جادو سکھا دوں، چنانچہ ایک ذہین لڑکے کو وہ تعلیم دینے لگا، لڑکا اس کے پاس جاتا، تو راستے میں ایک راہب کا گھر پڑتا، جہاں وہ عبادت میں، کبھی وعظ و نصیحت میں مشغول ہوتا، یہ بھی کھڑا ہو جاتا، اور اس کے طریقہ عبادت کو دیکھتا، اور وعظ سنتا آتے جاتے یہاں رک جایا کرتا تھا، جادوگر بھی مارتا، اور ماں باپ بھی، کیونکہ وہاں بھی دیر میں پہنچتا، اور یہاں بھی دیر میں آتا، ایک دن اس بچے نے راہب کے سامنے یہ شکایت بیان کی، راہب نے کہا جب جادوگر تم سے پوچھے کیوں دیر لگ گئی، تو کہنا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا، اور اگر گھر والے بگڑیں، تو کہنا، کہ جادوگر نے روک لیا تھا۔

Marfat.com

یوں ہی ایک زمانہ گذر گیا، کہ ایک طرف، تو وہ جادو سیکھتا تھا، اور دوسری طرف کلام اللہ اور دین اللہ سیکھتا تھا، ایک دن یہ دیکھتا ہے، کہ راستے میں ایک زبردست ہیبت ناک سانپ پڑا ہے، لوگوں کی آمد و رفت بند کر رکھی ہے، ادھر والے ادھر، اور ادھر والے ادھر ہیں، اور سب لوگ ادھر ادھر پریشان کھڑے ہیں، اس نے اپنے دل میں سوچا، کہ آج موقعہ ہے، کہ میں امتحان کر لوں، کہ راہب کا دین خدا کو پسند ہے یا کہ جادوگر کا، اس نے ایک پتھر اٹھایا، اور یہ کہہ کر اس پر پھینکا، کہ خدا تیرے نزدیک راہب کا دین اور اس کی تعلیم جادوگر کی تعلیم سے زیادہ محبوب ہے تو تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کر دے، تاکہ لوگوں کو اس بلا سے نجات ملے، پتھر کے لگتے ہی وہ جانور مر گیا، اور لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا، پھر جا کر راہب کو خبر دی، اس نے کہا پیارے بچے تو مجھ سے افضل ہے، اب خدا کی طرف سے تیری آزمائش ہوگی، اگر ایسا ہو، تو میری خبر نہ کرنا،

اب اس بچے کے پاس حاجت مند لوگوں کا تانتا لگ گیا، اور اس کی دعا سے مادرزاد اندھے، کوڑھی، جذامی اور ہر قسم کے بیمار اچھے ہونے لگے، بادشاہ کے ایک نابینا وزیر کے کان میں یہ آواز پڑی، وہ بڑے تحفے تحائف لے کر حاضر ہوا، اور کہنے لگا، اگر تو مجھے شفا دیدے، تو یہ سب میں تجھے دے دوں گا، اس نے کہا، شفا میرے ہاتھ میں نہیں ہے، میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفا دینے والا تو اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے، اگر تو اس پر ایمان لانے کا وعدہ کرے، تو میں اس سے دعا کر دوں، اس نے اقرار کیا، بچے نے اس کے لیے دعا کی اللہ نے اسے شفا دے دی۔

وہ بادشاہ کے دربار میں آیا، اور جس طرح اندھا ہونے سے پہلے کام کرتا تھا کرنے لگا، اور آنکھیں بالکل روشن تھیں، بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا، کہ تجھے آنکھیں کس نے دیں؟ اس نے کہا "میرے رب نے"، بادشاہ نے کہا "ہاں، یعنی میں نے دی ہیں، وزیر نے کہا "نہیں نہیں میرا اور تیرا رب اللہ ہے" بادشاہ نے کہا "کیا تیرا رب میرے سوا کوئی اور ہے" وزیر نے کہا "ہاں میرا اور تیرا رب اللہ عزوجل ہے" اب بادشاہ نے اسے مارپیٹ شروع کر دی، اور طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں دینے لگا، اور پوچھنے لگا، کہ تجھے یہ تعلیم کس نے دی ہے، آخر اس نے بتادیا، کہ میں نے اس بچے کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ہے، اس نے اسے بلوایا اور کہا اب تو تم جادو میں کامل ہو گئے، کہ اندھوں کو دیکھتا، اور بیماروں کو تندرست کرنے لگ گئے ہو۔

اس نے کہا، غلط ہے، نہ میں کسی کو شفا دے سکتا ہوں، نہ جادوگر ہوں، شفا اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ کہنے لگا، اللہ تو میں ہی ہوں، اس نے کہا ہرگز نہیں، بادشاہ نے کہا، پھر کیا تو میرے سوا کسی اور کو رب مانتا ہے، تو اس نے کہا، ہاں میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے، اس نے اب اس بچے کو طرح طرح کی سزائیں دینی شروع کیں، یہاں تک کہ راہب کا پتہ لگا لیا، اور راہب کو بلا کر کہا، کہ تو اسلام کو چھوڑ دے۔ اس نے انکار

Marfat.com

کیا، تو بادشاہ نے اسے آرے سے چروادیا، پھر اس نوجوان سے کہا، کہ تو بھی دین اسلام سے پھر جا، اس نے بھی انکار کیا، تو بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا، کہ اسے فلاں پہاڑ کی بلند چوٹی پہ لے جاؤ، وہاں پہنچ کر بھی اگر دین سے باز آجائے تو اچھا ہے، ورنہ وہیں سے اسے لڑھکا دیں، چنانچہ سپاہی اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے جب اسے دھکا دینا چاہا، تو اس نے اللہ سے دعا کی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ۔ خدا جس طرح چاہے مجھے اس سے نجات دے۔ اس دعا کے ساتھ ہی پہاڑ ہلا، اور سب سپاہی لڑھک گئے، صرف وہ بچہ ہی بچا رہا، وہاں سے وہ بادشاہ کے پاس آگیا، بادشاہ نے کہا یہ کیا ہوا، میرے سپاہی سب کہاں ہیں، بچے نے کہا خدا نے مجھے بچا لیا اور وہ سب ہلاک ہو گئے،

بادشاہ نے اپنے دوسرے سپاہیوں کو حکم دیا، کہ اسے کشتی میں بٹھا کر بیچ بیچ سمندر میں لے جاکر ڈبو آؤ، یہ لوگ اسے لے کر چلے، بیچ سمندر کے پہنچ کر جب اسے پھینکنا چاہا، تو اس نے پھر وہی دعا کی، کہ بار الہا جس طرح چاہے مجھے ان سے بچا۔ دعا کے ساتھ ہی موج اٹھی، اور وہ سارے کے سارے سپاہی سمندر میں ڈوب گئے، صرف وہ بچہ ہی باقی بچا، وہ پھر بادشاہ کے پاس آیا اور کہا، میرے رب نے مجھے ان سے بھی بچا لیا، اور اے بادشاہ تو چاہے جتنی تدبیریں کر ڈال، لیکن تو مجھے ہلاک نہیں کر سکتا ہاں ایک صورت ہے، جس طرح میں کہوں اگر اس طرح تو کرے، تو البتہ میری جان نکل جائے گی، بادشاہ نے کہا، اچھا بتا کیا کروں، اس نے کہا تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرو، پھر کھجور کے تنے پہ مجھے سولی چڑھا، اور میرے تیر کو میری کمان پر چڑھا اور بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ ھٰذَا الْغُلَامِ، یعنی اس اللہ کے نام سے جو اس بچے کا رب ہے، کہہ کر وہ تیر میری طرف پھینک وہ مجھے لگے گا، اور میں اس سے مروں گا، چنانچہ بادشاہ نے یہی کیا تیر بچے کی کنپٹی میں لگا، اس نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھ لیا، چاروں طرف سے یہ آوازیں اٹھنے لگیں، کہ ہم سب اس بچے کے رب پر ایمان لائے،

یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے ساتھی بڑے گھبرائے، اور بادشاہ سے کہنے لگے، اس لڑکے کی ترکیب ہم تو سمجھے ہی نہیں، دیکھیے اس کا اثر کیا پڑا، کہ یہ تمام لوگ اس کے مذہب میں داخل ہو گئے، ہم نے تو اس لیے قتل کیا تھا، کہ کہیں یہ مذہب پھیل نہ جائے لیکن جو ڈر تھا وہ تو سامنے ہی آگیا، اور سب مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا اچھا یہ کرو، کہ تمام محلوں اور راستوں میں خندقیں کھدواؤ، ان میں لکڑیاں بھرو، اور ان میں آگ لگادو، جو اس دین سے پھر جائے اسے چھوڑ دو، اور جو نہ مانے اسے آگ میں ڈال دو، ان مسلمانوں نے صبر و شکیب اور سہار کے ساتھ آگ میں جلنا منظور کر لیا، اور اس میں کود کود کر گرنے لگے، البتہ ایک عورت جس کی گود میں دودھ پیتا چھوٹا سا بچہ تھا، وہ ذرا جھجکی، تو اس بچہ کو خدا نے بولنے کی طاقت دی، اس نے کہا، اماں کیا کر رہی ہو، تم تو حق پر ہو، صبر کرو، اور اس میں کود پڑو، یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے، اور مسلم میں بھی، اور بعض کتب احادیث میں بھی ہے، قرآن مجید

Marfat.com

کے سورہ بروج میں اس واقعہ کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے:۔

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُودٍ ۝ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ۝ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ۝ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۝ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ (سورۃ البروج)

برجوں والے آسمان کی قسم، اور وعدہ کیے گئے دن کی قسم حاضر ہونے والے اور حاضر کیے گئے کی قسم کہ خندق والے ہلاک کیے گئے، وہ آگ ایندھن اور شعلہ والی وہ لوگ اس کے آس پاس بیٹھے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے، اپنے سامنے دیکھ رہے تھے ان مسلمانوں کے کسی اور گناہ کا یہ بدلہ نہ تھا، سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ غالب سزاوار حمد کی ذات پر ایمان لانے تھے جس کے لیے آسمان و زمین کا ملک اور جو خدا ہر چیز سے خوب واقف ہے بے شک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ بھی نہیں کی ان کے لیے جہنم کے عذاب میں، بے شک ایمان قبول کرنے والوں اور مطابق سنت کام کرنے والوں کے لیے وہ باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اور وہی بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو امن و عافیت سے رکھے، اور ہر فتنہ و فساد سے بچائے رکھے، اور مرتے دم تک دین حق پر قائم رکھے، آمین ثم آمین۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝

# خطبہ ۱۷ استقامت کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (اٰمین) وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ (حٰمٓ سجدة)

سب تعریف ہے اللہ کے لیے، جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے، بدلے کے دن کا مالک ہے، خدایا ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، تو ہمیں سیدھی راہ دکھا، یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے، نہ ان لوگوں کی جن پر غضب کیا گیا۔ اور نہ گمراہوں کی، اور درود وسلام نازل ہوں اللہ کے بزرگ رسول پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر اس کے بعد میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، بڑے رحم والا ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، تو ان کے پاس فرشتے یہ کہتے ہوئے آتے ہیں، کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو، بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو، جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو، ہم دنیا میں اور آخرت میں تمہارے معین ومددگار ہیں، اور تمہارے لیے وہاں ہر قسم کی نعمتیں ہوں گی جس کی تمہاری طبیعت چاہے گی، مہربان بخشش کرنے والے خدا کی طرف سے تمہاری مہمانی ہوگی۔

کسی کام کے کرنے میں مسلسل جدوجہد اور کوشش کرنے کا نام استقلال اور استقامت ہے اور بغیر استقامت کے دین ودنیا کا کوئی کام نہیں ہو سکتا، اور ہر اس کام کو جسے حق سمجھا جائے، صحیح طور پر اسے حاصل کرنے کے لیے تکلیفیں برداشت کی جائیں، مگر صحیح بات سے انحراف اور منہ نہ پھیرا جائے

Marfat.com

اسی کو استقامت کہتے ہیں، تو استقلال اور استقامت مقصد میں کامیابی کے لیے واحد ذریعہ ہے جن میں ہمت اور استقلال نہیں ہے، وہ مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے، شرعی حیثیت سے قرآن شریف میں استقامت کی بڑی اہمیت اور تاکید کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:۔

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (سورہ ھود)

آپ سیدھے اور استقامت سے چلیے، جیسا کہ حکم ہے اور جس نے توبہ کی آپ کے ساتھ، اور حد سے نہ بڑھو، کہ اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا:۔

إِنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ (حٰم سجدہ)

تمہارا معبود ایک ہی ہے، سو اس کی طرف سیدھے رہو، یعنی اس پر قائم و دائم اور جمے رہو، اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔

اور اسی استقامت کے لیے پانچوں نمازوں میں دعا مانگی جاتی ہے:۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (الفاتحۃ)

اے اللہ تو صحیح راستہ کی طرف راہنمائی کر اور اس پر ہمیں قائم رکھ۔

مسلمانوں کو اعلان حق اور حق پر استقامت کی بڑی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ فرمایا:۔

وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ (سورۃ الشوری)

پس اسی کی طرف بلاؤ، اور اسی پر قائم رکھو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے، اور ان نااہلوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔

ایسے ثابت قدم رہنے والوں کو یہ خوشخبری سنائی جا رہی ہے، کہ کامیابی تمہارے ہی لیے ہے، وہ دن آئے گا، جب کہ تمہیں نہ کسی چیز کا ڈر ہوگا، اور نہ کسی چیز کا غم ہوگا، جیسا کہ اس آیت میں فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (احقاف)

بے شک جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر وہ اس پر جمے رہے، تو نہ ان کو ڈر ہے، اور نہ وہ خوف کھائیں گے۔

اس دن خوف و ہیبت سے سب کے دل کانپتے ہوں گے، البتہ استقامت والوں کو کوئی خوف و ہراس نہیں ہوگا، ان کو ہر طرح سے تسلی سے دالطمینان حاصل ہوگا، اس آیت کی تائید میں وہ حدیث ہے، کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا، کہ آپ مجھے کوئی ایسی ضروری بات فرما دیجیے، کہ میں اس پر ثابت قدم رہوں، آپؐ نے فرمایا:۔

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (ترمذی)

تم یہ کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اسی پر جمے رہو۔

اور مرتے دم تک اس کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا، حالانکہ اس پر بڑی آفتیں اور مصیبتیں آئیں لیکن وہ حق سے نہیں ہٹے، سچ یہی ہے، کہ حق کی راہ میں مشکلات کا پیش آنا، اور اس میں سچے مردان خدا کی استقامت

Marfat.com

آزمائش کی اللہ تعالیٰ کا اصول ہے، جو ہمیشہ سے قائم ہے، اور قائم رہے گا، جب تک اس میں کوئی شخص یا کوئی قوم پوری نہیں اترتی، وہ اپنی کامیابی کا منہ نہیں دیکھتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ (البقرۃ)

کیا تم کو خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے، حالانکہ ابھی تم پر تم سے پہلے کے احوال نہیں آئے، ان کو سختی اور تکلیف پہنچتی رہی، اور بہت زیادہ ہلائے گئے، یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے کہنے لگے اللہ کی مدد کب آئے گی، سن رکھو اللہ کی مدد نزدیک ہے۔

پہلے لوگوں کو بھی اس میں جانچا گیا ہے، جس سے سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (سورہ عنکبوت)

کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ صرف ان کے اس بات کے کہنے کی وجہ سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے چھوڑ دیں گے، ان سے پہلے لوگوں کو بھی ہم نے خوب آزمایا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا، جو سچے ہیں، اور انہیں بھی جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔

اگلوں کی استقامت کے ان احوال میں سے جن کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے سامنے نمونہ کے طور پر پیش فرمایا ہے، وہ واقعہ ہے، جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی مصیبتوں کا حال ذکر کیا، اور درخواست کی کہ ہمارے لیے دعا کیجیے، چونکہ یہ بھی ایک قسم کی بے تابی کا اظہار تھا، اس لیے آپؐ نے فرمایا، کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایسا مرد بھی ہوا ہے، جس کو زمین میں گاڑ دیا جاتا تھا، اور آرہ سے اس کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے تھے، مگر یہ اس کو دین حق سے روگردانی نہیں کرنے دیتا تھا، اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کا گوشت ہڈیوں سے نوچ کر تار تار کر دیا جاتا تھا، مگر یہ تکلیف بھی اس کو دین سے نہ ہٹا سکتی تھی (بخاری شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات و تلقینات کا جو اثر آپ کے ساتھیوں پر ہوا، وہ اہل تاریخ سے چھپا نہیں، ان ہی خباب بن ارت کا جو اس حدیث کے راوی ہیں یہ واقعہ ہے، کہ اسلام کے جرم میں ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں، آخر کار ایک دن زمین پر کوئلے جلا کر ان کو چت لٹا دیا گیا، اور ایک شخص ان کی چھاتی پہ پاؤں رکھے رہا، کہ کروٹ نہ بدلنے پائیں، یہاں تک کہ کوئلے پیٹھ کے نیچے پڑے پڑے ٹھنڈے

ہوگئے۔ (ابن سعد جلد ۳۔ تذکرہ خباب)

حضرت خباب نے مدتوں کے بعد حضرت عمرؓ کو اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی، تو تپائے ہوئے سونے کی طرح سنگ دل قریش کے ظلم وستم کا یہ سکہ ان کی پیٹھ پر چمک رہا تھا، حضرت بلالؓ گرم ریتلی بالو پر لٹائے جاتے، پتھر کی بھاری چٹانیں ان کے سینہ پر رکھی جاتیں گلے میں رسی باندھ کر زمین پر گھسیٹے جاتے، اور کہا جاتا کہ اسلام سے باز آجاؤ، اس وقت بھی ان کی زبان سے احدٌ احدٌ (ایک خدا، ایک خدا) ہی نکلتا تھا،

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فقرہ جس کو آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے جواب میں فرمایا تھا اس کی تاثیر اس وقت تک کم نہ ہوگی، جب تک آسمان میں سورج اور چاند کی روشنی قائم ہے! فرمایا چچا جان، اگر یہ کافر میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی دے دیں، تب میں بھی اس دین حق سے باز نہ آؤنگا اسی استقلال، استقامت اور نصرت الٰہی کی وجہ سے آپ نے منصب نبوت کو ادا کیا، اور دنیا سے بامراد رخصت ہوئے، صلی اللہ علیہ وسلم،

بہرحال موحد مسلمان کو ہر صورت میں اپنے دین پر قائم رہنا چاہیے، گو اس کو کتنی ہی قتل اور سزا کی دھمکی دی جائے، مگر وہ صخرۃ الوادی کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے، اس سلسلہ کے دو چار واقعات بیان کر رہا ہوں، جن سے ایمان کو تقویت حاصل ہوگی،

حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں آیت اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ الخ کے تحت یہ تحریر فرمایا ہے، کہ حافظ ابن عساکر عبد اللہ بن حذافہؓ سہمی صحابی کے ترجمہ میں بیان کرتے ہیں، کہ آپ کو رومی کافروں نے قید کر لیا، اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا، بادشاہ نے آپ سے کہا، کہ تم نصرانی بن جاؤ، میں تمہیں اپنے راج پاٹ میں شریک کیے لیتا ہوں، اور اپنی شاہزادی کو تمہارے نکاح میں دیتا ہوں، عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ تو کیا، اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دیدے، اور تمام عرب کا راج بھی مجھے سونپ دے اور یہ چاہے، کہ میں ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اپنے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جاؤں، تو یہ بھی ناممکن ہے، بادشاہ نے کہا، پھر تجھے قتل کر دوں گا، حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں یہ تجھے اختیار ہے، چنانچہ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا، اور انہیں صلیب پر چڑھا دیا، اور تیر اندازوں نے قریب سے بحکم بادشاہ ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم چھیدنا شروع کیا، بار بار کہا جاتا کہ اب بھی نصرانیت قبول کر لو، اور آپ پورے صبر واستقلال سے فرماتے جاتے تھے، کہ ہرگز نہیں، آخر بادشاہ نے حکم دیا، کہ اسے سولی سے اتار لو، اور پیتل کی بنی ہوئی دیگ خوب تپا کر آگ بنا کر لائی جائے، چنانچہ وہ پیش ہوئی، بادشاہ نے ایک اور مسلمان قیدی کی بابت حکم دیا، کہ اسے اس میں ڈال دو، اسی وقت حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ کی موجودگی میں آپ کے دیکھتے

ہوئے اس مسلمان قیدی کو اس میں ڈال دیا گیا، وہ مسکین صحابی اسی وقت چرمر ہوکر رہ گئے گوشت پوست جل گیا، اور ہڈیاں چمکنے لگیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہؓ سے کہا، کہ دیکھو اب بھی بات مان لو، اور ہمارا مذہب قبول کرلو، ورنہ اسی آگ کی دیگ میں اسی طرح تمہیں بھی ڈال کر جلادیا جائے گا، آپ نے پھر بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لیکر فرمایا، کہ ناممکن ہے۔ کہ میں خدا کے دین کو چھوڑ دوں، اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا، کہ انہیں چرخی پر چڑھا کر اس میں ڈال دو، جب یہ اس آگ کی دیگ میں ڈالے جانے کے لیے چرخی پر اٹھائے گئے، تو بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں، اس وقت اس نے حکم دیا، کہ رک جائیں، اور انہیں اپنے پاس بلالیا اس لیے کہ اب اسے امید بندھ گئی تھی، کہ شاید اس عذاب کو دیکھ کر اب اس کے خیالات پلٹ گئے ہیں، میری مان لے گا۔ اور میرے مذہب کو قبول کرکے میری دامادی میں آکر میری سلطنت کا ساجھی بن جائے گا، لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور یہ خیال بے سود نکلا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا، کہ میں صرف اس وجہ سے رو دیا تھا، کہ آج ایک ہی جان ہے جسے راہ خدا میں اس عذاب کے ساتھ میں قربان کر رہا ہوں، کاش کہ میرے روئیں روئیں میں ایک ایک جان ہوتی، کہ آج میں سب جانیں راہ اللہ میں اسی طرح ایک ایک کرکے فدا کر دیتا،

بعض روایتوں میں ہے۔ کہ آپ کو قید خانہ میں رکھا، اور کھانا پینا بند کر دیا، کئی دن کے بعد شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا، لیکن آپ نے اس بھوک پر بھی اس کی طرف توجہ تک نہ فرمائی، بادشاہ نے آپ کو بلوا بھیجا۔ اور اسے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا، تو آپ نے جواب دیا، کہ اس حالت میں یہ میرے لیے مباح تو ہو گیا ہے۔ لیکن میں تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقعہ دینا چاہتا ہی نہیں، اب بادشاہ نے کہا، کہ اچھا تو میرے سر کا بوسہ لے لو۔ تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھ کے اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیتا ہوں، آپ نے اسے قبول فرمالیا، اور اس کے سر کا بوسہ لے لیا، اور بادشاہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا، آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا، جب حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ یہاں سے آزاد ہوکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، تو آپ نے فرمایا، کہ ہر مسلمان پر حق ہے۔ کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چومے اور میں ابتدا کرتا ہوں، یہ فرماکر پہلے آپ نے ان کے سر کا بوسہ لیا (ابن کثیر)

آپ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کے استقلال اور استقامت کا حال سنا، اب آپ حضرت خبیبؓ بن عدیؓ کے حال کو بھی سنیے، جو کہ نہایت ہی دردانگیز اور سبق آموز ہے، بخاری شریف اور استیعاب اور طبقات ابن سعد اور دیگر تاریخ کی کتابوں میں ان کا واقعہ اس طرح لکھا ہوا ہے،

سنہ ۳ھ میں غزوہ رجیع ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت انصاری کو دس آدمیوں پر

امیر بناکر تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا، عسفان اور مکہ کے درمیان میں بنی ہذیل کا ایک قبیلہ لحیان رہتا تھا، اس کو خبر ہوگئی، اس کے سو تیر اندازوں نے اس مختصر جماعت کو گھیر لیا، سات آدمی اسی جگہ لڑکر شہید ہو گئے۔ تین شخص جن میں ایک حضرت خبیبؓ بھی تھے زندہ بچے، یہ تینوں جان بخشی کے عہد و پیمان پر پہاڑی سے نیچے اترے، تیر اندازوں نے کمانوں کے تانت کھول کر ان کے ہاتھ باندھے، ایک غیرت مند مسلمان اس بے عزتی کو گوارا نہ کر سکا، اور مردانہ وار لڑ کر جان دے دی، اب صرف دو شخص باقی رہ گئے، ان کو لے جاکر مکہ کے بازار میں فروخت کر دیا۔

اسلام کے اس یوسف کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خریدا، جسے غزوہ بدر میں حضرت خبیبؓ ہی نے قتل کیا تھا، عقبہ بن حارث نے اپنے گھر میں لاکر قید کیا، ہاتھ میں ہتھ کڑیاں تھیں، اور موہب کو نگرانی پر مقرر کیا، عقبہ کی بیوی کھانا کھلاتے وقت ہاتھ کھول دیا کرتی تھی، کئی مہینہ قید میں رہے، شہر حرام گزر گئے، تو قتل کی تیاریاں ہوئیں، حضرت خبیبؓ نے موہب سے تین باتوں کی درخواست کی تھی، آب شیریں پلانا، بتوں کا ذبیحہ نہ کھلانا، قتل سے پہلے خبر کر دینا، یہ آخری درخواست عقبہ کی بیوی سے بھی کی تھی، قتل کا ارادہ ہوا، تو اس نے ان کو آگاہ کر دیا، انہوں نے طہارت کے لیے اس سے استرہ مانگا، اس نے لاکر دے دیا، اس کا بچہ کھیلتا کھیلتا ان کے پاس چلا آیا، انہوں نے اس کو اپنی ران پر بٹھایا، ماں کی نظر پڑی، تو دیکھا ننگا استرہ ان کے ہاتھ میں ہے، اور بچہ ان کے زانو پر ہے، یہ منظر دیکھ کر وہ کانپ اٹھی، حضرت خبیبؓ نے فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے، کہ میں اپنے خون کا اس بچہ سے انتقام لوں گا، حاشا یہ ہماری شان نہیں، حضرت خبیبؓ کی باتوں کا اس پر خاص اثر ہوا، کہتی تھی، کہ میں نے خبیبؓ سے بہتر کسی قیدی کو نہیں دیکھا، میں نے بار ہا ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا، حالانکہ اس زمانے میں انگور کی فصل بھی نہ تھی، اس کے علاوہ وہ بندھے ہوئے تھے، اس لیے یقیناً وہ خدا کا دیا ہوا رزق تھا جو خزانہ غیب سے ان کو ملتا تھا،

حضرت خبیبؓ کے قتل میں مشرکین نے بڑا اہتمام کیا، حرم سے باہر تنعیم میں ایک درخت پر سولی کا پھندا لٹکایا گیا، آدمی جمع کیے گئے، مرد، عورت، بوڑھے، بچے، امیر و غریب، وضیع و شریف غرض ساری خلقت تماشائی تھی جب لوگ عقبہ کے گھر سے ان کو لینے کے لیے آئے، تو فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ، دو رکعت نماز پڑھ لوں، زیادہ پڑھوں گا، تو تم کہو گے کہ میں موت سے گھبرا کر بہانہ ڈھونڈ رہا ہوں، نماز سے فارغ ہو کر مقتل کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں یہ دعا زبان پر تھی،

اَللّٰهُمَّ احْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا،

اے میرے پروردگار! تو ان کو شمار کر لے، اور ان کو ایک ایک کر کے قتل کر، اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔

Marfat.com

پھر یہ شعر پڑھتے ہوئے سولی کے نیچے پہنچے ؎

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا | عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

اگر میں مسلمان رہ کر مارا جاؤں، تو مجھے غم نہیں | کہ کس پہلو پر خدا کی راہ میں پچھاڑا جاتا ہوں

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاْ | یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ

یہ جو کچھ ہو رہا ہے خدا کی محبت میں ہو رہا ہے، اگر وہ چاہے تو ان کٹے ہوئے ٹکڑوں پر برکت نازل کرے گا۔

مولانا قاضی سلیمان صاحب منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے اشعار میں حضرت خبیبؓ کے مفہوم کو یوں ادا فرماتے ہیں۔

جب نکلتی جان ہے اسلام پر | تب نہیں پرواہ مجھ کو جان کی
کیوں نہ دوں کامل خوشی سے اپنی جان | چاہیے مجھ کو رضا رحمان کی
آرزو پنہاں میرے سینہ میں تھی | اس دل مشتاق پر ارمان کی
آنکھ کرلیتی زیارت وقت نزع | داعی حق ھادیٔ ایمان کی
اے خدا پہنچا میرا ان کو سلام | جان جن پر میں نے ہے قربان کی

طبری اور سیرت ابن ہشام جلد دوم اور رحمۃ للعالمین جلد اول میں ہے، کہ حضرت خبیبؓ کو جب سولی کے تختہ پر چڑھایا گیا، تو ایک سخت دل نے حضرت خبیبؓ کے جگر کو چھیدا، اور پوچھا کہ اب تو تم بھی پسند کرتے ہوگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھنس جائے اور میں چھوٹ جاؤں، حضرت خبیبؓ نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے جواب دیا کہ خدا خوب جانتا ہے، کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا، کہ میری جان بچ جانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے، پھر ان سے کہا گیا، کہ تم اسلام چھوڑ دو، تمہیں آزاد کر دیا جائے گا، حضرت خبیبؓ نے فرمایا، کہ خدا کی قسم! اگر تمام دنیا کی سلطنت بھی میرے سامنے پیش کر دو، تب بھی اسلام نہیں چھوڑ سکتا، مشرکین نیزوں سے چھیدتے جاتے، اور اس قسم کے سوال و جواب کرتے جاتے، آخر عقبہ بن حارث اور مغیرہ عبدری نے گلے میں پھندا ڈالا، اور ہمیشہ کے لیے ان کو راحت کی نیند سلا دیا۔

یہ کیسا عجیب منظر تھا، اسلام کے ایک غریب الوطن فرزند پر کیسے ظلم و ستم ہو رہے تھے بطلائے کفر کا خونی و قاتل توحید کے فرزند کو کس بیدردی سے ذبح کر رہا تھا، یہ سب کچھ تھا، لیکن مجسمۂ اسلام اب بھی پیکر صبر و رضا بنا ہوا تھا، اور بغیر کسی اضطراب کے نہایت سکون کے ساتھ جان دے دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فاجعہ عظمیٰ کی خبر وحی کے ذریعہ ہوئی، تو فرمایا اے خبیبؓ! تجھ پر سلام اور عمرو بن ربیعہ ضمری کو اس شہید وفا کی لاش کا پتہ لگانے کے لیے مکہ بھیجا، عمرو رات کے وقت سولی کے پاس ڈرتے ڈرتے گئے، درخت پر چڑھ کر رسی کاٹی، جسد اطہر زمین پر گرا، چاہا کہ اتر کر اسے اٹھالیں لیکن یہ جسم زمین کے

Marfat.com

قابل نہ تھا. فرشتوں نے اٹھاکر اس مقام پر پہنچا یا، جہاں شہیدان راہ وفا کی روحیں رہتی ہیں. عمرو بن ربیعہ کو سخت حیرت ہوئی. بولے کیا زمین تو نہیں نگل گئی،

قتل کرتے وقت مشرکین نے انہیں قبلہ رخ نہیں رکھا تھا. لیکن جو چہرہ قبلہ کی طرف پھر چکا تھا وہ کسی دوسری طرف کیونکر پھر سکتا تھا. مشرکین نے بار بار پھیرنے کی کوشش کی. مگر ناکام رہے.

سعد بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو حضرت عمر فاروق رضؓ کے عمال میں سے تھے) ان کا یہ حال تھا کہ کبھی کبھی یک بارگی بے ہوش ہو جایا کرتے تھے، حضرت عمر فاروق رضؓ نے ان سے وجہ پوچھی، تو بولے مجھے نہ کوئی مرض ہے نہ کچھ شکایت ہے. جب حضرت خبیبؓ کو سولی پر چڑھایا گیا، تو میں اس مجمع میں موجود تھا مجھے جس وقت خبیبؓ کی باتیں یاد آجاتی ہیں، میں کانپ کر بیہوش ہو جاتا ہوں. مجھے اپنے آپ پر قابو نہیں رہتا.

حضرت خبیبؓ ہی کی طرح کا ایک اور واقعہ سنیئے: (رحمۃ للعالمین ج ۱)

حضرت حبیب بن زید مازنی انصاری رضی اللہ عنہ استقلال واستقامت کے پہاڑ تھے. ان کے ہر ہر عضو کاٹا گیا لیکن اسلام کے دامن رحمت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا. ان کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسیلمہ کذاب کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا. اس نے حضرت حبیبؓ سے دریافت کیا کہ تم محمدؐ کو کیا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا وہ ہمارے سچے رسول اور نبی برحق ہیں، تو مسیلمہ کذاب نے کہا جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رکھا تھا، کہ میرے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ یعنی میں بھی رسول ہوں، میری رسالت کی تم گواہی دو. تو انہوں نے جواب دیا کہ میں بہرا ہوں، تمہاری بات میرے کانوں میں نہیں پہنچتی. مسیلمہ کذاب نے خفا ہو کر جلادوں کو حکم دیا، کہ اس کا ایک ایک جوڑ کاٹتے جاؤ. اور ہر ایک جوڑ پر میری رسالت کا اقرار کراؤ اگر میری رسالت کی گواہی دے، تو چھوڑ دو. اور اگر محمدؐ کے رسول ہونے کی گواہی دے. تو اس کی بوٹی بوٹی بنا دو. چنانچہ وہ جلاد اپنی بات کہتے رہے، اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰہ کہتے رہے. آخر ان کے جسم مبارک کے تین سو ساٹھ ٹکڑے کر دیے گئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی پر آخر دم تک نہایت استقلال واستقامت کے ساتھ قائم رہے رضی اللہ عنہ.

حافظ الحدیث ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبد البر علی، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب میں حضرت حبیبؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

وکان حبیب بن زید هذا قد بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی مسیلمۃ الکذاب بالیمامۃ فکان مسیلمۃ اذا قال لہ اتشھد ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم واذا قال لہ اتشھد انی رسول اللہ قال انا اصم لا اسمع فعل

ذلك مرارا فقطعه مسبة عضوا عضوا ومات شهيدا رحمة الله عليه اه

(اس عبارت کا خلاصہ مطلب وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا)

اور اسی قسم کا واقعہ سورہ یٰسین والے حبیب کے ساتھ بھی پیش آیا تھا، جو اپنے زمانے کے رسولوں کی تائید اور نصرت میں شہید کر دیے گئے۔ حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں یہ بیان فرمایا ہے، کہ شہر انطاکیہ کے لوگوں کے پاس یکے بعد دیگرے تین رسول آئے، اور ان لوگوں نے تینوں رسولوں کی تکذیب کی اور پوشیدہ طور پر ان نبیوں اور رسولوں کے قتل کا ارادہ کیا، ایک مسلمان جو اس بستی کے آخری حصہ میں رہتا تھا، جس کا نام حبیب تھا، کسی طرح سے اس کو اس بستی کے برے ارادے کا علم ہو گیا، اس سے صبر نہ ہو سکا، اور دوڑا بھاگا آیا، اور اپنی قوم کو سمجھانا شروع کیا، کہ تم ان لوگوں کی تابعداری کرو۔ ان کا کہا مانو، تم ان کی راہ پر چلو، دیکھو یہ نبی اپنا کوئی فائدہ نہیں کر رہے ہیں، تم سے کوئی تبلیغ رسالت کا بدلہ نہیں مانگ رہے، اپنی خیر خواہی کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتے، تم سے صرف خدا کی توحید کی طرف تم کو بلاتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ ان کفار نے اس مومن کامل کو بری طرح مارا پیٹا اس کو گرا کر اس کے پیٹ پر چڑھ بیٹھے، اور پیروں سے اسے روندنے لگے، یہاں تک کہ اس کی آنتیں اس کے پیچھے کے راستے سے باہر نکل آئیں، اسی وقت خدا کی طرف سے اس کو جنت کی بشارت سنائی گئی اسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے رنج و غم سے آزاد کر دیا، اور امن وچین کے ساتھ جنت میں پہنچا دیا، ان کی شہادت سے خدا خوش ہوا، جنت ان کے لیے کھول دی گئی اور داخلہ کی اجازت مل گئی، اپنے اجر و ثواب اور عزت و اکرام کو دیکھ کر پھر اس کی زبان سے نکل گیا۔ کاش کہ میری قوم یہ جان لیتی، کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا، اور میرا بڑا ہی اکرام کیا، فی الواقع مومن سب کے خیر خواہ ہوتے ہیں، اور دھوکے باز اور بدخواہ نہیں ہوتے۔ دیکھیے اس باخدا شخص نے زندگی میں بھی قوم کی خیر خواہی کی، اور مرنے کے بعد بھی ان کا خیر خواہ رہا یہ بھی مطلب ہے، کہ وہ کہتا ہے، کہ کاش میری قوم یہ جان لیتی، کہ مجھے کس چیز کے باعث میرے رب نے بخشا، اور کیوں میری عزت کی، تو لامحالہ وہ بھی اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے، اور اللہ پر ایمان لاتے اور رسولوں کی پیروی کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے، اور ان سے خوش رہے، دیکھو تو قوم کی ہدایت کے کس قدر خواہش مند تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، کہ حضور اگر اجازت دیں، تو میں اپنی قوم میں تبلیغ دین کے لیے جاؤں، اور انہیں دعوت اسلام دوں، آپ نے فرمایا، کہ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں قتل کر دیں، جواب دیا کہ حضور اس بات کا تو احتمال ہی نہیں،

Marfat.com

کیونکہ انہیں مجھ سے اس قدر الفت و عقیدت ہے، کہ اگر میں سویا ہوا ہوں، تو وہ مجھے جگائیں گے بھی نہیں آپ نے فرمایا! اچھا پھر جانے دیجئے، جب لات و عزیٰ کے بتوں کے پاس سے ان کا گذر ہوا، تو بولے اب تمہاری شامت آگئی، اس بات پر پورا قبیلہ ثقیف بگڑ بیٹھا، انہوں نے کہنا شروع کیا، اے میری قوم کے لوگو! تم ان بتوں کو ترک کرو۔ یہ لات و عزیٰ دراصل کوئی چیز نہیں، اسلام قبول کرو، تو سیدھی راہ حاصل ہوگی، اے میرے بھائی بندو! یقین مانو کہ یہ بت کچھ حقیقت نہیں رکھتے، ساری بھلائی اسلام میں ہے وغیرہ، ابھی تو صرف تین ہی مرتبہ اس کلمہ کو دہرایا تھا، کہ ایک بدنصیب تن جلے نے دور سے ہی ایک تیر چلایا، جو رگ اکحل پر لگا، اور آپ اسی وقت شہید ہوگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا یہ ایسا ہی تھا، جیسا سورہ یٰسین والا جس نے کہا تھا، کاش میری قوم میری مغفرت اور عزت کو جان لیتی۔

حضرت کعب احبار کے پاس جب حبیبؓ بن زید بن عاصم کا ذکر کیا گیا، جو قبیلہ بنو مازن بن نجار سے تھے، جن کو جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے شہید کردیا تھا، تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ حبیب بھی اسی حبیب کی طرح تھے، جن کا ذکر سورہ یٰسین میں ہے، اب اس کی تائید میں سورہ یٰسین کی ان آیتوں کو پڑھ کر اور سن کر اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ۝ اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۝ وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ أَأَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُونِ ۝ إِنِّي إِذًا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِنِّي آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ۝ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ۝ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ۝ إِنْ

اور ایک شخص اس شہر کے کسی دور مقام سے دوڑتا ہوا آیا، کہنے لگا، اے میری قوم! ان رسولوں کی راہ پر چلو۔ ایسے لوگوں کی راہ پر چلو، جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود بھی راہ راست پر ہیں، مجھے کیا ہوگیا ہے جو اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے، اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں اور خدائے رحمان مجھے کچھ نقصان پہنچانا چاہے، تو ان کی شفاعت مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے، اور نہ مجھے بچا سکیں پھر تو میں یقیناً کھلی گمراہی میں ہوں، میری سنو! میں تو سچے دل سے تم سب کے رب پر ایمان لاچکا، اس سے کہا گیا، کہ جنت میں داخل ہوجا، کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو بھی علم ہوجاتا، کہ مجھے میرے پروردگار نے بخش دیا، اور مجھے ذی عزت لوگوں میں سے کردیا، اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا، اور نہ اس

كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ • (یٰسٓ) طرح ہم اتارا کرتے ہیں، وہ تو صرف ایک زوردار چیخ تھی، کہ یکایک وہ سب کے سب بجھ بجھا گئے۔

اور اس قسم کے صحابہ کرام کے اور واقعات سنیے۔

حضرت صہیبؓ اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں چھوڑ دیتے تھے، لیکن دھوپ کی شدت سے ان کی حرارت اسلام میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی تھی۔

کفار مکہ حضرت ابو فکیہہ کے پاؤں میں بیڑی ڈال کر دھوپ میں لٹا دیتے، پھر پشت پر پتھر کی چٹان رکھ دیتے، یہاں تک کہ مختل الحواس ہو جاتے، ایک دن امیہ نے ان کے پاؤں میں رسی باندھی اور آدمیوں کو ان کے گھسیٹنے کا حکم دیا، اس کے بعد ان کو تپتی ہوئی زمین پر لٹا دیا، اتفاق سے راہ میں ایک گبریلا جا رہا تھا امیہ نے استہزاء کہا، تیرا پروردگار یہی تو نہیں، بولے میرا اور تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس پر اس نے زور سے ان کا گلا گھونٹا، لیکن اس کے بے درد بھائی کو جو اس وقت اس کے ساتھ تھا، اس پر بھی تسکین نہیں ہوئی، اور اس نے کہا، کہ اس کو اور اذیت دو (اسد الغابہ تذکرہ صہیبؓ و ابو فکیہہ)

حضرت سمیہؓ حضرت عمار کی والدہ تھیں، ایک دن کفار نے ان کو دھوپ میں لٹا دیا تھا، اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا، تو فرمایا صبر کرو صبر، تمہارا ٹھکانہ جنت میں ہے، لیکن ابو جہل کو اس پر بھی تسکین نہ ہوئی، اور اس نے برچھی مار کر ان کو شہید کر دیا، چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت ان ہی کو نصیب ہوا (اسد الغابہ تذکرہ سمیہؓ)

حضرت عمرؓ کی بہن جب ان سے پہلے اسلام لائیں، اور حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا، تو اس قدر مارا کہ تمام بدن لہولہان ہو گیا، اور انہوں نے صاف صاف کہہ دیا، کہ جو کچھ کرنا ہو کرو، میں تو اسلام لا چکی (تذکرہ عمرؓ)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جب خانہ کعبہ میں اپنے اسلام کا اعلان کیا، تو ان پر کفار ٹوٹ پڑے، اور مارتے مارتے زمین سے لگا دیا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اول اول خانہ کعبہ میں قرآن مجید کی چند آیتیں با آواز بلند پڑھیں، تو کفار نے ان کو اس قدر مارا، کہ ان کے چہرے پر نشان پڑ گئے، لیکن انہوں نے صحابہ کرامؓ سے کہا، کہ اگر کہو تو کل پھر اسی طرح با آواز بلند قرآن کی تلاوت کروں (اسد الغابہ تذکرہ ابن مسعودؓ)

ان اذیتوں کے علاوہ کفار ان غریبوں کو اور بھی مختلف طریقوں سے ستاتے تھے، پانی میں غوطے دیتے تھے، مارتے تھے، بھوکا پیاسا رکھتے تھے، یہاں تک کہ ضعف کی وجہ سے بیٹھ نہیں سکتے تھے (اسد الغابہ)

یہ وہ لوگ ستھے جن میں اکثر یا تو لونڈی غلام تھے یا غریب الوطن، لیکن ان کے علاوہ بہت سے

دولت مند اور معزز لوگ بھی کفار کی دست درازی سے محفوظ نہ رہ سکے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہایت معزز شخص تھے۔ لیکن جب اسلام لائے، تو خود ان کے چچا نے ان کو رسی میں باندھ دیا (طبقات ابن سعد)

حضرت زبیر بن عوام جب اسلام لائے، تو ان کا چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر لٹکا دیتا تھا، پھر نیچے سے ان کی ناک میں دھواں دیتا تھا (ریاض النضرۃ للمحب الطبری، تذکرہ حضرت زبیر بن العوام)

حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی سعید بن زید رضا اسلام لائے، تو حضرت عمر رضا نے ان کو رسی میں باندھ دیا (بخاری شریف)

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ اور سلمہ بن ہشام اسلام لائے، تو کفار نے دونوں کے پاؤں کو ایک ساتھ باندھ دیا (طبقات ابن سعد)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے، تو ایک تقریر کے ذریعہ سے دعوت اسلام دی، کفار نے یہ نامانوس آواز سنی، تو ان پر ٹوٹ پڑے، اور اس قدر مارا، کہ قبیلہ بنو تیم کو ان کی موت کا یقین ہو گیا، وہ ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے گئے، شام کے وقت ان کی زبان کھلی تو بجائے اس کے کہ اپنی تکلیف بیان کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا، اب خاندان کے لوگ بھی ان سے الگ ہو گئے، لیکن ان کو اسی محبوب کے نام کی رٹ لگی رہی، آخر لوگوں نے ان کو آپ تک پہنچا دیا، آپ نے یہ حالت دیکھی، تو ان کے اوپر گر پڑے، ان کا بوسہ لیا، اور سخت رقت طبع کا اظہار فرمایا، (اسد الغابہ)

صبر و استقامت کی یہ بہترین مثالیں تھیں، اور صحابہ کرام کے زمانہ میں خود اہل کتاب تک ان کے معترف تھے۔ چنانچہ استیعاب میں ہے، کہ جب صحابہ کرام شام میں گئے، تو اہل کتاب نے ان کو دیکھ کر کہا، کہ عیسیٰ بن مریم کے وہ اصحاب جو آروں سے چیرے گئے، اور سولی پر لٹکائے گئے ان مسلمانوں سے زیادہ تکلیفیں برداشت کرنے والے نہ تھے (استیعاب جلد اول ص ۲)

اولئك آبائي فجئني بمثلهم     اذا جمعتنا يا جرير المجامع

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو استقلال و استقامت کے ساتھ اسلام پر قائم رکھے، اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

# خطبہ ۱۸ اللہ و رسول کی اطاعت کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُبِیْنِ ۔ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ۔ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۔ (سورۃ النساء)

سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جو سارے جہان کا پالنے والا ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے بدلے کے دن یعنی قیامت کا مالک ہے اور درود و سلام نازل ہوں اللہ تعالیٰ کے رسول پر جو احکام الٰہی کے ظاہر کرنے والے ہیں، ہمارے سردار جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں، اور اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر، اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر، حمد و صلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے ایمان والو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور تم میں سے اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو، تو اسے رجوع کرو اللہ کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمہیں خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے، اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

اطاعت کے معنی فرمانبرداری اور حکم بجا آوری کے ہیں، یعنی ہر کام میں اور ہر معاملہ میں خدا اور اس کے رسول کے ارشاد کے مطابق عمل کرنا چاہئے، خواہ دین کا معاملہ ہو یا دنیا کا معاملہ ہو، اس اطاعت اور فرمانبرداری پر قرآن مجید میں بہت زور دیا گیا ہے، اور جگہ جگہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ تاکیدی حکم آیا ہے، چند آیتوں کو پڑھئے، سنئے اور سمجھئے تاکہ اطاعت کا مفہوم کما حقہ سمجھ میں آجائے۔

(۱) وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ (آل عمران ۴۶)

اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(۲) وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ ۔ (النساء)

اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں، تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔

Marfat.com

(۳) مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ النساء)

جو شخص اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے

(۴) وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (الانفال)

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

(۵) قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ (آل عمران)

کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر وہ پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

(۶) وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا (سورۃ المائدۃ)

اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور بچتے رہو۔

(۷) قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ( )

کہہ دیجئے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی بھی اطاعت کرو

(۸) وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ (النور)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے تو یہی لوگ بامراد ہیں۔

(۹) وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

(۱۰) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا (الاحزاب)

اور نہ یہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومنہ عورت کو شایان شان ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں، تو وہ اس معاملہ میں اپنا کچھ اختیار سمجھیں، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے، تو وہ کھلی گمراہی میں گر جائیگا۔

ان دس آیتوں سے اطاعت اور فرمانبرداری کی تاکید صراحۃً ثابت ہوتی ہے اور رسول کی اطاعت خدا ہی کی اطاعت ہے، اور بہت سی حدیثیں بھی اس اطاعت کی اہمیت میں آتی ہیں، جن میں سے دو چار حدیثیں ہم آپ کو سناتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی جب کہ آپ سو رہے تھے ان فرشتوں نے آپس میں کہا کہ تمہارے ان صاحب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک مثال ہے، اس مثال کو بیان کرو، ان میں سے بعض فرشتوں نے کہا، آپ سو رہے ہیں (مثال بیان کرنے سے کیا فائدہ) جب کہ بعض

مَثَلُہٗ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا وَّجَعَلَ فِیْھَا مَادُبَۃً وَّبَعَثَ دَاعِیًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَکَلَ مِنَ الْمَادُبَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنَ الْمَادُبَۃِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْھَا لَہٗ یَفْقَھْھَا قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّہٗ نَائِمٌ وَّ قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَۃٌ وَّ الْقَلْبُ یَقْظَانُ فَقَالُوْا الدَّارُ الْجَنَّۃُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ ۔ (رواہ البخاری)

نہیں سکتے۔ ان میں سے بعض فرشتوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ آنکھ سوتی ہے، دل جاگتا ہے، جو کچھ تم بیان کروگے وہ سمجھ لیں گے، پھر وہ بیان کرنے لگے، ان کی ایسی مثال ہے، جیسے کسی شخص نے مکان تیار کیا، اور لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے دسترخوان چنا، یعنی دعوت کا انتظام کیا، اور لوگوں کو دعوت دینے کے لئے ایک شخص کو بھیجا یہ بلانے والا سب کو دعوت دے رہا ہے، تو جس نے اس بلانے والے کی دعوت منظور کر لی، اور اس کے ساتھ چلا آیا، تو اس کے ساتھ اس مکان میں داخل ہو جائے گا، اور چنے ہوئے دسترخوان سے کھانا بھی کھائے گا، اور جس نے اس دعوت دینے والے کی بات نہ مانی، اور نہ دعوت کو قبول کیا، تو وہ نہ مکان ہی میں داخل ہو سکتا ہے، اور نہ دعوت کا کھانا ہی کھا سکتا ہے، ان فرشتوں نے کہا (بہت بہترین مثال ہے لیکن) اس مثال کی توضیح و تشریح کر دو، تاکہ آپ سمجھ لیں، اس پر بعض نے کہا آپ سو رہے ہیں کیا سمجھیں گے، دوسرے نے جواب دیا، آپ کی آنکھ سوتی ہے، مگر دل جاگتا ہے، جو کہوگے آپ صاف صاف سمجھ جائیں گے، پھر وہ کہنے لگے، وہ مکان تو جنت ہے، اور اس کا بلانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اس نے لوگوں کو دعوت دینے کے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھیجا ہے کہ آپ بلانے والے ہیں، پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت منظور کر لی، اور آپ کی اطاعت کر لی اس نے اللہ کی اطاعت کر لی، وہ مکان میں داخل ہوگا، اور وہاں کی نعمتوں کو کھائے گا، اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ نہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ وہاں کی نعمتوں کو کھا سکتا ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں فرق کرنے والے اور تمیز کرنے والے ہیں۔

یعنی کافر اور مومن میں یہی تمیز ہے، کہ جو اللہ کے رسول کی تابعداری کرے گا، وہ مومن ہوگا، اور جو رسول کی اطاعت نہیں کرے گا، وہ کافر ہوگا، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی (بخاری)

میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا، مگر جس نے میرا انکار کیا وہ داخل نہیں ہوگا، آپ سے دریافت کیا گیا، وہ کون شخص ہے، جس نے آپ کا انکار کیا، آپ نے فرمایا، جس نے

Marfat.com

میری تابعداری کی، وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میرا انکار کر دیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ رسول کی پیروی فرض ہے، اور نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَا قَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَاَطَاعَہٗ طَائِفَۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَہْلِہِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَائِفَۃٌ مِّنْہُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَہُمْ فَصَبَّحَہُمُ الْجَیْشُ فَاَہْلَکَہُمْ وَاجْتَاحَہُمْ فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَا جِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ، (متفق علیہ)

انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میری اور اس دین کی مثال جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر دنیا میں بھیجا ہے، اس شخص کی طرح ہے، جو اپنی قوم کے پاس آیا، اور کہا اے میری قوم! میں نے دشمن کے لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے وہ دشمن بہت جلد حملہ آور ہونے والا ہے، میں تم کو اس دشمن سے ہوشیار کرتا ہوں اور خیر خواہی کے لئے تمہیں ڈراتا ہوں، لہٰذا اس دشمن کے آنے سے پہلے اپنی نجات کا سامان کر لو، اور بچنے کی کوئی صورت نکال لو، اس کی ان نصیحتانہ باتوں کو سن کر اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مان لیا، اور راتوں رات آہستہ آہستہ وہاں سے چل پڑے اور دشمن سے نجات پا گئے، اور کچھ لوگوں نے اس کو نہ سمجھا، اور صبح تک اپنے بستروں پر سوئے پڑے رہے، کہ دشمن کا لشکر صبح ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کو ہلاک برباد کر ڈالا، اور ان کی نسل کا خاتمہ کر دیا، پس بالکل ہو بہو یہی مثال اس شخص کی ہے، جس نے میری بات مان لی، اور میری تابعداری کی، اور جو احکام خدا کی طرف سے لایا ہوں، ان کی پیروی کی، اور اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی، اور میری لائی ہوئی سچی بات کی تکذیب کی، اور اس کو جھٹلایا۔

یعنی اطاعت و تابعداری کرنے والا نجات پائے گا، اور نافرمانی کرنے والا ہلاک ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو خدا اور رسول کی تابعداری کا سچا جذبہ عطا فرمائے، اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے آمین یارب العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

Marfat.com

# خطبہ ۱۹ اتباعِ سنت کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ عَالِمًا قَدِیْرًا حَیًّا قَیُّوْمًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنُكَبِّرُهٗ تَكْبِیْرًا، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَرْسَلَهٗ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا كَثِیْرًا، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ، قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ۔

(سورۃ آل عمران)

سب تعریف اللہ کے لئے ثابت ہے، جو ہمیشہ سے جاننے والا، قدرت والا، زندہ رکھنے والا، سنبھالنے والا، سننے والا اور دیکھنے والا ہے، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ ایک اور یکتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور میں اس کی بڑائی بیان کرتا ہوں، اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کے بھیجا ہے، اور آپ کے آل و اصحاب پر بہت بہت سلام ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے ہمارے نبی آپ سب لوگوں سے کہہ دیجئے، کہ اگر تم اللہ کو چاہتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تم کو چاہے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا، وہ بخشنے والا مہربان ہے، لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو، اگر ان کی فرمانبرداری سے پھر جاؤ گے، تو کافر ہو جاؤ گے، اور کافروں کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری تمام لوگوں پر فرض ہے اتباع کے معنی تابعداری کے اور کسی کے موافق عمل کے ہیں، اور سنت کے معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل و تقریر کے ہیں اس کے موافق عمل کرنے کو اتباع سنت کہتے ہیں، آپ کے حکموں اور اعمال کی تابعداری فرض ہے، آپ کی فرمانبرداری اللہ کی فرمانبرداری ہے، آپ کی پیروی کرنے والے سے خدا بہت خوش ہوتا ہے اور اپنا پیارا بنا لیتا ہے، جیسا کہ آیت مذکورہ سے معلوم ہوا، کہ تم اگر خدا کو محبوب بنانا چاہتے ہو تو اس کے رسول

Marfat.com

کی پیروی کرو، تو اللہ تعالیٰ تم کو محبوب بنائے گا۔ اور اگر آپ کی اطاعت سے روگردانی کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو دوست نہیں بناتا۔ رسول کی باتوں کو لو۔ اور جس چیز کا حکم دیں کرو۔ اور جس بات سے منع کریں اس سے باز رہو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:۔

مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سورۃ الحشر)

ہمارے رسول جو حکم تمہیں دیں، اس کو مان لو۔ اور جس سے منع کریں، اس سے باز رہو۔

اور دوسری جگہ فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا (النساء)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے حکموں کے درمیان فرق کرنا چاہتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانیں گے، اور بعض کو نہیں مانیں گے اور وہ ان دونوں کے بیچ کا راستہ چاہتے ہیں یہی لوگ پکے کافر ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور)

جو لوگ اللہ کے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہیے کہ کوئی دردناک مصیبت یا عذاب ان کو نہ پہنچ جائے

اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری ہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی کہتے اور کرتے تھے، جو خدا کا حکم ہوتا تھا، بلا خدا کے حکم کے وہ بولتے ہی نہیں اور نہ کچھ کرتے تھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (سورۃ النجم)

وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، لیکن ان کا ارشاد صرف وحی ہے، جو ان پر اترتا ہے۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری و پیروی ہم سب پر فرض ہے، بلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری و پیروی کے نجات نہیں ہے، حدیثوں میں بھی اتباع سنت کی بڑی اہمیت آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ (رواہ فی شرح السنۃ)

کہ تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں

Marfat.com

یعنی ہر کام میں سنت کی پیروی ضروری ہے، اور اسی میں ہم سب مسلمانوں کا امتحان بھی ہے جو لوگ اس میں پورے اتریں گے، وہی پورے مسلمان ہیں، اور جو لوگ اتباع سنت میں کچے ہوں گے، وہ پکے مسلمان نہیں ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (البقرۃ)

جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے، اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں، کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں پر پھر جاتا ہے گو یہ کام مشکل ہے مگر جنہیں خدا نے ہدایت دی ہے ان پر کوئی مشکل نہیں، اللہ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔

یعنی تحویل قبلہ امتحان کے لیے ہے، یعنی پہلے بیت المقدس کو قبلہ مقرر کر کے پھر بیت اللہ کی طرف متوجہ کرنا اس لیے ہے، تاکہ معلوم ہو جائے، کہ رسول کا سچا تابع دار کون ہے، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری نہیں کی اور نہ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی، وہ سچے مسلمان نہیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بڑی سخت مصیبت آتی ہے، جیسا کہ جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے شکست ہوگئی، اور بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۞ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۞ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا کہ تم اس کے حکم سے انہیں اپنے ہاتھوں سے کاٹنے لگے، یہاں تک کہ تم بزدل ہو گئے، اور کام میں جھگڑنے لگے، اور نافرمانی کرنے لگے اس کے بعد کہ اس نے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھا دی تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے، اور بعض کا ارادہ آخرت تھا، پھر تمہیں ان سے پھیر دیا، تاکہ تمہیں آزمائے، اور یقیناً اس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرمایا، ایمان والوں پر اللہ بڑے فضل والا ہے، جب کہ تم چڑھے چلے جا رہے تھے اور کسی کی طرف توجہ تک نہ کرتے تھے، اور اللہ کے رسول تمہیں تمہارے پیچھے سے آوازیں دے رہے تھے بس تمہیں غم پر غم پہنچا، تاکہ تم فوت شدہ چیز پر غمگین ہو اور

Marfat.com

نہ ملی ہوئی چیز پر اداس ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبر دار ہے۔

اس آیت کریمہ میں جنگ احد کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی فتحیابی کا وعدہ کیا تھا جو پورا کرکے دکھایا، لیکن بعض لوگوں نے رسول کی نافرمانی کی۔ کہ آپ نے مورچہ والوں سے کہا تھا، کہ تم لوگ یہیں پر جمے رہنا۔ خواہ ہماری فتح ہو یا نہ ہو۔ لیکن فتح ہونے کے بعد مورچہ والوں نے مورچہ چھوڑ دیا اور مال غنیمت کے لینے میں مشغول ہو گئے، مخالفین نے دوبارہ حملہ کیا، جس سے مسلمانوں کی فتح مندی کے بعد شکست ہوگئی، یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (سورۃ النساء)

جو شخص باوجود راہ ہدایت کی وضاحت ہو جانے کے بعد بھی رسول کا خلاف کرے، اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے وہ بہت ہی بری جگہ ہے پہنچنے کی۔

یعنی جو غیر شرعی طریق پر چلے۔ شرع ایک طرف ہو، اور اس کی راہ ایک طرف ہو۔ فرمان رسول کچھ ہو، اور اس کا منتہائے نظر کچھ اور ہو۔ حالانکہ اس پر حق کھل چکا ہو، دلیل دیکھ لی ہو، پھر بھی مخالفت رسول کر کے مسلمانوں کی صاف راہ سے ہٹ جائے، تو ہم بھی اسی ٹیڑھی اور بُری راہ پر اسے لگا دیتے ہیں۔ اسے یہی وہی بری راہ اچھی معلوم ہونے لگتی ہے، یہاں تک کہ بیچوں بیچ جہنم میں جا پہنچتا ہے۔ مومنوں کی راہ کے علاوہ راہ ڈھونڈنا دراصل رسول سے شقاق اور خلاف کرنا ہے۔ ایسے لوگ قیامت کے دن بہت افسوس کریں گے۔ اور پچھتائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَا وَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا (الفرقان)

اس دن ستمگر شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا۔ ہائے کاش کہ میں نے رسول کی راہ لی ہوتی۔ ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا، کہ نصیحت میرے پاس آپہنچی تھی، شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔

یعنی قیامت کے روز رسول کا نافرمان کف افسوس ملتا ہوا کہے گا، کہ کاش میں رسول کے راستے پر چلتا، اور فلاں فلاں کو دوست نہ بناتا، ان ایسے غیروں نے نصیحت پہنچنے کے بعد مجھے گمراہ کر دیا، لیکن اس وقت کے افسوس کرنے سے کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا، جہنمی جہنم میں چلے جانے کے بعد بھی یہی آرزو کریں گے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ

اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے

Marfat.com

يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝
(سورۃ الاحزاب)

حسرت اور افسوس سے کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی بات مانی جنہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا، پروردگار تو انہیں دگنا عذاب دے، اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔

اس قسم کی اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں رسول کی نافرمانی کی وجہ سے سخت سزا کی دھمکی دی گئی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائیے، اور ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ آپ کے طریقے پر کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے والے صحابہ کرام اور اسلاف عظام کی مبارک جماعت میں ہمارا شمار کرے، آمین ثم آمین۔

# خطبہ نمبر ۲۰ اتباع سنّت کی خوبی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَهَّلَ اَسْبَابَ السُّنَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ لِمَنْ اَخْلَصَ لَهٗ وَاَنَابَ، وَسَلْسَلَ مَوَارِدَهَا النَّبَوِيَّةَ لِمَنْ تَخَلَّقَ بِالسُّنَنِ وَالْاٰدَابِ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً تُنْقِذُ قَائِلَهَا مِنْ هَوْلِ يَوْمِ الْحِسَابِ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الَّذِیْ كُشِفَ لَهُ الْحِجَابُ وَخُصَّ بِالْاِقْتِرَابِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ وَالْاَنْصَارِ وَالْاَحْزَابِ، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے، اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنے ہی ڈرو، جتنا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا، اللہ کی رسی کو سب

Marfat.com

مل کر تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو۔ اور خدا کی اس وقت کی نعمت کو یاد رکھو۔ جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال کر اپنی مہربانی سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے، اس نے تمہیں بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم راہ پاؤ۔

یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے کما حقہ ڈرتے رہو۔ اور اسلام پر قائم رہو۔ اور اس کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو۔ اس رسی سے مراد قرآن مجید ہے اور رسول کی سنت بھی، اور اختلاف مت ڈالو۔ اختلاف ڈالنے کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ حدیث و قرآن کے خلاف کیا جائے۔ اور نیا راستہ اختیار کیا جائے اس اختلاف کی وجہ سے انسان کما حقہ مسلمان نہیں رہتا ہے۔ اختلاف سے بچنے کے لیے صرف یہی ایک صورت ہے۔ کہ کتاب و سنت کی پیروی کی جائے، اور اس کو مضبوطی سے تھام رکھا جائے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَعَظْتَ مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ وعظ فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو ایسا فصیح و بلیغ وعظ فرمایا، کہ جس سے لوگوں کے دل لرز گئے، اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا، کہ یا رسول اللہ یہ رخصت کرنے والے کی سی نصیحت ہے، کہ کوئی بات نہیں چھوڑتا۔ مگر سب بیان کر دیتا ہے۔ اسی طرح آپ نے بھی ساری باتیں نصیحت کی فرما دی ہیں تو آپ ہم کو کوئی نصیحت فرمائیے جو امانت رکھنے کے قابل ہو اور اس پر نہایت احتیاط سے عمل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا، ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور اپنے امیر و خلیفہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہنا۔ اور عنقریب میرے بعد بہت اختلاف دیکھو گے (اس اختلاف سے بچنے کے لیے) میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑے رہنا۔ اور اس کو دانت سے مضبوط تھامے رہنا۔ اور نئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، کیونکہ ہر نئی بات گمراہی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى

اگر کسی بات میں تمہارا اختلاف ہو جائے۔ تو اللہ اور اس کے

Marfat.com

اللہِ وَالرَّسُوْلِ (سورۃ النساء) رسول کی طرف لے جاؤ، (یعنی اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ لوٹاؤ)

یہ حکم صحابہ کرام اور عام مسلمانوں کو ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے، کہ صحابہ کرام اور اسلاف عظام اختلاف کے وقت میں کیا طریقہ اختیار کرتے تھے۔ تحقیق کرنے کے بعد آپ کو یہی بات معلوم ہوگی، کہ وہ کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ اس کے بارے میں چند واقعات مثال کے طور پر بیان کرتے ہیں غور سے سنیے، اور سمجھنے کی کوشش کیجیے،

(۱) پہلا واقعہ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد پہلا اختلاف صحابہ کرام میں یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا ہے یا نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَاللّٰہِ مَامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (بخاری) خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مرے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَقَالَ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ ، وَ قَالَ ، مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ۔ (بخاری)

خبردار ہوجاؤ۔ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوجا کرتا تھا۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا رہا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا پھر حضرت ابوبکرؓ نے سورہ زمر کی یہ آیت تلاوت فرمائی، کہ اے نبی آپ بھی مرنے والے ہیں اور دوسرے لوگ بھی مرنے والے ہیں، اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر اللہ کے رسول، ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں، اگر ان کا انتقال ہوجائے یا شہید کر دیے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر جاؤ گے، اور جو کوئی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جائے گا، تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا، اور اللہ تعالیٰ شکر گذاروں کو اچھا بدلہ دے گا۔

اس آیت کے سننے کے بعد سب کو یقین آگیا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے، اختلاف جاتا رہا۔

(۲) دوسرا اختلاف یہ ہوا۔ کہ انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح غسل دیا جائے، یعنے غسل کے لیے آپ کے بدن مبارک سے زائد کپڑے نکالے جائیں یا نہیں، کسی خاص بات پر اتفاق نہیں ہوتا تھا، تو حاضرین پر ایک غنودگی سی طاری ہوگئی، اسی حالت میں غیب سے اک آواز آئی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے پہنے ہوئے ہی غسل دو، جس طرح عام لوگوں کو غسل دیتے ہو، اس طرح مت غسل دو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

Marfat.com

لَمَّا قُبِضَ اخْتَلَفَ أَصْحَابُهُ فِي غُسْلِهِ. فَقَالَ بَعْضُهُمْ اغْسِلُوهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ أَخَذَتْهُمْ نَعْسَةٌ فَوَقَعَ لِحْيَةُ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ عَلَى صَدْرِهِ فَقَالَ فَقَالَ قَائِلٌ لَا يَدْرِي مَنْ هُوَ اغْسِلُوهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ (طبقات ابن سعد صـ۹۳)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہو گیا۔ تو آپ کے غسل کے بارے میں صحابہ رض کا اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا کہ کپڑے پہنے ہوئے حال میں غسل دو اسی حالت میں لوگوں کو اونگھ آ گئی اور ہر ایک کی ٹھوڑی سینے پر جھک گئی۔ تو کسی کہنے والے نے کہا۔ کہ آپ کو غسل دو۔ اس حال میں کہ آپ پر کپڑے ہوں۔

اور حضرت ابن عباس رض سے بھی یہی مروی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

اِغْسِلُوا نَبِيَّكُمْ وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ فَغُسِّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَمِيصِهِ،

کہ نبی کو غسل دو اس حال میں کہ آپ کپڑے پہنے ہوئے ہوں تو آپ کو کرتے سمیت غسل دیا گیا۔

بہر حال اس واقعہ سے صحابہ کرام کا اختلاف دور ہو گیا۔

تیسرا اختلاف آپ کے انتقال کے بعد یہ ہوا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا۔ کہ آپ کو بیت المقدس میں دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا آپ کو مکہ مکرمہ میں دفن کیا جائے کسی نے کہا۔ کہ آپ صلعم کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا آپ کو اس جگہ دفن کیا جائے۔ جہاں آپ کھڑے ہو کر امامت کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کو اسی جگہ دفن کیا جائے کہ جہاں آپ کا انتقال ہوا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ:۔

مَا مَاتَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ وَفِي رِوَايَةٍ مَا تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيًّا قَطُّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ تُقْبَضُ رُوحُهُ (طبقات ابن سعد صـ۱۰۶)

یعنی جس جگہ نبی کی روح نکلتی ہے۔ اسی جگہ نبی کو دفن کیا جاتا ہے۔

اس حدیث کی وجہ سے صحابہ کرام کا اختلاف دور ہو گیا۔

چوتھا اختلاف آپ کے انتقال کے بعد یہ ہوا۔ کہ آپ کے لیے کیسی قبر تیار کی جائے۔ کسی نے کہا لحد تیار کی جائے اور کسی نے کہا۔ شق یعنی صندوق نما۔ اس اختلاف کے رفع کرنے کے لیے گورکنوں کے پاس آدمی بھیجا گیا۔ تاکہ قبر کھودنے کے لیے بلا لائے۔ جو سب سے پہلے آ جائے گا۔ وہ اپنے طریقے پر قبر کھودے گا چنانچہ سب سے پہلے لحد بنانے والا گورکن آیا۔ اور لحد تیار کی۔ اور اس طرح وہ حدیث بھی صادق آ گئی۔ کہ:۔

اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا (ترمذی)

یعنی لحد ہم نبیوں کے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے

بہر حال اس حدیث کی وجہ سے اختلاف رفع ہو گیا۔

(۵) پانچواں اختلاف آپ کے انتقال کے بعد یہ ہوا کہ آپ کا جانشین کون ہو؟ انصار نے کہا، ہم میں سے خلیفہ ہوگا۔ کسی نے کہا ایک امیر انصار میں سے ہوگا۔ ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا، حضرت ابوبکر صدیق نے یہ حدیث سنائی، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ:۔

اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ (بخاری) — یعنی قریش میں سے امیر ہونا چاہیے

جب صحابہ کرامؓ نے یہ حدیث سنی، تو اپنے خیالات سے باز آگئے۔ قریش میں سے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا، تو اس حدیث سے صحابہ کرام کا اختلاف جاتا رہا۔

(۶) چھٹا اختلاف آپ کے انتقال کے بعد یہ ہوا کہ استحکام خلافت کے بعد وارثوں نے اپنے اپنے حصہ کا مطالبہ شروع کر دیا، ازواج مطہرات نے اپنے حصوں کے لیے حضرت ابوبکرؓ کے پاس حضرت عثمانؓ کو بھیجنے کا ارادہ کیا (بخاری) حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ نے اپنا اپنا حصہ طلب کیا (بخاری) حضرت صدیق اکبرؓ نے سب کے سامنے حدیث نبوی لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاهُ صَدَقَۃٌ پیش فرما دی، اس پر سب لوگ خاموش ہو گئے حتی کہ حضرت فاطمہؓ جنہوں نے پہلے رنج کا اظہار کیا تھا، بعد میں وہ بھی راضی ہو گئیں (بیہقی)

(۷) ساتواں اختلاف۔ خلیفہ اول نے جب مانعین زکوٰۃ سے قتال کرنے کا عزم مصمم کر لیا، تو حضرت عمرؓ مانع ہوئے اور حدیث نبوی اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا الخ (بخاری پ۱) پیش کی کہ یہ لوگ کلمہ شہادت تو پڑھتے ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے دوسری حدیث سے جس میں بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وارد ہوا ہے استدلال کر کے حضرت عمرؓ کو خاموش کر دیا، کہ زکوٰۃ حق الاسلام ہے۔ (فتح الباری انصاری، پارہ اول صفحہ .. سطر آخر) امام بخاری فرماتے ہیں:۔

فَلَمْ یَلْتَفِتْ اَبُوْبَکْرٍ اِلٰی مَشْوَرَةِ عُمَرَ اِذْ کَانَ عِنْدَهٗ حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ (بخاری ص۱۰۹۶ ۲) — یعنی چونکہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس حدیث نبوی موجود تھی انہوں نے حضرت عمرؓ کا استدلال مسترد کر دیا۔

یہ تھیں پہلے خلیفہ ارشد کی سنتیں، اب خلیفہ دوم کی روش ملاحظہ ہو۔

(۸) آٹھواں اختلاف۔ حضرت عمرؓ سے آخری وقت میں کہا جا رہا تھا، کہ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیے تو وہ جواب دیتے ہیں:۔

اِنْ لَا اَسْتَخْلِفْ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْتَخْلِفْ وَاِنْ اَسْتَخْلِفْ فَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ قَدِ اسْتَخْلَفَ (صحیح مسلم) — یعنی اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو اس میں، میں سنت نبویہ کا عامل ہوں گا، اور اگر خلیفہ مقرر کر دوں، اور ابوبکرؓ کی سنت پر عمل ہوگا۔

Marfat.com

چونکہ سنت نبوی پر عمل کرنا ہی افضل ہے اس لیے حضرت عمرؓ نے کسی خاص شخص کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا۔ چنانچہ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ کہتے ہیں۔

فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ لِیَعْدِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدًا وَاَنَّهٗ غَیْرُ مُسْتَخْلِفٍ (مسلم) یعنی میں سمجھ گیا کہ حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ کے برابر کسی کو نہیں ٹھہرائیں گے اور وہ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔

معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کی سنت کو سنت نبویہ کے اگر خلاف سمجھتے ہیں تو اس خلیفہ کی سنت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور سنت نبویہ کو لازم پکڑتے ہیں۔ آیئے ایک واقعہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا بھی سن لیجئے۔ کیونکہ یہ بھی خلفائے راشدین میں سے تھے۔

۹۔ نواں اختلاف۔ ولید بن عقبہ نے کوفہ میں نبیذ پی۔ تو نشہ آگیا۔ قے کی پکڑے گئے۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ نے مقدمہ کی تحقیقات کے بعد حضرت علیؓ کو حکم دیا۔ کہ ولید پر حد شرعی لگاؤ۔ عبداللہ بن جعفر نے کوڑے مارنے شروع کیے۔ اور حضرت علیؓ نے شمار کرنا شروع کیا۔ جب چالیس کوڑے لگ چکے۔ تو حضرت علیؓ نے عبداللہ سے فرمایا کہ بس۔

قَالَ عَلِیٌّ حَسْبُكَ جَلَدَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ اَرْبَعِیْنَ وَعُمَرُ ثَمَانِیْنَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهٰذَا اَحَبُّ اِلَیَّ (صحیح مسلم) یعنی اب رک جاؤ۔ عہد نبوی اور خلافت صدیق تک حد خمر چالیس ہی رہی حضرت عمرؓ نے اسی مقرر کی مجھے عہد نبوی کی مروجہ حد زیادہ پسند ہے۔

دیکھئے حضرت علیؓ نے دونوں کو سنت فرما کر سنت نبوی کو سنت فاروقی پر مقدم کیا۔ حالانکہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے مشورہ سے ہی اسی کوڑے مقرر فرمائے تھے۔ موطا ملاحظہ ہو۔ نیز حضرت عثمانؓ خلیفہ راشد نے چالیس پر سکوت فرما کر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔

واقعات مذکورہ سے صاف ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو تمام اقوال و افعال پر مقدم کرنا ہی خلفاء راشدین مہدیین کا طریقہ تھا۔ دیگر صحابہ کرام بھی آپ کی سنت ہی کو مقدم کرتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر نے جب شامیوں کو تمتع بالحج کا فتوی دیا۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ کے اباجان تو منع کرتے تھے تو حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا اَمْرُ اَبِیْ یُتَّبَعُ اَمْ اَمْرُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (ترمذی) یعنی میرے اباجان کی اتباع واجب ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ معلوم ہوا۔ کہ ہر پیش آنے والے کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو مدنظر رکھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے ؎

ہوتے ہوئے مصطفٰے کی گفتار مت دیکھ کسی کا قول و کردار

خلفاء راشدین ہر پیش آنے والے امر میں حدیث نبوی تلاش کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس جدہ نے

Marfat.com

آکر اپنا حصہ دریافت کیا، آپ کو اس مسئلہ میں کوئی حدیث نبوی یاد نہ تھی، تو صحابہ کرام سے دریافت کیا، آپ کو دو صحابیوں (مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما) نے حدیث سنائی، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا تھا۔ ابوبکر صدیقؓ نے اسی حدیث کے مطابق فیصلہ فرمایا (موطا وسنن اربعہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا، کہ مقتول شوہر کی دیت سے اس کی بیوی کو حصہ ملنا چاہیے یا نہیں، آپ نے فتویٰ نفی کا دے دیا، ضحاک بن سفیان نے سنا تو منی میں آپ سے ملاقات کی، اور کہا کہ میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نوشتہ موجود ہے۔ کہ آپ نے اشیم ضبابی کی بیوی کو اشیم کے مارے جانے کے بعد اس کی دیت میں سے حصہ دینے کا حکم دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنے فتوے سے رجوع فرمایا، اور حدیث نبوی کے مطابق فتوے دیا (موطا وسنن اربعہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے۔ وہ عورت جہاں چاہے اپنی عدت گذارے۔ آخر آپ کو حدیث نبوی کی تلاش ہوئی۔ تو حضرت ابوسعید خدری کی بہن فریعہ بنت مالک نے اپنا واقعہ سنایا۔ کہ میرا شوہر مارا گیا تھا۔ تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کہ میں عدت کہاں گذاروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، کہ شوہر کے گھر پر، حضرت عثمانؓ نے اس حدیث کے مطابق فیصلہ کیا (موطا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ مرتد لوگ لائے گئے۔ تو آپ نے ان لوگوں کو زندہ جلا دینے کا حکم دے دیا۔ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سنا، تو یہ حدیث پیش کی،

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوْهُ (ترمذی)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ مرتدین کو تلوار سے قتل کرنا چاہیے۔

حضرت علیؓ نے یہ سن کر فرمایا صدق ابن عباس (ترمذی) یعنی ابن عباس نے درست کہا۔

اس طرح کے بہت سے واقعات خلفائے راشدین اور دیگر اصحاب رسول کے متعلق کتب حدیث میں موجود ہیں جن سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ تمام صحابہ کرام، تابعین عظام اور تمام ائمہ دین نے حدیث اور سنت ہی کو مقدم کیا ہے اور اسی پر عمل کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت نبوی پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو، اور آپ کے دست مبارک سے جام کوثر عطا فرمائے آمین ثم آمین،

اَقُوْلُ قَوْلِي هٰذَا اَسْتَغْفِرُ اللهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

Marfat.com

# خطبہ ۱۲: محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِ اللّٰہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (سورۃ النساء)

"جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی نبیوں کے ساتھ اور سچے لوگوں کے ساتھ، اور شہیدوں کے ساتھ، اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے، اور یہ بہترین ساتھی ہیں۔"

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے، کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آپ کو اپنی جان اور بال بچوں سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔ جب میں گھر میں بال بچوں کے ساتھ ہوتا ہوں اور آپ کو یاد کرتا ہوں، تو جب تک آپ کو دیکھ نہیں لیتا تب تک مجھے قرار نہیں آتا، تو سب بال بچوں کو چھوڑ چھاڑ کر آپ کے پاس دوڑا ہوا آتا ہوں، آپ کو دیکھ کر تسلی ہو جاتی ہے اور دل کو قرار آجاتا ہے، تب میں واپس جاتا ہوں وَاِنِّیْ ذَکَرْتُ مَوْتِیْ وَمَوْتَکَ فَعَرَفْتُ اَنَّکَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّۃَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَاِنْ دَخَلْتُھَا لَا اَرَاکَ فَنَزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْاٰیَۃَ لیکن جب میں اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں، تو میں جان لیتا ہوں کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے تو آپ نبیوں کے ساتھ بڑے بڑے درجات میں ہوں گے، اور اگر میں جنت میں داخل ہوا بھی، تو میں نہ آپ کو دیکھ سکوں گا، اور نہ آپ تک پہنچ سکوں گا، تو مجھے بڑی تکلیف ہوگی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا، جو اللہ اور رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرے گا، وہ جنت میں نبیوں کے ساتھ ہوگا۔ نبی کی اطاعت و فرمانبرداری اور محبت کی یہ فضیلت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

اِنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض

Marfat.com

فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلٰوةٍ وَّلَا صَوْمٍ وَّلَا صَدَقَةٍ وَّلٰكِنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ (ترمذی)

کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی، آپ نے فرمایا، قیامت کے لیے تم نے کیا تیاری کر رکھی ہے، اس نے جواب دیا، میں نے قیامت کے لیے زیادہ نماز، روزہ، صدقہ و خیرات کر کے تیاری تو نہیں کی ہے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت رکھتا ہوں، میرے پاس بس یہی محبت رسول کا سرمایہ ہے۔ آپ نے فرمایا جس کے ساتھ تم نسبت رکھو گے اس کے ساتھ تم جنت میں جاؤ گے (الشفا قاضی عیاض)

مسند احمد وغیرہ میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا، کہ جو ایک قوم سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ہر انسان اس کے ساتھ ہوگا۔ جس سے وہ محبت رکھتا ہو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں، کہ خدا کی قسم میری محبت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ کے ساتھ ہے مجھے امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان ہی لوگوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ گو میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں سچ ہے ؎

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ ۔۔۔ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

یہی محبت معیار اور کسوٹی ہے حق اور ناحق کے پرکھنے کے لیے۔ جنہیں خدا اور رسول سے محبت ہے وہی سچے مطیع و فرمانبردار ہیں، اور جو خدا اور رسول کے فرمانبردار نہیں ہیں، وہ محب رسول نہیں ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

تَعْصِي الرَّسُوْلَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ ۔۔۔ هٰذَا لَعَمْرِيْ فِي الزَّمَانِ بَدِيْعٌ

تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے باوجود محبت ظاہر کرتے ہو، خدا کی قسم یہ تو زمانے میں عجیب بات ہے۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ ۔۔۔ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ

اگر تم کو اللہ کے رسول کے ساتھ سچی محبت ہوتی تو تم ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے کیونکہ دوست اپنے دوست کا کہا مانتا ہے

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی خدا سے، اور ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بہت سخت ہیں۔

کیونکہ مشرکین مشکل کے وقت میں اپنے بتوں کی محبت سے الگ ہو جاتے ہیں، لیکن ایمان والے کسی وقت بھی اللہ کی محبت سے جدا نہیں ہوتے، بلکہ جان و مال اور ہر چیز کو خدا اور رسول کی محبت میں قربان کر دیتے ہیں۔

محبت ایک طبعی کشش کا نام ہے، جو اپنے محبوب کی طرف کھینچ لے جاتی ہے، خواہ اس کے لیے کتنی

Marfat.com

ہی مصیبت برداشت کرنی پڑے۔ رسول کی محبت خویش واقارب اور ماں باپ اور اولاد سے بھی زیادہ ایمان کا جزو اعظم ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

اسی لیے قرآن مجید نے رسول کی محبت کو ہر چیز کی محبت پر ترجیح دی ہے۔ ارشاد ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (التوبۃ)

اے مسلمانو! دوست نہ بناؤ نہ اپنے باپوں کو اور نہ اپنے بھائیوں کو اگر وہ کفر کو اسلام سے زیادہ عزیز رکھیں، تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا۔ وہ پورا گناہ گار اور ظالم ہے، کہہ دیجیے، کہ تمہارے باپ، اور تمہارے لڑکے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو، اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ کے جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ تو تم خدا کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو، اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ماں باپ اور دیگر خویش و اقارب سے زیادہ ہو، تب ایمانی دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر یہ رشتہ دار اور کمائے ہوئے مال، اور دنیاوی زمین وجائداد اور تجارت اور پسندیدہ مکانات خدا اور رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب و مرغوب ہیں۔ تو خدا کے عذابوں کے برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

جنگ احد میں ایک صحابیہ خاتون کے شوہر اور بھائی اور بیٹے شہید ہو گئے۔ وہ مدینہ سے نکل کر میدان جنگ میں آئیں تو ان سے کہا گیا۔ کہ تمہارے خاوند اور تمہارا بھائی اور تمہارا بیٹا شہید ہو چکے ہیں۔ اس نے ان سب کی شہادت کی خبر سن کر پوچھا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا، الحمد للہ وہ زندہ، سلامت موجود ہیں۔ اس نے کہا مجھے لے جا کر دکھا دو۔ لوگ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ جب اس کی نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرہ پر پڑی، تو بے ساختہ اس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا۔

کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ (زرقانی)

جب آپ زندہ وسلامت ہیں تو آپ کے بعد ہر ایک مصیبت آسان ہے

Marfat.com

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

میں بھی، ماں باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہِ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے، حضرت عمرؓ کا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا نَفْسِیَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیَّ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔ بجز اپنی جان کے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ بنالے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْآنَ یَا عُمَرُ اے عمر اب تم پورے مومن ہو گئے (بخاری)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ (بخاری شریف)

یہ تین چیزیں جس کے اندر ہوں گی، وہ ایمان کی مٹھاس پائے گا۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کے دل میں سب سے زیادہ ہو۔ اور اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسرے یہ کہ جس سے بھی محبت رکھے صرف اللہ ہی کے لیے رکھے، تیسرے یہ کہ دوبارہ کافر بننا اس کو اس قدر ناگوار ہو، جیسے آگ میں ڈالا جانا ناگوار ہوتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسولؐ کی محبت ایمان کی تکمیل کے لیے اور دخول جنت کے لیے ضروری ہے۔ اور رسولؐ کی محبت کی نشانی یہ ہے۔ کہ رسولؐ کے طریقے پر عمل کیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ (ترمذی)

جس نے میری سنت سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔

سبحان اللہ محبت رسولؐ دنیا و آخرت کی بڑی دولت ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

محمدؐ کی جس دل میں الفت نہ ہو گی
سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہو گی
کرے جو اطاعت محمدؐ کی دل سے
اسے پیر و مرشد کی حاجت نہ ہو گی
بھٹکتا رہا ہے بھٹکتا رہے گا
محمدؐ سے جس کو عقیدت نہ ہو گی

اسی کے لگ بھگ مولانا عبدالکریم مسلم "دیوان ظلّن ہدایت" میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

جو کوئی رکھتا ہے دل میں الفت خیر الوریٰ — صادق و کامل وہی ہے امت خیر الوریٰ
ہے جہاں قرآں میں کلمہ اطیعوا اللہ کا — ساتھ ہی اس کے ہے طاعت خیر الوریٰ
اصل دین مصطفی ہے سنت خیر الوریٰ — مغز شرع مصطفیٰ ہے سنت خیر الوریٰ
بدعتی کی کس طرح مقبول ہو صوم و صلوٰۃ — ہر عبادت کا سر ہے سنت خیر الوریٰ
ہم کو بس کافی ہیں دو رہبر ہدایت کے لیے — ایک قرآن دوسری ہے سنت خیر الوریٰ
جس طرح توحید ہے حب الٰہی کا نشاں — حب نبوی کا پتہ ہے سنت خیر الوریٰ

محبت کے معنی میلان نفس اور دلی کشش کے ہیں اور یہ میلان ہمیشہ پسندیدہ اور مرغوب چیز ہی کی جانب ہوا کرتا ہے جس کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں، یعنی یہ کبھی قرابتداری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یعنی محبت طبعی، اور کبھی جمال و کمال یا احسان کی وجہ سے ہوتی ہے جسے محبت عقلی کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت طبعی بھی ہو سکتی ہے، جیسا کہ باپ کی محبت اولاد کے ساتھ یا اولاد کی محبت باپ کے ساتھ ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرابتداری کے لحاظ سے بھی اس کے لائق ہیں کیونکہ آپ مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں، اور آپ کی ازواج مطہرات مائیں ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ یعنی آپ کی بیویاں سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جب ازواج مطہرات امہات ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باپ ہوئے۔ جیسا کہ بعض شاذ قراتوں میں وَھُوَ اَبُوْھُمْ کا لفظ بھی آیا ہے۔ یعنی آپ سب کے باپ ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے ساتھ ان کے نفسوں سے بھی زیادہ قریب تر ہیں، اور سارے مسلمان اور مومن آپ کی اولاد ہیں۔ تو جس طرح حقیقی باپ سے محبت طبعی ہے اسی طرح روحانی باپ کے ساتھ محبت طبعی ہے۔ تو حدیث شریف میں محبت سے طبعی محبت مراد لی جائے، تب بھی درست ہے۔ اور محبت کے اسباب میں سے ایک سبب کمال بھی ہے۔ خواہ کمال ظاہری ہو یا باطنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال و جمال ظاہری بھی تھا اور باطنی بھی تھا۔ شکل و صورت کے لحاظ سے بھی آپ سب سے حسین و جمیل تھے، جیسا کہ حضرت جابر فرماتے ہیں

کَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ مسلم (آپ کا چہرہ [illegible] آفتاب [illegible] ماہتاب جیسا تھا)

حضرت ربیع بنت معوذ آپ کے حلیہ میں فرماتی ہیں:۔

لَوْ رَاَیْتَہٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً ( ) اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو کہو، سورج نکل رہا ہے

شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ — مِنْ وَّجْھِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں، کہ تمام مشارق و مغارب میں پھرا، سو میں نے کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا، آپ کے اس قول کا گویا اس شعر میں ترجمہ کیا گیا ہے ؎

آفاقہا گردیدہ ام    مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام    لیکن تو چیزے دیگری

یعنی میں نے تمام آسمان دیکھے ہیں، دنیا کے بہت سے حسینوں کو دیکھا ہے، لیکن آپ جیسا حسین و جمیل کوئی بھی نظر نہیں آیا، لہٰذا نعت خوان دربار نبوی حضرت حسان رضی اللہ عنہ آپ کے حسن و جمال کے بارے میں کیا خوب فرماتے ہیں ؎

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنًا    وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

یعنی آپ ایسے حسین ہیں جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا    اور ایسے جمیل ہیں جس کو کسی ماں نے نہیں جنا

نیز واقف اسرار نبوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

مَا رَاَيْتُ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ وَاِذَا ضَحِكَ يَتَلَأْلَأُ نُوْرُهٗ فِي الْجُدُرِ ( ؟ )

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو زیادہ حسین نہیں دیکھا، ایسا لگتا تھا، گویا آپ کے چہرے میں آفتاب چل رہا ہے، اور جب ہنستے تھے، تو وہ روشنی دیواروں پر پڑتی تھی۔

آپ ہر ظاہری اور باطنی عیبوں سے پاک اور صاف تھے، اور ہر ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مزین تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جن کو شب و روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی تھی، آپ کے حسن و جمال کا کس طرح نقشہ کھینچتے تھے، کہ آپ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا، اور حسن و جمال کے باعث آپ کے چہرے میں آفتاب چلتا ہوا دکھائی دیتا تھا بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ۔ حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ۔ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ، نیز آپ کے حسن و جمال کے باعث جب آپ ہنستے تھے، تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی، نیز ایک دوسرے صحابی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

مَا رَاَيْتُ ذِيْ لِمَّةٍ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

میں نے کوئی بالوں والا، سرخ جوڑا یعنی مخطط لنگی و چادر پہنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا

شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے حسن و جمال کے متعلق کہتے ہیں، کہ جو شخص آپ کو اول مرتبہ میں دیکھتا تھا، تو مرعوب ہو جاتا تھا، اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا، تو محبت کرتا تھا، میں نے

Marfat.com

آپ جیسا صاحب کمال و صاحب جمال نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا۔ اور نہ آپ کے بعد۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ    کَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

یعنی آپ ہر عیب سے مبرا اور پاک و صاف پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا آپ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیے گئے ہیں۔ یعنی آپ میں کوئی ایسا عیب نہ تھا۔ جس کے سبب آپ کے حسن و جمال میں کوئی فرق پڑتا۔ اور آپ کے تمام جسمانی اعضا سے حسن و جمال ٹپکتا ہے۔

آفتاب رشد و ہدایت حضرت علامہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی "سرور المحزون فی ترجمہ نور العیون" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک اس طرح تحریر فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد۔ سفید رنگ مائل بہ سُرخی اور قدرے فراخ سینہ تھے۔ بال مبارک کان کی لو تک دراز تھے اور سفید نہ ہوئے تھے۔ اور کل بیس بال سر اور ڈاڑھی میں سفید اور چمکدار تھے۔ اور روئے انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا سجیل اور معتدل جسم تھا۔ خاموشی کے وقت رعب و جلال برستا تھا۔ گویائی کے وقت لطافت ٹپکتی تھی، جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا، پیکر حسن و جمال سمجھتا تھا۔ اور جو قریب سے دیکھتا ملاحت اور شیرینی محسوس کرتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیریں گفتار کشادہ پیشانی۔ دراز اور باریک ابرو۔ غیر پیوستہ اور بلند بینی۔ نرم رخسار کشادہ دہن تھے۔ اور دندان مبارک چمکدار کشادہ تھے اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، حضرت شاہ صاحب نے پیکر حسن و جمال اور آپ کا روئے انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ کے الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی طرف لطیف اشارہ فرمایا ہے حقیقت تو یہ ہے۔ کہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ حسین تھے۔ کیونکہ چاند پر تو سیاہ دھبہ صاف نظر آتا ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بالکل صاف تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے    چاند کے منہ پر چھائیاں میرے مدنی کا چہرہ صاف

اور آپ کے باطنی جمال و کمال کا کیا کہنا، آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین و سید المرسلین کا خطاب، اور اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا، اور صاحب جمال و کمال کے ساتھ محبت رکھنا۔ اور محبت کا ہونا بھی لازمی امر ہے اور احسان اور اخلاق کی وجہ سے بھی محبت ہوتی ہے، آپ کا احسان تمام عالم پر ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاکیزہ اخلاق کے بارے میں فرماتی ہیں:۔

اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ

آپ قرابتداروں سے سلوک کرنے والے درماندوں اور عاجزوں کو سواری دینے والے، ناداروں کو سرمایہ دینے والے، مہمانوں کی خدمت

Marfat.com

وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ (بخاری) کرنے والے مصیبت زدگان کی اعانت کرنے والے ہیں۔

اس کی ہزاروں مثالیں دنیا میں موجود ہیں، حاتم طائی سے لوگ اس لیے محبت رکھتے ہیں کہ وہ سخی تھا نوشیرواں عادل کا نام اس لیے مشہور ہے کہ وہ انصاف پرور اور رعایا کا ہمدرد تھا۔ سقراط، بقراط اور افلاطون سے لوگ اس لیے محبت کرتے ہیں کہ وہ حکیم و دانا تھے۔ ان سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال درجے کے اخلاق تھے۔ غرض کہ تمام نبیوں میں جو جو خوبیاں تھیں وہ تن تنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں تھیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہم حسن و جمال بے نہایت داری ہم جود کرم بے حد غایت داری
ہم تزکیہ و ہم احسان ! محبوب تو ئی کہ دو آیت داری
حسن یوسف دم عیسٰے ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور محبت شرعی بھی جو دراصل محبت ایمانی ہے۔ اس حدیث سے مراد لے سکتے ہیں۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت یہی ہے کہ رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے اور کوئی کام آپ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ "شفا" میں فرماتے ہیں:-

فَقَالَ سُفْيَانُ الْمَحَبَّةُ اِتِّبَاعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَّهٗ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تابعداری کا نام محبت ہے۔

صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت درجے کی محبت تھی کہ کوئی کام آپ کے قول یا فعل کے خلاف نہیں کرتے تھے "تابعداری آپ کی محبت کی سچی پہچان ہے، بیہقی میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد سے روایت ہے کہ:-

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَوْ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْيُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا ائْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ (البیہقی)

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، آپ کے صحابہ کرام نے وضو کے پانی کو تبرکاً اپنے جسموں پر ملنا شروع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ کس چیز نے تمہیں اس کام پر آمادہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے اس کام پر آمادہ کیا ہے، اس پر آپ نے فرمایا کہ جسے یہ پسند ہو کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھے یا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کریں، تو اسے چاہیے کہ جب بولے سچ بولے، اور اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو ادا کرے، اور ہمسایوں کے ساتھ ہمسائیگی کا حق ادا کرے۔

Marfat.com

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ کی جلد ثانی میں حضرت سہل بن عبداللہ کا یہ ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے:۔

عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ حُبُّ الْقُرْاٰنِ وَعَلَامَۃُ حُبِّ الْقُرْاٰنِ حُبُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَامَۃُ حُبِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُبُّ السُّنَّۃِ وَعَلَامَۃُ حُبِّ السُّنَّۃِ حُبُّ الْاٰخِرَۃِ وَعَلَامَۃُ حُبِّ الْاٰخِرَۃِ بُغْضُ الدُّنْیَا وَعَلَامَۃُ بُغْضِ الدُّنْیَا اَنْ لَّا یَدَّخِرَ مِنْہَا اِلَّا زَادًا وَّبُلْغَۃً اِلَی الْاٰخِرَۃِ

اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی قرآن مجید سے ساتھ محبت کرنا ہے اور قرآن مجید کی محبت کی علامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی پہچان آپ کی سنت کے ساتھ محبت رکھنا ہے اور سنت کی محبت کی نشانی آخرت کی محبت ہے۔ اور آخرت کی محبت کی علامت دنیا کے ساتھ بغض رکھنا ہے اور دنیا کے ساتھ بغض کی علامت یہ ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ذخیرے کے طور پر نہ رکھے، مگر وہ توشہ جو آخرت کی طرف پہنچا دے۔

آپ کو جو چیز محبوب ہوتی، وہ آپ کی محبت کی وجہ سے صحابہ کرام کو بھی محبوب ہوتی تھی، کدو آپ کو بہت مرغوب اور پسند تھا۔ اسی لیے حضرت انس بن مالکؓ بھی اس کو نہایت پسند فرماتے تھے۔ ایک دن وہ کدو کھا رہے تھے۔ خود بخود بول اٹھے۔ کہ اے کدو اس بنا پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے محبت تھی، تو مجھے کس قدر محبوب ہے (ترمذی، کتاب الاطعمہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بھی محبت میں داخل ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام آپ کی حد سے زیادہ تعظیم کرتے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کہ عروہ بن مسعود مکہ والوں کی طرف سے سفیر بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھا۔ تو واپس جا کر اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے:۔

لَمَّا رَجَعَ عُرْوَۃُ اِلٰی اَصْحَابِہٖ اَیْ قَوْمِ قَالَ وَاللّٰہِ لَقَدْ وَفَدْتُ اِلَی الْمُلُوْکِ وَوَفَدْتُ عَلٰی قَیْصَرَ وَکِسْرٰی وَالنَّجَاشِیِّ وَاللّٰہِ اِنْ رَّاَیْتُ مَلِکًا قَطُّ یُعَظِّمُہٗ اَصْحَابُہٗ مَا یُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا وَاللّٰہِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَۃً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِّنْہُمْ فَدَلَکَ بِہَا وَجْہَہٗ وَجِلْدَہٗ وَاِذَا اَمَرَہُمْ

عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ کر گیا، اور یہ کہنے لگا کہ بھائیو! میں تو بادشاہوں کے پاس بھی پہنچ چکا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا، کہ لوگ اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں، جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ان کے صحابی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر وہ تھوکتے ہیں، تو وہ تھوک کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھوں پر گرتا ہے، اور وہ اپنے منہ اور جسم پر تبرک کا مل لیتا ہے، اور وہ جب کوئی حکم دیتے ہیں، تو سب کے سب لپک

Marfat.com

ابتدروا امره واذا توضأ كادوا يقتتلون على وضوئه واذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده وما يحدون اليه النظر تعظيما له ۔

کر ان کے حکم کو بجا لاتے ہیں، اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کو ہر ایک لینے کے لیے چھینا جھپٹی کرتے ہیں، یہاں تک کہ لڑنے جھگڑنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، اور جب وہ بات کرتے ہیں، تو ان کے ساتھی اپنی آوازوں کو پست کر کے خاموش ہو جاتے ہیں، اور کوئی ادب اور تعظیم کی وجہ سے گھور گھور کر ان کو نہیں دیکھتے، سب کی نگاہیں نیچی رہتی ہیں۔

کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہی تعلیم دی ہے۔ کہ رسول کی تعظیم و تکریم کرو۔ اور ان کے سامنے زور زور سے مت بولو، قرآن مجید میں ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

(سورۃ الحجرات)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اجازت سے پہلے تم لوگ سبقت مت کیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تمہارے سب اقوال کو سننے والا، اور تمہارے سب افعال کو جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو، جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو کبھی تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو، بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں، جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے، ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے، جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں، ان میں سے اکثروں کو عقل نہیں ہے، اور اگر یہ لوگ ذرہ برابر بھی صبر اور انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر آجاتے، تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا کیونکہ یہ ادب کی بات تھی، اور اللہ غفور رحیم ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو یہ تعلیم دی ہے، اور یہ ادب سکھایا ہے، کہ تم اپنے نبی کی تعظیم اور توقیر کرو، تمام کاموں میں خدا اور رسول کے پیچھے پیچھے رہو، اور کتاب و سنت کی تابعداری کرو، کوئی کام قرآن و حدیث کے خلاف مت کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، وہ تمہاری باتوں کو سننے والا اور تمہارے ارادوں کو جاننے والا ہے، دوسرا ادب یہ سکھایا ہے، کہ تم اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو، کہ تمہاری آواز غالب آ

جائے اور نبی کی آواز دب جائے۔ آپ کے رحلت فرما جانے کے بعد آپ کی قبر کے پاس زور زور سے بولنا احترام رسول کے خلاف ہے، کیونکہ جس طرح آپ کی زندگی میں آپ کے سامنے چلا چلا کر بولنا منع ہے۔ اسی طرح سے آپ کے انتقال کے بعد بھی، آپ کے مزار شریف کے سامنے چلانا، شور مچانا منع ہے۔ اسی طرح سے آپ کی حدیث کے سامنے جب کہ آپ کی حدیث پڑھی جا رہی ہے چلانا، شور مچانا منع ہے۔ حدیث کی تعظیم رسول ہی کی تعظیم ہے۔ جو لوگ حدیث رسول کے سامنے شور مچاتے ہیں وہ بے ادب اور گستاخ ہیں۔ جس کی ممانعت ان مذکورہ بالا آیتوں میں آئی ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے سلسلہ میں فرمایا:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۚ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (سورۃ الحجرات)

یقیناً ہم نے آپ کو اظہار حق کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے مسلمانو! تم خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو، اور اس کا ادب کرو، اور اللہ کی پاکی بیان کرو، صبح اور شام کے وقت۔

جتنا ہی زیادہ ایمان قوی ہوگا، اتنی ہی زیادہ آپ کے ساتھ محبت ہوگی۔ فتح مکہ میں ہندہ بنت عتبہ مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اس وقت انہوں نے اپنے ایمانی جذبہ کا اظہار اسی طرح سے کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَاءٍ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَّذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَاءٍ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَّعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ (بخاری)

یا رسول اللہ! ساری دنیا میں کسی گھرانے والوں کا ذلیل و خوار ہونا مجھ کو اتنا محبوب و پسندیدہ نہ تھا، جتنا کہ آپ کے گھر والوں کا ذلیل ہونا مجھے پسند تھا، یعنی دنیا میں تمام گھرانوں سے آپ کا گھرانہ میرے نزدیک بہت ذلیل و خوار تھا، لیکن اب اسلام لانے کے بعد بالکل الٹا ہو گیا کہ ساری دنیا میں کسی گھرانے والوں کی اتنی محبت اور عزت نہیں ہے۔ جتنی کہ آپ کے گھرانے والوں سے مجھے محبت ہوئی ہے

یعنی دنیا کے تمام لوگوں سے آپ اور آپ کے گھر والے سب سے زیادہ عزیز ہو گئے ہیں۔ اسی طرح کا واقعہ ثمامہؓ کا بھی پیش آیا، کہ ایمان لاتے ہی محبت رسول ان کے رگ و ریشے میں پیوست ہو گئی، چنانچہ خود ہی ایمان لانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں:۔

وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مِنْ وَجْهٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم آپ سے زیادہ کسی کا چہرہ میرے نزدیک برا نہ تھا، یعنی آپ میرے نزدیک میرے اسلام لانے سے پہلے سب سے زیادہ برے تھے، اور اب

Marfat.com

دِیْنٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ دِیْنِكَ فَاَصْبَحَ دِیْنُكَ اَحَبَّ الدِّیْنِ كُلِّهٖ اِلَیَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ بَلَدِكَ فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ كُلِّهَا اِلَیَّ (مسند)

اسلام لانے کے بعد آپ کا چہرہ مبارک تمام چہروں سے زیادہ محبوب ہے یعنی آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پیارے ہوگئے ہیں خدا کی قسم آپ کے دین سے زیادہ کسی کا دین میرے نزدیک برا نہیں تھا. اور اب آپ کا دین سب دینوں سے زیادہ محبوب ہوگیا ہے. خدا کی قسم کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مجھے برا معلوم نہیں ہوتا تھا. اور اب آپ کا شہر تمام شہروں سے مجھے پسند ہے.

اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی. کہ ایمان والوں کی محبت اللہ اور رسول کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے. والذین آمنوا اشد حبا للہ البقرۃ یہی وہ ہندہ ہیں. جو اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تمام مسلمانوں کی سخت دشمن تھیں. جنگ احد میں سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کی بڑی بے حرمتی کی، اور ان کا پیٹ چاک کرکے کلیجہ نکالا، اور غصہ میں آکر چبا گئیں، لیکن حلق سے نہ اتار سکیں. مجبوراً اگل دینا پڑا فتح مکہ میں مسلمان ہوگئیں، اور اسلام لانے کے بعد ان کی کایا پلٹ گئی جتنی زیادہ دشمن تھیں، اتنی ہی زیادہ محب بن گئیں، اور خویش واقارب اور اپنی جان سے بھی زیادہ آنحضرت کی فدائی ہوگئیں. اسد الغابہ میں یہ لکھا ہے. کہ جب یہ مسلمان ہوکر گھر گئیں، تو جس بت کو وہ روزانہ پوجا کرتی تھیں اسے اپنے ہاتھوں سے توڑ پھوڑ کر پھینک دیا. اور یہ کہا کہ ہم اب تک تیری طرف سے دھوکے میں تھے حضرت ہندہ نے بعض بعض اسلامی لڑائیوں میں بھی شریک رہیں، یہ غازیہ بہت فیاض اور دانشمند تھیں. ان کا بیان ہم نے خواتین جنت میں لکھا ہے.

قاضی عیاض نے الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی کی جلد ثانی میں لکھا ہے. کہ حضرت عمرؓ اپنے خلافت کے زمانے میں رعایا کی خبر گیری کے لیے ایک رات کو گشت کرتے کرتے ایک گھر پر پہنچے، جس میں ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ جل رہا تھا. اور ایک بوڑھی عورت اون دھنک رہی تھی، اور ساتھ ہی ساتھ محبت کا یہ ترانہ نہایت جوش و خروش سے گا رہی تھی ؎

عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوَاتُ الْاَبْرَارِ     صَلّٰی عَلَیْهِ الطَّیِّبُوْنَ الْاَخْیَارُ

قَدْ كُنْتَ قَوَّامًا بُكَاءً بِالْاَسْحَارِ     یَا لَیْتَ شِعْرِیْ وَالْمَنَایَا اَطْوَارُ

هَلْ یَجْمَعُنِیْ وَحَبِیْبِی الدَّارُ

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ابرار اور نیک لوگوں کے درود نازل ہوں، اور پاکیزہ اور پسندیدہ لوگ آپ پر درود سلام بھیجیں، آپ تو ہمیشہ شب بیداری کرنے والے، اور آخری رات میں خشیت الٰہی کی وجہ سے

آہ و بلکنے والے تھے، موتیں تو بہتیری ہی آتی رہتی ہیں، کاش کہ مجھے یہ معلوم ہو جاتا، کہ مرنے کے بعد میرے حبیب و محبوب سے ملاقات ہو جاتی، اور زیارت نصیب ہو جاتی۔

یہ محبت کا ترانہ گاتی جاتی، اور اون دھنتی جاتی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر اسی جگہ بیٹھ گئے، اور بہت دیر تک روتے رہے اور کئی دن تک ان دلگداز اشعار سے بیمار پڑے رہے، سچ ہے ؎

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے!

صحابہ کرام اور صحابیات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے بہت سے واقعات ہیں جن کو پوری تفصیل کیساتھ بیان کرنے سے ہم قاصر ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ

---

# خطبہ ۲۲، شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهٗ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ اللَّيْلِ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

نماز کو قائم رکھیے آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کے وقت قرآن پڑھیے یقیناً فجر کے وقت قرآن پڑھنے پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں، رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کیجیے یہ زیادتی آپ کے لیے ہے، عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود کے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے

Marfat.com

یہ مقام بڑا اعلیٰ اور ارفع مقام ہے، یہ منصب صرف آپ ہی کو دیا جائے گا، یہاں پہ ساری مخلوق آپ کی تعریف کرے گی۔ اور خود خالق اکبر بھی آپ کا ثناخواں ہوگا، اور یہی مقام شفاعت کا مقام ہوگا، جہاں آپ گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے، اور اسی مقام پہ آپ کا لوا الحمد بھی نصب ہوگا، جس کے تلے سارے انبیاء ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَآءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ (ترمذی)

میں قیامت کے دن سب انسانوں کا سردار ہوں گا اور اس میں فخر نہیں ہے، اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا، اور اس میں کوئی شیخی اور فخر نہیں ہے، اور آدم علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا، اور اس میں کوئی فخر نہیں ہے۔

قیامت کے روز میدان محشر میں سب لوگ اپنے اپنے مقام پہ کھڑے ہو جائیں گے، آفتاب ایک میل یا سرمہ کی سلائی کے برابر کے فاصلہ پر ہو جائے گا۔ آسمان سے چمکنے والی بجلیاں اور خوفناک آوازیں سنائی دیں گی۔ آفتاب کی گرمی کی وجہ سے تمام لوگوں کے جسموں سے پسینہ جاری ہو جائے گا، مومنوں اور نیک بخت مومنوں کے تو صرف تلوے تر ہوں گے۔ عام مومنوں کے ٹخنے، پنڈلی، زانو، کمر، سینہ اور گردن تک اعمال کے موافق پسینہ چڑھ جائے گا۔ کفار منہ اور کانوں تک پسینہ میں ڈوب جائیں گے، ایک ہزار سال کی مقدار تک لوگ سخت پریشانی میں مبتلا رہیں گے۔ مگر سات قسم کے لوگ عرش الٰہی کے سایہ میں ہوں گے۔

(۱) عادل بادشاہ (انصاف کرنے والا) (۲) نوجوان عابد (۳) وہ شخص جو صرف اللہ کی یاد اور نماز کی غرض سے ہمیشہ مسجد سے دل لگائے رکھے (۴) وہ شخص جو خلوت اور تنہائی میں اللہ کے ڈر سے رویا کرے (۵) وہ دو شخص جو صرف اللہ کی رضا مندی کے لیے ایک دوسرے سے محبت کریں (۶) وہ شخص جس کو خوبصورت اور اونچے درجے کی عورت بدفعلی کے لیے بلائے، مگر وہ صرف اللہ کے ڈر کی وجہ سے پاس بھی نہ جائے (۷) وہ شخص جو خیرات اس طرح کرے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو خبر بھی نہ ہو (بخاری شریف)، بعض دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی عرش کے سایہ میں ہوں گے، جیسا کہ ان کا بیان عرش الٰہی کے سایہ تلے والے خطبہ میں آ رہا ہے۔

الغرض یہ سب لوگ نہایت راحت و آرام میں ہوں گے، ان کو بھوک اور پیاس کی کوئی تکلیف نہ ہوگی ان کے سوا دوسرے لوگ دھوپ کی گرمی کی وجہ سے سخت پریشان ہوں گے، بھوک اور پیاس سے لوگ لاچار ہو کر خاک پھانکیں گے، اور پیاس بجھانے کی غرض سے حوض کوثر کی طرف جائیں گے، قیامت کے دن ہر نبی

Marfat.com

کو ایک ایک حوض دیا جائے گا۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض تمام نبیوں کے حوضوں سے بڑا ہو گا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا۔ اور مشک سے زیادہ خوشبو دار ہو گا۔ اور جو ایک مرتبہ پی لے گا، پھر پیاسا نہ ہو گا۔ اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ بیشمار ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں کو وضو کے نشان دیکھ کر پہچان لیں گے، اور ان ہی کو بلائیں گے، ہاں ان میں سے بدعتیوں کو آپ دھتکار کر حوض کوثر سے ہٹا دیں گے لہٰذا بدعتی اس نعمت سے بھی محروم رہ جائیں گے۔

بہرکیف میدان محشر میں لوگ بہت پریشان ہوں گے، ایک ہزار سال تک پریشانیوں میں تکلیفوں میں مبتلا رہیں گے، بالآخر مجبور ہو کر سفارش کرنے والوں کو تلاش کریں گے۔

فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلٰئِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ شَفِّعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ (بخاری)

چنانچہ تلاش کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور ان سے کہیں گے، کہ اے آدم علیہ السلام! کیا آپ لوگوں کا حال نہیں دیکھ رہے ہیں، کہ وہ کس مصیبت میں گرفتار ہیں، آپ بڑے مرتبہ والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور فرشتوں سے سجدہ کرایا، اور تمام چیزوں کے نام آپ کو بتائے۔ آپ ہماری سفارش کیجیے، تاکہ اس جگہ سے ہم کو نجات ہو کر آرام ملے حضرت آدم ان کے جواب میں یہ فرمائیں گے، کہ میں اس کے لائق نہیں ہوں، اور ان کے سامنے اپنا گناہ یاد کریں گے جس کو انھوں نے کیا تھا۔

یعنی ممنوع درخت کھالیا تھا، اس لیے وہ سفارش کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے، بلکہ یہ فرمائیں گے کہ تم سب نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کے لیے پہلا رسول بنا کر بھیجا تھا۔

فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ۔ وہ سب مل کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور ان سے بھی یہی عرض کریں گے، کہ آج ہماری سفارش کیجیے۔ اور اس مصیبت سے نجات دلایے، ان کو بھی وہ گناہ یاد آجائے گا، جو دنیا میں ان سے سرزد ہوا تھا، اس لیے وہ معذرت کے طور پر کہیں گے کہ میں اس کے لائق نہیں ہوں، لیکن تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ خدا کے لاڈلے اور پیارے ہیں، وہ تمہاری سفارش کرا دیں گے، چنانچہ وہ سب مل کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے بھی یہی درخواست کریں گے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی وہ گناہ یاد آجائے گا، جو ان سے صادر ہو گیا تھا۔ وہ بھی اپنی مجبوری بیان کر کے کہیں گے، کہ میں اس لائق نہیں ہوں، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے خاص بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو توراۃ عنایت فرمائی تھی اور ان سے ہم کلام ہوا تھا چنانچہ وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور ان سے بھی یہی درخواست

Marfat.com

کریں گے۔ موسیٰ علیہ السلام بھی ان سے یہی فرمائیں گے، کہ میں اس کے لائق نہیں ہوں، اور اپنے اس گناہ کو یاد کریں گے، جو ان سے سرزد ہوا تھا، جس سے وہ شرمندہ ہوں گے، اور یہ فرمائیں گے، کہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو خدا کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اس کے خاص کلمہ اور روح ہیں، یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور سفارش کی درخواست کریں گے، عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی فرمائیں گے، کہ میں اس کے لائق نہیں ہوں، تم سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے ایسے مقبول بندے ہیں جن کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَيَأْتُونِي فَانْطَلِقُ فَاسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ الحدیث (بخاری)

یعنی یہ سب جمع ہو کر میرے پاس آئیں گے، میں جاؤں گا، اور اپنے پروردگار کے دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا، اور جب تک اس کو منظور ہے سجدے میں ہی پڑا رہنے دے گا، اس کے بعد حکم ہو گا، کہ محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو، تمہاری عرض سنی جائے گی، تمہاری درخواست منظور ہو گی، تمہاری سفارش قبول ہو گی، اس وقت میں اپنے مالک کی ایسی ایسی تعریفیں بیان کروں گا، جو وہ مجھ کو سکھلائے گا، پھر لوگوں کی سفارش میں کرونگا سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائیگی، میں ان کو بہشت میں لے جاؤنگا

پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا، اور اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا، جب تک پروردگار چاہے گا، مجھ کو سجدے میں پڑا رہنے دے گا، اس کے بعد ارشاد ہو گا، محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ، جو کچھ تم کہو گے سنا جائے گا، اور سفارش کرو گے قبول ہو گی، پھر میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریفیں کروں گا، جو اللہ نے مجھ کو سکھلائیں یا سکھلائے گا، اس کے بعد سفارش کروں گا، لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی، میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا، پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس حاضر ہوں گا، اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا، جب تک میرا پروردگار چاہے گا، مجھ کو سجدے میں گرا رہنے دے گا، اس کے بعد ارشاد ہو گا، کہ محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ، جو تم کہو گے سنا جائے گا، اور سفارش کرو گے، تو قبول ہو گی، پھر میں اپنے پروردگار کی ایسی تعریفیں کروں گا، جو اللہ نے مجھ کو سکھائیں، اس کے بعد سفارش کروں گا، لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائیگی، میں ان کو بہشت میں لے جاؤں گا، پھر لوٹ کر اپنے پروردگار سے عرض کروں گا، اے پاک پروردگار، اب تو دوزخ میں ایسے ہی لوگ رہ گئے ہیں، جو قرآن کے بموجب دوزخ ہی میں ہمیشہ رہنے کے لائق ہیں (یعنی کافر اور مشرک)، حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دوزخ سے وہ لوگ بھی نکال لیے

Marfat.com

جائیں گے، جنہوں نے دنیا میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہوگا، اور ان کے دل میں ایک جَو کے برابر ایمان ہوگا، پھر وہ لوگ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہوگا، اور ان کے دل میں گیہوں کے برابر ایمان ہوگا، پھر وہ بھی نکال لیے جائیں گے جنہوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہوگا، اور ان کے دل میں چیونٹی کے برابر ایمان ہوگا (بخاری شریف)

بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موحد گنہگاروں کی ضرور سفارش فرمائیں گے، اور یہ سفارش خدا کے حکم کے مطابق ہوگی کیونکہ بغیر خدائی حکم کے کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا، قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے متعدد آیتوں میں اسی طرح سے فرمایا ہے:۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (سورۃ النبأ)

جس دن روح اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے. توکوئی کلام نہ کر سکے گا، جسے رحمٰن اجازت دے دے اور ٹھیک بات زبان سے نکالے.

یعنی جو موحد ہوگا، لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہوگا، تو بحکم خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سفارش فرمائیں گے اور فرمایا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرۃ)

کون ہے جو بغیر خدا کی اجازت کے سفارش کر سکے.

ایک اور جگہ فرمایا:۔

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (سورۃ مریم)

کسی کو شفاعت کا اختیار نہیں ہوگا، سوائے ان کے جنہوں نے خدا کی طرف سے قول و قرار لیا ہو.

یعنی خدا کی توحید کی گواہی دی، اور اسی پر ہمیشہ قائم رہے. اور فرمایا:۔

وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (الانبیاء)

وہ کسی کی سفارش نہیں کریں گے، مگر اس کی جس سے خدا خوش ہو.

لہٰذا بغیر ایمان اور توحید کے شفاعت کی امید نہیں کی جا سکتی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کی بابت فرمایا، کہ:۔

اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

تم ایمان لاکر اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچالو کیونکہ بغیر ایمان لائے اللہ کی جانب سے میں تمہارے لیے کچھ کام نہیں کر سکتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اذان کے بعد جو شخص اس دعا کو سچے دل سے پڑھے گا، تو میں اس کے لیے سفارش کروں گا، وہ دعا یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ

اے اس پوری پکار (اذان) اور کھڑی ہونے والی نماز کے پروردگار، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ وسیلہ اور

Marfat.com

وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ (ترمذی)

بزرگی، اور جس مقام محمود کا وعدہ فرمایا ہے، وہ عنایت فرما

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا:۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَنْ لَّا يَسْاَلُنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَاَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ مِنْ نَّفْسِهٖ،

قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ کون مستحق ہوگا، کس کی قسمت میں یہ نعمت ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابوہریرہؓ میں جانتا تھا، کہ تم سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں حدیث سننے کی کیسی حرص ہے، اب سن لو، کہ سب سے زیادہ میری شفاعت کا نصیب ہونا اس شخص کے لیے ہوگا، جس نے اپنے دل سے یا اپنے جی کے خلوص کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آپ کو خوش فرما دے گا، یعنی آپ کو امت کی مغفرت کی بڑی فکر رہتی تھی اور بعض دفعہ آپ رو بھی پڑتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا:۔

وَالضُّحٰى ۝ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (سورۃ الضحیٰ)

قسم ہے چاشت کے وقت کی، اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے، نہ تو تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے، نہ وہ بیزار ہوگیا ہے یقیناً تیرے لیے انجام، آغاز سے بہتر ہے، تجھے تیرا رب بہت جلد انعام دے گا، اور تو راضی اور خوش ہو جائے گا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے، کہ ہم آپ کو ایسی ایسی نعمتیں دیں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں گے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو ہم شفاعت کرنے کا حکم دیں گے اور آپ شفاعت کر کے اپنی امت کو بخشوالیں گے، اور آپ کو ہم حوض کوثر بھی عطا کریں گے، جس کے کنارے کنارے بے شمار آبخورے ہوں گے، اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، اور دودھ سے زیادہ سفید ہوگا، جو ایک مرتبہ پی لیگا، وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، آپ اپنے دست مبارک سے اپنے امتیوں کو پلائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

بے شک ہم نے تجھے حوض کوثر اور بہت کچھ دیا ہے، پس تو اپنے رب کی نمازیں پڑھ اور قربانی کر، یقیناً تیرا دشمن ہی بے نام ونشان ہے،

Marfat.com

یہ آپ کو ڈرادر، آپ کی شفاعت آپ کے ماننے والوں کے لیے ہے، جو لوگ آپ کے خلاف کام کرنے والے یا دین میں نئی نئی باتیں نکالنے والے ہیں، وہ اس سے محروم ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي (بخاری، مسلم)

میں اپنے حوض پر سب سے پہلے پہنچوں گا، جو میرے پاس سے گذرے گا، وہ اس حوض کا پانی پیے گا، اور جس نے پی لیا، وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے، جن کو میں پہچانتا ہوں گا، اور وہ بھی مجھے پہچانتے ہوں گے، ان کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا، میں کہوں گا یہ لوگ میرے ہیں، تو مجھ سے کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے، کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئی باتیں دین میں نکالی تھیں، تو میں کہوں گا کہ جس نے میرے دین میں نئی بات پیدا کر دی ہے، اس کے لیے دوری ہو، دوری ہو۔

یعنی ایسے لوگوں کو اپنے پاس سے دھتکار دوں گا، تو جن کو آپ نے دھتکار دیا، پھر بھلا اس کے لیے کہاں سفارش اور کہاں پناہ کی جگہ، سوچیے تو سہی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے ایک غلطی ہو گئی تھی جس کے کفارہ میں دو سو برس تک خدا سے ڈرتے اور معافی چاہتے رہے، لیکن اس کے باوجود خدا کے سامنے شفاعت کے لیے جانے سے ڈرتے ہیں تو ان کا کیا حال ہے، جو رات اور دن اللہ و رسول کی نافرمانی ہی کرتے رہتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام خدا کے لاڈلے اور پیارے بندے اور بہت بڑے رسول ہیں سینکڑوں برس خدا کے راستے میں ستائے گئے، اور اپنے خون میں شرابور ہوتے رہے، لیکن ایک معمولی لغزش ہو جانے کی وجہ سے خدا کے سامنے جانے سے شرمائیں گے، آپ صاف صاف فرما دیں گے، کہ میں اس کے لائق نہیں ہوں، تو جو لوگ ہمیشہ برائیوں میں، گناہوں میں اور عیبوں میں لگے رہتے ہیں، وہ نبیوں کی سفارش کے کیسے مستحق ہو سکتے ہیں،

حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے خلیل اور دوست ہیں، خدا کے نزدیک ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے، لیکن زندگی میں تین مرتبہ جھوٹ بولنے کی وجہ سے خدا کے سامنے شفاعت کے لیے جانے سے انکار کر دیں گے تو جو لوگ رات دن جھوٹ ہی جھوٹ بولنے پہ تلے رہتے ہیں، تو ان کا کیا حال ہوگا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور وجیہ اللہ بھی ہیں، لیکن ایک آدمی کو تھپڑ مارنے کی وجہ سے خدا کے پاس جانے سے انکار کر دیں گے، تو جو لوگ رات دن گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں، اور حق اللہ اور حق العباد کی حق تلفی کرتے رہتے ہیں، ان کا کیا حشر ہوگا،

بہر حال نبیوں کی، ولیوں، شہیدوں کی اور حق پرست علما کی، شفاعت ضرور منظور ہوگی، جب کہ لوگوں میں اس کی صلاحیت پائی جائے گی، اور شفاعت کی صلاحیت ان ہی لوگوں کے لیے ہے، جو سچے دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل ہوں گے اور اسی توحید پر ان کا خاتمہ بالخیر ہوا ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توحید اور اتباع سنت پر قائم رکھے، اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ٥

---

# خطبہ ۲۳ معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نِدَّ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ وَاَشْهَدُ اَنَّ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سُبْحَانَ الَّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِىْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (بنی اسرائیل)

"پاک ہے وہ خدا تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، تاکہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے"

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے واقعہ کو نہایت جامع لفظوں میں بیان فرمایا ہے، جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص فضیلت ثابت ہوتی ہے، یہ کسی نبی اور رسول کو مرتبہ نہیں ملا، قرآن مجید میں معراج کا بیان دو سورتوں میں اجمالی طور پر آیا ہے، ایک سورۃ بنی اسرائیل میں، اور دوسرے سورۃ النجم میں، اور حدیثوں میں نہایت بسط اور تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے، سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالنَّجْمِ قسم ہے ستارے کی جب وہ جھکے کہ تمہارے ساتھی نے نہ

إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۝ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ ۝ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ۝ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۝ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۝ (النجم)

راہ گم کی ہے، اور نہ ٹیڑھی راہ پر ہے، اور نہ اپنی نفسانی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ (قرآن)، تو صرف وحی ہے، جو اتاری جاتی ہے، اسے پوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے جو زور آور ہے، وہ سیدھا کھڑا ہو گیا، اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا، پھر نزدیک ہوا، اور اتر آیا، پس دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا، بلکہ اس سے بھی کم، پس اس نے خدا کے بندے کو پیغام پہنچایا جو بھی پہنچایا، جو دیکھا اس میں پیغمبر کے دل نے جھوٹ نہیں کہا، کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو پیغمبر دیکھتے ہیں اسے تو ایک مرتبہ اور دکھایا تھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، جبکہ سدرۃ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو چھپا رہی تھی، نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی، یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں سے بعض نشانیاں دیکھ لی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں بڑی بڑی نشانیاں دکھائی ہیں، ان کی تفصیل حدیثوں میں آئی ہے، خاکسار اس واقعہ کو مختلف احادیث سے منتخب ملخص کر کے بیان کر رہا ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ معراج والی رات میں جب کہ بیت اللہ شریف سے آپ کو بلایا گیا۔ آپ کے پاس تین فرشتے آئے، جبکہ آپ سو رہے تھے، ان میں سے اگلے نے پوچھا، کہ ان سب میں سے کون ہیں؟ درمیان والے نے جواب دیا، کہ یہ سب سے اچھے ہیں، تو سب سے آخر والے نے کہا، کہ بس پھر ان کو لے چلو، اس رات میں صرف اتنا ہی ہوا، آپ نے انہیں دیکھا نہیں، دوسری رات پھر یہ تینوں آئے، اس وقت بھی آپ سو رہے تھے، لیکن آپ کا سونا اس طرح کا تھا کہ آنکھیں سو رہی تھیں۔ اور دل جاگ رہا تھا، تمام انبیاء کی نیند اسی طرح کی ہوتی ہے۔ اس رات انہوں نے آپ سے کوئی بات نہیں کی، آپ کو اٹھا کر چاہ زمزم کے پاس لٹایا، اور سینہ گردن تک خود جبرائیل نے اپنے ہاتھ سے چاک کیا، اور سینہ اور پیٹ کی تمام چیزیں نکال کر انہیں اپنے ہاتھ سے زمزم کے پانی سے دھویا، جب خوب پاک صاف کر چکے تو آپ کے پاس ایک سونے کا طشت لایا گیا، جس میں سونے کا ایک بڑا پیالہ تھا، جو حکمت اور ایمان سے پر تھا۔ اس سے آپ کے سینے کو اور گلے کی رگوں کو پر کر دیا، پھر سینے کو سی دیا گیا، پھر آپ کے پاس ایک تیز رفتار سواری لائی گئی، جس کا نام براق تھا، جو صحیح معنوں میں برق رفتار تھا، منتہائے نظر پر ایک قدم رکھتا تھا (مسلم)

Marfat.com

حضرت جبرائیل نے اس کو پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار ہونے کے لیے کہا، آپ نے سوار ہونے کا جب ارادہ کیا، تو وہ براق کسی قدر شوخی اور تیزی کرنے لگا، حضرت جبرائیل نے اس کے کان میں کہا، کہ تجھے معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم و محترم کوئی نہیں ہے جو تجھ پر سوار ہوا ہو، یہ سنکر براق عرق عرق اور پسینہ پسینہ ہوگیا (ترمذی شریف)

آپ اس پر سوار ہوگئے، حضرت جبرائیل آپ کے رفیق اور ہم رکاب ہوئے، جب آپ منزل مقصود کی طرف تشریف لے چلے، تو جاتے جاتے راستے میں ایک ایسی زمین پر گذر ہوا جس میں کھجوروں کے بہت درخت تھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، کہ آپ یہاں اتر کر دو رکعت نفل نماز پڑھ لیجئے، آپ نے نماز پڑھ لی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، کہ یہ مدینہ کی سرزمین ہے، جہاں آپ نے ابھی نماز پڑھی ہے۔ پھر آپ وہاں سے تشریف لے چلے، تو ایک سفید زمین پر آپ کا گذر ہوا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، کہ یہاں بھی نماز پڑھ لیجئے، آپ نے یہاں بھی نماز پڑھی، جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، کہ آپ نے مدین میں نماز پڑھی ہے، پھر آپ کا گذر بیت اللحم پر ہوا، وہاں بھی آپ سے نماز پڑھوائی گئی، جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے، بزار، طبرانی، بیہقی، پھر آپ کا گذر طور سینا پر ہوا، یہاں بھی آپ سے نماز پڑھوائی گئی، اور یہ کہا گیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا تھا (نسائی)

پھر آگے چلتے راستہ میں بہت سی عجیب و غریب باتیں ملاحظہ فرمائیں، جن میں سے بعض باتیں تفسیر ابن کثیر وغیرہ کے حوالہ سے عبرت اور نصیحت کے طور پر یہاں بیان کی جارہی ہیں، آپ کو حضرت جبرائیل لے چلے، آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا، کہ وہ کھیتی کاٹتی ہے، اور فوراً وہ بڑھ جاتی ہے، اور ایسی ہو جاتی ہے، جیسے وہ پہلے تھی، حضرت جبرائیل سے آپ نے پوچھا، کہ یہ کون لوگ ہیں، فرمایا، کہ یہ راہ خدا کے مجاہدین ہیں، جن کی نیکیاں سات سات سو تک بڑھتی ہیں، اور جو خرچ کریں، اس کا بدلہ پاتے ہیں، اللہ تعالیٰ بہترین رازق ہے،

پھر آپ کا گذر اس قوم پر ہوا، جن کا سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے، ہر بار ٹھیک ہو جاتے، اور کچلے جاتے دم بھر کی مہلت انہیں نہیں ملتی تھی، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل نے فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نمازوں کے وقت بھاری ہو جاتے تھے، پھر میں نے دیکھا، کہ کچھ لوگوں کے آگے اور پیچھے دھجیاں لٹک رہی ہیں اور اونٹ کی طرح کانٹے دار جہنمی درخت چر چگ رہے ہیں، اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے ہیں، میں نے کہا، یہ کون لوگ ہیں، جبرائیل نے فرمایا، یہ لوگ اپنے مال کی زکوۃ نہ دینے والے ہیں، اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا، بلکہ یہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے،

پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا، کہ ان کے سامنے ایک ہانڈی میں صاف ستھرا گوشت ہے، اور دوسری میں

خبیث، سڑا ہوا، گندہ گوشت ہے، یہ اس اچھے گوشت سے تو رک دیے گئے ہیں، اور اس سڑے ہوئے بدبو دار اور بدمزہ گوشت کو کھا رہے ہیں۔ میں نے سوال کیا، کہ یہ کس گناہ کے مرتکب ہیں، جواب ملا، کہ یہ وہ مرد ہیں، جو اپنی حلال بیویوں کو چھوڑ کر حرام عورتوں کے پاس رات گذارتے تھے۔ اور یہ وہ عورتیں ہیں، جو اپنے حلال خاوندوں کو چھوڑ کر اوروں کے یہاں رات گذارتی تھیں، پھر آپ نے دیکھا، کہ راستہ میں ایک لکڑی ہے، کہ ہر کپڑے کو پھاڑ دیتی، اور ہر چیز کو زخمی کر دیتی ہے، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ آپ کے ان امتیوں کی مثال ہے، جو راستہ روک کر بیٹھ جاتے ہیں پھر اس آیت کو پڑھا، لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ یعنی ہر راستہ پر لوگوں کو خوفزدہ کرنے اور راہ خدا سے روکنے کو نہ بیٹھا کرو،

پھر آپ نے دیکھا، کہ ایک شخص بہت بڑا ڈھیر جمع کیے ہوئے ہے، جسے اٹھا نہیں سکتا، پھر بھی وہ اور بڑھا رہا ہے، پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے، جس کے اوپر لوگوں کے حقوق اس قدر ہیں، کہ وہ ہرگز ادا نہیں کر سکتا، تاہم وہ اور حقوق چڑھاتا جا رہا ہے، اور امانتیں لے رہا ہے، پھر آپ نے ایک جماعت کو دیکھا، کہ ان کی زبانیں، اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، ادھر کٹے ادھر درست ہو گئے یہی حال برابر جاری ہے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، فرمایا یہ فتنے کے واعظ اور خطیب ہیں، پھر دیکھا، کہ ایک چھوٹے سے پتھر کے سوراخ میں سے ایک بڑا بھاری بیل نکل رہا ہے، پھر وہ لوٹنا چاہتا ہے، لیکن نہیں جا سکتا، پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ شخص ہے، کہ جو کوئی بڑا بول بولتا تھا، پھر اس پر نادم تو ہوتا تھا، لیکن لوٹا نہیں سکتا تھا،

پھر آپ ایک وادی میں پہنچے، وہاں نہایت نفیس، خوشگوار ٹھنڈی ہوا، اور دل خوش کن معطر خوشبودار راحت وسکون کی مبارک صدائیں سن کر آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا، یہ جنت کی آواز ہے، وہ کہہ رہی ہے کہ خدا مجھ سے اپنا وعدہ پورا کر، میرے بالاخانے، ریشم، موتی، مونگے، سونا، چاندی، جام، کٹورے، شہد، پانی، دودھ، شراب وغیرہ وغیرہ نعمتیں بہت زیادہ ہو گئیں ہیں، اسے خدا کی طرف سے جواب ملا، کہ ہر ایک مومن مرد وعورت جو مجھے اور میرے رسول کو مانتا ہو، نیک عمل کرتا ہو، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، نہ میرے برابر کسی کو سمجھتا ہو، وہ سب لوگ تجھ میں داخل ہوں گے، سن! جس کے دل میں میرا ڈر ہے وہ ہر خوف سے محفوظ ہے، جو مجھ سے سوال کرتا ہے، وہ مجھ سے محروم نہیں رہتا، جو مجھے قرض دیتا ہے میں اسے بدلہ دیتا ہوں، جو مجھ پر توکل کرتا ہے، میں اسے کفایت کرتا ہوں، میں سچا معبود ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میرے وعدے خلاف نہیں ہوتے، مومن نجات یافتہ ہیں، اللہ تعالیٰ بابرکت ہے، جو سب سے بہتر خالق ہے، یہ سن کر جنت نے کہا، کہ اب میں خوش ہو گئی،

پھر آپ ایک دوسری وادی میں پہنچے، جہاں بہت بری، بھیانک اور مکروہ آوازیں آ رہی تھیں، اور سخت

بدبو تھی. آپ نے اس کی بابت بھی جبرائیل سے پوچھا. انہوں نے بتایا کہ یہ جہنم کی آواز ہے. جو کہہ رہی ہے, کہ خدایا مجھ سے اپنا وعدہ پورا کر, اور مجھے وہ دے. میرے طوق اور زنجیر میرے شعلے اور گرمائش, میرا تھوہر اور میرا لہو, پیپ, میرے عذاب, سزا کے سامان بہت وافر ہو گئے ہیں, میرا گہراؤ بہت زیادہ ہے, میری آگ بہت ہے کچھ وہ دے, جس کا وعدہ مجھ سے ہوا ہے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا, ہر کافر خبیث, منکر اور بے ایمان مرد و عورت تیرے لیے ہے. یہ سن کر جہنم نے اپنی رضامندی ظاہر کی.

امام بیہقیؒ نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے, کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں ایک مقام سے مجھے نہایت ہی اعلیٰ اور مست خوشبو کی مہک آنے لگی, میں نے پوچھا, کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ جواب ملا, کہ فرعون کی لڑکی کی مشاطہ اور اس کی اولاد کے محل کی ہے, فرعون کی شاہزادی کو کنگھی کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اتفاقاً کنگھی گر پڑی, تو اس کی زبان سے بے ساختہ بسم اللہ نکل گیا, اس پر شہزادی نے اس سے کہا. اللہ تو میرے باپ ہی ہیں. اس نے جواب دیا نہیں, اللہ تعالیٰ وہ ہے, جو مجھے اور تجھے اور خود فرعون کو روزیاں دیتا ہے, اس نے کہا اچھا کیا تو میرے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا رب مانتی ہے اس نے جواب دیا. کہ ہاں میرا اور تیرا اور تیرے باپ کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے. اس نے اپنے باپ فرعون سے کہلوایا. وہ بہت غضب ناک ہوا. اور اسی وقت اسے بر سر دربار بلوا بھیجا, اور کہا, کہ کیا تو میرے سوا کسی اور کو اپنا رب مانتی ہے؟ اس نے کہا, ہاں, میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے, جو بلندیوں اور رفعتوں والا ہے, فرعون نے پھر اسی وقت حکم دیا, کہ تانبے کی جو دیگ بنی ہوئی ہے, اسے خوب تپایا جائے, اور جب وہ بالکل آگ جیسی ہو جائے. تو اس کے بچوں کو اس میں ایک ایک کرکے ڈال دیا جائے, اور خود اسے بھی اس میں ڈال دیا جائے, چنانچہ وہ گرم کی گئی. جب وہ آگ جیسی ہو گئی, تو حکم دیا, کہ اس کے بچوں کو ایک ایک کرکے اس میں ڈالنا شروع کرو, اس نے کہا, بادشاہ ایک درخواست میری منظور کرو, وہ یہ کہ میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک ہی جگہ ڈال دینا, فرعون نے کہا, تیرے حقوق میرے ذمہ کچھ ہیں, اس لیے یہ منظور ہے, جب اور سب بچے اس میں ڈال دیے گئے, اور سب جل کر راکھ ہو گئے, تو سب سے چھوٹے بچے کی باری آئی, جو ماں کی چھاتی سے لگا ہوا دودھ پی رہا تھا, فرعون کے سپاہیوں نے جب اسے گھسیٹا, تو اس نیک بندی کے آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا, خدا نے اس بچے کو اسی وقت زبان دے دی, اور اس نے باآواز بلند کہا, اماں جان! افسوس نہ کرو, ماں جان ذرہ برابر بھی پس و پیش نہ کرو, حق پر جان دینا ہی سب سے بڑی نیکی ہے, چنانچہ انہیں صبر آگیا, اسے بھی اس میں ڈال دیا گیا, اور آخر میں ان بچوں کی ماں کو بھی رضی اللہ عنہم اجمعین, یہ خوشبو کی مہکیں اسی کے جنتی محل سے آرہی ہیں, آپ نے اس واقعہ کے ساتھ ہی بیان فرمایا, کہ چار چھوٹے بچوں نے گہوارے ہی میں بات چیت کی, ایک تو

Marfat.com

یہی بچہ، اور ایک وہ بچہ جس نے حضرت یوسفؑ کی پاکدامنی کی شہادت دی تھی، اور ایک وہ بچہ جس نے حضرت جریج ولی اللہ کی پاکدامنی کی شہادت دی تھی، اور حضرت عیسٰی بن مریم علیہما السلام (تفسیر ابن کثیر)

بہر حال جنت اور دوزخ کی گفتگو سن کر آپ آگے تشریف لے چلے۔ تو آپ نے یہ ملاحظہ فرمایا، کہ ایک گروہ ہے، جن کے منہ، زبان اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں، حضورؐ نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں، عرض کیا کہ یہ لوگ بادشاہوں اور امیروں کے مخبر اور سی آئی ڈی ہیں، جو رعایا کی طرف سے جھوٹی خبریں پہنچا کر لوگوں پر ظلم کراتے تھے، حضورؐ افسوس کرتے ہوئے آگے چلے، تھوڑی دور جا کر ملاحظہ کیا، کہ کچھ لوگ گرفتار ہیں، اور ملائکہ ان کے جسم سے گوشت کے ٹکڑے کاٹتے اور انہیں کھانے کو دیتے ہیں، حضرت جبرائیل نے عرض کیا، کہ جناب یہ لوگ غیبت کرنے والے ہیں، اب قیامت تک یہ اپنا گوشت آپ کھاتے رہیں گے۔

پھر آپ فرماتے ہیں، کہ میں نے ایک اور گروہ کو دیکھا، جس کا منہ سیاہ ہے، آنکھیں نیلی، نیچے کا ہونٹ ان کا زمین پر پڑا ہوا گھسٹتا ہے، اوپر کا ہونٹ سر پر رکھا ہے، لہو اور پیپ ان کے منہ سے جاری ہے، جس کی بدبو سے میدان سڑا جاتا ہے، آپ نے پوچھا، کہ اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں، عرض کیا، کہ یہ شراب خوار، نابکار ہیں، فرماتے ہیں، کہ میرا گذر ایک اور گروہ پر ہوا جن کے منہ سور کے سے تھے، ان کی زبانیں پشت کی جانب سے کھینچی گئی تھیں، اور وہ سخت عذاب میں مبتلا تھے، حضرت جبرائیل نے کہا، کہ یا حضرت یہ جھوٹی گواہی دینے والی قوم ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، کہ پھر میرا گذر عورتوں کے ایک گروہ پر ہوا، جن کو آگ کے کپڑے پہنا کر آتشیں کوڑے مارے جاتے تھے، ان کوڑوں کی تکلیف سے یہ عورتیں کتوں کی طرح روتی اور غل مچاتی تھیں، پوچھا کہ جبرائیل یہ عورتیں کون ہیں، عرض کیا، کہ یہ میت پر نوحہ کرنے والیاں، خاوند کو ستانے والیاں عورتیں ہیں۔

حضور فرماتے ہیں، کہ میرا گذر ایک اور قوم پر ہوا، جن کے منہ کالے تھے، ان کے سینے پر آگ کے طبق رکھے تھے، ملل کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، جن میں آگ بھڑکتی تھی، ملائک ان کو آگ کے گرز مارتے تھے، حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا، کہ حضور یہ گانے بجانے والے لوگ ہیں، جو بے توبہ مر گئے تھے، آپ فرماتے ہیں، کہ ایک گروہ مجھے اور نظر آیا، جو آگ میں جلایا جاتا تھا، ادھر جل چکا، ادھر پھر زندہ ہوا، میں نے پوچھا جبرائیل! یہ لوگ کون ہیں، عرض کیا، کہ حضور یہ والدین کے نافرمان لوگ ہیں، جس طرح انہوں نے والدین کو نافرمانی کر کر کے جلایا تھا، اس کے عذاب میں قیامت تک جلتے رہیں گے۔

حضور فرماتے ہیں، کہ ایک جماعت کو میں نے دیکھا، کہ ملائک انہیں چھریوں سے ذبح کر رہے ہیں، ان کے حلقوں سے نہایت بدبو دار سیاہ خون نکل رہا ہے، یہ لوگ مر کر پھر اسی وقت زندہ ہوتے ہیں، اور پھر ذبح کیے جاتے ہیں، اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ عرض کیا کہ یہ قاتل خونی ہیں، جنہوں نے ناحق خون کیے تھے، اب اس کی

Marfat.com

سزا میں یہ ہمیشہ ذبح ہوتے رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، کہ میں نے ایک گروہ کو بڑے پہاڑ کے برابر دو پتھروں کے نیچے پستے دیکھا۔ فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا۔ حضور یہ مغرور اور متکبر لوگ ہیں۔ ان کا غرور قیامت تک اسی طرح توڑا جائے گا۔

اور ابو سعید کی روایت بیہقی میں یہ بھی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا، کہ مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا۔ کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر ایک اور نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا۔ میں نے اس کا بھی جواب نہیں دیا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت پر نظر پڑی، جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے۔ اور اس پر ہر قسم کی زیبائش ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے کرائی ہے۔ اس نے بھی کہا کہ اے محمدؐ! میری طرف نظر کیجئے، میں آپ سے دریافت کروں گی۔ میں نے اس کی طرف بھی التفات نہیں کیا۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا۔ کہ پہلے پکارنے والا یہود کا داعی تھا، اگر آپ اس کا جواب دیتے، تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی ہے۔ اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا۔ اگر آپ اس کا جواب دیتے۔ تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی، اور وہ عورت دنیا تھی، یعنی اس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ تھا کہ امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی (تفسیر ابن کثیر)

اور اس قسم کے بہت سے مناظر ملاحظہ فرماتے ہوئے آپ آگے چلے، کہ سامنے سے بیت المقدس نظر آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ کے دروازے پر براق سے اترے۔ جبرائیل امین نے براق کو ایک پتھر سے باندھا۔ اور جناب کو اپنے ساتھ مسجد اقصیٰ میں لے گئے۔ حضور فرماتے ہیں، کہ مسجد میں تمام لوگ پہلے سے جمع تھے۔ سب سے اول جناب کی نظر ایک دراز قد خوبصورت بزرگ پر پڑی، پوچھا، کہ اے جبرائیلؑ یہ کون بزرگ ہیں؟ عرض کیا یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، آپ ان کو سلام کیجیے، آنحضرت نے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا، اور حضرت آدمؑ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر ایک اور بزرگ جن کا سر سفید، چہرہ نورانی، ان کی صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک سے بہت ملتی تھی، فرمایا، کہ جبرائیل یہ کون ہیں، عرض کیا یہ جناب کے والد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں، ان کے بعد آپ نے ایک دراز قد شخص کو ملاحظہ کیا، سوال کیا یہ کون ہیں، عرض کیا گیا، کہ یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں، ان کے بعد حضرت عیسیٰ روح اللہ اور دیگر انبیا کو ملاحظہ فرمایا، ان سے ملاقات کی

اتنے میں جبرائیل امین نے صخرہ بیت المقدس پر کھڑے ہو کر اذان کہی، آپ کی اذان سے آسمان کے دروازے کھلے اور ملائک نازل ہونے لگے، یہاں تک کہ ساری مسجد، سارا جنگل زمین سے آسمان تک بھر گیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تکبیر فرمائی، اور تمام صفیں درست ہوئیں، انبیا اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے، مگر اس وقت امام کی جگہ مصلی خالی تھا، کسی کی یہ ہمت نہ تھی، کہ مصلی پر چلا جائے ہر ایک پیغمبر کو اس وقت

Marfat.com

نماز پڑھانے کی تمنا تھی. لیکن ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ جس کا حصہ ہے. اسی کو ملے گا. نہ آدم صفی اللہ کو یہ مرتبہ ملا. نہ ابراہیم خلیل اللہ کو. نہ موسیٰ کلیم اللہ کو. نہ عیسیٰ روح اللہ کو. اتنے میں حضرت جبرائیل صفوں سے باہر آئے. اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کہ امام الاولین والآخرین مصلی پر تشریف لے آیئے. آپ کس کا انتظار کرتے ہیں. کیا آپ سے زیادہ افضل کوئی اور آئے گا؟ مجھے قسم ہے رب العزت کی، میں مشرق سے مغرب تک. جنوب سے شمال تک اڑا ہوں. اور آسمان سے زمین تک گھوما ہوں. مگر آپ سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا. آج کی امامت کے قابل صرف آپ ہی ہیں. یہ کہہ کر آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر مصلی پر کھڑا کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی. جب آپؐ نے سلام پھیرا. تب حضرت جبرائیل نے عرض کیا، کہ یا سید المرسلین آپ کو خبر ہے، کہ اس وقت آپ کے پیچھے کون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا، کہ مجھے معلوم نہیں عرض کیا، کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور رسول. اور ساتوں آسمانوں کے ملائک اس نماز میں آپ کے پیچھے موجود ہیں. اسی لیے آپ امام الانبیاء ہیں. اور آپ کا مرتبہ سب نبیوں کے مرتبہ سے بلند ہے. نماز کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام آپ کو حلقے میں لے کر بیٹھ گئے. اور بعض بعض نبیوں نے تعارفی تقریر بھی کی.

فَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا وَّاَعْطَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا وَّجَعَلَنِیْ اُمَّةً قَانِتًا یُّؤْتَمُّ بِیْ وَاَنْقَذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَجَعَلَهَا عَلَیَّ بَرْدًا وَّسَلَامًا.

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، کہ سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے بہت بڑا ملک عطا فرمایا، اور مجھ کو اپنا فرمانبردار بنایا اور مجھے لوگوں کا پیشوا بنایا. کہ لوگ میری اقتدا کریں، اور نمرود کی آگ سے مجھے آزاد کیا، اور اس کو میرے اوپر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈا کر دیا.

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خطبہ دیا.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَلَّمَنِیْ تَکْلِیْمًا وَّجَعَلَ هَلَاکَ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَنَجَاةَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی یَدِیْ وَجَعَلَ مِنْ اُمَّتِیْ قَوْمًا یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ.

یعنی سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں. جس نے مجھ سے خصوصیت سے کلام کیا، اور فرعونیوں کو غارت کیا، اور بنی اسرائیل کو میرے ہاتھوں سے فرعون سے اور دریائے نیل میں غرق ہونے سے نجات بخشی، اور میری امت کو ہدایت یافتہ بنایا جو حق کے ساتھ لوگوں کی راہ نمائی کرتی ہے، اور اسی کی مطابق انصاف کرتی ہے.

ثُمَّ اِنَّ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَثْنٰی عَلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ لِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا وَّعَلَّمَنِی الزَّبُوْرَ وَاَلَانَ لِیَ

پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے یہ تقریر فرمائی کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جس نے مجھ کو عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی، اور زبور شریف کا علم عطا فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لِیَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَاَعْطَانِیَ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ۔

اور لوہے کو میرے لیے نرم کر دیا، اور پہاڑوں کو میرے لیے مسخر کر دیا، اور پرندوں کو بھی جو میرے ساتھ تسبیح الٰہی کے بیان کرنے میں شریک رہتے تھے اور مجھ کو حکمت اور صاف گوئی کی قوت عطا فرمائی۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تقریر فرمائی:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لِیَ الرِّیَاحَ وَسَخَّرَ لِیَ الشَّیَاطِیْنَ یَعْمَلُوْنَ لِیْ مَا شِئْتُ مِنْ مَحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رَاسِیَاتٍ وَعَلَّمَنِیْ مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاٰتَانِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ فَضْلًا وَسَخَّرَ لِیْ جُنُوْدَ الشَّیَاطِیْنِ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاٰتَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ وَجَعَلَ مُلْکِیْ مُلْکًا طَیِّبًا لَیْسَ فِیْهِ حِسَابٌ۔

یعنی جمیع محامد ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے، جس نے میرے لیے ہوا کو مسخر بنایا، اور شیاطین کو بھی مسخر کیا، کہ جو چیزیں میں چاہتا تھا، وہ بنوا لیتا تھا، جیسے عمارات عالی شان، اور مجسم تصاویر کہ اس وقت درست تھیں، اور تالاب کی طرح بڑے بڑے پیالے، اور ایک ہی جگہ رکھی ہوئی دیگیں، اور مجھ کو پرندوں کی بولی کا علم دیا، اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیزیں دیں اور میرے لیے شیاطین اور انسان اور جن اور پرندوں کے لشکروں کو مسخر کیا، اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی، کہ میرے بعد کسی کے لیے شایان شان نہ ہوگی، اور میرے لیے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی، کہ اس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ کَلِمَتَهٗ وَجَعَلَ مَثَلِیْ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ وَعَلَّمَنِی الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَجَعَلَنِیْ اَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَجَعَلَنِیْ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَرَفَعَنِیْ وَطَهَّرَنِیْ وَاَعَاذَنِیْ وَاُمِّیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّیْطٰنِ عَلَیْنَا سَبِیْلٌ۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، جس نے مجھے اپنے حکم سے پیدا کیا، اور کلمۃ اللہ بنایا، اور مجھے آدم علیہ السلام کی طرح بنایا، کہ بغیر باپ کے مجھے پیدا کیا، اور مجھے کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی، اور میں مٹی کے جانور بنا کر اس میں پھونک مار دیتا، تو وہ اڑ جاتا، اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیتا، اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتا، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بلند کیا، اور مجھے پاک و صاف کیا، اور مجھ اور میری ماں کو شیطان مردود سے دور رکھا، اور شیطان کا ہمارے اوپر کسی قسم کا تسلط نہیں،

Marfat.com

ثُمَّ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَثْنٰى عَلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ كُلُّكُمْ اَثْنٰى عَلٰى رَبِّهٖ وَاِنِّىْ مُثْنٍ عَلٰى رَبِّىْ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَرْسَلَنِىْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَكَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّاَنْزَلَ عَلَىَّ الْفُرْقَانَ فِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَىْءٍ وَّجَعَلَ اُمَّتِىْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِىْ اُمَّةً وَّسَطًا وَّجَعَلَ اُمَّتِىْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِىْ صَدْرِىْ وَوَضَعَ عَنِّىْ وِزْرِىْ وَرَفَعَ لِىْ ذِكْرِىْ وَجَعَلَنِىْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا۔

پھر سید المرسلین، امام الانبیاء، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم سب نے تو اللہ تعالیٰ کی تعریفیں بیان کریں، اب میں کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد وثنا ہے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر اپنی تمام مخلوق کے لیے ڈرانے اور خوش خبری دینے والا بنا کر بھیجا۔ مجھ پر قرآن کریم نازل فرمایا، جس میں ہر چیز کا بیان ہے، میری امت کو تمام امتوں سے افضل بنایا، جو کہ اوروں کی بھلائی کے لیے بنائی گئی ہے۔ اسے بہترین امت بنایا۔ انہی کو اول کی اور آخر کی امت بنایا۔ میرے لیے میرا سینہ کھول دیا۔ اور مجھ سے میرے بوجھ دور کر دیئے۔ اور میرا ذکر بلند کر دیا۔ اور مجھے شروع کرنے والا، اور ختم کرنے والا بنایا۔

یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا، کہ ان ہی وجوہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں۔ امام ابوجعفر رازی فرماتے ہیں، شروع کرنے والے آپ ہیں، یعنی بروز قیامت شفاعت آپ ہی سے شروع ہوگی پھر آپ کے سامنے تین ڈھکے ہوئے برتن پیش کیے گئے۔ پانی کے برتن میں سے آپؐ نے تھوڑا سا پی کر واپس کر دیا۔ پھر دودھ کا برتن لے کر آپؐ نے پیٹ بھر کر دودھ پیا۔ پھر شراب کا برتن لایا گیا۔ تو آپؐ نے اس کے پینے سے انکار کر دیا، کہ میں شکم سیر ہو چکا ہوں۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا، یہ آپ کی امت پر حرام کی جانے والی ہے۔ اور اگر آپ اس کو پی لیتے تو آپ کی امت میں سے آپ کے تابعدار بہت ہی کم ہوتے (تفسیر ابن کثیر)

اس کے بعد آسمان پہ جانے کے لیے براق کی سواری لائی گئی۔ آپ اس پر سوار ہو کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ اول آسمان پہ پہنچے، جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلوایا، چوکیدار فرشتوں کی طرف سے، پوچھا گیا، کون ہے؟ حضرت جبرائیل نے فرمایا، میں جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا، کہ آپ کے ساتھ کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا، ان کے پاس پیغام الٰہی دے کر بھیجا گیا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں، (بخاری اور بیہقی کی حدیث میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پہنچے، اس کا نام باب الحفظہ ہے۔ اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ اس کا نام اسماعیل ہے۔ اس کی ماتحتی میں بارہ ہزار فرشتے ہیں۔

Marfat.com

بخاری شریف کی روایت میں ہے۔ کہ فرشتوں نے یہ سن کر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ آپ فرماتے ہیں، کہ میں وہاں پہنچا، تو حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور کہا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت میں ہے، کہ آسمان دنیا میں ایک شخص کو بیٹھے دیکھا، جن کے داہنی طرف کچھ صورتیں نظر آتی ہیں، اور کچھ صورتیں بائیں طرف ہیں، جب وہ داہنی طرف دیکھتے ہیں، تو ہنستے ہیں، اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں، تو روتے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا آدم علیہ السلام ہیں، اور یہ صورتیں داہنی اور بائیں طرف ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ داہنی طرف والے جنتی ہیں، اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں، اس لیے داہنی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں، اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔ کہ پھر مجھ کو جبرائیل آگے لے کر چڑھے، یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے، اور دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے۔ جبرائیل نے کہا میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پوچھا گیا، کہ کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں، فرشتوں نے یہ سن کر کہا مرحبا۔ آپ بہت اچھا آنا آئے۔ اور دروازہ کھول دیا گیا، جب میں وہاں پہنچا تو حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کو دیکھا، جو دونوں باہم خالہ زاد بھائی ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا، کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں، ان کو سلام کیجئے، میں نے سلام کیا، ان دونوں نے جواب دیا۔ پھر کہا۔ کہ مرحبا برادر صالح اور نبی صالح حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ۔ حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہیں، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام والدہ کی خالہ کے نواسے ہیں۔ چونکہ نانی بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے، اسی لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے قرار دیا گیا، اس لیے مجازاً ان کو خلیرا بھائی فرما دیا گیا، مطلب یہ ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ کی اولاد میں ہیں، اگرچہ بیٹے نہیں، مگر نواسے ہیں، اور ان دونوں کو بھائی اس لیے کہا، کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے نہیں ہیں،

بخاری شریف میں ہے، کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے، اور دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا، کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں ہوں پوچھا گیا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا ہے، جبرائیل علیہ السلام نے کہا، ہاں فرشتوں نے کہا مرحبا، آپ بہت اچھا آنا آئے، اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا، تو دیکھا حضرت یوسف علیہ السلام موجود ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجیے، میں نے سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، پھر انہوں نے کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو، اور ایک روایت میں ہے، کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ کیا دیکھتا ہوں، کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک بڑا حصہ عطا کیا گیا ہے اور بیہقی کی حدیث میں بروایت حضرت ابوسعید اور طبرانی کی حدیث میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے، کہ ایک شخص کو دیکھا، جو خلق اللہ سے زیادہ حسین ہے۔ اور لوگوں پر حسن میں ایسی فضیلت رکھتا ہے۔ جیسے چودھویں رات کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے۔ کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر آگے چڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ کہا میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا، تمہارے ساتھ کون ہے۔ انہوں نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا، کیا ان کے پاس پیغام الٰہی بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سن کر کہا، مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے۔ اور دروازہ کھول دیا گیا، جب میں وہاں پہنچا، تو دیکھا، کہ ادریس علیہ السلام موجود ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا، یہ ادریس ہیں، ان کو سلام کیجیے ہیں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا، پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو۔

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر آگے چڑھے، یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک پہنچے، اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے۔ کہا میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا، اور تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پوچھا گیا، کیا ان کے پاس پیغام الٰہی بھیجا گیا تھا، کہا ہاں، کہا گیا مرحبا آپ اچھا آنا آئے۔ جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو۔

پھر جبرائیل مجھ کو لے کر آگے چڑھے۔ یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے، پھر دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے۔ کہا میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پوچھا گیا، کیا ان کے پاس پیغام الٰہی بھیجا گیا تھا، کہا ہاں، کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے، جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام وہاں موجود ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا، یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجیے، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو، پھر جب میں آگے بڑھا، تو وہ رونے لگے، پوچھا گیا، کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے کہا، میں اس لیے روتا ہوں، کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوئے، جن کی امت کے جنت میں داخل ہونے والے، میری امت کے جنت میں داخل ہونے والوں سے زیادہ ہوں گے، تو مجھ کو اپنی امت پر حسرت ہے، کہ انہوں نے میرا اس طرح اتباع نہ کیا، جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کی اطاعت کرے گی، اور اسی لیے میری امت کے ایسے لوگ جنت سے محروم رہے، تو ان کے حال پر رونا آتا ہے۔

Marfat.com

پھر جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر آگے چڑھے، یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے، اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے؟ کہا میں جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا، اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پوچھا گیا کیا ان کے نام پیغام الٰہی بھیجا گیا ہے؟ کہا ہاں، کہا گیا آپ بہت اچھا آنا آئے، جب میں وہاں پہنچا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو موجود پایا، جبرائیل نے کہا یہ آپ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجیے۔ میں نے سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، اور فرمایا، مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو، اور ایک روایت میں ہے، کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے بیٹھے تھے، اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں (مسلم)

اور دلائل النبوۃ بیہقی میں ابو سعید سے روایت ہے، کہ جب مجھ کو آسمان ہفتم پر چڑھایا گیا، تو دیکھا، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں، بہت حسین ہیں، اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ ہیں، اور میری امت بھی موجود ہے۔ یہ دو قسم کے لوگ ہیں، ایک وہ جن پر سفید کپڑے ہیں، اور دوسرے وہ جن پر میلے کپڑے ہیں، میں بیت المعمور میں داخل ہوا، اور میرے ساتھ سفید کپڑوں والے بھی داخل ہوئے، اور دوسرے لوگ روک دیے گئے، سو میں نے اور میرے ساتھ والوں نے وہاں نماز پڑھی،

اور حضرت علیؓ معراج والی حدیث میں یہ بھی بیان کرتے ہیں، کہ آپ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ آسمان میں حجاب تک پہنچے، پھر اس حجاب کے اندر سے ایک فرشتہ باہر آیا، جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کبھی نہیں دیکھا تھا، شفاء الصدور میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ایسے مقام پر کوئی دوست اپنے دوست کو نہیں چھوڑتا ہے، آپ میرا ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہیں، تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، کہ اگر میں اس مقام سے آگے بڑھوں، تو نور سے جل جاؤں گا، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے ؎

بدو گفت سالار بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی!! — عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروی بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم! — فروغ تجلی بسوزد پرم

اور اسی حدیث مذکور میں یہ بھی ہے کہ پھر مجھ کو نور میں پیوست کر دیا گیا، اور ستر ہزار حجاب مجھ کو طے کرا دیے گئے، کہ ان میں ایک حجاب دوسرے کے مشابہ نہ تھا، اور مجھ سے تمام انسانوں اور فرشتوں کی آہٹ منقطع ہو

گئی، اس وقت مجھ کو وحشت ہوئی، تو اس وقت پکارنے والے نے مجھ کو ابوبکرؓ کے لہجہ میں پکارا، کہ ٹھہر جایئے، آپ کا رب صلوۃ میں مشغول ہے، اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرض کیا، کہ مجھ کو ان دو باتوں پر تعجب ہوا۔ ایک تو یہ کہ کیا ابوبکرؓ مجھ سے آگے بڑھ آئے۔ اور دوسرا یہ کہ میرا رب صلوۃ سے بے نیاز ہے، ارشاد ہوا۔ کہ اے محمد یہ آیت پڑھو، هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا۔ تو میری صلوۃ سے مراد رحمت ہے، آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے، اور ابوبکرؓ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک فرشتہ ابوبکرؓ کی آواز اور صورت کا پیدا کیا۔ کہ آپ کو ان ہی کے لہجہ میں پکارے تاکہ آپ کی وحشت دور ہو، اور آپ کو ایسی ہیبت لاحق نہ ہو، جو آپ کے فہم مقصود سے مانع ہو۔ اور شفاء الصدور کی ایک روایت میں ہے، کہ بعد قطع حجابات کے ایک رفرف یعنی مسند سبز میرے لیے اتاری گئی، اور میں اس پر رکھا گیا، پھر مجھ کو اوپر اٹھایا گیا، یہاں تک کہ میں عرش تک پہنچا، تو میں نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اس کو بیان نہیں کر سکتی، مواہب نے ابن غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل کیا ہے۔

اور بخاری شریف کی روایت میں یوں ہے، کہ میں ایک ایسے ہموار میدان میں پہنچا، جہاں میں نے قلموں کے لکھنے کی آواز سنی، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کیں، اور احمد کی روایت میں ہے، کہ سورہ بقرہ کی آخری آیتیں عنایت ہوئیں اور جو شخص آپ کی امت میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اور مسلم میں ہے، کہ آپ سے یہ بھی وعدہ کیا تھا، کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے، اور کسی وجہ سے نہ کر سکے تب بھی اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور جب گناہ کا ارادہ کرے، اور اس گناہ کو نہ کرے، تو بالکل گناہ نہیں لکھا جائے گا، اور اگر کیا، تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا، اور بعض روایتوں سے پتہ لگتا ہے، کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا بھی، اور وہ آپ سے ہم کلام بھی ہوا، اور جنت و دوزخ کو بھی دیکھا ہے۔ کہ جہنم میں زیادہ تر ناشکر گذار عورتیں نظر آئیں، اور جنت میں زیادہ تر غرباء و مساکین دکھائی دیے، بہر حال آپ بہت سے عجائبات کو ملاحظہ فرماتے ہوئے واپس ہوئے۔

آتے ہوئے راستہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ تو انہوں نے دریافت کیا، کہ آپ کو کیا حکم ملا ہے، میں نے کہا کہ ایک دن رات میں مجھ پر اور میری امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، کہ آپ کی امت ایک دن، رات میں پچاس وقت نماز ادا نہیں کر سکے گی، میں بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کر چکا ہوں، آپ اپنے رب کے پاس واپس جایئے۔ اور کمی کی درخواست کیجیے، موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے پر میں خدا کے پاس واپس گیا، اور کمی کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے میری درخواست کو قبول

Marfat.com

فرما کر دس وقت کی نمازوں کی تخفیف فرمائی، پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا، تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا ہؤا، تو میں نے یہ کہا، کہ دس نمازوں کی کمی کر دی گئی ہے، یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ابھی بہت باقی ہیں، پھر واپس جایئے، اور تخفیف کی درخواست کیجیے، میں واپس گیا، اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے پھر دس نمازوں کی کمی کر دی، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا، ان کے دریافت کرنے پر میں نے کہا، کہ اتنی نمازوں کی کمی ہوگئی ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر جاؤ، اور کمی کراؤ، تو ان کے کہنے سے پھر گیا، اور معافی لی ایسی کی، غرض یہ کہ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا، اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو کسی پھیرے میں دس نمازیں معاف ہوئیں، اور کسی پھیرے میں پانچ، پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا جاؤ اور کمی کراؤ، میں نے کہا مجھے اب شرم آتی ہے، جتنا خدا نے فرض کیا، میں اس پر راضی ہوں، آپ فرماتے ہیں، کہ جب میں وہاں سے واپس آیا، تو ایک پکارنے والے نے مجھے پکارا، کہ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا، اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی، اور یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہیں، پھر میں جہاں سے گیا تھا، وہیں واپس آگیا، صاحب قصیدہ بردہ نے آپ کے معراج کے بارے میں کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلٰی حَرَمٍ — کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِنَ الظُّلَمِ

آپ ایک شب میں حرم شریف سے حرم محترم بیت المقدس تک باوجودیکہ ان میں فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہے ایسے بظاہر و باہر و تیز رو کمال نورانیت ارتفاع لدرت کے ساتھ تشریف لے گئے، جیسے کہ بدر تاریکی کے پردے میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے،

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَۃً — مِنْ قَابِ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمِ

اور آپ اپنے بحالت ترقی رات گذاری، اور یہاں تک ترقی فرمائی، اور ایسا قرب الٰہی حاصل کیا، جس پر مقربان درگاہ خداوندی سے کوئی نہیں پہنچایا گیا تھا، بلکہ اس مرتبہ کا بسبب غایت رفعت کسی نے قصد بھی نہیں کیا گیا،

وَقَدَّمَتْکَ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ بِہَا — وَالرُّسُلُ تَقْدِیْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰی خَدَمِ

اور آپ کو مسجد بیت المقدس میں تمام انبیا، اور رسل نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسا کہ مخدوم خادموں کا امام و پیشوا ہوتا ہے،

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِہِمْ — فِیْ مَوْکَبٍ کُنْتَ فِیْہِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

اور منجملہ آپ کی ترقیات کے یہ امر ہے کہ آپ سات آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے، جو ایک دوسرے پر ہیں، ایسے لشکر ملائکہ میں رجو بلحاظ آپ کی عظمت شان و تالیف قلب مبارک آپ کے ہمراہ تھا، اور جس کے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے،

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِمُسْتَبِقٍ — مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًی لِمُسْتَنِمِ

آپ رتبہ عالی کی جانب برابر ترقی کرتے رہے، اور برابر آسمانوں کو طے کرتے رہے، یہاں تک کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب و منزلت کی نہایت نہ رہی، اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا،

Marfat.com

خَفَضْتَ كُلَّ مَكَانٍ بِالْإِضَافَةِ إِذْ نُودِيتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

تو جس وقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ کو پہنچ گئی تو آپ نے ہر مقام انبیا کو یا ہر صاحب مقام کو بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالی سے عنایت ہوا پست کر دیا۔ جبکہ آپ یا محمد اُدن کہہ کر واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص کے پکارے گئے۔

كَيْمَا تَفُوزَ بِوَصْلٍ أَيِّ مُسْتَتِرٍ عَنِ الْعُيُونِ وَسِرٍّ أَيِّ مُكْتَتِمِ

یہ ندا یا محمد کی اس لیے تھی، تاکہ آپ کو وہ وصل حاصل ہو۔ جو نہایت درجہ سے پوشیدہ تھا۔ اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی اور تاکہ آپ کامیاب ہوں اس اچھے بھید سے جو غایت درجہ پوشیدہ ہے۔

سیرت ابن ہشام میں حضرت ام ہانی سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں۔ کہ جس رات کو آپ کو معراج ہوئی ہے اس رات آپ میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ جب فجر کے قبل کا وقت ہوا، تو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا۔ جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے۔ اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی تو فرمایا۔ اے ام ہانی میں نے تم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی جیسا کہ تم نے دیکھا تھا۔ پھر میں بیت المقدس پہنچا۔ اور اس میں نماز پڑھی۔ پھر میں نے اب صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی۔ جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔ پھر آپ باہر جانے کے لیے اٹھے۔ میں نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا۔ اور عرض کیا۔ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے یہ قصہ نہ کہیے۔ ورنہ آپ کی تکذیب کریں گے۔ اور آپ کو ایذا دیں گے۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ واللہ میں ضرور ان سے اس کو بیان کروں گا۔ میں نے اپنی حبشی لونڈی سے کہا۔ کہ آپ کے پیچھے پیچھے جانا۔ تاکہ آپ جو لوگوں سے کہیں۔ اور لوگ آپ سے کہیں اس کو سنے۔

جب آپ باہر تشریف لے گئے۔ اور ان کو خبر دی۔ تو انہوں نے تعجب کیا۔ اور کہا۔ اے محمد اس کی کوئی نشانی ہے جس سے ہمیں یقین آئے۔ کیونکہ ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نشانی اس کی یہ ہے۔ کہ فلاں وادی میں فلاں قبیلہ کے قافلے پر میں گذرا تھا۔ اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اور میں نے ان کو بتلایا تھا۔ اس وقت تو میں شام کو جا رہا تھا۔ (یعنی سفر اسرا کا آغاز تھا) پھر میں واپس آیا۔ یہاں تک کہ جب میں ضجنان میں فلاں قبیلے کے قافلہ پر پہنچا۔ تو میں نے لوگوں کو سوتا ہوا پایا۔ اور ان کا ایک برتن تھا۔ جس میں پانی تھا اور اس کو ڈھانپ رکھا تھا۔ میں نے ڈھکنا اتار کر اس کا پانی پیا۔ پھر اسی طرح بدستور ڈھانک دیا۔ اور اس کی یہ بھی نشانی ہے۔ کہ ان کا وہ قافلہ اب بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کو آ رہا ہے۔ سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اس پر دو بورے لدے ہیں ایک کالا، دوسرا دھاریدار۔ اور لوگ ثنیۃ التنعیم کی طرف دوڑے، تو اس اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہیں ملا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ اور ان سے برتن کا قصہ پوچھا۔ انہوں نے خبر دی۔ کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا۔ سو ڈھکا ہوا تو ملا، مگر اس میں پانی نہ تھا۔ اور ان دوسروں سے بھی پوچھا جن کا اونٹ

Marfat.com

بھاگنا بیان فرمایا تھا، اور یہ لوگ مکہ آ چکے تھے، انہوں نے کہا، کہ واقعی صحیح فرمایا، اس وادی میں ہمارا اونٹ بھاگ گیا تھا، ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو اونٹ کی طرف ہم کو پکار رہا ہے یہاں تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا (ابن ہشام)

تفسیر ابن کثیر میں معراج کی تصدیق اور تائید کے بارے میں ایک مشہور روایت ہے، جس کو حافظ ابو نعیم اصبہانی نے کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے کہ جب دحیہ بن خلیفہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کے پاس بطور قاصد کے اپنے نامہ مبارک کے ساتھ بھیجا، یہ وہاں پہنچے، اور عرب تاجروں کو جو ملک شام میں تھے، ہرقل نے جمع کیا، ان میں ابو سفیان صخر بن حرب بھی تھے۔ اور اس کے ساتھ مکہ کے اور کافر بھی تھے، پھر ہرقل بادشاہ نے ان سے بہت سے سوالات کیے، جو بخاری و مسلم وغیرہ میں مذکور ہیں۔ ابوسفیان کی اول سے آخر تک یہی کوشش رہی، کہ کسی طرح حضور کی برائی اور حقارت اس کے سامنے کرے۔ تاکہ بادشاہ کے دل کا میلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ ہو وہ خود کہتا ہے کہ میں نے صرف اس خوف سے غلط باتیں کرنے اور تہمتیں دھرنے سے باز رہا، کہ کہیں میرا جھوٹ اس پر کھل جائے۔ پھر تو یہ میری بات کو جھٹلا دے گا۔ اور بڑی ندامت ہوگی اسی وقت دل میں خیال آگیا، اور میں نے کہا، بادشاہ سلامت سنیئے، میں ایک واقعہ بیان کروں، جس سے آپ پر یہ بات کھل جائے گی، کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے جھوٹے آدمی ہیں (معاذ اللہ) سنیئے ایک دن وہ کہنے لگے۔ کہ اس رات کو وہ مکہ سے چلے، اور آپ کی اس مسجد میں یعنی بیت المقدس کی مسجد قدس میں آئے اور پھر صبح سے پہلے وہ مکہ واپس پہنچ گئے۔

میری یہ بات سنتے ہی بیت المقدس کا لاٹ پادری جو شاہ روم کی اس مجلس میں اس کے پاس بڑی عزت سے بیٹھا تھا، فوراً ہی بول اٹھا کہ یہ بالکل سچ ہے۔ مجھے اس رات کا علم ہے، قیصر نے تعجب خیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا، اور ادب سے پوچھا جناب کو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا سنیئے، میری عادت تھی، اور یہ کام میں نے اپنے متعلق کر رکھا تھا، کہ جب تک مسجد شریف کے تمام دروازے اپنے ہاتھ سے بند نہ کر لوں، سوتا نہ تھا، اس رات میں دروازہ بند کرنے کو کھڑا ہوا، سب دروازے اچھی طرح بند کر دیے لیکن ایک دروازہ مجھ سے بند نہ ہو سکا، میں نے ہر چند زور لگایا، مگر کواڑ اپنی جگہ سے سرکا بھی نہیں، میں نے اس وقت اپنے آدمیوں کو آواز دی وہ آئے اور ہم سب نے مل کر طاقت لگائی، لیکن سب کے سب ناکام رہے، بس یہ معلوم ہو رہا تھا، کہ کسی پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہم سرکانا چاہتے ہیں، وہ جنبش تک نہیں، ہلا بھی نہیں، میں نے بڑھئی بلوائے، انہوں نے بھی دیکھا، بہت ترکیبیں کیں، کوششیں کیں، لیکن وہ بھی ہار گئے، اور کہنے لگے صبح پر رکھیے، چنانچہ وہ دروازہ اس شب یونہی رہا، دونوں کواڑ بالکل کھلے رہے، میں صبح ہی اس دروازہ کے پاس گیا، تو دیکھا کہ اس کے پاس کونے میں جو چٹان پتھر کی تھی، اس میں ایک سوراخ ہے، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں کسی نے رات کو جانور باندھا ہے، اس کے

Marfat.com

اثر اور نشان موجود تھے، میں سمجھ گیا، اور اسی وقت اپنی جماعت سے کہا، کہ آج کی رات ہماری یہ مسجد کسی نبی کے لیے کھلی رکھی گئی ہے۔ اور اس نے ضرور یہاں نماز ادا کی ہے۔ یہ حدیث بہت لمبی ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ جب میں نے معراج کا یہ واقعہ مشرکین مکہ کو سنایا، تو ان لوگوں نے اس کی تردید کی اور تکذیب کی، اور بیت المقدس کی علامتیں دریافت کرنی شروع کیں تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر فرمایا، اور جو جو باتیں اور نشانیاں مشرکین دریافت کرتے میں دیکھ دیکھ کر بتاتا جاتا۔ ان تمام بیانات سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوگئی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحکم خدا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمان پر تشریف لے جا کر اسی شب کو واپس تشریف لے آئے، اور جسم سمیت گئے اور جسم سمیت آئے۔ یہ کوئی محض خواب نہیں تھا، بلکہ روح مع جسم کے بیداری کی حالت میں گئے اور آئے، قرآن مجید نے بھی یہی بتایا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم سمیت گئے اور آئے۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں، کہ اکثر علمائے کرام تو یہی فرماتے ہیں، کہ جسم اور روح سمیت آپ کو معراج ہوئی، اور ہوئی بھی تو جاگتے میں نہ کہ بطور خواب کے ہاں اس کا انکار نہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی خبریں پہلے خواب میں دکھائی گئی ہوں، اور آپ خواب میں جو کچھ ملاحظہ فرماتے، اسے اسی طرح واقع میں جاگتے ہوئے بھی ملاحظہ فرما لیتے۔ اس کی بڑی دلیل ایک تو یہ ہے، کہ اس واقعہ کے بیان فرمانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی پاکیزگی بیان فرمائی ہے۔ اس اسلوب بیان کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے بعد کی بات کوئی بڑی اہم ہے اگر یہ واقعہ خواب کا مانا جائے۔ تو خواب میں ایسی باتیں دیکھ لینا اتنا اہم نہیں، کہ اس کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پہلے سے بطور احسان اور بطور اظہار قدرت اپنی تسبیح بیان کرتے، پھر اگر یہ واقعہ خواب ہی کا تھا۔ تو کفار اس طرح جلدی سے آپ کی تکذیب نہ کرتے، ایک شخص اپنا خواب، اور خواب میں دیکھی ہوئی عجیب چیزیں بیان کر رہا ہے۔ کرے۔ کوئی وجہ نہیں کہ کفار بھڑک اٹھیں، اور سختی سے انکار کرنے لگیں، پھر اس سے پہلے جو لوگ آپ پر ایمان لا چکے تھے، اور آپ کی رسالت کو قبول کر چکے تھے، کیا وجہ ہے کہ واقعہ معراج کو سن کر اسلام سے پھر جاتے ہیں، اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے، کہ آپ نے خواب کا قصہ بیان نہیں فرمایا تھا۔

پھر قرآن مجید کے لفظ بِعَبْدِہٖ پر غور کیجیے عَبْد کا اطلاق روح اور جسم دونوں کے مجموعہ پر آتا ہے، پھر اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ لَیْلًا کا فرمانا اس چیز کو اور صاف کر دیتا ہے کہ وہ اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں لے گیا، اس دیکھنے کو لوگوں کی آزمائش کا سبب آیت وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ میں فرمایا گیا ہے۔ اگر یہ خواب ہی تھا، تو اس میں لوگوں کی ایسی بڑی کون سی آزمائش تھی جسے مستقل طور پر بیان فرمایا جاتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، کہ

Marfat.com

یہ آنکھوں کا دیکھنا تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا (بخاری)، خود قرآن کہتا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی نہ تو نگاہ چنکی اور نہ بہکی، ظاہر ہے کہ بصر یعنی نگاہ انسان کی ذات کا ایک بڑا وصف ہے نہ کہ صرف روح کا، پھر براق کی سواری کا لایا جانا، اور اس سفید چمکیلے جانور پر سوار کرا کر آپ کو لے جانا بھی اسی کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ جاگنے کا اور جسمانی ہے۔ ورنہ صرف روح کے لیے سواری کی ضرورت نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

خلاصہ یہ ہے کہ معراج کی تائید و تصدیق ہر مخالف اور موافق نے کی ہے، اور اس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ہے۔ اور علمائے لیا رنے بھی اسے عقلی دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔

موجودہ دور سائنس اور راکٹ کا ہے، اب لوگ راکٹ کے ذریعہ چاند کی سیر کر رہے ہیں، جن لوگوں نے معراج کا حالت بیداری میں جسم کے ساتھ ہونے کا انکار کیا ہے، ان کا انکار دو وجہ سے ہے، ایک تو یہ کہ اس قدر تیز حرکت قیاس میں نہیں، کہ لاکھوں، کروڑوں برس کا فاصلہ ایک جسم تھوڑے زمانے میں طے کرے اور پھر اس کے اجزا میں اتصال قائم رہے۔ دوسری یہ کہ آسمان مثل پیاز کے چھلکوں کے ایک پرت دوسرے پرت سے ملے ہوئے ہیں، اور وہ پھٹنے اور جڑنے کے قابل نہیں ہیں، دوسرا شبہ تو صرف بطلیموس کی تقلید سے پیدا ہوگیا تھا، کیونکہ اس نے تو آسمان ٹھوس سخت، اور ایک سے ایک ملے ہوئے کہا ہے، اور اسی کا نکالا ہوا نظام مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا، اور وہی مسلمانوں میں شائع ہوا، حالانکہ خود حکما ہی نے اس نظام کو باطل کر دیا، اور آسمانوں کا جسم ایسا سخت کہ جس میں کوئی چیز پھر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ ہزار ہا تارے اور اجسام ان آسمانوں میں جو فضا کی طرح معلوم ہوتا ہے، پھرا کرتے ہیں، اور اگر یہ مان بھی لیا جائے، کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہیں، تو یہ کہاں سے معلوم ہوا، کہ ان میں دروازے اور راستے نہیں ہیں، اور جو یہ بھی فرض کیا جائے تو یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ وہ پھٹنے اور جڑنے کے لائق نہیں ہیں، جو دلیل اگلے حکماء نے آسمانوں کے نہ پھٹنے پر قائم کی ہے۔ وہ کئی جگہ سے مخدوش ہے، اور حق کے مقدمات ممنوع ہیں۔

اب رہا پہلا امر تو اس کا جواب یہ ہے، کہ صرف قیاس میں نہ آنے سے کوئی امر محال نہیں ہو سکتا، خود زمین کی حرکت کو دیکھو تو اٹھارہ ہزار میل ایک گھنٹے میں طے کرتی ہے، یعنی توپ کے گولے سے ایک سو بیس گنا جلد جارہی ہے، پھر نہ زمین کے اجزا میں تفرق ہوتا ہے، اور نہ ہم کو کسی قسم کی پریشانی ایسی تیز حرکت سے حاصل ہوتی ہے، اور جن لوگوں کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے، تو آفتاب زمین سے دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سے اس کا مدار ساٹھ کروڑ میل کا ہوا، اور ساٹھ کو ۲۴ پر تقسیم کرو، تو ہر ایک ساعت میں اڑھائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی، حالانکہ اس قدر تیز حرکت سے بھی نہ آسمان کا جرم پھٹتا ہے نہ اس کے اجزا میں تفرق ہوتا ہے، اب اس سے بھی زیادہ تیز حرکت کو دیکھو، روشنی جو آفتاب سے ہم تک آ پہنچتی ہے

Marfat.com

اس کی حرکت ایک دقیقہ یعنی ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے، اور کلام جواہر کی حرکات میں ہے، تو اس کا جواب یہ ہے، کہ یہ خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہے اور وہ اجزاء نہایت تیزی کے ساتھ روشن جسم سے سب طرف پھینکے جاتے ہیں، پھر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہ نکلی، اور نہ جسم کی سختی کی، اس صورت میں خداوند کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں ہے، کہ وہ ایک جسم کو جتنی چاہے، اسے تیزی عنایت فرما دے۔ گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعید ہو، ابوجہل نے اپنے قیاس ہی سے معراج کو بعید سمجھ کر اس کا انکار کیا، اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عقل سلیم سے کام لیا، اور معراج کی تصدیق کی۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاۗءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

# خطبہ ۲۴، فضائل درود شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْفَرِدِ بِاسْمِهِ الْاَسْمٰی، الْمُخْتَصِّ بِالْعِزِّ الْاَحْمٰی، الَّذِیْ لَیْسَ دُوْنَهٗ مُنْتَهٰی وَلَا وَرَاۗءَهٗ مَرْمٰی، اَلظَّاهِرِ لَا تَخَیُّلًا وَّوَهْمًا، اَلْبَاطِنِ تَقَدُّسًا لَا عَدَمًا، وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا، وَاَسْبَغَ عَلٰی اَوْلِیَاۗئِهٖ نِعَمًا عُمًّا، وَبَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ، وَاَنْفَسِهِمْ عُرْبًا وَّعُجْمًا، وَاَزْكَاهُمْ مَحْتِدًا وَّمَنْمًی، وَاَرْجَحِهِمْ عَقْلًا وَّحِلْمًا، وَاَوْفَرِهِمْ عِلْمًا وَّفَهْمًا، وَاَقْوَاهُمْ یَقِیْنًا وَّعَزْمًا، وَاَشَدِّهِمْ بِهِمْ رَاْفَةً وَّرُحْمًا، وَزَكَّاهُ رُوْحًا وَّجِسْمًا، وَحَاشَاهُ عَیْبًا وَّوَصْمًا، وَاٰتَاهُ حِكْمَةً وَّحُكْمًا، وَفَتَحَ بِهٖ اَعْیُنًا عُمْیًا، وَقُلُوْبًا غُلْفًا وَّاٰذَانًا صُمًّا، فَاٰمَنَ بِهٖ وَعَزَّرَهٗ وَنَصَرَهٗ مَنْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ فِیْ مَغْنَمِ السَّعَادَةِ قِسْمًا، وَكَذَّبَ بِهٖ وَصَدَفَ عَنْ اٰیَاتِهٖ مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الشَّقَاۗءَ حَتْمًا، (وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی) صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً تَنْمُوْ وَتُنْمٰی، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ

عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب)

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجو اور اچھی طرح سے سلام بھیجتے رہا کرو،

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوالعالیہ سے مروی ہے، کہ خدا کا اپنے نبی پر درود بھیجنا، اپنے فرشتوں کے سامنے آپ کی صفت و ثنا بیان کرنا ہے۔ اور فرشتوں کا درود آپ کے لیے دعا کرنا ہے، ابن عباس رضہ فرماتے ہیں یعنی برکت کی دعا، اکثر اہل علم کا قول ہے، کہ خدا کا درود رحمت ہے، فرشتوں کا درود استغفار ہے۔ عطا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی صلوۃ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ ہے مقصود آیت شریفہ سے یہ ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت، عزت اور مرتبت لوگوں کی نگاہوں میں بچ جائے۔ وہ جان لیں، کہ خود اللہ تعالیٰ آپ کا ثناخوان ہے، اور اس کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے رہتے ہیں، ملاءِ اعلیٰ کی یہ خبر دے کر اب زمین والوں کو حکم دیتا ہے، کہ تم لوگ بھی آپ پر درود و سلام بھیجا کرو۔ تاکہ عالم علوی اور عالم سفلی کے لوگوں کا اتفاق ہو جائے،

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے پوچھا، کہ کیا تم پر خدا صلوۃ بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی، کہ ان سے کہہ دو، کہ ہاں خدا تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں پر رحمت بھیجتا رہتا ہے، اس کی طرف اس آیت میں بھی اشارہ ہے، دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، کہ یہی رحمت اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر بھی نازل فرماتا ہے، ارشاد ہے:۔

| | |
|---|---|
| يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ (الاحزاب) | مسلمانوں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہا کرو، اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کیا کرو، وہ تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے، اس کے فرشتے تمہارے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں، وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جاتا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ |

اس آیت کریمہ میں بھی صلوۃ سے رحمت مراد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں پر رحمت نازل فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ | اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے، کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں، ان کے اوپر |

Marfat.com

وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔
(سورۃ البقرۃ)

خاص خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے ہوں گی، اور عام رحمت بھی ہوگی، اور یہی لوگ ہیں، جن کی رسائی ہوگی،

حدیثوں میں کثرت سے لفظ صلوٰۃ آیا ہے جس کے معنی ہی رحمت اور درود کے ہیں۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ (احمد)

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر صلوٰۃ اور رحمت بھیجتے ہیں

حضرت جابر کی حدیث میں ایک شخص کے لیے آپ نے یوں دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی (مشکوٰۃ)

خدایا ابو اوفی کے خاندان والوں پر تو رحمت نازل فرما۔

اور حضرت جابر رض اور ان کی بیوی کے لیے یہ دعا فرمائی کہ۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی زَوْجِکَ،

خدا تیرے اوپر اور تیرے خاوند پر رحمت نازل فرمائے۔

تو لفظ صلوٰۃ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی اور دوسرے لوگوں کے لیے بھی استعمال کرنا درست ہے۔ اللہ تعالیٰ خصوصی رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتا ہے اور آپ کا ذکر خیر کرتا ہے، اس صلوٰۃ اور درود کی بڑی فضیلت ہے، قرآن مجید سے تو اس کی اہمیت اور فضیلت تو ثابت ہو ہی گئی ہے، حدیثوں سے بھی اس کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

(۱) مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (مسلم)

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک نیکی کرنے کا ثواب دس نیکی کرنے کے برابر ملتا ہے جیساکہ فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا

(۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (النسائی)

حضرت انس بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اور اس کے دس گناہ معاف کردیے جائیں گے، اور دس درجے بلند کیے جائیں گے۔

(۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً،
(رواہ الترمذی)

حضرت ابن مسعود رض روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا، جو مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔

(۴) وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ

حضرت ابن مسعود رض روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے روئے زمین

Marfat.com

فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُوْنِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ (رواه النسائي والدارمي)

پر گشت کرتے پھرتے ہیں، جو میری امت کے درود سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

(۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِي حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ نہیں ہے تم میں سے کوئی ایسا شخص جو میرے اوپر درود اور سلام بھیجے لیکن اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ بھیجنے والا بڑا بد قسمت ہے، اور رحمت خداوندی سے بہت دور ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

اور شخص کی ناک خاک آلود ہو، کہ میں اس کے سامنے ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود وسلام نہ بھیجے۔ اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، کہ جس کے اوپر رمضان شریف کا مہینہ آیا، اور پھر گذر گیا اور اس نے اپنے گناہوں کی معافی نہیں چاہی نہ اس کی مغفرت کی گئی اور اس شخص کی ناک ناک آلودہ ہو کہ اس کے ماں باپ نے اپنے آپ کو بوڑھا پایا، اور ماں باپ نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا

خاک آلود ہونے سے مراد یہ ہے، کہ وہ ذلیل وخوار ہو، کہ جس کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آیا، اور اس نے آپ پر درود وسلام نہ بھیجا، اور وہ شخص بھی رسوا اور ذلیل ہوا، کہ جس نے رمضان شریف کا مہینہ پایا، اور نیکی کر کے گناہوں کی مغفرت حاصل نہیں کی، اور وہ بھی ذلیل ورسوا ہو، کہ جس نے ماں باپ کی خدمت نہیں کی جس کے نتیجہ میں وہ جنت سے محروم رہا۔

اگر کوئی شخص تمام دعاؤں کے وقت میں درود شریف ہی پڑھتا ہے، تو دنیا وآخرت کے اس کے سارے کام سدھر جاتے ہیں، اور وہ ہر قسم کے رنج وغم سے بچا لیا جاتا ہے، اور دنیا وآخرت کی کامیابی اس کو حاصل ہوگی حضرت ابی بن کعب رضی بیان کرتے ہیں، کہ:۔

فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر میں نے اپنے خیال میں زیادہ سے زیادہ درود بھیجتا ہوں، تو آپ مجھے یہ ارشاد فرمایئے، کہ میں اپنی دعا اور وظیفے کے متعین وقتوں میں کتنا وقت صرف آپ پر درود بھیجنے میں

Marfat.com

مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِي كُلَّهَا قَالَ إِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

مقرر کر دں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر چاہو اور جتنا چاہو میں نے عرض کیا چوتھائی حصہ مقرر کر دں، تو آپ نے فرمایا جتنی تمہاری مرضی ہو مقرر کر دو۔ اگر اس سے بھی زیادہ مقرر کر دو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا کہ دعا وقت دعاؤں کا صرف آپ پر درود بھیجنے کے لیے مقرر کر لوں، آپ نے فرمایا جس قدر چاہو کرو۔ لیکن اگر اس سے بھی زیادہ کر دگے، تو تمہارے حق میں اچھا ہے، میں نے عرض کیا، کہ دو تہائی وقت مقرر کر دوں، آپ نے فرمایا جو چاہو کرو، اگر اس سے بھی زیادہ کر دو، تو تمہارے حق میں اچھا ہے، میں نے عرض کیا، کیا میں اپنی دعاؤں کا سارا وقت آپ پر درود بھیجنے کے لیے مخصوص کر لوں، اور سوائے درود شریف کے اور کوئی دعا نہ کروں؟ آپ نے فرمایا پھر تو تمہارے دنیا اور آخرت کے کام سدھر جائیں گے اور دونوں جہان کی پریشانیوں سے بچا لیے جاؤ گے اور تمہارے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر درود شریف پڑھنا ضروری ہے، سننے کے باوجود اگر کوئی نہ پڑھے، تو وہ بہت زیادہ بخیل ہے، رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ (ترمذی)

کہ وہ شخص بخیل ہے، کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر درود و سلام بھیجتا ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے، اور کھجوروں کے ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں نماز پڑھی اور بڑا لمبا سجدہ کیا، یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوگیا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دیدی ہے، میں قریب آیا کہ دیکھوں، تو آپ نے سر اٹھایا، آپ نے فرمایا کیا بات ہے میں نے عرض کیا، کہ حضرت آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا، کہ مجھے خوف پیدا ہوگیا، کہ خدانخواستہ آپ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس تحقیق کے لیے حاضر ہوا ہوں، آپ نے فرمایا، کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تھے، اور فرمایا، کہ کیا میں آپ کو ایک خوشخبری نہ سناؤں۔

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلٰوةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ (احمد)

کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے فرماتے ہیں، کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے، میں بھی اس پر درود بھیجوں گا، اور جو آپ پر سلام بھیجے، میں بھی اس پر سلام بھیجوں گا۔

یہ بڑی خوش قسمتی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنا درود و سلام اس درود شریف پڑھنے والے پر نازل فرماتا ہے، اور اسی طرح درود شریف کی برکت سے

Marfat.com

دنیا اور آخرت کی مصیبت دور ہو جاتی ہے، اور درود شریف پڑھنے والا دونوں جہانوں کی برکتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب، والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں بہما وجدنا فاما وجدنا۔ اسی درود شریف ہی کی برکت سے ہم کو ملا جو کچھ ملا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اوپر محبت اور شوق سے جتنا ہی زیادہ درود بھیجے گا میں اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کرنے والا اور گواہی دینے والا ہوں گا، اور دس غلام آزاد کرنے کا ثواب پائے گا (القول البدیع)

اور فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ ہوگا جو کثرت سے مجھ پر درود بھیجتا ہے (بخاری) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ (ترمذی) کہ زمین و آسمان کے درمیان دعا ٹھہری رہتی ہے آسمان پر نہیں چڑھتی یہاں تک کہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔

یعنی دعا قبول نہیں ہوتی جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے، یہ حضرت عمرؓ کا قول ہے، لیکن دوسری روایتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحمتیں نازل فرمائیگا اور جو سو دفعہ پڑھے گا، وہ نفاق اور دوزخ سے بری ہوگا، قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رہے گا (طبرانی)

درود شریف کے بے شمار فضائل ہیں جن کو خاکسار عبدالسلام بستوی بیان کرنے سے قاصر ہے، علامہ سخاوی نے "القول البدیع" میں اور مجدد ملت حضرت مولانا سید صدیق حسنؒ نے "نزل الابرار" میں اور حافظ ابن قیم نے "جلاء الافہام" میں نہایت بسط و تفصیل سے بیان فرمایا ہے،

## درود شریف کے پڑھنے کے مقامات و اوقات

ان تینوں حضرات نے فرمایا، کہ مندرجہ ذیل مقامات پر درود شریف پڑھنا چاہیے:۔

(۱) نماز کے تشہد اول میں امام شافعی کے نزدیک، تشہد اخیرہ میں بالاتفاق (۲) قنوت کے آخر میں (۳) نماز جنازہ کی دوسری تکبیر کے بعد (۴) خطبہ میں (۵) موذن کی اذان کے جواب کے بعد اور اقامت کے وقت (۶) دعا کرتے وقت اول درمیان اور آخر میں (۷) مسجد میں داخل ہوتے وقت، اور اس سے باہر نکلتے وقت (۸) صفا و مروہ پر (۹) مجلس میں (۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے سننے کے بعد (۱۱) لبیک سے فارغ ہونے کے بعد (۱۲) حجر اسود کا بوسہ لیتے وقت (۱۳) بازار میں جانے کے وقت اور واپسی کے وقت (۱۴) رات کو سو کر کھڑے ہونے کے وقت (۱۵) قرآن مجید ختم کرنے کے بعد (۱۶) رنج و غم کے وقت (۱۷) جمعہ کے دن (۱۸) مسجد کے پاس گذرنے اور اس کے دیکھنے کے وقت (۱۹) رسول اللہ صلی اللہ

اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک لکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَۃُ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَہٗ مَا دَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَمْ تَزَلِ الصَّلٰوۃُ جَارِیَۃً لَہٗ مَا دَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ (نزل الابرار)

جو کتاب لکھنے میں میرے نام پر درود بھیجے گا، تو فرشتے ہمیشہ اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا (صلی اللہ علیہ وسلم دائما ابدا)

سبحان اللہ! کیا شان عظمی اور نعمت کبریٰ ہے، موجودہ زمانے کے مؤلفین اور مصنفین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے بعد صرف صلعم لکھ کر اکتفا کرتے ہیں، خاکسار محرر سطور کے نزدیک یہ کفایت شعاری مستحسن نہیں ہے، محدثین کرام رضی اللہ عنہم نے اس کفایت شعاری کو پسند نہیں فرمایا، بلکہ ہر جگہ نام مبارک پر انہوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ تحریر فرمایا ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کی مغفرت ہوئی (نزل الابرار ص ۱۸۳-۱۹۲)

(۲۰) صبح وشام کے وقت (۲۱) گناہ سے توبہ کے وقت (۲۲) محتاجی کے وقت (۲۳) منگنی اور نکاح کے وقت (۲۴) وضو کے بعد (۲۵) نماز کے بعد (۲۶) ہر کام شروع کرتے وقت۔ ان مذکورہ اوقات کے دلائل کتب ثلاثہ میں مذکور ہیں طوالت کی وجہ سے نہیں لکھے گئے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

## درود شریف کے صیغے

درود شریف مختلف روایات سے متعدد طرق سے منقول ہے، جن کو علامہ نووی نے شرح مہذب واذکار میں اور علامہ سخاوی نے "القول البدیع" میں اور حافظ ابن القیم نے "جلاء الافہام" میں اور مجدد ملت مولانا سید صدیق حسن نے نزل الابرار میں، اور ابن الہمام اور ابن حجر مکی اور صاحب ذخیرۃ الخیر اور عراق نے اور ملا علی قاری نے الحزب الاعظم میں اپنے اپنے طرز پر لکھا ہے، ان صیغوں کی تعداد اسی کے قریب ہے۔ صحیح صیغوں کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں، اللہ تعالیٰ نے سلام کا طریقہ تو ہم کو بتا دیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ،

اے اللہ رحمت اتار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ رحمت اتاری ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے، اے اللہ تو برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت اتاری، تو ہی لائق تعریف اور بزرگ ہے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود شریف کی خصوصیت کی دو وجہیں بیان کی جاتی ہیں،

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف میں تمام نبیوں نے اسلام علیکم کہا، مگر آپ کی امت پر سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور کسی نبی نے سلام نہیں بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احسان کے بدلے میں اپنی امت کو ارشاد فرمایا، کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بھیجا کرو،

(۲) یہ ہے، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے، تو سب گھر والوں کو جمع کر کے بیٹھے، تو پہلے آپ نے یہ دعا کی، کہ:۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ شُيُوْخِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَبْهُ يَعْنِيْ بَلِّغْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَقَالُوْا اٰمِيْنَ ثُمَّ دَعَا اِسْحٰقُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ كُهُوْلِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَبْهُ يَعْنِيْ بَلِّغْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَقَالُوْا اٰمِيْنَ ثُمَّ دَعَا اِسْمٰعِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ اللّٰهُمَّ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ شَبَابِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَبْهُ يَعْنِيْ بَلِّغْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَقَالُوْا اٰمِيْنَ ثُمَّ دَعَتْ سَارَةُ وَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنَ النِّسَاءِ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَبْهُ يَعْنِيْ بَلِّغْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَقَالُوْا اٰمِيْنَ ثُمَّ دَعَتْ هَاجَرُ وَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنَ الْمَوَالِيْ وَالْمَوَالِيَاتِ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَبْهُ يَعْنِيْ بَلِّغْهُ مِنِّي

اے اللہ! جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بوڑھوں میں سے اس گھر کا حج کرے، اس کو میرا سلام پہنچا دے، اس پر سب اہل بیت نے آمین کہی، پھر اسحاق علیہ السلام نے یہ دعا کی، کہ اے اللہ! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ادھیڑ عمر لوگوں میں سے اس بیت اللہ شریف کا حج کرے، تو اس کو میری جانب سے سلام پہنچا دے تو سب گھر والوں نے آمین کہی، پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دعا کی، کہ خدایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نوجوان لوگوں میں سے اس گھر کا حج کرے اس کو میری جانب سے سلام پہنچا دے، سب نے آمین کہی، پھر حضرت سارہ علیہا السلام نے دعا کی، کہ اے اللہ جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں میں سے اس گھر کا حج کرے، تو اس کو میری طرف سے سلام پہنچا دے، تو سب گھر والوں نے آمین کہی، پھر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے دعا، کہ اے اللہ! جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد یا غلاموں میں سے اس گھر کا حج کرے، اس کو میری جانب سے سلام پہنچا دے، تو سب گھر والوں نے آمین کہی، لہذا جب ان بزرگوں نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے یاد کیا، اور ان پر سلام بھیجا، تو رسول اللہ صلی

Marfat.com

مِنِّي السَّلَامُ فَقَالُوا مِنْ خَلَمَا سَبَقَ مِنْهُ ... اللہ علیہ وسلم نے اس احسان کے بدلے میں اپنی امت کو حکم دیا
لَنَا أَمَرَنَا بِذِكْرِ إِبْرَاهِيمَ فِي تَشَهُّدِنَا مُجَازَاةً ... کہ تم بھی ان پر سلام و درود بھیجا کرو۔
لَهُمْ عَلَى حُسْنِ صَنِيعِهِمْ (فتاوی ظہیری فی کتاب المتفرقات فی المواعظ بحوالہ حصن حصین ص۲۰۹)

تو نبیوں پر اور خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر درود وسلام بھیجنا نہایت ہی خیر وبرکت ہے اور جو اپنے نبی پر درود وسلام نہیں بھیجیں گے، تو قیامت کے دن وہ افسوس کریں گے، اگرچہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

أَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّ صَلَوٰتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) تم جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ تمہارا درود وسلام میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر درود وسلام بھیجا، قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا، اور اس کی گواہی دوں گا (القول البدیع) اور آپ نے فرمایا، جو صبح اور شام کو دس دس دفعہ درود شریف پڑھے أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ ... شَفِيعُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (القول البدیع) قیامت کے دن میں اس کے لیے سفارش کروں گا،

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع" میں درود شریف کے فضائل اور ثواب کو بہت بیان فرمایا ہے اور ہر ایک کو دلیل سے ثابت کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ درود شریف کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے، فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اور اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اور سارے کام سدھر جاتے ہیں، اور قیامت کے دن اس کے بڑے بڑے درجے ہوں گے، اور دنیا اور آخرت کی اس کی مصیبتیں ٹل جائیں گی، قیامت کی ہولناکیوں سے بچالیا جائے گا، عرش الٰہی کے سایہ تلے ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوگا، درود شریف کے پڑھنے کی برکت سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا، اور حوض کوثر پر آئے گا اور پیاس سے محفوظ ہوگا، اور جہنم سے آزاد ہوگا، اور پل صراط پر آسانی سے گذر جائے گا، اور موت سے پہلے جنت میں اپنا گھر دیکھ لے گا، اور درود شریف کے پڑھنے کی برکت سے محتاجی سے بچا رہے گا، اور اس کی روزی میں کشایش ہوگی، اور اس کا دل نفاق سے پاک وصاف ہوگا، درود شریف کا پڑھنا تنگ دست اور غریب لوگوں کے لیے صدقے کا قائم مقام ہوگا، اور یہ خدا کا بہت مقرب ہوگا، اور کثرت سے درود شریف سب عملوں سے افضل اور احسن ہے، اور کیوں نہ ہو، جب اللہ تعالیٰ خود بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے، محمد بن ہشیم سلمی نے درود شریف کے بارے میں کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

اَمَّا الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ فَسُنَّۃٌ مَرْضِیَّۃٌ تُمْحٰی بِھَا الْاٰثَامُ
وَبِھَا یَنَالُ الْمَرْءُ عِزَّ شَفَاعَۃٍ یُبْنٰی بِھَا الْاِعْزَازُ وَالْاِکْرَامُ
کُنْ لِلصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ مُلَازِمًا فَصَلٰوتُہٗ لَکَ جُنَّۃٌ وَّسَلَامُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

زبانی درود شریف پڑھنے کی فضیلت تو آپ کو معلوم ہو ہی گئی۔ لیکن اگر کوئی شخص کتاب لکھتے وقت جہاں کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آگیا ہو، اور وہاں اسم گرامی کے بعد اس میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیا ہو، تو اس کو ہمیشہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا رہے گا، جب تک وہ کتاب باقی رہے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ کَتَبَ عَنِّیْ عِلْمًا وَّکَتَبَ مَعَہٗ صَلٰوۃً لَمْ یَزَلْ فِیْ اَجْرٍ مَّا قُرِیَ ذٰلِکَ الْکِتَابُ
(شرف اصحاب الحدیث ص۳۶)

جو شخص مجھ سے کسی علم کو لکھے، یعنی میری حدیثوں کو لکھے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھ پر درود بھی لکھے، تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی، اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَادَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ
(شرف اصحاب الحدیث ص۳۷)

یعنی آپ نے فرمایا، کہ جو شخص مجھ پر کتاب میں درود لکھے، تو جب تک میرا نام اس میں رہے گا، فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں، کہ اگر محدثین کو صرف یہی فایدہ ہوتا، تو بھی بہت تھا، کہ جب تک ان کتابوں میں درود شریف ہے۔ خدا کی رحمتیں ان پر اترتی رہتی ہیں (شرف اصحاب الحدیث)

محمد بن ابو سلیمان کہتے ہیں، کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا، تو پوچھا، کہ ابا جان اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، فرمایا مجھے بخش دیا، میں نے کہا کس عمل پر؟ جواب دیا کہ صرف اس عمل پر کہ میں ہر حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا (شرف اصحاب الحدیث)

ابو القاسم عبد اللہ مروزی فرماتے ہیں، کہ میں اور میرے والد ایک جگہ بیٹھ کر رات کے وقت حدیثوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہاں پر نور کا ایک ستون دیکھا گیا، جو آسمان کی بلندی تک تھا، پوچھا گیا، کہ یہ نور کس بنا پر ہے، تو کہا گیا، حدیث شریف کو آمنے سامنے پڑھنے کے وقت جو ان کی زبان سے درود نکلتا تھا، اس درود شریف کی بنا پر یہ نور ہے (شرف اصحاب الحدیث)

Marfat.com

## اصحاب الحدیث جنتی ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَجِیْئُ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ وَمَعَھُمُ الْمَحَابِرُ فَیَقُوْلُ اللہُ لَھُمْ اَنْتُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ قَالَ کُنْتُمْ تَکْتُبُوْنَ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقُوْا اِلَی الْجَنَّۃِ (القول البدیع ۵۹)

قیامت کے دن اصحاب الحدیث اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ دواتیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود لکھتے رہے، یعنی ہر حدیث کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے رہے، لہٰذا اس درود شریف کی برکت سے تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اس کے بعد علامہ سخاوی نے متعدد محدثین کرام کے خواب تحریر فرمائے ہیں، کہ بعض محدثین کی مغفرت اس لیے ہوئی، کہ حدیث کے ساتھ ہی ساتھ درود شریف صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے (القول البدیع ص ۱۹)

امام بیہقی نے مناقب میں، اور تیمی نے ترغیب میں ابو الحسن شافعیؒ سے یہ روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے امام شافعیؒ کو کیا بدلہ دیا، کیونکہ وہ اپنے رسالے اور کتاب میں آپ پر اس طرح درود شریف پڑھا کرتے تھے صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ، تو آپ نے فرمایا اس درود شریف کی برکت سے قیامت کے روز ان کا حساب نہیں لیا جائے گا، کیونکہ ایسا درود کسی نے مجھ پر نہیں بھیجا، اور امام بیہقیؒ نے یہ بھی لکھا ہے، کہ کسی نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھ کر یہ دریافت کیا، کہ

مَا فَعَلَ اللہُ بِکَ قَالَ غَفَرَ لِیْ فَقِیْلَ لَہٗ بِمَاذَا قَالَ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ کُنْتُ اُصَلِّیْ بِھِنَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ لَہٗ وَمَا ھُنَّ قَالَ کُنْتُ اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ،

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، تو فرمایا، خدا نے مجھے بخش دیا، پھر اس سے سوال کیا گیا، کہ کس عمل سے آپ کی بخشش ہوئی؟ آپ نے جواب دیا، کہ ان پانچ کلموں سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میں درود شریف پڑھتا ہوں، اس پر پوچھا گیا کہ پانچ کلموں والا درود کون سا ہے، تو انہوں نے کہا، کہ میں اس طرح درود شریف پڑھا کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ

Marfat.com

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الحزب الاعظم" میں مندرجہ ذیل درود شریف کو لکھا ہے، جن کو ہم نقل کر کے سعادت دارین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ صَلَوٰتِكَ شَيْءٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْءٌ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ رَحْمَتِكَ شَيْءٌ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ رَحْمَتِكَ شَيْءٌ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ۔

اے اللہ! رحمت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری رحمت سے کچھ، اور برکت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری برکت سے کچھ، اور سلام بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری رحمت سے کچھ، اور رحم کر اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ باقی نہ رہے تیری رحمت سے کچھ، بدلہ دے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ اس چیز کے کہ جس کے وہ لائق ہیں۔

(۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ۔

اے اللہ رحمت بھیج اوپر روح محمد کے سب روحوں میں اور رحمت بھیج اوپر جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب جسموں میں، اور رحمت بھیج اوپر قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب قبروں میں،

(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِلْءَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ مِلْءَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا مِلْءَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

اے اللہ رحمت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا بھر اور آخرت بھر اور برکت بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا بھر اور آخرت بھر، اور رحمت فرما اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا بھر اور آخرت بھر۔

(۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ،

اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر، جس طرح رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر، تو حمید مجید ہے، اے اللہ رحمت اتار ہمارے اوپر ان لوگوں کے ساتھ، اے اللہ! برکت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے گھر والوں پر، جس طرح برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر، تو ستودہ صفات بزرگ ہے، اے اللہ تو ہمارے اوپر برکت نازل کر ان کے ساتھ، اللہ کی رحمتیں اور مومنوں کا درود نازل ہو محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، تمہارے اوپر سلام ہو، اور اللہ رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں،

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔

# خطبہ ۲۵ فضائل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَاِلٰهُ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ قَيُّوْمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ بِالصِّدْقِ وَالنُّوْرِ الْمُبِيْنِ وَرَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ۔ فَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَخُلَفَائِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اٰمِيْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۔ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۔ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۔ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ (اٰل عمران)

اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا، کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں، پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے۔ جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائیں، تو تمہیں ان پر ایمان لانا، اور ان کی مدد کرنا ضروری ہے۔ فرمایا، کیا تم اس کے اقراری ہو، اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا ہاں ہمیں اقرار ہے۔ فرمایا، تو اب تم گواہ رہو۔ اور خود میں تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پس اس کے بعد جو بھی پلٹ جائیں، وہ یقیناً پورے نافرمان ہیں۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کہ تمام نبیوں سے روز ازل میں اللہ تعالیٰ نے یہ قول و قرار اور وعدہ لیا تھا کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے زمانے میں بھیجیں تو تم پر فرض ہوگا، کہ تم ان پر ایمان لاکر ان کی امداد کرو، اگر تم اس کا اقرار کرتے ہو، تو ہم تمہیں نبی اور رسول بنا کر

Marfat.com

بھیجیں گے اور تمہیں کتاب و حکمت دیں گے۔ تو ان سب رسولوں نے اس کا ذکر کیا، اور دنیا میں جب اپنے اپنے زمانے میں مبعوث ہوئے تو انہوں نے اپنی امتوں کو یہ نصیحت اور وصیت فرمائی کہ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاؤ۔ تو تم ان پر ایمان لاکر ان کی مدد کرنا، اس آیت کریمہ کی تائید سورہ اعراف کی یہ آیت کر رہی ہے،

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ الاعراف)

جو لوگ ایسے نبی امی کی اتباع کرتے ہیں، جن کو وہ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں، اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام بناتے ہیں۔ اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے، ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں، اور ان کی حمایت کرتے ہیں، اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں۔ جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

اس نبی امی سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، جن کے آنے کی پیشین گوئی تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتابوں میں آئی ہے، اس آیت کریمہ کی تفصیل میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں مسند احمد کے حوالہ سے یہ واقعہ لکھا ہے۔

ایک بدوی نے بیان کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دودھ بیچنے کے لیے میں مدینہ گیا۔ بیچنے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے کہا چلو ان (محمدؐ) سے بھی مل لوں، اور ان سے کچھ باتیں سنوں، میں نے دیکھا، کہ آپ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ جا رہے ہیں، میں بھی پیچھے پیچھے چلا، یہ تینوں ایک یہودی کے گھر پہنچے جو تورات جانتا تھا، اس کا لڑکا قریب الموت تھا جو نوجوان اور خوبصورت تھا، وہ اس کے پاس بیٹھا تعزیت نفس کی خاطر تورات پڑھ رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی سے باتیں کرنے لگے، آپ نے پوچھا کہ تمہیں تورات نازل کرنے والے کی قسم ہے، سچ بتاؤ اس میں میرا ذکر اور میری بعثت کی خبر بھی ہے یا نہیں اس نے سر ہلا کر کہا نہیں، تو اس کا قریب الموت نوجوان لڑکا بول اٹھا، کہ تورات نازل کرنے والے کی قسم ہم اپنی کتابوں میں آپ کی صفت اور بعثت کی خبر پاتے ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں جب وہ مر گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ یہ مسلمان ہے، یہودیوں کو یہاں سے ہٹادو، پھر آپ نے اس کے کفن دفن اور نماز کا انتظام کیا، یہ حدیث جید اور قوی ہے، اور صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے،

Marfat.com

حضرت ہشام بن العاص اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ ہرقل شاہ روم کے پاس تبلیغ اسلام کے لیے میں اور ایک آدمی دونوں بھیجے گئے ہم دمشق تک پہنچ گئے، جب ہم ابن ایہم الغسانی کے محل تک پہنچے، تو وہ شاہی تخت پر بیٹھا ہوا تھا، اس کو ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی، اور اس نے ہمارے پاس ایک سفیر کو بھیجا تاکہ وہ ہم سے بات کرے، کہ کیا کہنا ہے، ہم نے کہا کہ ہم تم سے بات نہیں کریں گے۔ ہم بادشاہ سے بات کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں، اگر اس نے بلالیا، تو اسی سے بات کریں گے، ہمیں تم سے کچھ نہیں کہنا، اس نے جا کر بادشاہ کو خبر دی اس نے بلالیا، اور کہنے لگا کہ کہو، کیا کہنا چاہتے ہو، ہشام بن العاص نے اس سے گفتگو کی، اور اسلام کی دعوت دی۔ وہ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے تھا، ہشام نے کہا کہ یہ سیاہ کپڑے کیوں ہیں جبلہ ابن ایہم نے کہا، میں نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ یہ سیاہ کپڑے نہ اتاروں گا، جب تک کہ تم مسلمانوں کو شام سے نہ نکال دوں، ہم نے کہا، خدا کی قسم ہم یہ تخت تم سے لینے والے ہیں، اور ملک اعظم کا ملک بھی انشاء اللہ ہمارے قبضہ میں آجائے گا، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی پیشین گوئی فرمادی ہے، اس نے کہا تم وہ لوگ نہیں ہو، وہ لوگ ایسے ہوں گے، جو دن میں روزہ رکھتے ہیں، راتوں کو نماز پڑھتے ہیں، تم بتاؤ کہ تمہارا روزہ کیسا ہے؟ ہم نے پوری طرح بتا دیا، تو گویا اس کے چہرے پر سیاہی سی دوڑ گئی، اس نے کہا اچھا جاؤ اور ہمارے بڑے بادشاہ سے ملو اور اس نے ہمارے ساتھ ایک رہبر کر دیا، ہم اس کی رہنمائی میں چلے، اور جب ہم شہر کے قریب پہنچے، تو ہمارے رہبر نے ہم سے کہا کہ تم ان سواریوں اور اونٹوں کو لے کر شہر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ تم چاہو، تو ہم تمہارے لیے گھوڑے اور خچر مہیا کر دیں، ہم نے کہا، خدا کی قسم ہم تو ان ہی سواریوں پر سوار رہیں گے، اس نے بادشاہ کو لکھ بھیجا، کہ انہیں دوسری سواریوں پر بیٹھنے سے انکار ہے، بادشاہ نے اونٹنیوں پر ہی سوار آنے کی اجازت دے دی، ہم اپنی تلواریں لٹکائے بادشاہ کے محل تک پہنچے، اپنی سواریاں وہاں بٹھا دیں، بادشاہ اپنے محل کے بالاخانے سے ہمیں دیکھ رہا تھا، ہم نے اترتے ہی کہا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، خدا جانتا ہے، کہ ہماری آواز تکبیر سے سارا محل لرز اٹھا، گویا آندھیوں نے اس کو ہلا دیا ہو۔ بادشاہ نے کہلا بھیجا، کہ تم کو اپنے دین کا اس طرح مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، پھر ہمیں بلا بھیجا، ہم داخل دربار ہوئے وہ اپنی مسند پر بیٹھا ہوا تھا، اور پوپ، پادری اور عمائد سلطنت اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے، اس کی مجلس کی ہر چیز سرخ تھی، سارا ماحول سرخ، اس کے کپڑے بھی سرخ تھے، ہم اس کے قریب گئے، تو وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تم آپس میں جس طرح سلام کرتے ہو، مجھے کیوں نہیں کیا؟ اس کے پاس ایک فصیح الکلام عربی جاننے والا ترجمان موجود تھا، ہم نے اس کے ذریعہ کہا، کہ ہم باہم جو سلام کرتے ہیں، وہ آپ کو سزاوار نہیں ہے، اور جو آپ کا طریقہ ادب وسلام ہے، وہ ہمارے لیے سزاوار نہیں، کہ وہ طریقہ تعظیم و شیوہ کلام وسلام ہم آپ کے لیے برتیں،

Marfat.com

اس نے کہا تمہارا باہمی سلام کیسا ہوتا ہے؟ ہم نے کہا السلام علیکم۔ اس نے کہا کہ تم اپنے بادشاہ کو کس طرح سلام کرتے ہو؟ ہم نے کہا اسی طرح۔ اس نے پوچھا وہ کس طرح جواب دیتے ہیں؟ ہم نے کہا وہ بھی یہی الفاظ جواب میں کہتے ہیں۔ اس نے کہا تمہارا امتیازی نعرہ کیا ہے؟ ہم نے کہا لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔ جب ہم نے یہ کلمہ پڑھا تو سارا محل لرز اٹھا حتیٰ کہ وہ پھر سر اٹھا کر دیکھنے لگا کہ چھت تو نہیں گرنے لگی۔ وہ کہنے لگا یہ کلمہ جو تم نے کہا ہے جس سے مکان ہل گیا تو جب بھی تم لوگ اپنے گھروں میں کہتے ہو تو کیا تمہارے گھر بھی کانپ اٹھتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں۔ ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ بجز آپ کے محل کے۔ بادشاہ نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ جب کبھی تم لوگ یہ نعرہ لگاتے تو تمہاری بھی ہر چیز لرز اٹھتی اور اس کے بدلے میری آدھی سلطنت ختم ہو جاتی اور آدھا رہ جاتا۔ ہم نے پوچھا ایسا کیوں؟ تو اس نے کہا یہ آسان ہے اس بات سے کہ امر نبوت مستحکم اور تام ہو جائے۔

پھر ہم سے بادشاہ نے آنے کی غرض پوچھی۔ ہم نے مقصد تبلیغ بتایا۔ پوچھا تمہارا نماز روزہ کیسا ہوتا ہے؟ ہم نے معلوم کرا دیا۔ اس نے ہمیں رخصت کیا۔ ہمیں مہمان خانے میں ٹھہرایا ہماری مہمانی کی۔ ہم وہاں تین دن ٹھہرے۔ پھر ایک رات اس نے ہمیں بلا بھیجا۔ ہم گئے۔ پھر ہم سے دریافت کیا۔ پھر ہم نے اپنا مقصد دہرایا۔ اب اس نے ایک بہت بڑی چیز سونے چاندی سے جڑی ہوئی منگوائی۔ یعنی ایک نفیس صندوق تھا جس میں قیمتی چیزیں جڑی ہوئی تھیں۔

## حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر

اس میں چھوٹے چھوٹے خانے بنے ہوئے تھے۔ اس میں دروازے لگے ہوئے تھے۔ اس نے ایک خانے کا قفل کھولا، اور اس میں سے ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا، اس میں ایک سرخ تصویر بنی ہوئی تھی، وہ ایک آدمی کی تصویر تھی، جس کی بڑی بڑی آنکھیں، موٹی رانیں، لمبی اور گھنی داڑھی، سر کے بال دو حصوں میں نہایت خوبصورت اور لمبے لمبے کہنے لگا۔ کیا ان کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ کہنے لگا یہ آدم ہیں۔ ان کے جسم پر بہت بال تھے۔

## حضرت نوح علیہ السلام کی تصویر

پھر ایک اور ڈبے کا قفل کھولا، اس میں سے بھی ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا، اس میں سے ایک گورے رنگ کے آدمی کی تصویر بنی ہوئی تھی، گھونگھریالے بال، سرخ آنکھیں، بڑا سا سر، خوبصورت داڑھی کہنے لگا یہ نوح علیہ السلام ہیں۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر

پھر ایک اور ڈبے میں سے ایک اور تصویر نکالی بہت ہی گورا رنگ، خوبصورت سی آنکھیں، کشادہ پیشانی، کھڑا چہرہ سفید داڑھی، ہنس مکھ صورت، کہا جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

Marfat.com

## حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر

پھر ایک اور ڈبہ کھولا، ایک روشن اور گورے رنگ کی تصویر نکالی، اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر تھی، پوچھا کیا انہیں جانتے ہو، ہم نے کہا ہاں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تصویر دیکھ کر ہم پر رقت طاری ہوگئی، وہ کہنے لگا کہ اللہ ہی جانتا ہے، یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر وہ کھڑا ہوگیا، اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم کیا یہ وہی ہیں، ہم نے کہا، ہاں وہی ہیں، اس تصویر کو دیکھ کر تم یہ سمجھ لو، کہ آپ کو ہی دیکھا ہے، پھر کچھ دیر تک اس صورت کو گھورتا رہا، پھر کہا، یہ آخری ذبہ تھا، لیکن میں نے اس کو سب سے آخر میں بتانے کے بجائے دوسرے ذبے چھوڑ کر درمیان میں بتادیا، تاکہ تمہاری سچائی کا امتحان کروں۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصویر

پھر ایک اور تصویر نکالی، جو گندم گون، اور نرم صورت تھی گھونگھریالے بال، گڑی ہوئی آنکھیں، تیز نظر، غصیلا چہرہ جڑے ہوئے دانت، موٹے ہونٹ۔ کہنے لگا، یہ موسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔

## حضرت ہارون علیہ السلام کی تصویر

اس کے متصل ایک اور تصویر تھی، جو شکل وصورت میں اس سے مشابہت رکھتی تھی، مگر یہ کہ بالوں میں تیل پڑا ہوا کنگھی کی ہوئی، کشادہ پیشانی، آنکھیں بڑی بڑی، کہنے لگا یہ ہارون بن عمران ہیں۔

## حضرت لوط علیہ السلام کی تصویر

پھر ایک ڈبے میں سے ایک تصویر نکالی، گندمی رنگ میانہ قامت، سیدھے بالوں والا، چہرے سے رنج وغم آشکارا، کہنے لگا، یہ لوط علیہ السلام ہیں۔

## حضرت اسحاق علیہ السلام کی تصویر

پھر ایک سفید رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا، ایک سنہرے رنگ کا آدمی جس کا قد طویل نہ تھا، رخسار ہلکے تھے، چہرہ خوبصورت تھا، کہا یہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

## حضرت یعقوب علیہ السلام کی تصویر

پھر ایک اور دروازہ کھولا، اس میں سے سفید ریشمی کپڑا نکال کر ہمیں دکھایا، اس کی شکل اسحاق کی تصویر سے بہت مشابہ تھی، مگر اس کے ہونٹ پر تل تھا، کہا یہ یعقوب علیہ السلام ہیں۔

## حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تصویر

پھر ایک سیاہ کپڑے پر تصویر بتائی، گورا رنگ، بہت خوبصورت چہرہ، چہرے پر نور اور اخلاص وخشوع کے آثار نمایاں، رنگ سرخی مائل، کہا یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

**حضرت یوسف علیہ السلام کی تصویر** پھر ایک اور ڈبے میں سے سفید ریشمی کپڑا نکالا جس کے اندر کی تصویر آدم علیہ السلام کی تصویر سے ملتی جلتی تھی، چہرے پر آفتاب چمک رہا تھا، کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔

**حضرت داؤد علیہ السلام کی تصویر** پھر ایک تصویر نکالی سرخ رنگ، بھری بھری پنڈلیاں بڑی بڑی آنکھیں، بڑا پیٹ، ٹھگنا قد، شمشیر آویزاں کہا یہ داؤد علیہ السلام ہیں۔

**حضرت سلیمان علیہ السلام کی تصویر** پھر ایک اور تصویر نکالی، موٹی رانیں، لمبے پاؤں گھوڑے پر سوار، کہا یہ سلیمان علیہ السلام ہیں۔

**حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر** پھر ایک اور تصویر نکالی، جوان، سیاہ داڑھی گھنے بال، خوبصورت آنکھیں، خوبصورت چہرہ، کہا یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔

ہم نے کہا، کہ یہ تصویریں آپ کو کہاں سے ملیں؟ کہ ہم جانتے ہیں، کہ یہ تصویریں ضرور انبیاء علیہم السلام کی ہوں گی، کیونکہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بھی صحیح پائی ہے، تو کہنے لگا کہ آدم علیہ السلام نے خدا سے سوال کیا تھا، کہ میری انبیاء اولاد کو مجھے بتا، تو اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء کی تصویریں حضرت آدم علیہ السلام کو دیں، ان کو حضرت آدم نے مغربی ملک میں محفوظ رکھ دیا تھا، اور ذوالقرنین نے اس کو نکالا، اور دانیال علیہ السلام کے سپرد کر دیا، پھر کہنے لگا، کہ میں تو یہ چاہتا تھا، کہ اپنا ملک چھوڑ دوں، اور تم میں سے کسی کمترین کا غلام ہو رہوں، حتیٰ کہ مجھے موت آ جائے۔

اب اس نے ہمیں رخصت کر دیا، انعام واکرام دیا جانے کے انتظام کر دیے، جب ہم ابوبکر رضی کے پاس آئے، اور ان سے شاہ روم ہرقل کا یہ واقعہ بیان کیا، تو وہ آبدیدہ ہو گئے، اور کہا، اگر اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دیتا، تو وہ ضرور ایسا کرتا، پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ یہود اپنی کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پاتے ہیں۔

حضرت عطاء بن یسار کہتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے میں نے ملاقات کی، اور تورات میں حضرت سے متعلق پیشینگوئی کو دریافت کیا، تو کہا ہاں خدا کی قسم تورات میں بھی آپ کا ایسا ہی ذکر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے "اے نبی! ہم نے تم کو امت کا گواہ بنا دیا، اور جنت کی خوشخبری دینے والا، اور دوزخ سے ڈرانے والا، اور عوام کا پشت پناہ بنایا، تم میرے بندے اور رسول ہو، تمہارا نام متوکل ہے

Marfat.com

تم نہ سخت گیر ہو، نہ سنگ دل ہو، تم کو اس وقت تک اللہ تعالیٰ نہ بلائے گا، جب تک کہ تم اس غلط راہ پر چلنے والی قوم کو سیدھا نہ کر لو، اور جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، اور ان کے دلوں سے پردے نہ اٹھ جائیں، اور کان سننے اور آنکھ دیکھنے نہ لگیں۔ (بخاری شریف)

پھر عطا کی ملاقات حضرت کعبؓ سے ہوئی، تو یہی سوال ان سے کیا، تو بیان میں ایک حرف کا فرق اور اختلاف نہ پایا، سوائے اس کے کہ وہ اپنی زبان میں غلفاً کو غلوفیا اور صماً کو صموميا اور عمیا کو عمومیا کہتے تھے، لیکن یہ جملے بڑھا دیے۔ کہ وہ بازار میں شور و غل نہ کریں گے، اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے، اور درگزر کر دیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

جبیر بن مطعم رضؓ بیان کرتے ہیں، کہ میں شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلا، جب میں ملک شام کے قریب پہنچا، تو اہل کتاب میں سے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا، کہ کیا تمہارے ملک میں کوئی شخص نبی آیا ہوا ہے۔ میں نے کہا ہاں، تو اس نے کہا، کہ کیا تم اس کی تصویر پہچان سکتے ہو، میں نے کہا ہاں، تو وہ مجھے اپنے گھر میں لے گیا۔ جس میں تصویریں تھیں، مگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تصویر نہیں دیکھی، ہم اسی گفتگو میں تھے، کہ ایک اور شخص آیا، اس نے کہا، کیا بات ہے؟ ہم نے خبر دے دی، تو وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا، گھر میں داخل ہوتے ہی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھی، اور دیکھا کہ تصویر میں ایک شخص نبی کے پیچھے کھڑا ہوا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے، جو ان کے پیچھے انہیں تھامے کھڑا ہے؟ اس نے کہا، یہ نبی تو نہیں ہے، لیکن اگر ان کے بعد کوئی نبی ہوتا، تو یہی ہوتا، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آنے گا، لیکن یہ ان کا جانشین ہوگا (تفسیر ابن کثیر)

اقرع مؤذن عمرؓ کہتے ہیں، کہ حضرت عمرؓ نے مجھے ایک پادری کو بلانے کے لیے بھیجا، میں بلا لایا اس سے حضرت عمرؓ نے پوچھا، کیا تم کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو، اس نے کہا ہاں، کتاب میں آپ کو قرن کہا گیا ہے۔ آپ نے اپنا درہ اٹھا کر کہا قرن کیا ہے؟ اس نے کہا، اس سے مراد مرد آہنی، امیر شدید ہے پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا، اچھا میرے بعد؟ کہا ہاں، تمہارا جانشین ایک صالح ہو گا، لیکن وہ اپنے اہل قرابت کو ترجیح دے گا، تو عمرؓ کہنے لگے، خدا عثمانؓ پر رحم کرے، تین بار کہا، پھر کہا، اس کے بعد کون؟ کہا پارہ آہن کی طرح ایک شخص، حضرت عمرؓ سمجھ گئے، کہ علیؓ مراد ہیں، آپ نے اپنا سر پکڑ لیا، اور افسوس کرنے لگے، اس نے کہا، یا امیرالمؤمنین وہ مرد صالح ہے، لیکن وہ اس وقت خلیفہ ہوگا، جب کہ تلوار میان سے نکال لی گئی ہوگی، اور خون خرابہ ہو رہا ہوگا (تفسیر ابن کثیر سورہ اعراف پ ۹ جلد ۳ صفحہ ۳۲)

اور اس آیت کریمہ میں بھی آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ (سورۃ الاحزاب ۵۶)

اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے رسول بناکر بھیجا ہے، گواہی دینے والا، خوش خبری سنانے والا، آگاہ کرنے والا، اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا، اور روشن چراغ۔ آپ مومنوں کو خوش خبری سنا دیجئے کہ ان کے لیے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہے، کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانو اور جو ایذا ان کی طرف سے پہنچے اس کا خیال بھی نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے، اللہ تعالیٰ کافی ہے کام بنانے والا۔

## حضرت شعیا علیہ السلام کی بشارت محمدیؐ

بنی اسرائیل کے ایک نبی حضرت شعیا علیہ السلام پر خدا تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی، کہ اپنی قوم بنی اسرائیل میں کھڑے ہو جاؤ، میں اپنی باتیں تمہاری زبان سے کہلواؤں گا، میں امیوں میں سے ایک نبی کو بھیجنے والا ہوں، جو نہ بدخلق ہے نہ بدگو، نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والا، اس سکینت والا ہے، کہ اگر چراغ کے پاس سے بھی گذر جائے، تو وہ نہ بجھے، اور اگر بانسوں پر بھی چلے، تو پیر کی چاپ نہ معلوم ہو، میں اسے خوشخبری سنانے والا، اور ڈرانے والا بناکر بھیجوں گا، جو حق گو ہوگا، میں اس کی وجہ سے اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور بہرے کانوں کو سنوا دوں گا، اور زنگ آلود دلوں کو صاف کر دوں گا، ہر بھلائی کی طرف اس کی رہبری کروں گا، ہر نیک خصلت اس میں موجود رکھوں گا، دل جمعی اس کا لباس ہوگی، نیکی اس کا وطیرہ ہوگی، تقویٰ اس کا ضمیر ہوگا، حکمت اس کی گویائی ہوگی، صدق و وفا اس کی عادت ہوگی، عفو و درگذر اس کا خلق ہوگا، حق اس کی شریعت ہوگی، عدل اس کی سیرت ہوگی، ہدایت اس کا امام ہوگی، اسلام اس کا دین ہوگا، احمد اس کا نام ہوگا، گمراہوں کو میں اس کی وجہ سے ہدایت دوں گا، جاہلوں کو اس کی بدولت علماء بنا دوں گا، تنزل والوں کو ترقی پر پہنچاؤں گا، انجانوں کو مشہور و معروف کر دوں گا، قلت کو اس کی وجہ سے کثرت سے فقیری کو امیری سے، فرقت کو الفت سے اختلاف کو اتفاق سے بدل کر متحد کر دوں گا، جداگانہ خواہشوں کو یکسو کر دوں گا، دنیا کو اس کی وجہ سے ہلاکت سے بچا لوں گا، تمام امتوں سے اس کی امت کو اعلیٰ و افضل بنا دوں گا، وہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے دنیا میں پیدا کیے جائیں گے، ہر ایک کو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے، موحد ہوں گے، مومن ہوں گے، اخلاص والے ہوں گے، رسولوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے سب کو سچ ماننے والے ہوں گے، وہ اپنی مسجدوں، مجلسوں، اور بستروں پر چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے میری حمد و ثنا بزرگی اور بڑائی بیان کرتے رہیں گے، کھڑے اور بیٹھے نمازیں ادا کرتے رہیں گے، دشمنانِ

خدا سے صفیں باندھ کر جہاد کریں گے۔ ان میں سے ہزار ہا لوگ میری رضامندی کی جستجو میں اپنا گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوں گے۔ ہاتھ، منہ دھونیں دھویا کریں گے، تہ بند آدھی پنڈلی تک باندھیں گے، میری راہ میں قربانیاں دیں گے، میری کتاب ان کے سینوں میں ہوگی۔ یعنی حافظ قرآن ہوں گے، راتوں کو عابد اور دنوں کو مجاہد ہوں گے، اس نبی کی اہل بیت اولاد میں سبقت کرنے والے صدیق، شہید اور صالح جو ہوں گے، ان کو پیدا کروں گا۔ اس کی امت اس کے بعد دنیا کو حق کی ہدایت کرے گی، اور حق کے ساتھ عدل و انصاف کرے گی، ان کی امداد کرنے والوں کو میں عزت والا کروں گا۔ اور ان کو ملانے والوں کی میں مدد کروں گا۔ ان کے مخالفین اور ان کے باغی اور ان کے بدخواہوں پر میں برے دن لاؤں گا۔ میں انہیں ان کے نبی کا وارث کروں گا جو اپنے رب کی طرف لوگوں کو دعوت دیں گے۔ نیکیوں کی باتیں بتلائیں گے، برائیوں سے روکیں گے، نماز ادا کریں گے زکوٰۃ دیں گے، وعدے پورے کریں گے۔ اس خیر کو میں ان کے ہاتھوں پوری کروں گا۔ جو ان سے شروع ہوئی تھی، یہ ہے میرا فضل۔ جسے چاہوں دوں، اور میں بہت بڑے فضل و کرم کا مالک ہوں۔

لابن ابی حاتم ملخص تفسیر ابن کثیر سورہ احزاب پ۲۲ ص ۱۷)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی ہے۔ اور اس کے ضمن میں آپ کی امت کا تذکرہ اور حلیہ بیان کیا گیا ہے۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کی بعثت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چار ہزار سال پہلے یہ دعا کی تھی، جو قرآن مجید میں اس طرح منقول ہے:۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۱۵)

اے ہمارے رب! ان میں، ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے۔ انہیں کتاب اور حکمت سکھائے۔ اور انہیں پاک کرے، بیشک تو غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی۔ اور ازلی وعدے کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ مسند احمد میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں خدا کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت سے ہوں، جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی کی صورت میں تھے۔ میں تمہیں اپنا ابتدائی امر بتاؤں، میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میں اپنی ماں کا خواب ہوں، مولانا حالی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

Marfat.com

[illegible]

## [illegible] بشارت

[illegible]

[illegible] بشارت [illegible]

[illegible] آپ [illegible] بھی ہیں اور خاتم النبیین

[illegible] اور حبیب [illegible] بھی ہیں ۔ اور خازن و قاسم بھی ہیں

[illegible] خطیب الانبیاء [illegible] امام الانبیاء بھی ہیں ۔ رحمۃ للعالمین ، اور شفیع المذنبین بھی

آپ [illegible] ہیں ، آپ طیب و طاہر بھی ہیں اور [illegible] رحیم بھی ہیں ۔ ماحی ، حاشر ، عاقب

Marfat.com

مدثر، مزمل بھی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ لِي خَمْسَةَ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ میرے پانچ خصوصی نام ہیں میں احمد بھی ہوں، محمد بھی ہوں، اور ماحی ہوں، یعنی اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹاتا ہے، اور میں حاشر ہوں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے پہلے میں اٹھوں گا، اور سب لوگ میرے پیچھے اٹھیں گے، اور میں سب سے پیچھے آنے والا ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِي الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔ (بخاری)

مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھیں، ایک یہ کہ ایک مہینے کی مسافت سے میرا رعب پڑ جاتا ہے۔ جس سے دشمن مرعوب ہو کر ڈر جاتا ہے، اور اس سے میری امداد کی جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ساری زمین میرے لیے نماز کی جگہ بنا دی گئی ہے، اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے پس جہاں کہیں بھی میرے امتی پر نماز کا وقت آجائے تو نماز پڑھ لے، اور پانی نہ ملے تو تیمم ہی کرلے۔ اور یہ کہ میرے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے غنیمت کا مال حلال نہیں کیا گیا، چوتھے یہ کہ مجھے شفاعت کبریٰ دی گئی ہے۔ اور پانچویں یہ کہ پہلے زمانے میں ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، اور میں تمام انسانوں کے لیے بھیجا گیا ہوں

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی فضائل میں سے سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ آپ کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ انسان مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، نہ کہے۔ اذان میں آپ کا نام پانچوں وقتوں میں لیا جاتا ہے اور نماز میں بھی اور خطبہ میں بھی، غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہر ایک اعتبار سے اعلیٰ و ارفع ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کے متعلق یہ سورت نازل فرمائی ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا، اور تجھ پر سے تیرا بوجھ ہم نے اتار دیا، جس نے تیری پیٹھ توڑ دی، اور ہم نے تیرا ذکر بلند کیا

Marfat.com

ذِكْرَكَ ۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۔ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۔　　سو البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے یقیناً دشواری کے ساتھ سہولت ہے، پس جب تو فارغ ہو، تو عبادت میں محنت کر اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا۔

ابن جریر میں ہے، کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس حضرت جبرائیل آئے، اور فرمایا کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے، کہ میں آپ کا ذکر کس طرح بلند کروں آپ نے فرمایا، خدا ہی کو پورا علم ہے، فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں، تو آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔ ابن ابی حاتم میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں نے اپنے رب سے ایک سوال کیا، لیکن نہ کرتا تو اچھا ہوتا، میں نے کہا، خدایا مجھ سے پہلے نبیوں میں سے کسی کے لیے ہوا کو تابعدار کر دیا تھا، کسی کے ہاتھوں مردوں کو زندہ کر دیا تھا، تو خدا تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کیا میں نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟ میں نے کہا بے شک، فرمایا راہ گم کردہ پا کر میں نے تجھ کو ہدایت نہیں دی؟ میں نے کہا بے شک۔ فرمایا کیا میں نے تجھے فقیر پا کر غنی نہیں بنا دیا، میں نے کہا بے شک، فرمایا، کیا میں نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا؟ کیا میں نے تیرا ذکر بلند نہیں کیا؟ میں نے کہا بے شک۔

ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب میں فارغ ہوا، اس چیز سے، جس کا حکم مجھے میرے رب عزوجل نے کیا تھا، آسمان و زمین کے کام سے، تو میں نے کہا خدا مجھ سے پہلے جتنے انبیاء ہوئے ہیں، ان سب کی تو نے تکریم کی، ابراہیمؑ کو خلیل بنایا، موسیٰؑ کو کلیم بنایا، داؤدؑ کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا، سلیمانؑ کے لیے ہواؤں کو تابعدار کیا، اور شیاطین کو بھی، عیسیٰؑ کے ہاتھ پر مردہ کو زندہ کرایا۔ پس میرے لیے کیا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا میں نے آپ کو ان سب نبیوں سے افضل چیز نہیں دی، کہ میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کیا جاتا ہے، اور میں نے آپ کی امت کے سینوں کو ایسا کر دیا ہے، کہ وہ قرآن کو ظاہراً پڑھتے ہیں، یہ میں نے کسی اگلی امت کو نہیں دیا، اور میں نے آپ کو عرش الٰہی کے خزانوں میں سے خزانہ دیا، جو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ہے، ابن عباسؓ اور مجاہد فرماتے ہیں، کہ اس سے مراد اذان ہے، یعنی اذان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے جس طرح حضرت حسانؓ کے شعروں میں ہے ؎

اَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ　　مِنَ اللّٰهِ مِنْ نُوْرٍ يَلُوْحُ وَيَشْهَدُ

اللہ تعالیٰ نے مہر نبوت کو اپنے پاس کا ایک نور بنا کر آپ پر چمکا دیا، جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اسْمِهٖ　　اِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی کا نام ملا لیا جب کہ مؤذن پانچوں وقت اشہد الخ کہتا ہے

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ فَذُوالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٗ

آپ کی عزت و جلال کے اظہار کے لیے اپنے نام سے آپ کا نام نکالا دیکھو وہ عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں، کہ اگلوں اور پچھلوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر بلند کیا، اور تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے روز میثاق میں یہ عہد لیا گیا تھا۔ کہ وہ آپ پر ایمان لائیں، اور اپنی اپنی امتوں کو بھی آپ پر ایمان لانے کا حکم کریں، پھر آپ کی امت میں آپ کے ذکر کو مشہور کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کیا جائے۔ صرصری نے کتنی اچھی بات فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں، کہ زمنوں کی اذان صحیح نہیں ہوتی، مگر آپ کے پیارے اور میٹھے نام سے۔ جو پسندیدہ اور اچھے منہ سے ادا ہو۔ یہ مرتبہ کسی نبی اور رسول کو نہیں ملا۔ سچ ہے ؎

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی فضائل میں سے یہ بھی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے جہاں کے لیے رحمت بنایا ہے، جیسا کہ فرمایا:۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء) ہم نے آپ کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یہ رحمۃ للعالمین صرف آپ ہی کو کہا گیا ہے، اور کسی مخلوق کو یہ لقب نہیں دیا گیا، اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے تو آپ رحمۃ للعالمین ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ سارے جہان کا مربی اور پرورش کرنے والا ہے۔ تو آپ سارے جہان کے محب، ہمدرد اور غمگسار ہیں، بس بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تورات شریف میں

کعب احبار تورات سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں:۔

نَجِدُ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِيَ الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطِيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَاُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَيُكَبِّرُوْنَ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةُ الشَّمْسِ

ہم تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ لکھا ہوا پاتے ہیں، کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ محمدؐ میرا چنا ہوا بندہ ہے، نہ وہ بد خلق ہے۔ اور نہ سخت گو، اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے ہیں، بلکہ معاف اور درگذر کر دیتے ہیں، اور ان کے پیدا ہونے کی جگہ مکہ ہے، اور ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہے۔ اور ان کا ملک شام تک ہے، اور ان کی امت بہت تعریف کرنے والی ہے، خوشی، غمی، آرام و تکلیف تمام

Marfat.com

يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَآءَ وَقْتُهَا يَأْتَزِرُوْنَ عَلٰى اَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰى اَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ يُنَادِيْ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ لَهُمْ بِاللَّيْلِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ (مصابیح، دارمی)

حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر گذاری کرتی ہے، وہ ہر منزل میں خدا کی شکر گذاری کرتی ہے۔ اور ہر بلند جگہ پر اللہ کی بڑائی بیان کرتی ہے، روزانہ زوال آفتاب اور چاند سورج کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتی ہے، یعنی نماز پڑھنے کے لیے سورج ڈھلنے اور آفتاب کے طلوع و غروب کا خیال رکھتی ہے، جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے نماز پڑھتی اور آدھی پنڈلی تک لنگی باندھتی ہے، اور وضو میں ہاتھ منہ کو دھوتی ہے۔ ان کا منادی یعنی اذان دینے والا زمین اور آسمان کے درمیان میں یعنی بلند مقام پر کھڑا ہو کر اذان دیتا ہے۔ نماز اور لڑائی میں ان کی صف بندی برابر ہے۔ رات کو ان کی آواز پست ہوتی ہے۔ جیسے کہ شہد کی مکھی کی آواز یعنی رات کے وقت عبادت اور نماز ادا کرتے وقت زیادہ زور سے آواز نہیں نکالتے، بلکہ آہستہ آہستہ قرأت کرتے ہیں۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوق سے زیادہ وزنی اور بھاری ہیں

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِيٌّ حَتّٰى اسْتَيْقَنْتَ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَانِيْ مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاَرْضِ وَكَانَ الْاٰخَرُ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا۔

یا رسول اللہ! یہ آپ نے کیسے جانا کہ آپ نبی ہیں، اور آپ کو اپنے نبی ہونے کا کیسے یقین ہوا، آپ نے فرمایا، کہ میں بطحاء مکہ میں تھا، کہ میرے پاس دو فرشتے آئے، ایک فرشتہ تو میرے پاس ہی آگیا، اور دوسرا زمین اور آسمان کے درمیان رہا پہلے فرشتے نے کہا، کہ یہ وہی ہیں، دوسرے نے کہا ہاں یہ وہی صاحب ہیں، پہلے نے کہا اچھا ان کا ایک آدمی سے وزن کرو، یعنے ایک طرف یہ ہوں اور دوسری طرف دوسرا ہو ان دونوں کو ترازو میں رکھ کر تولو، کہ کون بھاری ہوتا ہے اور کون ہلکا ہوتا ہے، چنانچہ میں تولا گیا، تو میں اس ایک آدمی سے بھاری رہا، پھر اس نے کہا، کہ اچھا ان دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، تو میں دس آدمیوں کے ساتھ تولا گیا، تو میں ان دس آدمیوں کے مقابل میں بھاری رہا، پھر اس نے کہا ان کو اب سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، چنانچہ مجھ کو سو آدمیوں کے

Marfat.com

مقابلہ میں وزن کیا گیا، تب بھی میں ان سے وزنی رہا، پھر اس نے کہا کہ اچھا اب ان کو ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، چنانچہ اب میں ہزار آدمیوں کے ساتھ تولا گیا تب بھی میں ان سے بھاری رہا، گویا میں اس وقت ان ہزار آدمیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جس پلہ میں وہ تھے، وہ ہلکا ہونے کی وجہ سے اس طرح اوپر کی طرف اٹھ گیا، کہ وہ میرے اوپر گرنے والے ہیں، کہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر ان کو ساری امت کے ساتھ وزن کرو۔ تو یہ اپنی ساری امت پر بھاری ہوں گے۔

تو اس سے ثابت ہوا، کہ آپ ہر ایک اعتبار سے ساری مخلوق سے اعلیٰ اور اشرف ہیں، سبحانہ ما اعظم شانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں یہ فرمایا کہ قیامت کے روز میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور میں سب کا قائد ہوں گا، جب کہ سب نمائندہ ہو کر خدا کے سامنے پیش ہوں گے، اور میں سب کا خطیب ہوں گا اور شفیع و مبشر ہوں گا کرامت اور بزرگی، ہر بھلائی کی کنجی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگی، اور حمد کا جھنڈا اس وقت میرے ہاتھ میں ہوگا، اور میں خدا کے نزدیک سب سے اکرم اور اشرف ہوں گا، اور آپ کے جھنڈے کے نیچے ساری مخلوق ہوگی، خلاصہ یہ ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ،

# خطبہ ۲۶ فضائل حدیث کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ

سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے بہترین کلام نازل فرمایا، جو ایسی کتاب ہے، کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی جانے والی آیتوں کی ہے، جس سے ان لوگوں کے جسم لرز اٹھتے ہیں، جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ کے ذکر کی طرف جھک جاتے ہیں، یہ ہے اللہ کی ہدایت، جسے چاہے یہ بتا دیتا ہے، اور جسے خدا ہی راہ بھلا دے، اس کا کوئی ہادی نہیں اور درود و سلام نازل ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

Marfat.com

بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُہُمْ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ۔ (اعراف ۲۲۶)

آل و تمام اصحاب اور سب تابعداروں پر، حمد اور صلوٰۃ وسلام کے بعد گذارش ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا انہوں نے آسمان وزمین کی مملکت میں، اور خدا کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر کبھی غور نہیں کیا، اور اس بات پر کہ ممکن ہے اجل قریب ہی آگئی ہو، پھر اب یہ اس کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔

جو فضائل تمام کائنات عالم میں سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں، اسی طرح آپ کے کلام کی فضیلت تمام مخلوق کے کلاموں پر ہے مثل مشہور ہے کلامُ الملوکِ ملوکُ الکلامِ بادشاہوں کا کلام تمام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے اس علم حدیث شریف کا موضوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے، اس حیثیت سے کہ آپ شریعت میں اللہ کے رسول ہیں، اور حدیث آپ کے قول وفعل اور تقریر کو کہتے ہیں، اور اس کے پڑھنے اور عمل کرنے سے دونوں جہاں کی سعادت اور کامیابی حاصل ہوتی ہے، اس لحاظ سے قرآن شریف کے بعد حدیث شریف ہی کا درجہ ہے، عامل بالحدیث کے لیے بڑے بڑے درجات ہیں، علامہ ابو محمد ازدی مصری اپنی کتاب المؤتلف، کے صفحہ ۲۲ پر کیا خوب فرماتے ہیں ؎

عِلْمُ الْحَدِیْثِ لَہٗ فَضْلٌ وَّمَنْقَبَۃٌ ۔۔۔ نَالَ الْعُلَاءَ بِہٖ مَنْ کَانَ مُعِیْنًا

علم حدیث کی بڑی فضیلت ہے، اور اس کی اعانت ومدد کرنے والا بلند مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے۔

مَا حَازَہٗ نَاقِصٌ اِلَّا وَکَمَّلَہٗ ۔۔۔ اَوْ حَازَہٗ عَاطِلٌ اِلَّا بِہٖ حَلِیْنًا

علم حدیث کو پڑھ کر ناقص ترین انسان کامل بن جاتا ہے اور قبیح وبدصورت آدمی حسین وخوبصورت بن جاتا ہے

اَمَّا الْحَدِیْثُ فَلَا یَخْفٰی جَلَالَتُہٗ ۔۔۔ ذَاکَ مِنْ عُلُوْمِ الدِّیْنِ عُمَّانٌ

علم حدیث کی عظمت، جلالت پوشیدہ نہیں ہے۔ بے شک وہ علوم دین کا دریا ہے۔

عُمَّانُ فَیْضٍ طَوِیْلِ الْبَاعِ مَکْرُمَۃً ۔۔۔ فِیْہِ جُمَانٌ وَّیَاقُوْتٌ وَّمَرْجَانٌ

یہ دریائے فیض بزرگی میں دراز بازو ہے، اس دریا میں بڑے قیمتی موتی یاقوت ومونگے ہیں۔

کُلُّ الْعُلُوْمِ سُمُوٌّ لٰکِنْ بِاَفْنٍ ۔۔۔ اَھْلُ الْحَدِیْثِ لِدِیْنِ اللّٰہِ اَعْوَانٌ

جو بھی علوم ہیں وہ بلند پایہ اور بلند مرتبہ ہیں، لیکن اہل حدیث اللہ کے دین کے مددگار ہیں

کیا سچ کہا کسی شاعر نے ؎

Marfat.com

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے
دُر دانہ درج مصطفیٰ ہے
صوفی، عالم، حکیم، دینی
کرتے رہے اس کی خوشہ چینی
بابا کے یہاں سے کون لایا
جس نے پایا یہیں سے پایا
یہ شاہراہ محمدی ہے
گنجینۂ رازِ احمدی ہے
مشعل ازدزدِ راہِ سنت
برہم زن بیخ و شاخ بدعت
ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار
جب اصل ملے تو نقل کیا ہے
یہاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے
اب زیادہ تو مجھ سے نہ کر کل کل
خورشید کے آگے کیا ہے مشعل
بالفرض فلاں تھا مرد کامل
اس نے کیا تھا کہاں سے حاصل
وہ بھی اسی در کا اک گدا تھا
گو غوث و امام و مقتدے تھا
ملفوظ بہت ہیں تو نے دیکھے
ملفوظ محمدی کو اب دے
ناحق تجھے اور کچھ ہوس ہے
قرآن و حدیث تجھ کو بس ہے
حق ہو کا حدیث خواں سے خرم
ارشاد رسول فخر عالم

علامہ ہبۃ اللہ بن حسن شیرازی حدیث اور اصحاب الحدیث کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

عَلَيْكَ بِاَصْحَابِ الْحَدِيْثِ فَاِنَّهُمْ
عَلٰى مَنْهَجٍ لِلدِّيْنِ مَازَالَ مُعْلَمَا

اے شخص تو حدیث والوں کو لازم پکڑ
کہ وہ دین کے سچے راستہ پر ہیں

وَمَا النُّوْرُ اِلَّا فِي الْحَدِيْثِ وَاَهْلِهٖ
اِذَا مَا دَجَى اللَّيْلُ الْبَهِيْمُ وَاَظْلَمَا

نور اور روشنی تو بس حدیث والوں میں ہے۔ باقی سارے جہاں میں ایسی تاریکی ہے جیسے اندھیری رات کا اندھیرا

فَاَعْلَى الْبَرَايَا مَنْ اِلَى السُّنَنِ اعْتَزٰى
وَاَعْمَى الْبَرَايَا مَنْ اِلَى الْبِدَعِ انْتَمٰى

پس مخلوق میں بہتر اور اچھے لوگ وہی ہیں جو حدیث پڑھتے ہیں، اور بدترین خلق اور اندھے لوگ وہ ہیں جو بدعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

وَمَنْ تَرَكَ الْاٰثَارَ ضَلَّ سَعْيُهٗ
وَهَلْ يَتْرُكُ الْاٰثَارَ مَنْ كَانَ مُسْلِمَا

اور جس نے حدیثوں کو چھوڑ دیا اس نے اپنے سارے اعمال اور کوششیں برباد کر دیں اور کیا مسلمان ہو کر کوئی حدیثوں کو چھوڑ سکتا ہے۔

## حدیث شریف کی فضیلت حدیث کی زبانی

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں نماز

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا فَقَالَ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

پڑھائی نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر ایسا وعظ فرمایا، جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں، اور دل دہل گئے ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا وعظ آپ نے فرمایا ہے۔ یہ تو جیسے کوئی رخصت کرنے والا رخصت کے وقت خصوصی باتیں کہتا ہے۔ تو کچھ ہمیں وصیت نصیحت کیجیے، آپ نے فرمایا: میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، اور مسلمان بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور جو میرے بعد زندہ رہے گا۔ وہ بہت اختلاف دیکھے گا، ایسی حالت میں میری سنت کو لازم پکڑ لو، اور میرے خلفاء راشدین کے طریقے کو لازم پکڑ لو، اور اس کو دانتوں سے تھام لو، اور نئی باتوں سے بچتے رہو کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ حدیث پر عمل کرنا اختلاف و بدعت سے بچاتا ہے، اور جو اس سے بچ گیا، وہ نجات پانے کا مستحق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَرَكْتُ فِيكُمْ ثِنْتَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِي (رواہ الحاکم)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو گے، تم کبھی بے راہ نہیں ہو سکتے، (۱) اللہ کی کتاب (۲) میری سنت یعنی حدیث۔

یہی دونوں چیزیں مشعل راہ ہدایت ہیں، اور یہی دونوں چاند وسورج ہیں، جس کے ہاتھ میں یہ دونوں یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف ہوں، وہ ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتا، اختلاف کے وقت حدیث اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والا سو شہیدوں کا ثواب حاصل کر سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ (بیہقی)

یعنی میری امت کے فساد اور اختلاف کے وقت میری حدیث پر عمل کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

حدیث نبوی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ جنت میں رہے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

Marfat.com

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ (ترمذی)

جس نے میری سنت (حدیث) کے ساتھ محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔

## حدیث شریف نجات کا ذریعہ ہے

جو لوگ اللہ کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے لیے حدیث بہترین ذریعہ ہے۔ سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا اَعْلَمُ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مِنَ الْاَعْمَالِ اَفْضَلَ مِنْ طَلَبِ الْحَدِیْثِ لِمَنْ اَرَادَ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ (تاریخ بغداد ص۸۳)

یعنی میں نہیں جانتا کہ زمین پر کوئی علم حدیث کے طالب سے اچھا ہو۔ اس شخص کے لیے جو اللہ تعالے کی رضامندی چاہتا ہو۔

## حدیث افضل ترین عبادت ہے اور تسبیح سے بہتر ہے

حضرت امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

مَا عُبِدَ اللّٰهُ بِشَیْءٍ اَفْضَلُ مِنَ الْحَدِیْثِ وَلَوْلَا الْحَدِیْثُ اَفْضَلُ عِنْدِیْ مِنَ التَّسْبِیْحِ مَا حَدَّثْتُ (شرف اصحاب الحدیث ص۸۵)

یعنی حدیث سے بہتر کوئی عبادت نہیں، حدیث میرے نزدیک تسبیح سے بہتر ہے، اگر تسبیح سے افضل نہ ہوتی، تو میں بیان نہ کرتا۔

## علم حدیث گویا نماز ہے

محمد بن عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، کہ موسیٰ بن یسار ہم کو حدیث سنا رہے تھے، اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ان سے فرمایا:۔

اِذَا اَنْتَ فَرَغْتَ مِنْ حَدِیْثِكَ فَسَلِّمْ فَاِنَّكَ فِی الصَّلٰوةِ (تاریخ بغداد)

جب تم حدیث پڑھا کر فارغ ہو جاؤ، تو سلام پھیر دو۔ اس لیے کہ اب تک تم نماز میں تھے۔

یعنی جس طرح نماز پڑھنے کا ثواب ہے، اسی طرح سے حدیث شریف پڑھانے کا ثواب ہے۔

## حدیث شریف پڑھنا نفلی نماز سے بہتر ہے

امام وکیع رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ الصَّلٰوةَ اَفْضَلُ مِنَ الْحَدِیْثِ مَا حَدَّثْتُ (تاریخ بغداد)

اگر میں یہ جانتا کہ نفلی نماز حدیث سے بہتر ہے، تو حدیث نہ بیان کرتا یعنی نفل نماز سے میرے نزدیک حدیث خوانی افضل ہے

## اشاعت حدیث شریف کی افضلیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَحَفِظَهٗ حَتّٰی یُبَلِّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ (شرف اصحاب الحدیث ص۱۷)

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ خوش و خرم رکھے، جس نے ہماری حدیث کو سن کر یاد کر لیا، اور اسی طرح دوسروں کو پہنچا دیا۔

Marfat.com

اسی نصرت و بہجت اور خوشنودی کی طرف علامہ ابو العباس الغرفی نے اپنے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے ؎

أَهْلُ الْحَدِيْثِ عِصَابَةُ الْحَقِّ ... فَازُوْا بِدَعْوَةِ سَيِّدِ الْخَلْقِ

حدیث والے حق جماعت کے لوگ ہیں جنہوں نے سید الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی کامیابی حاصل کی ہے۔

فَوُجُوْهُهُمْ زَهْرَةٌ مُنَضَّرَةٌ ... لَأْلَاؤُهَا كَتَأَلُّقِ الْبَرْقِ

ان کے چہرے نہایت ہی منور اور بارونق دار ہیں، جو بجلی کی طرح چمکتے ہیں۔

يَا لَيْتَنِيْ مَعَهُمْ فَيُدْرِكُنِيْ ... مَا أَدْرَكُوْهُ بِهَا مِنَ السَّبْقِ

کاش کہ میں بھی حدیث والوں کے ساتھ ہوتا، تو جو سبقت اور فضیلت ان کو حاصل ہے مجھے بھی حاصل ہوتی

## حدیث پڑھنے اور پڑھانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں

یہی حدیث پڑھنے اور پڑھانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین اور خلیفہ ہیں، آپ نے ان کے لیے خصوصیت کے ساتھ یہ دعا فرمائی ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اور فرمانے لگے،

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِيْ قَالَ قُلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ خُلَفَائُكَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْنَ يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَرْوُوْنَ اَحَادِيْثِيْ وَسُنَّتِيْ وَيُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ (شرف اصحاب الحدیث ص ۳۲)

اے اللہ! تو میرے خلفاء پر رحم فرما، ہم لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے خلفاء وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے، اور میری حدیثوں اور سنتوں کو روایت کریں گے، اور لوگوں کو سکھائیں گے۔

## حدیث والے درود شریف کی کثرت اور مداومت کی وجہ سے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہوں گے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً ؀

میرے خلفاء وہ لوگ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ قریب مجھ سے وہ لوگ ہوں گے، جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتے ہیں،

حضرت ابو نعیم اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں، کہ زبردست فضیلت حدیث کے روایت کرنے اور پڑھنے والوں کے ساتھ مخصوص ہے، اس لیے کہ کوئی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

Marfat.com

پڑھتے ہیں ان علما، حدیث کی جماعت سے بڑھ کر نہیں، نہ درود شریف کے پڑھنے میں، اور نہ لکھنے میں،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ كَتَبَ عَنِّي عِلْمًا وَكَتَبَ مَعَهُ صَلوٰةً لَمْ تَزَلْ فِي أَجْرٍ مَا قُرِئَ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ۔

(شرف اصحاب الحدیث، ص۳۶)

جو شخص مجھ سے کسی علم کو لکھے۔ یعنی میری حدیثوں کو لکھے اور اس کے ساتھ مجھ پر درود بھی لکھے، تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ مَا دَامَ اسْمِي فِي ذٰلِكَ الْكِتَابِ (شرف اصحاب الحدیث ص۳۵)

کہ جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں درود لکھے، تو جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا، تو فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں، کہ اگر محدثین کو صرف یہی فائدہ ہوتا۔ تو بھی بہت تھا، کہ جب تک ان کتابوں پر درود ہے، ان پر خدا کی رحمتیں اترتی رہتی ہیں، محمد بن سلیمان کہتے ہیں، کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا، تو پوچھا کہ ابا جان آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا، فرمایا مجھے بخش دیا۔ میں نے کہا کس عمل پر؟ جواب دیا، کہ صرف اس عمل پر کہ میں ہر حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔

ابو القاسم عبد اللہ مروزیؒ فرماتے ہیں، کہ میں اور میرے والد ایک جگہ بیٹھ کر رات کے وقت حدیثوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہاں پر نور کا ایک ستون دیکھا گیا، جو آسمان کی بلندی تک تھا، پوچھا گیا، کہ یہ نور کس بنا پر ہے۔ تو کہا گیا، کہ حدیث کے آمنے سامنے پڑھتے وقت جو ان کی زبان سے درود نکلتا تھا اس درود شریف کی بنا پر نور ہے (شرف اصحاب الحدیث)

## اصحاب الحدیث جنتی ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يَجِيءُ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ وَمَعَهُمُ الْمَحَابِرُ فَيَقُولُ اللهُ لَهُمْ أَنْتُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ قَالَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُبُوْنَ الصَّلوٰةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقُوا إِلَى الْجَنَّةِ۔

(القول البدیع للسخاوی ص۱۵۹)

قیامت کے دن اصحاب الحدیث اس حال میں آئیں گے، کہ اس کے ساتھ دواتیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود لکھتے رہے یعنی ہر حدیث کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے رہے لہذا اس درود شریف کی برکت سے تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

Marfat.com

اس کے بعد علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد محدثین کے خواب تحریر فرمائے ہیں، کہ بعض محدثین کی مغفرت اس لیے ہوئی، کہ وہ حدیث کے ساتھ ہی ساتھ درود شریف صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے (ص ۱۹۰)

## حدیث والوں کے لیے پیشین گوئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ (بیہقی فی کتاب المدخل)

اس علم قرآن و حدیث کو حاصل کر کے آیندہ آنے والی جماعت میں سے اس کے عادل نیک نیک ہوں گے، جو حد سے گذرنے والے لوگوں کی تحریف اور زیادتی کو دور کریں گے اور باطل پرستوں کی افتراپردازیوں اور جاہلوں کی تاویلات کو بھی ہٹائیں گے۔

اس پیشین گوئی کی مصداق محدثین کی جماعت ہے، مولانا حالی اس مقدس جماعت کے بارے کیا خوب فرما گئے ہیں، جو دراصل اسی حدیث کا مطلب ہے ؎

گروہ ایک جویا تھا علم نبی کا لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں
اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازن علم دین جس بشر کو لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو
پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزہ اس کا چکھ کر
کیا فاش راوی میں جو عیب پایا مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا آئمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ صوفی کو چھوڑا نہ ملا کو چھوڑا
رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر گواہ ان کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا ان کا احساں یہ اک اہل دیں پر وہ تھے اس میں ہر قوم وملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث طلب کرنے والوں کی عزت کرنے کی وصیت فرمائی ہے

حضرت ہارون العبدی فرماتے ہیں:۔

كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا أَبَا سَعِيدٍ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا وَمَا وَصِيَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَأْتِي مِنْ بَعْدِي قَوْمٌ يَسْأَلُونَكُمُ الْحَدِيثَ عَنِّي فَإِذَا جَاءَكُمْ فَالْطُفُوا بِهِمْ وَحَدِّثُوهُمْ وَفِي رِوَايَةٍ سَيَأْتِيكُمْ شُبَّانٌ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَطْلُبُونَ الْحَدِيثَ فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى الشَّابَّ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُوَسِّعَ لَكُمْ وَأَنْ نُفَهِّمَكُمُ الْحَدِيثَ فَإِنَّكُمْ خُلُوفُنَا وَأَهْلُ الْحَدِيثِ بَعْدَنَا،

(شرف اصحاب الحدیث ص۲۱)

جب ہم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو آپ خوش ہو کر فرماتے تھے مرحبا، تمہارے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے، ہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کیا ہے؟ فرمایا ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ میرے بعد لوگ تم سے میری حدیثیں پوچھنے آئیں گے، جب وہ آئیں، تو تم ان کے ساتھ لطف وعنایت سے پیش آنا اور انہیں حدیثیں سنانا، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ تمہارے پاس زمین کے کناروں سے جو لوگ حدیثیں طلب کرتے ہوئے پہنچیں گے جب وہ آئیں، تو ان کی بہترین خیر خواہی کرنا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جب ان طالب حدیث نوجوانوں کو دیکھتے تو بے ساختہ فرماتے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر تمہیں مرحبا ہو، حضور کا ہمیں حکم ہے کہ ہم تمہیں کشادگی کے ساتھ اپنی مجلسوں میں جگہ دیں، اور تمہیں احادیث رسول سنائیں، تم ہمارے خلیفہ ہو اور اہل حدیث ہمارے بعد خلیفہ ہیں۔

## حدیث شریف کا سننا اور لکھنا دنیا و آخرت کا جمع کرنا ہے

سہل بن عبداللہ زاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ جو شخص دنیا وآخرت کی بھلائی چاہے، وہ حدیث لکھا کرے، اس میں دونوں جہاں کا نفع ہے۔ عبداللہ بن داؤد فرماتے ہیں حدیث سے جو شخص دنیا چاہے، اس کے لیے دنیا ہے، اور جو آخرت چاہے، اس کے لیے آخرت ہے، حدیث کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے، کہ اس میں جو اپنی مراد دنیا رکھے، تو اس کے لیے دنیا ہے

Marfat.com

اور جو آخرت رکھے۔ اس کے لیے آخرت ہے۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ حدیث شریف کا سننا دنیا چاہنے والے کے لیے عزت کا باعث ہے، اور آخرت چاہنے والے کے لیے رشد وبھلائی کا سبب ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث)

## حدیث والے انشاء اللہ قیامت تک زندہ رہیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ (ترمذی)

میری امت سے ایک جماعت منصور رہے گی۔ ان کی برائی چاہنے والا انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

امام یزید بن ہارون فرماتے ہیں۔ اگر اس جماعت سے اہل حدیث مراد نہ ہوں، تو میں نہیں جان سکتا۔ کہ اور کون لوگ مراد ہیں۔ حضرت ابن مبارک نے اس حدیث کی شرح میں جس میں ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق کے ساتھ غالب رہے گی، دشمنوں کی برائی انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ فرماتے ہیں، کہ میرے نزدیک اس سے مراد اہل حدیث ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل سے بھی اس حدیث کی شرح میں یہی وارد ہے، بلکہ وہ تو فرماتے ہیں، اگر اس سے مراد اہل حدیث نہ ہوں، تو کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا،

حضرت احمد بن سنان اس حدیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں، اس سے مراد اہل علم اہل حدیث ہیں، امام علی بن مدینی بھی فرماتے ہیں، کہ اس سے اصحاب حدیث مراد ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں، کہ یہ جماعت اصحاب حدیث کی ہے (شرف اصحاب الحدیث)

# طلب حدیث کے فضائل

قرآن وحدیث کا حاصل کرنا دین ودنیا کی سعادت مندی کا ذریعہ ہے، حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهٗ طَرِیْقَ الْجَنَّةِ (بیہقی)

جو علم یعنی قرآن وحدیث کے طلب کے راستہ کو اختیار کرے گا تو ہم اس کے لیے جنت کے راستہ کو آسان کر دیں گے۔

اور جو دینی اور شرعی علم حاصل کرتے کرتے مر جائے، تو اس کے اور نبی کے درجہ میں صرف ایک

Marfat.com

درجہ کا فرق رہے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ (دارمی)

جس کے پاس اس حال میں موت آئے، کہ وہ اسلام کو زندہ کرنے کے لیے علم حاصل کر رہا تھا، تو جنت کے اندر اس میں اور نبیوں کے درمیان صرف ایک ہی درجہ نبوت کا فرق رہے گا۔

اس علم سے علم قرآن اور حدیث مراد ہے۔ اس سے طلب حدیث کی فضیلت ثابت ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں کہ:۔

تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ إِحْيَائِهَا (دارمی)

رات کو تھوڑی دیر علم قرآن و حدیث کا حاصل کر لینا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حدیث کا مذاکرہ کیا کرو کیونکہ علم مذاکرہ سے جوش مارتا ہے (جامع بیان العلم)

## حدیث شریف کے یاد کرنے کی فضیلت

حدیثوں کا یاد کرنے والا قیامت کے دن عالم اور فقیہ بنا کر اٹھایا جائے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سفارش فرمائیں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِي السُّنَّةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (شرف اصحاب الحدیث)

جو شخص میری امت کے لیے چالیس حدیثیں میری سنت کی یاد کرے، تو میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِّنْ أَمْرِ دِيْنِهِمْ بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيْهًا عَالِمًا (شرف اصحاب الحدیث)

جس نے میری امت کے لیے چالیس ایسی حدیثیں یاد کریں جو ان کے دین کے بارے میں ہوں، تو ان کو اللہ تعالیٰ نے فقیہ اور عالم بنا کر قیامت کے دن اٹھائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَأَدَّاهَا (ابن ماجۃ)

اللہ تعالیٰ اس بندے کے چہرے کو خوش اور تازہ رکھے جس نے میری حدیث کو سن کر ضبط اور حفظ کر لیا، اور دوسروں کو سنایا۔

اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کثرت سے حدیثیں یاد کرتے تھے، اور یاد کر کے آپ کو سنا بھی دیتے تھے، تاکہ کما حقہ اس کی اصلاح ہو جائے، جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، کہ جب تم

Marfat.com

سونے چلو، تو پہلے وضو کر لو، اور داہنی کروٹ پر لیٹ کر اس دعا کو پڑھ کر سو جایا کرو، خدانخواستہ اگر اس رات میں تمہارا انتقال ہو گیا، تو فطرت اسلامی پر مرو گے، وہ دعا یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ (بخاری) | اے اللہ! میں نے اپنی ذات اور جان کو تیرے حوالہ کر دیا، اور اپنے کاموں کو تیرے سپرد کر دیا، اور اپنی پیٹھ کو تیری طرف جھکا دیا۔ اپنی رغبت اور تیرے خوف سے، تیرے عذاب سے پناہ اور نجات کی جگہ نہیں ہے، مگر تیرے پاس اے اللہ! میں تیری اتاری ہوئی کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا۔ |

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں، کہ جب میں نے اس دعا کو دوبارہ آپ کو سنایا، تو میں نے بجائے اٰمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ کے رَسُوْلِكَ کہہ دیا، تو آپؐ نے فرمایا نہیں وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ کہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حدیثوں کو مذاکرہ کے طور پر دہرایا جاتا تھا، کہ حدیث کے الفاظ محفوظ رہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے یاد رکھنے کا تاکیدی حکم فرمایا ہے، جیسے کہ وفد عبدالقیس کو فرمایا تھا،

| | |
|---|---|
| اِحْفَظُوْهُنَّ وَاَخْبِرُوْا بِهِنَّ مِنْ وَّرَآءَكُمْ (بخاری) | ان حدیثوں کو یاد کر لو اپنی قوم میں جا کر ان کی اشاعت کرو، |

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:۔

| | |
|---|---|
| اَكْثِرُوْا ذِكْرَ الْحَدِيْثِ فَاِنَّكُمْ لَمْ تَفْعَلُوْا يَدْرُسْ عِلْمُكُمْ (جامع بیان العلم) | حدیثوں کی بار بار تکرار کرتے رہو اور بار بار دہراتے رہو، اسی مذاکرہ سے اس کی زندگی ہے۔ |

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیثیں یاد کرتے تھے۔ فرماتے یَحْفَظُ مَالَا یَحْفَظُوْنَ (بخاری) ان حدیثوں کو ابوہریرہ یاد رکھتا تھا، جن کو دوسرے لوگ یاد نہیں کرتے تھے۔

## حدیث شریف کے لکھنے کی فضیلت

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا جاتا ہے، کہ ایک شخص تو نفلی روزوں اور نفلی نمازوں میں مشغول ہے، اور دوسرا حدیث لکھنے میں مشغول ہے، فرمایئے آپ کے نزدیک کون افضل ہے، آپ نے فرمایا، حدیث شریف کا لکھنے والا (تاریخ بغدادی) حضرت ابوبکر احمد بن علی فرماتے ہیں، کہ حدیث شریف کا سیکھنا ہر قسم کی نفلی عبادت سے بہتر ہے، حضرت یحیٰی بن یمان فرماتے ہیں، طلب حدیث بہترین

Marfat.com

عبادت اور باعث خیر و برکت ہے (تاریخ بغدادی، شرف اصحاب الحدیث)

## حدیث شریف سے شفا حاصل ہوتی ہے

جس طرح اللہ کے کلام سے شفا حاصل ہوتی ہے اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے بھی شفا حاصل ہوتی ہے، ختم قرآن مجید اور ختم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں باعث برکت و موجب سعادت دارین ہیں اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے، حضرت امام ساری جب بیمار پڑتے، تو فرماتے حدیث پڑھنے والوں کو بلاؤ، جب وہ آ جاتے، تو فرماتے مجھے حدیث پڑھ کر سناؤ (تاریخ بغداد و شریف اصحاب الحدیث ص ۴۷)

## حدیث شریف کا مذاکرہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حدیثوں کی دیکھ بھال کرتے رہو حدیثوں کا مذاکرہ کرتے رہو اگر یہ نہ کیا تو ڈر ہے کہ یہ علم مٹ نہ جائے

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حدیثوں کا مذاکرہ کرو علم حدیث کی حیات آپس میں پڑھنا پڑھانا ہی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں، حدیث شریف کا مذاکرہ اور درس و تدریس جاری رکھو، اگر ایسا نہ ہوا، تو یہ علم جاتا رہے گا۔ (شرف اصحاب الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں، جب تم ہم سے حدیثیں سنو، تو انہیں آپس میں دہرایا کرو حضرت ابو سعید خدری رض کا بھی یہی قول ہے۔ آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ حدیث بیان کیا کرو، ایک حدیث دوسری حدیث کو یاد دلاتی ہے، حضرت ابوامامہ باہلی فرماتے ہیں، یہ علمی مجلس اللہ تعالیٰ کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی باتیں پہنچا دیں تم بھی کچھ بھلی باتیں ہم سے سنو، اور دوسروں کو سنا دو، سلیم بن عباس رض فرماتے ہیں کہ ہم ابوامامہ باہلی رض کے پاس بیٹھتے تھے، وہ ہمیں بکثرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنایا کرتے تھے، پھر فارغ ہو کر فرماتے تھے، اچھی طرح انہیں سمجھ لو، اور پھر جس طرح تم پہنچائے گئے ہو، دوسروں کو بھی پہنچا دو، حضرت انس رض نے اپنے دونوں بیٹوں نظر اور موسیٰ کو حکم دیا تھا، کہ وہ حدیث اور اسناد حدیث کو لکھ لیا کریں، اور انہیں دوسروں کو سکھائیں، فرماتے ہیں کہ ہم تو اس عالم کو عالم ہی نہیں جانتے تھے، جو اپنے علم کو لکھے (شرف اصحاب الحدیث)

حضرت طلق بن حبیب فرماتے ہیں، کہ حدیثوں کا مذاکرہ کیا کرو، ایک حدیث دوسری حدیث کو یاد دلاتی ہے۔ حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں، کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرو، تو اسے اچھی طرح محفوظ رکھو، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حمص کے گورنر کو لکھا تھا، کہ اہل صلاح کا بیت المال میں اتنا حصہ مقرر کر دو، کہ وہ بے پرواہ ہو جائیں، تاکہ قرآن و حدیث کے علم سے انہیں کوئی چیز مشغول نہ کر سکے (تاریخ بغداد و شرف اصحاب الحدیث)

Marfat.com

## حدیث پڑھنے کیلئے اپنے بچوں کو جبراً آمادہ کرنا چاہیے

حضرت عبداللہ بن داؤد رح فرماتے ہیں، کہ انسان کو چاہیے کہ حدیث کے پڑھنے پر اپنی اولاد کو مجبور کرے، دین علم کلام میں نہیں، بلکہ دین صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں ہے، اور حدیث آخرت کا ارادہ رکھنے والے کے لیے آخرت کی خیر ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں، کہ میرے والد نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹا تم حدیث سیکھو اور یاد کرو ایک ایک حدیث کے یاد کرنے پر ایک ایک درہم انعام دوں گا، چنانچہ میں نے اسی طرح حدیثیں یاد کیں امام ابن مبارک سے پوچھا جاتا ہے، کہ کب تک حدیث لکھتے رہیں گے، فرمایا، شاید کوئی روایت جس سے مجھے نفع پہنچے، اور مل جائے، جس کو میں نے اب تک نہ سنا ہو، حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے سوال ہوتا ہے، کہ آدمی کب تک حدیث لکھتا رہے؛ فرمایا مرتے دم تک، آپ فرمایا کرتے تھے، کہ میں تو قبر میں جانے تک طالب علم رہوں گا، حضرت امام حسن بصری سے سوال ہوا، کہ کیا اسی برس کا آدمی بھی حدیث لکھے فرمایا، جب تک اس کی زندگی اچھی ہے۔

## حدیث والوں کے لیے بشارات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ نبوت تو گئی، میرے بعد نبوت باقی نہیں رہی، ہاں البتہ خوشخبریاں باقی ہیں، اور وہ نیک خواب ہیں جنہیں مسلمان خود دیکھے یا اس کے بارے میں کوئی دکھایا جائے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے؟

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (یونس) — جو لوگ ایمان لائے، اور پرہیز گاری کرتے رہے انہیں دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے، اور آخرت کی زندگی میں بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا وہ نیک خواب ہیں، جن کو خود مسلمان دیکھے، یا اس کے بارے میں کسی اور کو دکھائے جائیں، ایک شخص یزید بن ہارون کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھتا ہے، اور سوال کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا؟ آپ جواب دیتے ہیں، کہ میرے لیے جنت مباح کر دی، پوچھتے ہیں قرآن کی وجہ سے؟ فرمایا حدیث کی وجہ سے،

جویریہ بن محمد مقبری بصری یزید بن ہارون واسطی کو ان کے انتقال کے چار رات بعد خواب میں دیکھتے ہیں پوچھتے ہیں، کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے جواب دیا، کہ میرے گناہ معاف فرما دیے اور نیکیاں قبول کرلیں اور تکلیفیں ہٹا دیں، میں نے کہا، پھر کیا ہوا؟ فرمایا خداوند کریم نے بڑا کرم کیا،

Marfat.com

میرے گناہ بخش دیے، اور مجھے جنت میں داخل کیا، پوچھتے ہیں، آخر تنا اکرام آپ کا کس نیکی پر ہوا؟ کیا ذکر اللہ کی مجلسوں کی وجہ سے، میری حق گوئی اور سچی باتوں کی وجہ سے، لمبی لمبی نمازوں اور فقر و فاقہ کی مصیبتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے۔ پوچھا کیا منکر نکیر حق ہیں؟ جواب دیا ہاں۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، انہوں نے مجھے بٹھا کر مجھ سے سوال کیا، کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ میں اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑنے لگا، اور کہنے لگا، کیا مجھ جیسے شخص سے سوال کیا جاتا ہے میں یزید بن ہارون واسطی ہوں، ساٹھ سال تک لوگوں کو حدیث پڑھاتا رہا ہوں، میری یہ بات سن کر انہوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا ہاں سچ ہے، یہ یزید بن ہارون ہے۔ حضرت آپ بے فکری سے دولہا کی طرح سو جائیں، آج کے بعد آپ پر کوئی ڈر، خوف نہیں ہے، پھر ایک نے مجھ سے کہا، کیا تم نے جریر بن عثمان سے بھی روایت کی ہے؟ میں نے کہا ہاں، کیونکہ وہ حدیث میں ثقہ تھے، اس نے کہا ہاں جریر تھے تو ثقہ، لیکن حضرت علی سے بغض رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ بھی ان سے بغض رکھے۔

زکریا بن عدی اپنے خواب میں امام ابن المبارک کو دیکھتے ہیں، اور پوچھتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ وہ کہتے ہیں، طلب حدیث کے لیے جو سفر میں نے کیے تھے، ان کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے بخش دیا، اسی طرح کی ایک اور روایت ہے، ابوبکر بغدادی رح کے ہم سبق تھے، اور حدیث کی طلب میں ان کا انتقال ہو گیا، خواب میں انہیں دیکھا، تو پوچھا کیا حال ہے، کہا مجھے بخش دیا گیا۔ پوچھا کس نیکی پر جواب دیا کہ حدیث کے طلب کرنے پر۔

محمد جلیل فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان شاذکونی کو ان کی وفات کے بعد نہایت اچھی حالت میں دیکھا تو میں نے پوچھا، کہ ابوایوب! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا، جواب دیا، کہ مجھے بخش دیا، میں نے کہا، کس نیکی پر؟ فرمایا حدیث کی طلب پر۔

حبش بن مبشر فرماتے ہیں، میں نے امام یحییٰ بن معین کو خواب میں دیکھا، ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا مجھے جنت کے دروازوں کے درمیان کی کل جگہ عنایت فرما دی، پھر اپنی جیب سے ایک کتاب نکال کر کہا، ان حدیثوں کے لکھنے کی برکت سے۔

ابواسحاق خواب میں دیکھتے ہیں، کہ ابوہمام کے اوپر قندیلیں لٹک رہی ہیں، پوچھا کہ یہ نورانی قندیلیں کیا ہیں؟ کہا یہ قندیل تو حدیث شفاعت بیان کرنے کی وجہ سے ملی، اور یہ حوض کوثر کی حدیث کو روایت کرنے کی وجہ سے، اسی طرح سے بہت سی حدیثوں کی وجہ سے ان کو بہت سی قندیلوں کا ملنا بیان فرمایا۔

خلف فرماتے ہیں، کہ میرے ایک دوست جو میرے ساتھ علم حدیث پڑھتے تھے، ان کا انتقال

Marfat.com

ہوگیا، میں نے انہیں خواب میں دیکھا، کہ وہ سبز رنگ کے نئے نئے کپڑے پہنے ہوئے خوش وخرم ہیں، میں نے کہا۔ حضرت آپ تو وہی مسکین طالب علم ہیں، جو میرے ساتھ حدیث پڑھتے تھے، آج یہ جوڑا آپ پر کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں تمہارے ساتھ حدیث لکھتا تھا، اور جہاں کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تھا، تو میں اس کے ساتھ ہی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور ہی لکھتا تھا، اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں، جو تم دیکھ رہے ہو۔

امام بغداری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک حدیث بھی اس مضمون کی مروی ہے، جس سے اس خواب کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص اپنی کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھے، جب تک اس کتاب میں لکھا رہے گا، فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

خواجہ جنیدؒ کے بعض ساتھیوں کو خواب میں دیکھا گیا، ان سے پوچھا گیا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا، مجھے بخش دیا، کہا کس بنا پر؟ فرمایا اپنی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنے کی وجہ سے۔ حضرت امام مسلم اسی وجہ سے بیان فرماتے ہیں، اگر حدیثوں کی تالیف کا کام مجھ سے ہوگیا، تو سب سے پہلے اس کا ثواب مجھ کو ملے گا۔

جو حدیث شریف کے علم کو چھوڑ کر دوسرے دنیاوی علوم میں مصروف ہیں، وہ اپنی عمر عزیز کو ضائع کر رہے ہیں، کسی دل جلے شاعر نے منطق وفلسفہ میں منہمک ہونے والے کے بارے میں کیا ہی خوب کہا ہے ؎

ایا علماء الهند طال بقاءكم ... وزال بفضل الله عنكم بلاءكم
رجوتم بعلم العقل فوز سعادة ... واخشى عليكم ان يخيب رجاءكم
فلا في تصانيف الاثير هداية ... ولا في اشارات ابن سينا شفاءكم
ولا طلعت شمس الهدى من مطالع ... فادرا فهادي جوركم لانبياءكم
ولا كان شرح الصدر للصدر شارحا ... بل ازداد منه في الصدر صداءكم
وبازغة لا ضوء فيها اذا بدت ... واظلامها كالليالي ذكاءكم
وسلمكم مما تقيد تسفلا ... ليس بنحو العلى ارتقاءكم
فما علمكم يوم المعاد بنافع ... فيا ويلتى ماذا يكون جزاءكم
اخذتم علوم الكفر شرعا كانما ... فلاسفة اليونان هم انبياءكم
مرضتم فزدتم علة فوق علة ... تداووا بعلم الشرع فهو دواءكم

صحاح حدیث المصطفیٰ حسانہ شفاء عجیب فلیزل منہ داء کم

(مقدمہ تحفۃ الاحوذی)

مولانا ابوبکر بن داؤد سجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتصام بالحدیث کے بارے میں کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

تَمَسَّكْ بِحَبْلِ اللّٰهِ وَاتَّبِعِ الْهُدٰى وَلَا تَكُ بِدْعِيًّا لَعَلَّكَ تُفْلِحُ

اے انسان چنگل مار اللہ کی رسی یعنی قرآن پر اور تابع ہو جا ہدایت یعنی حدیث کا اور مت ہو تو بدعتی تاکہ تو فلاح پائے۔

وَدِنْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَالسُّنَنِ الَّتِيْ أَتَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ تَنْجُوْ وَتَرْبَحُ

اور اپنے حریف کے مقابلے میں کتاب اللہ اور حدیثوں کی بناء رکھ جو اللہ کے رسول کی طرف سے آئی ہیں یقیناً تو نجات اور نفع پائے گا۔

دَعْ عَنْكَ آرَاءَ الرِّجَالِ وَقَوْلَهُمْ فَقَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَزْكٰى وَأَشْرَحُ

اور چھوڑ دے تو لوگوں کی رائے اور قیاس کو، اور ان کے قول اقوال کو، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہایت ہی پاکیزہ اور سینہ کھولنے والی ہے

وَلَا تَكُ فِيْ قَوْمٍ تَلَهَّوْا بِدِيْنِهِمْ فَتَطْعَنُ فِيْ أَهْلِ الْحَدِيْثِ وَتَقْدَحُ

اور تو ان لوگوں سے نہ ہو، جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے ورنہ تو بھی اہل حدیث پر طعن وتشنیع اور جرح قدح کرنے لگے گا

مولانا مسلم رحمۃ اللہ علیہ دیوان گلشن ہدایت میں حدیث شریف کی مدح سرائی میں کیا خوب فرمائے ہیں ؎

جب سے لائی ہے صبا مژدہ بستان حدیث خطہ ہند کو کہتے ہیں گلستان حدیث
جا بے سیر کو گلشن میں تو آتی ہے چلی سنبل و سوسن و صد برگ ہے ایمان حدیث
بلبل و فاختہ و طوطی و قمری ہر سو ہیں بصد نغمہ سرائی کے ثنا خوان حدیث
شکر کی جا ہے کہ بعد اک زمانے کے اب ہوئے کچھ لوگ اس آوان میں خواہان حدیث
زندہ رہتا نہ کبھی بعد نبی ؐ کے اسلام جسد دین میں پڑتی نہ اگر جان حدیث
اہل دنیا کو ٹکڑے ہیں گدائی کے نصیب طالب سنت نبوی ؐ کو ملا خوان حدیث
کیسے مانیں گے وہاں نامہ دستور و قیاس جس جگہ خاص ہو پروانہ سلطان حدیث
کیسی امت ہے کہ ارشاد نبی سن کے کہے میں تو منکر ہوں نہ مانوں گا یہ فرمان حدیث
بالیقین جلد شفا پائیں گے بیمار شکوک لائیں گے دل سے اگر خواہش فرمان حدیث
کوچہ مذہب شخصی کی سہوں کیوں تنگی چھوڑ کر ایسے لق و دق کا میدان حدیث
پردہ ضد و تعصب ہٹا دو دل سے ہو اگر منتظر جلوہ جانان حدیث
قول نبی ؐ کے خلاف آئے جہاں قول امام بے ادب ہو وہاں درپے بطلان حدیث

Marfat.com

ہو گا عالم نہ کبھی گو کہ ہو کیسا ہی فقیہ تاوقتیکہ نہ ہو عالم تبیان حدیث
اتنی شیخی نہ کرو پڑھ کے منطق صاحب ابھی جا کر کے کہیں سیکھیے گردان حدیث
دل کے اندھوں کو میرے پاس نہ لاؤ یارو ڈالوان پر بھی ذرا پرتو لمعان حدیث
گھیر لیتی شب بدعت کی اندھیری ہم کو ہوتا طالع نہ اگر نیر تابان حدیث
کیا دکھاتا ہے عدو اپنی نقاہت آکر کیا میرے پاس نہیں خنجر بران حدیث
کہتے ہیں صرف قرآں کو جو احمق واجب لائیں سچے ہیں تو اس پہ کوئی برہان حدیث
حب نبوی کا نہ ہو ذوق میسر اس کو جس نگوں بخت کے دل کو نہ ہو میلان حدیث

قرب نبوی کی تمنا ہے اگر اے مسلم
تا درم مرگ نہ دو ہاتھ سے دامان حدیث

---

# تخمیس حدیث

دیدۂ بینا کو ہے اک دل کشا منظر حدیث خاطر آگاہ کو یاد رخ سرور حدیث
بعد قرآں کیوں نہ ہو ہر چیز سے بہتر حدیث کھول دیتی ہے رموز غیب کے دفتر حدیث
ہے کتاب اللہ کی تفسیر سرتاسر حدیث

تذکرہ محبوب کا ہوتا ہے جب تکرار سے اس قدر ہوتی ہے تسکین جس قدر دیدار سے
یہ رمز عشق پوچھو عاشقان زار سے کم نہیں ہوتا ہے ذکر یار وصل یار سے
کیوں نہ ہو آئینہ تصویر پیغمبر حدیث

شک نہیں اس میں کہ بر حق ہے حقیقت کا اثر راستی رکھتی ہے بے اندازہ قدرت کا اثر
جملے جملے میں بھرا ہے کس قیامت کا اثر دل پہ ہوتا ہے کلام پاک حضرت کا اثر
رونگٹے تن پر کھڑے ہوتے ہیں سن کر حدیث

کیوں نہ خوں روئے خرد ایسے خرد در کے لیے خم کدے میں جو رہے مایوس ساغر کے لیے
ملے کشو حیف اب بھی گر کا سے نہ بھر بھر کے لیے تشنگان بادۂ تقریر سرور کے لیے
برملا رکھتی ہے فیض ساقی کوثر حدیث

عز من کفران و بدعت کے لیے برق و شرار شیشۂ کذب و دغا کو منجنیق سنگ بار

اس سے ہوتا ہے ہجومِ معصیت کا انتشار — گردنِ الحاد کے حق میں ہے تیغِ آب دار
شہ رگِ شرک و ضلالت کے لیے نشترِ حدیث

اس کی قدر و منزلت یا رب ہو افزوں دم بدم — ساعتِ اسلام میں بالا رہے اس کا علم
ہے صلہ اس کا مقرر روضۂ باغِ ارم — فیض سے اس کے ہوا ہے ہر محدث محترم
مرتبے میں ہے ہر اک بالا سے بالاتر حدیث

حق نے سکھلایا ہے قرآں شارعِ اسلام کو — اپنے پیغمبر کو اپنے موردِ انعام کو!!
کیا شرح کر دیا اللہ کے احکام کو — خوب سمجھا ہے مخاطب نکتۂ الہام کو
شرحِ فرقاں میں نہیں رکھتی کوئی ہمسر حدیث

حرزِ جاں ہے راحتِ دل ہے کلامِ مصطفےٰ — سامعہ مرہونِ منت باصرہ محوِ ثنا
ناطقہ خود کہہ رہا ہے مرحبا صد مرحبا — آئینہ مَا یَنْطِقُ شاہد ہے فضلِ خاص کا
کیوں نہ ہو حفاظ کو نوکِ زباں ازبر حدیث

گر صحاح ستہ کی اک جلد دیکھو کھول کر — آئیں گے انوار ہی انوار ہر جانب نظر
اس فضیلت کی خبر رکھتے ہیں اربابِ خبر — اس آئینے میں ہیں اسرارِ سرمد جلوہ گر
عرض ہے گر جوہرِ اول تو ہے جوہر حدیث

کیا بیاں ہو وصف اس سلطانِ عالی جاہ کے — جس کے در پر رات دن چکر ہیں مہر و ماہ کے
مظہرِ نورِ ازل ذرے تھے اس درگاہ کے — ابرِ نیساں تھے لبِ اطہر رسول اللہ کے
سلکِ مروارید یعنی رشتۂ گوہر حدیث

صرصرِ سوزاں ہے بادِ بہاری کے عوض — بوئے سوزش نافۂ مشکِ تتاری کے عوض
آہ رندی مل گئی پرہیزگاری کے عوض — عشق کے قصے ہیں مشکوٰۃ و بخاری کے عوض
سخت حیرت ہے کہ ہم نے کیا لیا دے کر حدیث

کوششیں وہ کیں فقیہوں نے کہ خالق کی قسم — جن کے باعث مفتری کا ناک میں رہتا ہے دم
مل نہ سکتی تھی کبھی تریاق میں تاثیرِ سم — ہے اصولِ فقہ میں موضوع مرفوع القلم
سو محک پر چڑھ کے آتی ہے برنگِ زر حدیث

وجہِ مایوسی نہیں کچھ موجبِ حرماں نہیں — مبتلائے رنج و عصیاں نہیں انسان نہیں
کوئی مشکل نہیں ایسی کہ جو آساں نہیں — شاد ہو فیروز تیرا درد بے درماں نہیں
دل مکدر آئینہ ہے اور صیقل گر حدیث

Marfat.com

مولانا ابو البیان صاحب کیا خوب فرماتے ہیں ؎

حدیث وہ ہے جسے قول مصطفےٰ کہئے    حدیث وہ ہے جسے فعل مجتبےٰ کہئے
سنائی دیتی ہے جب بھی صدائے قال رسولؐ    تو جی میں آتا ہے ہر بار مرحبا کہئے
زوال فکر و نظر ہے حدیث کا انکار    بجز ضلال مبین اس کو اور کیا کہئے
حدیث اصل میں قرآن ہی کی ہے تفسیر    تو پھر حدیث کو قرآن سے کیوں جدا کہئے
ذلیل ہم ہیں تو ترک حدیث و قرآن سے    قصور اپنا ہے غیروں کی کیا خطا کہئے
درود ان پر صلوٰۃ و سلام ان پر    ابو البیان یہی بات پھر ذرا کہئے

---

کیوں نہ میں ناز کروں اپنی خوش بختی پر    مل گیا ہے جو مجھے گوہر یکتائے حدیث
پر بچھا دیتے ہیں رستے میں فرشتے اس کے    جو کبھی گرم سفر ہو کوئی جویائے حدیث
خود ہی مصداق حدیث جو بن جاتا ہے    میں سمجھتا ہوں وہی ایک ہے دانائے حدیث
لوٹ آئے گا وہی عہد صحابہ رضؓ پھر سے    آج پورا جو کریں ہم بھی تقاضائے حدیث
اس کا جو ہر لفظ ہے پیارے نبیؐ کا ارشاد    کیوں نہ پھر میرے دل زار کو گرمائے حدیث
مجھے مل جاتا ہے اک گنج گراں مایۂ علم    میں جو ہوتا ہوں کبھی محو تماشائے حدیث
ظلمت جہل و ضلالت کو مٹایا جس نے    دیدہ و دل میں ہے وہ جلوہ رعنائے حدیث
باغ فردوس میں وہ جائیں گے سرکار کے ساتھ    ہیں جو دنیا میں فدائے رخ زیبائے حدیث
حبذا اس سے بڑی اور سعادت کیا ہے    بارک اللہ کہ حماد ہے شیدائے حدیث

---

کسی اور صاحب نے حدیث شریف کی تعریف میں کیا ہی خوب کہا ہے ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن    پس حدیث مصطفیٰ بر جاں مسلم داشتن
وہ چہ خوش باشد زابر رحمت قول رسول    گل زمین لکرت سر سبز و خرم داشتن
از روایت فیض یاب دل بہ حسن اعتماد    در حریم کعبۂ اسلام محرم داشتن
گاہ از تذکار مسلم جان مومن مست فیض    گاہ در شوق بخاری دل مقیم داشتن

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

Marfat.com

# خطبہ ۲۷، مذمت بدعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰى سَآئِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ، اَمَّا بَعْدُ . فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ (سورۃ الکہف)

کیا کافر یہ خیال کیے بیٹھے ہیں، کہ میرے سوا، میرے غلاموں کو اپنا حمایتی بنالیں گے سنو! ہم نے تو ان کافروں کی مہمانی کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے، پوچھ لیجیے، کہ اگر تم کہو تو میں تمہیں بتادوں کہ باعتبار اعمال کے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں کہ جن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہوگئیں اور وہ اسی گمان میں رہے، کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور اس کی ملاقات سے انکار کیا، تو ان کے تمام اعمال غارت ہو گئے، پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے حال یہ ہے کہ ان کا بدلہ جہنم ہے، کیونکہ انہوں نے کفر کیا، اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق میں اڑایا۔

تفسیر فتح البیان میں ہے، کہ یہ آیت کریمہ عام ہے۔ ہر اس شخص کے بارے میں جو شریعت کے خلاف اپنے خیال میں کوئی نیک کام کرتا ہے، اور یہ سمجھتا ہے، کہ اس میں ثواب ملے گا خواہ یہودی ہو یا عیسائی ہو، یا خارجی۔ دین میں جونئی بات ثواب کی غرض سے ایجاد کی جائے جس کی دلیل قرآن وحدیث سے نہ ہو، اور قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں اس کی کوئی نظیر نہ ملتی ہو، اسی کو شرعی بدعت کہتے ہیں، اور بدعت کی بڑی مذمت وبرائی حدیثوں میں آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ

سب حدیثوں سے بہتر اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور سب طریقوں

Marfat.com

الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم)

سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اور سب کاموں سے برا کام دین میں نیا کام نکالنا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ (بخاری شریف)

جس نے ہمارے دین میں کوئی نیا کام نکالا، جس کا تعلق دین سے نہیں ہے، پس وہ مردود ہے۔

دین میں اپنی طرف سے نئی بات کا نکالنا، جس کا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں دیا ہے، یہ نئی شریعت کا ایجاد کرنا ہے۔ اور دین اسلام کو ناقص سمجھنا ہے، حالانکہ دین اسلام مکمل ہوچکا ہے، اس لیے بدعتی کی کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ الْبِدْعَةِ صَوْمًا وَلَا صَلٰوةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَيَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَخْرُجُ الشَّعْرُ مِنَ الْعَجِينِ (ابن ماجۃ)

اللہ تعالیٰ نہ بدعتی کی نماز روزہ قبول کرتا ہے، اور نہ حج اور عمرے کو قبول فرماتا ہے، اور نہ جہاد اور نفلی و فرضی عبادت کو قبول فرماتا ہے، وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح بال گوندھے ہوئے آٹے میں سے نکل جاتا ہے۔

اور جب تک وہ بدعت نہیں چھوڑتا تب تک اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰى يَدَعَ بِدْعَتَهُ (طبرانی)

صاحب بدعت کی توبہ اللہ تعالیٰ روک لیتا ہے، یہاں تک کہ بدعت کو چھوڑ دے۔

بدعتی سے سنت اٹھالی جاتی ہے اس کو سنت پر عمل کرنے کی توفیق نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ (احمد و البزار)

جس قوم نے کوئی بدعت ایجاد کی، تو اس کے مثل سنت اس سے اٹھالی جاتی ہے، پس سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنا بدعت کی ایجاد سے بہتر ہے،

بدعت کی ایجاد سے جتنے لوگ اس بدعت پر عمل کریں گے، ان سب کا گناہ پہلے موجد بدعت پر ہوگا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ أَحْيٰى سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي أُمِيتَتْ بَعْدِي كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا

جس نے میری سنت سے کسی ایسی سنت کو زندہ کیا اور اس پر عمل کیا، جو میرے بعد مردہ یعنی متروک ہوچکی تھی، تو اس کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کمی ہو، اور جس نے کوئی گمراہ کن بدعت ایجاد

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا (ترمذی، ابن ماجہ)

کی، جس سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش نہیں، تو اس کے اوپر گناہ ہوگا اس بدعت کے کاموں پر عمل کرنے والوں کا، اور ان کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی۔

یعنی جس نے سنت پر عمل کیا، اور اس کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں نے بھی سنت پر عمل کیا، تو پہلے سنت پر عمل کرنے والے کو تو ثواب ملے گا ہی، لیکن دوسرے عمل کرنے والوں کا پورا ثواب بھی پہلے عامل کو ملے گا، اور ان لوگوں کے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں ہوگی، بلکہ ہر ایک کو پورا پورا سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح سے جس نے بدعت ایجاد کی، تو اس موجد بدعت کو اپنی ایجاد بدعت کی وجہ سے گناہ ہوگا، اور اس کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں نے جو اس بدعت پر عمل کیا، تو ان کا گناہ بھی اس پہلے بدعت کے موجد پر ہوگا، اور ان کے گناہوں میں سے کوئی کمی نہ ہوگی، بلکہ ہر ایک کو پورا پورا گناہ ملے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعت بہت بری چیز ہے، اس کے کرنے سے نیکیاں برباد اور ضائع ہو جاتی ہیں، اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش ہو جاتے ہیں، اور سنت پر عمل کرنے سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ (بیہقی، ترغیب)

جس نے میری سنت پر مضبوطی سے عمل کیا، جب کہ میری امت میں فساد و اختلاف پیدا ہو چکا ہو، تو اس سنت پر عمل کرنے والے کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔

سنت پر عمل کرنے والا انشاء اللہ جنت میں داخل ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا فِيْ اُمَّتِكَ الْيَوْمَ كَثِيْرٌ قَالَ وَسَيَكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ بَعْدِيْ (الترغیب والترہیب)

جس نے حلال کمائی کھائی، اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر و فساد اور ظلم سے مامون رہے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ باتیں آپ کی امت میں اس زمانے میں بہت ہیں، آپ نے فرمایا میرے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جو ان باتوں پر عامل ہوں گے۔

حامی سنت، ماحی بدعت مولانا مسلم صاحب مصنف "دیوان گلشن ہدایت" سنت کی خوبی اور بدعت کی مذمت کے بارے میں کیا ہی خوب ایک مسدس لکھی ہے، جسے ہم آپ حضرات کے سامنے پیش کر رہے ہیں، گر قبول افتد زہے عز و شرف، مرحوم فرماتے ہیں ؎

اول تو فرض اطاعت پروردگار ہے
پھر اتباع شافع روز شمار ہے

Marfat.com

پھر پیروی سنت اصحاب یار ہے | پھر مہدیٔ زماں کی اطاعت بکار ہے
سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے | بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنت کی پیروی سے خدا کا حبیب ہو | دوزخ کی آنچ دور ہو جنت قریب ہو
دنیا میں ظل رحمت رب مجیب ہو | محشر میں مصطفےٰ کی شفاعت نصیب ہو
سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے | بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی وہی ہے ٹھیک جو سنت کرے قبول | ہر شادی و غمی میں رہے پیرو رسول
سنت سے باغ باغ ہو بدعت سے ہو ملول | بزم نکاح اس کی ہو جو حسب رد قبول رہ
سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے | بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنت نبیؐ کی دین کی اصل اصول ہے | سنت کی پیروی میں عبادت قبول ہے
سنی کی بھول چوک میں نیکی حصول ہے | ہر نیکی بدعتی کی بدی میں شمول ہے
سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے | بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

کہتے ہیں جسے لوگ حقیقت و طریقت | رکھا ہے جس کا نام مشائخ نے معرفت
دے ڈالیاں ہیں بیخ ہے ان سب کی شریعت | ہو جڑ نہ پائے دار تو جائے شجر الٹ
سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے | بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنت میں امتحان ہے ہر دیندار کا | واعظ کا، مولوی کا، تہجد گذار کا
حاجی کا، ہر نمازی کا، ہر روزہ دار کا | صوفی کا، ہر فقیر کا ہر نیک کار کا
سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے | بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

اڑتے اگرچہ آئیں ہوا پر فقیر جی | گھستے ہوں آگ میں تو نہ جلتا ہو بال بھی
دریا کو تیرتے ہوں تو پا تر نہ ہو کبھی | سنت کے ہیں خلاف تو سمجھو انہیں غوی
سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے | بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

آں نبی جو مسلک سنت کو چھوڑ کر ! | چلتا ہے کار دین میں بدعت کی راہ پر
کل بدعتی ہے پیش خدا ہے وہ خوار تر | بھولا ہے راہ آپ کو کہلا کے راہ پر
سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے | بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

افسوس ان دنوں وہ زمانہ پدید ہے | کہ ہر کسی کا ایک طریقہ جدید ہے
بدعت کا زور شور قریب و بعید ہے | سنی کو ایسے وقت میں اجر شہید ہے

Marfat.com

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے — بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

جب ہو ظہور بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْر کا — بازار گرم حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْر کا

بدحال تشنگی سے ہو اہل نشور کا — سنی کو جام دیں گے شراب طہور کا

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے — بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

جس نے کہ کرکے اہل ضلالت کی پیروی — سنت سے منہ کو موڑ کے بدعت کی راہ لی

باہر ہوا وہ دائرہ اسلام سے شقی — جان اس کو مشرکوں کا برادر تو اے اخی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے — بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی ہے خاص نائب سرکار مصطفےٰ — پھیلا رہا ہے ہر سو طریقہ حدیث کا

ہے بدعتی خلیفہ ابلیس بے حیا — کوشش میں ہے کہ جلوہ سنت کو دے بجھا

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے — بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی کا جس گھڑی ہو گذر پل صراط پر — یک دم مثل برق کے گذر جائے گا سفر

جس دم دھرے گا پل پہ قدم بدعتی خر — کٹ کر گرے گا قعر جہنم میں بے خبر

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے — بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی کی قبر نور سے پر نور ہوئے گی — عطر و گلاب و مشک سے معمور ہوئے گی

اور بدعتی کو چوں شب دیجور ہوئے گی — مارے تپش کے صورت تنور ہوئے گی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے — بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

لاوے گی گور پیرو سنت کے ساتھ پیار — لڑکے کو جیسے گود میں کرتی ہے ماں دلار

دابے گی بدعتی کے بدن کو شکنجہ دار — ڈالے گی اس کی پسلی رنڈی کو توڑ تاڑ

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے — بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

کرتا ہے جان و دل سے جو سنت کی پیروی — وہابی اس کو کہتے ہیں سب مل کے بدعتی

وہابی کس طرح نہ ہو مقبول ایزدی — وہابی میں جو "با" ہے سو ہے یائے نسبتی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے — بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

امت ہے مصطفےٰ کی تہتر گروہ کی — ناجی ہے ان میں ایک بہتر ہیں دوزخی

ناجی ہے جس نے مسلک سنت قبول کی — ناری ہے جس گروہ نے بدعت کی راہ لی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے — بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

Marfat.com

سنت کے برخلاف کو مرشد نہ کیجئے ہاتھ اپنا اس کے ہاتھ میں ہرگز نہ دیجئے
تسبیح و تاج و جبہ پر اس کے نہ بھولئے اس پیر جی کو نائب ابلیس بوجھئے
سنی خوش نصیب کو باغ بہار ہے بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے
جو پیرو رسول ہو کامل اسی کو جان عارف وہی ہے ذاکر و شاغل اسی کو جان
عامی محض ہے تب بھی تو فاضل اسی کو جان سو عاقلوں کے بیچ میں عاقل اسی کو جان
سنی خوش نصیب کو باغ بہار ہے بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے
سنی ستم اٹھاتے ہیں سنت کے واسطے گالی و مار کھاتے ہیں سنت کے واسطے
گھر مال و زر لٹاتے ہیں سنت کے واسطے آخر کو سر کٹاتے ہیں سنت کے واسطے
سنی خوش نصیب کو باغ بہار ہے بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے
مسلم کی بعد ختم مسدس کے ہے دعا کہ بخش دیجیو میرے گناہوں کو یا خدا
محفوظ رکھ کے آفت بدعت سے تو سدا سنت کی اتباع میں کامل مجھے بنا
سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے بدبخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر قسم کی بدعتوں سے بچائے رکھے، اور ہم سب کا خاتمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہو آمین ثم آمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

# خطبہ ۲۸، مذمت بدعت ۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِيْ اَرْسَلَ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى، وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَيْرَ الْاُمُوْرِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ

منلاکتہ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝ (سورۃ الانفال ۳۶)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور ان سے مت پھرو، اور ان لوگوں کی طرح مت ہو کہ جنہوں نے کہا، کہ ہم نے سنا حالانکہ وہ نہیں سنتے یعنی یہود و نصاریٰ اور بعض لوگوں کا زبانی دعویٰ ہے، کہ ہم خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں، حالانکہ وہ سچے دل سے نہ اطاعت کرتے ہیں، اور نہ وہ فرمانبرداری کرتے ہیں، بلکہ اپنی طرف سے نئی نئی باتیں ایجاد کرکے ان کو دین سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرح کرنے سے منع فرمایا ہے، یہ نئی بات اور بدعت اختلاف کی جڑ ہے۔ بنی اسرائیل میں نئی نئی باتوں کی وجہ سے بہتر فرقے ہو گئے تھے، اور امت محمدیہ میں تہتر فرقے ہو جائیں گے، جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ تَفَرَّقَتْ ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

میری امت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے، جس طرح بنی اسرائیل پر آچکا ہے، برابر سرابر جیسے دونوں جوتیاں برابر ہوتی ہیں، یعنی بالکل ٹھیک بنی اسرائیل کی طرح اس امت پر بھی ویسا ہی زمانہ آنے والا ہے، یہاں تک اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نالائق نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ جو ایسا کریں گے۔ اور بنی اسرائیل میں ۷۲ فرقے پیدا ہو گئے تھے میری امت میں ۷۳ فرقے پیدا ہو جائیں گے، جن میں سے صرف ایک ہی جنتی ہوگا، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کونسا فرقہ ہوگا، آپ نے فرمایا وہ فرقہ ہوگا جس پر میں ہوں اور میرے صحابہؓ ہیں۔

اس حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق تہتر فرقے ہو چکے ہیں، ان سب کی مفصل تشریح سید الطائفہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "غنیۃ الطالبین" میں اور شیخ الاسلام علامہ ابن جوزی نے "تلبیس ابلیس" میں بیان فرمائی ہے جس کا ہم مختصر اقتباس "انوار المصابیح ترجمہ مشکوۃ المصابیح" کی پہلی جلد میں کیا ہے۔ اس سے پہلے خطبہ میں بدعت کی مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں بدعت کی مختلف قسمیں اشارے کے طور پر بیان کرتا ہوں۔ کیوں کہ بے شمار بدعتیں ہیں، ہر ملک اور ہر شہر اور ہر قوم کی الگ الگ بدعتیں ہیں، جو کل

Marfat.com

بدعۃ ضلالۃ میں داخل ہے۔

بعض علماء نے بدعت کی دو قسمیں بیان کی ہیں، بدعت ہدایت اور بدعت ضلالت، جو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف ہیں، وہ بدعت ضلالت اور بدعت سیئہ ہیں، اور جو خلاف نہیں ہیں بلکہ وہ کسی نہ کسی حدیث کے ماتحت ہیں، تو وہ بدعت حسنہ ہے، جو سنت میں داخل ہے لغوی معنی کے اعتبار سے اس پر لفظ بدعت بولا گیا ہے، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تراویح نماز با جماعت کے بارے میں "نعمۃ البدعۃ" فرمایا، یعنی تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنا اچھا طریقہ ہے، اور نہایت عمدہ انتظام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو تین روز تک جماعت سے تراویح کی نماز پڑھی گئی تھی، حضرت عمرؓ کے زمانے سے جماعت کے ساتھ یہ نماز ہونے لگی، اسی طرح تیم خانہ بنوانا، یا مدرسہ قائم کرنا اور اشاعت اسلام کے لیے قرآن و حدیث اور دیگر کتابوں کا چھپوانا سب نفس حسن میں داخل ہیں، گو یہ مروجہ طریق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھا ان سب کی مفصل توضیح نہایہ ابن اثیر جلد اول میں ہے۔

اور جو نئی بات دین میں بغرض ثواب کے نکالی جائے، جس کی دلیل کتاب و سنت میں سے نہیں ہے، تو وہ بدعت ضلالت ہے خواہ وہ عبادت کے قبیلے سے ہو، یا اعتقادیات اور عملیات ہو، یہ بدعت ضلالت میں داخل ہے۔ جیسے مردوں سے وسیلہ طلب کرنا اور ان سے حاجت طلب کرنا، کہ یہ مرنے کے بعد نفع نقصان پہنچانے پر قادر ہیں، یا قبروں کو پوجنا، اور مسجد جیسی ان کی تعظیم کرنا، اور اس پر چراغ چلانا اور طواف و استیلام کرنا یہ سب بدعات محرمہ ہیں، ابن کو شیخ الاسلام ابن حجر ہیثمی نے اپنی مشہور کتاب "الزواجر من الکبائر" میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح جمعہ کے روز جمعہ کی نماز کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنا بھی بدعت ہے، اور موجودہ مروجہ میلاد خوانی کرنا بھی بدعت میں داخل ہے اسی طرح سے نماز کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنا مروجہ طریقے سے ثابت نہیں ہے۔ تیجہ چالیسواں کرنا اور غیر اللہ کے نام نذر و نیاز کرنا اور تعزیہ بنا کر اس سے مشکل کشائی کرنا سب بدعات ہیں۔

## قبر پرستی کی بدعت

حضرت شاہ اللہ صاحبؒ بلاغ المبین ص ۶۰ ہ میں قبر پرستی کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

قبر پرست لوگ اس برے فعل (قبر پرستی) کو فرض عبادت (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ) اور مسنونہ وظائف (ورد و وظیف وغیرہ) سے بھی افضل و بہتر سمجھتے ہیں، چنانچہ ان کے نزدیک قبر پرستی تو ہر ایک قسم کی عبادت کا بدل ہو سکتی ہے (نماز، روزہ وغیرہ کے بدلے میں قبر کے پوجنے کو کافی سمجھتے ہیں، مگر وہ کسی دوسری عبادت الٰہی کو قبر پرستی کا نہ بدل سمجھتے ہیں، اور نہ اس کے مقابلے میں کوئی عبادت کافی ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

## قبر پرستوں کے نزدیک عرس کی اہمیت

جب کسی بزرگ کا عرس میلہ اور نوچندی وغیرہ کرتے ہیں، تو اس بزرگ کی قبر پر بہت بھیڑ کرتے ہیں، بکثرت لوگ وہاں دور دراز سے آکر جمع ہوتے ہیں، اور اس دن عرس میں پہنچنے کو فریضہ عبادت کی ادائیگی اور علوم دین کی تحصیل سے بھی زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔

اور سب سے زیادہ وہاں کی بری بات یہ ہے کہ تمام دنیاوی مشکل کاموں کے حل کرنے کے لیے ان قبروں کی طرف دوڑتے ہوئے جاتے ہیں، اور قبر کے پاس ایسی عاجزی وانکساری اور اس قدر گریہ وزاری کرتے ہیں کہ اس کا سوواں حصہ بھی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ حاضر وناظر کے سامنے نہیں کرتے ہیں۔ قبر والے کا نام لے کر ان کو پکارتے ہیں اور ان سے دعا کرتے ہیں، اور ان سے روزی واولاد مانگتے ہیں، اور نہایت ادب سے مجاور بن کر وہاں بیٹھتے ہیں، اور ان قبروں پر بہترین اور نہایت قیمتی غلاف وچادر چڑھاتے ہیں، ان پر خوشبو لگاتے، اور بخور یعنی اگر وصندل ولوبان وغیرہ جلاتے ہیں، اور ثواب سمجھ کر قبر کی زیب وزینت اور سجاوٹ چراغوں اور جھاڑ فانوس وغیرہ سے کرتے، اور اس فضول خرچی کے ذریعہ قبر والے کی روح کی خوشی اور اس کا قرب ڈھونڈتے اور اس قسم کے ہزاروں کام ایسے کرتے ہیں جیسے کہ ہندو مشرک اپنے بتوں اور دیوی، دیوتاؤں کے سامنے کرتے ہیں۔

## قبر پرستی کی ابتدا

چنانچہ اچھے لوگوں کے انتقال کے بعد ان کی تصویروں کی پوجا کرنے لگے، اور ان بتوں کے نام ان بزرگوں کے نام پر رکھتے تھے، اور ان بتوں کی تعظیم وعزت کو بزرگوں کی تعظیم وعزت سمجھتے تھے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور دوسرے بزرگان دین اس آیت کریمہ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۔ کی تشریح میں فرماتے ہیں، کہ کفار کہتے تھے کہ تم اپنے بت معبودوں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو مت چھوڑو۔ یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک اور اچھے لوگوں کے نام ہیں، جب ان بزرگوں سے کوئی مرجاتا، تو ان کے معتقدین ان کی قبروں پر جاکر مجاور بن کر چلہ کشی کرتے، اور حاجتیں چاہتے، اور آہستہ آہستہ ان کے ماننے والے ان تصویروں کو بت بنا کر پوجنے لگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ ان بتوں کی بابت قرآن مجید میں فرماتا ہے:

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ۔ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ۔ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۔ وَقَدْ أَضَلُّوا

حضرت نوح نے فرمایا: اے پروردگار ان کافروں نے میری نافرمانی اور ایسے شخص کی پیروی کرتے ہیں، جو ان کے مال واولاد کو نقصان ہی میں ڈالتا ہے اور میرے مقابلہ میں ان لوگوں نے بڑی بڑی مکاریاں کیں اور کہتے ہیں، مت چھوڑو اپنے معبودوں کو (یعنی بتوں کو) اور نہ چھوڑو ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر

كَثِيرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ۔ (سورۃ نوح)

کو، اور ان لوگوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا، آئندہ بھی ان ظالموں کی ناکامی کو ہی زیادہ کر دینا۔

جب یہ بات ظاہر ہو گئی، کہ قبر پرستی اور تصویر پرستی اور تصویروں کی حد سے زیادہ تعظیم و عزت کرنی شیطان کا لشکر اور شرک سکھانے کے لیے بنیاد و پیش خیمہ ہے۔ تو ان بے اصل اور گمراہ کرنے والی بدعتوں سے بہت بچنا چاہیے۔ اور ہندوستان کی قبروں کے پجاریوں کے خیال و مکاشفے، جن کو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عوام الناس میں بیان کر کے ظاہر کرتے ہیں۔ ان کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اسلام میں تین چیزیں اصل ہیں۔

(۱) قرآن مجید کی محکم ظاہر آیتیں (۲) صحیح حدیثیں (۳) صحابہ کرام کا اجماع۔ جو بات ان تینوں میں سے کسی ایک کے بھی خلاف ہو، تو اسے مردود جان کر چھوڑ دینا چاہیے۔

تو قبر پرستی کی بیماری کی اصل ان تینوں اصلوں میں تلاش کرنا چاہیے۔ اگر اس قبر پرستی کی ممانعت معلوم ہو جائے، تو فوراً چھوڑ دینا چاہیے۔ کیونکہ گمراہی کے جان لینے کے بعد بھی گمراہی کو اختیار کرنا، بہت ہی بری بات ہے اور کھلی ہوئی ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (جاثیہ)

بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا، کہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا، اور اس کو اللہ تعالیٰ نے باوجود اس کے جاننے کے گمراہی اختیار کرنے کی وجہ سے گمراہ کر دیا، اور اس کے کان و دل پر مہر لگا دی، اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، پس ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے گمراہ کر دینے کے بعد کون ہدایت کر سکتا ہے۔ تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے ہو۔

یہود و نصاریٰ کی یہ بھی عادت تھی، کہ نبیوں اور بزرگوں کی قبروں کو مسجد کی طرح جانتے تھے، بلکہ بزرگوں کے قبرستانوں میں مسجد بنوانے کو دوسری جگہ سے اچھا جانتے تھے، اور ان کی قبروں پر روشنی و طواف اور سجدہ کرتے تھے، اور اس قبر کو مزین کر کے بہت زیادہ فضول خرچی کرتے تھے، اور اس جگہ خوشبوئیں جلاتے تھے، اور نبیوں اور بزرگوں کے مدفون ہونے کی جگہ نماز پڑھنے کو لازم و ضروری سمجھتے تھے، ان ہی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

اللہ تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ پر لعنت اور پھٹکار کرے کہ ان لوگوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ کرنے کی جگہ بنا لیا۔

یہ حدیث صحاح ستہ اور مصابیح میں منقول ہے، اور مجالس الابرار نے بھی اس حدیث کو اس جماعت

Marfat.com

ردعق مشرکین، کے رد میں لکھ کر فرمایا ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ پر اس لیے لعنت فرمائی ہے کہ وہ نبیوں کی قبروں پر نماز پڑھتے تھے، اور سمجھتے تھے، کہ قبروں پر یا قبروں کی طرف سجدہ کرنے سے مردے (قبر والے) کی تعظیم ہے، اور یہی کھلا ہوا شرک ہے، اور اگر قبروں پر یا قبروں کی طرف نماز پڑھنے سے یہ مقصود ہے، کہ اس سے بزرگوں کی قربت وتعظیم اور نزدیکی حاصل ہو جائے گی، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی ہو جائے گی، تو یہ شرک خفی (پوشیدہ شرک) ہے، حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں اسی سجدہ تعظیمی ہی کی وجہ سے بت پرستی شروع ہوئی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے بارے میں گذر چکی ہے جو ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر سے متعلق ہے، صحیح حدیثوں میں ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱) لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی وَثَنًا، کہ میری قبر کو بت مت بنانا (اور دعا فرماتے ہیں)

(۲) اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ۔ اے اللہ! تو میری قبر کو بت مت بنا یو کہ اس کی پوجا کی جائے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ "وثن" کا لفظ صنم سے زیادہ عام ہے، وثن صورت اور غیر صورت دونوں کو شامل ہے، تو معلوم ہوا کہ جس قبر کی پوجا کی جائے وہ بھی (وثن) بت کے معنی میں داخل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے وثن کی عبادت سے منع فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (الحج) بتوں کی پلیدی سے بچو،

ابوبکر بن ابی شیبہؒ جو متقدمین محدثین میں سے ہیں، اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں، کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے نزدیک کھڑا ہو کر کچھ کہہ رہا تھا، تو امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر اس کو منع کر کے فرمایا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی وَثَنًا کہ میری قبر کو بت مت بنانا، ایسی حدیثوں سے یقینی طور پر یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے، کہ قبروں کے پاس ان کاموں میں سے کوئی کام نہ کیا جائے، جو بت پرست اپنے بتوں کے پاس کرتے ہیں، کیونکہ قبروں کے سامنے ایسے کام کرنے کے بعد قبر اور بت میں کچھ فرق نہیں رہتا، بلکہ ایسی قبریں بتوں کی حد میں آجاتی ہیں اس لیے ان سے بچنا نہایت ضروری ہے،

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقش بندی (جو سراسر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر تھے) فرماتے ہیں ؎

توتاکے گور مرداں را پرستی بکردگار مرداں کن درستی

توکب تک بزرگوں کی قبروں کی پوجا کرتا رہے گا اللہ والوں کی اتباع میں اپنی آخرت ٹھیک کر۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے "اغاثۃ اللھفان"، میں قبر پرستی کی سخت تردید فرمائی ہے، اور آخر میں فرمایا ہے، کہ قبر پرستی بت پرستی سے بھی زیادہ شرک عظیم ہے۔

کسی نبی ولی، پیر مرشد اور کسی نیک بندے کی قبر کو پوجنا، اور اس کو حاجت روا سمجھنا، اور یہ خیال کرنا

کہ تمہاری درخواستوں پر تمہاری مصیبت دور کر دیں گے اور خدا کی طرف وسیلہ بن جائیں گے، یہ سب شرک کے کام ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے، آپ کی عبرت ونصیحت کے لیے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت سناتے ہیں، جو غرائب فی تحقیق المذاہب میں لکھی ہے۔

رَاٰی اَبُوْحَنِیْفَۃَ مَنْ یَّاْتِی الْقُبُوْرَ لِاَھْلِ الصَّلَاحِ فَیُسَلِّمُ وَیُخَاطِبُ وَیَتَکَلَّمُ وَیَقُوْلُ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ ھَلْ لَکُمْ مِنْ خَبَرٍ وَھَلْ عِنْدَکُمْ مِنْ اَثَرٍ اِنِّیْ اَتَیْتُکُمْ وَنَادَیْتُکُمْ مِنْ شُھُوْرٍ وَلَیْسَ سُؤَالِیْ مِنْکُمْ اِلَّا الدُّعَاءَ فَھَلْ دَرَیْتُمْ اَمْ غَفَلْتُمْ فَسَمِعَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ بِقَوْلِہٖ یُخَاطِبُھُمْ فَقَالَ ھَلْ اَجَابُوْا لَکَ قَالَ لَا فَقَالَ لَہٗ سُحْقًا لَکَ وَتَرِبَتْ یَدَاکَ کَیْفَ تُکَلِّمُ اَجْسَادًا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ جَوَابًا وَلَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَلَا یَسْمَعُوْنَ صَوْتًا وَقَرَأَ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔

یعنی حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ایک شخص کو دیکھا، کہ وہ ولیوں اور بزرگوں کی قبروں پر جا کر سلام کر کے ان سے کہتا ہے کہ کئی مہینوں سے آپ کے پاس آرہا ہوں، اور صرف یہ التجا کرتا ہوں، کہ آپ اللہ سے میرے لیے دعا کریں مجھے معلوم نہیں، کہ آپ کو اس میرے آنے اور عرض کرنے کا علم بھی ہے یا کہ نہیں، آپ نے سن کر اس سے پوچھا، کہ بتاؤ ان صالحین نے کوئی جواب دیا۔ اس نے کہا نہیں، فرمایا تف ہے تجھ پر، تیرا ناس جائے، تو ان جثوں سے کلام کرتا ہے، جنہیں جواب دینے کی طاقت نہیں، جو کسی چیز کے مالک نہیں، بلکہ وہ آواز تک نہیں سن سکتے پھر امام صاحبؒ نے قرآن مجید کا یہ جملہ تلاوت فرمایا وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یعنی تو قبر والوں کو نہیں سنا سکتا

الغرض جو مانگنا ہو خدا سے مانگو نہ اس کے سوا کوئی حاجت روا ہے، نہ کوئی مشکل کشا ہے وہ فرماتا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ، مجھ سے مانگا کرو، تو میں تمہیں دوں گا، فرماتا ہے:-

لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

یعنی خدا کے سوا کسی کو نہ پکارو، نہ تو کوئی تمہارے نفع کا مالک ہے، نہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانے پر قادر ہے اگر تم نے ایسا کیا، تو یقیناً تم ظالموں سے ہو جاؤ گے۔

مثنوی مولانا روم میں دیکھیے، اس مضمون کو کس خوبصورتی سے ادا کیا ہے ؎

از کسے دیگر چہ می خواہی مگر  حق ز دادن مفلس آمد اے پسر

رزق از وے خواہ نے از غیر او  آب از یم جو مجو از خشک جو

گفت پیغمبر کہ جنت از الہ  گر ہمی خواہی ز کس چیزے مخواہ

یعنی تو جو اللہ کے سوا دوسروں سے اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگتا ہے، تو کیا تیرے نزدیک خدا مفلس ہو گیا

Marfat.com

جو کچھ مانگنا ہو، اسی خدا سے مانگ، پانی دریا سے لیا جاتا ہے۔ نہ کہ خشک گڑھے سے۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ اگر خدا سے جنت کے طالب ہو۔ تو اس کے سوا کسی اور سے کچھ بھی طلب نہ کرو۔

## نیاز بزرگاں

بعض لوگ قبر پرستی کے ساتھ ساتھ مردہ بزرگوں کے لیے نذر و نیاز کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کے نام کی نیاز کرنے سے وہ خوش ہو جائیں گے اور ہماری سفارش کرا دیں گے۔ یہ بھی بدعت اور شرک ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ تحفۃ الموحدین کے صفحہ ۴۲ میں فرماتے ہیں۔ اور تمام بندگیوں میں بہتر بندگی زکوٰۃ اور خدا کی راہ میں مال صرف کرنا ہے۔ پس اگر کوئی نقد و جنس یا کھانا مردوں کے نام پر یا بزرگوں کی نیاز یا جن و پری اور فرشتے یا خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور کے واسطے ہو نا شرک ہے اور اس کا کھانا ناجائز۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ

تم پر مردہ، اور خون اور سور کا گوشت، اور جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے حرام ہے۔

مثال اس کی یوں سمجھئے، کہ کوئی رعیت بادشاہ کے سامنے اس کے غلام کے پاس نذر لے گئی، باوجودیکہ بادشاہ موجود ہے، پس ایسے وقت بالضرور وہ شخص غضب سلطانی کے محل میں پڑے گا، اور بادشاہ اس کی اس نذر کو خاک ذلت پر ڈالے گا، پھر اگر یہ نذر غلام نے قبول کی ہے۔ تو وہ بھی محل غضب بادشاہی کا ہو گا۔ البتہ غلام نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ تو اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ پھر اس نذر کو جو ذلت کی خاک پر پڑی ہے، اگر کوئی اور لینے کا ارادہ کرے گا۔ تو وہ بھی ضرور غضب شاہی میں گرفتار ہو گا۔

پس معلوم ہوا کہ باوجود ہونے اس حقیقی بادشاہ کے اگر کوئی نقد یا کھانا غیر خدا کی نذر کرے۔ اس کا لینا اور کھانا بالکل ناجائز ہے۔ اس آخر زمانے میں مردوں کے تقرب کے واسطے قرآن پڑھنے اور کھانا بزرگوں نذر دیتے ہیں، اور نقدی غیر خدا کے نام پر صرف کرتے ہیں۔ جیسا کہ موحد لوگ یہ سب عباد تیں محض اللہ کے واسطے کرتے ہیں، جب آدمی ان سے سوال کرتے ہیں۔ کہ تم اس شرک عظیم کے کیوں مرتکب ہوتے ہو۔ تو عوام الناس تو بے ہودہ جواب دیتے ہیں، اور جہالت بھرے کلمے زبان پر لا کر کہتے ہیں بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ہم تمہارا کہنا نہ مانیں گے، بلکہ جس چیز پر ہم نے اپنے باپ دادا کو جمع پایا ہے۔ اس پر عمل کریں گے، اور اسی کی پیروی پر جان دیں گے، یعنی تمہارے کہنے سے ہم اپنے باپ دادا کی رسمیں نہ چھوڑیں گے آخر پہلے لوگ جو اس کام کو کر گئے ہیں، انہوں نے بھی تو اس کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت سمجھی ہو گی اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ

(اے محمدؐ تم ان سے کہہ دو۔ بھلا اگر تمہارے باپ دادا کسی بات کو سمجھتے

شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔ نہ ہوں اور توحید کی طرف راہ یاب نہ ہوں، تو کیا تعجب کی بات ہے

یعنی صرف تمہارے باپ دادا کی رسم اور رواج اس کام کے پسندیدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے، اپنے باپ دادا کی گمراہی میں تعجب نہ کرو، اگرچہ بظاہر گدڑی پوش ہی ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توحید و سنت پر قائم رکھے۔ اور شرک و بدعت سے بچائے آمین ثم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

---

# خطبہ ۲۹، مذمت بدعت ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَسْتَهْدِیْهِ وَنَسْتَنْصِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِهٖ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ غَوٰی حَتّٰی یَفِیْٓءَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰهِ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدۃ ۵۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور اس کی طرف نزدیکی کی جستجو کرتے رہو، اور اس کی راہ میں جہاد کرتے رہو، تاکہ تمہارا بھلا ہو،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حکم دیا ہے جس کے معنی گناہوں سے بچنے کے ہیں یعنی ہر چھوٹے بڑے گناہ سے اپنے آپ کو بچاؤ، اور وسیلہ کے معنی اعمال صالح کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی قربت ڈھونڈھو، یعنی نیک اعمال کرو، جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ بنے، اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہمیشہ یہی کرتے رہے، جیسے کہ اس آیت میں فرمایا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ

کہہ دے کہ خدا کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں، نہ بدل سکتے ہیں، جنہیں یہ لوگ پکارتے رہتے ہیں، خود وہ اپنے رب کی

يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۝ (بنی اسرائیل)

نزدیکی کی جستجو میں رہتے ہیں، کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، اور وہ خود اس کی امید داری میں لگے رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ ہو رہے۔ بات بھی یہی ہے، کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

یعنی خدا کے سوا اوروں کی عبادت کرنے والوں سے کہئے، کہ تم انہیں خوب پکار کر دیکھ لو، کہ آیا وہ تمہارے کچھ کام آسکتے ہیں، نہ ان کے بس کی بات ہے، کہ مشکل کشائی کریں، نہ یہ بات ہے۔ کہ اسے کسی اور پر ٹال دیں، وہ محض بے بس ہیں، قادر اور طاقت والا صرف خدائے واحد ہی ہے۔ مخلوق کا خالق اور سب کا حکمران وہی ہے، یہ مشرک کہا کرتے ہیں، کہ ہم فرشتوں اور مسیحؑ اور عزیرؑ کی عبادت کرتے ہیں ان کے معبود تو خدا کی طرف نزدیکی کی جستجو میں ہیں، صحیح بخاری شریف میں ہے۔ کہ جن جنات کی یہ مشرکین پرستش کرتے تھے۔ وہ خود مسلمان ہو گئے تھے، لیکن یہ اب تک کفر پر جمے ہوئے ہیں، اس لیے انہیں خبردار کیا گیا کہ تمہارے معبود خود خدا کی طرف جھک گئے، اور وہ نیک اعمال کرکے اللہ تعالیٰ کی قربت اور نزدیکی حاصل کرتے ہیں، اس مضمون کے لگ بھگ سورہ جن میں بھی بیان آیا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے جنوں کی یہ بات نقل فرمائی ہے۔

وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن تَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۝ (الجن)

اور ہم تو یہی سمجھتے رہے، کہ نا ممکن ہے کہ انسان اور جنات خدا پر جھوٹی بات لگائیں، بات یہ ہے کہ بعض انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے، اور انسانوں نے بھی تو جنوں کی طرح گمان کر لیا تھا، کہ خدا کسی کو نہ بھیجے گا، یا کسی کو دوبارہ نہ زندہ کرے گا۔

پھر کہتے ہیں، کہ جنات کے زیادہ پھیلنے کا سبب یہ ہوا، کہ وہ دیکھتے تھے، کہ جب کبھی انسان جنگل ویرانے میں جاتے ہیں، تو جنات کی پناہ طلب کر لیا کرتے ہیں۔ جیسے کہ جاہلیت کے زمانے کے عربوں کی عادت تھی کہ جب کبھی کسی پڑاؤ پر اترتے تھے تو کہتے کہ جنگل کے بڑے جن کی پناہ میں ہم آتے ہیں، اور سمجھتے تھے کہ ایسا کہہ لینے کے بعد ہم تمام جنات کے شر سے محفوظ ہو جاتے ہیں، جس طرح کہ کسی شہر میں جاتے تو وہاں کے کسی بڑے رئیس کی پناہ لیتے، تاکہ شہر والے اور دشمن لوگ ایذا نہ پہنچائیں، جنوں نے جب یہ دیکھا، کہ انسان ہماری پناہ لیتے ہیں۔ تو ان کی سرکشی اور بڑھ گئی، اور انہوں نے بری طرح اور انسانوں کو خوفزدہ کرنا شروع کیا، اور انہیں طرح طرح سے ستانے لگے۔

Marfat.com

دراصل جنات انسانوں سے ڈرا کرتے تھے۔ نہ کہ انسان جنوں سے بلکہ اس سے بھی زیادہ، یہاں تک کہ جس جنگل بیابان میں انسان جا پہنچتا تھا۔ تو وہاں سے بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن جب اہل شرک نے ان سے خود پناہ مانگنی شروع کی، اور کہنے لگے۔ کہ اس وادی کے جن کی پناہ میں ہم آتے ہیں، اس سے کہ ہمیں، یا ہماری اولاد کو ضرر نہ پہنچے۔ اب جنوں نے سمجھا، کہ یہ تو خود ہم سے ڈرتے ہیں، تو ان کی جرأت اور بڑھ گئی اور اب انہوں نے طرح طرح سے ڈرانا، ستانا اور چھیڑنا شروع کر دیا۔ گناہ اور طغیانی میں اور سرکشی میں اور بڑھ گئے۔

محرم بن ابوسائب انصاری کہتے ہیں، کہ میں اپنے والد کے ہمراہ مدینہ سے کسی کام کے لیے باہر نکلا، اس وقت حضور کی بعثت ہو چکی تھی، اور مکہ شریف میں آپ بحیثیت پیغمبر ظاہر ہو چکے تھے۔ رات کے وقت ایک بھیڑیا آیا، اور بکری اٹھا کر لے بھاگا چرواہا اس کے پیچھے دوڑا، اور پکار کر کہنے لگا۔ کہ اے اس جنگل کے آباد رکھنے والے تیری پناہ میں آیا ہوا شخص لٹ گیا ساتھ ہی ایک آواز آئی، حالانکہ کوئی شخص نظر نہ آتا تھا کہ اے بھیڑیے اس بکری کو چھوڑ دے۔ تھوڑی دیر میں ہم نے دیکھا، کہ وہی بکری بھاگی بھاگی آئی، اور ریوڑ میں شامل ہو گئی، اسے زخم بھی نہیں آیا تھا۔ یہی بیان اس آیت میں ہے۔ کہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں اتری کہ بعض لوگ جنات کی پناہ مانگا کرتے تھے ایسا ممکن ہے، کہ یہ بھیڑیا بن کر آنے والا بھی جن ہی ہو، اور بکری کے بچے کو پکڑ لے گیا ہو۔ اور چرواہے کی اس دہائی پر چھوڑ دیا ہو، تاکہ چرواہے کو اور پھر اس کی بات سن کر اوروں کو یقین کامل ہو جائے۔ کہ جنات کی پناہ میں آجانے سے نقصانات سے محفوظ رہتے ہیں، اور پھر اس عقیدہ کے باعث اور گمراہ ہوں اور اللہ کے دین سے خارج ہو جائیں۔

اس کی تائید حضرت خریم بن فاتک کے اس بیان سے ہوتی ہے، کہ ایک دفعہ میرے کچھ اونٹ گم ہو گئے میں ان کی تلاش میں باہر نکلا، بہت دور جنگل میں وہ مجھ کو مل گئے، لیکن اتنے میں شام ہو گئی اور میں نے جاہلیت کے دستور کے مطابق اونچی آواز میں کہا، میں اس جنگل کے سردار کی پناہ پکڑتا ہوں، جونہی میں نے یہ الفاظ کہے تو معاً ایک آواز غیب سے آئی، اور یہ اشعار مجھے سنائی دینے لگے۔

وَيْحَكَ عُذْ بِاللهِ ذِي الْجَلَالِ | وَالْمَجْدِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْإِفْضَالِ
افسوس تجھ پر جنوں کی پناہ لینے والے اللہ ذی الجلال کی پناہ لے | جو بزرگی والا، نعمتیں بخشنے والا، اور فضل کرنے والا ہے۔

مُنَزِّلُ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ | وَوَحِّدِ اللهَ وَلَا تُبَالِ
جو حلال اور حرام کے احکام نازل کرنے والا ہے | اور اللہ کی توحید مان، اور کچھ فکر نہ کر

وَمَا هُوَ ذِي الْجِنِّ مِنَ الْأَهْوَالِ | وَاقْرَأْ آيَاتٍ مِنَ الْأَنْفَالِ
جنوں سے ڈرنا اور خوف کرنا چھوڑ دے | اور سورہ انفال کی آیتیں پڑھ

اُذْكُرْ مَجْدَ اللّٰهِ عَلَى الْاَمْيَالِ    وَفِي سُهُوْلِ الْاَرْضِ وَالْجِبَالِ

ہر ہر منزل پر صرف اللہ کو یاد کر    میدانوں، ٹیلوں اور پہاڑوں پر اسی کا ذکر کر

وَصَارَ كَيْدُ الْجِنِّ فِي سَفَالِ    اِلَّا التُّقٰى وَصَالِحُ الْاَعْمَالِ

جنوں کے مکر و فریب تو سب چل گئے    اب صرف پرہیزگاری اور نیک کام ہی کام آئیں گے

خریم بن فاتک نے جب غیب کے یہ اشعار سنے تو وہ مارے خوف کے لرزنے لگے اور ان کے حواس ٹھکانے نہ رہے۔ دل کڑا کر کے جب ذرا سنبھلے تو کہنے لگے۔ ؎

يَا اَيُّهَا الدَّاعِي مَا تَقُوْلُ    اَرُشْدٌ عِنْدَكَ اَمْ تَضْلِيْلُ

اے بلانے والے جو تو مجھے کہہ رہا ہے    کیا یہ ہدایت کی بات ہے یا گمراہی ہے۔

اس کے جواب میں پھر ہاتف غیب یوں ترنم ریز ہوا۔

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ذُو الْخَيْرَاتِ    بِيَثْرِبَ يَدْعُوْا اِلَى النَّجَاتِ

یہ ہیں رسول اللہ کے بھلائیوں والے، نیکیوں والے    مدینہ منورہ میں بلاتے ہیں لوگوں کو نجات کی طرف

جَاءَ بِيَاسِيْنَ وَحَامِيْمَاتِ    وَسُوَرٍ بَعْدُ مُفَصَّلَاتِ

جو قرآن میں سورہ یسین اور حامیم والی سورتیں لے کر آئے ہیں    اور ان کے بعد بہت سی مفصل کی سورتیں لے کر آئے ہیں

مُحَرِّمَاتٍ وَمُحَلِّلَاتِ    يَاْمُرُ بِالصَّوْمِ وَبِالصَّلٰوةِ

ان سورتوں نے حلال اور حرام کے احکام واضح کر دیے ہیں    اور یہ رسول پاک روزے اور نماز کا حکم دیتے ہیں۔

وَيَزْجُرُ النَّاسَ عَنِ الْهَنَاتِ    قَدْ كُنَّ فِي الْاَنَامِ مُنْكَرَاتِ

اور برے کاموں سے لوگوں کو منع کر رہے ہیں:    اور روئے زمین کی بدیوں کو ملیامیٹ کر رہے ہیں۔

حضرت خریم بن فاتک کہتے ہیں، مجھ پر خوف طاری ہو گیا تھا میں سخت ڈرا کہ کون غیب سے میرے ساتھ مصروف مکالمہ ہے۔ بڑی ہمت اور جرأت کے ساتھ میں نے کہا اے اشعار پڑھنے والے۔ بتاؤ کہ تم کون ہو؟

جواب ملا، کہ میرا نام مالک ہے۔ میں مسلمان جن ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نجد کی طرف مسلمان جنوں کا امیر بنا کر بھیجا ہے۔ میں ان سب کا سردار ہوں۔ اس جنگل سے گذر رہا تھا، کہ تو نے جنگل کے سردار جن سے پناہ چاہی، یہ شرکیہ الفاظ سن کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی، اور تجھ کو تبلیغ کرنے لگا۔ کہ شرک چھوڑ کر توحید کے راستے پر چل کر موحد بن، مافوق الاسباب طور پر صرف اللہ ہی کو پکارنا، اور اسی کی پناہ میں آنا چاہیے اے انسان! میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میری رگ رگ میں سمائی ہے، کیونکہ مجھے ان سے ہدایت ملی ہے۔

Marfat.com

خریم بن فاتک نے کہا، اے مالک امیر جنات تمہاری گفتگو سن کر میرے دل میں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق پیدا ہوگیا ہے، اگر اس وقت کوئی میرے اونٹوں کی حفاظت کرنے والا ہوتا، تو میں یہاں سے ہی سیدھا مدینہ منورہ پہنچ کر داعی اسلام کی زیارت کا شرف حاصل کرتا۔ اور مسلمان ہوجاتا۔

امیر جنات نے کہا اگر یہ عزم ہے تو تم مدینہ منورہ چلے جاؤ، میں وعدہ کرتا ہوں، کہ تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچا دوں گا، خریم بن فاتک یہ بات سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے وہ باغ باغ ہوگئے۔ اور ایک اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ منورہ کی طرف چل دیے، حضرت خریم کہتے ہیں، کہ جب میں روانہ ہوا تو امیر جنات نے مجھے ان دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

| | |
|---|---|
| صَاحَبَكَ اللّٰهُ وَسَلَّمَ نَفْسَكَا | وَبَلَّغَ الْاَهْلَ وَاَدّٰى رَحْلَكَا |
| خدا تیرا ساتھ دے اور تیری جان سلامت رکھے | اور تجھے بھی اور تیری سواری کو بھی منزل مقصود پر پہنچا دے |
| اٰمِنْ بِهٖ اَفْلَحَ رَبِّیْ حَقَّكَا | وَانْصُرْهُ اَعَزَّ رَبِّیْ نَصْرَكَا |
| تو ان پر ایمان لا۔ اللہ تجھے نجات دے | اور تو اس کے دین میں مدد کر، خدائے برتر تیری مدد کرے |

خریم بن فاتک چلتے چلتے مدینہ منورہ تک پہنچ گئے، مسجد نبوی کے نزدیک اونٹ سے اترے، یہ جمعہ کا دن تھا مسجد میں لوگ نماز جمعہ کے لیے آئے ہوئے تھے، حضرت خریم کہتے ہیں، کہ میں نے اونٹ کو وہاں باندھ دیا، اور دل میں سوچ رہا تھا، کہ نماز کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوں گا، ابھی اسی سوچ میں تھا کہ دو صحابی میری طرف آئے، ایک حضرت ابوذر رضہ اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیق رضہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اندر بلا رہے ہیں، میں دل میں بے حد خوش ہوا، اور طہارت اختیار کرکے مسجد کے اندر چلا گیا، اور دیکھا، کہ خدا کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے ہیں خدا کی قسم مجھے ایسا دکھائی دیا، کہ چودھویں رات کا چاند نور برسا رہا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

سرور کائنات نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیونکہ سب حالات بذریعہ وحی معلوم ہو چکے تھے،

| | |
|---|---|
| مَا فَعَلَ الشَّيْخُ الَّذِیْ ضَمِنَ لَكَ اَنْ | خریم بن فاتک تمہیں معلوم ہے کہ جس شیخ امیر جنات نے |
| يُؤَدِّیَ اِبِلَكَ اِلٰى اَهْلِكَ سَالِمَةً اَمَا اَنَّهٗ | تم سے وعدہ کیا تھا، کہ تمہارے اونٹ صحیح سلامت |
| قَدْ اَدَّاهَا اِلٰى اَهْلِكَ سَالِمَةً، | تمہارے گھر پہنچا دے گا، اس نے کیا کیا؟ ہاں اس نے |

وعدہ کے مطابق تمہارے اونٹ صحیح سلامت گھر پہنچا دیے ہیں۔

خریم نے کہا اللہ اس پر اپنی رحمت نازل کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہاں اللہ اس پر اپنی رحمت نازل کرے، خریم بن فاتک نے جی بھر کے رحمت عالم کی زیارت کی، اور مشرف باسلام ہوگئے (رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

حضرت خریمؓ کہتے ہیں۔ کہ جمعہ کے خطبہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی وہ یہ ہے:۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى صَلٰوةً يَحْفَظُهَا وَيَعْقِلُهَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (طبرانی، منتخب کنزالعمال برحاشیہ مسند امام احمد)

جو شخص سنوار کر سنت کے مطابق وضو کرے پھر حفاظت کے ساتھ سمجھ کر نماز ادا کرے۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

وسیلہ والی آیت کریمہ میں جو وسیلہ کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد غیر اللہ کا ذریعہ اور رسائی نہیں ہے جیسا کہ پیر پرستوں اور قبر پرستوں کا خیال ہے۔ بلکہ اس سے مراد اعمال صالح اور تقرب الی اللہ ہے۔ لغت میں۔ اور تفسیر کی کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ محمد بن جریر طبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ أُطْلُبُوا الْقُرْبَةَ إِلَيْهِ بِالْعَمَلِ بِمَا يَرْضٰى وَالْوَسِيْلَةُ أَفْعِيْلَةٌ مِنْ قَوْلِ قَائِلٍ تَوَسَّلْتُ إِلَيْهِ بِكَذَا بِمَعْنٰى تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ،

یعنی اللہ تعالیٰ کا ایسے اعمال کے ساتھ تقرب چاہو جو اس کی خوشنودی کا باعث ہوں۔ الوسیلہ ملی وزن فعیلہ ہے مثلاً کوئی شخص کہے میں اس سے قریب ہوا۔ تو وہ توسل تقرب ہی کے معنی میں استعمال ہوگا۔

اس کی دلیل عنترہ کا یہ شعر ہے۔

إِنَّ الرِّجَالَ لَهُمْ إِلَيْكَ وَسِيْلَةٌ ... أَنْ يَأْخُذُوْكِ تَكَحَّلِيْ وَتَخَضَّبِيْ

لوگ تیرا قرب حاصل کرنے کے لیے تجھے لینا چاہتے ہیں اس لیے تو سرمہ اور مہندی سے بناؤ سنگھار کرلے

اس کی تائید میں دوسرا شعر ہے

إِذَا غَفَلَ الْوَاشُوْنَ عُدْنَا لِوَصْلِنَا ... وَعَادَ التَّصَافِيْ بَيْنَنَا وَالْوَسَائِلُ

چغلخوروں کی غفلت سے فائدہ اٹھاکر ہم ملنے کا سامان کریں گے اور پھر ہمارے درمیان تقرب واخلاص لوٹ آئے گا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بلاغ المبین کے آخر میں وسیلہ کی بہترین تقریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ بزرگوں کو وسیلہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے کا امام اور پیشوا بنا کر ان کے اعمال حسنہ کی رجو قرآن وحدیث کے موافق ہوں) پیروی کی جائے۔ اسی لیے علمائے مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ کہ حقیقت میں آدمی کا وسیلہ ان کے نزدیک اعمال ہیں، نیک عمل اللہ کی رضامندی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے اور برا عمل اس کی ناراضگی کا سبب ہے، معاذ اللہ منہا اللہ تعالیٰ اس سے بچائے آمین یہی وجہ ہے کہ آیت کریمہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ میں ایمان وتقوے کے ذکر کو طلب وسیلہ سے پہلے بیان کیا گیا ہے، یعنی اے مسلمانو! اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو، اور اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا اچھا عمل کرکے وسیلہ تلاش کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

Marfat.com

اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ (فاطر) اچھا کلام اللہ تعالٰی کے پاس پہنچتا ہے، اور نیک عمل اس کو اٹھا کرلے جاتا ہے۔

یہ آیت اس مقصد پر پوری دلیل ہے۔ اور بعض لوگوں نے قرآن مجید کی تلاوت کو وسیلہ اور ذریعہ قرار دیا ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل کے خواب کا قصہ بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ اور ہر مرتبہ ہی دریافت کیا۔ کہ اے اللہ تیرا قرب کس چیز سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، قرآن مجید سے جو میرا کلام ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے عرض کیا۔ کہ یا اللہ قرآن مجید کی تلاوت سمجھ کر ہو یا بے سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ چاہے قرآن مجید کی تلاوت سمجھ کر ہو یا بے سمجھے دونوں طرح کی تلاوت قرب الٰہی کا سبب ہے۔ بعض متاخرین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت، صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ محبت رکھنے کو بھی نجات کا وسیلہ ٹھہرایا ہے کیونکہ اعمال قلبی میں سے یہ بھی ایک نیک عمل ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اَلۡمَرۡءُ مَعَ مَنۡ اَحَبَّ (ہر آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہوگا) اس معنی پر گواہی دیتا ہے، اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ جو شخص آخرت میں جس کے ساتھ رہنا چاہتا ہو۔ دنیا میں اسی کے ساتھ محبت کرے آگے چل کر حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

## وسیلہ صرف نیک عمل ہیں

جاننا چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کا وسیلہ صرف نیک عمل اور اوصاف حمیدہ ہی ہیں۔ اور یہ عمل اور وصف دونوں عام ہیں خواہ وہبی ہو یا کسبی، چنانچہ مقام محمود کی دعا میں یہ بات نہایت اچھی طرح معلوم ہوتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعۡوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الۡقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الۡوَسِیۡلَۃَ وَالۡفَضِیۡلَۃَ وَابۡعَثۡہُ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدَنِ الَّذِیۡ وَعَدۡتَّہٗ ۔ اے اللہ! تو اس پوری پکار اور جاری ہونے والی نماز کا رب ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگی اور وسیلہ عطا فرما، اور بڑے بڑے درجات اور مقام محمود عطا فرما جس کے دینے کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔

یہ بات جاننے کے قابل ہے، کہ اس دعا میں لفظ وسیلہ مصدر ہے یا صفت بمعنی مَا یُتَوَسَّلُ بِہٖ دونوں صورتوں میں یہ صفت ہے ذات نہیں ہے۔ پس دعا مُحَمَّدَنِ الۡوَسِیۡلَۃَ کے یہ معنی ہوں گے۔ اے اللہ تعالیٰ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خاص صفت عطا فرما، جو مقام محمود حاصل کرنے کا سبب ہو۔ اور مصدری معنی کے اعتبار سے یہ مطلب ہوگا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود حاصل ہونے کا سبب مرحمت فرما، اور اس دعا میں وسیلہ کے ساتھ جو فضیلت مطلوب ہے، اس

بات معلوم ہوتی ہے کہ دونوں جگہ صفت سے مراد ہے۔ کوئی ذات مراد نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفت مراد ہے۔ جس کے ذریعہ سے آپ مقام محمود پر پہنچ کر امت کی شفاعت کریں گے۔ اور جو لوگ پیروں اور بزرگوں کی ذات کو وسیلہ سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ وہ وسیلہ کی پیروی نہیں کرتے۔ حالانکہ یہی وسیلہ اصلی اتباع سنت ہے۔ کیونکہ وسیلہ نیک اعمال اور اوصاف حمیدہ کا نام ہے۔ چنانچہ صحیحین یعنی صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں یہ واقعہ منقول ہے۔

تین آدمی ایک جنگل میں سفر کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں بارش ہونے لگی۔ بارش سے بچنے کے لیے ایک پہاڑ کے غار میں گھس گئے۔ اتفاقاً پہاڑ کی ایک چٹان سرک کر غار کے منہ پر رک گئی۔ اور غار کے منہ کو بند کر دیا یہ تینوں آدمی اندر ہی اندر بہت پریشان ہونے لگے۔ کیونکہ اتنی طاقت تو تھی نہیں۔ کہ چٹان کو غار کے منہ سے ہٹا سکیں۔ اس لیے آپس میں کہنے لگے کہ اس سے بچنے کے لیے صرف یہی ایک صورت ہے۔ کہ ہر ایک شخص اپنے افضل اعمال کا وسیلہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دے۔ ایک شخص نے اپنے زنا سے بچنے کے فعل کو وسیلہ ٹھہرایا، اور کہا کہ :-

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا۔ اے اللہ اگر میں نے اس کام کو تیری خوشنودی کے لیے کیا ہے تو اس پتھر کی چٹان کو غار کے منہ سے ہٹا دے۔

پس اس دعا کی وجہ سے، پتھر صرف اتنا ہٹ گیا، کہ وہ آسمان کو دیکھنے لگے۔ پھر دوسرے نے اپنے ماں باپ کی خدمت کا وسیلہ دے کر مذکورہ بالا طریق سے دعا کی۔ تو دو تہائی پتھر سرک گیا۔ تیسرے نے اپنی امانتداری اور ایمانداری کا وسیلہ بنایا۔ کہ اس نے کسی مزدور کی مزدوری سے روکنا چوگنا فائدہ حاصل کرکے اصل و نفع اس کو دے دیا تھا۔ اور مذکورہ بالا طریقہ دعا کی برکت سے وہ پتھر بالکل غار کے منہ سے ہٹ گیا اور باہر نکلنے کا راستہ بالکل صاف ہوگیا۔ اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت کو اصلی مقصود جان کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو وسیلہ سمجھتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کیے ہوئے ہیں، اور بزرگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہونے کی حیثیت سے دوست رکھتے ہیں، تو ظاہر ہے، کہ ان لوگوں کا قلبی عمل نجات کا وسیلہ ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اس کی شہادت دیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَاَحِبُّونِي لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوا اَهْلَ اللہ تعالیٰ سے اس لیے محبت کرو کہ تم کو نعمتیں عطا کرتا رہتا ہے اور مجھ سے اس لیے محبت کرو کہ اللہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور تم میرے

Marfat.com

بَنِيْ لِحُبِّيْ ، اہل بیت سے اس واسطے محبت کرو کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں ۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم ، ص ۴۱۱ میں وسیلہ کا یہی مطلب سمجھایا ہے جو اوپر لکھا گیا ہے ۔ زندہ مرشد دں سے وسیلہ طلب کرنا ، یعنی ان سے دعا کی درخواست کرنا ، کہ آپ ہمارے لیے دعا کیجیے ۔ تو یہ وسیلہ بمعنی درخواست دعا زندوں سے جائز ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ہمیشہ کتاب وسنت پر قائم رکھے ، اور کفر وشرک اور رسم ورواج ، اور بدعتوں کی گندگی سے محفوظ رکھے ۔ آمین ثم آمین ۔

اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ،

---

# خطبہ نمبر ۳۱ . فضائل قرآن مجید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِيْ اَرْسَلَ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ اَمَّا بَعْدُ ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

وہ اللہ تعالیٰ بہت برکت والا ہے ، جس نے قرآن مجید کو اپنے بندے پر نازل فرمایا ، تاکہ وہ سب لوگوں کے لیے آگاہ کرنے والا ہو جائے ۔ اسی اللہ کی حکومت وسلطنت ہے ، آسمان و زمین کی ، اور اس نے کوئی اولاد نہیں بنائی ، اور نہ کوئی اس کی سلطنت میں شریک ہے ، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ، اور مناسب انداز سے پر رکھا ، اور میں گواہی دیتا ہوں ، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ، جن کو اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنایا ، اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والا ، اور روشن چراغ بنایا ، اما بعد ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ، اگر ہم اس قرآن مجید کو اسی پہاڑ پر اتارتے تو دیکھتا ، کہ خوف خدا سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ، ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں ، تاکہ وہ غور وفکر کریں ۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں قرآن مجید کی بزرگی کا بیان ہے، کہ یہ پاک کتاب اس قدر بلند ہے، کہ دل ان کے سامنے جھک جائیں، رونگٹے کھڑے ہو جائیں کلیجے کپکپا جائیں، اس کے سچے وعدے، اور اس کی حقانی ڈانٹ ڈپٹ ہر سننے والے کو بید کی طرح تھرادے، اور دربار خدا میں سربسجود گرادے، اگر اس قرآن کو جناب باری کسی سخت بلند اور اونچے پہاڑ پر بھی نازل فرماتا، اور اسے غور وفکر کی اور فہم وفراست کی حس بھی دیتا، تو وہ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا، پھر انسانوں کے دلوں پر جو نسبتاً بہت نرم اور چھوٹے ہیں، جنہیں پوری سمجھ بوجھ ہے، اس کا بہت بڑا اثر پڑنا چاہیے، ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے ان کے غور وفکر کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

مطلب یہ ہے، کہ انسان کو بھی ڈر اور عاجزی چاہیے، متواتر حدیث میں ہے کہ منبر تیار ہونے سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے، جب منبر بن کر بچھ گیا، اور حضورؐ اس پر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہو گئے، اور وہ تنہ دور ہو گیا، تو اس میں سے رونے کی آواز آنے لگی اور اس طرح وہ سسکیاں لے کر رونے لگا، جیسے کوئی بچہ بلک بلک کر روتا ہے، اور اسے چپ کرایا جارہا ہو، کیوں کہ اس کو ذکر وحی کے سننے سے کچھ دوری ہو گئی، امام حسن بصری اس حدیث کو بیان کر کے فرماتے تھے لوگو ایک کھجور کا تنہ اس قدر اللہ کے رسولؐ کا شائق ہو تو تمہیں چاہیے کہ اس سے بہت زیادہ شوق و چاہت تم رکھو

اسی طرح کی یہ آیت ہے کہ جب ایک پہاڑ کا یہ حال ہو، تو تمہیں چاہیے، کہ تم اس حالت میں اس سے آگے رہو، اور جگہ فرمان خدا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى (الرعد)

اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا، کہ اس کے پاس پہاڑ چلا دیے جائیں یا زمین کاٹ دی جائے، یا مردے بول پڑیں۔

تو اس کے قابل یہی قرآن تھا، مگر پھر بھی ان کافروں کو ایمان نصیب نہیں ہوتا، ان کے دل سخت ہو گئے، وہ اس سے متاثر نہیں ہوتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ (سورۃ البقرۃ ۸۴)

ایسے ایسے واقعات کے بعد تمہارے دل پھر بھی سخت ہی رہے تو ان کی مثال پتھر کی سی ہے یا سختی میں اس سے زیادہ اور بعض پتھر تو ایسے ہیں، جن سے نہریں پھوٹ کر بہتی ہیں، اور انہیں پتھروں میں بعض ایسے ہیں جو شق ہو جاتے ہیں، پھر ان سے پانی نکل آتا ہے اور انہیں پتھروں میں بعض ایسے جو خدا کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں، اور حق تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں

Marfat.com

اور قرآن مجید کا اثر پہاڑوں اور درختوں بلکہ زمین و آسمان پر بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (الاحزاب) | ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا، لیکن سب نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور اس سے ڈر گئے، انسان نے اسے اٹھا لیا، وہ بڑا ہی ظالم اور ناواقف ہے۔ |

اس امانت سے مراد قرآن مجید کے احکام ہیں، تو آسمان باوجود اس کے مضبوط ہونے اور نیک فرشتوں سے مسکن ہونے کے بھی اس قرآن مجید کے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوا۔ اور نہ اتنی سخت زمین اس کام کے لیے آمادہ ہوئی۔ اور نہ پہاڑ تیار ہوا۔ چونکہ سمجھتے تھے، کہ اس کی ذمہ داری سخت ہے، اگر ان پر اتر آتا، تو وہ خوف الٰہی سے پھٹ جاتے اور پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ وہ کلام الٰہی ہے، کہ جب جنوں نے سنا، تو اس کے جلال اور عظمت سے قائل ہو گئے۔ اور ان پر اتنا اثر پڑا، کہ فوراً ایمان لے آئے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا ہے، کہ:۔

| | |
|---|---|
| قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝ (الجن) | اے محمد کہہ دو کہ مجھے وحی کی گئی ہے، کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا، اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا جو راہ راست سمجھاتا ہے، ہم تو اس پر ایمان لا چکے، اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔ |

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا، کہ قرآن مجید یقیناً اللہ کا کلام ہے، جس میں رشد و ہدایت ہے، اور اس پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبودی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں متعدد جگہ اس کا چیلنج ہے کہ اس کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اگر کسی کو کسی قسم کا شبہ ہو، تو ایسی ہی کوئی آیت بنا لائے، مگر اب تک کوئی نہ بنا سکا۔ اور نہ آئندہ بنا سکے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ (پ۱۵) | آپ فرما دیجیے، کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع ہو جائیں، کہ ایسا قرآن بنا لائیں، تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے، اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بن جائے۔ |

اسی مضمون کے مطابق سورہ بقرہ کی یہ آیت کریمہ بھی ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا | ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے، اس میں اگر تمہیں شک ہے، اور نہ بتے ہو تو تم اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ تمہیں |

Marfat.com

شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ اللّٰهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (البقرۃ)

(ترجمہ) ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور جتنے مددگار ہوں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو، پھر اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکتے، تو ڈرو اس آگ سے بچو، جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

نزول قرآن کے وقت سے اب تک [illegible] تک یہ اعلان برابر ہوتا چلا آیا ہے، لیکن کوئی مقابلہ نہ کر سکا اور نہ قیامت تک کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے، اور اس کی صداقت پر صاف دلیل ہے کہ عرب لوگ باوجود بلیغ و فصیح ہونے کے قرآن مجید جیسا کلام لانے سے قاصر رہے ہیں۔ قرآن مجید اگر نہ اترتا تو دنیا کو ہدایت نہ ملتی، اور نہ حلال و حرام کی تمیز ہی ہوتی، اور نہ دنیوی اور اخروی ترقی ہوتی۔ یہ قرآن مجید ہی کا فیض ہے جو ہر جگہ جاری اور ساری ہے۔ اس میں ابتدائے آفرینش سے انتہا تک، بلکہ ابدالآباد تک کے حالات اور ماضی و مستقبل کے واقعات ہیں، اور تمام انسانی کتابوں کے لیے یہ مصدق اور مہیمن ہے، ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر)

ہم نے قرآن مجید کو اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی نگرانی کرنے والے ہیں۔

اور یہ قرآن مجید برہان اور شفا اور سارے جہاں کے لیے باعث رحمت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ،

اور ہم نے ایسا قرآن مجید نازل کیا ہے جو شفا اور رحمت ہے مسلمانوں کے لیے باعث رحمت ہے۔

اور یہ قرآن مجید تمام چیزوں کے لیے تبیان ہے اور ہر قسم کے علوم و فنون کا اس میں بیان ہے، فرمایا:۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ،

ہم نے آپ پر ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔

اس کے ہر حرف پر دس نیکی کا ثواب ہے، اور اس کے پڑھنے والے کے لیے بڑے بڑے درجے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الٓمٓ حَرْفٌ، بَلْ أَلِفٌ حَرْفٌ لَامٌ حَرْفٌ مِيمٌ حَرْفٌ (ترمذی، دارمی)

جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا، اس کو نیکی ملے گی، اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ہے۔ الٓمٓ ایک حرف نہیں ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے۔

تو ان تینوں حرفوں کے بدلے تیس نیکیاں ملیں گی، اور پورے قرآن مجید میں تین لاکھ بائیس ہزار چھ سو ستر (۳۲۲۶۷۰) حروف ہیں، تو پورے قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب بتیس لاکھ چھبیس ہزار، سات سو

Marfat.com

۰۰۰۰۰، ۳۰ نیکیاں ملیں گی، سبحان اللہ!

قرآن مجید کا پڑھنا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّحَدِّثَ رَبَّہٗ فَلْیَقْرَأِ الْقُرْاٰنَ (کنز العمال) — جو اپنے رب سے بات چیت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ قرآن مجید پڑھے۔

یعنی قرآن مجید پڑھنا خدا سے ہم کلام ہونا ہے۔ اور فرمایا:۔

اِقْرَءِ الْقُرْاٰنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ قَلْبًا وَعَی الْقُرْاٰنَ (کنز العمال) — قرآن مجید پڑھا کرو، جس دل نے قرآن کو یاد کر لیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب نہیں دے گا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ کَمَا یَصْدَأُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَہُ الْمَاءُ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا جِلَاؤُھَا قَالَ کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ (البیہقی) — دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے، جس طرح لوہے کو پانی لگ جانے سے زنگ لگ جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ پھر ان کو کس طرح صاف کیا جائے۔ آپ نے فرمایا موت کو زیادہ یاد کیا کرو، اور قرآن مجید کو بہت پڑھا کرو۔

(۰۰۰) اَفْضَلُ عِبَادَۃِ اُمَّتِیْ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ — میری امت کی بہترین عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری) — تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِہٖ (مسلم) — قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والوں کے لیے شفیع بن کر آئے گا۔

## قرآن مجید پڑھنے سے بن مانگے ہر مراد پوری ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ مَّسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّآئِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَآئِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ (ترمذی) — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ قرآن مجید پڑھنے نے جس کو باز رکھا مجھ سے سوال کرنے سے یعنی قرآن مجید پڑھنے میں مشغول رہا جس وہ مجھ سے سوال نہ کر سکا، تو اس کو اس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والے کو دیتا ہوں، یعنی مانگنے والوں سے زیادہ قرآن مجید پڑھنے والوں کو دوں گا۔ اور کلام الٰہی کی فضیلت تمام کلام

پر ایسی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت تمام مخلوق پر ہے

## قرآن مجید پڑھنے والوں کے لیے بڑے بڑے درجے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا۔ (ترمذی شریف)

قرآن مجید پڑھنے والے سے کہا جائے گا، کہ تم قرآن پڑھتے جاؤ اور اونچے درجات پر چڑھتے جاؤ۔ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ جیساکہ دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ تمہارا جنت میں آخری درجہ وہ ہوگا جہاں تم پڑھتے پڑھتے ٹھہر جاؤ گے۔

اور قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیتیں ہیں۔ تو قرآن مجید پڑھنے والے کو اسی قدر درجات ملیں گے۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین اور آسمان کے برابر فاصلہ ہے (ترمذی)

اور فرمایا، کہ جو شخص قرآن پڑھے۔ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور اس کے گھرانے کے دس دوزخی آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ جس گھر میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے، اس میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جس میں نہیں پڑھا جاتا اس میں نہیں ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِي الصَّلٰوةِ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ الصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ الصَّلٰوةِ أَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ أَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ (بیہقی، مشکوۃ)

نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا بہتر ہے بہ نسبت غیر نماز کے پڑھنے سے اور غیر نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا افضل ہے تسبیح اور تکبیر سے۔ اور تسبیح و تکبیر افضل ہے صدقہ کرنے سے۔ اور صدقہ کرنا افضل ہے، روزہ رکھنے سے اور روزہ ڈھال ہے

یہ سب فضائل قرآن مجید کے ہیں، لیکن بعض بعض سورتوں کی خصوصی فضیلت حدیثوں سے ثابت ہے

## سورۂ فاتحہ کی فضیلت

سورہ فاتحہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سورہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاروں آسمانی کتابوں توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن میں اس سورت جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی (ترمذی)

ایک اور حدیث میں فرمایا، کہ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز ہی نہیں ہوتی (بخاری شریف) اور فرمایا:۔

أَخْيَرُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

قرآن مجید میں سب سے بہتر سورت الحمد للہ رب العالمین ہے

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:۔

Marfat.com

عَوَّذَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ تَفْلًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سورت فاتحہ پڑھ کر دم فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کو رقیہ (منتر) فرمایا (بخاری شریف) ایک صحابی نے سانپ سے ڈسے ہوئے پر دم کیا۔ خدا کے حکم سے وہ اچھا ہوگیا۔ اور فرمایا:۔

فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ (احمد) سورہ فاتحہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے (احمد، بیہقی)

ایک روایت میں ہے خَیْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْاٰنُ قرآن سب دواؤں میں بہتر ہے (ابن ماجہ) اور فرمایا:۔

اِذَا قَرَأْتَ الْفَاتِحَۃَ وَقُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَقَدْ اٰمِنْتَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا الْمَوْتَ۔ تم نے جب سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پڑھ لیا، تو سوائے موت کے ہر آفت سے مامون ہو گئے۔

## سورۂ بقرہ کی فضیلت

اس مبارک سورت کی بڑی فضیلت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِقْرَءُوْا سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ فَاِنَّ اَخْذَھَا بَرَکَۃٌ وَتَرْکَھَا حَسْرَۃٌ وَلَا یَسْتَطِیْعُھَا الْبَطَلَۃُ (مسلم) سورہ بقرہ پڑھا کرو، اس کا لینا برکت ہے۔ اور چھوڑنا حسرت ہے۔ اور جادوگر اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

قیامت کے روز اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی فرمایا جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے (مسلم شریف) اور فرمایا:۔

لِکُلِّ شَیْءٍ سَنَامٌ وَسَنَامُ الْقُرْاٰنِ الْبَقَرَۃُ وَفِیْھَا اٰیَۃٌ ھِیَ سَیِّدَۃُ اٰیِ الْقُرْاٰنِ (ترمذی) ہر چیز کے لیے کوہان اور رفعت ہے۔ قرآن مجید کی رفعت سورہ بقرہ ہے اس میں ایک ایسی آیت ہے جو قرآن مجید کی تمام آیتوں کی سردار ہے۔

اور فرمایا اس سورت کے پڑھنے کی وجہ سے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں (مسلم) اور فرمایا اس سورت کی آخری دو آیتیں ایسی ہیں کہ پڑھنے والے کو کفایت کریں گی (الجواب الکافی) اَلْاٰیَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ مَنْ قَرَأَھُمَا فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ (مسلم)

## آیۃ الکرسی کی فضیلت

اس مقدس آیت کی بڑی بزرگی ہے۔ قرآن مجید کی آیتوں میں سب سے بڑی آیت ہے (مسلم) سوتے وقت اس کے پڑھنے سے رات بھر شیطان اس کے قریب نہیں آسکتا۔ اللہ کی طرف سے اس کی نگہبانی ہوتی ہے۔ ہر نماز کے بعد پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا (طبرانی) اس آیت میں اسم اعظم (الحی القیوم) ہے۔ اور پچاس کلمے ہیں، اور ہر کلمے میں پچاس برکتیں ہیں، اس کے پڑھنے سے رنج و غم دور ہو جاتا ہے۔ روزی میں کشائش ہوتی ہے۔ گھر سے نکلتے وقت پڑھنے سے مقصد میں کامیابی ہوتی ہے، شیاطین ہٹ جاتے ہیں، اور ہر آفت و بلا سے محفوظ رہتا

ہے، جہات ستہ لسے داخل ہونے میں پڑھنے سے ایک مضبوط قلعہ حفاظت کے لیے ہو جاتا ہے کوئی چور ڈاکو داخل نہیں ہو سکتا

## سورہ کہف کی فضیلت

اس سورہ کریمہ کی حدیثوں میں بہت فضیلت آتی ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ جو اس کو جمعہ کے دن پڑھے گا تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کے لیے روشنی ہوگی، اور جو اس کی شروع کی دس آیتیں پڑھے گا۔ وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ اور بڑی بڑی آفتوں سے بھی۔

## سورہ یٰسین کی فضیلت

اس سورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

قَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ لَا یَقْرَءُ ھَا رَجُلٌ یُرِیْدُ اللّٰہَ وَالْاٰخِرَۃَ اِلَّا غُفِرَ لَہٗ (نسائی) — سورہ یٰسین قرآن کا دل ہے، جو اللہ اور آخرت کے لیے پڑھے گا۔ اس کی بخشش ہو جائے گی۔

اور فرمایا، کہ ہر چیز کا دل ہے، اور قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے جو اس کو ایک بار پڑھے گا۔ دس قرآن کے پڑھنے کا ثواب پائے گا۔ اور فرمایا۔

مَنْ دَاوَمَ عَلٰی یٰسٓ کُلَّ لَیْلَۃٍ ثُمَّ مَاتَ مَاتَ شَہِیْدًا (طبرانی۔ بخاری) — جو ہمیشہ ہر رات کو سورہ یٰسین پڑھتا رہا، اور اس عادت پر عمل کرتے ہوئے مر گیا۔ وہ شہید ہو کر مرا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ طٰہٰ اور سورہ یٰسین کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے پڑھا۔ فرشتوں نے سن کر کہا۔ اس امت کو مبارک ہو جس پر یہ نازل ہوگی، اور ان دلوں کو بشارت ہو جو اس کو اٹھائیں، اور ان زبانوں کے لیے مبارک ہو جو اس کو پڑھیں (ابن خزیمہ، ابن کثیر)

حضرت ابو بکر و ابن عباس فرماتے ہیں، کہ جو سورہ یٰسین کو شروع سے اِذْ جَآءَ ھَا الْمُرْسَلُوْنَ تک پڑھا کرے، تو اس کی دعا قبول ہوگی (دارمی) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَرَأَ یٰسٓ فِیْ صَدْرِ النَّہَارِ قُضِیَتْ حَاجَتُہٗ (دارمی) — جو سورہ یٰسین کو دن کے اول حصہ میں پڑھے گا اس کی حاجت پوری ہوگی

## سورہ فتح کی فضیلت

اس سورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اللَّیْلَۃَ سُوْرَۃٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (بخاری) — آج کی رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ جو میرے نزدیک دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

اس سے مراد سورہ فتح اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ہے، بعض عارفین نے فرمایا ہے جو اس سورت

Marfat.com

کو رمضان شریف کی پہلی رات چاند دیکھنے کے وقت پڑھے. تو سال بھر اس پر روزی کشادہ ہوگی. اور جو روزانہ پڑھا کرے. وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں بیعت کرے گا. اگر مزدور ہے تو توی ہو جائے گا فقیر ہے تو مالدار ہو جائے گا. قرضدار ہے. تو قرض ادا ہو جائے گا

**سورۂ ملک کی فضیلت** اس سورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ سُوْرَةً فِي الْقُرْاٰنِ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَلَهٗ وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (دارمی ابن ماجہ)

قرآن مجید میں تیس آیتوں کی ایک سورت ہے. اس نے جس آدمی کے لیے شفاعت کی. اس کی بخشش ہوگئی. وہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک ہے.

دوسری روایت میں فرمایا ہے:۔

مَنْ قَرَاَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ مَنَعَهُ اللّٰهُ بِهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچائے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سوتے وقت آلم تنزیل سورہ سجدہ، اور تبارک الذی سورہ ملک دونوں کو پڑھ کر سوتے (احمد، ترمذی)

**سورۂ واقعہ کی فضیلت** اس سورت کے متعلق صحیح حدیث میں ہے، کہ جو اس کو ہر رات کو پڑھے گا اس کو فاقہ نہیں ہوگا، اور جو ہمیشہ پڑھا کرے گا، وہ اللہ کے فضل و کرم سے بھی محتاج نہیں ہوتا. خود بھی پڑھے. اور بچوں کو بھی سکھائے (ابویعلیٰ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَرَاَ الْوَاقِعَةَ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا

جو اس سورہ کو ہر رات پڑھا کریگا اس کو فاقہ کشی کی نوبت نہیں آئے گی.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دینا چاہا. کہ اس کو اپنی لڑکیوں پر خرچ کریں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا آپ ان لڑکیوں پر محتاجگی کا خیال کرتے ہیں، جب کہ میں نے ان کو سورہ واقعہ پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے، کہ جو اس سورت کو ہر رات پڑھا کرے گا، وہ محتاج نہیں رہے گا (ترمذی، ابن کثیر)

**سورۂ نبا، وغیرہ کی فضیلت** اگر کسی کو نیند نہ آتی ہو، تو سورہ نبا عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ کی آیت وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا کو بار بار پڑھے، اللہ کے حکم سے نیند آجائے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا زُلْزِلَتْ نصف قرآن ہے یعنی اس سورت کے پڑھنے سے آدھے قرآن کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح وَالْعَادِيَاتِ کا ثواب بھی ہے اور فرمایا کہ قُلْ

Marfat.com

یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ کو سوتے وقت پڑھا کرو تم کو، شرک سے بچائے گی اور اس کے پڑھنے سے ربع قرآن چوتھائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ چوتھائی قرآن ہے۔ سورہ اخلاص قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ثلث قرآن ہے۔ یعنی اس کے پڑھنے سے تہائی قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ جو اس سورت کو ہمیشہ پڑھتا رہے، وہ جنت میں داخل ہوگا، جو سوتے وقت داہنی کروٹ پر لیٹے لیٹے سو مرتبہ پڑھا کرے گا، تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی داہنی جانب سے جنت میں داخل کرے گا۔

مُعَوَّذَتَیْنِ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پناہ مانگنے کے لیے بہترین سورتیں ہیں۔ جادو کیے ہوئے آدمی پر پڑھ کر دم کرنے سے وہ اچھا ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا۔ آپ نے ان دونوں سورتوں کو پڑھ پڑھ کر اپنے جسم مبارک پر دم کیا۔ جادو کا اثر دور ہو گیا۔ سوتے وقت آپ ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے تمام جسم پر پھیر لیتے۔ اس طرح یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔ "اسلامی وظائف" اور "اسلامی تعلیم" میں ہم اس کی پوری تفصیل بیان کر چکے ہیں۔

قرآن مجید کی ہر ہر سورت و حرف میں۔ بلکہ زیر، زبر، پیش اور نقطے وغیرہ بے شمار خوبیاں ہیں جن کے بیان کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ جس میں حلال و حرام کا بیان ہے اور اسی سے صحیح راستے اور غلط راستے کی تمیز ہوتی ہے۔ اور یہی صحیح راستہ بتانے والا بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَ | یقیناً یہ قرآن مجید وہ راستہ دکھاتا ہے، جو بہت ہی سیدھا ہے |
| یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ | اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، اس بات کی خوشخبری |
| اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا (اسراء) | دیتا ہے، کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ |

یہ قرآن مجید دونوں جہان کے لیے فلاح کا ذریعہ ہے۔ جس نے اس کو پڑھا، اور اس پر عمل کیا، اس نے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر لی، اور قرآن مجید کے ذریعے اس کے پڑھنے والوں اور عمل کرنے والوں کو بلند کرتا ہے۔ اور نہ پڑھنے والوں کو پست کرتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتٰبِ اَقْوَامًا وَّ | اللہ تعالیٰ اس کتاب یعنی قرآن مجید کے ذریعہ سے ایک قوم کو |
| یَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (مسلم) | بلند کرتا ہے۔ اور دوسری قوم کو پست کرتا ہے۔ |

یعنی اس کے پڑھنے اور عمل کرنے والے کو دنیا و آخرت میں بلند درجہ عطا فرماتا ہے، اور نہ پڑھنے والا دونوں جہاں میں ذلیل ہوتا ہے اور جو قرآن مجید پڑھنے میں ماہر ہو وہ بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| اَلْمَاھِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ | قرآن مجید کا ماہر بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو قرآن مجید کو |

Marfat.com

وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهُ أَجْرَانِ (متفق علیہ)

اٹک اٹک کر پڑھتا ہے۔ اور پڑھنے میں اسے دشواری ہوتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ دہرا اجر عطا فرمائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَاقْرَءُوهُ فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَرَأَهُ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوحُ رِيحُهُ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَرَقَدَ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ أُوكِيَ عَلَى مِسْكٍ (ترمذی نسائی ابن ماجہ)

یعنی قرآن مجید کو پڑھا کرو، اور اس کو سیکھو کیونکہ جو شخص قرآن مجید کو سیکھتا ہے، اور اس کو پڑھتا رہتا ہے، اور رات کو قیام کرتا ہے تو اس کی مثال اس تھیلی کی طرح ہے، جس میں مشک بھرا ہوا ہو۔ کہ اس کی خوشبو مکان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ جاتی ہے اور جس نے قرآن سیکھا، اور دل ہی دل میں رکھا، نہ اس کو پڑھا، اور نہ اس پر عمل ہی کیا۔ تو اس کی مثال اس تھیلی کی طرح ہے جس میں مشک بھرا ہوا ہے مگر اس کا منہ بند کر کے مہر لگا دی گئی ہو۔ کہ اس کی خوشبو باہر نہ نکلے۔

یہ جمال قرآن مجید کے بہت فضائل ہیں۔ اس کے مثل کوئی کلام نہیں ہے، اور کیوں نہ ہو، یہ اللہ کا کلام جو ہے تو ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے ؎

جمال حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے ۔۔۔ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں ملتی جہاں میں ڈھونڈ کر دیکھا ۔۔۔ بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

مگر قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے رہنا چاہیے، اور تین دن میں کم از کم ختم کرنا چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ (ترمذی) جو تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرے گا، وہ کچھ نہیں سمجھ سکے گا۔

(۱) قرآن مجید کو باوضو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھنا چاہیے (۲) اخلاص یعنی بغیر ریا و نمود کے (۳) شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا (۴) اگر دیکھ کر پڑھتا ہے، تو قرآن کو کسی اونچی جگہ جیسے رحل وغیرہ پر رکھ کر پڑھنا چاہیے (۵) اگر سمجھتا ہے تو سمجھ کر پڑھے (۶) قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ اور ہر آیت پر وقف کرنا مسنون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے:۔

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (سورۃ المزمل) قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر اور صاف صاف پڑھا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی خدائی حکم پر عامل تھے، ہر آیت کریمہ پر وقف کر کے پڑھتے تھے۔ حضرت یعلی فرماتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی کیفیت دریافت کی، تو حضرت ام سلمہؓ نے پڑھ کر بتایا کہ آپ اس طرح ایک ایک آیت پر ٹھہر کر صاف صاف پڑھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ دوسری روایت میں فرماتی ہیں:۔

Marfat.com

يَقْطَعُ قِرَاءَتَهُ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. ثُمَّ يَقِفُ وَيَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ وَكَانَ يَقْرَأُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (شمائل ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آیت کو الگ الگ کر کے اس طرح پڑھتے: الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر ٹھہر جاتے پھر الرحمن الرحیم پر وقف فرماتے یعنی ٹھہر جاتے تھے، مالک یوم الدین پر وقف فرماتے۔

یعنی تجوید و ترتیل کے ساتھ پڑھتے اور ہر آیت پر ٹھہرتے تھے۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا، کہ ہر آیت پر وقف کر کے پڑھنا مسنون ہے۔ جو آیتوں پر نہیں ٹھہرتے، وہ سنت کے خلاف پڑھتے ہیں۔

قرآن مجید کی باطنی تعظیم کے ساتھ ساتھ ظاہری تعظیم بھی ضروری ہے۔ اس سے بہت ثواب ملتا ہے زمین پر قرآن مجید کے گرے ہوئے ورقوں کو اٹھانے والا اللہ کا ولی ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام سے لکھے ہوئے کاغذوں کو زمین سے اٹھانے والے علیین میں بلند مرتبہ پائیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ كِتَابٍ يُلْقٰى مِنَ الْاَرْضِ اِلَّا بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِ مَلٰٓئِكَةً يَحُفُّوْنَهُ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُقَدِّسُوْنَهُ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ وَلِيًّا مِّنْ اَوْلِيَائِهِ فَيَرْفَعُهُ مِنَ الْاَرْضِ وَمَنْ رَفَعَ كِتَابًا مِّنَ الْاَرْضِ فِيْهِ اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى رَفَعَ اللّٰهُ اِسْمَهُ وَخَفَّفَ عَنْ وَالِدَيْهِ الْعَذَابَ وَاِنْ كَانَا كَافِرَيْنِ.

(طبرانی صغیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمین پر کوئی کتاب گر پڑتی ہے، تو اس کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیج دیتا ہے وہ فرشتے اپنے پروں سے اس کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں میں سے کسی ولی کو بھیج دیتا ہے۔ وہ اس کو زمین سے اٹھا لیتا ہے اور جو زمین سے کسی ایسی کتاب کو اٹھائے جس میں اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے نام کو علیین میں بلند کرے گا، اور اس کے ماں باپ سے عذاب میں کمی کرے گا، اگرچہ اس کے ماں باپ کافر ہوں۔

یہ ظاہری تعظیم کی فضیلت ہے۔ باطنی تعظیم یعنی نہایت غور و فکر سے اور خشوع و خضوع سے پڑھنے کا اثر دل میں پیدا ہوتا ہے۔ خشیت الٰہی طاری ہو جاتی ہے، جسم پر کپکپاہٹ آجاتی ہے آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں خود قرآن مجید نے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھنے اور سننے والوں کے بارے میں فرمایا ہے۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ.

(سورۃ المائدۃ)

اور جو اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہو، اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔

یعنی قرآن مجید کو سن کر وہ لوگ مومن ہو گئے، اور اس کی تاثیر سے زار و قطار رونے لگے۔ اسی طرح سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے چلے، تو راستے میں قرآن مجید سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے باز آ گئے، اور مسلمان ہو گئے،

غور وفکر کے ساتھ پڑھنے سے دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے، اور ایمان زیادہ ہو جاتا ہے، اور بے توجہی اور غافل دل کے ساتھ پڑھنے سے اور اس پر عمل نہ کرنے سے یہ قرآن مجید اس پر وبال بن جائے گا، اور قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ یہ شکایت کریں گے،

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَارَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان) — اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں گے کہ خدا میری قوم نے قرآن مجید کو چھوڑ دیا تھا، اور اس پر عمل نہیں کیا تھا، تو میرا قصور کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے شکایت ہوگی، تو ہم کیا جواب دیں گے، حقیقت یہی ہے، کہ دنیا اور آخرت کی مصیبتیں قرآن وحدیث کو چھوڑ دینے، اور اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہیں یہی دو چیزیں دونوں جہان کی نجات کے لیے ذریعہ ہیں، اور ان ہی دونوں پر عمل کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی اور ان ہی دونوں چیزوں کو دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ (موطا) — دو چیزیں میں تمہارے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے، تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے، ایک اللہ کی کتاب، دوسری رسول کی سنت اور حدیث۔

اور فرمایا یہی قرآن مجید حبل اللہ المتین ہے، یعنی خدا کی مضبوط رسی ہے، اور ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے، جس نے اس پر عمل کیا، وہ صحیح راستے پر رہا، اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گیا، (ترمذی) اور جس نے قرآن مجید سے اعراض کیا، اور بے توجہی سے کام لیا، وہ نامراد ہوا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام) — سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا، جو ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلا دے، اور اس سے روکے، ہم ابھی ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے روکتے ہیں، ان کو اس روکنے کے سبب سخت سزا دیں گے،

جو لوگ قرآن مجید پڑھ کر بے توجہی سے بھلا دیتے ہیں، وہ قیامت کے روز اس کی خیر و برکت سے محروم رہیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا مِنْ امْرِئٍ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَجْذَمَ (ابوداؤد) — جو قرآن پڑھ کر بھلا دے، تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا، کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔

Marfat.com

اجذم کے معنی کوڑھی کے ہیں جس کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے، یا سڑ گئے ہوں، تو جس نے قرآن مجید پڑھ کر بھلا دیا، وہ قیامت کے دن کوڑھی ہو کر اٹھایا جائے گا، یا بے حجت اور بے دلیل، یا بھلائی سے خالی ہو کر خدا سے ملے گا، اور بھلانے سے مراد یہ ہے کہ نہ دیکھ کر پڑھ سکتا ہو، اور نہ زبانی پڑھ سکتا ہو یا قرآن مجید پڑھا، اور اس پر عمل نہیں کیا، تو وہ قیامت کے دن بے دلیل ہوگا، نہ اس کے ساتھ روشنی ہوگی، نہ حجت ہوگی، معلوم ہوا کہ قرآن پڑھ کر بھلا دینا گناہ کبیرہ ہے۔

اسی لیے اس کے تعاہد اور نگرانی کی بڑی تاکید آئی ہے، کہ اس کو ہمیشہ پڑھتے رہو، اگر بار بار نہیں پڑھو گے، تو تمہارے سینے سے نکل جائے گا، اور تم بھول جاؤ گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا (بخاری، مسلم)

کہ قرآن مجید کی حفاظت و خبر گیری کرتے رہو، یعنی ہمیشہ تلاوت کرتے رہو، تاکہ بھولو نہیں، خدا کی قسم یہ قرآن مجید بہت جلد سینے سے نکل جاتا ہے بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسی سے۔

یعنی اگر اونٹ کا مالک اپنے اونٹ کو رسی سے باندھے رکھے، اور اس کی نگرانی و حفاظت کرتا رہے تو اونٹ اس کے قبضہ میں رہے گا، اور اگر اس نے اونٹ کی نگرانی نہیں کی، تو وہ اونٹ رسی سے نکل کر بھاگ کھڑا ہوگا، اور پھر مالک کے قبضہ میں نہیں آئے گا اسی طرح سے اگر قرآن کا حافظ یا قاری ہمیشہ قرآن مجید کو نہیں پڑھتا رہے گا، تو وہ قرآن اس کے دل سے نکل جائے گا، اور بھول جائے گا، اس لیے قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے رہنا چاہیے، اگر زیادہ پڑھتے پڑھتے طبیعت گھبرا جائے، تو کچھ دیر کے لیے موقوف کر دے، پھر جب طبیعت میں سکون اور اطمینان ہو جائے، اور طبیعت اس کی خواہش کرے تو پڑھنا شروع کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ، (بخاری، مسلم)

تم قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھتے رہو، جب تک تمہاری طبیعت پڑھنے میں لگی رہے اور جب پڑھنے سے طبیعت اکتا جائے تو کھڑے ہو جاؤ، اور پڑھنا موقوف کر دو۔

ہر عبادت بلکہ ہر کام کے لیے اطمینان اور خواہش اور دل بستگی ضروری ہے، تاکہ وہ کام نہایت خشوع و خضوع اور اخلاص سے ہو، اور جب کام کرنے سے طبیعت اچاٹ ہو جائے، اور دل نہ لگے، تو اس کام میں بہتری نہیں ہے، اسی طرح قرآن مجید کے پڑھنے میں بھی ہے، کہ نہایت شوق اور اخلاص اور اطمینان اور رغبت سے پڑھنا چاہیے، اور جب پڑھتے پڑھتے گھبرا جائے تو موقوف کر دینا چاہیے۔

بہر حال قرآن مجید کو ترتیل، تجوید، ترجیع، خوش آوازی اور اطمینان قلب کے ساتھ پڑھنا سنت اور مستحسن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

Marfat.com

زینوا القرآن باصواتکم فان الصوت — کہ تم لوگ اپنی آوازوں سے قرآن مجید کو خوشنما اور حسین بناؤ کیونکہ

الحسن یزید القرآن حسنا — اچھی آواز قرآن مجید کے حسن کو زیادہ کر دیتی ہے

یعنی ترتیل و تجوید اور خوش آوازی سے پڑھو تاکہ قرآن مجید اچھا معلوم ہو، لیکن گانے اور ترنم کیساتھ نہ ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اَللّٰهُمَّ آنِسْ وَحْشَتَنَا فِي قُبُوْرِنَا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِالْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لَنَا اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنَا مِنْهُ مَا نَسِيْنَا وَعَلِّمْنَا مِنْهُ مَا جَهِلْنَا وَارْزُقْنَا تِلَاوَتَهٗ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لَنَا حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ آمِيْن

---

# خطبہ ۳۲ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الرَّحْمٰنِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْقَدِيْرُ الْمَلِكُ الدَّيَّانُ ۝ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ اِلٰى كَافَّةِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ ۝ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى صَحَابَتِهٖ نُجُوْمِ الْهِدَايَةِ وَالْاِيْمَانِ ۝ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَفَايَا الرَّحْمٰنِ وَعَلٰى آلِ كُلٍّ وَسَائِرِ صَالِحِيْ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَنَّانِ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيٍّ اَرْسَلَهُ الْحَنَّانُ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے۔ جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتی رہے اور نیک کاموں کا حکم کرتی رہے۔ اور بری باتوں سے منع کرتی رہے، اور یہی لوگ کامیاب ہونیوالے ہیں یعنی کچھ لوگ ایسے کام کے لیے مستعد اور آمادہ رہیں، کہ جو لوگوں کو وعظ و نصیحت سناتے رہیں اور نیکیوں کا حکم دیتے رہیں، اور بری باتوں سے روکتے رہیں، تاکہ دنیا میں امن و امان رہے۔ اور فتنہ فساد نہ پیدا ہو، خدا کی نافرمانی سے عذاب آتا ہے، اور فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے، اور نیکی اور اطاعت سے امن و امان رہتا ہے، یہ کام دراصل سمجھ دار کے لیے ضروری ہے۔ عقلی اور نقلی حیثیت سے اس کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن مجید کی متعدد

Marfat.com

آیتوں سے اور بہت سی حدیثوں سے اس کی خوبی بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (سورۃ الذاریات) یعنی اے نبی! آپ لوگوں کو وعظ و تذکیر کیجیے کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو نفع پہنچاتی ہے۔

اور وہ اس سے فایدہ اٹھاکر عمل صالح کرتے ہیں، اور برائی سے باز رہتے ہیں، جیساکہ ارشاد باری ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران) تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو، تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو، اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی تم تمام امتوں میں سب سے افضل ہو، اس لیے کہ تم میں یہ تین خوبیاں پائی جاتی ہیں (۱) تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (۲) لوگوں کو بری باتوں سے روکتے ہو۔ (۳) نیکیوں کا حکم دیتے ہو، اس مطلب کو کسی شاعر نے کیا ہی خوب ادا کیا ہے ؎

کر امر بھلی بات کا مت ہو جب ال
لوگوں کو برے کاموں سے روک اے غافل
اللہ کا حکم دیکھ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ
پڑھ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ اگر ہے عاقل

اور جن میں یہ تین خوبیاں پائی جائیں گی، وہ کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتے، بلکہ ہمیشہ فائدے میں رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۃ العصر) نماز عصر کی قسم ہے کہ بلا شبہ بالیقین انسان سر سر نقصان ہی نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

یعنی حق پر قائم رہنے کی ایک دوسرے کو نصیحت کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے بھی خسارے میں نہیں رہیں گے، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے دنیا و آخرت میں بڑے بڑے درجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (حٰم سجدہ) اور اس سے اچھی بات والا کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے۔ اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو خدا کے بندوں کو خدا کی طرف بلائے، اور خود بھی نیکی کرے، اسلام قبول کرے اس سے زیادہ اچھی بات اور کس کی ہوگی، یہ وہ ہے، جس نے اپنے آپ کو نفع پہنچایا، اور خلق اللہ کو بھی اپنی ذات سے نفع پہنچایا، یہ ان میں سے نہیں، جو منہ کے بڑے بباڑ ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں مگر خود نہیں کرتے۔ یہ تو خود بھی کرتا اور

Marfat.com

دوسروں سے بھی کہتا ہے۔ یہ آیت عام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اولی طور پر اس کے مصداق ہیں اور آپ کے تمام متبعین جتنے بھی اعلان حق کرنے والے ہیں، حتی کہ مؤذن جو حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہہ کر لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتا ہے، اور خود بھی نیک عمل کرتا ہے، یہ سب اس آیت کریمہ میں داخل ہیں، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ (مسلم)

جو اسلام میں کوئی اچھا کام کرے، تو اس کو بھی ثواب ملتا ہے اور اس پر عمل کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے، اور ان کے ثوابوں میں کمی بھی نہیں ہوگی، اسی طرح گناہ کا کام ایجاد کرنے والے کو گناہ ملتا ہے، اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اسی کو ہوتا ہے، اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

لہٰذا ہدایت اور نیک بات کے بتانے والے اچھے اور کامیاب لوگ ہیں، اور ان کی نیکیوں کی وجہ سے یعنی بری باتوں سے منع کرنے اور اچھی باتوں کے حکم کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذابوں اور آفتوں کو دور فرما دیتا ہے اور جب اسے چھوڑ دیا جاتا ہے، تو انسان مصیبتوں میں گھر جاتا ہے، یعنی نیکیوں کے بتانے اور برائیوں کے روکنے سے مصیبت ٹل جاتی ہے اور اس کے چھوڑ دینے سے مصیبتیں آجاتی ہیں حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ سمجھانے کے لیے نہایت عمدہ مثال بیان فرمائی ہے، جو بخاری شریف میں حضرت نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ:

قَالَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَّلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ يَّتْرُكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا وَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا (بخاری شریف)

فرمایا جو شخص اللہ کی باندھی ہوئی حدوں میں قائم رہے اور آگے نہ بڑھے، اور جو ان میں گھس گیا (گناہ میں پڑ گیا) دونوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے جہاز میں قرعہ ڈال کر جگہ بانٹ لی کسی نے اوپر کا درجہ لیا، کسی نے نیچے کا، اب جو لوگ نیچے کے درجے میں رہے، وہ پانی کے لیے اوپر کے درجے والوں سے گذرے، پھر کہنے لگے، ہم نیچے ہی اپنے درجے میں ایک سوراخ کر لیں، تو بار بار آنے سے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں گے اگر اوپر والے ان کو چھوڑ دیں اور ایسا کرنے دیں، تو سب ڈوب کر تباہ ہوں گے، اور اگر ان کو روکیں، تو آپ بھی بچیں گے اور دوسرے بھی بچ جائیں گے۔

Marfat.com

حدیث کا مطلب بالکل صاف ہے کہ اگر نافرمانوں کو نافرمانی سے روکا جائے تو سب ڈوبنے سے اور آفتوں سے بچ جائیں گے ورنہ سب پر آفت آئے گی پہلے زمانے میں بہت سے لوگوں کو صرف اس وجہ سے ملعون قرار دیا گیا کہ وہ نہ برائیوں سے روکتے تھے اور نہ بھلائیوں کا حکم کرتے تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ (المائدۃ)

بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی۔ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے وہ جو کرتے تھے روکتے نہ تھے جس کو بھی وہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا۔

یعنی ارشاد ہے کہ بنو اسرائیل کے وہ کافر ملعون ہیں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان ہی کے زمانے میں ملعون قرار پا چکے ہیں کیونکہ وہ خدا کے نافرمان تھے اور مخلوق خدا پر ظالم تھے توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن سب کتابیں ان پر لعنت برساتی آئیں، یہ اپنے زمانے میں بھی ایک دوسرے کو برے کاموں پر دیکھتے تھے، لیکن گھنی ساد سادھے بیٹھے رہتے تھے، حرام کاریاں اور گناہ کھلے عام ہوتے تھے اور کوئی کسی کو روکتا نہ تھا۔ یہ تھا ان کا بدترین فعل، مسند احمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بنی اسرائیل میں پہلے پہل جب گناہ کاریاں شروع ہوئیں، تو ان کے علما نے ان کو روکا لیکن جب دیکھا کہ باز نہیں آتے تو انہوں نے انہیں الگ نہیں کیا، بلکہ ان ہی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے رہے، اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے دل پھیر دیے، اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبان سے ان پر لعنت نازل فرمائی۔ کیونکہ وہ نافرمان اور ظالم تھے اس بیان کے وقت آنحضور تکیہ لگائے ہوئے تھے، لیکن اب ٹھیک ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا نہیں نہیں خدا کی قسم تم پر ضروری ہے کہ لوگوں کے خلاف کاموں سے ان کو روکو، اور شریعت کی پابندی پر ان کو لاؤ۔

ابوداؤد کی حدیث میں ہے، کہ سب سے پہلی برائی بنی اسرائیل میں یہی داخل ہوئی تھی، کہ ایک شخص دوسرے کو خلاف شرع کوئی کام کرتے دیکھتا تو اسے روکتا، اس سے کہتا، کہ اللہ سے ڈرو، اور اس برے کام کو چھوڑ دے یہ حرام ہے، لیکن جب دوسرے روز وہ نہ چھوڑتا، تو یہ اس سے کنارہ کشی نہ کرتا، بلکہ اس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ رہتا، اور میل جول باقی رکھتا، اس وجہ سے سب ہی میں سنگ دلی آگئی، پھر آپ نے اس پوری آیت کی تلاوت کر کے فرمایا، واللہ تم پر فرض ہے، کہ بھلی باتوں کا ہر ایک کو حکم کرو، برائیوں سے روکو، ظالم کو اس کے ظلم سے باز رکھو، اور اسے تنگ کرو، کہ حق پر آجائے، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے ابوداؤد

Marfat.com

وغیرہ میں اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے۔ کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے۔ تو اللہ تمہارے دل بھی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مار دے گا۔ اور تم پر بھی اپنی پھٹکار نازل فرمائے گا، جیسے ان پر نازل فرمائی۔

مسند احمد و ترمذی میں ہے کہ یا تو تم بھلائی کا حکم اور برائی سے منع کرتے رہو گے۔ یا اللہ تعالیٰ تم پر بھی اپنی طرف سے کوئی عذاب بھیج دے گا۔ تم اس سے دعائیں بھی کرو گے لیکن وہ قبول نہیں فرمائے گا۔ ابن ماجہ میں ہے۔ بھلائی کا حکم اور برائی سے مخالفت کرو، اس سے پہلے کہ تمہاری دعائیں قبول ہونے سے روک دی جائیں صحیح حدیث میں ہے، تم میں سے جو شخص خلاف شرع کام دیکھے اس پر فرض ہے، کہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے اور یہ بہت ہی ضعیف ایمان والا ہے (مسلم)۔

مسند احمد میں ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں کرتا لیکن اس وقت کہ برائیاں ان میں پھیل جائیں۔ اور وہ باوجود قدرت کے انکار نہ کریں، اس وقت عام و خاص کو سب کو اللہ تعالیٰ عذاب میں گھیر لیتا ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ جس جگہ خدا کی خطائیں ہونا شروع ہو جائیں جو وہاں ہو اور ان خلاف شرع امور سے ناراض ہو، ایک روایت میں ہے ان کا انکار کرتا ہو وہ مثال اس کی ہے، جو وہاں حاضر ہی نہ ہو۔ اور جو ان خطاؤں سے راضی ہو گو وہاں موجود نہ ہو۔ وہ ایسا ہے، گویا ان میں حاضر ہے، ابوداؤد میں ہے لوگوں کے عذر جب تک منقطع نہ ہو جائیں۔ وہ ہلاک نہ ہوں گے۔

ابن ماجہ میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا، خبردار کسی کو لوگوں کی ہیبت حق بات کہنے سے روک نہ دے۔ اس حدیث کو بیان فرما کر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمانے لگے افسوس ہم نے ایسے موقعوں پر لوگوں کی ہیبت مان لی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے، کہ افضل جہاد کلمہ حق ظالم بادشاہ کے سامنے کہنا ہے۔ ابن ماجہ میں ہے۔ کہ جمرہ ثانیہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص آیا۔ اور آپ سے سوال کیا۔ آپ خاموش ہو رہے، جب جمرہ عقبی پر کنکری مار چکے، اور سواری پر سوار ہونے کے ارادے سے پاؤں میں رکاب رکھے، تو دریافت فرمایا۔ وہ پوچھنے والا کہاں ہے، اس نے کہا حضور میں حاضر ہوں، فرمایا کلمہ حق ظالم بادشاہ کے سامنے کہہ دینا۔

ابن ماجہ میں ہے۔ کہ تم میں سے کسی شخص کو اپنی بے عزتی نہ کرنی چاہیئے۔ لوگوں نے پوچھا حضور یہ کیسے فرمایا، خلاف شرع کوئی کام دیکھے، اور کچھ نہ کہے، قیامت کے دن ان سے بازپرس ہوگی، کہ فلاں موقعہ پر تو خاموش کیوں رہا، یہ جواب دے گا، کہ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں سب سے زیادہ حق دار تھا، کہ تو مجھ سے خوف کھائے ایک روایت میں ہے کہ جب اسے اللہ تلقین حجت کرے گا۔ تو یہ کہے گا، کہ تجھ سے تو میں نے امید رکھی، اور تو لوگوں سے خوف کھا گیا، مسند احمد میں ہے، کہ مسلمانوں کو اپنے تئیں ذلیل نہ کرنا چاہیئے، لوگوں نے پوچھا

یہ کیسے، فرمایا، ان بلاؤں کو سر پر لینا، جن کی برداشت کی طاقت نہ ہو،

ابن ماجہ میں ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب چھوڑی جائے فرمایا، اس وقت جب تم میں بھی وہی ظاہر ہو جائے جو تم سے اگلوں میں ظاہر ہوا تھا، ہم نے پوچھا، وہ کیا چیز ہے، فرمایا کمینے آدمیوں میں سلطنت کا چلے جانا، بڑے آدمیوں میں بدکاری آجانا، رذالوں میں علم کا آجانا، حضرت زید کہتے ہیں رذالوں میں علم آجانے سے مراد فاسقوں میں علم آجانا ہے (تفسیر ابن کثیر پ ۹ ع ۱۱)

اس مذکورہ بالا بیان کی تائید میں سورہ اعراف کی یہ آیت ہے۔

وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (اعراف ع ۲۰)

اور آپ ان لوگوں سے اس بستی والوں کا جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے، اس وقت کا حال پوچھئے، جب کہ وہ ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے، جب کہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان کی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں، اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں، ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے، اس سبب سے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے، اور جبکہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا، کہ تم ایسے لوگوں کو نصیحت کیوں کیے جاتے ہو، جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والا ہے، یا ان کو سخت سزا دینے والا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لیے اور اس لیے کہ شاید وہ ڈر جائیں تو جب وہ اس امر کے تارک ہی رہے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا، تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری بات سے منع کیا کرتے تھے، اور ان لوگوں کو جو کہ زیادتی کیا کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا، بوجہ اس کے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے، یعنی جب وہ جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا، اس میں حد سے نکل گئے، تو ہم نے ان کو کہہ دیا، کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔

چونکہ یہ لوگ بحیرہ قلزم کے کنارے پر آباد تھے، مچھلیوں کا کاروبار کرتے تھے، اور اسی کی خرید و فروخت میں لگے رہتے تھے، ہفتہ کے روز مچھلیوں کا شکار کرنا ان کے لیے حرام کر دیا گیا، لیکن جب وہ حیلہ بہانہ کر کے شکار کرنے لگے، تو غضب الٰہی کا دروازہ ان پر کھل گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں فرماتے، جیسا کہ ابن کثیر کے پہلے پارے میں

Marfat.com

ہے۔ کران پر جمعہ کی عزت وادب کو فرض کیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے جمعہ کے دن کو پسند نہ کیا اور ہفتہ کے دن کو رکھا۔ اس دن کی عزت کے طور پران پر شکار کھیلنا وغیرہ اس دن حرام کر دیا گیا، اور خدا کی آزمائش کی بنا پر ہفتے والے تمام دن مچھلیاں اوپر جایا کرتی تھیں۔ اور کودتی اچھلتی رہتی تھیں۔ اور دنوں میں نظر بھی نہیں آتی تھیں، ایک مدت تک تو یہ لوگ خاموش رہے۔ اور شکار کھیلنے سے رک گئے، ازاں بعد ان میں سے ایک شخص نے یہ حیلہ نکالا۔ کہ ہفتہ والے دن مچھلی کو پکڑ لیا۔ اور پھندے میں پھانس کر ڈوری کو کنارے پر کسی چیز سے باندھ لیا۔ اتوار کے دن جاکر کے نکال لیا۔ اور پکا کر کھائی، لوگوں نے خوشبو پاکر پوچھا۔ تو اس نے کہا میں نے تو آج اتوار کو شکار کیا ہے۔ آخر یہ راز کھلا تو اور لوگوں نے بھی اس حیلے کو پسند کیا۔ اور اس طرح پاس پاس گڑھے کھود لیے، ہفتہ والے دن جب مچھلیاں اس میں آجاتیں تو اسے بند کر دیتے۔ اور اتوار والے دن اسے پکڑلاتے۔ کچھ لوگ جو ان میں نیک دل اور سچے مسلمان تھے وہ انہیں رد کتے اور منع کرتے رہے۔ لیکن ان کا جواب یہی ہوتا تھا کہ ہم ہفتے کو شکار نہیں کھیلتے، ہم تو اتوار والے دن پکڑلاتے ہیں ان شکار کھیلنے والوں، اور ان منع کرنے والوں کے سوا ایک گروہ ان میں اور ہو گیا، جو مصلحت وقت برتنے والے اور دونوں فرقوں کو راضی رکھنے والے تھے، بلکہ روکنے والوں سے کہتے تھے کہ تم اس قوم کو کیوں وعظ ونصیحت کرتے ہو، جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرے گا، یا سخت عذاب کرے گا، اور تم اپنا فرض ادا کر چکے، انہیں منع کر چکے، جب نہیں مانتے تو انہیں چھوڑ دو، یہ جواب دیتے کہ ایک تو ہم خدا کے یہاں معذور ہو جائیں گے۔ اور دوسرے اس لیے بھی کہ شاید آج نہیں تو کل، اور کل نہیں تو پرسوں یہ مان جائیں گے اور عذاب خدا سے نجات پا جائیں گے،

بالآخر اس مسلم جماعت سے اس حیلہ جو فرقے کا بالکل بائیکاٹ کر دیا، اور ان سے بالکل الگ ہو گئے بستی کے درمیان ایک دیوار کھینچ لی، اور ایک دروازہ اپنے آنے جانے کا رکھا، اور ایک دروازہ حیلہ گر نافرمانوں کے لیے، اس پر بھی ایک مدت اسی طرح گذر گئی، ایک دن صبح مسلمان جاگے، دن چڑھ گیا، لیکن اب تک ان لوگوں نے اپنا دروازہ نہیں کھولا۔ اور نہ ان کی آوازیں آرہی تھیں، یہ لوگ متحیر تھے، کہ آج کیا معاملہ ہے، آخر جب زیادہ دیر لگ گئی، تو ان لوگوں نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا، تو وہاں عجب منظر نظر آیا، دیکھا کہ وہ تمام لوگ مع عورتوں بچوں کے بندر بن گئے ہیں، ان کے گھر جو تالوں کو بند تھے، اسی طرح بند ہیں، اور اندر وہ کل انسان بندر کی صورتوں میں ہیں، جن کی دمیں نکلی ہوئی ہیں بچے چھوٹے بندروں کی شکل میں، مرد بڑے بندروں کی صورت میں اور عورتیں بندریاں بنی ہوئی ہیں، اور ہر ایک پہچانا جاتا ہے، کہ یہ فلاں مرد ہے، اور یہ فلاں عورت ہے، اور فلاں بچہ ہے، نافرمانی کرنے والے، اور نافرمانی سے منع نہ کرنے والے، دونوں عذاب الٰہی میں گرفتار ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

Marfat.com

مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ يَعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُغَيِّرُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتُوْا (ابوداؤد)

جس بستی اور شہر میں کوئی گناہ کا کام کر رہا ہو، اور وہاں کے لوگ اس کو اس گناہ سے روکنے پر قادر ہوں، اور پھر بھی اس کو نہیں روکتے اور منع کرتے، تو مرنے سے پہلے سب خدائی عذاب میں گرفتار رہوں گے۔

نیکی کا حکم دینا، اور بری باتوں سے روکنا ضروری ہے۔ خواہ گھر کا آدمی ہو یا پاس پڑوس کا ہو۔ اگر خود نمازی ہے، اور گھر والوں یا پاس پڑوس کے لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم نہیں کرتا ہے، اور ان کو دیگر برائیوں سے نہیں روکتا ہے، تو قیامت کے دن یہ بے نمازی پڑوسی کا دامن پکڑ کر خدا کے سامنے پیش ہوگا، اور وہ کہے گا، خدایا اس نے میری خیانت کی ہے۔ اور میری حق تلفی کی ہے۔ یہ نمازی پڑوسی اپنی صفائی میں کہے گا، کہ خدایا نہ میں نے اس کی خیانت کی ہے، اور نہ حق تلفی کی ہے، وہ بے نمازی کہے گا، کہ خدایا یہ سچ تو کہتا ہے، لیکن اس نے مجھے گناہوں سے نہیں روکا ہے، اس لیے میری خیانت اور حق تلفی کی ہے، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کتاب الصلوٰۃ و مایلزم لہا کے ص ۲۲ میں فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ جَاءَ الْحَدِيْثُ قَالَ يَجِيْءُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقًا بِجَارِهٖ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ هٰذَا خَانَنِيْ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَعِزَّتِكَ مَا خُنْتُهٗ فِيْ اَهْلٍ وَلَا مَالٍ فَيَقُوْلُ صَدَقَ يَا رَبِّ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰنِيْ عَلٰى مَعْصِيَةٍ فَلَمْ يَنْهَنِيْ عَنْهَا۔

یعنی حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ قیامت کے روز ایک شخص اپنے پڑوسی کے دامن کو پکڑ کر خدا کے سامنے فریاد کرے گا کہ اے میرے پروردگار اس نے میری خیانت کی ہے، وہ کہیگا تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے اس کے اہل و مال میں کوئی خیانت نہیں کی ہے۔ وہ کہے گا یہ سچ تو کہتا ہے اس نے مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھا تھا، لیکن مجھے گناہ سے روکا نہیں تھا۔

مومن کی یہی شان ہے۔ کہ وہ نیکیوں کا مجسمہ ہوتا ہے۔ وہ خود بھی بھلائی کرتا ہے، اور لوگوں کو بھی بھلائی کا حکم دیتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومن کامل کی یہ نشانی بتائی ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (سورۃ التوبۃ)

مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد معاون اور دوست ہیں، بھلائیاں سکھاتے ہیں، اور برائیوں سے روکتے ہیں نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمانے گا، بے شک اللہ تعالیٰ عزت و غلبے والا، حکمت و درستہ کاری والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے
اور اسی سورہ توبہ کے آخر میں ان مومنین کاملین کی یہ توصیف بیان فرمائی ہے،

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۃ التوبۃ)

وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے، اور بری باتوں سے باز رکھنے والے، اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے، اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سنا دیجیے۔

یہ آیت پاک ان مومنین کی تعریف میں ہے، کہ اللہ نے جن کی جانیں اور جن کے مال ان کی ان صفات حمیدہ کے بدلے میں خرید لیے ہیں، وہ تمام گناہوں اور سارے فواحش سے باز رہتے ہیں، اور اپنے رب کی عبادت پر قائم ہیں، اپنے اقوال و افعال پر بڑی کڑی نظر رکھتے ہیں، اقوال میں خاص ترین چیز تو خدا کی حمد ہے اسی لیے فرمایا الحامِدُون اور افعال و اعمال کی رو سے افضل اعمال صیام ہیں، صیام کہتے ہیں کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کو، اسی طرح رکوع و سجود سے مراد نماز ہے، چنانچہ کہا گیا، الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ وہ عبادتیں کرکے صرف اپنا ہی فائدہ نہیں کرتے، بلکہ اللہ کے دوسرے بندوں کو بھی ہدایت کرکے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہو کر فایدہ پہنچاتے ہیں، اور بتاتے ہیں، کہ کون سا کام سزاوار ہے اور کون سے کاموں سے ترک واجب ہے، اور علماً اور عملاً دونوں طرح سے حلال و حرام کے بارے میں خدا کی حدود کی حفاظت میں نظر رہتی ہے، چنانچہ وہ بذات خود عبادت حق اور خیر خواہی خلق دونوں طرح کی عبادت کے عامل ہوتے ہیں، اسی لیے فرمایا پروردگار نے کہ مومنین کو خوشخبری دے دو، کیونکہ ایمان ان دونوں کے اجماع کا نام ہے، اور پوری طرح کی سعادت تو اسی کو حاصل ہے، جو ان دونوں باتوں سے متصف ہو (تفسیر ابن کثیر)

ان باتوں کی ذمہ داری ہر چھوٹے بڑے پر ہے، جو جس درجے و مرتبے کے لائق ہے، اسی لحاظ سے اسے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا

یعنی تم خبردار ہو، تم میں سے ہر شخص چرواہا ہے، اور ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری اور نگرانی کی بابت دریافت کیا جائے گا، جو لوگوں کے سردار اور حاکم ہیں، وہ لوگوں پر چرواہے ہیں، اور ان کے محافظ و نگہبان ہیں، اس سے ان کے متعلق [illegible] جائے گا، اور ہر شخص اپنے گھر والوں کا چرواہا ہے، اس سے

وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ ،

(بخاری شریف)

حساب لیا جائے گا، عورت بھی اپنے خاوند کے مال و اولاد کی نگہبان ہے، اس سے بھی حساب لیا جائے گا، اور غلام بھی اپنے آقا کے مال وغیرہ کا چرواہا اور محافظ ہے، اس سے بھی سوال کیا جائے گا لہٰذا تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے، اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری اور فرض کی ادائیگی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ جب کوئی کام شریعت کے خلاف دیکھے۔ تو اس سے اپنی ہمت کے مطابق روکے اور منع کرے، سب سے زیادہ شریف انسان وہ ہے، جو خود بھی بھلائی کرے، اور برائیوں سے باز رہے اور دوسرے لوگوں کو بھی اچھی باتوں کی تلقین کرتا رہے، اور ناشائستہ حرکات سے منع کرتا رہے، یہ بڑی ہمدردی کی بات ہے، کہ لوگوں کو بھلائیوں پر آمادہ کرے، اور برے کاموں سے بچانے کی کوشش کرے، یہی خدمت خلق کی بہترین صورت ہے، ایسے ہی لوگ دنیا و آخرت میں اپنے مقصد میں کامیاب ہونے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو تم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہو۔ قبل اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اور وہ تمہاری دعائیں قبول نہ کرے، اور قبل اس کے کہ تم معافی چاہو۔ تو وہ معاف نہ کرے امر بالمعروف ونہی عن المنکر رزق کو نہیں روکتا۔ اور موت کو قریب نہیں کرتا ہے، یہودیوں کے عالموں اور عیسائیوں کے درویشوں نے جب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دیا، تو اللہ نے ان سب پر نبیوں کی زبان پر لعنت کی اور سب بلاؤں میں مبتلا ہو گئے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے سے اللہ تعالیٰ عذاب کو ہٹا لیتا ہے، اور پریشانیوں سے نجات دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَاتَزَالُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تَنْفَعُ مَنْ قَالَھَا وَتَرُدُّ عَنْھُمُ الْعَذَابَ وَالنِّقْمَۃَ مَالَمْ یَسْتَخِفُّوْا بِحَقِّھَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِسْتِخْفَافُ بِحَقِّھَا قَالَ یَظْھَرُ الْعَمَلُ بِمَعَاصِی اللّٰہِ فَلَا یُنْکَرُ وَلَا یُغَیَّرُ

(الاصبہانی والترغیب)

مسلمانوں کو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ ہمیشہ نفع پہنچاتا رہے گا اور خدا کا عذاب اور غصہ اس کے ذریعہ سے ہٹتا رہے گا جب تک کہ وہ اس کے حق کی توہین نہیں کرے گا۔ لوگوں نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! اس کلمہ کی توہین کیا ہے آپ نے فرمایا، اس کی توہین یہ ہے، کہ لوگ گناہ کا کام کریں اور ان کو منع نہ کیا جائے، اور نہ مٹایا جائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَ

جو چھوٹوں پر رحم و شفقت نہ کرے، اور بڑوں کی عزت نہ کرے، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے، تو

Marfat.com

عَنِ الْمُنْكَرِ، (احمد، ترمذی) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت الی الحق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تشریف لائے تو جو تبع رسول ہونے کا مدعی ہے۔ اس کے ذمہ یہ بھی فریضہ ہے، اگر اس فریضہ کی ادائیگی میں غفلت اور مداہنت سے کام لے۔ تو وہ آپ کے طریقہ اور روش پر نہیں ہے، اس کا ایمان اور اسلام ناقص ہے، کیونکہ حق کا اظہار کرنا ایمان کی شرائط میں سے ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اسلام یہ ہے کہ اللہ کو ایک جانو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو، اور اپنے عیال کو سلام کرو، جس نے ان میں سے کسی ایک کام کو نہیں کیا، اس کے اسلام کا ایک حصہ ناقص ہے اور جس نے سب کو ترک کر دیا ہے، تو اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا (حاکم، ترغیب)

دوسری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام آٹھ حصوں کے مجموعہ کا نام ہے، اسلام ایک حصہ ہے، اور نماز ایک حصہ ہے، اور زکوٰۃ ایک جز ہے، اور روزہ ایک حصہ ہے، اور حج ایک حصہ ہے اور امر بالمعروف ایک حصہ، جہاد ایک حصہ ہے، جس نے ان حصوں کو حاصل نہیں کیا وہ بہت بدقسمت اور محروم ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا فتنہ میں مبتلا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً (الانفال) اس عذاب اور فتنہ سے ڈرتے اور بچتے رہو، جو تم میں سے خاص گنہگاروں پر ہی نہیں پڑتا۔

بلکہ دوسرے بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں، جیسے قحط، گرانی، طاعون، اور ظالم حاکموں کا مسلط ہونا، ہاں اگر ظالموں کو ظلم اور باغیوں کو سرکشی اور مفسدین کو فساد سے روکتے ہیں، تو سب بچتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون پر وحی بھیجی، کہ میں تیری قوم میں سے ایک لاکھ آدمیوں کو ہلاک کروں گا، چالیس ہزار نیک، اور ساٹھ ہزار برے۔ عرض کیا، کہ خدایا نیکوں کو کیوں ہلاک کرے گا، ارشاد ہوا، اس لیے کہ بروں سے دشمنی نہیں کی، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کیا، بلکہ ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہے (کیمیائے سعادت)

پہلے زمانے والوں پر ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب آیا، کسی پر رات کے وقت اور کسی پر دن کو سوتے وقت، اور کسی پر جاگتے ہوئے عذاب آیا، اسی طرح موجودہ زمانے میں ہنگاموں اور طوفانی سیلابوں کی صورت میں جو تباہی آرہی ہے، وہ بھی عذاب خداوندی کا ایک ادنیٰ حصہ ہے، اور یہ تباہی صرف اس ہے، کہ انسان کی آنکھ کھل جائے، اور دنیا والے اپنی سرکشی چھوڑ کر سب سے بڑی طاقت والے کے سا جھک جائیں، ورنہ ان تباہیوں سے اگر ہمیں عبرت حاصل نہ ہوئی، تو ہمیں ایک ایسے بڑے عذاب دیتا

کے لیے تیار رہنا چاہیے، جس سے پوری دنیا الٹ پلٹ ہو جائے گی، پوری انسانیت تباہی کے چکر میں پھنس جائے گی، قرآن مجید میں اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (حٰمٓ السجدۃ)

اور ہم ان کو چھوٹے عذاب چکھائیں گے ہوئے بڑے عذاب کے تاکہ وہ گناہوں سے باز آکر ہماری طرف رجوع کریں۔

اب بھی موقع ہے کہ اس بحرانی وقت میں صلاح ورشد، امن وتقویٰ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لیے تیار ہو جائیں، تاکہ آنے والے ظلم وتعدی اور الحاد ودہریت کے لشکر سے مقابلہ پر میدان میں آسکیں کتاب وسنت میں جہاد فی سبیل اللہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر زیادہ زور دیا گیا ہے، اور درحقیقت دونوں ایک ہی ہیں، صرف حرفوں اور لفظوں کا فرق ہے۔

جہاد۔ جہد سے مشتق ہے، جس کے معنی محنت، مشقت، کوشش، اور کسی کام کے لیے سخت تکلیف برداشت کرنے کے ہیں، امام راغب نے جہاد کی یہ تعریف کی ہے، کہ دشمن کے حملے کی مدافعت میں اپنی پوری کوشش کرنا، وہ دشمن ظاہری ہو یا باطنی (مفردات)

اس ظاہری اور باطنی دشمن کی مدافعت کرنی اور اس کو ظلم وضلالت سے روکنا، اور خیر وصلاح کی طرف بلانا جہاد ہے، خواہ وہ زبان وقلم سے ہو، خواہ ہاتھ وطاقت اور تلوار سے ہو۔ اور اسی کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کہتے ہیں اس معنی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کر دیا تھا، جو اپنے نبی کی سنت پر چلتے، اور ان کے حکم کی پیروی کرتے تھے۔ ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے نبیوں کی پیروی کو چھوڑ دیا، ان کا قول ان کے فعل کے اور ان کا فعل ان کے قول کے مخالف تھا جس کام کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اسی کو کرتے تھے، اور جس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ نہیں کرتے تھے، اور جو ان سے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے، اور جو زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے، پھر اس کے بعد ایمان کا شائبہ بھی نہیں (مسلم)

اسلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے آیا، اور نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ دونوں ایک ہی حکم کے دو نام ہیں پس وہ ہر کوشش جو حق کے لیے ہو، اور ہر وہ مال جو سچائی اور نیکی کی خاطر ہو، اور ہر وہ محنت اور مشقت جو صداقت کے نام پر ہو، ہر وہ تکلیف اور مشقت ومصیبت جو اپنے جسم وجان پر ہو، اور وہ راہ حق میں برداشت کی جائے ہر وہ قید خانہ کی زنجیر اور بیڑی جو اعلان حق کی وجہ سے پاؤں میں پڑے، ہر وہ پھانسی کا تختہ جس پر جمال حق وصداقت کا عشق لے جا کر کھڑا کر دے، غرضیکہ ہر قربانی جو بذریعہ جان ومال، اور زبان وقلم کی سچائی، اور حق کی راہ میں کیجائے

Marfat.com

جہاد فی سبیل اللہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے، حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَنْفُسِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ۔ (ابوداؤد)

باطل پرستوں کے مقابلہ میں اپنی جان، اپنے مال، اور اپنی زبان کے ذریعہ جہاد کرو۔

یعنی فرض جہاد کبھی حرب و قتال کی صورت میں، کبھی اعلان حق کے لیے مال لٹانے کی صورت میں کبھی زبان سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی شکل میں انجام پاتا ہے، عمل بھی نہایت ضروری ہے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ خود بھی مومن کامل اور متبع سنت متقی اور پرہیزگار ہو۔ اور اسلامی احکام کا پورے طور پر پابند ہو، اگر وہ نیکی کا حکم کرتا ہے، لیکن خود نیکی نہیں کرتا، اور برائی سے منع بھی کرتا ہے لیکن خود برائی سے باز نہیں آتا، تو وہ خدا کا نافرمان ہے، اور اس کے لیے بھی وعیدیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے۔

أَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (سورۃ البقرۃ)

کیا تم لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیتے ہو، اور اپنے آپ کو بھلائیوں سے بھلا بیٹھے ہو، اور تم قرآن مجید اور کلام الٰہی کو پڑھتے ہو، کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔

یعنی لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو، تو خود بھی اس کے عامل بن جاؤ، یہ بڑی شرم کی بات ہے، کہ دوسروں کو کہے، اور خود نہ کرے، اس آیت میں خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے ان کی مذمت کی گئی ہے، اچھی بات کہنا تو خود اچھا ہے ہی، بلکہ واجب اور فرض ہے، لیکن اس کے ساتھ اس پر عمل کرنا بھی چاہیے، جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا، کہ:۔

وَمَا أُرِيْدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيْدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ۔ (سورۃ ھود)

یعنی میں ایسا نہیں ہوں، کہ تمہیں روکوں اور خود کر دوں، میرا ارادہ تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح کا ہے، میری توفیق اللہ کی مدد سے ہے، میرا بھروسہ اللہ پر ہے، اور میری رغبت اور رجوع بھی اسی کی طرف ہے،

پس نیک کاموں کے کرنے کو کہنا بھی واجب اور خود کرنا بھی واجب، ایک کے نہ کرنے سے دوسرا بھی چھوڑ دیا جائے، یہ نہ چاہیے،

اگر دونوں کو چھوڑ دے، یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کرے، اور خود بھی عمل نہ کرے، تو دہرا گناہ ہوگا، اور اگر ایک کرے، ایک نہ کرے، تو اکہرا گناہ ہوگا (طبرانی)

طبرانی میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَثَلُ الَّذِيْ يُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ وَيَنْسٰى

جو عالم لوگوں کو بھلائی سکھائے اور خود عمل نہ کرے اس کی

Marfat.com

نَفْسَہٗ كَمَثَلِ السِّرَاجِ يُضِيْءُ لِلنَّاسِ وَ يُحْرِقُ نَفْسَہٗ ۔ مثال اس چراغ جیسی ہے۔ جو لوگوں کو روشنی دے رہا ہے، مگر اپنے آپ کو جلا رہا ہے۔

کسی ہندی شاعر نے اسی حدیث کی تائید میں کیا ہی خوب کہا ہے ؎

پنڈت بھئے مشالچی، باتیں کرے بنائے
اوروں کو بھیجے چاندنی آپ اندھیرے جائے

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنَ النَّارِ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ الْخُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ (بیہقی)

معراج والی رات میں نے دیکھا، کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ لوگ ہیں، تو جبرائیل امین نے بتایا، کہ یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ وعالم ہیں، جو لوگوں کو بھلائی سکھاتے تھے۔ مگر خود نہیں کرتے تھے، باوجود علم کے سمجھ نہیں رکھتے تھے۔

بخاری ومسلم میں ہے، کہ حضرت ابو وائل بیان کرتے ہیں، کہ ایک مرتبہ حضرت اسامہؓ سے کہا گیا کہ آپ حضرت عثمانؓ سے کچھ نہیں کہتے، آپ نے جواب دیا، کیا میں تمہیں سنا کر کہوں جب ہی کہنا ہو گا۔ میں تو انہیں پوشیدہ طور سے ہر وقت کہتا رہتا ہوں، لیکن میں کسی کام کو پھیلانا نہیں چاہتا، خدا کی قسم میں کسی شخص کو سب سے افضل نہیں کہوں گا، اس لیے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے، کہ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا، اس کی آنتیں نکل آئیں گی، اور وہ اس کے اردگرد چکر کھاتا رہے گا، اور جہنمی اس کے اردگرد جمع ہو کر پوچھیں گے کہ حضرت! آپ تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے تھے۔ یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ وہ کہے گا افسوس! میں تمہیں بتاتا تھا، لیکن خود نہیں کرتا تھا، میں تمہیں روکتا تھا، لیکن خود نہیں رکتا تھا (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا وآخرت کے عذابوں سے بچائے، اور نیک عملوں کی توفیق بخشے۔ آمین
أَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُہٗ ۔

Marfat.com

# خطبہ ۳۲، توبہ اور استغفار کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِتَحْمِيْدِهٖ يُسْتَفْتَحُ كُلُّ كِتَابٍ، وَبِذِكْرِهٖ يُصَدَّرُ كُلُّ خِطَابٍ، وَبِحَمْدِهٖ يَتَنَعَّمُ اَهْلُ النَّعِيْمِ فِيْ دَارِ الثَّوَابِ، وَبِاسْمِهٖ يَتَسَلَّى الْاَشْقِيَاءُ وَلَئِنْ اُرْخِيَ دُوْنَهُمُ الْحِجَابُ، وَضَرَبَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السُّعَدَاءِ بِسُوْرٍ لَهٗ بَابٌ، بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ، وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ تَوْبَةَ مَنْ يُّوْقِنُ اَنَّهٗ رَبُّ الْاَرْبَابِ، وَمُسَبِّبُ الْاَسْبَابِ، وَنَرْجُوْهُ رَجَاءَ مَنْ يَّعْلَمُ اَنَّهُ الْمَلِكُ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ التَّوَّابُ، وَنَمْزُجُ الْخَوْفَ بِرَجَائِنَا مَزْجَ مَنْ لَّا يَرْتَابُ، اَنَّهٗ مَعَ كَوْنِهٖ غَافِرَ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدُ الْعِقَابِ، وَنُصَلِّيْ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ صَلٰوةً تُنْقِذُنَا مِنْ هَوْلِ الْمُطَّلَعِ يَوْمَ الْعَرْضِ وَالْحِسَابِ، وَتُمَهِّدُ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ زُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ، اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورۃ التحریم ع ۲ پ ۲۸)

اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی، خالص توبہ کرو ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچادے، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ان ایمانداروں کو جوان کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کرے گا، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں نور عطا کر، اور ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے توبۂ و استغفار کی طرف بڑی توجہ دلائی ہے، اور توبہ کرنے والوں کے لیے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے، توبہ کے معنی گناہوں سے باز رہنے کے ہیں، اور اس کے اداب میں سے گناہوں سے شرمندہ ہونے اور آیندہ گناہ نہ کرنے پر پختہ ارادے کے ہیں، اگر بندوں کا حق لیا ہے تو اس کا ارادہ کرنا بھی ضروری ہے، حدیث شریف میں ہے۔

اَلتَّوْبَۃُ تَجْمَعُھَا سِتَّۃُ اَشْیَاءَ الخ توبہ میں چھ چیزیں ہونی چاہیے (۱) گناہوں پر شرمندگی (۲) اگر کوئی فرض چھوٹ گیا ہو، تو اس کا ادا کرنا (۳) مظلوم کا حق ادا کرنا (۴) جس سے جھگڑا ہوا ہو اس سے معافی چاہنا، (۵) اور آیندہ کے لیے پختہ ارادہ کرنا، کہ اب گناہ نہیں کروں گا (۶) اللہ کی عبادت میں بدن کو کھپانا جیسے گناہوں نے اسے موٹا کیا تھا، عبادت کی تلخی نفس کو چکھانا، جیسے گناہ کا مزہ چکھایا تھا (انوار اللغات)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ریاض الصالحین میں فرماتے ہیں، کہ ہر گناہ سے توبہ کرنا ضروری ہے، گناہ ایسا ہے، جس کا تعلق بندے اور اللہ کے درمیان ہے، تو اس کی تین شرطیں ہیں، ایک گناہ سے باز آنا، اور اس پر شرمندہ ہونا، اور آیندہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا، اور کوئی گناہ ایسا ہے، جس کا تعلق کسی انسان کے ساتھ ہے، تو ان تینوں کے ساتھ ساتھ چوتھی شرط یہ بھی ہے، کہ اس کے حق کو ادا کیا جائے، یا اس سے معافی چاہی جائے،

قرآن و حدیث میں توبہ کی بڑی تاکید اور فضیلت آئی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، کہ،

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور ع ۴)

اے ایمان والو! تم سب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنے گناہوں کی معافی چاہو، اور توبہ کرلو، تاکہ تم نجات پالو۔

اس آیت کریمہ میں سب مسلمانوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور مرتے دم تک اگر اسی حسن و عمل پر قائم و دائم رہے، تو ایسے تائبین کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے، اور فرمایا،

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاکِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (التوبہ ع ۴)

وہ ایسے ہیں، جو توبہ کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے، اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے، اور ایسے مومنین کو بشارت سنا دیجیے۔

اس آیت کریمہ میں توبہ کرنے والوں کے اوصاف حمیدہ کو بیان فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اوصاف کے پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اس لیے توبہ و استغفار سے غفلت مناسب نہیں ہے، اس حیات مستعار پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے، اور ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،

حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتَابِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا

اس کتاب کا نازل فرمانا اس اللہ کی طرف ہے، جو غالب اور دانا ہے، گناہ بخشنے والا، توبہ کا قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، انعام و قدرت والا، جس کے سوا کوئی سچا

Marfat.com

هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (المؤمن ۵۶) معبود نہیں، اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔

یعنی قرآن مجید اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہے، جو عزت وعلم والا ہے، جس کی ذات ہر بے ادبی سے پاک ہے، اور جس پر کوئی ذرہ بھی مخفی نہیں ہے، گو وہ کتنے ہی پردوں میں ہو، وہ گناہوں کی بخشش کرنے والا، اور جو اس کی طرف جھکے اس کی طرف مائل ہونے والا ہے، اور جو اس سے بے پرواہی کرے، اس کے سامنے سرکشی اور تکبر کرے، اور دنیا کو پسند کرکے آخرت سے بے رغبت ہو جائے، خدا کی فرمانبرداری کو چھوڑ دے، اسے وہ سخت ترین عذاب اور بدترین سزائیں دینے والا ہے، جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ (الحجر) میرے بندوں کو آگاہ کر دو کہ میں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا بھی ہوں، اور میرے عذاب بھی بڑے دردناک عذاب ہیں،

اور اس قسم کی آیتیں قرآن میں بہت ساری ہیں، جن میں رحم وکرم کے ساتھ عذاب وسزا کا بیان ہے تاکہ بندہ خوف اور امید کی حالت میں رہے وہ وسعت والا غنی ہے، وہ بہت بہتری والا ہے، بڑے احسانوں اور زبردست نعمتوں اور رحمتوں والا ہے، بندوں پر اس کے انعام واحسان اس قدر ہیں کہ انہیں کوئی شمار بھی نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ ان کا شکر ادا کرسکے، بلکہ حقیقت یہ ہے، کہ کسی ایک نعمت کا بھی پورا شکر کسی سے ادا نہیں ہوسکتا، اس جیسا کوئی نہیں، اس کی ایک صفت بھی کسی میں نہیں، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، نہ اس کے سوا کوئی کسی کی پرورش کرنے والا ہے، اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے، اس وقت وہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کے مطابق جزا وسزا دے گا، اور بہت جلد حساب سے فارغ ہو جائے گا،

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آکر ایک شخص مسئلہ پوچھتا ہے، کہ میں نے کسی کو قتل کر دیا ہے، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ تو آپ نے ان دو آیتوں کی تلاوت فرمائی، اور فرمایا، کہ نا امید مت ہو، نیک عمل کیے جاؤ (ابن ابی حاتم)

حضرت عمرؓ کے پاس ایک شامی کبھی کبھی آیا کرتا تھا، اور ذرا ایسا ہی آدمی، ایک مرتبہ لمبی مدت تک وہ آیا ہی نہیں، تو امیر المومنین نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا، انہوں نے کہا، کہ اس نے پینا بکثرت شروع کر رکھا ہے، حضرت عمرؓ نے اپنے کاتب کو بلا کر کہا، کہ لکھو، یہ خط ہے عمر بن خطاب کی طرف سے فلاں بن فلاں کی طرف، بعد از سلام علیک تمہارے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو گناہوں کو بخشنے والا، توبہ کو قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑے احسان والا ہے، جس کے سوا کوئی نہیں، اسی کی طرف لوٹنا ہے، یہ خط اس کی طرف بھجوا کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا، اپنے بھائی کے لیے دعا کرو، کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو متوجہ کر دے، اور اس کی توبہ قبول فرمائے، جب اس شخص کو حضرت عمرؓ کا خط ملا، تو اس نے اسے بار بار پڑھنا شروع کیا، اور یہ کہنا شروع

Marfat.com

کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی سزا سے ڈرایا بھی ہے، اور اپنی رحمت کی امید دلا کر گناہوں کی بخشش کا وعدہ بھی کیا ہے۔ کئی کئی مرتبہ اسے پڑھ کر رو دیے، اور پھر توبہ کی، اور سچی توبہ کی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق اعظم کو یہ پتہ چلا، تو آپ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا کہ اسی طرح کیا کرو، جب تم دیکھو کہ مسلمان بھائی لغزش کھا گیا ہے، تو اسے سیدھا کر دو۔

حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں، کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کے گرد و نواح میں تھا میں نے ایک باغ میں جا کر دو رکعت نماز شروع کی، اور اس میں سورہ مومن کی تلاوت کرنے لگا، میں ابھی وَالَيْهِ الْمَصِيْرُ تک پہنچا ہی تھا، تو ایک شخص نے جو میرے پیچھے ہی سفید خچر پر سوار تھا جس پر یمنی چادریں تھیں مجھ سے کہا جب غَافِرِ الذَّنْبِ پڑھو، تو کہو یا غَافِرَ الذَّنْبِ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، اور جب قَابِلِ التَّوْبِ پڑھو، تو کہو یا قَابِلَ التَّوْبِ اقْبَلْ تَوْبَتِيْ اور جب شَدِيْدِ الْعِقَابِ پڑھو، تو کہو یا شَدِيْدَ الْعِقَابِ لَا تُعَاقِبْنِيْ۔ حضرت مصعب کہتے ہیں، کہ میں نے گوشہ چشم سے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ نماز سے فارغ ہو کر میں دروازے پر پہنچا، وہاں جو لوگ بیٹھے تھے، ان سے میں نے پوچھا، کہ کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گذرا ہے۔ جس پر یمنی چادریں تھیں، انہوں نے کہا کہ نہیں، ہم نے تو کسی کو آتے ہوئے نہیں دیکھا، اب لوگ خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت الیاس تھے، یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے، اور اس میں حضرت الیاسؑ کا ذکر نہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ابن کثیر)

## توبہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ معافی چاہنے والے اور توبہ کرنے والے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے۔ جس کی کوئی انتہا نہیں، اس خوشی کی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ کوئی مسافر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چٹیل میدان سے گذرا، اور آرام کرنے کے لیے کسی درخت کے نیچے اتر پڑا اور اپنی اونٹنی باندھ دی (جس پر کھانے پینے وغیرہ کا سب سامان تھا) وہ سو گیا۔ جب جاگتا ہے تو دیکھتا ہے، کہ اونٹنی کھل گئی اور لاپتہ ہو گئی، وہ اونٹنی کی تلاش میں نکلا، لیکن تلاش کرتے کرتے تھک گیا، اور اونٹنی کا پتہ نہیں چلا، بھوک اور پیاس سے مرنے کے قریب ہو گیا۔ تب وہ ہر طرح سے عاجز اور مایوس ہو کر ایک درخت کے تلے پڑ گیا، اور اس نے سمجھ لیا، کہ اب میں اس چٹیل میدان میں مر جاؤں گا۔ اسی پریشانی کی حالت میں مایوس سو گیا، جب سو کر جاگتا ہے، تو دیکھتا ہے، کہ اونٹنی مع ساز و سامان کے اس کے پاس کھڑی ہے، یہ فوراً اٹھ بیٹھتا ہے، اور اس کی نکیل پکڑ لیتا ہے، اور اس قدر خوش ہوتا ہے، کہ خوشی کی حالت میں بے ساختہ اس کی زبان نکل جاتا ہے، کہ اے اللہ! بے شک تو میرا غلام ہے، اور میں تیرا پروردگار ہوں، خوشی کے مارے ایسا بے ہوش ہوتا ہے، کہ اس کی زبان سے ایسا کلمہ نکل جاتا ہے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ توبہ کرنے والے سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے (بخاری و مسلم)

Marfat.com

لہٰذا جو خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ اسے کثرت سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے وہی توبہ قبول کرتا ہے جیسا کہ فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَعْفُوْ عَنِ السَّيِّئٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور گناہوں سے درگذر فرماتا ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو وہ سب جانتا ہے۔

گناہ سے دل سیاہ ہوتا ہے، اس کی صفائی توبہ سے ہوتی ہے، اس لیے بار بار توبہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِيْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ مِنْهَا وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰى يُغْلَفَ بِهَا قَلْبُهٗ فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (ترمذی)

مومن بندہ جب گناہ کرتا ہے، تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ ہو جاتا ہے، اگر توبہ کر لیتا ہے، تو اس کی صفائی ہو جاتی ہے، اور اگر گناہ زیادہ کرتا ہے، تو وہ سیاہی پھیلتی ہے، یہاں تک کہ وہ سیاہی سارے دل کو گھیر لیتی ہے، اسی کا بیان آیت کریمہ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ میں ہے، یعنی ان کے عملوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے۔

اس زنگ کی صفائی توبہ اور اعمال صالح سے ہوتی ہے، بعض نبیوں سے کچھ لغزشیں ہو گئی تھیں، ان کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ نے درگذر فرما دیا حدیث میں آیا ہے، کہ:

كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (ترمذی، ابن ماجۃ)

ہر شخص قصوروار ہے، اور بہترین قصوروار وہ ہے، جو اپنے قصور کی معافی مانگ لے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند فرماتا ہے، فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے اور طہارت رکھنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود معصوم ہونے کے کثرت سے توبہ و استغفار کرتے تھے، خود فرماتے ہیں:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ (مسلم)

ایمان والو! اللہ سے توبہ کرو، اور اس سے معافی چاہو، کیونکہ میں دن بھر میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ المائدہ ۵:۶)

جس نے نافرمانی کے بعد توبہ کر لی، اور اپنے عملوں کی اصلاح کر لی، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوگا، وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے، گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ، گناہوں سے توبہ کرنیوالا مثل اس شخص کے ہے جس نے گناہ کیا ہی نہیں

توبہ کے معنی خصوصی رحمت سے توجہ کرنے کے بھی ہیں، ذیل کی آیت میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے ،

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۃ التوبۃ)

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی، اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی، جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا، بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں تزلزل ہو چلا تھا، پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق، مہربان ہے، اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی، اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگئے، اور انہوں نے سمجھ لیا، کہ خدا سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے، پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آیندہ رجوع کرتے رہا کریں، بیشک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بہت رحم والے ہیں۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو

ان آیتوں میں کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں کا ذکر ہے، جو سستی کی وجہ سے جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ خدا کے حکم سے پچاس دن تک ان لوگوں سے بائیکاٹ کیا گیا، یہ لوگ برابر توبہ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما کر درگذر فرمایا۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا، کہ اگر کسی سے گناہ کا صدور ہو جائے، اور سچی توبہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتا ہے۔ اس سلسلے میں حدیث کا یہ واقعہ یاد کرلو، کہ تھوڑی دیر کے بعد توبہ سے زندگی بھر کا گناہ معاف ہو گیا، اور ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو گیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی بار یہ سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں، کہ بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا، جو ہمیشہ رات دن برائی میں پھنسا رہتا تھا۔ کوئی سیاہ کاری ایسی نہ تھی، جو اس سے چھوٹی ہو، نفس کی کوئی خواہش ایسی نہ تھی، جو اس نے پوری نہ کی ہو، ایک مرتبہ اس نے ایک عورت کو ساٹھ دینار دے کر زناکاری کے لیے آمادہ کیا، جب وہ تنہائی میں اپنے برے کام کے ارادے پر مستعد ہوتا ہے، تو وہ نیک بخت بید لرزاں کی طرح تھرانے لگتی ہے، اس کی آنکھوں سے

Marfat.com

آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں چہرے کا رنگ فق پڑ جاتا ہے، اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، کلیجہ بانسوں اچھلنے لگتا ہے۔ کفل حیران ہو کر پوچھتا ہے، کہ اس ڈر، خوف، دہشت اور وحشت کی کیا وجہ ہے؟

پاک باطن، شریف النفس باعصمت لڑکی اپنی لڑکھڑی زبان سے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیتی ہے، مجھے خدا کے عذابوں کا خیال ہے، اس زبوں کام کو ہمارے پیدا کرنے والے خدا نے حرام کر دیا ہے، یہ فعل بد ہمیں ہمارے مالک ذوالجلال کے سامنے ذلیل اور رسوا کرے گا، منعم حقیقی، محسن قدیمی کی یہ نمک حرامی ہے، واللہ میں نے کبھی بھی خدا کی نافرمانی پر جرأت نہیں کی، ہائے حاجت اور فقر و فاقہ نے، کم صبری اور بے استقلالی نے یہ روز بد دکھایا، کہ جس کی لونڈی ہوں اسی کے سامنے، اس کے دیکھتے ہوئے اس کی نافرمانی کرنے پر آمادہ ہو کر اپنی عصمت بیچنے اور اچھوت دامن پر دھبہ لگانے پر تیار ہو گئی۔ لیکن اے کفل! بخدا کہ لایزال خوف خداوندی مجھے گھلائے جا رہا ہے، اس کے عذابوں کا کھٹکا کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے، ہائے آج کا دو گھڑی کا لطف صدیوں خون تھکوائے گا، اور عذاب الٰہی کا لقمہ بنوائے گا، اے کفل! خدا کے لیے اس بدکاری سے باز آ، اور اپنی اور میری جان پر رحم کر، آخر خدا کو منہ دکھانا ہے،

اس نیک نہاد اور پاک باطن اور عصمت مآب خاتون کی پر اثر اور بے لوث، مخلصانہ سچی تقریر، اور خیر صوابی نے کفل پر اپنا گہرا اثر ڈالا۔ اور چونکہ جو بات دل کی ہوتی ہے، دل ہی میں اپنا گھر کرتی ہے، ندامت اور شرمندگی چو طرف سے گھیر لیتی ہے، اور عذاب الٰہی کی خوفناک شکلیں ایک دم آنکھوں کے سامنے آکر ہر طرف سے حتی کہ در و دیوار سے دکھائی دینے لگتی ہے، جسم بے جان ہو جاتا ہے، قدم بھاری ہو جاتے ہیں دل تھرا جاتے ہیں، سو ایسا ہی کفل کو معلوم ہوا، وہ اپنے انجام پر غور کر کے اپنی سیاہ کاریاں یاد کر کے رو دیا، اور کہنے لگا، اے پاک باز عورت! تو محض ایک گناہ وہ بھی ناکردہ پر اس قدر کبریائے ذوالجلال سے لرزاں و ترساں ہے۔ ہائے میری تو ساری عمر اپنی بدکاریوں اور سیہ اعمالیوں میں بسر ہو گئی، میں نے اپنے منہ کی طرح اپنے نامہ اعمال کو بھی سیاہ کر لیا، خوف خدا کبھی پاس بھی نہ پھٹکنے دیا، عذاب الٰہی کی کبھی بھولے سے بھی پرواہ نہ کی، ہائے میرا مالک مجھ سے غصے ہوگا، اس کے عذاب کے فرشتے میری تاک میں ہوں گے، جہنم کی غیظ و غضب و قہر آلود نگاہیں میری طرف ہوں گی، میری قبر کے سانپ، بچھو میرے انتظار میں ہوں گے مجھے تو تیری نسبت زیادہ ڈرنا چاہیے، نہ جانے میدان محشر میں میرا کیا حال ہوگا، اے بزرگ عورت گواہ رہ میں آج سے تیرے سامنے سچے دل سے توبہ کرتا ہوں، کہ آیندہ رب کی ناراضگی کا کوئی کام نہ کروں گا، خدا کی نافرمانیوں کے پاس نہ پھٹکوں گا، میں نے وہ رقم تمہیں اللہ کے واسطے دی، اور میں اپنے ناپاک ارادے سے ہمیشہ کے لیے باز آیا، پھر بعد گریہ زاری کے جناب باری تعالیٰ میں توبہ و استغفار کرتا ہے، اور رو رو کر اپنے اعمال کی سیاہی

Marfat.com

دھوتا ہے، دامن امید پھیلا کر دست دعا دراز کرتا ہے، کہ یا الٰہا میری سرکشی سے درگذر فرمایا، مجھے اپنے دامن عفو میں چھپالے، میرے گناہوں سے چشم پوشی کر، مجھے اپنے عذابوں سے آزاد کر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسی رات کفل کا انتقال ہوگیا، صبح کو لوگ دیکھتے ہیں کہ اس کے دروازے پر قدرتاً لکھا ہوا ہے اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ الْکِفْلَ، یعنی اللہ تعالیٰ نے کفل کے گناہ معاف کر دیے، لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں (ترمذی)

انسان کی نیک بختی اسی میں ہے، کہ وہ اپنے قصور کا اقرار کر کے معافی چاہتا رہے، اور ہمیشہ خدا سے ڈرتا رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ یُّطِوْلَ اللّٰہُ عُمُرَہٗ وَیَرْزُقَہُ الْاِنَابَةَ (الحاکم)

انسان کی نیک بختی سے یہ ہے، کہ اس کی لمبی عمر ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ کو انابت (الی اللہ) اور اخلاص عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (حقیقت یہ ہے، کہ انابت کا بڑا اونچا مقام ہے)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ٥ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ٥ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ٥ (سورۃ الزمر)

میری جانب سے کہدو، کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے، تم سب اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو، اور اس کی حکم برداری کے لیے چلے جاؤ، اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے، اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے، اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی، جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار سے نازل کی گئی ہے، اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب نہ آجائے، اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں تمام نافرمان لوگوں کو گو وہ مشرک و کافر بھی ہوں، توبہ کی دعوت دی گئی ہے، اور بتلایا گیا ہے، کہ خدا کی ذات غفور رحیم ہے، وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے، ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے، توبہ سے اگلے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے، گو وہ کیسے ہی ہوں، کتنے ہی کیوں نہ ہوں،

مسند احمد کی حدیث میں ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، مجھے ساری دنیا، اور اس کی ہر چیز کے ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوتی، جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے، ایک شخص نے سوال کیا، جس نے شرک کیا ہو؟ آپ نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد فرمایا، خبردار ہو جس نے شرک بھی کیا ہو تین مرتبہ یہی فرمایا

مسند احمد کی ایک اور حدیث میں ہے، کہ ایک بوڑھا، کبڑا شخص لکڑی سے ٹیک لگاتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ میرے چھوٹے موٹے گناہ بہت سارے ہیں، کیا مجھے بھی بخشا جائے گا۔ آپ نے فرمایا، کیا تو خدا کی توحید کی گواہی نہیں دیتا، اس نے کہا ہاں، اور آپ کی رسالت کی بھی گواہی دیتا ہوں، آپ نے فرمایا تیرے چھوٹے موٹے گناہ سب معاف ہیں۔

ابو داؤد و ترمذی وغیرہ میں ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ اس آیت کی تلاوت اس طرح فرما رہے تھے۔ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ اور اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا وَّلَا یُبَالِیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط

پس ان کل حدیثوں سے ثابت ہو رہا ہے، کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، بندے کو رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، گو گناہ کتنے ہی بڑے، اور کتنے ہی کثرت سے کیوں نہ ہوں، توبہ اور رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے، اور وہ بہت ہی وسیع ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (اور فرمایا) وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

کیا لوگ نہیں جانتے کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے، پھر اللہ سے استغفار کرے، وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا پائے گا۔

منافقوں کی سزا جہنم کے سب کے نیچے کے طبقے میں ہے، اسے بیان فرما کر فرمایا، اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا یعنی اس سے وہ مستثنیٰ ہیں، جو توبہ کر لیں، اور اصلاح کر لیں، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ خدا کے کرم و جود کو دیکھو، کہ اپنے دوستوں کے قاتلوں کو بھی توبہ اور مغفرت کی طرف بلا رہا ہے اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں، صحیحین کی حدیث میں اس شخص کا واقعہ بھی مذکور ہے، جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا، پھر بنی اسرائیل کے ایک عابد سے پوچھا، عابد نے جواب دیا، کہ اب تیری توبہ قبول نہیں ہو سکتی، اس نے اس عابد کو بھی قتل کر دیا، پھر ایک دوسرے عابد سے اپنی توبہ کے بارے میں پوچھا، اس نے بتایا کہ تجھ میں اور توبہ میں کوئی روک نہیں، اور حکم دیا کہ موحدوں کی بستی میں کیا جائے چنانچہ یہ اس گاؤں کی طرف چلا، لیکن راستے ہی میں موت آگئی، رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں آپس میں اختلاف ہوا، اللہ عزوجل نے زمین کے ناپنے کا حکم دیا، تو ایک بالشت بھر نیک لوگوں کی بستی جس طرف وہ ہجرت کر کے جا رہا تھا قریب نکلی، اور یہ ان ہی کے ساتھ ملا دیا گیا، اور رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے گئے یہ بھی مذکور ہے کہ وہ موت کے وقت سینے کے بل گھسٹتا ہوا چلا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی

Marfat.com

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ اللہ عز وجل نے تمام بندوں کو اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے۔ انہیں بھی جو حضرت مسیحؑ کو خدا کہتے تھے انہیں بھی جو آپ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ اور انہیں بھی جو حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا بتلاتے تھے۔ انہیں بھی جو خدا کو فقیر بتاتے تھے۔ انہیں بھی جو خدا کے ہاتھوں کو بند بتاتے تھے۔ انہیں بھی جو اللہ تعالیٰ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے فرماتا ہے کہ وہ کیوں خدا کی طرف نہیں جھکتے۔ اور کیوں اس سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں چاہتے اللہ تعالیٰ تو بڑی بخشش والا اور بہت ہی رحم و کرم والا ہے۔ پھر توبہ کی دعوت اللہ تعالیٰ نے اسے دی، جس کا قول ان سب سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ جس نے یہ دعوےٰ کیا تھا۔ کہ میں تمہارا بلند و بالا رب ہوں۔ جو کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا۔ کہ تمہارا کوئی معبود میرے سوا ہو

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بعد بھی جو شخص اللہ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کرے وہ اللہ عز وجل کی کتاب کا انکاری ہے۔ لیکن اسے سمجھ لو۔ کہ جب تک اللہ کسی بندے پر مہربانی سے رجوع نہ فرمائے۔ اسے توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کتاب اللہ قرآن کریم میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت آیۃ الکرسی ہے اور خیر و شر کی سب سے جامع آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ہے اور قرآن میں سب سے زیادہ خوشی کی سورہ زمر کی قُلْ یَا عِبَادِیَ الخ اس سے زیادہ ڈھارس دینے والی آیت مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرتے رہنے والوں کی مخلصی خود خدا کر دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے، جہاں کا اسے خیال و گمان بھی نہ ہو۔ حضرت مسروق نے یہ سنکر فرمایا کہ بے شک آپ سچے ہیں، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جا رہے تھے۔ کہ آپ نے ایک واعظ کو دیکھا جو لوگوں کو نصیحت کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیوں تو لوگوں کو مایوس کر رہا ہے، پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

## ان حدیثوں کا بیان جن میں ناامیدی اور مایوسی کی ممانعت فرمائی گئی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم خطائیں کرتے کرتے زمین و آسمان پر کر دو، پھر اللہ سے استغفار کرو، تو یقیناً وہ تم کو بخش دے گا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم خطا کرو ہی نہیں، تو اللہ عز وجل تمہیں فنا کر کے ان لوگوں کو لائے، جو خطا کر کے استغفار کریں، اور پھر خدا انہیں بخشے (مسند امام احمد) آپ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالےٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے، جو کامل یقین رکھنے والا، اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمیرؓ فرماتے ہیں، کہ ابلیس ملعون نے کہا، اے میرے رب تو نے مجھے آدمؑ کی وجہ سے جنت سے نکالا ہے۔ اور میں اس پر بغیر اس کے کہ تو مجھے اس پر غلبہ دے غالب نہیں آسکتا جناب باری تعالیٰ نے فرمایا، جا تو ان پر مسلط ہے، اس نے کہا خدایا کچھ اور بھی مجھے زیادتی عطا فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ جا بنی آدم میں جتنی اولاد پیدا ہوگی، اتنی ہی تیرے یہاں بھی ہوگی، اس نے پھر التجا کی، کہ باری تعالیٰ کچھ اور بھی مجھے زیادہ دے، پروردگار نے فرمایا، کہ بنی آدم کے سینے تیرے مسکن بناؤں گا، اور تم ان کے جسم میں خون کی جگہ پھرو گے، اس نے کہا کہ کچھ اور بھی زیادتی عطا فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا تو ان پر سوار اور پیادے دوڑا۔ اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر، اور انہیں امنگیں دلا گو یقیناً تیرا امنگیں دلانا، اور وعدہ کرنا سراسر دھوکے کی ٹٹی ہے۔

اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی، کہ اے میرے پروردگار تو اسے مجھ پر مسلط کر دیا، اب میں اس سے تیرے بچائے بغیر بچ نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا سنو! تمہارے یہاں جو اولاد ہوگی اس کے ساتھ میں ایک محافظ مقرر کر دوں گا، جو شیطانی پنجے سے محفوظ رکھے، حضرت آدم نے اور زیادتی طلب کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ ایک نیکی کو دس گنا کر کے دوں گا، بلکہ دس سے بھی زیادہ، اور برائی اسی کے برابر رہے گی یا معاف کر دوں گا، آپ نے پھر بھی اپنی دعا جاری رکھی، رب العزت نے فرمایا کہ توبہ کا دروازہ تمہارے لیے اس وقت تک کھلا ہے جب تک روح جسم میں ہے، حضرت آدمؑ نے دعا کی خدایا مجھے کچھ اور زیادہ دے، اللہ تعالیٰ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی، کہ میرے گنہگار بندوں سے کہہ دو کہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں (ابن ابی حاتم)

## توبہ کرنے میں جلدی کرنا چاہیے

بے عملی کی وجہ سے مرنے کے بعد جو انجام ہوگا وہ بڑا خطرناک ہے، اس لیے مرنے سے پہلے ہی اعمال صالحہ کا خیال رکھنا چاہیے، اور توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیے، توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اور یہ بڑا قیمتی دروازہ ہے مشرکین مکہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی تھی، کہ آپ اللہ سے دعا کریں، کہ وہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنادے، تو ہم لوگ ایمان لے آئیں گے، آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، اور یہ فرمایا:۔

إِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ لَكَ إِنْ شِئْتَ أَصْبَحَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا فَمَنْ كَفَرَ مِنْهُمْ عَذَّبْتُهُ عَذَابًا لَا

اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے، اور یہ فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو صفا پہاڑ کو سونا بنا دوں (اور وہ سونا ہو جائے گا)، لیکن اگر اس کے بعد بھی کوئی ایمان نہ لائے، اور کفر کرے، تو

Marfat.com

أُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ، وَاِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ لَهُمْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ قَالَ بَلْ بَابُ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ، (طبرانی)

ہم اس کو ایسی سزا دیں گے کہ اس کے علاوہ ایسا عذاب کسی کو نہیں دیں گے، اور اگر آپ چاہیں، تو ہم ان کے لیے توبہ اور رحمت کے دروازے کھول دیں، تو آپ نے فرمایا خدایا توبہ اور رحمت کے دروازے کھول دے۔

کیونکہ سونا ایک دنیاوی چیز ہے۔ جو فانی ہے، اور فتنہ کی جڑ ہے، اور رحمت توبہ ایک دائمی چیز ہے جس سے ہمیشہ کا عیش وآرام ملے گا، اس لیے آپ نے باقی کو فانی پر ترجیح دی ہے، توبہ تو بہ مرتے دم تک قبول کی جا سکتی ہے، لیکن نزع اور سکرات موت کے وقت اگر کوئی توبہ کرے، تو قابل قبول نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ، (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے، جب تک نزع کی حالت پیدا نہیں ہوتی۔

قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (سورۃ النساء)

اللہ تعالیٰ صرف ان ہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، جو بوجہ نادانی کے کوئی برائی کر گذریں، پھر جلد اس سے باز آ جائیں اور توبہ کریں، تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑا علم والا، حکمت والا ہے۔ ان کی توبہ کی قبولیت کا وعدہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے، تو کہہ دے۔ کہ میں نے اب توبہ کی، کہ ان ہی کی توبہ ہے، جو کفر ہی پر مر جائیں یہی لوگ ہیں، جن کے لیے ہم نے الم ناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔

مطلب یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ ناواقفیت کی وجہ سے کوئی برا کام کر بیٹھیں، تو پھر توبہ کریں، گو یہ توبہ فرشتۂ موت کے دیکھ لینے کے بعد غرغرہ سے پہلے ہی کیوں نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَغْفِرُ لِعَبْدِهٖ مَا لَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مغفرت فرما دیتا ہے، جب تک کہ پردہ نہ پڑ جائے، تو لوگوں نے پوچھا پردہ کیا ہے، تو آپ نے

Marfat.com

الحِجَابُ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَهِيَ مُشْرِكَۃٌ (احمد)

فرمایا شرک کی حالت میں مرجانا (یعنی شرک وکفر کی حالت میں جو مرجائے اس کی مغفرت نہیں ہوتی، اور نہ اس کی توبہ قبول ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی میں فرماتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا عِبَادِي اِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِي اَهْدِكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِي اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِي اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِي اَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِي اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّي فَتَضُرُّوْنِي وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِي فَتَنْفَعُوْنِي يَا عِبَادِي لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِي صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِي فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْئَلَتَهٗ مَا

اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کر لیا، اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کیا ہے۔ لہذا تم آپس میں ظلم وزیادتی نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو، مگر جس کو میں ہدایت دوں۔ لہذا تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو، مگر جس کو میں کھانا کھلاؤں، لہذا تم مجھ سے کھانا مانگو، میں تم کو کھانا کھلاؤں گا (یعنی تم سب کے سب محتاج ہو، مگر جس کو میں غنی کر دوں، تو تم مجھ سے فراخی اور کشادگی طلب کرو، اور اے میرے بندو! تم سب کے سب برہنہ ہو، مگر میں جس کو کپڑا پہناؤں، لہذا تم مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہنا دوں گا، اے میرے بندو! تم سب کے سب رات دن گناہ کرتے رہتے ہو، اور میں سب گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں، لہذا تم مجھ سے معافی چاہو، میں معاف کر دوں گا، اے میرے بندو! اگر تم سب کے سب مجھے نقصان پہنچانا چاہو، تو تم ہرگز مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے ہو، اور اگر تم مجھے نفع پہنچانا چاہو، تو مجھے نفع بھی نہیں پہنچا سکتے۔ یعنی اگر گناہ کر کے مجھے نقصان پہنچانا چاہو، تو نقصان نہیں پہنچا سکتے، اور اگر نیکی کر کے فائدہ پہنچانا چاہو، تو مجھے فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتے، یعنی تمہارے گناہ سے نہ میرا نقصان ہے، اور نہ تمہاری نیکی سے مجھ کو فائدہ ہے، بلکہ تمہارا ہی فائدہ اور نقصان ہے اگر گناہ کرو گے تو تمہارا نقصان ہے، اور اگر نیکی کرو گے تو تمہارا ہی فائدہ ہے، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور

Marfat.com

نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ
الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِیْ هِیَ
اِنَّمَا اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا عَلَيْكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ
اِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ
وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ ،

(رواہ مسلم)

اور پچھلے، اور تمہارے انسان اور جنات سب مل کر ایک سب سے بڑے پرہیزگار آدمی کی طرح ہو جائیں، تو تمہاری پرہیزگاری میرے ملک میں کچھ بھی زیادتی نہیں کر سکتی، یعنی اگر تم سب کے سب متقی پرہیزگار ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کی طرح ہو جاؤ تو اس سے ہمارے ملک میں کوئی چیز زیادہ نہیں ہوگی جیسے میں پہلے کامل اور اکمل اور مالک الملک تھا۔ تمہارے نیک ہو جانے کے بعد بھی ویسا ہی رہوں گا اور اگر تمہارے اگلے، پچھلے اور تمہارے انسان اور جن سب کے سب بدترین انسان کے دل کی طرح ہو جائیں، تو تم سب کی برائی میرے ملک میں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی یعنی اگر تم سب کے سب فاسق و فاجر ہو کر شیطان کی طرح ہو جاؤ، تو تمہارا گناہ میرے اس میں کچھ کمی نہیں کر سکتا، جیسے میں پہلے کامل اور اکمل اور شہنشاہ تھا، اب بھی ویسے ہی رہوں گا، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور جنات سب کے سب ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں۔ اور میں ہر ایک انسان کو اس کے مانگنے کے مطابق دے دوں، تو میرا یہ دینا میرے پاس کی چیز میں اتنا بھی کم نہیں کر سکتا، جتنا کہ ایک سوئی کو دریا میں ڈبو کر پھر اس کو نکال لیا جائے، یعنی جس طرح سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکال لیا جائے، تو سمندر کے پانی میں سے کچھ کم نہیں ہوگا، اسی طرح سے اگر سب کا سوال پورا کر دوں، تو میرے خزانے میں کچھ بھی کمی نہیں ہوگی، اے میرے بندو! میں تمہارے عملوں کی نگرانی کرتا ہوں، اور ان کی دیکھ بھال کرتا، اور لکھتا رہتا ہوں، تاکہ ان اعمال کا پورا پورا بدلہ دوں، تو جو بھلائی پائے، اسے خدا کی تعریف کرنی چاہیے، اور جو بھلائی کے علاوہ کچھ اور پالے، تو وہ اپنے نفس کو ملامت کرے۔ اور اپنے نفس کو برا بھلا کہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائے، اور ہمیں نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اٰمِيْنَ،

---

Marfat.com

# خطبہ ۳۳، تقویٰ کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَمَّا بَعْدُ۔ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الٓمّٓ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۰ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۰ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (سورۃ البقرۃ)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، کہ اس کتاب کے خدائی کتاب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے پرہیزگاروں کو راستہ بتانے والی ہے جو لوگ چھپی ہوئی باتوں پر یقین رکھتے ہیں، اور نماز قائم رکھتے ہیں، اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کرتے ہیں، اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جو آپ پر اتاری گئی ہے، اور ان کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جو آپ سے پہلے اتاری گئی ہیں، اور آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں، اور یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں، اور یہی فلاح و نجات پانے والے ہیں"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے متقیوں اور پرہیزگاروں کی بڑی تعریف فرمائی ہے کہ یہی لوگ نجات اور فلاح پانے والے ہیں، تقویٰ کے معنی بچنے کے ہیں، اور متقی کے معنی گناہوں سے بچنے والے کے ہیں یعنی یہ چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کا نام تقویٰ ہے، شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

خَلِّ الذُّنُوْبَ صَغِیْرَھَا ۔۔۔ وَکَبِیْرَھَا ذَاکَ التُّقٰی

وَاصْنَعْ کَمَاشٍ فَوْقَ اَرْ ۔۔۔ ضِ الشَّوْکِ یَحْذَرُ مَا یَرٰی

لَا تَحْقِرَنَّ صَغِیْرَۃً ۔۔۔ اِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰی

Marfat.com

یعنی ہر چھوٹے اور بڑے گناہ کو چھوڑ دو، یہی تقویٰ ہے، ایسے رہو جیسے کانٹوں والی راہ پر چلنے والا انسان کانٹوں سے ڈرتا ہے، چھوٹے گناہ کو بھی ہلکا نہ جانو، دیکھو! پہاڑ کنکریوں ہی سے بن جاتے ہیں،

اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں اسی لیے بھیجا ہے، کہ خدا کے عذابوں سے ڈرائیں اور اس کی رحمتوں کی بشارت سنائیں، اور برے کاموں سے بچائیں، اور نیک کاموں کا حکم دیں، اور وعظ و نصیحت میں اسی تقویٰ کی طرف بلاتے رہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(۲) كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ (سورۃ الشعراء)

قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا، جب کہ ان سے ان کے برادری کے بھائی نوح نے فرمایا، کیا تم ڈرتے نہیں، میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو، اور میرا کہا مانو، اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں مانگتا، میرا صلہ بس رب العالمین کے ذمہ ہے، سو تم اللہ سے ڈرو، اور میرا کہا مانو۔

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ وعظ سنایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

(۳) كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (سورۃ الشعراء)

قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا، جب کہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا، کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو، میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو، اور میری اطاعت کرو، اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں مانگتا، بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے، کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار بناتے ہو، جس کو محض فضول بناتے ہو، اور بڑے بڑے محل بناتے ہو، گویا دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے، اور جب کسی پر دار و گیر کرنے لگتے ہو، تو بالکل جابر بن کر دار و گیر کرتے ہو۔ سو تم اللہ سے ڈرو، اور میری اطاعت کرو، اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی ہے جن کو تم جانتے ہو۔ مواشی اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے تمہاری امداد کی، مجھ کو تمہارے حق میں ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

(۴) حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اسی تقویٰ کا وعظ اپنی قوم کو سنایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

Marfat.com

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ (سورۃ الشعراء)

قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا، جب کہ ان سے ان کے بھائی صالح نے فرمایا کیا تم نہیں ڈرتے ہو، میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں چاہتا، بس میرا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے، کیا تم کو ان ہی چیزوں میں بے فکری سے رہنے دیا جائے گا، جو یہاں موجود ہیں، یعنی باغوں میں اور چشموں میں، اور کھیتوں میں، اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے گندھے ہوئے ہیں، اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے مکانات بناتے ہو، سو اللہ سے ڈرو، اور میرا کہنا مانو، اور ان حدود خداوندی سے نکل جانے والوں کا کہنا مت مانو، جو سر زمین پر فساد کیا کرتے ہیں، اور اصلاح نہیں کرتے۔

اور حضرت لوط علیہ السلام نے اسی تقویٰ کا وعظ اپنی قوم کو سنایا تھا، جس کو اللہ تعالیٰ نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے:۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ (الشعراء)

قوم لوط نے پیغمبروں کو جھٹلایا، جب کہ ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو، میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو، اور میری اطاعت کرو، اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا، بس میرا صلہ تو اب رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تم دنیا جہان والوں میں سے تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو، اور تمہارے رب نے تمہارے لیے جو بیویاں پیدا کی ہیں، ان کو نظر انداز کیے جا رہے ہو، تم حد سے گذر جانے والے لوگ ہو۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی اصحاب الایکہ کو اسی تقویٰ کا وعظ سنایا تھا، جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝

اصحاب الایکہ نے پیغمبروں کو جھٹلایا، جب کہ ان سے

Marfat.com

إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ (الشعراء)

شعیب ؑ نے فرمایا، کہ تم ڈرتے نہیں ہو، میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو، اور میرا کہا مانو، اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا، بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے، تم لوگ پورا ناپا کرو اور نقصان مت کیا کرو، اور سیدھی ترازو سے تولا کرو، اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو، اور سرزمین میں فساد مت مچایا کرو، اور اس سے ڈرو، جس نے تم کو، اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔

(۷) غرض اللہ تعالے نے اور اس کے رسولوں نے تقوی کی رغبت دلائی ہے، اور متقیوں کے لیے بڑی بڑی بشارتیں سنائی ہیں، اور فرمایا، کہ متقیوں کے لیے وہاں جنت ہے، اور عیش و آرام ہے۔

قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ (آل عمران)

آپ کہہ دیجیے، کیا میں تمہیں اس سے بہت ہی بہتر چیز بتاؤں، تقوی والوں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور پاکیزہ بیویاں، اور خدا کی رضامندی ہے، اور سب بندے اللہ تعالی کی نگاہ میں ہیں۔

(۸) اور متقی لوگ خدا کے محبوب اور لاڈلے ہیں، جیسا کہ اس نے فرمایا:۔

بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ (آل عمران)

ہاں البتہ جو شخص اپنا اقرار پورا کرے، اور پرہیزگاری کرے تو اللہ تعالی بھی ایسے پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

اور اسی تقوی کی اللہ تعالی نے سب کو وصیت کی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا حَمِيدًا

(سورۃ النساء ع ۱۱)

اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے تھے، اور تم کو بھی یہی حکم دیا ہے۔ کہ اللہ تعالی سے ڈرتے رہا کرو، اور تم کفر کرو، تو اللہ تعالی کا کچھ نقصان نہیں ہوگا، کیونکہ اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمان میں ہے۔ اور جو کچھ زمین میں ہے، اللہ بہت بے حاجت اور تعریف کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کو یہی تقویٰ پہنچتا ہے، اور اسی سے بہت خوش ہوتا ہے، جیساکہ ارشاد فرمایا۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۗؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج)

اور اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے، اور نہ ان کے خون، بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اسے تمہاری قربانیوں کے گوشت پوست اور خون سے کوئی نفع نہیں ہوتا ہے۔ وہ تو تمہارے تقویٰ اور اخلاص کو دیکھتا ہے، اور اسی چیز سے وہ خوش ہوتا ہے یہی تقویٰ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (مشکوۃ)

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

یعنی تمہارے دلوں میں اخلاص ہے یا نہیں، اگر اخلاص ہے، تو وہ عمل مقبول اور خدا خوش ہے اور اگر اخلاص نہیں، تو خدا ناخوش ہے اور یہ تقویٰ اور پرہیزگاری تمام گناہوں کے چھوڑنے اور منہیات سے باز رہنے اور حرام اور شک و شبہ والی چیزوں سے بچنے سے حاصل ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَّرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَهٗ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ (بخاری)

حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے، اور اس حلال و حرام کے بیچ میں بعض شبہ والی چیزیں ہیں، جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ آیا وہ حلال ہے یا حرام ہے، جو شک اور شبہ والی چیزوں سے بچا، اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا، اور جو ان شبہ والی چیزوں پڑ گیا، تو اس کی مثال اسی چرواہے جیسی ہے، جو شاہی چراگاہ کے پاس اپنے جانوروں کو چرائے، قریب ہے، کہ اس میں کوئی گھس جائے خبردار ہر ایک بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہے جس میں دوسرے کے جانوروں کے گھسنے کی اجازت نہیں ہے، سن لو! اللہ تعالیٰ کی چراگاہ یعنی اس کی زمین میں اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں، خبردار! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست رہا، تو سارا جسم درست رہا، اور جب وہ خراب ہوگیا، تو سارا جسم خراب ہوگیا، مسلمانو! وہ دل ہے۔

یعنی دل میں تقویٰ اور ڈر ہونا چاہیے، اگر خدا کے خوف سے حرام اور شک والی چیزوں کو چھوڑ دے تو وہ نیک شمار ہوگا، اور اگر بے خوف ہو کر حرام اور شبہ والی چیزوں کو استعمال کرے، تو اچھا شمار نہیں کیا جائے گا

اصل پرہیزگاری یہی ہے، کہ شک والی چیزوں کو بھی چھوڑ دیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ (ترمذی) — شک و شبہ والی چیزوں کو چھوڑ کر وہ کام کر جس میں شک و شبہ ہو

لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِہٖ حَذَرًا لِّمَا بِہٖ بَأْسٌ (ترمذی، ترغیب) — آپ نے فرمایا: بندہ اس وقت تک پرہیزگاری کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، جب تک ناجائز سے بچنے کے لیے بعض مباح چیزوں سے بھی نہ بچے۔

یعنی بعض مباح اور ذائقہ دار چیزوں کو چھوڑ دیا جائے گا، تو نفس کو حرام اور ناجائز چیزوں سے بھی بچایا جا سکتا ہے، جب بندہ اس حد تک پہنچ گیا، تو وہ متقی ہو گیا، دین میں سب سے بڑی چیز ہی تقویٰ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَفْضَلُ الدِّیْنِ الْوَرَعُ (طبرانی، ترغیب) — دین میں سب سے افضل چیز ہی پرہیزگاری ہے۔

تقویٰ کے سلسلہ میں بعض صحابہ کرام اور اسلاف عظام کے چند واقعات آپ کو سنائے جاتے ہیں تاکہ آپ بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش فرمائیں،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حرام اور مشتبہ مال سے بہت بچتے تھے، حدیث اور سیر کی کتابوں میں لکھا ہے، کہ حضرت ابوبکرؓ کا ایک غلام تھا، جو مزدوری کر کے لاتا تھا، اور جتنا اس کے ذمہ مقرر تھا اپنی مقررہ آمدنی میں سے ابوبکرؓ کو کھانے کے لیے دے دیتا، ایک دفعہ وہ کما کر لایا حضرت ابوبکرؓ نے اس میں سے کچھ کھا لیا، غلام نے عرض کیا اَتَدْرِیْ مَا ھٰذَا؟ کیا آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے، اور کیسا ہے، جو آپ نے تناول فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کیسا ہے؟ غلام نے عرض کیا کُنْتُ تَکَھَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ میں نے جاہلیت کے زمانے میں ایک شخص سے جھوٹ موٹ کی کہانت کی تھی رجو نشیوں اور نجومیوں کی طرح بات گھڑی تھی، آج اس نے میری اس کہانت کی مزدوری دی ہے یہ وہی ہے، جو آپ نے کھایا ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے جو کچھ کھایا تھا، منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کر دیا (بخاری)

یہ قے کر کے اس لیے نکال دیا، کہ حرام مال پیٹ میں باقی نہ رہے، اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی، کہ بھول کر اگر کوئی حرام مال یا شبہ کا مال کھائے، تو معلوم ہو جانے کے بعد اگر ہو سکے، تو قے کر کے نکال دے اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے، کہ ایک مرتبہ آپ کو دودھ پلایا گیا، تو مزہ عجب سا پایا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا، کہ یہ صدقے کے اونٹوں کا دودھ ہے، یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر سارا دودھ قے کر دیا (موطا)

احیاء العلوم میں علامہ غزالی نے اس قسم کے بہت سے واقعات بیان کیے ہیں، نمونے کے طور پر

Marfat.com

چند بزرگوں کے ورع و تقویٰ اور حرام و مشکوک مال سے بچنے کے واقعات ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، کہ تم افضل عبادت سے غافل ہو، جس کا نام حرام سے بچنا ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے چلے کی طرح دبلے ہو جاؤ۔ تب بھی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال قبول نہ کرے گا، جب تک کہ حرام سے نہ بچو گے، اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں حرام مال خرچ کرے۔ اس کی مثال ایسی ہے، کہ کوئی شخص اپنا کپڑا پیشاب سے پاک کرے، حالانکہ کپڑا بغیر پاک پانی کے صاف نہیں ہوتا، اسی طرح گناہ اکہ سوائے مال حلال کے اور کسی چیز سے دور نہیں ہوتا، یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں، کہ طاعت اللہ کا ایک خزانہ ہے، اور اس کی کنجی دعا ہے، اس کنجی کے دندانے حلال لقمے ہیں، اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام مال ہو،

اور سہل تستری فرماتے ہیں، کہ آدمی ایمان کی تہ کو نہیں پہنچتا جب تک کہ اس میں چار خصلتیں نہ ہوں اول فرائض کی ادائیگی مع سنتوں کے، دوم حلال کھانا مع ورع کے، سوم ظاہر و باطن کی ممنوعات سے بچنا، چہارم ان باتوں پر موت تک جمے رہنا، اور فرمایا، کہ جو کوئی یہ چاہے، کہ صدیقوں کی علامتیں اس پر روشن ہو جائیں، تو چاہیے، کہ بجز حلال کے اور کچھ نہ کھائے۔ اور بجز سنت اور ضروری امور کے کوئی کام نہ کرے، اور کہتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن تک مال مشتبہ کھاتا ہے، اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے، اور یہی معنی ہیں اس آیت کے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ٥ (سورۃ المطففین)، ہرگز نہیں بلکہ غالب آگیا، ان کے دلوں پر جو وہ کیا کرتے تھے،

ابن مبارک فرماتے ہیں، کہ شبہ کا ایک درہم بھر دینا میرے نزدیک ایک لاکھ سے چھ لاکھ درہم تک خیرات کرنے سے بہتر ہے، بعض اکابر سلف فرماتے ہیں کہ آدمی ایک لقمہ حرام کھاتا ہے تو اس سے اس کا دل چمڑے کی طرح بگڑ جاتا ہے، جو پھر کبھی اپنی اصلی حالت پر نہیں آتا، اور سہل تستری فرماتے ہیں، کہ جو شخص حرام مال کھاتا ہے، اس کے اعضا خواہ مخواہ نافرمان ہو جاتے ہیں، اس کو خبر ہو یا نہ ہو، اور جس کی غذا حلال ہوتی ہے اس کے اعضا، اطاعت کرتے ہیں، اور خیرات کی توفیق ہوتی ہے، اور کسی بزرگ نے فرمایا ہے، کہ آدمی غذائے حلال کا جب ایک لقمہ کھاتا ہے، تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اور جو شخص حلال کی طلب میں ذلت کے مقام پر اپنے آپ کو کھڑا کرتا ہے، تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں، جیسے درخت کے پتے موسم خزاں میں جھڑتے ہیں، مشکوک چیزوں سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیے۔

ایک مرتبہ حضرت عدی بن حاتم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ میں شکار

Marfat.com

کتوں سے شکار کرتا ہوں، کبھی کبھار ساتھ میں دوسرا کتا غیر معلم شریک ہو جاتا ہے وہ شکار کو مار ڈالتے ہیں، یہ نہیں معلوم ہوتا، کہ کس کتے نے شکار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، جو تیرے شکاری کتے کا کیا ہوا شکار ہو اور بسم اللہ کہہ کر وہ کتا چھوڑا گیا ہو اس کا کیا ہوا شکار حلال ہے۔ اور کھانا اس کا جائز ہے۔ اور جب دونوں کتوں نے مل کر شکار کیا، اور وہ شکار مر گیا، تو تم اس کو مت کھاؤ، کیونکہ تمہیں خبر نہیں ہے۔ کہ کس نے شکار کیا ہے (بخاری)

یہ ممانعت شک وشبہ کی بنا پر ہے۔ اور یہی تقویٰ ہے بعض اکابر سلف مشکوک چیزوں سے بہت بچتے تھے، احیاء العلوم میں یہ حکایت لکھی ہوئی ہے، کہ حضرت علی بن معبد فرماتے ہیں، کہ میں ایک مرتبہ کرایہ کے مکان میں رہتا تھا، ایک مرتبہ میں نے خط لکھا، اور چاہا کہ دیوار کی مٹی سے اس کو خشک کر لوں، پھر سوچا کہ دیوار میری ملکیت نہیں، پھر خیال کیا۔ کہ دیوار سے اتنی مٹی لینے سے کیا حرج ہے۔ لہٰذا تھوڑی سی مٹی کھرچ کر میں نے اس تحریر پر ڈال لی، تو رات کو میں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک صاحب فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا، کہ ذرا سی مٹی میں کیا حرج ہے۔

جو شخص شبہات اور حرام سے روزی حاصل کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت برا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پڑھو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالَ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْاَعْلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغٰى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَاَ وَالْمُنْتَهٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ، بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهٗ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهٗ ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ بیہقی، ترغیب)

وہ بندہ سب سے برا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھا، اور لوگوں پر تکبر و گھمنڈ کیا، اور اللہ تعالیٰ کی بڑی ہستی و شخصیت کو بھلا بیٹھا۔ اور اس کی بلند و بالا بزرگی کی کوئی قدر نہ کی، اور وہ بندہ بھی بہت خراب ہے جس نے جبر و قہر کیا، اور لوگوں پر ظلم و ستم کیا، اور اللہ تعالیٰ کے جبر و قہر کو بھول گیا۔ جو سب سے زیادہ زبردست ہے۔ اور غالب تر عزت والا ہے، اور وہ بندہ سب سے برا ہے جو دین کے کاموں کو بھول گیا، اور دنیا کے فضول کاموں میں مشغول و معروف ہو گیا، اور مقبروں میں مرنے اور سڑنے کو بھول گیا، یعنی نہ موت کا سامان، نہ مرنے کے بعد کے عالم کا خیال، وہ بندہ برا بندہ ہے۔ جس نے لوگوں میں فساد برپا کیا اور حد سے بڑھ چڑھ گیا اور اپنی ابتدائی حالت کو بھول گیا، کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ اور وہ کیسا کمزور و عاجز تھا، اور اپنے انجام کو بھی بھلا دیا، کہ

مرنے کے بعد مٹی میں جانا ہے۔ اور مجھ کو کیڑے مکوڑے کھا جائیں گے۔ یعنی جو اپنی ابتدا اور انتہا کو بھول گیا ہو، وہ برا بندہ ہے، وہ بندہ برا بندہ ہے، جو دنیا کو دین سے حاصل کرتا ہے یعنی دین کا کام کر کے دنیا طلب کرتا ہے۔ وہ بندہ برا بندہ ہے، جس نے شبہات میں پڑ کر دین کو خراب کر دیا۔ یعنی شک و شبہ والی چیزوں پر عمل کر کے دین کو برباد کر دیا، وہ بندہ برا ہے، کہ طمع و حرص اس کو دنیاداروں کے پاس کھینچ لائی ہے۔ یعنی دنیا کی حرص اس کو در بدر پھراتی رہتی ہے وہ بندہ برا بندہ ہے۔ کہ اس کی خواہش نفسانی گمراہ کرتی پھرتی ہے۔ اور دین حق سے برگشتہ کر دیتی ہے۔ وہ بندہ برا بندہ ہے جس کو دنیا کی رغبت ذلیل و رسوا کرتی ہے۔

متقی اور پرہیزگار لوگ ہی دنیا اور آخرت کی مشکلات اور مصائب سے خلاصی پانے والے، اور کشادہ روزی حاصل کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ (سورۃ الطلاق)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، تو وہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو، اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے کافی ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنا کام کر کے رہے گا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی کے صاحبزادے کو کفار گرفتار کر کے لے گئے، اور انہیں جیل خانے میں ڈال دیا ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنی اور اپنے بیٹے کی حالت اور حاجت مصیبت اور تکلیف بیان کرتے رہتے۔ آپ انہیں صبر کرنے کی تلقین کرتے، اور فرماتے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے لیے چھٹکارے کی سبیل بنا دے گا۔ تھوڑے ہی دن گذرے ہوں گے کہ جوان کے بیٹے دشمنوں سے نکل بھاگے، راستہ میں دشمنوں کی بکریوں کا ریوڑ مل گیا، جسے وہ اپنے ساتھ ہنکا لائے، اور بکریاں لیے ہوئے اپنے والد کی خدمت میں جا پہنچے، پس یہ آیت اتری کہ متقی بندوں کو خدا نجات دیتا ہے اور اسے روزی پہنچاتا ہے۔ وہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (المرسلات)

بے شک پرہیزگار لوگ سایوں میں ہیں، اور بہتے چشموں پر ہیں اور ایسے میووں میں ہیں، کہ جن کی خواہش کریں گے، اے جنتیو! کھاؤ، پیو رچتا پچتا، اپنے کیے ہوئے نیک اعمال کے بدلے، یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

اور یہی تقویٰ خیر و برکت اور فتح و نصرت کا بھی ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے، اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول

Marfat.com

عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الاعراف)

دیتے ان پر نعمتیں آسمان اور زمین سے۔ لیکن جھٹلایا انہوں نے پس پکڑا ہم نے ان کو ان کے اعمال کے بدلے۔

یعنی ہم کو بندوں سے کوئی ضد اور دشمنی نہیں۔ جو لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوتے ہیں۔ یہ ان ہی کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ لوگ ہمارے پیغمبروں کو مانتے۔ اور حق کے سامنے گردن جھکاتے۔ اور کفر و تکذیب وغیرہ کرنے سے بچ کر تقویٰ کی راہ اختیار کرتے۔ تو ہم ان کو آسمانی و زمینی برکات سے مالا مال کر دیتے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ برکت کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے کبھی تو خیر باقی و دائم کو برکت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور کبھی کثرت آثار فاضلہ پر اس لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ لہٰذا آیت کی مراد یہ ہوگی کہ ایمان و تقویٰ کی راہ اختیار کرنے پر ان پر آسمانی و زمینی نعمتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جو دائمی اور غیر منقطع ہوں۔ یا جن کے آثار فاضلہ بہت کثرت سے ہوں اور ایسی خوشحالی جو مکذبین کو حاصل ہے۔ اور بطور امہال و استدراج چند روز کے لیے ان کو حاصل ہوتی ہے۔ اور انجام کار دنیا میں ورنہ آخرت میں تو ضرور ہی وبال جان بنتی ہے۔ متقیوں کے لیے نہ دنیا میں خوف و ہراس ہے۔ اور نہ آخرت میں بے چینی اور بے اطمینانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورہ یونس)

جو لوگ اللہ کے دوست ہیں، نہ ڈر ہے ان پر۔ اور نہ وہ غم میں ہوں گے۔ جو لوگ کہ ایمان لائے۔ اور ڈرتے رہے۔ ان کے لیے خوشخبری ہے۔ دنیا کی زندگانی میں۔ اور آخرت میں۔ بدلتی نہیں اللہ کی باتیں یہی ہے بڑی کامیابی۔

یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی تعریف ہے یعنی مومن۔ موحد خدا کا متقی ولی ہوتا ہے اس کے لیے خدا کے ہاں بڑے بڑے درجے ہیں، اور دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے۔ اور یہی تقویٰ والے لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی عزت و مرتبہ والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (سورۃ الحجرات)

اے آدمیو! ہم نے بنایا تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے۔ تاکہ آپس کی پہچان ہو، تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی حاصل ہے جو تم سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اور متقی اور پرہیزگار ہی آخرت کی ہر قسم کی نعمتوں کے مستحق ہوں گے۔ اور جنت ان ہی لوگوں کے لیے

Marfat.com

ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ (الدخان) — بے شک تقویٰ والے امن و امان کی جگہ میں ہوں گے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ (القمر) — بے شک تقویٰ والے باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ (المرسلٰت) — بلاشبہ تقویٰ والے سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝ (سورہ نبا) — بلاشبہ تقویٰ والوں کے لیے کامیابی ہے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ (ن) — یقیناً تقویٰ والوں کے لیے ان کے رب کے پاس نعمت کے باغ ہیں۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝ (ص) — بے شک تقویٰ والوں کا انجام اچھا ہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ (الطور) — بیشک تقویٰ والے نعمتوں سے بھرے ہوئے باغات میں ہوں گے۔

اسلام کی ساری عبادتوں کا منشا اور غرض و غایت حصول تقویٰ ہے جس کا بیان قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (سورۃ البقرۃ) — اے لوگو! اپنے اس پروردگار کی، جس نے تم کو اور تمہارے پہلوں کو پیدا کیا ہے عبادت کرو تاکہ تم تقوے پاؤ۔

روزے سے بھی یہی مقصد ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ ۲۳) — تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔

حج کا منشا بھی یہی ہے۔

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (الحج - ۴) — اور جو اللہ کے شعائر حج کے ارکان اور مقامات کی عزت کرتا ہے، تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

قربانی بھی اسی غرض سے ہے۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ (الحج - ۵) — خدا کے پاس قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا، لیکن تمہارا تقویٰ اس کو پہنچتا ہے۔

ایک مسلمان کی پیشانی جس جگہ خدا کے لیے جھکتی ہے، اس کی بنیاد اسی تقویٰ پر ہونی چاہیے۔

- أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَى تَقْوَى مِنَ اللَّهِ (توبہ) — جس نے اپنی عمارت خدا کے تقویٰ پر کھڑی کی۔

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى (توبہ - ۱۳) — البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم کی گئی۔

Marfat.com

حج کے سفر اور زندگی کے ہر مرحلہ میں راستہ کا توشہ مال اور دولت اور ساز و سامان سے زیادہ تقویٰ ہے۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرۃ) اور سفر میں زادِ راہ لے کر چلو اور سب سے اچھا زادِ راہ تقویٰ ہے۔

ہمارے زیب و زینت کا سامان ظاہری لباس سے بڑھ کر تقویٰ کا لباس ہے۔

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ (الاعراف) تقویٰ کا لباس وہ سب سے اچھا ہے۔

اسلام کا تمام اخلاقی نظام بھی اسی تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہے۔

وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (البقرۃ - ۳۱) اور معاف کر دینا تقویٰ سے قریب تر ہے۔

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدۃ - ۲۰) انصاف کرنا، تقویٰ سے قریب تر ہے

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (اٰل عمران - ۱۹) اور اگر صبر کرو، اور تقویٰ اختیار کرو، تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔

وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ (البقرۃ ۲۸۰) اور تقویٰ کرو، اور لوگوں کے درمیان صلح کرو۔

وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (اٰل عمران) اور اگر اچھے کام کرو، اور تقویٰ کرو، تو اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (المائدۃ) آپس میں مدد کرو نیک کام پر، اور پرہیزگاری پر، اور مدد نہ کرو گناہ پر، اور ظلم پر، اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو تقویٰ و پرہیزگاری اور نیک عملوں کی توفیق عطا فرمائے، اور برے کاموں سے ہمیشہ ہم کو بچائے رکھے، آمین ثم آمین۔

عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ، اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ۔

---

# خطبہ ۴۴ علم و عمل کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُبْتَدِیْ بِالنِّعَمِ ۰ بَارِئِ النَّسَمِ ۰ مُنْتَشِرِ الرَّحَمِ ۰ وَرَازِقِ الْاُمَمِ الَّذِیْ عَلَّمَنَا مَالَمْ نَکُنْ نَعْلَمُ ۰ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ ۰ وَعَلٰی اَصْحَابِہِ الطَّاہِرِیْنَ ۰ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۰ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا ثُمَّ عَرَضَہُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ہٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۰ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۰ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْبِئْہُمْ بِاَسْمَآئِہِمْ فَلَمَّآ اَنْبَاَہُمْ بِاَسْمَآئِہِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۰ (سورۃ البقرۃ)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا، کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، تو انہوں نے کہا ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے۔ جو زمین میں خون بہائے۔ اور ہم تیری حمد اور پاکیزگی اور تسبیح بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو، اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا، اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو، تو ان چیزوں کے نام بتاؤ، ان سب نے کہا، خدایا تیری ذات پاک ہے۔ ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے، جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے۔ تو ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔ تو اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا، تم ان کے نام بتا دو، جب انہوں نے نام بتا دیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تم سے پہلے ہی نہیں کہا تھا، کہ زمین و آسمان کا غیب میں ہی جانتا ہوں، اور میرے ہی علم میں ہے، جو تم ظاہر کر رہے ہو، اور جو تم چھپاتے ہو۔

یہ عزت و شرافت اور فضیلت حضرت آدم علیہ السلام کو علم کی بدولت ملی جس سے معلوم ہوا کہ زمین اور آسمان میں علم سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں اور رسولوں کو اپنا خاص علم مرحمت فرمایا، اور ان ہی حضرات کے علم سے ساری دنیا منور ہوئی اور علم کی روشنی سب کو اپنی اپنی حیثیت

Marfat.com

کے مطابق ملی، اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سب سے پہلے اسی علم کی تعلیم اور ترغیب دلائی، جیساکہ اس نے فرمایا۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

اپنے رب کا نام لے کر پڑھو، جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، تم پڑھتے رہو، تمہارا رب بڑا کرم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ جانتا نہیں تھا۔

نعمت تخلیق عام ہے، جس میں انسان اور تمام مخلوق برابر کی شریک ہے اس لیے اس نعمت کو محض رب کی طرف منسوب کیا، لیکن اس کے بعد ہی کلمہ خطاب کو دہرا کر فرمایا۔ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اس تکرار اقرأ میں نعمت علم کو نہ رب کی طرف منسوب کیا، نہ رب کریم کی طرف، بلکہ "رب اکرم" سے اسے نسبت دی۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ علم کی نعمت وہ نعمت ہے جو از حد کرم والے پروردگار کا کرم ہے محض رب کا کرم نہیں، بلکہ رب اکرم کا کرم ہے اس سے سب سے بڑا کرم ہے۔

اور واقعی ظلوم وجہول انسان پر اس سے بڑا کرم اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ علم ومعرفت کا سورج اس پر درخشاں ہو گیا۔ جس کے نور کی نہ کوئی حد ہے، اور نہ وہ کبھی ختم ہونے والا ہے رب اکرم کرم فرما کر علم کی عظمت اور اہمیت پوری طرح واضح کر کے یہ بھی صاف کر دیا کہ قلم وتحریر کے ذریعہ انسان کے علم کو جو وسعت اور فراوانی بخشی گئی ہے اس کا اندازہ کسی کے بس کا نہیں ہے۔

وہی انسان جو پہلے نہایت کمزور مخلوق تھا خشکیوں پر، پانیوں پر اور ہواؤں پر حکومت کر رہا ہے علم اسے بالآخر انسان کو کہاں لے جائیں گے، کون پیشین گوئی کر سکتا ہے۔ رب اکرم ہی جانتا ہے۔ کہ اس کی یہ بخشش انسان کو کہاں پہنچانے والی ہے، چاند تو خیر زمین سے بہت قریب ہے۔ انسان ستاروں کو بھی مسخر کر لینے کا خواب دیکھ رہا ہے "رب اکرم" کا کرم اکبر علم کسی دن ستاروں کا بھی انسان کو مالک بنا دے، اور اس یادگار اور عجیب دن انسان قرآن مجید میں یہ ارشاد پڑھ کر حیران وششدر رہ جائے۔

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ،

رب اکرم نے زمین وآسمان کی تمام چیزوں کو تمہارے تابع کر دیا ہے۔

دیکھا آپ نے اسلام کی نظر میں علم کا درجہ کیا ہے۔ یہ بھی یاد رہے، کہ غیر مسلم دنیا نے علم کو کس نظر سے دیکھا، اور علم سے کیا برتاؤ کیا، قرآن مجید میں سورہ علق کی ابتدائی چار آیتوں کے سوا علم کی فضیلت میں اور کچھ نہ کہا جاتا تب بھی کافی ووافی تھا، لیکن قرآن میں بار بار علم کی عظمت واہمیت کو نہایت دل کش پیرایوں میں

پیش کیا گیا ہے اور تحصیل علم پر انسانوں کو راغب کیا گیا ہے۔

قُلْ ہَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورۃ الزمر)

آپ فرما دیجیے، کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ تو عقل والے ہی سمجھ سکتے ہیں، یعنی عالم اور غیر عالم برابر نہیں ہے۔

علم والوں کے بڑے بڑے درجے ہیں، یہی لوگ خدا سے ڈرنے والے ہیں، اور خدا کی وحدانیت شہادت دینے والے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (سورہ ھود)

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی گواہی دی ہے اور ظاہر کیا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور فرشتوں اور علم والوں نے بھی اس کی گواہی دی، انصاف کے ساتھ، کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زبردست اور دانا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علماء و فضلا کو نبیوں اور فرشتوں کے ساتھ بیان کیا ہے، جس طرح سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت خود اللہ اور اس کے فرشتے دیتے ہیں، اسی طرح علم والے بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت دیتے ہیں، کیونکہ وہ علم کے زور سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالاتے ہیں۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

بنی آدم از علم یابد کمال ۔۔۔ نہ از حشمت و جاہ و مال و منال

انسان علم سے کمال پاتا ہے۔ نہ کہ فوج اور لاؤ لشکر سے اور نہ مال و دولت سے

چوں شمع از پئے علم باید گداخت ۔۔۔ کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

شمع کے مانند علم کے واسطے گھلنا چاہیے ۔۔۔ کہ بغیر علم کے خدا کو نہیں پہچان سکتا

خردمند باشد طلب گار علم ۔۔۔ کہ گرم است پیوستہ بازار علم

علم کا طلب گار عقل مند ہووے ۔۔۔ کہ ہمیشہ علم کا بازار گرم ہے

کسے راکہ شد در ازل بختیار ۔۔۔ طلب کردن علم کرد اختیار

جو روز ازل میں نصیب والا تھا ۔۔۔ اس نے علم طلب کرنے کو اختیار کیا

طلب کردن علم شد بر تو فرض ۔۔۔ دگر واجب ست از پیش ارض

علم کا طلب کرنا تجھ پر فرض ہوا پھر اس کے حصول کے لیے سفر کرنا ضروری ہے

بر و دامن علم گیر استوار ۔۔۔ کہ علمت رساند بدار القرار

جاؤ علم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لو تو تمہارا علم تم کو جنت میں پہنچا دے گا

میاموز جز علم گر عاقلی که بے علم بودن بود غافلی

اگر تم عقل مند ہو تو علم کے سوا کچھ اور مت سیکھو، کیوں کہ بے علم رہنا غفلت وجہالت ہے

ترا علم در دین و دنیا تمام که کار تو از علم گردد نظام

تمہیں علم دین اور دنیا میں کافی ہے۔ اور اسی علم سے تیرے کام آراستہ و پیراستہ ہو جائیں گے

اس سے معلوم ہوا، کہ علم اور عمل ہی سے دونوں جہاں میں کامیابی حاصل ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالےٰ نے رسولوں کو اشاعت علم کے لیے دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کو علم شریعت بخشا۔ جیساکہ فرمایا:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا ط تمہیں وہ دین دیا ہے جس کی وصیت حضرت نوح کو کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو علم معرفت عطا فرمایا تھا جس کے ذریعہ سے توحید الٰہی کی طرف بلاتے رہے، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر عطا فرمایا جس کے سبب سے بادشاہ ہو گئے۔ اور تخت و تاج کے مالک بن گئے، تفسیر و تاریخ میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی عصمت و عفت کے سبب ناجائز کام میں زلیخا کی اطاعت کرنے سے دور رہے تو زلیخا کی اس سزا میں اپنے شوہر عزیز مصر کو ابھارا، اور آپ کو کسی نہ کسی طرح جیل خانہ بھجوا دیا ایک عرصہ تک یوسف علیہ السلام جیل خانہ میں رہے وہاں قیدی لوگوں کی خواب کی تعبیریں بتائیں جس طرح بتایا اسی طرح ہوا۔ اس کی وجہ سے آپ کے علم تعبیر خواب کا چرچا ہوا، کہیں اسی اثنا میں بادشاہ مصر نے بھی خواب دیکھا، سات موٹی گائیں ہیں، جو دریائے نیل سے برآمد ہوئیں، ان کے پیچھے سات دبلی گائیں نکل آئیں، ان کے دانت شیر کے دانت کی طرح نکلے ہوئے تھے، انہوں نے موٹی گائیوں کو چیر پھاڑ دیا، اور برخلاف عادت یہ کہ گائے کو گائے کھاتی نہیں ہے! انہیں کھا بھی لیا پھر اسی وقت یہ دیکھا، کہ دریائے نیل لہریں مار رہا ہے یکایک اس کا پانی خشک ہوا، ریت اڑنے لگی بیچ دریا میں سات بالیں ہری پیدا ہوئیں، ان کے نزدیک سات بالیں سوکھی ہوئیں، وہ سوکھی بالیں ہوا سے ملیں اور ہری بالوں سے لپٹ کر انہیں بھی جلا دیا، اور خشک کر دیا۔

مصر کا بادشاہ اس خواب سے سخت پریشان ہوا، اور گھبرا کر اٹھا، علی الصبح تمام کاہنوں، نجومیوں کو بلایا، اور ان سے خواب کا ذکر کیا، اور تعبیر چاہی، وہ لوگ ناواقف تھے کہنے لگے بادشاہ سلامت! یہ بد خوابیاں کہلاتی ہیں، بھلا ان کی تعبیر کیا ہوگی؟ سب نے تعبیر بتانے سے انکار کیا، اور کانوں پر ہاتھ رکھے، کہیں وہ شخص قیدی بھی وہاں دربار میں حاضر تھا، جو حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر کے موافق جیل خانہ سے چھوٹ کر آیا

تھا، بادشاہ مصر کو سلام کر کے یہ کہا، کہ میں ایک شخص آپ کو ایسا بتاتا ہوں، جو آپ کے خواب کی تعبیر دے گا ذرا مجھے جیل خانہ تک جانے کی اجازت ہو جائے، وہ شخص بادشاہ کی اجازت سے جیل خانہ آیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے بادشاہ مصر کا خواب بیان کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی وقت تعبیر بیان فرمائی، کہ اول سات برس خوب بارش ہوگی غلہ پھل، پھول خوب پیدا ہوگا، پھر اس کے بعد سات سال کی بڑی قحط سالی ہوگی اگلا پچھلا اندوختہ سب خرچ ہو جائے گا، پھر ان سات سال کے بعد آٹھواں سال ایسا آئے گا، جس میں مینہ برسے گا اور حسب دل خواہ پیداوار ہوگی جاؤ بادشاہ سے کہہ دو، بادشاہ اس تعبیر کے سننے سے بڑا فکر مند ہوا اور قحط کی تدبیر کرنے لگا پھر اس کے دل نے گواہی دی، کہ جس بزرگ نے ایسی مشکل خواب کی تعبیر دی ہے۔ وہی قحط کی تدبیریں بھی اچھی طرح کرے گا حکم دیا کہ جاؤ اس قیدی کو لے آؤ چنانچہ آپ تشریف لائے اور عہدہ وزارت پر ممتاز ہوئے، اور سارے ملک کے تاحیات مالک رہے۔ سیاہ و سفید کرنا آپ ہی کے اختیار میں تھا۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور علم کی وجہ سے ہوا، غور کرنے کی بات ہے، کہ صفت حسن میں یوسف علیہ السلام اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، لیکن جو قدرت اللہ تعالیٰ نے علم کو عطا فرمائی ہے، اس کا پاسنگ بھی حسن کو نہیں ملی، قرآن مجید میں ہے، کہ جب تک حضرت یوسفؑ علم اور نبوت کی خلعت سے ممتاز نہیں ہوئے تھے، تو آپ کی قدر و قیمت چند درہموں کی تھی، قرآن مجید نے خود کہا،

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ (یوسف) (یوسف) بھائیوں نے یوسف کو چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا

لیکن جب آپ علم و نبوت سے سرفراز کیے گئے، تو تخت و تاج کے مالک ہو گئے، تو علم کا مرتبہ سب سے اونچا مرتبہ ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں، پرندوں کی بولیاں سمجھنے کا علم عطا کیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد حضرت داؤدؑ کی جگہ مسند نبوت و خلافت پر فائز ہوئے، آپ کو خدا کی طرف سے ایک اور نعمت ملی جو حضرت داؤدؑ کو نہ ملی تھی یعنی حیوانات کا باہم کلام کرنا، ان کی بول چال اور اشارہ کنایہ سمجھ لینا حضرت سلیمان انسان، جنات، شیاطین اور ہر ایک جانور سے طرح طرح کے کام اور خدمت لیا کرتے تھے، ہدہد کے ذریعہ سبا کی خبر منگوائی، اور عفریت سے اس کے بہت بڑے تخت کو منگایا، اور پورے ملک یمن کے بادشاہ ہوئے، یہ سب کچھ علم نبوت اور خدا کے فضل وکرم سے ہوا منٹوں میں عرش عظیم کا آجانا، حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا لیکن موجودہ زمانہ میں ٹیلیفون، برقی تار اور ریڈیو وغیرہ کی ایجاد اسی علم کی بدولت ہے، ہوائی جہاز، بحری جہاز، ریل، موٹر کار وغیرہ

کی بے شمار ایجادات جو پہلے زمانے میں نہیں تھیں، اس علم کے ذریعہ سے اب سامنے آگئی ہیں، یہ سارے کا سارا علم ہی تو ہے۔ غرض مشرق مغرب، شمال سے جنوب اور عرش سے فرش تک خدائی علم کا گویا ایک مدرسہ ہے۔ اور ساری کائنات عالم اس سے مستفیض ہو رہی ہے۔ انبیا علیہم السلام اسی علم و حکمت کے پھیلانے کے لیے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (سورہ جمعہ)

اللہ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا، جو اس کی آیتوں کو ان پڑھوں میں پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے، اور بے شک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور ان لوگوں کو ان میں سے جو ابھی تک انہیں نہیں ملے، اور وہ غالب حکمت والا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جس کو اللہ چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بہت فضل والا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ (البقرۃ)

تحقیق اللہ نے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا، کہ خود ان ہی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا، وہ اس کی آیات پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے ظاہر گمراہی میں تھے۔

ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہو گیا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلم عالم بنا کر بھیجا ہے اور آپ نے ساری زندگی کتاب و سنت کی تعلیم دی، جس نے ان دونوں پر عمل کیا، اس نے دنیا و آخرت کی فلاح حاصل کر لی، اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی، اس نے دونوں جہان میں نقصان اٹھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم اور ہدایت کی مثال، مینہ اور بارش سے دی ہے، کہ جس طرح سے بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے، اسی طرح سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں، گویا علم والے زندہ اور بغیر علم والے مردہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ مِنَ الْهُدٰى وَ

اللہ تعالیٰ نے علم و ہدایت کی جو باتیں مجھے دے کر بھیجا ہے

Marfat.com

الْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ فَأَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَىٰ إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ (بخاری)

ان کی مثال زور کے مینہ کی سی ہے، جو زمین پر برسا بعض زمین عمدہ تھی، جس نے پانی چوس لیا، اس نے گھاس اور سبزی خوب اگائی۔ اور بعض سخت تھی یعنی پتھریلی اس نے پانی تھام لیا، تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس سے فائدہ دیا، خود پیا اور اپنے جانوروں کو پلایا، اور کھیتی میں دیا اور بعض ایسی زمین پر یہ مینہ برسا، جو صاف چٹیل تھی نہ تو اس نے پانی کو روکا، اور نہ گھاس اگائی پانی اس پر سے بہہ کر نکل گیا، یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے دین خدا میں سمجھ پیدا کی، اور اللہ نے جو مجھ کو دے کر بھیجا ہے اس کو اس سے فائدہ ہوا، اس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے نہ اپنا سر اٹھا کر دیکھا اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا، جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔

یعنی جس نے دین کو قبول کیا، اور اس کو آپ بھی سیکھا، اور دوسروں کو بھی سکھایا، وہ ریگزار کی زمین کی طرح ہے، خود بھی سرسبز ہوتی ہے، اور دوسروں کو بھی اناج، گھاس اور چارہ دیتی ہے، بعضوں نے دین کا علم سیکھا اور خود اس پر پورا عمل نہ کیا، دوسروں کو سکھایا۔ وہ اس سخت زمین کی طرح ہے، جس میں کچھ اگا تو نہیں پر دوسرے بندگان خدا نے ان کے جمع کیے ہوئے پانی سے فایدہ اٹھایا، پیا، پلایا، اور کھیتوں کو دیا، جس شخص نے نہ خود سیکھا، نہ کسی کو سکھایا، اس کی مثال صاف چٹیل میدان کی سی ہے، جہاں پانی برسا اور بہہ کر نکل گیا، نہ تو اس میں کچھ اگا نہ وہاں پانی جمع ہوا، کہ دوسروں ہی کو فائدہ پہنچاتا، سابق بربری نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

اَلْعِلْمُ فِيْهِ حَيَاةٌ لِلْقُلُوْبِ كَمَا تَحْيَا الْبِلَادُ إِذَا مَا مَسَّهَا الْمَطَرُ

دلوں کے لیے علم میں اسی طرح زندگی ہے جس طرح مینہ سے زمین زندہ ہو جاتی ہے

وَالْعِلْمُ يَجْلُوا الْعَمٰى عَنْ قَلْبِ صَاحِبِهِ كَمَا يُجَلِّي سَوَادَ الظُّلْمَةِ الْقَمَرُ

علم کوری کو دل سے اسی طرح زائل کر دیتا ہے جس طرح چاند اندھیرے کو روشن کر دیتا ہے

(جامع بیان العلم وفضلہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

إِنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ بِمُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ وَاسْمَعْ كَلَامَ الْحُكَمَاءِ

لقمان علیہ السلام اپنے صاحبزادے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ اے میرے بیٹے! تم عالموں کی مجلسوں میں

فان الله ليحيي القلب الميت بنور الحكمة كما يحيي الارض الميتة بوابل المطر (طبرانی، ترغیب)

میٹھا کرو اور حکیموں اور داناؤں کی باتوں کو سنتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ علم و حکمت کی روشنی سے مردہ دلوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تعلموا العلم فان تعلمه لله خشية وطلبه عبادة ومذاكرته تسبيح والبحث عنه جهاد وتعليمه لمن لا يعلمه صدقة وبذله لاهله قربة لانه معالم الحلال والحرام ومنار سبل اهل الجنة وهو الانيس في الوحشة والصاحب في الغربة والمحدث في الخلوة والدليل على السراء والضراء والسلاح على الاعداء والزين عند الاخلاء يرفع الله به اقواما فيجعلهم في الخير قادة قائمة تقتص اثارهم ويقتدى بفعالهم وينتهى الى رايهم ترغب الملائكة في خلتهم وباجنحتها تمسحهم ويستغفر لهم كل رطب ويابس وحيتان البحر وهوامه وسباع البر وانعامه لان العلم حياة القلوب من الجهل ومصابيح الابصار من الظلم يبلغ العبد بالعلم منازل الاخيار والدرجات العلى في الدنيا والاخرة التفكر فيه يعدل الصيام ومدارسته تعدل القيام به توصل الارحام وبه يعرف الحلال من الحرام وهو امام

علم حاصل کرو، کیوں کہ بوجہ اللہ علم کی تعلیم خشیت ہے اور علم کی طلب عبادت ہے، علم کا مذاکرہ تسبیح، علم کی تلاش جہاد ہے، بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے مستحقوں میں علم خرچ کرنا تقرب ہے، علم حلال و حرام کا نقشہ ہے، جنت کے راستوں میں روشنی کا ستون ہے، تنہائی میں مونس ہے پردیس میں رفیق ہے، خلوت میں ندیم ہے، راحت و مصیبت کا بتانے والا ہے، دشمن کے مقابلے میں ہتھیار ہے، دوستوں میں زینت ہے علم کے ذریعہ خدا بعضوں کو اٹھاتا ہے، اور نیکی کا ایسا قدوہ و امام بنا دیتا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلا جاتا ہے، ان کی سیرت کو نمونہ بنایا جاتا ہے، ان کے قول پر عمل کیا جاتا ہے، ملائکہ ان کی دوستی کی طرف راغب ہوتے ہیں، اپنے پروں سے اسے چھوتے ہیں، ان کی مغفرت کے لیے ہر چیز حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں، زمین کے کیڑے مکوڑے، خشکی کے درند و چرند دعا کرتے ہیں، جہل کی موت میں علم دلوں کے لیے زندگی ہے، تاریکی میں آنکھوں کے لیے روشنی ہے، علم ہی کے ذریعہ بندے دنیا و آخرت میں اخیار کے مرتبے پاتے اور بلند درجے حاصل کرتے ہیں، علم میں غور و فکر روزے کے برابر ہے اور علم میں مشغولیت قیام کے ہم پلہ ہے، علم ہی سے رشتے جڑتے ہیں، علم ہی سے حلال و حرام کی شناخت ہوتی ہے علم عمل کا راہ نما ہے، اور عمل، علم کا تابع ہے، نصیبہ ور دل

Marfat.com

الْعَمَلِ وَالْعَمَلُ تَابِعَۃٌ يُلْهِمُهُ السُّعَدَآءُ وَيُحْرَمُهُ الْاَشْقِيَاءُ (کتاب العلم و ترغیب)

ہی کو عمل کی توفیق میسر آتی ہے، اور بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ کہ سینے میں علم کی مثال ایسی ہے، جیسے اندھیرے گھر میں چراغ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے لڑکوں کو نصیحت کی۔ علم حاصل کرو، کیونکہ اگر تم مالدار ہوئے تو علم تمہارا جمال ہوگا اور غریب ہوگئے، تو علم تمہارے لیے دولت ثابت ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم مال سے بہتر ہے۔ کیونکہ مال کی تمہیں نگہبانی کرنی پڑتی ہے مگر علم تمہارا نگہبان ہوتا ہے مال خرچ کرنے سے ختم ہوجاتا ہے، مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے، علم حاکم ہے۔ اور مال محکوم، مالدار چل بسے۔ لیکن علم والے زندہ ہیں، اور رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے بے شک ان کے جسم مٹ گئے ہیں، مگر ان کے کارنامے کبھی مٹنے والے نہیں (بیان العلم و فضلہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قَلِيْلُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرِ الْعِبَادَةِ وَكَفٰى بِالْمَرْءِ فِقْهًا اِذَا عَبَدَ اللّٰهَ وَكَفٰى بِالْمَرْءِ جَهْلًا اِذَا اُعْجِبَ بِرَاْيِهٖ (طبرانی، بیہقی)

تھوڑا علم بہت سی عبادت سے بہتر ہے، انسان کو تھوڑا علم بھی کافی ہے اگر خدا کی بندگی کرے، اور تھوڑی جہالت بھی بہت ہے، اگر اپنی رائے پر مغرور ہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَضْلُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ وَخَيْرُ دِيْنِكُمُ الْوَرَعُ (طبرانی)

علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے، اور دین میں سب سے بہتر تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

انسان، حیوان وغیرہ جسم و روح وغیرہ کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔ لیکن جب یہ علم کی زینت سے مزین ہوجاتے ہیں، تو سب سے افضل ہوجاتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ذیل کے اشعار منسوب ہیں، جن سے علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ؎

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ اَكْفَاءُ — اَبُوْهُمُ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

صورت کے لحاظ سے تمام آدمی یکساں ہیں — ان کے باپ آدم اور ماں حوا ہیں!

نَفْسٌ كَنَفْسٍ وَاَرْوَاحٌ مُّشَاكِلَةٌ — وَاَعْظُمٌ خُلِقَتْ فِيْهِمْ وَاَعْضَاءُ

سب کی ایک ہی قسم کی جان ہے روحیں بھی مشابہ ہیں — سب میں ہڈیاں ہیں اور اعضا ہیں

فَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمْ مِّنْ اَصْلِهِمْ حَسَبٌ — يُفَاخِرُوْنَ بِهٖ فَالطِّيْنُ وَالْمَاءُ

آدمی اگر اپنی اصلیت پر فخر کریں — تو ان کی اصلیت مٹی اور پانی ہے!

Marfat.com

مَا الْفَضْلُ اِلَّا لِاَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّهُمْ — عَلَى الْهُدٰى لِمَنِ اسْتَهْدٰى اَدِلَّاءُ

ہاں فضیلت اگر ہے تو صرف اہل علم کو ہے — وہی طالبان ہدایت کے راہ نما ہیں

وَقَدْرُ كُلِّ امْرِءٍ مَا كَانَ يُحْسِنُهُ — وَلِلرِّجَالِ عَلَى الْاَفْعَالِ اَسْمَاءُ

آدمی کا رتبہ بس وہ ہنر ہے، جس میں وہ کامل ہے — عمل ہی انسان کو ممتاز کرتا ہے

وَضِدُّ كُلِّ امْرِءٍ مَا كَانَ يَجْهَلُهُ — وَالْجَاهِلُوْنَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَعْدَاءُ

آدمی جس بات سے جاہل ہے اس کا مخالف ہوتا ہے — اسی لیے جہلاء علماء کے دشمن ہوتے ہیں

علم زندگی میں کام آتا ہے اور مرنے کے بعد بھی کام آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ۔ (مسلم)

موت کے ساتھ آدمی کا عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے۔ لیکن تین چیزیں باقی رہتی ہیں، صدقہ جاریہ، علم جس کے ذریعے نفع حاصل کیا جائے۔ یا نیک لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے۔

## علم اور علم والوں کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ خدا کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تعلیم و مذاکرہ کرنے میں مشغول ہوتے ہیں، تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، رحمت الٰہی ان کا احاطہ کر لیتی ہے۔ سکینت ان پر نازل ہوتی ہے، اور خدا اپنے مقرب ملائکہ میں ان کا تذکرہ کرتا ہے۔ جو کوئی علم کی تلاش میں ایک راہ چلتا ہے تو خدا اس کے لیے جنت کی بھی ایک راہ آسان کر دیتا ہے جس کسی کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا، اسے اس کا نسب آگے نہیں کر سکتا (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ اس وقت سرخ چادر سے ٹیک لگائے مسجد میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تلاش علم میں حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مرحبا اے طالب علم، فرشتے طالب علم کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں، اپنے پروں کے سائے میں اسے لے لیتے ہیں، ایک پر ایک جمع ہوتے ہیں، یہاں تک کہ علم کی محبت میں سب سے نچلے آسمان تک چلے آتے ہیں (احمد، ترغیب)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس وقت کے عالم دو قسم کے ہیں، ایک وہ جسے خدا نے علم بخشا، اور اس نے بے دریغ لوگوں کو سکھایا، اس پر نہ سونا چاندی لیا، نہ کوئی بدلہ چاہا، ایسے عالموں کے لیے آسمان کے پرند، زمین کے چرند، پانی کی مچھلیاں، اور کراما کاتبین بھی دعا کرتے ہیں، اور دوسرا وہ گروہ ہے۔ جسے خدا نے دولت علم عطا فرمائی، مگر اس نے خدا کے بندوں سے بخل کیا اس

پر سونا، چاندی لیا، اور دنیاوی نفع کا خواہش مند ہے۔ تو ایسا عالم قیامت کے دن اس حال میں آئے گا۔ کہ اس کے منہ میں آتشین لگام چڑھی ہوگی (ترغیب، جامع بیان العلم وفضلہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! سب سے افضل کون سا عمل ہے؟ فرمایا معرفت الٰہی، اس نے پھر عرض کیا، یا رسول اللہ! سب سے افضل عمل کون ہے؟ آپ نے فرمایا، معرفت الٰہی، اس نے سہ بارہ عرض کیا، یا رسول اللہ! میں عمل کے بارے میں سوال کرتا ہوں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم علم کے بارے میں جواب دیتے ہیں، آپ نے اس پر جواب دیا، علم کے ساتھ تھوڑا عمل بھی نفع پہنچاتا ہے لیکن جہل کے ساتھ بہت عمل بھی نفع نہیں پہنچاتا (جامع العلم)

## علماء کی فضیلت شہیدوں پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کو علماء پر صرف دو درجے فضیلت حاصل ہے۔ اور علماء کو شہداء پر ایک درجہ

علم حاصل کرنا نفلی نماز پڑھنے سے بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم نکلو، اور علم کا ایک باب بھی سیکھ لو، تو یہ تمہارے لیے دو رکعت نماز سے بہتر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر چیز کا ستون ہوتا ہے اور اس دین کا ستون علم ہے تفقہ فی الدین سے بہتر خدا کی عبادت کسی اور طریقے سے نہیں کی گئی۔ شیطان پر ایک اکیلا عالم ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، کہ قائم اللیل اور صائم النہار ہزار عابدوں کی موت حلال و حرام جاننے والے ایک دانا بینا کی موت کے مقابل میں ہیچ ہے۔ عمر بن عبد العزیز کا قول ہے، کہ جو کوئی علم کے بغیر عمل کرتا ہے، اس کا فساد اصلاح سے زیادہ ہوتا ہے (جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر)

## طلب علم کے لیے سفر کرنا

محدثین کی اصطلاح میں "رحلت" وہ سفر ہے، جو حدیث یا حدیث کی اسناد عالی حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، دراصل یہ سفر نہایت مبارک سفر ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبۃ) | کیوں نہیں سفر کیا ہر جماعت میں سے چند لوگوں نے، تاکہ سمجھ حاصل کریں دین میں، اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈرائیں |

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک سفر کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

Marfat.com

مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ (ترمذی)

جو شخص طلب علم کے لیے سفر اختیار کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ الْبَلَايَا عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِرِحْلَةِ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ (تدریب الراوی)

اللہ تعالیٰ اس امت سے بلاؤں کو اصحاب الحدیث کے سفروں کی برکتوں سے اٹھالیتا ہے۔

کثیر بن قیس سے مروی ہے، کہ ایک شخص مدینے سے چل کر حضرت ابوالدرداءؓ کی خدمت میں دمشق آیا، اور ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ ابوالدرداء نے کہا، تم نہ کسی اور مطلب سے آئے ہو، اور نہ تجارت پیش نظر ہے، صرف حدیث کی جستجو میں نکلے ہو، اس نے کہا جی ہاں واقعہ یہی ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا اگر یہی بات ہے، تو خوش ہو جاؤ، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، کہ جو بندہ علم کی تلاش میں نکلتا ہے، فرشتے اس کے لیے اپنے پر رکھ دیتے ہیں، جنت کی ایک راہ اس پر کھل جاتی ہے، اور یہ کہ عالم کے لیے آسمان اور زمین کی تمام مخلوق حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں بھی مغفرت کی دعا کرتی ہیں، عالم کو عابد پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی بدر منیر کو ستاروں پر، علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں۔ کیونکہ انبیاء نے درہم و دینار نہیں چھوڑا، صرف علم چھوڑا ہے، جس نے علم حاصل کر لیا بڑی دولت کا مالک بن گیا (جامع بیان العلم وفضلہ)

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں مجھے ایک حدیث کے بارے میں پتہ چلا، کہ فلاں صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، اسی وقت میں نے اونٹ خریدا، اس پر زین کسا، اور صحابی کی تلاش میں چل پڑا ایک مہینے کی دوڑ دھوپ کے بعد معلوم ہوا، کہ وہ صحابی ملک شام میں موجود ہے، عبداللہ بن انیس انصاری ان کا نام تھا، میں شام پہنچا، اور ان کے دروازے پر اونٹ بٹھا دیا، گھر میں خبر بھیجی کہ جابر آپ کی چوکھٹ پر کھڑا ہے، خادم نے لوٹ کر کہا، میرے آقا پوچھتے ہیں، کیا آپ جابر بن عبداللہ ہیں، میں نے کہا ہاں مجھ ہی کو جابر بن عبداللہ کہتے ہیں، یہ سنتے ہی عبداللہ بن انیس باہر نکل آئے، اور مجھ سے معانقہ کیا، میں نے کہا سنا ہے آپ کے پاس مظالم کے بارے میں ایک ایسی حدیث ہے، جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی انھوں نے جواب دیا بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو، اور شام کی طرف دست مبارک سے اشارہ کیا، اس حال میں جمع کرے گا، کہ وہ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے، پھر انہیں ایسی آواز میں پکارے گا، کہ دور نزدیک سب جگہ سنی جائے گی، فرمائے گا میں ہوں منصف شہنشاہ، کوئی جنتی جنت میں نہیں جا سکتا، جب تک ایک دوزخی بھی اس پر کسی ظلم کا حتیٰ کہ ایک طمانچے کا بھی دعویدار ہے صحابہ کرام نے عرض کیا، مگر وہاں بدلہ کیسے دیا جائے گا جب کہ خدا کے حضور میں

سب ننگے بدن اور ننگے پاؤں ہوں گے، جواب میں حضور پرنور نے ارشاد فرمایا نیکیوں اور بدیوں سے (جامع بیان العلم)

## علم کے ساتھ عمل بہت ضروری ہے

علم کی فضیلت آپ کو بخوبی معلوم ہو گئی لیکن یہ فضیلت اس وقت حاصل ہو گی، جب کہ علم کے مقتضاء کے مطابق عمل کیا جائے، اگر علم حاصل کر لیا، اور اس پر عمل نہیں کیا، تو وہ علم فائدے کے بجائے نقصان دہ ہو گا۔

حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں، جو نہ جانتا ہے اور نہ عمل کرتا ہے اس کے لیے ایک ہلاکت ہے، مگر جو علم جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا، اس کے لیے سات ہلاکتیں ہیں (جامع بیان العلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس لیے حاضر ہوا ہوں، کہ آپ مجھے علم کی باریکیاں بتا دیں ارشاد ہوا، تو پروردگار کی معرفت حاصل کر چکا ہے، عرض کی جی ہاں، فرمایا پروردگار کے حقوق کہاں تک ادا کیے، عرض کیا، جہاں تک خدا کو منظور تھا، فرمایا موت کو بھی جان چکا ہے، عرض کیا جی ہاں جان چکا ہوں، فرمایا، اس کے لیے تیاری بھی کر لی ہے، عرض کیا جی ہاں، جتنی خدا کو منظور تھی، فرمایا جاؤ، پہلے جڑ پختہ کرو، پھر آنا ہم تمہیں دقیق علم سے آشنا کر دیں گے۔

حضرت حسن بصری کہتے تھے، کہ اس علم کی خدمت کے لیے خدا ایسے لوگوں کو بھی کھڑا کر دے گا، جو اسے لوجہ اللہ حاصل نہیں کریں گے لیکن خدا انہیں اس لیے کھڑا کرے گا کہ یہ علم مٹ نہ جائے اور اس کی محبت قائم رہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے کعبؓ سے پوچھا، وہ کیا چیز ہے جو حفظ و فہم کے بعد بھی علم کو سینوں سے نکال دیتی ہے، کعبؓ نے جواب دیا وہ لالچ ہے، اور مخلوق کے سامنے دست سوال کی درازی۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا، علم حاصل کرو، اس پر عمل کرو، اور اسے زیور بناؤ، زندہ رہے، تو تم جلد ایسے لوگوں کو دیکھ لو گے، جو خود کو علم سے اس طرح آراستہ کریں گے، جس طرح لباس سے آراستہ کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن غنم کہتے ہیں، کہ مجھ سے دس صحابیوں نے روایت بیان کی ہے، کہ ہم مسجد قبا میں بیٹھے علمی مذاکرہ کر رہے تھے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور ہمیں دیکھ کر فرمایا، جتنا چاہو، علم حاصل کرو، مگر خدا ثواب اسی وقت عطا فرمائے گا، جب اپنے علم پر عمل کرو گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ باتیں بنانا سب جانتے ہیں، لیکن اچھا وہی ہے، جس کا قول اور فعل یکساں ہے، بڑھ بڑھ کے باتیں بنانا، اور عمل کچھ بھی نہ کرنا خود اپنا منہ چڑانا ہے حضرت حسن بصریؒ کہا کرتے تھے، کہ لوگوں کو ان کے افعال سے پرکھو، نہ کہ اقوال سے، خدا نے کوئی ایسا قول نہیں چھوڑا، جس کی تصدیق یا تکذیب

Marfat.com

کے لئے کوئی نہ کوئی عمل نہ ہو، کسی کی میٹھی میٹھی باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ، بلکہ یہ دیکھو کہ اس کا عمل کیا ہے قاسم بن محمد نے کہا، میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے۔ جنہیں قول پسند نہ تھا، صرف عمل سے خوش ہوتے تھے۔

خلیفہ مامون الرشید کا یہ مقولہ ہے کہ ہمیں زبانی وعظ سے زیادہ عملی وعظ کی ضرورت ہے۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا، اے اہل علم اپنے علم پر عمل کرو، کیونکہ عالم وہی ہے جو علم حاصل کرکے عمل کرتا ہے۔ اور جس کے علم و عمل میں اختلاف نہیں ہوتا ہے۔ جلد ایسے لوگ پیدا ہوں گے۔ جو علم تو رکھیں گے مگر علم ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، اور ان کا باطن ان کے ظاہر سے مختلف ہوگا ان کا علم ان کے عمل کے خلاف رہے گا۔ مجلسیں جماکر بیٹھیں گے، آپس میں فخر و مباہات کریں گے، اور لوگوں سے صرف اس لیے ناراض ہوجایا کریں گے، کہ ان کی مجلسیں چھوڑکر دوسرے کی مجلس میں کیوں جا بیٹھے۔ ایسے عالموں کے عمل خدا تک نہیں پہنچیں گے۔

حضرت ابوالدرداء رضہ کا قول ہے، کہ آدمی متقی نہیں ہوسکتا جب تک کہ عالم نہ ہو، اور علم اسے زیب نہیں دے سکتا جب تک عمل نہ کرے، مالک بن دینارؒ کا قول ہے، آدمی کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں کہ سخت دل ہوجائے۔ اور کہا بے عمل عالم کی نصیحت دل پر وہی اثر کرتی ہے۔ جو بارش سنگلاخ چٹان پر، سوموار کا مقولہ ہے، کہ جو بات دل سے نکلتی ہے، دل پر اتر جاتی ہے۔ اور جو بات محض زبان سے کہی جاتی ہے کانوں میں رہ جاتی ہے، سلمان کا مقولہ ہے کہ قریب ہے، کہ علم عام ہوجائے، اور عمل غائب ہوجائے لوگ زبانوں سے ملیں گے اور دلوں سے دور رہیں گے جب یہ حالت ہوجائے گی، تو اللہ تعالیٰ بھی ان لوگوں کے کانوں، آنکھوں پر مہر لگا دے گا

(نوٹ) یہ سب اقوال جامع بیان العلم وفضلہ سے نقل کیے گئے ہیں، جو علم اور عمل کے باب میں ہیں۔

## دنیا طلبی کے لئے علم حاصل کرنا

شرعی علم خدا کی خوشنودی کے لیے سیکھنا چاہیے، اگر دینی علم کو دنیا طلبی کے لیے حاصل کیا جائے گا، تو وہ علم وبال جان بن جائے گا، اور ایسے عالم کی بڑی مذمت آئی ہے جو دینی علم کو دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، علم اس لیے حاصل نہ کرو، کہ علماء پر فخر کرو، جہلاء سے حجت کرو، اور مجلس میں اونچی جگہ بیٹھو، جو کوئی ایسا کرتا ہے اس کے لیے دوزخ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ اگر اہل علم علم کی عزت کرتے، اور اسے اسی جگہ رکھتے، تو اپنے زمانے کے سردار بن جاتے، مگر انہوں نے علم کی قدر نہ جانی، اور اسے دنیا والوں کے قدموں پر ڈال دیا، تاکہ ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کرلیں، نتیجہ یہ ہوا، کہ ذلیل و خوار ہوگئے میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

ہے۔ کہ جس کسی نے تمام فکروں کو ایک فکر بنا دیا ہے۔ خدا اس کی دنیا و آخرت کی فکر دور کر دے گا۔

حضرت ابوالدرداء سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر کو وحی کی، کہ ان لوگوں کو کہہ دو، جو علم کو دین وعمل کے لیے حاصل نہیں کرتے، اور دنیا کو عمل آخرت سے کماتے ہیں کہ تم وہ ہو، جو آدمیوں کے سامنے بھیڑ کی کھال اوڑھ کر جاتے ہو۔ حالانکہ تمہارے سینوں میں بھیڑیوں کے دل چھپے ہوئے ہیں، تمہاری زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں، مگر دل زہر کی طرح کڑوے ہیں، تم مجھے دھوکہ دیتے ہو۔ اور مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ اچھا ٹھہرو میں تمہیں ایسے فتنوں میں مبتلا کروں گا، جس سے بڑے بڑے دانا ہکا بکا رہ جائیں گے (جامع بیان العلم وفضلہ)

سلیمان بن یسار کا بیان ہے، کہ ایک دن حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بھیڑ چھٹ گئی، تو ایک شامی نے کھڑے ہو کر کہا اے شیخ ہمیں کوئی ایسی حدیث سناؤ، جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، حضرت نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے، قیامت کے دن تین آدمیوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ جس نے خدا کی راہ میں شہادت پائی، خدا اسے اپنے حضور میں طلب کرے گا، اور اپنی تمام نعمتیں ایک ایک کر کے یاد دلائے گا، جب اسے یاد آجائیں گی، تو فرمائے گا، اب بتا تیرا عمل کیا رہا، وہ عرض کرے گا، پروردگار میں نے تیری راہ میں تلوار اٹھائی اور قتل کیا گیا، اللہ تعالیٰ جواب دے گا، تم جھوٹے ہو، تو صرف اس لیے لڑا تھا، کہ بہادر کہلائے، پھر حکم ہو گا، اور اسے منہ کے بل کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اس کے بعد عالم کو بلایا جائے گا، جس نے علم سیکھا سکھایا تھا، قرآن پڑھا پڑھایا تھا، خدا اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، اور سوال کرے گا بتا تیرا عمل کیا ہے، عرض کرے گا، پروردگار تیری رضا جوئی کے خیال سے علم سیکھا اور سکھایا تھا، جواب ملے گا، نہیں، تو جھوٹ بول رہا ہے، تیرے دل میں تو یہ خواہش چھپی ہوئی تھی، کہ عالم کہلائے پھر حکم ہو گا۔ کہ اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا، آخر میں مالدار حاضر کیا جائے گا، اور خدا کی نعمتوں کے جواب میں عرض کرے گا، پروردگار میں نے تیری خوشنودی کی راہوں میں اپنی دولت خرچ کی تھی، جواب ملے گا، تجھے تو سخی مشہور ہونے کا شوق تھا پھر حکم ہو گا اور اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں جھونک دیا جائے گا (مشکوٰۃ)

حضرت جندب بن عبد البجلی کہا کرتے تھے، کہ دوسروں کو نصیحت کرنے والا، اور خود کو بھول جانے والا شمع کی طرح ہے۔ جو خود جل کر دوسروں کو روشنی دیتی ہے۔

**مطالعہ اور کتب بینی** علم استاذ سے پڑھنے سے تو حاصل ہوتا ہی ہے، اور یہ استاذ بھی جدا ہو جاتا ہے، یعنی کچھ عرصہ تک استاذ سے پڑھا، جب کورس پورا ہوا، تو

Marfat.com

اسے چھوڑ دیا جاتا ہے، لیکن مطالعہ بھی ایک استاذ ہے، جو ہمیشہ ساتھ رہتا ہے۔ اور اس سے بے شمار فائدے حاصل ہوتے رہتے ہیں، اگر قسم کی کتابیں اپنے پاس ہوں، اور مطالعہ کا ذوق شوق ہو۔ تو گھر بیٹھے بٹھائے دنیا کی سیر کی جا سکتی ہے۔ اور ماضی و حال کا حال معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کتب بینی بہت ضروری ہے۔ اور یہ مطالعہ اور کتب بینی سچا استاذ اور بہترین ہم نشین ہے۔ عرب کا ایک شاعر کہتا ہے

نِعْمَ الْأَنِيسُ إِذَا خَلَوْتَ كِتَابٌ ۔۔۔ تَلْهُو بِهِ إِنْ خَانَكَ الْأَحْبَابُ

جب تم تنہائی میں ہو گے تو کتاب تمہاری بہترین مونس ہوگی ۔۔۔ اگر دوست تم سے ملنا جلنا چھوڑ دیں، تو یہ تمہیں بہلائے گی۔

لَا مُفْشِيًا سِرًّا إِذَا اسْتَوْدَعْتَهُ ۔۔۔ وَتُفَادُ مِنْهُ حِكْمَةً وَصَوَابُ

اگر کوئی راز کی بات اس کے سپرد کر دو گے، تو وہ کسی سے ظاہر نہ کرے گی اور اس سے تمہیں حکمت اور دانائی کی باتیں معلوم ہونگی

(عقد الفرید)

عہد عباسیہ کا مشہور شاعر متنبی کہتا ہے۔

أَعَزُّ مَكَانٍ فِي الدُّنَى سَرْجُ سَابِحٍ ۔۔۔ وَخَيْرُ جَلِيسٍ فِي الزَّمَانِ كِتَابُ

دنیا میں بہترین جگہ گھوڑے کی زین ہے ۔۔۔ اور بہترین ہم نشین اس زمانے میں کتاب ہے

احمد بن عمران کہتے ہیں، کہ میں احمد بن شجاع کی مجلس میں موجود تھا، انہوں نے اپنے خادم کو بھیجا کہ جا کر ابن الاعرابی کو بلالاؤ، خادم نے لوٹ کر بیان کیا، کہ ابن الاعرابی کہتے ہیں میرے پاس کچھ عرب آئے ہوئے ہیں، ان سے چھٹی پا کر آؤں گا، حالانکہ میں نے خود دیکھا، کہ اکیلے بیٹھے ہیں، اور کتابوں کا انبار سامنے لگا ہے۔ کبھی اس کتاب کو دیکھتے ہیں، کبھی وہ کتاب اٹھا لیتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ابن الاعرابی آگئے۔ ابن شجاع نے کہا سبحان اللہ آپ نے ہمیں اپنی صحبت سے محروم رکھا۔ اور کہلا بھیجا کہ عرب آئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ نوکر کہتا ہے، کہ آپ کے پاس کتابوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ اس پر ابن الاعرابی نے یہ شعر پڑھے

لَنَا جُلَسَاءُ مَا نَمَلُّ حَدِيثَهُمْ ۔۔۔ أَلِبَّاءُ مَأْمُونُونَ غَيْبًا وَمَشْهَدَا

ہمارے ہم نشین ایسے ہیں کہ ان کی گفتگو میں اکتاتی نہیں ۔۔۔ یہ لوگ دانشمند ہیں اور ہر حال میں بے ضرر

يُفِيدُونَنَا مِنْ عِلْمِهِمْ عِلْمَ مَا مَضَى ۔۔۔ وَعَقْلًا وَتَأْدِيبًا وَرَأْيًا مُسَدَّدَا

ہمارے دامن علم وادب اور عقل کی دولتوں سے بھرے رہتے ہیں

لَا فِتْنَةً تُخْشَى وَلَا سُوءَ عِشْرَةٍ ۔۔۔ وَلَا نَتَّقِي مِنْهُمْ لِسَانًا وَلَا يَدَا

خود ان سے کسی فتنے، کسی بدمزگی کا اندیشہ نہیں ۔۔۔ ان کی زبان اور ہاتھ سے کبھی کوئی خطرہ نہیں

فَإِنْ قُلْتَ أَمْوَاتٌ فَمَا أَنْتَ كَاذِبٌ ۔۔۔ وَإِنْ قُلْتَ أَحْيَاءٌ فَلَسْتَ مُفَنَّدَا

اگر کہو کہ وہ مردے ہیں، تو ٹھیک ہے ۔۔۔ اور کہو زندہ ہیں تو بھی غلط نہیں

سفر نامہ شبلی میں ایک واقعہ قابل ذکر ہے، مسٹر آرنلڈ جو علامہ شبلی اور علامہ اقبال کے استاذ ہیں مسٹر موصوف علی گڈھ میں فلسفہ کے پروفیسر تھے، ان کے وطن تشریف لے جانے کے موقع پر شبلی بھی ساتھ گئے بمبئی میں جہاز پر سوار ہوئے، جب جہاز عدن پہنچ کر آگے روانہ ہوا، تو دس مئی کو جہاز کا انجن ٹوٹ گیا، جہاز کے ملازمین اور کپتان سب گھبرائے گھبرائے تدبیریں کرتے تھے، انجن بالکل بے کار ہو چکا تھا، جہاز سست رفتار ہو گیا، شبلی فرماتے ہیں کہ عین اسی حالت میں بصد اضطراب میں دوڑا ہوا مسٹر موصوف کے پاس پہنچا، دیکھا کہ وہ نہایت اطمینان سے مطالعہ کتاب میں مشغول ہیں، میں نے ان سے کہا، کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے، بولے کہ ہاں انجن ٹوٹ گیا ہے میں نے کہا، ایسی حالت میں یہ کتاب دیکھنے کا موقع ہے! فرمایا کہ اگر جہاز کو برباد ہی ہونا ہے۔ تو یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے (سفر نامہ شبلی ص ۲)

## حصول علم کے لیے محنت بہت ضروری ہے

ہر کام کے لیے محنت و مشقت اور جد و جہد ضروری ہے، بلا اس کے نہ دنیا میں کامیابی ہوتی ہے۔ اور نہ آخرت میں سرخروئی حاصل ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى انسان اپنی کوشش سے بہت کچھ ترقی حاصل کر سکتا ہے، اور فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا — اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم اپنی راہ ان کو

وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ — سمجھا دیں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیک اور اچھے لوگوں کے ساتھ ہے

کسی شاعر نے انسانی کوششوں کے بارے میں کیا ہی خوب کہا ہے ؎

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْتَسَبُ الْمَعَالِيْ — وَمَنْ طَلَبَ الْعُلٰى سَهِرَ اللَّيَالِيْ

انسان بلند مقامات پر اپنی کوششوں سے پہنچ سکتا ہے، اس لیے کہ جس کو بھی بلندی تک پہنچنے کی خواہش ہو، تو اس کے لیے راتوں کو جاگنا ضروری ہے۔

يَغُوْصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِيْ — وَيَحْظٰى بِالسِّيَادَةِ وَالنَّوَالِ

جس کو موتیوں کی طلب ہوگی، اسے دریا میں غوطہ زنی کرنا پڑے گی، اور وہی سرداری اور بڑا مرتبہ حاصل کر سکے گا

عُلُوُّ الْكَعْبِ بِالْهِمَمِ الْعَوَالِيْ — وَعِزُّ الْمَرْءِ فِيْ سَهَرِ اللَّيَالِيْ

عزائم کی بلندی کے بعد انسان بلند مقام پر پہنچ سکتا ہے — بس راتوں کا جاگنا عزت کا باعث ہے

ومن رام العلی من غیر کد — اَضَاعَ الْعُمْرَ فِيْ طَلَبِ الْمُحَالِ

اور اگر کوئی نہ سمجھتا ہے، کہ بغیر تکلیف اور مشقت کے بڑا آدمی بن جائے گا، تو یہ محال بات ہے، جس کی طلب میں وہ اپنی عمر کے بیش قیمت لمحات ضائع کر رہا ہے۔

Marfat.com

تَرَكْتُ النَّوْمَ رَبِّيْ فِي اللَّيَالِيْ وَبَلِّغْنِيْ إِلٰى أَقْصَى الْمَعَالِيْ

اے میرے رب میں نے محض تیری رضا جوئی کے واسطے نیند کو خیر باد کر رکھا ہے، لہٰذا مجھے تحصیل علم کی توفیق عطا فرما، اور اپنی مہربانی سے بلند مرتبہ پر پہنچا۔

ہمارے اسلاف کرام اور مشائخ عظام نے حصول علم کے لیے بڑی بڑی محنتیں و مشقتیں برداشت کی ہیں، جن کی وجہ سے بڑی بڑی کتابیں لکھیں، جن سے ہم فیض یاب ہو رہے ہیں، امام طبرانی سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کو بے شمار علوم کیسے حاصل ہوئے فرمایا ہ

كُنْتُ أَنَامُ عَلَى الْبَرَادِيْ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً، اے جان من میں برس تک میری کرنے بورئیے کے سوائے کسی لبتر کا لطف نہیں اٹھایا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۲۸)

مولانا عماد الدین رومی ایک رات طلبہ کے حجروں میں مخفی گشت کے لیے گئے، تو دیکھا کہ دو طالب علم میں، ایک تو تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے مطالعہ کتاب میں مصروف ہے، دوسرے کو دیکھا، کہ دو زانو مستعد بیٹھا مطالعہ کتاب میں مصروف ہے، اور کتاب پر مطالعہ میں موقع بموقع کچھ لکھتا بھی جاتا ہے استاذ نے اول کی نسبت کہا إِنَّهُ لَا يَبْلُغُ دَرَجَةَ الْفَضْلِ، یہ بڑے درجے تک نہ پہنچے گا، دوسرے کی نسبت فرمایا سَيَحْصُلُ لَهُ الْفَضْلُ وَيَكُوْنُ لَهُ شَانٌ کہ یہ کمال اور بڑی شان کا ہوگا (علمائے سلف العلم والعلماء)

مقدمہ ہدایہ میں مولوی عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی لکھتے ہیں، کہ امام ابو یوسف نے فرمایا۔

اَلْعِلْمُ شَيْءٌ لَا يُعْطِيْكَ بَعْضَهُ حَتّٰى تُعْطِيَهُ كُلَّكَ، یعنی علم وہ چیز ہے، کہ تجھے وہ اپنا بعض بھی نہیں دیتا جب تک تو اسے اپنا کل نہ دے دے۔

مطلب یہ ہے، کہ اے طالب علم تو علم کا ادنیٰ حصہ بھی حاصل نہیں کر سکتا جبتک کہ اس میں لگ کر اسی کا نہ ہو رہے، معلوم ہوا کہ کمال علم کے لیے شب و روز کا علمی شغل ہی ایک قوی چیز ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ طَلَبُ الْعِلْمِ أَفْضَلُ مِنَ النَّافِلَةِ، علم کا طلب کرنا اور اس کی تحصیل میں رہنا نفلی عبادت سے بہتر ہے

## عزم واستقلال

حصول علم کے لیے علو ہمتی اور عزم و استقلال بھی نہایت ضروری ہے۔ پست ہمت اور غیر مستقل حصول علم سے قاصر رہتا ہے، وہی طالب علم صحیح معنوں میں طالب علم ہے، جو اسی دھن میں ہمیشہ منہمک رہے نہ کبھی ہمت ہارے، اور نہ کبھی پریشانیوں کی وجہ سے گھبرائے، اسی موقع پر ہم مصنف علماء سلف کے بہترین مقالے جات کا مختصر اقتباس بیان کرتے ہیں جسے سن کر اور پڑھ کر ہر شخص مستفید اور مستفیض ہو سکتا ہے،

شیخ الاسلام انصاری نے فرمایا ہے، هٰذَا الشَّانُ شَانُ مَنْ لَيْسَ لَهُ شَانٌ سِوٰى هٰذَا الشَّانِ

یعنی علم کا طلب کرنا ان جوانمردوں کا کام ہے، جن کو یہی دھن ہو، طالب علمی کے کئی دور ہیں، پہلا دور مکتب یا مدرسہ میں استاذ کی زیرنگرانی ختم ہوتا ہے، اور فی الواقع اس کو بنیاد کمال سے زیادہ کوئی لقب نہیں دیا جا سکتا، اگر کوئی شخص ایک عالی شان عمارت کا منصوبہ دماغ میں بنائے، اور اس کی بنیاد بھر کر سطح زمین سے کچھ بلند کر دے، اور اتنی محنت کے بعد وہ خیال کرے، کہ میں مکان بنا چکا تو یہ نہ سمجھ لینا، کہ وہ عالی شان عمارت بن چکی، چند روز میں ہوا اور بارش کے صدمے اتنی بنیاد کو بھی نسیا منسیا کر دیں گے، اور اس کے بیے باقی کی پست ہمتی کی ایک عبرت ناک یادگار قائم رہ جائے گی، بعینہ یہی حال ان ہونہار طالب علموں کا ہے، جو مدرسہ چھوڑ کر یہ سمجھ لیں کہ ہم عالم بن چکے، یہ طلبہ بھی اپنی ہونہاری کا خون کر کے اپنے استاذ اور دوستوں کے دلوں کو حسرت کا داغ دیں گے۔

دوسرا دور طالب علمی کا مدرسہ کے بعد شروع ہوتا ہے، جس میں انسان خود شاگرد بنتا ہے اور خود استاذ، یہی دور کمال کا دور ہے پس طالب علمی اور کمال گویا دونوں ایک ہی ہیں، اور اسی لحاظ سے ہم نے طلب علم کو اول اور آخر منزل قرار دیا ہے، جن جوانمردوں نے میدان طلب علم کو طے کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ یہ راہ کیسی معرکہ خیز اور صبر آزما ہے، کہیں افلاس کا مردم خوار دیو اپنی منحوس صورت دکھلاتا ہے، اور قوت لایموت کے حاصل ہونے کی بھی کوئی شکل نظر نہیں آتی، کبھی جڑی بوٹی کے پتوں پر بسر کرنی ہوتی ہے اور کبھی نان بائی کی دوکان پر صرف بوئے طعام پر قانع ہونا پڑتا ہے، کہیں محنت و مشقت سے دل گھبراتا ہے اور چھکے چھوٹتے ہیں، کسی کو ناز و نعمت کے کرشمے اپنی طرف کھینچتے ہیں، کسی کی نفسانی خواہش دست و گریباں ہوتی ہے غرض ایک ہنگامہ بلاخیز سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جن کے ارادوں میں ذرا بھی قوت کی کمی ہوتی ہے، وہ ان معرکوں کے مقابلے میں پست ہو جاتے ہیں اور ان کی زبان حال پر لاَ طَاقَۃَ لَنَا کا مضمون ہوتا ہے، لیکن سچی طلب اپنا راستہ صاف کر کے طالب کو مطلوب تک پہنچا دیتی ہے، جس قدر دقت اور صعوبت پیش آتی ہے، ان بہادر طالبوں کے عزم زیادہ مستحکم اور حوصلے زیادہ بلند ہو جاتے ہیں، اگر حوصلوں میں وسعت اور ارادوں میں استحکام نہ ہوتا، تو اہل اسلام کو شیخ الاسلام بقی بن مخلد، امام بخاری، اور ابو نصر فارابی نصیب نہ ہوتے، کیا چقندر کے پتے اور جنگل کی گھاس کھا کر اور شب کو پاسبانوں کی لالٹینوں سے مطالعہ کر کے امام اور حکیم بن جانا آسان ہے، نہیں ہرگز نہیں، وہ کون سی قوت تھی جس نے علی بن عاصم اور ابن سجز کو ناز و نعمت کے آغوش سے چھین کر راہ طلب میں سرگرداں کر دیا، اور اتنا پھرایا، کہ ایک کو مسند عراق اور دوسرے کو حافظ کبیر بنا کر چھوڑا بے شک یہ طلب صادق ہی کا کرشمہ تھا، یہ تمہید ناظرین با تمکین کے ذہن نشین کر سکے گی، کہ ہم علماء سلف کی طلب علم کی نسبت کس

Marfat.com

پہلو پر بحث کرنے والے ہیں، اور یہی طلب کا معیار ہمارے پاس کیا ہے۔

**افلاس** انسان کا حوصلہ پست کرنے والی اور ہمت کی کمر توڑنے والی دنیا میں کوئی چیز غالباً افلاس سے بڑھ کر نہیں ہے مفلسی میں پھنس کر آدمی عزم واستحکام اور ارادے کی استواری بالکل کھو بیٹھتا ہے، اور دل و دماغ کی شگفتگی جو تمام بلند خیالوں کا سرچشمہ ہے قطعاً معدوم ہوجاتی ہے اگر ایک چمن کی سیرابی کے سارے ذرائع مسدود کردیے جائیں، تو وہ مایۂ بہجت سراپا وحشت بن جائے گا۔ اور ظاہر ہے، کہ چمن کی نشوونما یافتہ گلشن جل کر ہیزم خشک ہوجائیں، اس میں تازہ نو بادوں کے اگنے کی کیا امید ہوسکتی ہے، بعینہٖ یہی مصیبت افلاس کے ہاتھوں انسانی دل و دماغ پر نازل ہوتی ہے مفلسی نہ صرف موجودہ خیالات کا ستیا ناس کرتی ہے، بلکہ آیندہ حوصلوں و امنگوں کا پیدا ہونا بھی ختم کردیتی ہے ؎

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج احتیاج است احتیاج است احتیاج

خدا جانے کتنی قابلیتوں کا خون اس مردم خور دیو کی گردن پر ہے، اور کس قدر استعدادیں اس بے درد کے ہاتھوں ضائع ہوئی ہیں، جو بلند ہمت نوجوان اپنے بڑھتے ہوئے ارادوں میں افلاس کے پھندے میں پھنس کر مایوسی کے ساتھ بے دست و پا رہ جاتے ہیں، ان کی مثال بجنسہٖ ایسی ہے، کہ ایک سیاہ ہرن اپنی طاقت اور قوت کے زعم میں اکڑا چلا جا رہا ہے، میدان کی وسعت اس کے دل میں امنگیں پیدا کررہی ہے، اور قدم قدم پر اس کی چال بڑھتی جاتی ہے، ناگاہ وہ صیاد کے مضبوط پھندوں میں جو دور تک پھیلے ہوئے ہیں پھنس کر گر پڑتا ہے، اب وہ جس قدر اپنی قوت صرف کرتا ہے اتنی ہی ان پھندوں کی گرفت مضبوط ہوتی جاتی ہے جن لوگوں نے یہ منظر ملاحظہ کیا ہے، وہ اندازہ کرسکتے ہیں، کہ یہ جنگل کا آزاد منش پہلوان کیسا ان پھندوں میں پڑ کر اپنی چوکڑی بھول جاتا ہے آہ اے افلاس! تو آج تو مسلمانوں کے حوصلوں پر ہمیشہ سے زیادہ بیداد کر رہا ہے، جس قوم میں حوصلوں کا قحط اور ہمت کا کال ہو، اس میں اگر کچھ اولوالعزم جو یائے کمال نکل آئیں، تو ان کو تو پیس کر رکھ دے ہائے یہ کیسا ظلم ہے، لیکن تجھ کو یاد ہوگا، کہ تیرا زور آج کل کی طرح ہمیشہ ہم پر غالب نہیں رہا (خلاصہ علمائے سلف ص ۱۷)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

اَلْجِدُّ یُدْنِیْ کُلَّ اَمْرٍ شَاسِعٍ وَالْجِدُّ یَفْتَحُ کُلَّ بَابٍ مُغْلَقٍ

انسان کوشش کے بعد ہر مشکل سے مشکل کام کو انجام دے لیتا ہے جس طرح کسی بند دروازے کو کوشش کے بعد کھولا جاسکتا ہے

وَاَحَقُّ خَلْقِ اللّٰہِ بِالْھَمِّ امْرُءٌ ذُوْ ھِمَّۃٍ یُبْلٰی بِعَیْشٍ ضَیِّقٍ

اور خدا کی مخلوق میں عزم وارادہ کی بلندی کے اعتبار سے وہ شخص قابل تحسین ہے، جو کہ تنگ زندگی گذارنے کے باوجود ہمتیں بلند رکھتا ہے۔

Marfat.com

وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى الْقَضَاءِ وَحُكْمِهِ　　بُؤْسُ اللَّبِيبِ وَطِيبُ عَيْشِ الْأَحْمَقِ

اور سب سے بڑی خدا کی قدرت کاملہ اور اس کے حکم غالب پر یہ دلیل ہے، کہ ایک عقل مند نہایت تنگ دست اور اس وقت میں ایک احمق اعلیٰ درجہ کا خوش حال ہوتا ہے۔

لٰكِنْ مَنْ رُزِقَ الْحِجَى حُرِمَ الْغِنَى　　ضِدَّانِ يَفْتَرِقَانِ أَيَّ تَفَرُّقِ

لیکن بات یہ ہے، کہ جسے عقل کا کامل حصہ عطا کیا گیا، تو پھر اسے مال و دولت سے محروم رکھا جاتا ہے اور ان دونوں میں تو آپس میں اختلاف ہے، کہ مال و متاع اور عقل و علم کبھی جمع نہیں ہو سکتے، الا ماشاء اللہ۔

اسی کے موافق احمد بن یحییٰ نے بھی کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

كَمْ عَاقِلٍ عَاقِلٍ أَعْيَتْ مَذَاهِبُهُ　　وَجَاهِلٍ جَاهِلٍ تَلْقَاهُ مَرْزُوقًا

بہت سے کامل عقل مند معاشی حیثیت سے پریشان تنگدست ہیں، اور بہت سے کورے جاہل خوشحال اور رزق یافتہ ہیں۔

هٰذَا الَّذِي تَرَكَ الْأَوْهَامَ حَائِرَةً　　وَصَيَّرَ الْعَالِمَ النِّحْرِيرَ زِنْدِيقًا

اسی چیز نے عقلوں کو متحیر بنا رکھا ہے، اور عالم و فاضل اور ماہر فن کو زندیق اور کافر بنا رکھا ہے۔

پس حضرت علی رض نے اس بارے میں جو فیصلہ کیا ہے، وہ بہت درست ہے ؎

رَضِينَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِينَا　　لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالُ

ہمارے لیے خداوند جبار و قہار نے جو فیصلہ کیا ہے اس پر ہم دل و جان سے راضی ہیں کہ ہمارے حصے میں علم آیا اور جاہلوں کے حصہ میں مال آیا

فَإِنَّ الْمَالَ يَفْنِيْ عَنْ قَرِيبٍ　　وَإِنَّ الْعِلْمَ يَبْقَى لَا يَزَالُ

کیونکہ علم ہمیشہ باقی رہنے والی دولت ہے، اور رہا مال و دولت تو یہ بہت جلد ختم ہونے والی دولت ہے، تو ہم فانی پر باقی کو ترجیح دیتے ہیں

علم کے متلاشی کے لیے دیانت، امانت، تقویٰ، طہارت، ایثار، خلوص، مودت و محبت، شغف جد و جہد، مداومت، اساتذہ کرام کی خدمت و اطاعت اور ذکاوت وغیرہ نہایت ہی ضروری ہیں، جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

إِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِيبَ كِلَاهُمَا　　لَا يَنْصَحَانِ إِذَا هُمَا لَمْ يُكْرَمَا

معلم اور طبیب کی جب تک توقیر و تعظیم نہ کی جائے، تب تک وہ کسی قسم کی خیر خواہی اور حسن سلوک کے لیے تیار نہ ہوگا

فَاصْبِرْ لِدَائِكَ إِنْ جَفَوْتَ طَبِيبَهُ　　وَاقْنَعْ بِجَهْلِكَ إِنْ جَفَوْتَ مُعَلِّمًا

بیمار کو اپنی بیماری، اور جاہل کو اپنی جہالت ہمیشہ بھگتنی پڑے گی، اگر اس نے حکیم اور عالم کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

أَخِي لَنْ تَنَالَ الْعِلْمَ إِلَّا بِسِتَّةٍ　　سَأُنْبِيكَ عَنْ تَفْصِيلِهَا بِبَيَانٍ

ذَكَاءٌ وَحِرْصٌ وَاجْتِهَادٌ وَبُلْغَةٌ وَارْشَادُ اُسْتَاذٍ وَطُولُ زَمَانٍ

اے میرے بھائی تم جب ان چھ باتوں پر کاربند ہوجاؤ گے، تو صحیح معنوں میں علم حاصل کرلو گے، ذکاوت، شوق، محنت، ثمن، استاذ کی فرمانبرداری، اور حصول علم کے لیے زیادہ وقت دینا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو دنیا و آخرت میں کام آنے والے علم و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

---

# خطبہ ۳۵ اسلامی اخلاق کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَرَّفَ الْاُمُوْرَ بِتَدْبِيْرِهٖ ۔ وَعَدَّلَ تَرْكِيْبَ الْخَلْقِ فَاَحْسَنَ فِيْ تَصْوِيْرِهٖ۔ وَزَيَّنَ صُوْرَةَ الْاِنْسَانِ بِحُسْنِ تَقْوِيْمِهٖ وَتَقْدِيْرِهٖ ۔ وَحَرَسَهٗ فِي الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ فِيْ شَكْلِهٖ وَمَقَادِيْرِهٖ ۔ وَفَوَّضَ تَحْسِيْنَ الْاَخْلَاقِ اِلَى اجْتِهَادِ الْعَبْدِ وَتَشْمِيْرِهٖ وَاسْتَحَثَّهٗ عَلٰى تَهْذِيْبِهَا بِتَخْوِيْفِهٖ وَتَحْذِيْرِهٖ۔ وَسَهَّلَ عَلٰى خَوَاصِّ عِبَادِهٖ تَهْذِيْبَ الْاَخْلَاقِ بِتَوْفِيْقِهٖ وَتَيْسِيْرِهٖ۔ وَامْتَنَّ عَلَيْهِمْ بِتَسْهِيْلِ صَعْبِهٖ وَعَسِيْرِهٖ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَنَبِيِّهٖ وَحَبِيْبِهٖ وَصَفِيِّهٖ وَبَشِيْرِهٖ وَنَذِيْرِهٖ، الَّذِيْ كَانَ يَلُوْحُ اَنْوَارُ النُّبُوَّةِ مِنْ بَيْنِ اَسَارِيْرِهٖ، وَيَسْتَشْرِفُ حَقِيْقَةَ الْحَقِّ مِنْ مَخَايِلِهٖ وَتَبَاشِيْرِهٖ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ طَهَّرُوْا وَجْهَ الْاِسْلَامِ مِنْ ظُلْمَةِ الْكُفْرِ وَدَيَاجِيْرِهٖ ۔ وَحَسَمُوْا مَادَّةَ الْبَاطِلِ فَلَمْ يَتَدَنَّسُوْا بِقَلِيْلِهٖ وَلَا بِكَثِيْرِهٖ، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ (الاعراف ع ۲۴)

اے نبی آپ درگذری کا شیوہ اختیار کیجیے، اور لوگوں سے اچھی بات کہیے، اور نادانوں سے الگ رہیے، اگر شیطان کے گدگدانے سے انتقام وغیرہ کی گدگدی آپ کے دل میں پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ سے

Marfat.com

پناہ مانگ لیا کیجیے، کیونکہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے، جو لوگ پرہیزگار ہیں، جب کبھی شیطان کی طرف سے ان کے دل میں کوئی برا خیال آجاتا ہے، تو فوراً متنبہ ہو جاتے ہیں، اور ان کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹ جاتا ہے۔ تو اس وقت صحیح راستہ دیکھ لیتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ علیہ وسلم کو معاف اور درگذر کرنے کی تعلیم دی ہے اور یہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی صفت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بھی مخلوق کی غلطیوں کو درگذر کرتا رہتا ہے اگر وہ ایسا نہ کرے، تو کائنات عالم کی بستی برباد ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا نام غفور، غفار، غافر اور عفو ہے۔ اور یہ مکارم اخلاق کی بہت بڑی صفت ہے وہ اسی مکارم اخلاق کی تعلیم دینے کے لیے نبیوں اور رسولوں کو بھیجتا رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (موطا) میں حسن اخلاق کی تعلیم کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

چنانچہ آپ نے اس کی تکمیل فرمادی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورہ ن) آپ بہت بڑے خلق والے ہیں۔

اور اس خلق کی آپ نے بہت بڑی تعریف فرمائی ہے:۔

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (ترمذی) مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں

اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اسلام میں ایمان کے کمال کا معیار جس چیز کو ٹھہرایا گیا ہے، وہ حسن اخلاق ہے، یہی وہ پھل ہے۔ جس سے ایمان کے درخت کی پہچان ہوتی ہے، اسلام میں نماز اور روزہ کی جو اہمیت ہے وہ ظاہر ہے لیکن اخلاق حسنہ کو بھی ان کی قائم مقامی کا شرف کبھی کبھی حاصل ہو جاتا ہے ارشاد ہے۔

اِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ (ابوداؤد) انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پا سکتا ہے، جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ نفل نمازوں میں رات بھر کی شب بیداری اور نفلی روزوں میں دن بھر کی بھوک اور پیاس سے جو درجہ حاصل ہو سکتا ہے، وہ درجہ حسن خلق سے بھی حاصل ہو سکتا ہے، حسن اخلاق کی یہ حیثیت اس کو ایک گونہ عبادات کی کثرت سے بڑھادیتی ہے، اسلام میں اخلاق ہی وہ معیار ہے جس سے باہم انسانوں میں درجہ اور رتبہ کا فرق نمایاں ہوتا ہے، فرمایا:۔

خِيَارُكُمْ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا (بخاری، کتاب الادب) تم میں سے اچھا وہ ہے، جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے:۔

مَا مِنْ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِي الْمِيْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ (قیامت کی ترازو میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز

Marfat.com

حُسْنِ الْاَخْلَاقِ فَاِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهٖ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَ الصَّلٰوةِ (ترمذی)

نہ ہوگی، کہ حسن اخلاق والا اپنے حسن خلق سے ہمیشہ کے روزہ رکھنے والے اور نماز پڑھنے والے کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔

یعنی یہ کہ حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز ترازو میں نہیں، اس حدیث نبوی نے پوری طرح واضح کر دیا ہے، کہ اسلام کی میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ گراں کوئی چیز نہیں، ایک اور حدیث میں ہے کہ بندہ کو خدا کی طرف سے جو کچھ ملا ہے، اس میں حسن اخلاق کا عطیہ سب سے بڑھ کر ہے۔

خَيْرُ مَا اُعْطِيَ النَّاسُ خُلُقٌ حَسَنٌ، (نسائی۔ ابن ماجہ)

لوگوں کو قدرت الٰہی کی طرف سے جو چیزیں عطا ہوئی تھیں سب سے بہتر اچھے اخلاق ہیں۔

اس بشارت نے اخلاق حسنہ کی نعمت کو تمام انسانی نعمتوں سے بالاتر بنا دیا، ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَحَبُّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ اَحْسَنُهُمْ اَخْلَاقًا۔ (طبرانی)

اللہ کے بندوں میں اللہ کا سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں

اس سے معلوم ہوا، کہ حسن خلق خدا کی عبادت کا ذریعہ ہے، اور درحقیقت رسولؐ کی محبت کا بھی یہی وسیلہ ہے فرمایا

اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ فِي الْاٰخِرَةِ مَجَالِسَ مَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ فِي الْاٰخِرَةِ مَسَاوِيْكُمْ اَخْلَاقًا (ابن حنبل، طبرانی، ابن حبان و شعب الایمان للبیہقی)

تم میں سب سے پیارا، نشست میں مجھ سے سب سے نزدیک وہ ہیں جو خوش خلق ہیں، اور مجھے ناپسند اور قیامت میں مجھ سے دور وہ ہوں گے، جو تم میں بداخلاق ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو صحابیہ تھیں، ایک رات بھر نماز پڑھتیں، دن کو روزہ رکھتیں، اور صدقہ دیتیں، لیکن اپنی زبان درازی سے پڑوسیوں کا ناک میں دم کیے رہتیں، دوسری صحابیہ صرف فرض نمازیں پڑھتیں، اور غریبوں کو چند کپڑے بانٹ دیتیں، لیکن کسی کو تکلیف نہ دیتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کی نسبت پوچھا گیا، تو آپ نے پہلی کی نسبت فرمایا، کہ اس میں کوئی نیکی نہیں، وہ اپنی بدخلقی کی سزا بھگتے گی، اور دوسری کی نسبت فرمایا، کہ وہ جنتی ہوگی (مشکوۃ)

ان دونوں بی بیوں کی سیرتوں کے جو مختلف نتیجے پیغمبر اسلام علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے ظاہر ہوئے ہیں، وہ اسلام میں اخلاق کی حیثیت کو پوری طرح نمایاں کر دیتے ہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ ایک بدوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ مجھے وہ کام سکھایے، جو مجھے جنت میں لے جائے، فرمایا انسان کو غلامی سے آزاد کر، انسان کی گردن کو قرض کی بندش سے چھڑا، اور ظالم رشتہ دار کا ہاتھ پکڑ، اگر یہ نہ کرسکے، تو بھوکے کو کھلا، اور پیاسے کو پلا، اور نیکی بتا اور برائی سے روک، اگر یہ نہ کرسکے تو بھلائی کے سوا اپنی زبان روک (مشکل الآثار امام طحاوی)

غور کیجیے، کہ یہ حدیث اخلاق عظمت کو کہاں تک بڑھا رہی ہے، حضرت براء ابن عازب فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ خُلُقًا (احیاء العلوم غزالی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ خلیق تھے،

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

اس کے باوجود اپنے لیے حسن خلق کی یہ دعا مانگتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ

اے اللہ تو نے میری بناوٹ اچھی بنائی ہے تو میری عادت کو اچھی بنا دے، اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تندرستی اور پرہیزگاری اور امانت اور اچھی عادت اور تقدیر پر راضی رہنا۔

یہ دعا اس لیے ہے، کہ اخلاق حسنہ درحقیقت صفات الٰہی کا سایہ و ظل ہے، اور اسی کی صفات کاملہ کے ادنیٰ ترین مظاہر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

حُسْنُ الْخُلُقِ خُلُقُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ (طبرانی) یعنے خوش خلقی اللہ تعالیٰ کا خلق عظیم ہے۔

ہم ان ہی صفات و اخلاق کو اچھا کہتے ہیں، جو صفات ربانی کا عکس ہیں، اور ان ہی کو برا سمجھتے ہیں، جو خدا کی صفات کے منافی ہیں، البتہ یہ بات ظاہر ہے، کہ خدا کی بعض خاص صفتیں ایسی بھی ہیں، جو اسی کے ساتھ مخصوص ہیں، اور جن کا تصور بھی دوسرے میں نہیں کیا جاسکتا، جیسے اس کا واحد ہونا، خالق ہونا، نیز ایسی پرجلال صفتیں ہیں، جو صرف خدا ہی کو زیبا ہیں، جیسے اس کی کبریائی اور بڑائی وغیرہ، اس قسم کی صفات کا بندہ میں کمال یہ ہے، کہ ان کی مقابل کی صفتیں اس میں پیدا ہوں، خدا کی کبریائی کے مقابلہ میں بندہ میں خاکساری اور تواضع ہو، اور خدا کی بلندی کے مقابلہ میں پستی اور فروتنی ہو، الغرض اسلام نے انسان کی روحانی تکمیل کا ذریعہ اخلاق کو اسی لیے قرار دیا ہے، کہ وہ صفات الٰہی کے انوار کے کسب و فیض کا سبب ہے، ہم جس حد تک اس کسب فیض میں ترقی کریں گے، ہماری روحانی ترقی کا سلسلہ جاری رہے گا، اور یہی ہماری زندگی کی روحانی سیر کی آخری منزل ہے، اخلاق کا اس سے بلند تر تخیل ممکن نہیں ہے۔

## اخلاق حسنہ اور قرآن مجید

سارا قرآن مجید خلق عظیم کا داعی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کے بارے میں

Marfat.com

فرماتی ہیں کہ آپ کا خلق قرآن ہی تھا (ابو داؤد) یعنی جو قرآن مجید میں الفاظ کی صورت میں ہے، وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں بصورت عمل تھا۔ اگر غریبوں اور مسکینوں کی امداد و اعانت کا حکم دیا، تو پہلے خود اس فرض کو ادا کیا، خود بھوکے رہے، اور دوسروں کو کھلا دیا، اگر آپ نے اپنے دشمنوں اور قاتلوں کو معاف کرنے کی نصیحت کی، تو پہلے خود اپنے قاتلوں اور دشمنوں کو معاف کیا۔ کھانے میں زہر دینے والوں سے درگذر کیا، اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا، جنہوں نے آپ پر تیر برسائے اور تلواریں چلائیں، مسلح ہو کر بھی کبھی ان پر ہاتھ نہیں اٹھایا، کپڑوں کی شدید ضرورت کے وقت میں بھی جس نے آپ سے کپڑا مانگا، خود اپنی چادر اتار کر اس کے حوالے کر دی، اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور خلیق بندوں کی مندرجہ ذیل آیتوں میں یہ شان بتائی ہے

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۝ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىِٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۝

اور رحمان کے سچے بندے وہ ہیں، جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب بے علم لوگ ان سے اپنی سی بات کرنے لگتے ہیں، تو وہ کہہ دیتے ہیں سلام ہے۔ اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے کرتے ہیں، اور کھڑے رہتے ہیں، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے جہنم کے عذاب کو ہٹا دے کہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ وہ برا ٹھکانا اور برا مقام ہے۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں، تو نہ اسراف کرتے ہیں، اور نہ بخیلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، اور درمیانی راستہ اختیار کرتے ہیں، اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا وہ بغیر حق کے قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں، اور جو کوئی یہ کام کرے، وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائیگا، اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا، سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں، اور ایمان لائیں، اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے، اور جو شخص توبہ کرے، اور نیک عمل کرے، تو وہ حقیقۃً

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ۝ أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلَامًا ۝ خَالِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ (سورۃ الفرقان)

خدا کی طرف سچا رجوع کرتا ہے، اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغویت پر ان کا گذر ہوتا ہے، وہ بزرگانہ طور پر گذر جاتے ہیں، اور جب انہیں ان کے رب کے کلام کی آیتیں سنائی جاتی ہیں، تو وہ اندھے بہرے ہوکر ان پر نہیں گرتے۔ اور یہ دعا کرتے رہتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ہماری بیویوں اور ہمارے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالاخانے دیے جائیں گے جہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے، کہہ دے اگر تمہاری التجا نہ ہوتی، تو میرا رب تمہاری مطلق پرواہ نہ کرتا، تم تو جھٹلا چکے اب عنقریب اس کی سزا تم کو چمٹ جانے والی ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اخلاق کریمانہ کی بعض اہم باتوں کو بیان فرمایا ہے، جو غور و عمل کے لائق ہے، اور سورہ بنی اسرائیل میں بھی عبادت، ریاضت اور اطاعت والدین اور قرابتداروں و محتاجوں کی امداد کی نصیحت اور اسراف و فضول خرچی کی مذمت، بخل، اولاد کشی، بدکاری، کسی بے گناہ کی جان لینے اور یتیموں کو ستانے کی ممانعت کی کے بعد ایفائے عہد کرنے ٹھیک ٹھیک ناپنے تولنے کا تاکیدی حکم دیا ہے، اور زمین پر اکڑ کر اور اترا کر چلنے سے منع فرمایا ہے، ان آیتوں کو غور سے پڑھیے، اور سمجھیے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۚ إِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ

اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے، کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کے آگے ہوں تک نہ کہنا نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا، اور عاجزی اور رحمت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رہنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پر ویسے ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں

Marfat.com

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ
ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ
وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا
اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ
كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ
رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ
قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ
فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ
كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ
وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً
وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ
مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا
فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ
مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ
اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ
وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْئُوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ
وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ
خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا
لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ

میری پرورش کی ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب
بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو، تو رجوع کرنے والوں کو
بخشنے والا ہے، رشتے داروں کا، اور مسکینوں کا اور مسافروں
کا حق ادا کرتے رہو، اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو،
بے جا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے
رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے، اور اگر تجھے ان سے منہ پھیر لینا
پڑے اپنے رب کی اس رحمت کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا
ہے، تو بھی تجھے چاہیے کہ عمدگی اور نرمی سے انہیں سمجھا دے
اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ، اور نہ اسے بالکل
ہی کھول دیا کر، کہ پھر ملامت کیا ہوا، اور پچھتاتا ہوا بیٹھ جائے
یقیناً تیرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے
اور تنگ بھی، یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب
دیکھنے والا ہے، اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو مار
ڈالا کرو، ان کو اور تم کو ہم ہی روزیاں دیتے ہیں، یقیناً ان کا
قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے، خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا
کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے، اور بہت ہی بری راہ ہے
اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے ہرگز
ناحق قتل نہ کرنا، اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار
ڈالا جائے، تو ہم نے اس کے وارثوں کو طاقت دے رکھی
ہے پس اسے چاہیے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے
بے شک وہ مدد کیا گیا ہے۔ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ
جاؤ بجز اس طریقے کے جو بہتر ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی
بلوغت کو پہنچ جائے، اور وعدے پورے کیا کرو، کیونکہ قول و قرار
کی بازپرس ہونے والی ہے، اور جب ناپنے لگو، تو بھرپور پیمانے
سے ناپو اور سیدھی ترازو سے تولا کرو، یہی بہتر ہے، اور انجام

Marfat.com

وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝
وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ
تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
طُولًا ۝ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ
رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۝ ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ
رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ
إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا
مَدْحُورًا ۝

(بنی اسرائیل)

کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے، جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو، اس کے پیچھے مت پڑو، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں ہر ایک سے سوال کیا جائے گا، اور زمین پر اکڑ کر چلا کر کیونکہ نہ تو تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے، اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے، اور سب کاموں کی برائی تیرے رب کے نزدیک سخت ناپسند ہے یہ بھی منجملہ اس وحی کے ہے جو تیری جانب تیرے رب نے حکمت سے اتاری ہے، تو خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنانا، کہ ملامت خوردہ اور راندہ درگاہ ہوکر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

## اخلاق حسنہ اور نیکی

نیکی اور بھلائی اخلاق حسنہ کی بہترین قسموں میں سے ایک قسم ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّبِيِّينَ
وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَ
فِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ
وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَ
الصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ
الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ ۝

(سورۂ بقرہ)

ساری بھلائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے سے ہی نہیں بلکہ حقیقۃً بھلا وہ شخص ہے، جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر، فرشتوں اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو اس کی محبت میں مال خرچ کرے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی کرے، اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں، اور یہی پرہیزگار ہیں،

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ حق اللہ اور حق العباد کی ادائیگی اخلاق حسنہ کی روح اور جان ہے یعنی ہر حق والے کو پورا پورا حق ادا کرنا، اور جو جس درجے کے لائق ہے، اس کو اسی درجہ پر رکھنا، یہی عدل اور انصاف اور خدا کا امر اور اطاعت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ

اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے انصاف کرنے والا اور بھلائی کرنے

ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ. (سورۃ النحل)

اور قرابت داروں کو دینے کا، اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے۔ تم کو سمجھاتا ہے۔ تاکہ تم یاد رکھو، اور پورا کرو عہد اللہ کا جب آپس میں عہد کرو، اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد، اور تم نے کیا ہے اللہ کو ضامن اپنا، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور تین چیزوں سے منع فرمایا ہے اس کے ساتھ ایفائے عہد کی بھی تاکید فرمائی ہے، گویا اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ کے سمندر کو ایک کوزے میں بند کر دیا ہے۔ فطری اور اصولی طور پر اجمالی حیثیت سے سب باتیں آگئی ہیں جن تین چیزوں کا خدا نے حکم دیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ عدل، احسان، ایتاء ذی القربیٰ۔ عدل کا مطلب یہ ہے۔ کہ آدمی کے تمام عقائد اعمال، اخلاق، معاملات، جذبات، اعتدال وانصاف کے ترازو میں تلے ہوں۔ افراط وتفریط سے کوئی پلہ جھکنے یا اٹھنے نہ پائے، سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی معاملہ کرے۔ تو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اس کا ظاہر وباطن یکساں ہو، جو بات اپنے لیے پسند نہ کرتا ہو، اپنے بھائی کے لیے بھی پسند نہ کرے۔ احسان کے معنی یہ ہیں۔ کہ انسان بذات خود نیکی اور بھلائی کا پیکر بن کر دوسروں کا بھلا چاہے مقام عدل وانصاف سے ذرا بلند ہو کر فضل وعفو اور تلطف وترحم کی خو اختیار کرے۔ فرض ادا کرنے کے بعد تطوع وتبرع کی طرف قدم بڑھائے انصاف کے ساتھ مروت کو جمع کرے۔ اور یقین رکھے کہ جو بھلائی کرے گا خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ادھر سے بھلائی کا جواب ضرور بھلائی کی صورت میں ملے گا۔ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (سورہ رحمٰن)

یہ دونوں خصلتیں یعنی عدل واحسان یا بالفاظ دیگر انصاف ومروت تمہارے اپنے نفس اور ہر ایک خویش وبیگانہ اور دوست دشمن سے متعلق تھیں، لیکن اقارب کا حق اجانب سے کچھ زائد ہے جو تعلقات قرابت قدرت نے باہم رکھ دیے ہیں، انہیں نظر انداز نہ کیا جائے، بلکہ اقارب کی ہمدردی اور ان کے ساتھ مروت واحسان اجانب سے کچھ بڑھ کر ہونا چاہیے، صلہ رحم ایک مستقل نیکی ہے۔ جو اقارب ذوی الارحام کے لیے درجہ بدرجہ استعمال ہونی چاہیے، گویا احسان کے بعد ذی القربیٰ کا بالتخصیص ذکر کر کے متنبہ فرما دیا کہ عدل وانصاف تو سب کے لیے یکساں ہے، لیکن مروت واحسان کے بعض مواقع بعض خصوصی رعایت واہتمام کے قابل ہیں، فرق مراتب کو فراموش کرنا ایک طرح قدرت کے قائم کیے ہوئے توا...

Marfat.com

ان تینوں لفظوں کی ہمہ گیری کو پیش نظر رکھتے ہوئے سمجھ دار آدمی فیصلہ کر سکتا ہے، کہ وہ کون سی فطری خوبی بھلائی اور نیکی دنیا میں رہ گئی ہے، جو ان تین فطری اصولوں کے احاطہ سے باہر ہو فللہ الحمد والمنة

منع بھی تین چیزوں سے کیا ہے فحشاء منکر، بغی، کیونکہ انسانی قوتیں تین ہیں، جن کے بے موقع اور غلط استعمال سے ساری خرابیاں اور برائیاں پیدا ہوتی ہیں، قوت شہوت بہیمیہ شہوانیہ، قوت وہمیہ شیطانیہ و قوت سبعیہ، غالباً فحشاء سے وہ بے حیائی مراد ہے جس کا منشا شہوت و بہیمیت کی افراط ہو، منکر معروف کی ضد ہے یعنی نامعقول کام جن پر فطرت سلیمہ اور عقل صحیح انکار کرے، گویا قوت وہمیہ شیطانیہ کے غلبہ سے قوت عقلیہ ملکیہ دب جائے، تیسری چیز "بغی" ہے، یعنی سرکشی کرکے حد سے نکل جانا ظلم و تعدی پر کمربستہ ہو کر درندوں کی طرح کھانے، پھاڑنے کو دوڑنا، اور دوسروں کے جان و مال یا آبرو لوٹنے کے واسطے دست درازی کرنا اس قسم کی تمام حرکات قوت سبعیہ غضبیہ کے بے جا استعمال سے پیدا ہوتی ہے، الحاصل آیت میں تنبیہ فرمادی، کہ انسان جب تک ان تینوں قوتوں کو قابو میں نہ رکھے، اور قوت عقلیہ ملکیہ کو ان سب پر حاکم نہ بنائے مہذب اور پاک نہیں ہو سکتا۔

اکثم بن صیفی نے اس آیت کریمہ کو سن کر اپنی قوم سے کہا، میں دیکھتا ہوں، کہ یہ پیغمبر تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں، اور کمینہ اخلاق و اعمال سے روکتے ہیں، تو تم اس کے ماننے میں جلدی کرو، تكونوا في هذا الامر رؤساء ولا تكونوا فيه اذنابا۔ یعنی تم اس سلسلہ میں سر بنو دم نہ بنو۔

حضرت عثمان بن مظعون فرماتے ہیں، کہ اس آیت کو سن کر میرے دل میں ایمان راسخ ہوا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جاگزیں ہوئی،

کتاب اور سنت میں اخلاقی باتوں کی بڑی اہمیت دی گئی ہے، اور ہر ایک کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے، ان اخلاقی باتوں کی بہت لمبی فہرست ہے، قرآنی اخلاق کی اجمالی فہرست میں ذیل میں بیان کرنے کے بعد احادیث کی اخلاقی اور اجمالی فہرست بیان کریں گے، اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان اخلاقیات کو پڑھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے،

## قرآنی اخلاق

سچ بولنا، جھوٹ کی برائی، علم بے عمل کی مذمت، عام عفو و درگذر، توکل، صبر، شکر، حق پر استقامت، خدا کی راہ میں جان دینا، سخاوت اور خیرات کا حکم، بخل کی برائی، اسراف اور فضول خرچی کی ممانعت، میانہ روی کی تاکید، عزیزوں، قرابت داروں، یتیموں مسکینوں اور پڑوسیوں کے ساتھ نیکی، مسافروں، سائلوں اور عزیزوں کی امداد، غلاموں اور قیدیوں کے ساتھ احسان فخر اور غرور کی برائی، امانتداری، وعدہ کا ایفا کرنا، عہد کا پورا کرنا، معاہدوں کا لحاظ رکھنا، صدقہ و خیرات

Marfat.com

نیکی اور بھلائی کی بات کرنا، آپس میں لوگوں کے درمیان محبت پیدا کرنا، کسی کو برا بھلا نہ کہنا، کسی کو نہ چڑانا، نہ برے ناموں سے یاد کرنا، والدین کی خدمت و اطاعت، ملاقاتوں میں باہم بھلائی اور سلامتی کی دعا کرنا، حق گوئی، انصاف پسندی، سچی گواہی دینا، گواہی کو نہ چھپانا، جھوٹی گواہی کا دل کی گناہ گاری پر اثر، نرمی سے بات کرنا، زمین پر اکڑ کر نہ چلنا، صلح جوئی، اتفاق و اتحاد، ایمانی برادری، انسانی برادری، اکل حلال، روزی خود حاصل کرنا، تجارت، گداگری کی ممانعت لوگوں کو اچھی بات کی تعلیم دینا، اور بری بات سے روکنا، اولاد کشی، خودکشی اور کسی دوسرے کی ناحق جان لینے کی ممانعت یتیم کی کفالت، اس کے مال و جان کی نیک نیتی کے ساتھ حفاظت، ناپ اور تول میں بے ایمانی نہ کرنا، ملک میں فساد برپا نہ کرنا بے شرمی کی بات سے روکنا، زنا کی حرمت، آنکھیں نیچی رکھنا، کسی کے گھر بے اجازت داخل نہ ہونا، ستر اور حجاب خیانت کی برائی، آنکھ، کان اور دل کی باز پرس نیکی کا کام کرنا، لغو سے اعراض، امانت اور عہد کی رعایت ایثار، تحمل، دوسروں کو معاف کرنا، دشمنوں سے درگذر، بدی کے بدلے نیکی کرنا، غصہ کی برائی، مناظرے اور مخالفوں سے گفتگو میں آداب کا لحاظ، مشرکوں کے بتوں تک کو برا نہ کہنا، فیصلہ میں عدل و انصاف، دشمنوں تک سے عدل و انصاف، صدقہ و خیرات کے بعد لوگوں پر احسان دھرنے کی برائی، الا بنیے کی مذمت، فسق اور فجور سے نفرت، چوری، ڈاکہ، رہزنی اور دوسروں کے مال کو بے ایمانی سے لینے کی ممانعت، دل کا تقویٰ اور پاکیزگی، پاک بازی جتانے کی برائی، رفتار میں وقار و متانت، مجالس میں حسن اخلاق، ضعیفوں، کمزوروں اور عورتوں کے ساتھ نیکی، شوہر کی اطاعت، بیوی کا حق ادا کرنا، ناحق قسم کھانے کی برائی چغل خوری، طعنہ زنی اور تہمت دھرنے کی ممانعت، جسم و جان اور کپڑوں کی پاکیزگی اور طہارت، شرم گاہوں کی ستر پوشی، سائل کو نہ جھڑکنا، یتیم کو نہ دبانا، خدا کی نعمت کو ظاہر کرنا، غیبت نہ کرنا، بدگمانی نہ کرنا، سب پر رحم کرنا، ریا اور نمائش کی ناپسندیدگی، قرض دینا، قرض معاف کرنا، سود اور رشوت کی ممانعت، ثبات قدمی، استقلال اور شجاعت و بہادری کی خوبی، لڑائی کے میدان سے نامردی سے بھاگ کھڑے ہونے کی برائی، شراب پینے اور جوا کھیلنے کی ممانعت، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ظاہری باطنی اور ہر قسم کی بے شرمی کی باتوں سے پرہیز، بے غرض نیکی کرنا مال و دولت سے محبت نہ کرنا، ظلم سے منع کرنا، لوگوں سے بے رحمی نہ کرنا، گناہ سے بچنا، ایک دوسرے کو حق پر قائم رکھنے کی فہمائش معاملات میں سچائی اور دیانت داری وغیرہ اگر ان سب کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی جائیں تو ایک دفتر ناکافی ہوگا، اگر آپ عالم باعمل ہیں، تو قرآن مجید سے ان آیتوں کو تلاش کر سکتے ہیں، اب آپ احادیث کے اخلاقیات کی مختصر فہرست ملاحظہ فرمائیں:۔

Marfat.com

## احادیث کے اخلاقیات کی اجمالی فہرست

صلہ رحمی، ماں باپ کے ساتھ سلوک بچوں سے محبت، چھوٹوں کی محبت اور بڑوں کی عزت، اپنے بھائی کے لیے اپنے ہی مانند چاہنا، ہمسائے کے ساتھ سلوک، غلاموں کا قصور معاف کرنا، اہل وعیال کی پرورش، یتیموں کی پرورش، بیوہ کی خبر گیری، حاجتمند کی امداد، اندھوں کی دستگیری، عام انسانوں کے ساتھ ہمدردی، فرمانداروں پر احسان، فریادوں کی فریاد رسی، خلق کو نفع رسانی، مسلمانوں کی خیر خواہی، جانوروں پر شفقت اور رحم، محسنوں کی شکر گذاری، ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق، بیمار دل کی خدمت وعیادت، رشک، حسد کی ممانعت، شجاعت، بہادری، لڑائی کے میدان سے بھاگنے کی برائی، امیر وامام کی اطاعت، مداومت عمل، اپنے ہاتھ سے کام کرنا، شیریں کلامی، خوش خلقی، فیاضی، بدزبانی سے اجتناب، مہمان نوازی، شرم وحیا، حلم ووقار، غصہ کو ضبط کرنا، عفو ودرگذر، صبر وتحمل، حسب ونسب پر فخر اور قمار بازی کی مذمت، بدگمانی کی برائی، کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہونا، دوسروں کے گھر جاکر ادھر ادھر نہ دیکھنا، دوسرے بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرنا، رفق ونرمی، قناعت، استغفار، گداگری کی ممانعت، تہمت لگانے کی برائی، غیبت کی ممانعت، اپنے گناہوں کی پردہ پوشی، اپنے بھائیوں کے عیوب پر پردہ ڈالنا، چغل خوری کی ممانعت، بغض اور کینہ کی ممانعت، دوسرے کی ٹوہ لگانے کی ممانعت، کبر وغرور کی مذمت، ہنسی مذاق کی برائی، رازداری، تواضع وخاکساری، امانتداری، گالی کی ممانعت، منہ پر مدح وستائش کی ممانعت، نفس انسانی کا احترام، ظلم کی ممانعت، عدل وانصاف، تعصب کی ممانعت، سخت گیری کی ممانعت، غمخواری وغم گساری، توکل، لالچ کی برائی، رضا بالقدر، ماتم کی ممانعت، قمار بازی کی ممانعت، سچائی کی ہدایت اور جھوٹ کی ممانعت، جھوٹی گواہی کی ممانعت، جھگڑا اور فساد کرنے کی ممانعت باہم مصالحت کرانا، ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ ناراض نہ رہے، منافقت اور دورخی چال کی ممانعت، وعدہ خلافی کی ممانعت، خیانت اور فریب کی ممانعت، شراب خوری اور زنا کاری اور چوری کی ممانعت، طہارت اور صفائی، دوست واحباب کی ملاقات، سلام وتحیۃ، مصافحہ ومعانقہ، دیگر آداب ملاقات، آداب مجلس، آداب طعام، آداب لباس، آداب نشست وبرخاست، خانہ داری کے آداب، سونے جاگنے کے آداب، عورتوں کے متعلق، عورتوں کے متعلق خاص آداب واخلاق اور سلوک کے احکام۔

اگر ان سب کی حدیثیں لکھی جائیں، تو بہت لمبا مضمون ہوجائے گا، ہم نے اسلامی اخلاق وآداب کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے، جس میں ان سب کا مدلل بیان آیا ہے، طالب اخلاق کے

Marfat.com

لیے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ اور سیرت النبی کے اخلاق کا حصہ جو پانچویں جلد میں ہے اسی طرح دوسری اخلاقیات کی کتابوں کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے

غور کرنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ اسلام کے ہر ہر حکم میں اخلاق مضمر ہے یہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ اس نے حسن اخلاق کے تمام پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے:۔

بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ (مؤطا) میں حسن اخلاق کی تعمیر کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

آئندہ ہم انشاء اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو مستقل ایک خطبہ میں بیان کریں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

---

# خطبہ ۳۶، طہارت و صفائی کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ تَلَطَّفَ بِعِبَادِهٖ فَتَعَبَّدَهُمْ بِالنَّظَافَةِ وَاَفَاضَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ تَزْكِيَةً لِسَرَائِرِهِمْ اَنْوَارَهٗ وَاَلْطَافَهٗ وَاَعَدَّ لِظَوَاهِرِهِمْ تَطْهِيْرًا لَهَا الْمَاءَ الْمَخْصُوْصَ بِالرِّقَّةِ وَاللَّطَافَةِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدِ نِ الْمُسْتَغْرِقِ بِنُوْرِ الْهُدٰى اَنْوَارَ الْعَالَمِ وَاَكْنَافَهٗ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بَرَكَاتُهَا يَوْمَ الْمَخَافَةِ وَتَنْتَصِبُ جُنَّةً بَيْنَنَا وَبَيْنَ كُلِّ اٰفَةٍ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (سورۃ المدثر)

اے کپڑے اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ۔ اور آگاہ کرو۔ اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کرو، اپنے کپڑے صاف رکھا کرو۔ ناپاکی اور گندگی کو چھوڑ دو۔

یہ آیت کریمہ اقرا باسم ربک کے بعد اور دیگر تمام آیتوں سے پہلے نازل ہوئی ہے یعنی دوسرے نمبر پہ یہ آیت اتری ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے طہارت اور پاکی کو بیان فرمایا ہے یعنی دلوں کو گندے

Marfat.com

عقیدوں اور شرک سے پاک کیا جائے. اور بدن کے کپڑوں کو بھی نجاست اور گندگیوں سے پاک رکھا جائے اسلام میں پاکی و ستھرائی کی بڑی اہمیت ہے، پاک صاف رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ محبوب بنالیتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا:

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ (سورۃ البقرۃ)　　اس میں ایسے لوگ ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے.

یعنی ظاہری باطنی پاکی حاصل کرنے والے خدا کے محبوب ہیں، ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے.

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ (سورۃ البقرۃ)　　بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور پاکی حاصل کرنیوالوں کو اپنا دوست بنالیتا ہے.

پاکی کے بہت سے درجے ہیں، پہلا درجہ یہ ہے، کہ دل کو خدا کے سوا تمام چیزوں سے خالی کر دیا جائے یعنی پاک و صاف رکھا جائے، اور کینہ کپٹ تکبر و حسد وغیرہ کو دل سے دور کیا جائے، اور زبان کو جھوٹ غیبت وغیرہ سے بچایا جائے اور آنکھ کو نامحرم چیزوں کو دیکھنے سے روکا جائے اور کان کو بھی حرام چیزوں کے سننے سے بچایا جائے، اور ہاتھ پاؤں کو تمام شرکے کاموں سے محفوظ رکھا جائے، اور ظاہری پاکی یہ ہے، کہ جسم کو ہر قسم کی ناپاکیوں سے پاک رکھا جائے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ (مسلم) پاکی آدھا ایمان ہے جو لوگ پاکی کا خیال نہیں رکھتے وہ پورے مومن نہیں، اور نہ ان کے پاس رحمت کے فرشتے آتے ہیں، پیشاب، پاخانے سے بھی صفائی ضروری ہے، یعنی پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کی جگہ کو مٹی سے سکھا لینا اور پانی سے دھو ڈالنا ضروری ہے، اور پیشاب کی چھینٹوں سے بھی بچنا نہایت ضروری ہے، جو لوگ پیشاب سے اپنے جسم کو پاک نہیں رکھتے، انہیں قبر میں بڑی سزا ملتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَنَزَّهُوا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ (دارقطنی، ترغیب)　　تم پیشاب سے بہت دور رہو، اور بچو، کیونکہ قبر میں عذاب پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے.

اور دوزخ پر بھی اس کی وجہ سے بہت سخت عذاب ہوتا ہے، اور آپ نے فرمایا:۔

اِتَّقُوا الْبَوْلَ فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ فِي الْقَبْرِ (طبرانی)　　پیشاب سے بچتے رہو، کیونکہ قبر میں سب سے پہلے بندے کا حساب اسی پیشاب کے بارے میں کیا جائے گا.

اگر پیشاب سے بچتا رہا تو اس کے لیے کامیابی ہے، اور اس سے نہیں بچا، تو اس کے لیے سزا ہے،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ
إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ
أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ
الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ
ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ
فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ
اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ
عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا ( بخاری )

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گذرے، آپ نے فرمایا، ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑے کام میں نہیں، ان میں سے ایک تو پیشاب میں احتیاط نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا چغلخوری کرتا پھرتا تھا، آپ نے کھجور کی ایک ہری ٹہنی لی، اس کو بیچ میں سے چیر کر دو کر ڈالا، اور ہر قبر پر ایک ایک گاڑ دی، لوگوں نے عرض کیا، آپ نے ایسا کیوں کیا۔ فرمایا شاید جب تک یہ نہ سوکھیں، ان کو عذاب سے ... ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَرْبَعَةٌ يُؤْذُونَ أَهْلَ النَّارِ عَلَى مَا
بِهِمْ مِنَ الْأَذَى يَسْعَوْنَ مَا بَيْنَ
الْحَمِيمِ وَالْجَحِيمِ يَدْعُونَ بِالْوَيْلِ
وَالثُّبُورِ يَقُولُ بَعْضُ أَهْلِ النَّارِ
لِبَعْضٍ مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ قَدْ آذَوْنَا
عَلَى مَا بِنَا مِنَ الْأَذَى قَالَ فَرَجُلٌ
مُغْلَقٌ عَلَيْهِ تَابُوتٌ مِنْ جَمْرٍ وَرَجُلٌ
يَجُرُّ أَمْعَاءَهُ وَرَجُلٌ يَسِيلُ فُوهُ
قَيْحًا وَدَمًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ لَحْمَهُ
فَيُقَالُ لِصَاحِبِ التَّابُوتِ مَا بَالُ
الْأَبْعَدِ قَدْ آذَانَا عَلَى مَا بِنَا مِنَ
الْأَذَى فَيَقُولُ إِنَّ الْأَبْعَدَ قَدْ مَاتَ
وَفِي عُنُقِهِ أَمْوَالُ النَّاسِ ثُمَّ يُقَالُ لِ
لَّذِي يَجُرُّ أَمْعَاءَهُ مَا بَالُ الْأَبْعَدِ
قَدْ آذَانَا عَلَى مَا بِنَا مِنَ الْأَذَى فَيَقُولُ
إِنَّ الْأَبْعَدَ كَانَ لَا يُبَالِي أَيْنَ أَصَابَ

چار قسم کے ایسے جہنمی لوگ ہیں، کہ باوجودیکہ جہنمیوں کی تکلیف کے وہ ان کو جہنم میں تکلیف پہنچائیں گے، وہ چاروں جہنم کے گرم پانی اور جہنم کی بھڑکتی آگ کے درمیان دوڑیں گے اور ہلاکت و تباہی اور بربادی کی صدائیں لگائیں گے اور چیخیں گے، چلائیں گے اور شور مچائیں گے، تو جہنمی کہیں گے کہ باوجودیکہ ہم مصیبتوں میں ہیں، لیکن ان کی وجہ سے ہم کو اور بھی تکلیف پہنچ رہی ہے، ان چاروں میں سے ایک ایسا ہوگا جو انگاروں کے صندوق میں ہوگا، اور دوسرا وہ ہوگا، جو اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرے گا، اور تیسرا وہ ہوگا، جو اپنے منہ سے پیپ اور لہو بہاتا ہوگا، اور چوتھا وہ ہوگا، جو اپنا گوشت کھاتا ہوگا، انگاروں کے صندوق والے کے بارے میں کہا جائے گا، کہ یہ کون مردود ہے، کہ ہماری تکلیفوں کے باوجود ہم کو ستا رہا ہے، اور اس کی وجہ سے ہم کو زیادہ اذیت پہنچ رہی ہے، تو کہیں گے یہ مردود وہ ہے جو مر گیا تھا، اور اس کی گردن پر لوگوں کا مال باقی تھا یعنی لوگوں کی حق تلفی کی تھی، اور ان کے حق کو ادا نہیں کیا تھا، پھر انتڑیاں گھسیٹنے

لحوم منه ثم يقال للذي يسيل فوه قيحا ودما ما بال الأبعد قد آذانا على ما بنا من الأذى فيقول إن الأبعد كان ينظر إلى كل كلمة فيستلذها كما يستلذ الرفث ثم يقال للذي يأكل لحمه ما بال الأبعد قد آذانا على ما بنا من الأذى فيقول إن الأبعد كان يأكل لحوم الناس بالغيبة ويمشي بالنميمة (الترغيب والترهيب)

والے کے بارے میں کہا جائے گا، کہ اس کمینے اور مردود کو کیا ہوگیا ہے، کہ باوجودیکہ ہم کو تکلیف ہے، لیکن اس کی وجہ سے ہم کو اور تکلیف ہے تو کہیں گے یہ وہ مردود ہے کہ جب پیشاب کرتا تھا، تو اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ اس کا پیشاب کہاں پڑ رہا ہے، یعنی پیشاب سے بچتا نہیں تھا، اور نہ طہارت کرتا تھا، پھر اس شخص کی بابت بھی کہا جائے گا جس کے منہ سے خون نکل رہا ہے، اور پیپ بہہ رہی ہے، کہ اس مردود کو کیا ہوگیا ہے، کہ باوجودیکہ ہم مصیبتوں میں ہیں، لیکن اس کی وجہ سے ہم اور مصیبتوں میں پڑ گئے ہیں، تو کہیں گے کہ یہ مردود جھوٹ اور بکواس سے بہت مزا لیا کرتا تھا، جس طرح ہم بستری سے مزا لیا جاتا ہے، پھر اس شخص کے متعلق کہا جائے گا، جو اپنا گوشت کھا رہا ہے، کہ اس کمینہ اور مردود کو کیا ہوا، جو ہماری تکلیفوں کے باوجود ہم کو تکلیف پہنچا رہا ہے، تو کہیں گے یہ غیبت اور چغلخوری کرکے لوگوں کی گوشت خوری کیا کرتا تھا۔

تو یہ چار قسم کے لوگ ایسے ہوں گے، جن سے جہنمیوں کو بھی زیادہ تکلیف پہنچے گی، تو ان چاروں کو جہنم میں بہت زیادہ سزا ہوگی، جن میں سے ایک وہ شخص ہوگا، جو پاکی اور صفائی کا خیال نہیں رکھتا تھا، اور پیشاب سے نہیں بچتا تھا، پیشاب، پائخانہ کے بہت سے آداب ہیں، جن کو ہم نے اسلامی تعلیم میں بیان کر دیا ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں۔

پیشاب، پائخانہ کرتے وقت پیٹھ یا منہ قبلہ کی طرف نہیں کرنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب پیشاب اور پائخانہ کے لیے جاؤ، تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو، نہ پیٹھ کرو، بلکہ غیر قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھو، پیشاب اور پائخانہ کی جگہ بیٹھنے اور داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھ لو، کیونکہ ایسی جگہوں میں شیطان وغیرہ ہوتے ہیں، اور بھوت اور گندے موذی جانور وغیرہ ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پائخانہ کی جگہوں میں شیاطین وغیرہ ہوتے ہیں، جب تم وہاں جاؤ تو بسم اللہ اللھم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث پڑھ لیا کرو۔

انسان کے جسم سے پسینہ اور ایک قسم کی گندگی نکلتی رہتی ہے، اور باہر سے اس پر گرد وغبار الگ پڑتے رہتے ہیں، ان باتوں سے جسم پر میل جم جاتا ہے، اور بدبو آنے لگتی ہے، جس کو دور کرنے کے لیے غسل کرنا چاہیے کم سے کم ہر ہر جمعہ کو تو غسل کرنا ہی چاہیے، اور ہو سکے تو ہر روز یا تیسرے، چوتھے دن غسل کر کے پاک اور

صاف رہنا چاہیے، جمعہ کے دن، عید اور بقر عید کے دن، حج کا احرام باندھتے وقت اور بیت اللہ میں داخل ہوتے وقت، سینگی لگوانے کے بعد، مردہ کو غسل دینے پر، اور اسلام لاتے وقت غسل کرنا سنت ہے، بلکہ بعض اوقات جوان مردوں اور عورتوں پر تو غسل فرض ہے، جب تک غسل نہ کرے، ان کو قرآن پڑھنا، اور مسجد میں جانا منع ہے۔ اس غسل جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ تین بار دھوئے، پھر داہنے ہاتھ اور بائیں ہاتھ پر پانی گرا کر ناف کے نیچے شرمگاہ اور رانوں کو دھوئے، پھر مٹی پہ ہاتھ رگڑ کر دھو ڈالے اور وضو کرے، مگر وہاں پر پاؤں نہ دھوئے، پھر پانی لے کر انگلیوں سے سر کے بالوں کی جڑوں میں خلال کرے یعنی تر انگلیوں کو بالوں کے اندر ڈال کر خوب ملے، اور تین بار سر پہ پانی بہا کر خوب دھوئے، کہ ایک بال کی جڑ بھی سوکھی نہ رہے، پھر سارے بدن پر پانی بہا کر غسل کرے، اور وہاں سے الگ ہو کر پاؤں دھوئے۔

اسی طرح عورتوں کو ایک ماہواری عادت ہوتی ہے، جسے کپڑے سے ہونا کہتے ہیں، اس کا نام حیض ہے اور حیض والی کو حائض کہتے ہیں، اس میں ان کو چند روز خون آتا ہے، زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم کی مدت شریعت نے مقرر نہیں کی ہے۔ البتہ اکثر علمائے دین کے نزدیک کم سے کم مدت ایک دن رات ہے، اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہے۔ اصل یہ ہے، کہ جیسی جس کی عادت بندھ جائے جب خون آنا بند ہو جائے، تو غسل کرے، یہ غسل بھی فرض ہے، جب عادت کے خلاف اور مقررہ مدت کے بعد بھی خون آنے لگے، تو وہ حیض نہیں ہے، بلکہ وہ استحاضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ ط وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ط (البقرۃ ۲۲۲)

اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دو کہ وہ گندگی ہے۔ تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو، ان سے صحبت یعنی جماع نہ کرو۔ اور جب تک پاک نہ ہو لیں ان کے پاس نہ جاؤ (یعنی جماع نہ کرو) پھر جب ستھرائی کر لیں، تو جدھر سے اللہ نے حکم دیا (یعنی فرج کی طرف سے) ان کے پاس آؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے، اور ستھرائی کرنے والوں سے بھی محبت رکھتا ہے۔

یعنی جب وہ حیض سے پاک ہو کر غسل کر لیں، تب ان سے ملو جلو، اور ہمبستری کرو، اور بغیر غسل کے ناپاکی کی حالت میں رہنا سخت گناہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثَلٰثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلٰئِكَةُ جِيْفَةُ الْكَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ وَالْجُنُبُ اِلَّا

تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کے قریب رحمت کے فرشتے نہیں ہوتے، کافر کی لاش کے اور خلوق ملنے والے کے، یعنی زعفرانی

اَنْ يَّتَوَضَّاَ (ابوداؤد)

خوشبو ملنے والے کے اور جنبی کے، اگر یہ جنبی وضو کرلے تو اس کے قریب ہو سکتے ہیں

بلا ضرورت غسل جنابت میں سستی اور دیر تک نہیں کرنی چاہیے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ (النساء ۴۳)

اسی طرح جب نہانے کی حاجت ہو، تو نماز کے پاس نہ جاؤ، مگر راہ چلتے ہوئے، یہاں تک کہ غسل کرلو، اگر تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی پاخانے سے آئے، یعنی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر، یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو، پھر پانی نہ پاؤ، تو پاک مٹی کا قصد کرو یا سطح زمین کا جو پاک ہو یعنی منہ اور ہاتھوں پر مسح کرلو، بے شک اللہ تعالیٰ درگذر کرنے والا، اور بخشنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جنبی آدمی کو غسل کرنا ضروری ہے، بغیر غسل کیے نماز پڑھنا اور مسجد میں جانا درست نہیں ہے اور نماز پڑھنے کے لیے بھی پہلے وضو کرنا فرض ہے، بے وضو نماز نہیں ہوتی، وضو نماز کے لیے کنجی ہے وضو کرنے سے اعضاء وضو یعنی منہ ناک، سر، آنکھوں، ہاتھوں اور پیروں کے گناہ دھل جاتے ہیں، اور وضو کرنے والا پاک ہو جاتا ہے، قیامت کے دن وضو کے اعضا چمکتے ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں کو اسی چمک سے پہچان لیں گے، یہ بات کسی اور امت کے لیے نہ ہوگی، وضو کی ترکیب یہ ہے، اگر صبح کو سو کر اٹھے، تو تین بار الگ سے پانی لے کر دونوں ہاتھوں کو دھولے، کیونکہ معلوم نہیں کہ کہاں کہاں ہاتھ لگے ہوں، اور تین ہی بار ناک جھاڑے، اور بہت بہتر ہے کہ مسواک کرلے، اس سے دانتوں کی مضبوطی اور منہ کی صفائی کے علاوہ اللہ بھی خوش ہوتا ہے، پھر بسم اللہ کہہ کر یوں وضو کرے، کہ اول تین مرتبہ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے، اور ہاتھوں کی انگلیوں میں خلال کرلے، یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان پھیرے، اگر انگوٹھی ہو، تو اس کو ہلالے، پھر دائیں ہاتھ سے کلی کرے، اور ناک میں پانی ڈالے، کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا ایک ساتھ ہو، پھر ناک بائیں ہاتھ سے جھاڑے، پھر چلو سے پانی لے کر دونوں ہاتھ ملا کر تین بار چہرہ دھوئے، اور تین تین بار ہی دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے، پہلے دایاں پھر بایاں، پھر دائیں ہاتھ سے پانی لے کر دونوں ہاتھوں سے ایک مرتبہ سر کا مسح کرلے، اسی طرح کہ ہاتھوں کو پیشانی کے اوپر سے سر کے آخری حصہ یعنی گدی تک لے جائے، اور اسی طرح پھر واپس لائے، پھر نیا پانی لے کر کانوں کا مسح کرے، اس طرح کہ یہ دونوں شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے اندرونی حصوں کا مسح کریں، اور دونوں انگوٹھے کانوں کی پیٹھ کا، گردن کا مسح جو عام لوگ کرتے ہیں، بدعت ہے، پھر تین تین بار دونوں

Marfat.com

پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے، پہلے دایاں، پھر بایاں، اور انگلیوں کا خلال بھی کرے، یعنی ہاتھ کی چھنگلی پاؤں کی انگلیوں کے درمیان پھیرے۔ تمام اعضاء اچھی طرح دھوئے، کیونکہ اگر ناخن برابر کہیں خشک رہ گیا، تو وضو اور نماز نہ ہوگی ترتیب کا بھی خیال رہے البتہ اگر تین تین کے بجائے دو دو بار بلکہ ایک ایک بار بھی اعضاء وضو دھوئے، تو کفایت کرتا ہے، ہاں تین بار افضل ہے، مگر یاد رہے تین بار سے زیادہ ہرگز نہ دھوئے، فضول پانی بہانا اچھا نہیں، سنت یہ ہے، کہ دو رطل یعنی ایک سیر سے زیادہ پانی خرچ نہ کرے، اور اگر سر پر عمامہ ہو، تو پیشانی کے اوپر مسح کر کے عمامہ کے اوپر اسی طرح مسح کرے، اور اگر کہیں زخم پر پٹی بندھی یا وہاں پر پانی پہنچنے سے بیماری کا ڈر ہو، تو صرف تر ہاتھ سے مسح کر لینا کافی ہوگا، مگر چمڑے کے پاتابے پاؤں میں ہوں تو وضو کے وقت مقیم یعنی گھر میں رہنے والا ایک رات دن تک مسح کر لیا کرے اور مسافر تین دن تک اس پر مسح کرتا رہے یعنی تر انگلیاں پھیلا کر ان پر پھیر لیا کرے ہاں بعد اس مدت کے اتار کر پاؤں دھوئے، اور ایک ہی وضو سے چند نمازیں پڑھنی درست ہیں، اگر وضو قائم رہے اور وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملیں گی، اگر پانی نہ ملے، یا اس سے ضرر کا خوف ہو، تو تیمم کرے، یعنی پاک مٹی پر بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ ایک بار مار کر پھونک دے، پھر ہاتھوں کو چہرے پر پھیرے، اور پہنچوں تک ہتھیلیوں کو مل لے۔ اسی طرح تیمم کر کے نماز پڑھتا رہے، جب تک پانی نہ ملے یا ضرر کا اندیشہ ہو، اگر پاک مٹی بھی نہ ملے۔ تو بغیر وضو اور تیمم کے نماز پڑھ لے، چھوڑے ہرگز نہیں، تیمم سے نماز پڑھنے کے بعد اگر پانی مل جائے۔ اور نماز کا وقت بھی باقی ہو، تو نماز نہ لوٹائے وضو کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ

اے مسلمانو! جب تم نماز پڑھنا چاہو اور بے وضو ہو، تو اپنے منہ دھوؤ، اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو یعنی کہنیوں سمیت، اور اپنے سر کا مسح کرو، اور پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک دھو لو، اور اگر تم کو نہانے کی ضرورت ہو، تو اچھی طرح پاک ہو جاؤ، یعنی غسل کر لو، اور جو تم بیمار ہو یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی پاخانہ پھر کر آئے، یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو، اور پانی نہ پاؤ۔ یا پانی نہ ملے یا اس کا استعمال نہ کر سکے، تو پاک مٹی کا قصد کرو، اور منہ اور ہاتھوں پر مسح کرو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم کو تکلیف دینا نہیں چاہتا، بلکہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے، اپنا احسان تم

لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ (المائدۃ ع ۳۶)
پر پورا کرنا چاہتا ہے، اس لیے کہ تم شکر کرو، اور شکر گذاری کا ثواب حاصل کرو۔

یہ طہارت اور صفائی انسانی فطرت میں داخل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خصال فطرت پانچ ہیں اور ایک روایت میں ہے، دس ہیں، مونچھ ترشوانا، داڑھی بڑھانا مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن ترشوانا، انگلیوں کے درمیان جو جگہ ہے اس کو دھونا، اور پوروں کو صاف رکھنا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف کے بالوں کو صاف کرنا، پانی سے استنجا کرنا، اور کلی کرنا، اور ختنہ کرانا، یہ تمام اعمال خصال فطرت ہیں (بخاری، مسلم)

بدن کی صفائی اور ستھرائی کے ساتھ ساتھ لباس اور کپڑوں کی بھی صفائی ضروری ہے، اللہ تعالی نے لباس کو اسی لیے پیدا کیا ہے، تاکہ ستر پوشی کا کام دے اور زینت و جمال کا کام دے اللہ تعالی نے فرمایا:

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ (سورۃ الاعراف ع ۳)
اے آدم کے بیٹو! ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکے تمہارے ستر، اور زینت کا سامان اور پرہیزگاری کا یہ لباس بہتر ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (سورۃ الاعراف ع ۳)
اے آدم کے بیٹو! ہر نماز کے وقت اپنی زینت یعنی لباس اختیار کرو۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ کپڑے سے مقصد ستر پوشی کے علاوہ خوبصورتی اور زینت بھی ہے اور پرہیزگاری کا لباس اس سے بہتر ہے، وہ لباس پہنا جائے جو تقوی اور پرہیزگاری کا منشا ہو لباس تقوی اور پرہیزگاری کا منشا ہے، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قولی عملی تفسیر سے ظاہر فرما دیا ہے، شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اس پر ترجمہ قرآن کے حواشی میں لکھتے ہیں،

اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو، مرد لباس ریشمی نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے، اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے، اور عورت بہت باریک نہ پہنے، کہ لوگوں کو نظر آوے، اور اپنی زینت نہ دکھا دے (تفسیر سورہ اعراف، آیت مذکور)

اور حتی الامکان پاک صاف لباس پہنا جائے، میلا کچیلا رہنا، اور میلا اور گندہ کپڑا پہننا زینت اور جمال کے خلاف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، تو فرمایا کہ اس سے اتنا ہی ہوسکتا، کہ کپڑے دھو لیا کرے (ابوداود) یعنی میلا کپڑا نہیں پہننا چاہیے دھو کر پہننا چاہیے ایک دفعہ ایک شخص میلے کچیلے اور خراب کپڑے پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا۔ کہ تم کو کچھ مقدور ہے اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے نعمت دے رکھی ہے، تو اس سے بھی اس نعمت کا اظہار کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور اپنے رب کی نعمتوں کو ظاہر کرو (ابو داؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ ، (ترمذی) اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمتوں کا اثر اس کے بندوں پر دکھائی دے۔

لہذا صاف ستھرا رہنا اور اچھا اور سفید کپڑا پہننا خدا کو مرغوب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَلْبِسُوا الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ (احمد، ترمذی، نسائی) تم سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہے اور بہتر ہے اور اُن ہی سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

البتہ مردوں کے لیے ریشم پہننا اور ٹخنے کے نیچے ازار یا پائجامہ لٹکانا منع ہے، بالوں کی درستگی اور صفائی بھی ضروری ہے، ان میں تیل لگانا اور کبھی کبھی کنگھی کرنا مستحب ہے، پراگندہ سر رہنا بڑے بڑے ناخنوں کا رکھنا خلاف ادب ہے، داڑھی رکھنا، اور مونچھ کا ترشا سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ (بخاری) تم مشرکین کی مخالفت کرو، کیونکہ وہ داڑھی منڈواتے ہیں تم داڑھی بڑھاؤ، اور مونچھوں کو کٹاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا ، جو شخص مونچھوں کو نہیں کاٹتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

گھر اور مکان کی صفائی بھی ضروری ہے، جب مکان میں کوڑا کباڑ جمع رہتا ہے، اس مکان میں خیر و برکت نہیں ہوتی ہے، گھر میں اور مسجدوں میں جھاڑو دینا مستحب ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابیہ خاتون جھاڑو دیا کرتی تھیں جب ان کا انتقال ہو گیا تب آپ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھی (بخاری) اسی طرح سے راستوں میں، درختوں کے سایہ میں پیشاب و پائخانہ کرنا لعنت کا سبب بنتا ہے اس سے بچنا چاہیے، خلاصہ یہ ہے، کہ جسم اور کپڑے لتے اور مکان کی صفائی ضروری ہے۔ اور بھی اچھی چیز ہے اسی لیے کہا جاتا ہے ؎

صفائی عجب چیز دنیا میں ہے صفائی سے بڑھ کر نہیں کوئی شے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بُنِيَ الدِّيْنُ عَلَى النَّظَافَةِ (ابن حبان) دین کی بنیاد نظافت سے نظافت صفائی اور ستھرائی ہے حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے، تَنَظَّفُوْا فَاِنَّ الْاِسْلَامَ نَظِيْفٌ۔ صفائی اور

Marfat.com

پانی کی پھو، کیونکہ اسلام صاف ستھرا ہے اور طبرانی میں ہے اَلنَّظَافَةُ تَدْعُوْا اِلَی الْاِیْمَانِ صفائی ستھرائی ایمان کی دعوت دیتی ہے اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ (مسلم) صفائی، ستھرائی نصف ایمان ہے سعید بن مسیبؓ سے مروی ہے، کہ وہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ یُحِبُّ الطَّیِّبَ نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ کَرِیْمٌ یُحِبُّ الْکَرَمَ جَوَادٌ یُحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا اَفْنِیَتَکُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ (ترمذی، مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ پاک ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے ستھرا ہے ستھرائی کو محبوب جانتا ہے کریم ہے کرم کو اچھا سمجھتا ہے سخی ہے سخاوت کو مرغوب جانتا ہے، لہٰذا تم اپنے گھر کے صحنوں کو صاف ستھرا رکھا کرو اور یہود کی طرح مت ہو، جو اپنے گھروں کو صاف ستھرا نہیں رکھتے ہیں

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ۔

اللہ تعالیٰ جمال ہے جمال کو پسند فرماتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَالطَّاهِرِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ، اٰمِیْن

# خطبہ ۳۷، نماز کی فضیلتوں کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾ (العنکبوت)

قرآن مجید کی تلاوت کیجیے اور ہمیشہ پابندی سے نماز پڑھتے رہیے، کیوں کہ نماز بے شرمی اور بری

Marfat.com

باتوں سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، اور اللہ خوب جانتا ہے، جو تم کر رہے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تین باتوں کا ذکر فرمایا ہے (۱) قرآن مجید کی تلاوت کا، جس کا بیان پہلے آچکا ہے (۲) نماز پڑھنے کا (۳) ذکر الٰہی کا۔ نماز اسلامی رکنوں میں سے ایک بڑا رکن ہے جس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

(بخاری۔ مسلم)

یعنی اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا، کہ اللہ ہی سچا معبود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں، اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

اس حدیث میں استعارہ کے طور پر اسلام کو ایک ایسے مکان سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جو پانچ ستونوں پر قائم ہو، لہٰذا ان ستونوں کی نگہداشت نہایت ہی ضروری ہے ستونوں کے نہ رہنے سے مکان منہدم ہو جائے گا، جس نے نماز نہیں پڑھی، اس نے اسلام کے ایک ستون کو گرا دیا، اسلام لانے کے بعد اسلام کا دوسرا رکن یہی نماز ہے نماز پڑھنے والا کامل مسلمان ہے، اور قصداً انکار کرنے والا خدا کے نزدیک کافر ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَحْتَرِقُوْنَ تَحْتَرِقُوْنَ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الصُّبْحَ غَسَلَتْهَا ثُمَّ تَحْتَرِقُوْنَ تَحْتَرِقُوْنَ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ غَسَلَتْهَا ثُمَّ تَحْتَرِقُوْنَ تَحْتَرِقُوْنَ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ غَسَلَتْهَا ثُمَّ تَحْتَرِقُوْنَ تَحْتَرِقُوْنَ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْمَغْرِبَ غَسَلَتْهَا ثُمَّ تَحْتَرِقُوْنَ تَحْتَرِقُوْنَ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْعِشَآءَ غَسَلَتْهَا ثُمَّ تَنَامُوْنَ فَلَا يُكْتَبُ عَلَيْكُمْ حَتّٰى تَسْتَيْقِظُوْا (رواہ الطبرانی والترغیب)

تم لوگ گناہوں کی آگ میں جلتے رہتے ہو۔ جب تم نے فجر کی نماز پڑھ لی، تو اس نماز نے گناہوں کی آگ کو بجھا دیا، پھر اس کے بعد گناہ کر کے گناہوں کی آگ میں جلتے رہے جب ظہر کی نماز پڑھی، تو اس نماز سے گناہ کی آگ کو بجھا دیا، پھر ظہر سے عصر تک بھی گناہ کرتے رہے، اور اسی آگ میں جلتے رہے، جب تم نے عصر کی نماز پڑھ لی تو وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی پھر عصر سے مغرب تک گناہ کیے۔ اور اس کی آگ تیز ہو گئی جب تم نے مغرب کی نماز پڑھی۔ تو وہ آگ بجھ گئی، پھر مغرب سے عشاء تک گناہوں کی آگ میں جلتے رہے جب عشاء کی نماز پڑھی، تو وہ آگ بجھ گئی۔ جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائے، تو اس نیند کی حالت میں کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا ہے۔

Marfat.com

یعنی نماز پڑھنے سے سب گناہ دھل جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ، یعنی نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا یُنَادِیْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ یَا بَنِیْ اٰدَمَ قُوْمُوْا اِلٰی نِیْرَانِكُمُ الَّتِیْ اَوْقَدْتُمُوْهَا فَاَطْفِئُوْهَا (طبرانی، ترغیب)

اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہر نماز کے وقت بلند آواز سے پکارتا ہے، کہ اے انسانو! جو گناہوں کی آگ تم نے جلائی ہے کھڑے ہوکر اسے بجھا دو یعنی نماز پڑھ کر اسے سرد کر دو۔

اس حدیث کی وضاحت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں فرمایا ہے:۔

یُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَیَقُوْلُ یَا بَنِیْ اٰدَمَ قُوْمُوْا فَاَطْفِئُوْا مَا اَوْقَدْتُمْ عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَیَقُوْمُوْنَ فَیَتَطَهَّرُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ فَیُغْفَرُ لَهُمْ مَا بَیْنَهُمَا فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْعِشَاءُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَیَنَامُوْنَ فَمُدْلِجٌ فِیْ خَیْرٍ وَّمُدْلِجٌ فِیْ شَرٍّ (طبرانی، ترغیب)

یعنی ہر نماز کے وقت فرشتہ کھڑا ہوکر بلند آواز سے پکارتا ہے، کہ اے انسانوں کھڑے ہو جاؤ، اور جو گناہوں کی آگ تم نے اپنے اوپر جلائی ہے اسے بجھا دو، چنانچہ نیک بخت لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، طہارت اور وضو کرتے ہیں، اور ظہر کی نماز پڑھتے ہیں، تو صبح اور ظہر کے درمیان میں جو گناہ ہوتے ہیں وہ سب بخش دیے جاتے ہیں، پھر عصر کے وقت بھی ایسا ہی ہوتا ہے، پھر مغرب کے وقت بھی ایسا ہی ہوتا ہے، پھر عشاء اور فجر کے وقت بھی ایسا ہی ہوتا ہے پھر جو کچھ لوگ بھلائی (یعنی جنت) میں اور کچھ لوگ (دوزخ میں) داخل ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ فَكَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا، (ترمذی، نسائی)

بھلا دیکھو تو اگر کسی کے دروازے کے سامنے ایک بہتی ہوئی نہر ہو، اور روزانہ وہ شخص اس میں پانچ دفعہ نہاتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا، لوگوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا، پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی برکت سے نمازیوں کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے، اور انہیں پاک وصاف کر دیتا ہے۔

کیونکہ یہ نمازیں کفارات ہیں، نمازوں کے ذریعہ گناہ دور ہو جاتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ

(ترمذی، مسلم)

پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہیں، جو ان کے درمیان ہیں کسی شخص سے سرزد ہوں جب تک کہ بڑے گناہوں میں مبتلا نہ ہوا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمُسْلِمُ يُصَلِّي وَخَطَايَاهُ مَرْفُوعَةٌ عَلَى رَأْسِهِ كُلَّمَا سَجَدَ تَحَاتَّتْ عَنْهُ فَيَفْرُغُ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ تَحَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ

(طبرانی، ترغیب)

نمازی جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے، تو اس کے گناہ اس کے سر پہ رکھ دیے جاتے ہیں، جب وہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے سارے گناہ گر پڑتے ہیں، اور جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے، تو اس کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک درخت کی شاخ ہاتھ سے پکڑ کر ہلائی، تو اس کے سارے پتے جھڑ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ تَحَاتَّتْ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتَّ هٰذَا الْوَرَقُ وَقَالَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ ۰

(طبرانی، ترغیب، نسائی، احمد)

مسلمان جب اچھا وضو کر کے پانچوں نمازیں پڑھ لیتا ہے تو اس کے سارے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں، جس طرح اس درخت کے پتے جھڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصہ میں نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ اِيْمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وُضُوْئِهِنَّ وَرُكُوْعِهِنَّ وَسُجُوْدِهِنَّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ وَصَامَ رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَاَعْطَى الزَّكٰوةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهٗ وَاَدَّى الْاَمَانَةَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ

پانچ قسم کے لوگ ہیں، جو ایمان کے ساتھ ساتھ ان پانچ چیزوں کو ادا کریں گے، تو وہ جنت میں داخل ہوں گے، (۱) جس نے پانچوں نمازوں پر وضو، رکوع، سجدہ اور پابندی اوقات کے ساتھ محافظت کی (۲) جس نے خوشی کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، (۳) جس نے استطاعت ہونے پر حج کو ادا کیا (۴) جس نے خوشی سے زکوٰۃ دی (۵) اور امانت ادا کی، دریافت کیا گیا کہ امانت ادا کرنے سے کیا مراد ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمَنِ ابْنَ آدَمَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِنْ دِينِهِ غَيْرِهَا۔ رواه الطبرانی باسناد جید

اللّٰہ دمانا امانۃ قال الغسل من الجنابۃ

آپ نے فرمایا: ناپاکی پر غسل کرنا یہ بھی ایک امانت ہے جو غسل جنابت نہیں کرتے وہ خائن ہیں، غسل جنابت بڑی امانت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ نماز پڑھنے والا جنتی آدمی ہے لمبی عمر والا زیادہ نماز پڑھنے کی وجہ سے بڑے بڑے درجات پائے گا، ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد و ابن ماجہ کے یہ روایت ہے، کہ قبیلہ خزاعہ کے دو آدمی مسلمان ہوئے، ان میں سے ایک پہلے شہید ہو گیا، اور دوسرا ایک سال کے بعد اپنی موت سے مرا، طلحہ بن عبد اللہ نے خواب میں دیکھا، کہ پچھلا شخص جو اپنی موت سے مرا تھا، وہ شہید سے پہلے جنت میں داخل ہوا، طلحہ نے کہا، کہ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا، اس خواب کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ نے فرمایا اس میں تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ شہید کے بعد پچھلے شخص نے رمضان شریف کے روزے رکھے، اور سال بھر کی چھ ہزار رکعت نماز پڑھی جو شہید نے نہیں پڑھی اس لیے پچھلے شخص کا زیادہ مرتبہ ہے بہ نسبت شہید کے۔

نماز کا حساب قیامت میں سب سے پہلے ہوگا اگر یہ نماز ٹھیک ٹھاک نکل آئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک نکلیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الصَّلٰوةُ فَإِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ (طبرانی، ترغیب)

قیامت کے روز سب سے پہلے حق اللہ میں نماز کا حساب لیا جائے گا اگر یہ درست نکل آئی، تو تمام اعمال درست ہوں گے اور اگر نماز خراب رہی، تو سارے اعمال خراب رہے، اسی نماز سے نجات ہے۔

کیوں کہ یہی جنت کی کنجی ہے، اور نماز نہ پڑھنے سے بربادی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا طُهُورَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا صَلٰوةَ لَهُ إِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوةِ مِنَ الدِّيْنِ كَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ (طبرانی)

جو امانت دار نہیں وہ ایمان دار نہیں، جس کا وضو اور پاکی نہیں اس کی نماز نہیں، اور جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں، دین میں نماز اس طرح ہے، جس طرح جسم میں سر ہے، بلا سر کے جسم بیکار ہے، اسی طرح سے بغیر نماز کے دین بے کار ہے۔

نمازی قیامت کے روز نبیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا، اور بے نمازی فرعون، ہامان، نمرود اور شداد وغیرہ سرکشوں کے ساتھ ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ

جو نماز پر محافظت کرتا ہے، یعنی ہمیشہ بلا ناغہ پڑھتا ہے تو یہ نماز قیامت کے دن اس کے لیے نور کا سبب بنے گی، اور

Marfat.com

عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ

(احمد، دارمی)

کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی، اور جس نے نماز کی محافظت نہیں کی تو یہ نماز اس کے لیے نہ نور بنے گی، اور نہ دلیل بنے گی، اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے نمازیوں کا حشر قارون، فرعون اور دیگر کافروں کے ساتھ ہوگا، اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ فرعون اور قارون جہنم میں جائیں گے۔ تو بے نمازی بھی ان کے ساتھ ساتھ ہوگا، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اور شرک وکفر کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے (مسلم)

یعنی نماز کے چھوڑ دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ ایک حدیث میں صاف طور پر فرمایا۔

اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

(احمد، ابوداؤد)

ہمارے اور کافروں کے درمیان نماز پڑھنے کی ذمہ داری ہے جس نے نماز پڑھی وہ مسلمان ہے۔ اور جس نے نماز چھوڑ دی، اور اس کا انکار کر دیا۔ وہ کافر ہے۔

اسی لیے صحابہ کرام بے نمازی کو کافر جانتے تھے، اور نماز کے چھوڑ دینے کو کفر سمجھتے تھے (ترمذی)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر اور ایمان کے درمیان نماز ہے۔

فَاِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ (ترغیب ترھیب)　　یعنی جس نے نماز چھوڑ دی، اس نے شرک کیا۔

قرآن مجید کی اس آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الروم)　　یعنی نماز پڑھو۔ اور مشرکین سے مت ہو

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز کا چھوڑ دینا بھی شرک ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِ خِصَالٍ فَقَالَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتُمْ اَوْ حُرِّقْتُمْ اَوْ صُلِّبْتُمْ وَلَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدِيْنَ فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ وَلَا تَرْكَبُوا الْمَعْصِيَةَ فَاِنَّهَا سَخَطُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا رَأْسُ الْخَطَايَا الخ

(طبرانی، ترغیب ترھیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات باتوں کی نصیحت کی ہے، کہ تم اللہ کے ساتھ کبھی بھی کسی حالت میں شرک نہ کرنا۔ اگرچہ تمہارے ٹکڑے کر دیے جائیں یا تم کو جلا دیا جائے یا تمہیں سولی دے دیا جائے۔ اور قصداً کبھی نماز نہ چھوڑو۔ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی، وہ ملت اسلام سے خارج ہوگیا، اور نافرمانی کا کام مت کرو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کا موجب ہے اور شراب نہ پیو، کیونکہ یہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عُرَی الْاِسْلَامِ وَقَوَاعِدُ الدِّیْنِ ثَلَاثَۃٌ عَلَیْھِنَّ اُسِّسَ الْاِسْلَامُ مَنْ تَرَکَ وَاحِدَۃً مِنْھُنَّ فَھُوَ بِھَا کَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ الْمَکْتُوْبَۃُ وَصَوْمُ رَمَضَانَ (ابو یعلی ترغیب)

اسلام کی جڑ تین چیزیں ہیں، جن پر اسلام کی بنیاد ہے ان میں سے اگر کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا، تو وہ حلال الدم کافر ہوگیا، ایک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت، دوسرے فرض نماز اور تیسرے رمضان کے روزے۔

یہ ہر امیر غریب سب کے لیے ہے، اور امیروں کے لیے حج اور زکوۃ بھی ہے نماز کی قرآن اور حدیث میں بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے، قرآن مجید میں تقریباً اسی جگہوں میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا لفظ آیا ہے یعنی نماز کو اطمینان سے پڑھا کرو، اور بہت سی حدیثیں اس سلسلہ میں آئی ہیں، اگر ان سب کو بیان کیا جائے، تو مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّی الصَّلَوَاتِ لِوَقْتِھَا وَاَسْبَغَ لَھَا وُضُوْءَھَا وَاَتَمَّ لَھَا قِیَامَھَا وَخُشُوْعَھَا وَرُکُوْعَھَا وَسُجُوْدَھَا خَرَجَتْ وَھِیَ بَیْضَاءُ مُسْفِرَۃٌ تَقُوْلُ حَفِظَکَ اللّٰہُ کَمَا حَفِظْتَنِیْ وَمَنْ صَلَّاھَا بِغَیْرِ وَقْتِھَا وَلَمْ یُسْبِغْ وُضُوْءَھَا وَلَمْ یُتِمَّ لَھَا خُشُوْعَھَا وَلَا رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا خَرَجَتْ وَھِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَۃٌ تَقُوْلُ ضَیَّعَکَ اللّٰہُ کَمَا ضَیَّعْتَنِیْ حَتّٰی اِذَا کَانَتْ حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ لُفَّتْ کَمَا یُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ ثُمَّ ضُرِبَ بِھَا وَجْھُہٗ۔ (طبرانی)

جس شخص نے نماز ٹھیک وقت پر پڑھی، اور وضو بھی ٹھیک کیا اور قیام بھی اچھا کیا اور حضور دل سے پڑھی، اور اس کا رکوع، سجدہ بھی تسلی کے ساتھ ادا کیا، تو وہ نماز اس نمازی کے پاس سے جب رخصت ہوتی ہے، تو وہ چمکتی ہوئی ہوتی ہے، اور نمازی سے کہتی ہے کہ تجھ کو اللہ سلامت رکھے جیسے کہ تو نے مجھے سلامت رکھا۔ اور جس نے نماز کو اس کا وقت ٹال کر پڑھا، اور وضو بھی ٹھیک طور پر نہ کیا اور دل بھی حاضر نہ رکھا، اور رکوع، سجود بھی خوب تسلی سے ادا نہ کیا تو جب وہ نماز رخصت ہوتی ہے، تو کالی بھجنگ ہوتی ہے یعنی اس میں نور نہیں ہوتا، اور اس نمازی کو کہتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھے برباد کیا، اسی طرح تجھ کو بھی اللہ تعالیٰ برباد کرے، یہاں تک کہ جب تھوڑی سی اونچی ہو جاتی ہے جتنی کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو، تو اس نماز کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اسی نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

لہٰذا نماز کو تعدیل ارکان اور نہایت خشوع اور حضور قلب سے پڑھتے رہنا چاہیے، اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ بے شک ان ایمان والوں نے نجات حاصل کر لی، جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

یعنی اپنی نمازوں میں خدا کا خوف رکھتے ہیں، اور سکون کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، ان کا دل و دماغ خدا ہی کی طرف متوجہ رہتا ہے، التفات یعنی ادھر ادھر نہیں دیکھتے، صرف سجدہ کی جگہ نظر لگائے رکھتے ہیں، اور دل میں ادھر ادھر کا خیال نہیں لاتے، یہی نماز کی حقیقت اور جان ہے نماز کی ظاہری اور باطنی دونوں حقیقتیں ہیں ظاہری حقیقت نماز کے شرائط و ارکان و آداب ہیں، جو ہر ایک کو معلوم ہیں، لیکن یہاں مختصر بیان کیا جارہا ہے، نماز سے پہلے طہارت اور وضو کرنے کا حکم ہے اس کے بعد اس دعا کا پڑھنا مسنون ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝ (ترمذی، مسلم) میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ بندگی کے لائق کوئی نہیں مگر اللہ جس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ تو مجھ کو توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے کر دے۔

پھر اس کے بعد کھڑے ہو کر اذان دی جاتی ہے، یعنی خدا کی عظمت اور اس کی بڑائی کا اعلان کیا جاتا ہے اور فلاح و خیر کی طرف بلایا جاتا ہے، پھر خدا کی بڑائی کا اعلان کر کے ختم کر دیا جاتا ہے، پھر دل میں نیت کر کے قبلہ رخ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر سینہ پر باندھ لیا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ (بخاری، مسلم) الٰہی! تو میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری کر دے جس طرح تو نے دوری کر رکھی ہے مشرق اور مغرب کے درمیان خدایا تو مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کر دیا جاتا ہے، اے اللہ! تو میرے گناہوں کو دھو دے، پانی، برف اور اولے سے۔

پھر آہستہ سے یہ تعوذ پڑھی جاتی ہے:۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ سننے والے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، شیطان مردود کے خطرے، وسوسے اور پھونک سے

پھر آہستہ سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اگر جہری (آواز والی) نماز ہے، تو آواز سے، اگر سری (آہستہ والی) نماز ہے تو آہستہ پڑھی جاتی ہے، سورہ فاتحہ یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، جو سارے جہان

Marfat.com

الرَّحِیْمِ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (اٰمِیْن)

کا پالنے والا ہے۔ جو نہایت مہربان اور بڑے رحم والا ہے انصاف کے دن کا مالک ہے، اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھا راستہ چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو غصہ ہوا ہے اور نہ گمراہوں کا راستہ۔

جب تم اس پوری سورت کو ختم کر چکو۔ تو آمین کہی جاتی ہے۔ اگر جہری نماز ہے تو زور سے۔ اور اگر سری نماز ہے تو آہستہ سے آمین کہی جاتی ہے۔ اس کے بعد ذرا سا ٹھہر کر پھر کوئی بڑی یا چھوٹی سورت بسم اللہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ جیسے سورہ اخلاص۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

کہہ دو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا، اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔

اس دوسری سورت کو ختم کر کے رفع یدین کرتے اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے۔ رکوع میں پیٹھ سیدھی رکھ کر دونوں ہتھیلیوں سے خوب مضبوطی کے ساتھ دونوں گھٹنے پکڑ کر اور انگلیوں کو کشادہ رکھ کر اور دونوں کہنیوں کو پہلوؤں سے جدا رکھ کر تانت کی طرح اس شکل میں تان لی جائیں کہ کہنیاں ٹیڑھی نہ رہیں اور رکوع کی حالت میں نظر سجدہ کی جگہ جائے اور رکوع میں یہ دعا تین مرتبہ سے دس مرتبہ تک پڑھی جاتی ہے۔ مگر تین مرتبہ سے کم نہ ہو رکوع کی دعا یہ ہے۔

(۱) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوْحِ (مسلم)

ہمارے معبود! پروردگار! تو پاک ہے، ہم تیری ہی تعریف کرتے ہیں الٰہی تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے تو پاک صفتوں والا، پاک ذات والا۔ فرشتوں اور روح کا پالنیوالا ہے

(۲) سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ (مسلم)

ہم اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

(۳) اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ (مسلم)

اے اللہ میں تیرے سامنے جھک گیا، اور تیرے اوپر ایمان لے آیا، اور تیرا فرمانبردار ہو گیا تیرے سامنے جھک گیا میرا دل اور میری آنکھ اور میرا گودا، اور میری ہڈی اور میرے پٹھے۔

اب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے ہوئے رکوع سے سر اٹھا کر رفع یدین کرتے ہوئے، اور ہاتھ لٹکا کر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے پھر یہ دعا پڑھی جاتی ہے

(۱) رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا

اے ہمارے رب! صرف تیرے ہی لیے بہت

مُبَارَکًا فِیْہِ (مسلم)
پاکیزہ بابرکت خوبیاں ہیں

(۲) رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْأَ الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ (مسلم)
اے اللہ! بس تیرے ہی لیے زمین و آسمان بھر کی تعریف ہے، اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے، اور بھر کر اس کے جو تو چاہے۔

اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جایا جاتا ہے، اس طرح سے زمین پر پہلے دونوں ہاتھوں کو رکھا جاتا ہے، پھر دونوں گھٹنوں کو رکھا جاتا ہے۔ یا پہلے دونوں گھٹنوں کو پھر دونوں ہاتھوں کو پھر پیشانی اور ناک کو رکھا جاتا ہے، اور دونوں ہاتھوں کو کانوں یا مونڈھوں کے برابر انگلیاں ملا کر رکھا جاتا ہے، اور پاؤں کی انگلیوں کو موڑ کر قبلہ کی جانب رکھا جاتا ہے، اور کہنیوں کو پسلیوں سے اور پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھا جاتا ہے اور نہ کہنیوں کو زمین پر بچھانے کا حکم ہے۔ اور سجدہ کی دعا کم سے کم تین مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ دس مرتبہ پڑھی جاتی ہے جیسا کہ رکوع میں پڑھی جاتی ہے۔ دعا یہ ہے۔

(۱) سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ (مسلم)
اے اللہ! تو ہمارا رب ہے، ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں، تو ہمارے گناہوں کو بخش دے تو پاک ذات والا ہے پاک ستوں والا، فرشتوں اور روح کا رب

(۲) سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (ترمذی)
ہم اپنے اعلیٰ رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

(۳) اَللّٰهُمَّ لَکَ سَجَدْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔ (ابوداؤد، مسلم)
الٰہی میں نے اپنی پیشانی کو تیرے سامنے ٹیک دیا، اور تجھ پر ایمان لے آیا، اور تیرے حکم پر دار ہو گیا، میرے چہرے نے اس اللہ کو سجدہ کیا، جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھ کو کھول دیا۔ اللہ بہت برکت والا ہے، جو سب بنانے والوں سے بہت اچھا ہے۔

اس دعا کو پڑھ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے سر پھر یک ساتھ دونوں ہاتھوں کو زمین سے اٹھا کر اس طرح سیدھے بیٹھا جاتا ہے، کہ بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھا جائے اور داہنے پیر کو اس طرح کھڑا رکھا جائے کہ اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف مڑی ہوئی ہوں، اور داہنے ہاتھ کو داہنے زانو پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں زانو پر رکھا جائے، اور خوب اطمینان سے بیٹھ کر اس دعا کو ایک بار پڑھا جائے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔ (ترمذی)
اے اللہ! تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو ہدایت کر اور مجھے عافیت دے، اور مجھے روزی عطا فرما۔

Marfat.com

پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں جایا جاتا ہے اور پہلے سجدے کی طرح اس دوسرے سجدے کو بھی پورا کیا جاتا ہے اور پہلے سجدے والی دعا اس دوسرے سجدے میں بھی تین مرتبہ یا اس سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے سے اٹھ کر جلسۂ استراحت کر کے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا جاتا ہے۔ اٹھتے وقت دونوں ہاتھ پہلے زمین پر ٹیک کر، پہلے گھٹنے پھر دونوں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔

سیدھے کھڑے ہو کر پہلے کی طرح دونوں ہاتھ باندھ کر اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پہلی رکعت کی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھی جاتی ہے۔ اگر امام کے پیچھے ہو، تو صرف سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور اگر تنہا ہو، تو سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر پہلی رکعت کے مطابق رکوع، قومہ، سجدہ اور دوسرا سجدہ کیا جاتا ہے اور پہلی رکعت کی طرح رکوع، قومہ سجدہ و جلسہ والی دعاؤں کو اسی قاعدے کے مطابق پڑھے اس دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد قعدہ کیا جاتا ہے۔ یعنی اس طرح سیدھے بیٹھ جانا کہ داہنا پاؤں کھڑا ہو، اور بایاں پاؤں بچھا ہوا ہو، اور دائیں پیر کی انگلیوں کے سرے قبلہ کی طرف رکھنا اور داہنے ہاتھ کو داہنے بازو پر، اور بائیں ہاتھ کو بائیں بازو پر رکھنا، اور داہنے ہاتھ کی پچھلی دونوں انگلیاں موڑ کر بیچ کی انگلی کا سرا انگوٹھے کی جڑ میں لگا حلقہ کی طرح بنا لینا، اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا، اس وقت اس شہادت کی انگلی پر نظر رکھنا اور دونوں کہنیوں کو زانو سے الگ رکھنا، اور تشہد التحیات پڑھنا جو یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، (بخاری۔ ترمذی) | زبانی، بدنی اور مالی سب عبادتیں اللہ ہی کے واسطے ہیں، اے نبی! آپ کے اوپر سلامتی ہو، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہیں، ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ |

اس تشہد کو ختم کر کے اگر دو رکعت والی نماز ہے، تو درود شریف پڑھا جاتا ہے، جو یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ | اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح رحمت بھیجی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو خوبیوں اور عزت والا ہے، یا اللہ! تو برکت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح برکت نازل کی تو نے |

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ،
(بخاری۔ مسلم)

ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو بہت خوبیوں والا اور عزت والا ہے۔

درود شریف کے بعد یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔

(۱) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (مسلم)

اے اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جینے اور مرنے کے فتنوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (بخاری، مسلم)

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے ہیں اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا پس تو مجھے بخش دے۔ اور میرے حال زار پر رحم فرما تو بخشنے والا مہربان ہے۔

(۳) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰى دِيْنِكَ،

الٰہی تو میرے اگلے، پچھلے گناہ بخش دے۔ اور میرے پوشیدہ اور ظاہر گناہوں کو معاف کر دے۔ اور ان گناہوں کو بھی معاف کر دے۔ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ الٰہی میں تجھ سے دین کے کاموں میں ثابت قدمی مانگتا ہوں اور سیدھے راستے پر چلنے کی پختگی مانگتا ہوں۔ اور تیری نعمتوں کی شکر گذاری اور اچھی عبادت کرنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور بے عیب دل۔ اور سچی زبان تجھ سے مانگتا ہوں۔ اور وہ بھلائیاں تجھ سے مانگتا ہوں۔ جن کو تو جانتا ہے۔ اور ان برائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جن کو تو جانتا ہے۔ اور ان گناہوں سے معافی چاہتا ہوں جن کو تو جانتا ہے اے دلوں کے پھیرنے والے، میرے دل کو اپنے دین پر جما دے۔

ان دعاؤں کو پڑھ کر پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرا جاتا ہے، یعنی یوں کہا جاتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی اے دائیں طرف کے نمازیو! تمہارے اوپر سلامتی ہو۔ اور اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہو، پھر بائیں طرف بھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہا جاتا ہے یعنی اے میرے بائیں طرف کے نمازیو! تم پر اللہ کی سلامتی نازل ہو اور رحمت و برکت نازل ہو۔ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں طرف منہ پھیرا جاتا ہے، اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف منہ پھیرا جاتا ہے۔

فرض نمازوں کے سلام پھیرنے کے بعد پہلے ایک بار بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا جاتا ہے تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، کہا جاتا ہے، اس کے بعد ایک ایک بار نیچے لکھی ہوئی دعاؤں کو پڑھا جاتا ہے

(۱) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (مسلم)
اے اللہ تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے اے عزت اور بلند مرتبے والے تو بہت ہی بابرکت ذات والا ہے۔

(۲) رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (ابوداؤد۔ احمد)
اے میرے رب! تو اپنے ذکر اور شکر گذاری، اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔

(۳) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (بخاری، مسلم)
سوائے اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۴) اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (مسلم)
اللہ جس کو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس سے تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے، اور دولت مند کی دولت مندی تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی

(۵) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔ (مسلم)
نہیں ہے اللہ کے سوا کوئی سچا معبود، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لیے بادشاہت ہے اسی کے لیے تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، گناہوں سے پھرنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اسی کی نعمت ہے اسی کے لیے بزرگی ہے، اور اسی کے لیے اچھی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے، اور ہم خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں، اگرچہ کافر برا مانیں۔

Marfat.com

(۶) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری)

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں نکمی عمر سے۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔

(۷) اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (سورۃ البقرۃ)

اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے، ہمیشہ سے زندہ ہے سب کا تھامنے والا ہے نہیں پکڑتی ہے اس کو اونگھ اور نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے بغیر اس کے حکم کے کون اس کے پاس سفارش کر سکتا ہے جو کچھ مخلوق کے آگے اور پیچھے ہے سب کو جانتا ہے اور وہ اس کے منشا کے بغیر کسی چیز کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے اور آسمان اور زمین سے اس کی کرسی زیادہ وسیع ہے اور ان دونوں کی نگرانی اسے نہیں تھکاتی اور وہ سب سے بلند اور بڑا ہے۔

ان دعاؤں کے پڑھنے کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللہ اور ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہا جاتا ہے اور ایک ایک بار معوذتین قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پوری پوری سورت پڑھی جاتی ہے ان کے علاوہ بہت سی دعائیں ہیں جن کو ہم نے "اسلامی وظائف" میں لکھا ہے، وہاں دیکھ کر یاد کیا جا سکتا ہے بالغرض دن میں کم از کم پانچ بار اور اس سے زیادہ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور مذکورہ بالا باتیں خدا کے سامنے پیش کی جاتی ہیں، اور نمازیں شروع سے آخر تک ذکر الٰہی ہی ہے تو جب کوئی شخص نہایت عاجزی اور اخلاص اور توجہ کامل سے نماز پڑھے گا، انشاء اللہ اس کی نماز قبول ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوگا یہی مطلب اس حدیث کا ہے تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ تم اس طرح خدا کی عبادت کرو، گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، اور اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ یقیناً تم کو دیکھ رہا ہے اخلاص اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جنت واجب ہو جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ وُضُوْئَهٗ ثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ لَا یَسْهُوْ فِیْهِمَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ

جو شخص خوب اچھی طرح وضو کر کے اور دل لگا کر کے دو رکعت پڑھے، اس کے پہلے گناہ معاف

مِنْ ذَنْبِهٖ (ابوداؤد) کردیے جائیں گے۔

مَا مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ بِقَلْبِهٖ وَبِوَجْهِهٖ عَلَيْهِمَا اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (ترغیب)

جو شخص اچھا وضو کرکے ظاہری اور باطنی خشوع و اخلاص سے دو رکعت بھی پڑھ لے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔

جتنا ہی زیادہ اخلاص اور حضور قلب ہوگا اتنی ہی زیادہ نماز کامل ہوگی، اور جتنا ہی اخلاص کم ہوگا، اسی قدر نماز ناقص ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الرَّجُلَ يَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهٗ اِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهٖ تُسْعُهَا ثُمْنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا (ابوداؤد)

مسلمان آدمی نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی نماز میں سے دسواں یا نواں یا آٹھواں یا ساتواں یا چھٹا یا پانچواں یا چوتھایا تیسرا اور آدھا ہی اس کے لیے لکھا جاتا ہے۔

اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے لیے نشست و برخاست کے علاوہ کچھ بھی نہیں لکھا جاتا ہے وہ ثواب سے قطعی محروم ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهْرُ (ابن ماجہ) بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ ان کو سوائے جاگنے کے کچھ نہیں ملتا

جو نماز بغیر دل لگائے پڑھی جائے گی وہ بیکار ہی ہوگی اور ایسے ہی نمازی عذاب و سزا کے مستحق ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝

ایسے نمازیوں پر خدا کی مار ہو جو بے توجہی اور غفلت سے نمازیں ادا کرتے ہیں۔

اور دل لگا کر نہیں پڑھتے زبان سے قرأت کرتے ہیں اور دل دنیا کے دھندوں میں پھنسا رہتا ہے، سچ کہا ہے۔

ے زبان در ذکر و دل در فکر خانہ ... چہ حاصل زیں نماز پنج گانہ
بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر ... ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

توخدا چاہے ہے اور دنیائے دوں ... تجھ کو مالیخولیا ہے یا جنون
جمع دو ضدیں بھی ہوتی ہیں کہیں ... حب دنیا ہے تو حب حق نہیں
دل کہیں ہے، اور نیت ہے کہیں ... تو یہ سمجھے ہے میں کر رہا ہوں کار دین
ہے خدا ایسے عمل سے بے نیاز ... طوق گردن ہوگی یہ تیری نماز

Marfat.com

بے یقین تجھ کو اگر قرآن پر  غور کیوں پھرتا ہے پھر نوجوان کر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- اَقِمِ الصَّلٰوةَ - اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ - نماز پڑھتے رہو یقیناً یہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نمازی کی نماز اسے گناہوں اور برائیوں سے باز نہ رکھے وہ اللہ سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ (ابن کثیر)

سفیان ثوری فرماتے ہیں، کہ جس نماز میں خشوع ہی نہیں وہ نماز ہی نہیں ہوئی حضرت حسن بصری فرماتے ہیں جو نماز بغیر حضور قلب کے پڑھی جائے وہ عذاب سے بہت نزدیک ہے (کیمیائے سعادت)۔
بہر حال نماز کے لئے حضور قلب اور خشوع بے حد ضروری ہے، بغیر اس کے ہماری نماز بغیر روح کے ہوتی ہے نماز میں حضور قلب غفلت کے دور کرنے سے ہوتا ہے، غفلت دو وجہ سے ہوتی ہے ایک ظاہری دوسری باطنی، ظاہری سبب یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز پڑھی جائے جہاں کچھ دکھائی سنائی دیتا ہو جس سے دل ادھر ادھر متوجہ ہو جاتا ہے اس غفلت کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ اکیلے اور تنہائی میں نماز پڑھی جائے، جہاں کچھ دکھائی نہ دے نہ کچھ سنائی دے، دوسری باطنی غفلت یہ ہے کہ ادھر ادھر کے پراگندہ خیالات دل میں آئیں اس کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ کسی کاروبار کی وجہ سے ہو، کہ دل اس میں مشغول ہو جائے، اس کی تدبیر یہ ہے کہ پہلے اس کام سے فارغ ہو جائے، پھر نماز پڑھے جیسے کہ کھانے پینے کی اگر ضرورت ہے تو کھا پی لیا جائے یا پیشاب، پائخانہ کی حاجت ہے تو اس سے فارغ ہو جائے، پھر نماز پڑھی جائے، تاکہ اطمینان اور حضور قلب سے نماز پڑھی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَوَجَدَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ (ترمذی)

اقامت کے وقت اگر کسی کو پیشاب پائخانہ کی حاجت پیش آجائے تو اس سے فارغ ہو جائے

لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَهُوَ لَا يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ (مسلم)

کھانے کے موجود ہونے کے وقت اور پیشاب پاخانے کی حالت میں نماز نہیں ہوتی۔

جب کھانا سامنے حاضر ہو اور نماز کے لئے تکبیر ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔ جب کہ تمہیں کھانے کی خواہش ہو۔

ان تینوں حدیثوں کا یہی مطلب ہے کہ نماز سے پہلے اپنی ضرورتیں پوری کر لو پھر اطمینان سے نماز ادا کرو، دوسرے ایسے کام ہوں جو اسی وقت دور نہ ہو سکتے ہوں تو ان کے خیالات دور کرنے کی آسان صورت یہ ہے کہ نماز میں جو کچھ پڑھے، اس کے معنی و مطلب پر غور کرتا رہے، تاکہ اس معنی میں دل

Marfat.com

لگا رہے، ادھر ادھر نہ جائے اگر اس کے معنی کو نہیں سمجھتا ہے۔ تو اس کے پڑھنے پر دل جمالے اور شیطانی خیالات کو حتی الامکان دل سے دور ہٹاتا رہے کیونکہ شیطان نماز میں ادھر ادھر کی باتیں یاد کراتا ہے حضرت عثمان بن العاص فرماتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْ حَالَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ صَلٰوتِیْ وَ بَیْنَ قِرَاْ تِیْ یُلَبِّسُھَا عَلَیَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ذَاکَ شَیْطٰنٌ یُقَالُ لَہٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَہٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْہُ وَ اتْفُلْ عَلٰی یَسَارِکَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْھَبَہُ اللّٰہُ عَنِّیْ (مسلم)

میں نے کہا اے اللہ کے رسول بے شک شیطان میری نماز میں گڑبڑ اور شک وشبہ ڈال دیتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے۔ جب یہ محسوس کرو تو اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کہو، اور اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھک تھکا لو۔ میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس وسوسہ کو مجھ سے دور کر دیا۔

بائیں جانب تھک تھکانے سے یہ فائدہ ہوگا کہ شیطان دور ہو جائے گا اور ادھر ادھر کے خیالات جاتے رہیں گے لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر انہی باتوں میں مشغول کرا دے گا، اس لیے تم اس کے کام کو اور اس کے خیالات کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دو، اس کی مثال یوں سمجھو، کہ تم کسی درخت کے نیچے نماز پڑھو جس پر بہت سی چڑیاں چہچہاتی ہوں، اور شور مچاتی ہوں، اگر تم کسی لکڑی وغیرہ سے مار کر اڑا دو، تو تھوڑی دیر کے لیے وہ اڑ جائیں گی۔ لیکن لکڑی کے آواز کے بند ہو جانے کے بعد پھر واپس آکر شور مچائیں گی، اگر تم ان کے شور سے بچنا چاہتے ہو۔ تو اس درخت کو جڑ سے کاٹ دو، جب درخت ہی نہیں رہے گا، تو شور مچانے والی چڑیاں بھی نہیں رہیں گی، نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بہترین پسندیدہ باغ کو اللہ کے واسطے صرف اس لیئے دے دیا تھا، کہ اس باغ میں دل نہ لگا رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھولدار چادر کو اس لیئے واپس کرا دیا تھا کہ نماز میں اس پھول بوٹے سے دل نہ الجھا رہے۔

اپنے دل کو جس طرح بھی ممکن ہو نماز میں لگائے رکھو، اور اس کوشش میں لگے رہو کہ تمہاری پوری نماز ادا ہو، اگر باوجود سعی بلیغ کے کماحقہ حضور قلب نہیں ہوتا، تو اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کرتے رہو وہ مقلب القلوب ہے، اسی لیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ     اے دلوں کے پھیرنے والے خدا میرے دل کو اپنے دین پر جمائے رکھ

اور ان وسوسوں اور خیالات کے آتے ہوئے بھی نماز پڑھتے رہو چھوڑو نہیں، حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے

اِنَّ رَجُلًا سَاَلَہٗ فَقَالَ اِنِّیْ اَھِمُ فِیْ     ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ مجھے نماز میں بہت

صَلٰوتِیْ فَیَکْثُرُ ذٰلِکَ عَلَیَّ فَقَالَ لَہٗ امْضِ فِیْ صَلٰوتِکَ فَاِنَّہٗ لَنْ یَّذْھَبَ ذٰلِکَ عَنْکَ حَتّٰی تَنْصَرِفَ وَاَنْتَ تَقُوْلُ مَا اَتْمَمْتُ صَلٰوتِیْ (مالک)

زیادہ وہم ہو جایا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم برابر نماز پڑھتے رہو، کیونکہ یہ وہم تم سے ہرگز دور نہ ہوگا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاؤ گے۔ اور کہو گے کہ میری نماز پوری نہیں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہماری نمازوں کو قبول فرمائے۔ اور سعادت دارین کا ذریعہ بنائے (آمین)

نماز کے بہت سے مسائل ہیں جن کو ہم نے "اسلامی تعلیم" کے ابتدائی چار حصوں میں مفصل طور پر بیان کیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے انشاء اللہ آپ کو فائدہ پہنچے گا۔

عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَکْبَرُ ؕ

---

# خطبہ ۳۸ فضائل جمعہ و جماعت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ۝ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ مَاکِثِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ۝ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ۔ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الجمعۃ)

اللہ تعالیٰ سورہ جمعہ میں فرماتا ہے، کہ ایمان والو! جب جمعہ کے دن جمعہ کی اذان ہو جائے تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف بھاگو، اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو، پھر جب

Marfat.com

نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کا رزق تلاش کرو، اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت کریمہ سے نماز جمعہ کی فرضیت اور جمعہ کے دن کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوم جمعہ کی فرضیت اور بزرگی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ وَأَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ وَفِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللهُ فِيْهِ آدَمَ وَأَهْبَطَ فِيْهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ وَفِيْهِ تَوَفَّى اللهُ آدَمَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ اللهَ فِيْهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا وَهُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

(رواہ احمد وابن ماجہ)

جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اور اللہ کے نزدیک سب دنوں سے بڑا دن ہے، اور بقر عید اور عید کے دن سے بھی بڑھ کر اس کا مرتبہ ہے اور اسی دن پانچ باتیں ایسی ہوئی ہیں جو اور دنوں میں نہیں ہوئی ہیں، اسی جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اور اسی دن میں ان کو زمین پر اتارا، اور اسی دن میں ان کو وفات دی اور اسی دن میں ایک ایسا مقبول وقت ہے کہ جو بندہ بھی جائز سوال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ضرور دے گا۔ اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی اور تمام مقرب فرشتے اور آسمان زمین، ہوا، پہاڑ، دریا سب ڈرتے، کانپتے اور تھراتے ہیں کہ کہیں اس جمعہ کو قیامت قائم نہ ہو جائے۔

اس دن کی مقبول ساعت میں علماء کا اختلاف ہے اس میں چالیس اقوال ہیں، ان میں سے دو قول زیادہ صحیح ہیں، امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے ختم ہونے تک، عصر کے وقت سے غروب آفتاب تک (واللہ اعلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز مجھ پر درود اور دعائے رحمت پڑھا کرو، اللہ تعالیٰ کے فرشتے تمہارے درود و سلام کو مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔ (ابن ماجہ و مشکوٰۃ)

اور فرمایا اگرچہ ہم پیدائش میں سب سے پیچھے ہیں، لیکن جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ یہ جمعہ کا دن سب پر فرض کیا گیا تھا، لیکن یہود و نصاریٰ نے اختلاف کیا، یہودیوں نے اپنی عبادت کے لیئے ہفتہ (سنیچر) کا دن مقرر کیا اور عیسائیوں نے اتوار کے دن کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیئے جمعہ کا دن مقرر کیا (بخاری)

جمعہ کی نماز ہر آزاد مسلمان، بالغ، عاقل مقیم تندرست مردوں پر فرض ہے، نابالغ بچوں اور عورتوں

بیماروں، دیوانوں، اندھوں، اپاہجوں، غلاموں اور مسافروں پر فرض نہیں، لیکن اگر یہ لوگ جمعہ پڑھ لیں تو جائز ہے ظہر کی نماز پڑھنے کی پھر ان کو ضرورت نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰی اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ اَوْ اِمْرَأَةٍ اَوْ صَبِیٍّ اَوْ مَرِیْضٍ (ابوداؤد) | جمعہ تمام مسلمانوں پر جماعت میں فرض ہے مگر غلام، عورت، بچے، اور مریض و بیمار پر فرض نہیں ہے۔ |

اور آپ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَیْهِ الْجُمُعَةُ اِلَّا عَلٰی مَرِیْضٍ اَوْ مُسَافِرٍ اَوْ اِمْرَأَةٍ اَوْ صَبِیٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ (دارقطنی) | جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے، مگر مریض اور مسافر اور عورت اور بچہ اور غلام پر فرض نہیں ہے۔ |

اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی جمعہ کی نماز چھوڑ دے، تو وہ بہت ہی گنہ گار ہے۔ وہ منافق لکھا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَةٍ کُتِبَ مُنَافِقًا فِیْ کِتَابٍ لَا یُمْحٰی وَلَا یُبَدَّلُ (مشکوٰۃ) | جو شخص بلا وجہ جمعہ کی نماز چھوڑ دے وہ منافق لکھا جاتا ہے، ایسی کتاب میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی (مشکوٰۃ) |

اور آپ نے ارشاد فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَیَکُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ (مسلم) | لوگ جمعہ کو چھوڑنے سے باز رہیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ |
| لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقُ عَلٰی رِجَالٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُیُوْتَهُمْ (مسلم) | میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے، کہ کسی آدمی کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کر کے جا کر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز جمعہ سے قصداً پیچھے رہ جاتے ہیں۔ |

جمعہ کی نماز کی بڑی فضیلت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَکَّرَ وَابْتَکَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَهٗ بِکُلِّ | جو شخص جمعہ کے دن اچھی طرح سے نہا دھو کر سویرے ہی پیدل چلے اور اول وقت ہی مسجد میں پہنچ جائے اور امام کے ساتھ بیٹھ کر خطبہ کو توجہ اور کان لگا کر سنے اور کوئی لغو |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| خُطْوَةٍ عَمَلُ اَجْرُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا (ترمذی - ابوداؤد) | اور بیکار حرکت نہ کرے، تو اس کو ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں اور سال بھر تک تمام راتوں کی عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے |

آپ نے فرمایا، کہ جمعہ کے روز فرشتے مسجد کے دروازے پر رجسٹر لے کر جمعہ کی نماز میں آنے والوں کو لکھنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، چنانچہ سب سے پہلے آنے والے کو پہلے نمبر پر، اس کے بعد آنے والے کو دوسرے نمبر پر لکھتے ہیں، سب سے پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب، دوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے کی قربانی کا ثواب، تیسرے نمبر پر آنے والے کو مینڈھے کی قربانی کا ثواب ملتا ہے اور سب سے بعد میں آنے والے کو مرغی اور انڈے کی خیرات وصدقہ کا ثواب ملتا ہے، اور جب امام خطبہ دینے کے لیے نکل آتا ہے تو فرشتے رجسٹر بند کر کے خطبہ سننے لگتے ہیں (بخاری شریف)

اور آپ نے فرمایا، کہ جو شخص نہا دھو کر پاک صاف کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر جمعہ کی نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں آئے اور کسی کو اپنی جگہ سے ہٹائے نہیں، اور نہ کسی کی گردن پھلانگے، اور پھر جس قدر ہو سکے نفل نماز پڑھ کر خطبہ کے وقت نہایت خاموشی سے بیٹھا رہے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے جو پچھلے جمعہ سے اس جمعہ تک سرزد ہوئے، ان کے علاوہ تین دن کے گناہ اور زیادہ بھی بخشے جاتے ہیں یعنی دس دن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

جمعہ کے دن کی نماز کے لیے غسل کرنا خوشبو لگانا، اور اپنی حیثیت کے مطابق اچھا کپڑا پہن کر جانا سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِيَابِهٖ وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ اِنْ كَانَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلّٰى مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهٖ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِيْ قَبْلَهَا (ابوداؤد) | جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اور اچھے کپڑے پہنے اور اگر خوشبو میسر ہو تو خوشبو لگا کر جمعہ کی نماز کے لیے آئے، اور لوگوں کی گردنیں نہ پھاندے، پھر جس قدر سنتوں کی خدا توفیق دے پڑھے، اور امام کے آنے سے نماز کے ختم ہونے تک خاموش رہے۔ تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ |

اور فرمایا اے مسلمانو! اللہ نے تمہارے لیے جمعہ کے دن کو عید کا دن بنایا ہے، اس دن تم غسل کرو خوشبو پاؤ تو لگا لیا کرو، اور مسواک کر لیا کرو (ابن ماجہ) اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ (ترمذی) | جمعہ کے دن کا غسل سب مسلمانوں پر ثابت ہے |

اگر کوئی غسل نہ کرے صرف وضو پر اکتفا کرے ، تو جمعہ کی نماز ہو جائے گی ، مگر غسل کے ثواب سے محروم ہو جائے گا جمعہ کی نماز کے لیئے وہی سب شرطیں ہیں ، جو دیگر نمازوں کے لیئے ہیں ، مگر ان کیساتھ ساتھ ان چار شرطوں کا ہونا بھی ضروری ہے ۔

(۱) جمعہ کا دن ہونا (۲) ظہر کا وقت ہونا یعنی زوال کا وقت ہونا ، زوال سے پہلے جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے ۔ زوال آفتاب کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے ۔ اور ایک مثل سایہ تک رہتا ہے ۔ سردیوں میں جلدی پڑھنا اور گرمیوں میں ذرا توقف کر کے نماز پڑھنا اچھا ہے ، اگر جمعہ کا وقت ختم ہو جائے تو بجائے جمعہ کے ظہر کی نماز پڑھی جائے گی (۳) جمعہ کی نماز کے لیئے جماعت ہونا ، یعنی امام کے علاوہ کم سے کم دو بالغ آدمیوں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جمعہ کے معنی میں جماعت داخل ہے (۴) جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ ہونا ضروری ہے بغیر خطبہ کے جمعہ کی نماز جائز نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے دو خطبے پڑھتے ۔ اور آپ کا کوئی جمعہ بغیر خطبہ کے ثابت نہیں ۔ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں ۔

كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهُ قَصْدًا (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے ہوا کرتے تھے اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھ جایا کرتے تھے ان دونوں خطبوں میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے آپ کی نماز بھی درمیانہ درجے کی ہوتی ۔ اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا ۔

اگر کسی کو خطبہ یاد نہ ہو ، تو قرآن مجید کی کوئی چھوٹی بڑی سورت پڑھ دے ، جیسے پہلے خطبہ میں سورہ فاتحہ اور دوسرے خطبہ میں سورہ اخلاص تو خطبہ ادا ہو جائے گا ، اگر کسی کو قرآن مجید کی کوئی سورت یاد نہ ہو اور نہ خطبہ مسنونہ ، تو منبر پر کھڑے ہو کر اپنی زبان میں اللہ اور اس کے رسول کی تعریف کر کے کچھ مسائل وغیرہ بیان کر دے تو بھی خطبہ ادا ہو جائے گا ، اور جمعہ کی نماز کے لیئے شہر کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ گاؤں میں بھی جمعہ کی نماز پڑھی جائے گی ، کیونکہ دیہاتی مسلمان بھی مسلمان ہیں اور وہ بھی ایمان والے ہیں ایمان والے خواہ دیہاتی ہوں یا شہری سب کو شامل ہیں ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

اَلْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ قَرْيَةٍ فِيْهَا اِمَامٌ وَّاِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا اِلَّا اَرْبَعَةً (دار قطنی)

ہر ایسے گاؤں میں جس میں نماز پڑھانے والا امام ہو جمعہ واجب ہے ، اگرچہ چار آدمی ہوں ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے گاؤں میں جمعہ پڑھا ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ۔

اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ کے بعد سے پہلا

Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَیْسِ بِجَوَاثِیْ مِنَ الْبَحْرَیْنِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَرْیَۃٌ مِنْ قُرَی الْبَحْرَیْنِ (بخاری - ابوداؤد)

جمعہ عبدالقیس کی مسجد جواثی میں پڑھا گیا، جو بحرین کے علاقہ میں سے ایک گاؤں یا بحرین کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری و ابوداؤد رحمہا اللہ تعالیٰ نے جمعہ فی القریٰ کے باب میں ذکر فرمایا ہے اور حافظ ابن حجرؒ و علامہ شوکانیؒ اور بہت سے شارحین بخاری وغیرہم اور علمائے سلف نے اس سے دیہات میں جمعہ پڑھنے پر استدلال کیا ہے۔

استدلال اس طرح کرتے ہیں، کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جواثی مقام میں (جو بحرین کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے) جواثی والے صحابہؓ نے جمعہ پڑھا ہے اور صحابہ کرام کی یہ عادت شریفہ تھی کہ کوئی شرعی کام بغیر شارع علیہ السلام کی اجازت کے نہیں کرتے تھے، خصوصاً وحی اترنے کے زمانہ میں۔ تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواثی گاؤں میں جمعہ پڑھا تھا۔ حافظ ابن حجر اور علامہ شوکانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَالظَّاهِرُ اِنَّ عَبْدَ الْقَیْسِ لَمْ یُجَمِّعُوْا اِلَّا بِاَمْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَا عُرِفَ مِنْ عَادَۃِ الصَّحَابَۃِ مِنْ عَدَمِ الْاِسْتِبْدَادِ بِالْاُمُوْرِ الشَّرْعِیَّۃِ فِیْ زَمَنِ نُزُوْلِ الْوَحْیِ (فتح الباری شرح البخاری)

ظاہر یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جواثی میں جمعہ پڑھا تھا، کیونکہ یہ ان کی مقررہ عادت تھی کہ شرعی کاموں کو وحی (قرآن مجید) اترنے کے زمانے میں شریعت کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔

اگر قرآن مجید کے اترنے کے زمانے میں دیہات میں جمعہ پڑھنا ناجائز ہوتا، تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ منع فرما دیتا، کہ گاؤں میں جمعہ مت پڑھا کرو، مگر اس وقت اس کے بارے میں کوئی ممانعت نہیں آئی تو معلوم ہوا کہ گاؤں میں بھی جمعہ پڑھنا فرض ہے اور صحابہ کرام کا یہ فعل حدیث تقریری اور حدیث مرفوع حکمی ہے۔

چنانچہ علماء اصول حدیث رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے، کہ صحابی کا وہ قول یا فعل جو نبوت کے زمانہ میں واقع ہو، اور اس کی ممانعت میں وحی نازل نہ ہوئی ہو وہ باتفاق جمہور فقہاء و محدثین و اصولین مرفوع حکمی اور حجت شرعی ہے (مقدمہ ابن الصلاح و فتح الباری)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں گویا آپ کے حکم سے جمعہ پڑھا گیا حالانکہ جواثی بحرین کے علاقہ کے ایک گاؤں کا نام ہے جیسے کہ حدیث کے الفاظ سے سمجھا جاتا ہے، شراح حدیث اور علمائے لغت نے بھی یہی معنی بیان کئے ہیں۔

Marfat.com

بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ جواثی ایک قلعہ کا نام ہے یہ بھی گاؤں ہونے کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ جواثی بحرین کے علاقہ کا ایک گاؤں ہے، اس گاؤں میں ایک قلعہ بھی ہے تو جواثی کو گاؤں بھی کہہ سکتے ہیں قلعہ بھی کہہ سکتے تھے، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں:۔

وَحَكَى الْجَوْهَرِيُّ وَالزَّمَخْشَرِيُّ وَابْنُ الْأَثِيرِ أَنَّ جُوَاثَى اِسْمُ حِصْنٍ بِالْبَحْرَيْنِ وَهٰذَا لَا يُنَافِي كَوْنَهَا قَرْيَةً الخ (فتح الباری)

جو لوگ جواثی کو شہر بتاتے ہیں، ان کا کہنا بظاہر درست نہیں ہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جس وقت جمعہ پڑھا گیا تھا۔ وہ اس وقت گاؤں تھا، پھر ایک عرصہ تک ترقی کرتے کرتے شہر ہو گیا ہو اور ایسا بہت جگہ ہوتا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں:۔

وَحَكَى ابْنُ التِّيْنِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ اللَّخْمِيِّ أَنَّهَا مَدِيْنَةٌ وَمَا ثَبَتَ فِي نَفْسِ الْحَدِيْثِ مِنْ كَوْنِهَا قَرْيَةً أَصَحُّ مَعَ احْتِمَالِ أَنْ تَكُوْنَ فِي الْأَوَّلِ قَرْيَةً ثُمَّ صَارَتْ مَدِيْنَةً الخ

یعنی لخمی سے مروی ہے کہ وہ شہر ہے، مگر خود حدیث سے گاؤں کا ہونا زیادہ صحیح ہے، ہاں یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے گاؤں ہو بعد میں شہر ہو گیا ہو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، کہ تم جہاں کہیں ہو جمعہ پڑھ لیا کرو، چنانچہ عطاء بن میمون رضا ابو رافع سے روایت کرتے ہیں:۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْجُمُعَةِ وَهُوَ بِالْبَحْرَيْنِ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ أَنْ جَمِّعُوْا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ أَخْرَجَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ هٰذَا الْأَثَرُ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھ کر دریافت۔ فرمایا، کہ بحرین میں جمعہ پڑھیں یا نہیں؟ تو حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو جمعہ پڑھ لیا کرو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے کہ تم جہاں بھی ہو جمعہ پڑھ لیا کرو، صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہم شہر و دیہات قصبہ میں کہیں ہوں جمعہ ضرور پڑھنا چاہیے، کیونکہ لفظ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ جہاں کہیں ہو بالکل عام ہونے کی وجہ سے شہر و دیہات سب کو شامل ہے لہذا اس کے معنی یہ ہیں کہ:۔

جَمِّعُوْا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ مِنَ الْأَمْصَارِ وَالْقُرٰى — تم جمعہ پڑھ لیا کرو، شہر و دیہات میں جہاں کہیں ہو۔

یہی معنی حضرت امام شافعی رحمہ بیان فرماتے ہیں:۔

مَعْنَاهُ فِي أَيِّ قَرْيَةٍ كُنْتُمْ لِأَنَّ مَقَامَهُمْ — یعنی حَيْثُ مَا كُنْتُمْ کے معنی یہ ہیں، کہ تم جس گاؤں میں بھی مقیم

بِالبَحْرَيْنِ اِنَّمَا كَانَ فِي الْقُرٰى، (التعليق المغني على الدارقطني) ہو جمعہ پڑھ لیا کرو، کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ سوال کرنے والے گاؤں میں ہی مقیم تھے۔

اور حافظ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں:۔

وَهٰذَا يَشْمَلُ الْمُدُنَ وَالْقُرٰى (فتح الباری ص۲۸۶) یعنی یہ فاروقی حکم شہریوں اور دیہاتوں کو برابر شامل ہے

ممکن ہے، کہ حضرت ابوہریرہؓ کو گاؤں میں رہنے کی وجہ سے یہ شبہ ہو گیا ہو، کہ جمعہ گاؤں میں نہ پڑھیں لہٰذا اس شبہ کو دور کرنے کے لئے حضرت عمرؓ کے پاس وہ خط لکھا، جس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ تم جہاں بھی رہو ہمیشہ جمعہ پڑھ لیا کرو، جیسے تم شہر میں پڑھتے ہو، اسی طرح دیہات میں بھی جمعہ ضرور پڑھا کرو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق کے زمانہ میں جو صحابہ کرام گاؤں میں رہتے تھے، وہ گاؤں میں جمعہ پڑھا کرتے تھے، اور حضرت عمرؓ خود گاؤں میں جمعہ پڑھنے کے نہ صرف قائل تھے بلکہ سب کو حکم دیتے تھے، چنانچہ لیث بن سعد فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَهْلَ الْاِسْكَنْدَرِيَّةِ وَمَدَائِنَ مِصْرَ وَمَدَائِنَ سَوَاحِلِهَا كَانُوْا يُجَمِّعُوْنَ الْجُمُعَةَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِاَمْرِهِمَا وَفِيْهِمَا رِجَالٌ مِنَ الصَّحَابَةِ (تعليق المغني على الدارقطني ص۱۶۶، فتح الباری ص۲۸۶)

اسکندریہ اور مصر کے آس پاس والے حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہما کے زمانے میں ان دونوں کے ارشاد سے جمعہ پڑھا کرتے تھے حالانکہ وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔

اور ولید بن مسلم فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ لَيْثَ بْنَ سَعْدٍ اَيْ عَنِ التَّجْمِيْعِ فِي الْقُرٰى فَقَالَ كُلُّ مَدِيْنَةٍ اَوْ قَرْيَةٍ فِيْهَا جَمَاعَةٌ مُرُوْا بِالْجُمُعَةِ فَاِنَّ اَهْلَ مِصْرَ وَسَوَاحِلِهَا يُجَمِّعُوْنَ الْجُمُعَةَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ بِاَمْرِهِمَا وَفِيْهَا رِجَالٌ مِنَ الصَّحَابَةِ (التعليق المغني على الدارقطني ص ۱۶۶۔ فتح الباری ص ۴۸۶)

میں نے لیث سے دیہات میں جمعہ پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا تو لیث نے جواب دیا کہ جس شہر یا گاؤں میں جماعت ہو ان کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا کرو، کیونکہ اہل مصر اور اس کے گرد و نواح کے لوگ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں ان کے حکم سے پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گاؤں اور شہر کے باہر رہنے والوں پر جمعہ کی نماز فرض ہونیکے قائل تھے، چنانچہ عبدالرزاق رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے:۔

اَنَّهُ كَانَ يَرَى اَهْلَ الْمِيَاهِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ مدینہ کے درمیان پانی کے پاس

يُجَمِّعُوْنَ فَلَا يُعِيْبُ عَلَيْهِمْ (فتح الباری ص ۱۰۲ والتعليق المغنی علی الدار قطنی ص ۱۶۶)

اترے ہوئے وہاں کے دیہاتی لوگوں کو جمعہ پڑھتے دیکھتے تو بھی ان کو منع نہ کرتے اور نہ ان کو برا کہتے۔

ولید بن مسلم روایت کرتے ہیں۔

يُرْوٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ مَوْلًى لِاَهْلِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْقُرٰى الَّتِىْ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ مَا تَرٰى فِى الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِمْ اَمِيْرٌ فَلْيُجَمِّعْ (رواه البيهقی والتعليق ص ۱۶۶)

سعید بن عاص کے مولیٰ نے حضرت ابن عمرؓ سے ان گاؤں کے بارے میں دریافت کیا، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہیں کہ ان گاؤں میں جمعہ ہے یا نہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں جب کوئی امیر (امام نماز پڑھانے والا ہو تو جمعہ ان کو ضرور پڑھایا جائے

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ دیہات میں بھی جمعہ پڑھنے کا حکم صادر فرمایا کرتے تھے، چنانچہ جعفر بن برقان روایت کرتے ہیں۔ کہ

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ عَدِيِّ الْكِنْدِيِّ اُنْظُرْ كُلَّ قَرْيَةٍ اَهْلَ قَرَارٍ لَيْسُوْا هُمْ بِاَهْلِ عَمُوْدٍ يَنْتَقِلُوْنَ فَاَمِّرْ عَلَيْهِمْ اَمِيْرًا ثُمَّ مُرْهُ فَلْيُجَمِّعْ بِهِمْ. رواه البيهقی والتعليق المغنی علی الدار قطنی ص ۱۶۶ ج ۱)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن عدی کندی کے پاس لکھ کر بھیجا کہ ہر ایک ایسے گاؤں کو دیکھو، جہاں کے لوگ اسی جگہ مستقل طور پر رہتے ہوں، ستون والوں (خانہ بدوشوں) کی طرح ادھر ادھر پھرتے اور منتقل نہیں ہوتے اس گاؤں والوں پر ایک ایک امیر (امام) مقرر کر دو، اور اس کو حکم دو کہ وہ ان کو جمعہ پڑھاتا رہے۔

حضرت ابوذر (صحابی) رضی اللہ عنہ ربذہ گاؤں میں رہنے کے باوجود وہیں چند صحابہ کے ساتھ برابر جمعہ پڑھتے تھے چنانچہ ابن حزم رحمہ اللہ محلی میں فرماتے ہیں۔

صَحَّ اَنَّهٗ كَانَ لِعُثْمَانَ عَبْدٌ اَسْوَدُ اَمِيْرٌ لَهٗ عَلَى الرَّبَذَةِ يُصَلِّىْ خَلْفَهٗ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَشَرَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ الْجُمُعَةَ وَغَيْرَهَا (کبیری شرح منیہ ص ۵۱۲)

صحیح سند سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک سیاہ فام غلام ربذہ میں حکومت کی طرف سے امیر (امام) تھا، حضرت ابوذر و دیگر صحابہ کرام رضا اس کے پیچھے جمعہ وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ شہر بصرہ کے قریب موضع زاویہ میں رہتے تھے کبھی تو جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے بصرہ آتے اور کبھی جمعہ کی نماز موضع زاویہ ہی میں پڑھ لیتے تھے، بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲۳ میں ہے

وَكَانَ اَنَسٌ فِىْ قَصْرِهٖ اَحْيَانًا لَا يُجَمِّعُ وَهُوَ

اس عبارت کا مختصر مطلب یہ ہے کہ حضرت انسؓ جمعہ

Marfat.com

بِالزَّاوِيَةِ عَلَى فَرْسَخَيْنِ ۔ (بخاری شریف)

کی نماز کبھی تو اسی میں پڑھ لیتے ، اور کبھی زاویہ میں نہیں بھی پڑھتے ، بلکہ بصرہ میں آکر جمعہ پڑھتے ۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں یہی مطلب بیان کرتے ہیں :۔

قَوْلُهُ يُجَمِّعُ اَیْ يُصَلِّی الْجُمُعَةَ بِمَنْ مَعَهُ اَوْ يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ الْبَصْرَةَ ،

یعنی کبھی جمعہ کی نماز مقام زاویہ میں اپنے ساتھیوں کو پڑھاتے یا جمعہ کے لیے بصرہ تشریف لے جاتے ۔

اور یہی مطلب علامہ عینی نے عمدۃ القاری ص ۴۰۲ جلد سوم میں بیان فرمایا ہے، حضرت انسؓ عید کی نماز بھی اسی زاویہ میں پڑھ لیا کرتے تھے چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے :۔

وَاَمَرَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَاهُ ابْنَ اَبِي عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ اَهْلَهُ وَبَنِيهِ وَصَلّٰى كَصَلٰوةِ اَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيرِهِمْ ۔

یعنی حضرت انس بن مالکؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابن ابی عتبہ کو زاویہ میں حکم دیا، اور اپنے گھر والوں بیٹوں وغیرہ کو جمع کر کے شہر والوں کی طرح عید کی نماز پڑھی۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کی جلد سوم ص ۴۰۰ میں اس کا مطلب اس طرح بیان فرمایا ہے ۔ ان آثار سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ اور عیدین کی نماز شہر والوں کی طرح گاؤں میں پڑھا کرتے تھے، اور ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں :۔

صحیح بخاری شریف میں ہے :۔

قَالَ يُونُسُ كَتَبَ زُرَيْقُ بْنُ حَكِيمٍ اِلَى ابْنِ شِهَابٍ وَاَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِوَادِي الْقُرٰى هَلْ تَرٰى اَنْ اُجَمِّعَ وَزُرَيْقٌ عَلَى اَرْضٍ يَعْمَلُهَا وَفِيهَا جَمَاعَةٌ مِنَ السُّودَانِ وَغَيْرِهِمْ وَزُرَيْقٌ يَوْمَئِذٍ عَلٰى اَيْلَةَ فَكَتَبَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَنَا اَسْمَعُ يَاْمُرُهُ اَنْ يُجَمِّعَ (الحدیث) (بخاری شریف)

یونس کہتے ہیں کہ میں وادی القریٰ میں ابن شہاب زہری کے پاس تھا جب کہ زریق بن حکیم نے ابن شہاب کے پاس لکھ کر بھیجا کہ آپ مجھ کو جمعہ پڑھنے کی رائے دیتے ہیں، حالانکہ زریق اپنے گاؤں کی زمین میں کام کر رہے تھے، اس میں حبشی وغیرہ لوگوں کی ایک جماعت رہتی تھی اور اس زمانہ میں زریق ایلہ کے حکمران تھے، تو میں سن رہا تھا کہ ابن شہاب نے جواب میں وہاں جمعہ پڑھنے کا حکم دیا۔

چونکہ زریق جس جگہ تھے وہ دیہات تھا، شہر نہیں تھا، اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے لیے شہر ہی کا ہونا ضروری نہیں ہے ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گاؤں میں جمعہ پڑھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے، تو بنی مالک کے گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھی تھی، ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

محلی میں فرماتے ہیں:۔

وَمِنْ اَعْظَمِ الْبُرْهَانِ عَلٰى صِحَّتِهَا فِى الْقُرٰى اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَدِيْنَةَ وَاِنَّمَا هِىَ قُرًى صِغَارٌ مُتَفَرِّقَةٌ فَبَنٰى مَسْجِدَهٗ فِىْ بَنِىْ مَالِكِ بْنِ نَجَّارٍ وَجَمَّعَ فِيْهِ فِىْ قَرْيَةٍ لَيْسَتْ بِالْكَبِيْرَةِ لَا مِصْرَ هُنَاكَ (عون المعبود شرح ابی داؤد جلد اول ص ۴۱۴)

دیہات اور گاؤں میں جمعہ پڑھنے کی صحت پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت مدینہ کے چھوٹے چھوٹے الگ الگ گاؤں بسے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مالک بن نجار میں مسجد بنائی اور اسی گاؤں میں جمعہ پڑھا جو نہ تو شہر تھا، اور نہ ہی بڑا گاؤں تھا

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تلخیص الحبیر ص ۱۳۲ میں فرماتے ہیں:۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِىُّ فِى الْمَعْرِفَةِ عَنْ مَغَازِىْ ابْنِ اِسْحٰقَ وَمُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَكِبَ مِنْ بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فِىْ هِجْرَتِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَرَّ عَلٰى بَنِىْ سَالِمٍ وَهِىَ قَرْيَةٌ بَيْنَ قُبَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ فَاَدْرَكَتْهُ الْجُمُعَةُ فَصَلّٰى بِهِمُ الْجُمُعَةَ وَكَانَتْ اَوَّلُ جُمُعَةٍ صَلَّاهَا حِيْنَ قَدِمَ،

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے المعرفۃ میں ابن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ نے مغازی سے روایت کیا ہے کہ ہجرت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو بنی سالم کے پاس سے آپ کا گزر ہوا، وہ قبا اور مدینہ کے درمیان ایک گاؤں تھا تو اسی جگہ پر آپ کو جمعہ نے پالیا، یعنی جمعہ کا وقت ہوگیا تو سب کے ساتھ اسی جگہ پر آپ نے نماز پڑھی مدینہ تشریف لاتے وقت سب سے پہلا جمعہ نے آپ نے یہی پڑھا ہے۔

خلاصۃ الوفاء ص ۱۹۶ میں ہے:۔ وَلِابْنِ اِسْحٰقَ فَاَدْرَكَتْهُ الْجُمُعَةُ فِىْ بَنِىْ سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ فَصَلَّاهَا فِىْ بَطْنِ الْوَادِىْ ذِىْ رَانُوْنَا فَكَانَتْ اَوَّلُ جُمُعَةٍ صَلَّاهَا بِالْمَدِيْنَةِ،

اور سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۲۷۵ میں ہے:۔ فَاَدْرَكَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةُ فِىْ بَنِىْ سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ فَصَلَّاهَا فِى الْمَسْجِدِ الَّذِىْ فِىْ بَطْنِ الْوَادِىْ وَادِىْ رَانُوْنَا یعنی میدان وادی رانونا کی مسجد میں آپ نے نماز جمعہ ادا فرمائی۔

آپ کے ہجرت کرنے سے پہلے بعض وہ صحابہ کرام جو خود ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لا چکے تھے، وہ اپنے اجتہاد سے بعض گاؤں میں جمعہ پڑھتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہیں فرمایا جیسے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ہزم النبیت گاؤں میں جمعہ پڑھایا، ابوداؤد شریف میں ہے۔

لِاَنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ بِنَا فِیْ ھَزْمِ النَّبِیْتِ مِنْ حَرَّۃِ بَنِیْ بَیَاضَۃَ فِیْ نَقِیْعٍ یُقَالُ لَہٗ النَّقِیْعُ الْخَضَمَاتِ الخ حرہ بن بیاضہ ایک گاؤں کا نام تھا جو مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر آباد تھا حافظ ابن حجر تلخیص الجبیر کے ص ۱۳۳ میں فرماتے ہیں حَرَّۃُ بَنِیْ بَیَاضَۃَ قَرْیَۃٌ عَلٰی مِیْلٍ مِّنَ الْمَدِیْنَۃِ اور خلاصۃ الوفا ص ۳۰۲ میں ہے۔ وَالصَّوَابُ اَنَّہٗ بِھَزْمِ النَّبِیْتِ مِنْ حَرَّۃِ بَنِیْ بَیَاضَۃَ وَھِیَ الْحَرَّۃُ الْغَرْبِیَّۃُ الَّتِیْ بِھَا قَرْیَۃُ بَنِیْ بَیَاضَۃَ قَبْلِیَّ بَنِیْ سَلِمَۃَ وَلِذَا قَالَ النَّوَوِیُّ اَنَّہٗ قَرْیَۃٌ بِقُرْبِ الْمَدِیْنَۃِ عَلٰی مِیْلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ بَنِیْ سَلِمَۃَ قَالَہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ کَمَا نَقَلَہُ الشَّیْخُ اَبُوْحَامِدٍ اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حرہ بن بیاضہ مدینہ کے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے، اسی گاؤں میں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھی۔

اسی لیے امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ شرح ابوداؤد میں فرماتے ہیں۔

وَفِی الْحَدِیْثِ مِنَ الْفِقْہِ اَنَّ الْجُمُعَۃَ جَوَازُھَا فِی الْقُرٰی کَجَوَازِھَا فِی الْمُدُنِ وَالْاَمْصَارِ

اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دیہات میں جمعہ پڑھنا جائز ہے، جیسے کہ شہروں میں فرض ہے۔

ان احادیث و آثار سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دیہات میں ہمیشہ جمعہ پڑھا کرتے تھے اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا، اور پڑھنے کا حکم دیا۔

اَلْجُمُعَۃُ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ قَرْیَۃٍ (دار قطنی ص ۱۶۵) ہر گاؤں والوں پر جمعہ فرض ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے زمانے میں دیہات میں جمعہ پڑھانے کا حکم دیا، اور حضرت عثمان بن عفان کے زمانے میں صحابہ کرام گاؤں میں جمعہ پڑھا کرتے تھے، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی دیہات میں جمعہ پڑھنے کا حکم دیا، ان تمام احادیث و آثار کے ہوتے ہوئے بعض لوگ دیہات میں جمعہ بند کرانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، حالانکہ جمعہ تمام مسلمانوں کے لیے عید ہے خواہ شہری ہوں یا دیہاتی، ترغیب ترہیب جلد اول ص ۱۹۵ میں ہے کہ:۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ عُرِضَتِ الْجُمُعَۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ بِھَا جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ کَفِّہٖ کَالْمِرْاٰۃِ الْبَیْضَآءِ فِیْ وَسَطِھَا کَالنُّکْتَۃِ السَّوْدَآءِ فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا جِبْرَئِیْلُ قَالَ ھٰذِہِ الْجُمُعَۃُ یَعْرِضُھَا عَلَیْکَ رَبُّکَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمعہ کو سفید آئینہ کی طرح ایک پلے میں لاکر پیش کیا اس کے درمیان ایک سیاہ سا نکتہ تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے جبرائیل یہ کیا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ وہ جمعہ ہے جس کو آپ کا

Marfat.com

لِيَكُوْنَ لَكَ عِيْدًا وَلِقَوْمِكَ مِنْ بَعْدِكَ سب آپ کے سامنے پیش کرتا ہے، تاکہ آپ کے اور آپ کی امت کے واسطے یہ عید ہو کر رہے۔

الحدیث رواہ الطبرانی باسناد جید، ترغیب ص ۱۹۵ ج ۱

اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ تمام ملت محمدیہ کے لیئے عید ہے اس میں شہری اور دیہاتی کی کوئی تخصیص نہیں ہے، اب دیہاتیوں کو اس عید جمعہ سے محروم رکھنا انصاف کے خلاف ہے ایمان نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ جیسے دیہاتی اور غیر دیہاتی دونوں پر فرض ہے، اسی طرح جمعہ بھی دیہاتی وغیر دیہاتی دونوں پر برابر فرض ہے، اگر گاؤں والوں پر جمعہ فرض نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ کر دیتے، جیسے مسافر و مریض وغیرہ کو خارج کیا گیا ہے، حالانکہ کسی آیت یا حدیث مرفوع صحیح میں اس کا استثناء نہیں کیا گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر (قول) لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ إِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ مذکورہ بالا احادیث و آثار کے مخالف و معارض ہونے کے علاوہ ان کا ذاتی اجتہاد ہے۔ اور حرمت و وجوب اجتہاد سے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس لیئے نص قطعی ہونا شرط ہے، چنانچہ مجمع الانہار جلد اول ص ۱۰۹ میں اس اثر کے بعد لکھا ہے۔ لٰكِنْ هٰذَا مُشْكِلٌ جِدًّا لِأَنَّ الشَّرْطَ الَّذِيْ هُوَ فَرْضٌ لَا يَثْبُتُ إِلَّا بِقَطْعِيٍّ اھ

پھر مصر جامع کی تعریف میں اس قدر اختلاف ہے، کہ اگر اس کو معتبر سمجھا جائے، تو دیہات تو دیہات ہی ہیں آج ہی ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں بھی جمعہ پڑھانا ناجائز ہو جائے گا، کیونکہ مصر جامع کی تعریف میں امیر و قاضی اور احکام شرعی کا انفاذ اور حدود کا جاری ہونا شرط ہے، حالانکہ اس وقت ہندوستان میں نہ کوئی شرعی حاکم و قاضی ہے اور نہ حدود ہی کا اجراء ہے اور نہ ہو سکتا ہے بلکہ اکثر اسلامی ملکوں میں بھی حدود کا انفاذ نہیں ہے، تو اس قول کے مطابق شہروں میں بھی جمعہ نہ ہونا چاہیئے اور ان شرطوں کا ثبوت نہ قرآن میں سے ہے اور نہ صحیح حدیثوں میں سے ہی ہے۔

وَلَا جُمُعَةَ لانفی کمال کا بھی ہو سکتا ہے، یعنی کامل جمعہ شہر ہی میں ہوتا ہے کیونکہ وہاں جماعت زیادہ ہوتی ہے اور شہر کے اعتبار سے دیہات میں جماعت کم ہوتی ہے اس لیئے شہر کی حیثیت سے دیہات میں ثواب کم ملے گا۔ جیسے جماعت کے ساتھ نماز کا ۲۷ درجہ ثواب زیادہ ملتا ہے، اور تنہا پڑھنے سے اتنا ثواب نہیں ملتا تو لَا جُمُعَةَ میں کمال اور زیادتی کی نفی ہے، فرضیت کی نفی نہیں ہے۔

اگر بالفرض اس توجیہ کو تسلیم نہ کیا جائے، تو دیہاتیوں کے لیئے قربانی، اور بقرعید کے دنوں کی تکبیریں وغیرہ بھی ناجائز ہونا چاہییں کیونکہ قربانی نماز عید کے تابع و ماتحت ہے، جب متبوع (نماز عید) ہی نہیں تو قربانی کیسے جائز ہو سکتی ہے جو لوگ دیہات میں جمعہ پڑھنے سے روکتے ہیں، ان کو چاہیئے کہ وہ

دیہاتیوں کو قربانی سے بھی روک دیں۔
اور اثر مذکور پر خود ان کا بھی عمل نہیں، کیونکہ تمام فقہا کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر امام کے حکم سے گاؤں میں مسجد بنائی جائے تو اسی کے حکم سے گاؤں میں جمعہ بھی پڑھ سکتے ہیں، چنانچہ در مختار جلد اول ص ۷۴۵ میں ہے۔

| | |
|---|---|
| اِذَا بُنِیَ مَسْجِدٌ فِی الرُّسْتَاقِ بِاَمْرِ الْاِمَامِ | جب گاؤں میں امام کے حکم سے مسجد بنائی تو وہاں |
| وَهُوَ اَمْرٌ بِالْجُمُعَةِ اِتِّفَاقًا عَلٰی مَا قَالَهُ | باتفاق فقہا، جمعہ کی نماز پڑھی جائے گی۔ |

السَّرَخْسِیُّ وَالرُّسْتَاقُ الْقُرٰی كَمَا فِی الْقَامُوْسِ،
اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے لیے مصر (شہر) کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ دیہات میں بھی جمعہ ہوسکتا ہے، امام محمد رحمۃ علیہ اس طرح فرماتے ہیں:۔

| | |
|---|---|
| حَتّٰی لَوْ بَعَثَ اِلٰی قَرْیَةٍ نَائِبًا لِاِقَامَةِ الْحُدُوْدِ | اگر کسی نائب کو حدود اور قصاص جاری کرنے کے لیے |
| وَالْقِصَاصِ تَصِیْرُ مِصْرًا وَاِذَا عَزَلَهُ | کسی گاؤں میں بھیجے، تو وہ گاؤں شہر ہو جائے گا اور |
| تَصِیْرُ بِالْقُرٰی (عینی شرح صحیح بخاری ص ۵۲) | جب نائب کو معزول کر دے گا، تو وہ گاؤں کے ساتھ |
| (کبیری شرح منیہ ص ۵۱۴) | مل جائے گا۔ یعنی پھر گاؤں ہو جائے گا۔ |

بہر کیف جمعہ کے لیے مصر ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ بستی آبادی و جماعت کا ہونا ضروری ہے اور ہوسکتا ہے، کہ حضرت علیؓ کے قول سے بستی ہی مراد ہو، کیونکہ بستی شہر اور دیہات دونوں کو شامل ہے۔ اس لیے لفظ قریہ سے کبھی شہر اور کبھی گاؤں مراد لیتے ہیں، لیکن اس کے اصل معنی وہی بستی کے ہیں۔
علامہ قسطلانی شرح بخاری ص ۳۸ میں لکھتے ہیں۔ والقریۃ واحدۃ القری کل مکان اتصلت فیہ الابنیۃ واتخذ قرارا ویقع ذلک علی المدن وغیرھا وقد تطلق۔
اور لسان العرب ص ۶۳۷ میں ہے۔ والقریۃ من المساکن والابنیۃ والضیاع وقد تطلق علی المدن وفی الحدیث امرت بقریۃ تاکل القری وھی مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اہ وجاء فی کل قار وباد الذی ینزل القریۃ والبادی،
ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ قریہ کے معنی مطلق بستی کے ہیں اور مصر جامع کے معنی بھی بستی کے ہیں، کیونکہ اہل لغت نے قریہ کی تفسیر میں لفظ مصر جامع اختیار کیا ہے چنانچہ اسی لسان العرب میں ہے۔
قَالَ ابْنُ سِیْدَةَ اَلْقَرْیَةُ وَالْقِرْیَةُ لُغَتَانِ الْمِصْرُ الْجَامِعُ اَلتَّهْذِیْبُ الْمَكْسُوْرَةُ یَمَانِیَةٌ وَمِنْ ثَمَّ اجْتَمَعُوْا فِیْ جَمْعِهَا عَلَی الْقُرٰی،
اور قاموس ص ۶۶۱ میں ہے۔ اَلْقَرْیَةُ وَالْقِرْیَةُ اَلضَّیْعَةُ الْمِصْرُ الْجَامِعُ،

Marfat.com

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ قریہ اور مصر جامع دونوں ایک ہی چیزیں ہیں، اور قریہ کے معنی بستی کے ہیں، تو مصر جامع کے معنی بھی بستی کے ہیں، اور بستی شہر اور گاؤں دونوں کو شامل ہے یہ سب اقوال ہم نے اپنی کتاب "ارشاد خیر الوری فی اقامۃ الجمعہ فی القری" سے نقل کئے ہیں، یہ کتاب "کتاب الجمعہ" کے نام سے مشہور ہے اور دیہات میں جمعہ کے اثبات میں بہت سی دلیلیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے تھوڑی سی دلیلیں نمونے کے طور پر لکھی گئی ہیں، زیادہ تفصیل کتاب الجمعہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں:۔

## نماز جمعہ کی ترکیب

جمعہ کی نماز کی ترکیب یہ ہے، کہ تمام شرطوں کی موجودگی کے بعد جمعہ کے خطبہ سے پہلے دو چار رکعت حسب طاقت سنتیں پڑھی جائیں اور ان سنتوں کی فراغت کے بعد جب امام خطبہ دے، پھر ایک خطبہ ختم کر کے تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو کر دوسرا خطبہ دے، دوسرا خطبہ ختم کرنے کے بعد منبر سے نیچے اتر کر امام مصلے پر آئے اور سب مقتدی کھڑے ہو کر صف بندی کریں، صف بندی کرنے کے بعد موذن تکبیر کہے، اس کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہہ نماز شروع کرے، اور دو رکعت بلند آواز کے ساتھ فرض کی نیت سے جمعہ کی نماز پڑھائے، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سبح اسم ربک الاعلیٰ یا سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ غاشیہ یا سورہ منافقون پڑھے دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے سلام کے بعد امام مقتدی دو یا چار یا چھ سنتیں پڑھیں جمعہ کے خطبہ کی اذان سے مسلمانوں پر بیچنا خریدنا حرام ہو جاتا ہے،

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون

(سورۃ الجمعۃ)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کیلئے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف جاؤ، اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو، پھر جب نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک ہی اذان ہوتی تھی جب کہ آپ منبر پر تشریف لاتے تھے۔ خطبہ کے درمیان میں اگر کوئی شخص آوے اور اس نے سنتیں نہ پڑھی ہوں تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت سنتیں پڑھ لے (بخاری مسلم) حاضرین جمعہ نہایت خاموشی سے جمعہ کا خطبہ سنیں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے خطبہ کے وقت میں بات چیت کریں اور نہ دو رکعت سنت کے علاوہ اور کوئی نفل نماز پڑھیں۔ (مشکوٰۃ)

جمعہ کے خطبہ کے وقت اگر کسی کو نیند آنے لگے تو اس جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ جا کر بیٹھ جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص پاک وصاف ہو کر جمعہ پڑھنے کی غرض سے مسجد میں جاتا اور لوگوں کو

Marfat.com

ان کی جگہ سے نہیں ہٹاتا، اور نمازیوں کی گردنیں نہیں پھلانگتا، پھر جس قدر ہو سکے نفل نماز پڑھتا اور امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت نہایت خاموشی کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جو اگلے جمعہ سے اس جمعہ تک ہوئے ہیں، بلکہ تین دن زیادہ کے بھی گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (ترمذی ابوداؤد)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص پا پیادہ سوار ذرا سویرے اول وقت مسجد میں جائے، اور امام کے پاس بیٹھ کر خطبہ سنے، اور کوئی بات نہ سنے، اور کوئی بات نہ کرے، اسے ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے، اور سال بھر کی پوری شب کی عبادت کرنے کا (بخاری مسلم)

اور آپ نے فرمایا، کہ جس نے جمعہ کی ایک رکعت بھی پالی، اس نے جمعہ پالیا، اور جو شخص ایک رکعت بھی نہ پاسکے بلکہ اخیر تشہد میں ملے اسے فرض ظہر کی چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں (دارقطنی)

جمعہ کے دن احتیاطی ظہر پڑھنا بدعت ہے، اس کی پوری تفصیل ہم نے نُوْرُ الشَّمْعَۃِ لِرَدِّ احْتِیَاطِ الظُّہْرِ بَعْدَ الْجُمُعَۃِ میں بیان کر دی ہے۔

**جماعت** جمعہ کی طرح نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنا نہایت ضروری ہے بغیر عذر شرعی کے جماعت کو چھوڑ دینا سخت گناہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر یعنی جماعت سے نماز پڑھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو لوگ جماعت سے نماز پڑھنے نہیں آتے میں نے ان کے گھروں کو جلا دینے کا ارادہ کیا ہے۔ (بخاری)

اور فرمایا کہ جس جگہ تین آدمی ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں ان پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ تو جماعت کو لازم پکڑو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں، اگر تم لوگ خدا کے دیدار و ملاقات کے مشتاق ہو تو ان پانچوں نمازوں کا ہمیشہ اسی جگہ خیال رکھو جہاں اذان ہوتی ہے، یعنی ہمیشہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے ہدایت کے طریقے مقرر کیئے ہیں، اور نماز با جماعت بھی ان ہی ہدایت کے طریقوں میں سے ہے، اگر تم ان نمازوں کو تنہا گھروں میں پڑھو گے، جیسا کہ تارکین جماعت کرتے ہیں تو تم اپنے نبی کے جاری کیئے ہوئے طریقوں کو چھوڑ دو گے، اگر تم اپنے نبی کے جاری کیئے ہوئے طریقوں کو چھوڑ دو گے، تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جب اچھا وضو کر کے مسجد میں نماز پڑھنے کے لیئے آؤ گے تو ہر ہر قدم پر نیکی ملے گی اور گناہ معاف ہو گا، اور معذوری کے سوا جماعت چھوڑنے والا منافق ظاہری مسلمان ہے (مسلم، اور آپ نے فرمایا۔

مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ اِتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ — جو شخص اذان سن کر بغیر عذر بیماری اور خوف کے مسجد میں نہ آئے تو اس کی دوسری جگہ پڑھی ہوئی نماز قبول نہ ہوگی

لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ صَلٰوۃُ الَّذِیْ صَلّٰی (ابوداؤد) یعنی تنہا جو نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے قبول نہ ہوگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت واجب ہے، بلا عذر کے چھوڑنا جائز نہیں ہے، جماعت کی بڑی فضیلت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً (بخاری) جماعت کی نماز تنہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ بزرگی رکھتی ہے۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ایک نماز پر ۲۷ نمازوں کا ثواب ملتا ہے، اور جماعت سے نماز پڑھنے کے بہت سے فائدے ہیں، پانچوں وقت مسلمان آپس میں ملیں گے، ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوں گے میل ومحبت پیدا ہوگی، اتفاق واتحاد ہوگا، دوسروں کو دیکھ کر عبادت کا زیادہ شوق پیدا ہوگا عبادت میں طبیعت لگے گی۔ بزرگوں کی مدد سے نماز قبول ہوگی، عبادت کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے گا اور عورتوں پر جماعت ضروری نہیں ہے ان کے لیئے گھر میں پڑھنا اچھا ہے، اگر وہ جماعت کیلئے جانا چاہتی ہوں تو جاسکتی ہیں لیکن سادگی کے ساتھ جائیں، خوشبو وغیرہ لگا کر جانا درست نہیں ہے۔

اگر ایک جماعت ہوچکی ہے، تو بعد میں دو چار آدمی آئیں تو دوسری جماعت کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں، تاکہ جماعت کا ثواب ملے نماز کے لیئے صف بندی کرنا اور سیدھا کرنا مل جل کر کھڑا ہونا نہایت ضروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیْنَ وُجُوْھِکُمْ (مسلم) صفیں سیدھی کرو، اگر سیدھی نہیں رکھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو بگاڑ دے گا۔

اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ (مسلم) صفوں کو سیدھا رکھو اور خوب مل کر کھڑے ہو، کیونکہ میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ (مسلم) صفیں سیدھی رکھو صفیں سیدھی رکھنے سے نماز پوری ہوگی اور صفوں کی کجی سے ناقص رہے گی۔

رُصُّوْا صُفُوْفَکُمْ وَقَارِبُوْا بَیْنَھَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَی الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ کَاَنَّھَا الْحَذَفُ۔ (ابوداؤد) صفوں میں چونے گچ دیوار کی طرح آپس میں خوب مل کر کھڑے ہو جس طرح دیوار میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کے گارے سے چپکی ہوئی ملی جاتی ہے اور صفوں میں قریب قریب ہو زیادہ فاصلہ پر صفوں کو مت رکھو اور ایک دوسرے کی گردن کے مقابل میں اپنی گردنوں کو رکھو اور صفوں کے بیچ میں خالی جگہ مت چھوڑو، کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ شیطان بکری کے بچے کی طرح صفوں کے بیچ کی خالی جگہوں میں گھس جاتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهُ قَطَعَهُ اللّٰهُ (ابوداؤد) | صفیں سیدھی اور درست رکھو اور برابر کھڑے ہو، اور درمیان کی جگہوں کو بند رکھو، اور اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لیے خالی جگہ مت چھوڑو، جو صفوں کو ملائے خدا اس کو اپنی رحمت سے ملاتا ہے، اور جو صفوں کو نہ ملائے، تو خدا بھی اس قطع تعلق کرلے۔ |

یہ سب حدیثیں صفیں سیدھی کرنے اور مل کر کھڑے ہونے کی تائید میں ہیں، صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اسطرح مل کر کھڑے ہوتے تھے کہ قدم سے قدم اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور مونڈھے سے مونڈھا ملا ہوا ہوتا تھا، (بخاری)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے مونڈھوں کو پکڑ کر فرماتے سیدھے کھڑے ہو جاؤ، اور صفوں کو سیدھا رکھو آگے پیچھے مت ہو، ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف اور دشمنی پیدا ہو جائے گی، اور یہ فرمایا۔

| | |
|---|---|
| لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (مسلم) | میرے قریب بالغ اور سمجھدار لوگ کھڑے ہوں پھر وہ لوگ جوان کے قریب ہوں، پھر وہ جوان کے قریب ہوں۔ |

اور جب آپ نماز پڑھاتے تھے تو پہلے مردوں کی صف سیدھی کراتے اور پھر بچوں کی (ابوداؤد) پہلے اگلی صف پوری کی جائے جب پہلی صف میں جگہ نہ رہے تو دوسری صف باندھی جائے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ (ابوداؤد) | پہلے اگلی صف کو پورا کرو، پھر دوسری صف کو، جو کمی ہے پچھلی صف میں رہے۔ |

پہلی صف کی بڑی فضیلت ہے، آپ فرماتے ہیں، اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں، اور داہنی طرف والوں پر بھی، (ابوداؤد) جو لوگ ہمیشہ پچھلی صف میں رہتے ہیں، اور پہلی صف میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کرتے وہ خدا کی رحمت سے بھی پیچھے رہیں گے (مسلم)

اور آپ نے فرمایا، مردوں کی پہلی صف بہتر ہے اور پچھلی صف بری ہے، اور عورتوں کی پچھلی صف بہتر ہے اور پہلی صف بری ہے (مسلم) کیونکہ عورتیں جتنا ہی مردوں سے دور رہیں گی، اتنا ہی ان کے حق میں بہتر ہوگا، اور آپ نے فرمایا، اگر لوگوں کو پہلی صف کی فضیلت معلوم ہو جائے تو پہلی صف میں کھڑا ہونے کے لیے قرعہ اندازی کی نوبت آجائے گی، (مسلم) اور صف کے پیچھے اکیلے تنہا کھڑا ہونا جائز نہیں ہے، اگر صف میں جگہ نہ ہو تو صف میں سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کرلے (طبرانی بیہقی) ستونوں کے درمیان صف۔

بندی کرنے سے بچنا چاہیے (ترمذی شریف)

نماز اور جماعت وغیرہ کے پورے مسائل ہم نے "اسلامی تعلیم" کے چوتھے حصہ میں مدلل بیان کیے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نیکیوں کو قبول فرما کر سعادت دارین کا ذریعہ بنائے، آمین۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ کَرِیْمٌ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

---

# خطبہ ۳۹

## خطبہ جمعہ از تالیف شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَی الذَّاتِ عَظِیْمِ الصِّفَاتِ سَنِیِّ السِّمَاتِ کَبِیْرِ الشَّانِ، جَلِیْلِ الْقَدْرِ رَفِیْعِ الذِّکْرِ، مُطَاعِ الْاَمْرِ، جَلِیِّ الْبُرْهَانِ، فَخِیْمِ الْاِسْمِ، عَزِیْزِ الْعِلْمِ وَسِیْعِ الْحِلْمِ، کَثِیْرِ الْغُفْرَانِ جَمِیْلِ الثَّنَاءِ، جَزِیْلِ الْعَطَاءِ، مُجِیْبِ الدُّعَاءِ، عَمِیْمِ الْاِحْسَانِ، سَرِیْعِ الْحِسَابِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ اَلِیْمِ الْعَذَابِ، عَزِیْزِ السُّلْطَانِ۔ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ فِی الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ اِلَی الْاَسْوَدِ

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو عالی ذات والا بڑی صفتوں والا، بلند نشان والا، بڑی شان والا، بزرگ مرتبے والا، بلند ذکر والا، حکم مانا ہوا، کھلی دلیل والا، بڑے نام والا، بہت علم والا، وسیع علم والا، بہت بخشنے والا۔ اچھی تعریف والا، بہت عطا کرنے والا، دعاؤں کا قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا، دکھ کی مار دینے والا، غالب بادشاہت والا ہے، عام احسان کرنے والا، جلدی حساب لینے والا، اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے پیدا کرنے میں، اور حکم میں، اس کا کوئی ساجھی نہیں، اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک ہمارے سردار اور ہمارے صاحب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور

---

عہ یہ خطبہ شہید ملت حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی کا تالیف کردہ ہے، خاکسار راقم الحروف کو بہت پسند ہے اور جمعہ کے خطبہ میں اس کو پڑھتا ہے اسلامی خطبات میں اس کو شامل کر دینا باعث سعادت خیال کرتا ہے ۱۲۔ عبدالسلام بستوی سلفی عفا عنہ الہ القوی۔

Marfat.com

وَالْاَحْمَرِ الْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَافِعِ الذِّكْرِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ،

اس کے رسول ہیں جو کالے اور گورے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اور جو سینے کے کھول دینے اور ذکر کے بلند ہونے کے ساتھ تعریف کیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحابوں پر رحمت نازل فرمائے جو خاص اہل عرب کا خلاصہ ہے اور پیغمبروں کے بعد تمام مخلوقات سے بہترین انسان ہیں۔

**توضیح:** ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کالے اور گورے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی رسالت ایسی عام ہے کہ آپ تمام دنیا کے لوگوں کے لیئے راہ حق دکھانے کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے نہ صرف دنیا بھر کے انسان اور بنی آدم کی ہدایت اور رہنمائی کا منصب آپ کو عطا فرمایا ہے، بلکہ ابن آدم کے علاوہ ابن الجان یعنی جنوں کی طرف بھی آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اسی واسطے آپ کی رسالت کے بعد جو شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا، خواہ کسی دین اور مذہب کا پیرو ہو، اور خواہ وہ کیسا موحد اور کتنا ہی صالح اور نیکدل اور عابد و زاہد کیوں نہ ہو جب تک وہ آپ کی رسالت پر ایمان نہ لائے گا اس کی نجات ہرگز نہیں ہوگی۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ✽ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ (آل عمران)

جو شخص اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین ڈھونڈھتا ہے تو وہ اس کا دین ہرگز قبول نہ ہوگا۔ اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والے لوگوں میں سے ہوگا۔

کیونکہ اس کے تمام اعمال ضائع برباد اور اکارت ہو جائیں گے اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا، اور وہ اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے دنیا میں نیک کام کرتا رہا تھا، مگر اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوگا، اور سینہ کے کھول دینے اور ذکر کے بلند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورت اَلَمْ نَشْرَحْ میں آپ کی نسبت ارشاد فرمایا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا، اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالات انسانی، ملکات فاضلہ، صفات حسنہ، خصائل حمیدہ، مکارم اخلاق اور روحانی علوم کی وہ نعمت اور دولت عطا فرمائی تھی، کہ مجموعی طور پر وہ کسی مخلوق کو عطا نہیں ہوئی۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ بے شک آپ بڑے خلق کے ساتھ موصوف ہیں۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ

Marfat.com

مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ میں مکارم اخلاق کو درجہ کمال تک پہنچا دوں، آپ ﷺ کی شان میں ہے، اور آپ کا ذکر اس طرح بلند کر دیا ہے، کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کلمہ توحید اور کلمہ شہادت میں اور پھر پانچ وقت اذان میں ذکر کیا جاتا ہے اور نیز اہل ایمان آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں اور اس میں آپ کا نام مذکور ہوتا ہے۔

أَمَّا بَعْدُ فَيَا أَيُّهَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰهَ فَإِنَّ التَّوْحِيدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ فَإِنَّ التَّقْوٰى مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ وَعَلَيْكُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنَّ السُّنَّةَ تَهْدِي إِلَى الطَّاعَةِ وَمَنْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَإِيَّاكُمْ وَالْبِدْعَةَ فَإِنَّ الْبِدْعَةَ تَهْدِي إِلَى الْمَعْصِيَةِ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِي وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ،

حمد و صلوٰۃ کے بعد اے لوگو، اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھو، بیشک توحید (اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنا) ہی تمام نیکیوں کا سر ہے، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو، کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا ہی تمام نیکیوں کی جڑ ہے، اور سنت کو لازم پکڑ لو، کیونکہ سنت بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت (فرمانبرداری) کی طرف راہ نمائی کرتی ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے، بیشک وہ نیکی اور سیدھی راہ پالیتا ہے، اور بدعت سے پرہیز کرو، کیونکہ بدعت اللہ تعالیٰ، اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے راستے پر چلاتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ بیشک گمراہ ہو جاتا ہے اور راہ حق سے بہک جاتا ہے اور سچائی کو لازم پکڑو، بے شک سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے، کہ توحید تمام عبادات کا سر ہے، جس طرح سر کے بغیر جسم کا باقی حصہ بے جان اور بے کار ہے اسی طرح توحید کے عقیدہ کے بغیر تمام عبادتیں فرض اور نفل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، بے کار ہیں۔ غرض کہ مشرک کا کوئی عمل بھی مقبول نہیں ہوتا۔ وہ تمام اعمال جن کو مشرکانہ عقائد والے لوگ اپنے خیال میں حق تعالیٰ کی رضا مندی اور اس کے قرب اور نزدیکی کو حاصل کرنے کے واسطے کرتے ہیں، ان اعمال سے ان کو ذرہ بھر بھی فائدہ نہ ہوگا۔ ان کے تمام اعمال ضائع اور اکارت ہو جائیں گے، اور اس وقت وہ ہاتھ ملیں گے اور افسوس کریں گے اور ہمیشہ کیلئے دوزخ ان کا ٹھکانہ ہے، حق تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں انکی نسبت اسطرح فرمایا ہے۔

كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ (البقرہ)

یعنی اسی طرح اللہ ان کے اعمال کو اس طرح دکھائے گا، کہ وہ ان پر حسرت کریں گے، اور دوزخ سے باہر آنے والے نہیں

Marfat.com

کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرے گا، اور جو شخص موحد نہ صحیح عقیدہ رکھتا ہے، اس کے اعمال میں اگر کچھ قصور بھی ہوگا، تو آخر اس کے لیئے نجات ہے مسلمانو! توحید کو سمجھو، اور اس پر قائم ہو جاؤ۔ اور شرک سے بچو، افسوس کہ آج بہت سے کلمہ توحید پڑھنے والے، اور زبان سے توحید کا اقرار کرنے والے، مشرکانہ عقائد میں مبتلا ہیں (اس کے لیئے حضرت شہید نے "تقویۃ الایمان" تصنیف فرمائی ہے۔ توحید کا متلاشی اس کو ضرور دیکھے) اور تقویٰ اختیار کرے، یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہو کہ تقویٰ تمام نیکیوں کی جڑ ہے، تمام نیکیاں اس کے ساتھ وابستہ ہیں متقی اور پرہیزگار انسان ہر ایک قسم کی خرابی اور برائی سے محفوظ رہتا ہے۔ اور سنت کو لازم پکڑو، کہ سنت کی پیروی کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔ اور بدعت سے پرہیز کرو، کہ بدعت اس کی نافرمانی میں مبتلا کر دیتی ہے اور سچائی کو لازم پکڑ لو کہ سچائی نجات کا ذریعہ ہے۔

وَعَلَيْكُمْ بِالْإِحْسَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ، وَلَا تُحِبُّوا الدُّنْيَا فَتَكُوْنُوْا مِنَ الْخَاسِرِيْنَ، أَلَا وَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَتَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ وَادْعُوْهُ فَإِنَّ رَبَّكُمْ مُجِيْبُ الدَّاعِيْنَ. وَاسْتَغْفِرُوْهُ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ،

اور نیکی کرنے کو لازم پکڑو، کہ بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بیشک وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، اور دنیا کو محبوب نہ بناؤ، ورنہ خسارہ اور نقصان پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے، سن لو کہ بیشک کوئی شخص ہرگز فوت نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی روزی پوری کر لیتا ہے، پس تم اللہ کی نافرمانی سے بچو، اور روزی تلاش کرنے میں نیک راہ اختیار کرو، اور اسی خدا پر بھروسہ رکھو بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اپنی حاجتوں کے لیئے اس سے دعا کرو بے شک تمہارا پروردگار دعا کرنے والوں کی دعائیں قبول کرنے والا ہے، اور اپنے گناہوں کے لیئے اس سے معافی مانگو، وہ مال اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا۔

خلاصہ یہ کہ مسلمان کو مخلوق کے ساتھ احسان کرنا چاہیئے، اور حق تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہ ہونا چاہیئے، اور دنیا سے دل نہ لگائیے، کہ یہ چند روزہ زندگی کا مقام ہے، اور جہاں ہمیشہ زندہ رہنا ہے، اس مقام کی فکر کرے، اور حلال طریق سے روزی کمائے، اور اپنے ہر کام میں حق تعالیٰ پر توکل رکھے، اور اپنی حاجتوں کیلئے اسی سے سوال کرے، اور اپنے گناہوں کے لیئے اسی سے معافی مانگتا رہے، استغفار کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتیں مال اور اولاد وغیرہ بھی عطا فرماتا اور ان میں برکت ڈالتا ہے۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ وَاسْتَغْفِرُوْهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔

میں شیطان مردود سے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور فرمایا تمہارے پروردگار نے کہا، تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو قرآن عظیم کے پڑھنے سننے میں برکت عطا فرمائے، ہم کو اور تم کو آیات اور ذکر عظیم کے ساتھ نفع دے میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اور سب مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں پس تم بھی اس سے معافی مانگو بیشک وہ بھی بڑا غفور اور نہایت مہربان ہے

---

# دُوسَرا خُطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ۔ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَوْثَقَ الْعُرٰى كَلِمَةُ التَّقْوٰى وَخَيْرَ الْمِلَلِ مِلَّةُ إِبْرَاهِيْمَ وَخَيْرَ السُّنَنِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَأَشْرَفَ الْحَدِيْثِ ذِكْرُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْقَصَصِ هٰذَا الْقُرْاٰنُ وَخَيْرَ الْأُمُوْرِ عَوَازِمُهَا وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَأَشْرَفَ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ وَأَعْمَى الْعَمٰى الضَّلَالَةُ وَخَيْرَ الْعِلْمِ مَا نَفَعَ وَخَيْرَ الْهُدٰى مَا اتُّبِعَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا يَأْتِي الصَّلٰوةَ إِلَّا دُبُرًا وَمِنْهُمْ مَنْ لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ إِلَّا هَجْرًا وَأَعْظَمَ الْخَطَايَا اللِّسَانُ الْكَذُوْبُ وَخَيْرَ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ وَخَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَخَيْرَ مَا وَقَرَ فِي الْقُلُوْبِ الْيَقِيْنُ وَالْاِرْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ وَالنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ

لے یہ خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے میدان میں ارشاد فرمایا تھا ۱۲ ۔

Marfat.com

الْجَاهِلِيَّةِ وَالْغُلُولُ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ وَالْكَنْزُ كَيٌّ مِّنَ النَّارِ وَالشِّعْرُ مِنْ مَزَامِيرِ
إِبْلِيسَ وَالْخَمْرُ جِمَاعُ الْإِثْمِ وَالنِّسَاءُ حِبَالَةُ الشَّيْطٰنِ وَالشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِّنَ
الْجُنُونِ وَشَرُّ الْمَكَاسِبِ كَسْبُ الرِّبٰو وَشَرُّ الْمَآكِلِ أَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ
وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَإِنَّمَا يَصِيرُ أَحَدُكُمْ
إِلٰى مَوْضِعِ أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ وَمَلَاكُ الْعَمَلِ خَوَاتِمُهُ وَسِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ
وَقِتَالُهُ كُفْرٌ وَأَكْلُ لَحْمِهِ مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ وَمَنْ
يَتَأَلَّ عَلَى اللّٰهِ يُكَذِّبْهُ وَشَرُّ الرَّوَايَا رَوَايَا الْكَذِبِ وَمَنْ يَكْظِمِ الْغَيْظَ يَأْجُرْهُ
اللّٰهُ وَمَنْ يَصْبِرْ عَلَى الرَّزِيَّةِ يُعَوِّضْهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَغْفِرْ لَهُ وَمَنْ يَتَعَفَّفْ
يُعِفَّهُ اللّٰهُ۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد پس بیشک سب سے زیادہ سچا کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور سب سے زیادہ کڑا اور نجات کا وسیلہ پرہیزگاری کی بات ہے، اور سب مذہبوں سے اچھا مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے، اور سب طریقوں سے زیادہ اچھا طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور سب باتوں سے زیادہ افضل بات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اور تمام بیانات سے بہترین بیان یہ قرآن حکیم ہے، اور سب سے بہتر کام فرائض ہیں اور سب سے برے کام بدعات ہیں، اور بہترین موت شہیدوں کا قتل ہونا ہے، اور سب سے زیادہ اندھاپن ہدایت کے بعد گمراہ ہوجانا ہے، اور بہترین علم وہ ہے، جو نفع دے اور نیکی کا بہترین طریقہ وہ ہے، جس کی پیروی کی جائے۔ اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں، جو نماز کو بے وقت ہی پڑھتے ہیں، اور بعض ان میں سے وہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو بے ادبی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور سب سے بڑا گناہگار جھوٹی زبان والا ہے، اور بہترین دولتمندی نفس کی دولت مندی ہے، اور بہترین توشہ پرہیزگاری ہے، اور جو چیزیں دلوں میں ٹھہرتی ہیں، ان سب سے بہتر یقین ہے اور دین کے بارے میں شک رکھنا کفر ہے، اور بین کرکے رونا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے،

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ شیعہ لوگ جو مرثیہ پڑھتے ہیں، تو یہ کفر کے طریقہ کی پیروی کرتے ہیں مسلمانوں کو ان کی مجلس میں بیٹھ کر مرثیے سننا ہرگز جائز نہیں [1] ہے۔

اور مال غنیمت میں سے چوری کرنا دوزخ کے پتھر نگلنا ہے، اور خزانہ جمع کرنا اپنے لیے دوزخ کی،

---

[1] اس مسئلہ کے بارے میں ہم نے ایک مستقل رسالہ بنام "اسلامی توحید" لکھا ہے، جس میں تعزیہ داری، نوحہ گریہ زاری وماتم ومرثیہ وغیرہ کی مفصل تردید ہے، ۱۲، عبدالسلام بستوی غفرلہٗ۔

Marfat.com

آگ سے داغ کا سامان کرنا ہے، اور برے شعر شیطان کے باجے ہیں، اور شراب گناہوں کو جمع کرنے والی ہے، اور عورتیں شیطان کے پھندے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے وہ آدمی کو گمراہ کرتا ہے، اور جوانی ایک قسم کا جنون ہے، اور سب کمائیوں سے بری زیادہ کمائی، سود کی کمائی ہے، اور سب کھانوں سے زیادہ برا کھانا یتیم کا مال ہے، اور نیک بخت وہ ہے جس کو دوسرے سے نصیحت حاصل ہو، کہ دوسرے کے خراب حال کو دیکھ کر عبرت پکڑے، اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت لکھا گیا ہو، اے مسلمانو تم میں سے ہر ایک شخص کا ٹھکانہ وہی صرف چار گز زمین یعنی قبر ہے، پس اس کو یاد رکھو، اور دنیا میں دل نہ لگاؤ ایک بزرگ نے فرمایا ہے

چہ بندی دل دریں دنیا کہ روزے چند مہمانی چو ناگاہ مرگ پیش آید خوری آن دم پشیمانی

اور تمام اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے، اور مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس کو ناحق قتل کرنا کفر ہے، اور اس کے گوشت کو کھانا یعنی اس کی غیبت کرنا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اور ناحق اس کا مال کھانا ایسا ہی حرام ہے جیسا ناحق اس کا خون گرانا حرام ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر قسم کھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جھٹلاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دینے پر قسم کھانا: تاکہ وہ جو کچھ کرے مجھ کو منظور ہے، اور اس کے متعلق اپنی طرف سے کوئی تدبیر نہ کرنا، یہ بہت بڑی بھاری بات ہے، اس کا نباہنا بہت مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے اگر اپنی حکمت سے اس کام کو بندے کی مرضی کے مطابق بالفرض پورا نہ کیا، تو اس وقت خوف ہے، کہ کہیں بندہ گھبرا کر خدا تعالیٰ سے منکر نہ ہو جائے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی نسبت حسن ظن باقی رہنا دشوار ہے۔

اور تمام روایتوں سے بری روایتیں جھوٹی روایتیں ہیں، اور جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا، اور جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا عوض عطا کرتا ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، اور جو شخص زنا سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بچا لیتا ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَشَدُّهُمْ فِيْ أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَحْيَاهُمْ عُثْمَانُ وَأَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ وَسَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنُ

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنیوالے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کام میں ان سے زیادہ مضبوط عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور سب سے زیادہ حیادار عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، اور ان سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ

Marfat.com

وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَسَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللهَ اَللهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِي غَرَضًا مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَخَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَالسُّلْطَانُ ظِلُّ اللهِ مَنْ أَكْرَمَهُ أَكْرَمَهُ اللهُ وَمَنْ أَهَانَهُ أَهَانَهُ اللهُ۔

کرنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں، اور اہل جنت کے جوانوں کے دو سردار حسن اور حسین ہیں رضی اللہ عنہما، اور اہل جنت کی عورتوں کی سردار فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، اور شہیدوں کے سردار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اے اللہ تو عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کو ظاہر اور باطن میں ایسی مغفرت عطا فرما دے، کہ ان پر کوئی گناہ باقی نہ رہنے دے اے مسلمانو! میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کہ میرے بعد ان کو نشانہ مت بالینا مطلب یہ ہے کہ میرے اصحاب پر طعن نہ کرنا، اور ان کی برائی اور عیب جوئی نہ کرنا، جو شخص میرے اصحاب سے محبت کرے گا تو وہ میری محبت کی وجہ سے ان کو دوست رکھے گا۔ اور جو شخص ان سے دشمنی رکھے گا، تو وہ میری دشمنی کی وجہ سے ان کو بھی دشمن رکھے گا، مطلب یہ ہے، کہ جو ان کا دوست ہے، وہ میرا دوست، اور جو ان کا دشمن ہے، وہ میرا دشمن ہے اور سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد ان لوگوں کا زمانہ بہتر ہے، جو زمانہ کے لحاظ سے میرے صحابہ کے زمانہ سے متصل ہوں گے، پھر ان کا زمانہ بہتر ہے جو زمانہ کے لحاظ سے ان لوگوں کے ساتھ متصل ہوں گے، مطلب یہ ہے کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ بہتر زمانہ ہے، کہ ان کے زمانوں میں دین پھیلے گا اور اچھے لوگ زیادہ ہوں گے، اور بادشاہ اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے، جو شخص اس کی عزت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص کو عزت بخشتا ہے، اور جو شخص بادشاہ کو ذلیل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو ذلیل کر دیتا ہے، مطلب یہ ہے کہ مسلمان دیندار بادشاہ کی اطاعت ضروری ہے اور اس کی مخالفت اور بغاوت جائز نہیں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوْبِنَا غِلًّا لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ

اے اللہ ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے، جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے، اور اہل ایمان کی نسبت ہمارے دلوں میں کینہ پیدا نہ کر، اے ہمارے پروردگار! بے شک تو بہت شفقت کرنے والا مہربان ہے، اے اللہ تمام مومن مردوں اور تمام مومن عورتوں اور تمام مسلمان مردوں اور تمام مسلمان عورتوں کو ان میں سے جو زندہ ہیں اور

مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔

جو مرچکے ہیں سب کو بخش دے۔ اے اللہ تو اس شخص کی مدد کر جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد کرتا ہے۔ اور اس شخص کو خوار کر دے۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے الگ رہتا ہے۔

عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَکْبَرُ۔

---

# خطبہ نمبر ۴۰ نماز استسقاء اور کسوف کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُبْدِیِٔ الْمُعِیْدِ الْغَنِیِّ الْحَمِیْدِ۔ ذِی الْعَفْوِ الْوَاسِعِ وَالْعِقَابِ الشَّدِیْدِ۔ مَنْ ھَدَاہُ فَھُوَ السَّعِیْدُ السَّدِیْدُ۔ وَمَنْ اَضَلَّہٗ فَھُوَ الطَّرِیْدُ الْبَعِیْدُ۔ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَشْرَفُ مَنْ اَظَلَّتِ السَّمَآءُ وَاَقَلَّتِ الْبَیْدَآءُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الْمَعُوْنَۃِ وَالتَّاْیِیْدِ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ۔ فَاِذَا جَآءَتْھُمُ الْحَسَنَۃُ قَالُوْا لَنَا ھٰذِہٖ وَاِنْ تُصِبْھُمْ سَیِّئَۃٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَہٗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ الاعراف ۱۶)

اور ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں، اور پھلوں کی کم پیداواری میں۔ تاکہ وہ سمجھ جائیں، پس جب ان پر خوش حالی آتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیے، اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آجاتی، تو موسے اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے خبردار ہوجاؤ، ان کی نحوست اللہ کے عالم میں ہے لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے۔

یعنی جب لوگ خدا کی نافرمانی کے کاموں میں لگ جاتے ہیں تو ان کو قحط اور دیگر مصیبتوں اور

پریشانیوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَمْ یَنْقُصْ قَوْمٌ الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِیْنَ وَشِدَّۃِ الْمُؤْنَۃِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَیْھِمْ وَلَمْ یَمْنَعُوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِھِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَھَائِمُ لَمْ یُمْطَرُوْا (ابن ماجۃ)

جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، اس کو قحط سالیوں کی سخت مصیبتوں اور بادشاہوں کے ظلم میں گرفتار کیا جاتا ہے، اور جو لوگ اپنے مالوں کی زکوۃ نہیں دیتے ہیں ان سے بارش روک لی جاتی ہے، اگر جانور نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی۔

بارش برسانے اور قحط دور کرنے کے لیئے اللہ تعالی سے دعا کی جاتی ہے۔ اور نماز پڑھی جاتی ہے، اس کو استسقاء کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب کال پڑا۔ تو آپ نے ایک دن اور ایک وقت مقرر کرکے سب میں اعلان کرایا۔ کہ پانی طلب کرنے کے لیئے فلاں میدان میں جمع ہوجاؤ، تاریخ معینہ پر سب لوگ جمع ہوگئے، تو آپ سورج نکلتے ہی نہایت عاجزی تواضع خاکساری سے سادہ اور معمولی لباس پہن کر عیدگاہ تشریف لے گئے، اور دو رکعت نماز عیدین کی نماز کی طرح ادا کی، یعنی پہلی رکعت میں قرات سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرات سے پہلے پانچ تکبیریں، کہہ کر نماز پڑھائی، اس کے بعد خطبہ دیا، اور کبھی نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ اور دعا کے لیئے بہت اونچے ہاتھ اٹھائے، ہاتھ کی ہتھیلیاں زمین کی طرف اور پشت کو آسمان کی جانب رکھا، اور چادر کو اس طرح الٹا، کہ چاروں کونے بدل گئے یعنی نیچے کا اوپر، اور اوپر کا نیچے اور دائیں کا بائیں جانب اور بائیں کا دائیں جانب ہوجاتا، اس نماز کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں،

خَرَجَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا یَسْتَسْقِیْ فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ بِلَا اَذَانٍ وَلَا اِقَامَۃٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَحَوَّلَ وَجْھَہٗ نَحْوَ الْقِبْلَۃِ رَافِعًا یَدَیْہِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَہٗ فَجَعَلَ الْاَیْمَنَ عَلَی الْاَیْسَرِ وَالْاَیْسَرَ عَلَی الْاَیْمَنِ (ابن ماجۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز استسقاء کے لیئے باہر تشریف لائے، تو بغیر اذان اور بغیر اقامت کے دو رکعتیں پڑھیں، پھر خطبہ دیا، اور دعا کی، اور چہرہ انور کو قبلہ کی جانب پھیر لیا، اس حال میں کہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے، پھر چادر کو الٹ کر دایاں کنارہ بائیں جانب کیا، اور بایاں کنارا دائیں جانب کیا۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَاسْتَسْقٰی وَحَوَّلَ رِدَاءَہٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیئے عیدگاہ تشریف لے گئے، اور استقبال قبلہ کے وقت چادر مبارک

حِیْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ وَبَدَأَ بِالصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ فَدَعَا (احمد)

کو الٹ دیا۔ اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کی پھر قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا کی۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ پہلے نماز پڑھائی بعد میں خطبہ دیا، جمہور آئمہ کا یہی مسلک ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں۔ لوگوں نے قحط سالی کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا عید گاہ میں منبر رکھا جائے، چنانچہ منبر عید گاہ میں رکھا گیا، آپ نے لوگوں سے وعدہ فرمایا، کہ فلاں دن آئیں گے صبح کو سورج نکلنے کے بعد ہی وہاں تشریف لے گئے، آپ نے منبر پر بیٹھ کر حمد وثنا کی، اور اللہ اکبر کہا، اس کے بعد لوگوں سے فرمایا، تم نے قحط سالی کی شکایت ہے، کہ بارش کا زمانہ ختم ہو رہا ہے، اور بارش ابھی تک نہیں ہوئی ہے، ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، کہ تم دعا کرو، اس نے قبولیت کا وعدہ کیا ہے، پھر آپ نے خطبہ فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَیْنَا قُوَّۃً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ (ابوداؤد)

سب تعریف اللہ ہی کے لیئے ہے، جو سارے جہان کی پرورش کرنے والا ہے۔ نہایت مہربان نہایت رحم والا ہے جزا کے دن کا مالک ہے۔ خدا کے سوا کوئی بندگی کے قابل نہیں وہ جو چاہے کر ڈالے، خدا تو ہی سچا معبود ہے، تو بے نیاز ہے، ہم سب تیرے محتاج ہیں، تو ہم پر مینہ برسا اور جس قدر برسائے اس سے ہمیں قوت دے، اور ایک مدت تک فائدہ پہنچا۔

اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو خوب اونچا اٹھا کر دعائیں کیں، پھر لوگوں کی طرف پیٹھ پھیر چادر کو الٹ دیا پھر لوگوں کی طرف منہ کرکے منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھائی (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ پہلے خطبہ دیا۔ بعد میں نماز پڑھائی۔ اس لیئے آئمہ کرام کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے، لیکن عیدین کی طرح یعنی نماز کے بعد خطبہ دینا اولیٰ ہے (نیل الاوطار) عیدین کی طرح استسقاء میں بھی بارہ تکبیرہ ہونی چاہیئں، پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قرأت سے پہلی ہونی چاہئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ كَمَا یُصَلِّیْ فِی الْعِیْدِ (احمد) اَلنَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ

عید کی نماز کی طرح استسقاء کی دو رکعت نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ

وَعُمَرُ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ صَلٰوۃَ الْاِسْتِسْقَاءِ عنہم استسقاء کی نماز ساتھ اور پانچ تکبیریں کہہ کر پڑھایا
یُکَبِّرُوْنَ فِیْھَا سَبْعًا وَّخَمْسًا (مغنی) کرتے تھے۔

قرات بالجہر ہونی چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جَھَرَ فِیْھِمَا بِالْقِرَاءَۃِ دعائیں دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرات کی۔ استسقاء کی نماز میں بہت سی دعائیں ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذیل کی دعائیں پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ رَائِثٍ (ابوداؤد) — اے اللہ تو ہمارے اوپر بارش برسادے جو فریاد کو پہنچنے والی ہو بہت بہت شادابی اور ارزانی کرنے والی ہو، نفع دینے والی جلدی برسنے والی، نہ دیر کرنے والی ہو۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ (ابوداؤد) — اے اللہ تو اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو پھیلا دے۔ اور اپنی مردہ زمین کو زندہ کر دے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلٰی اَرْضِنَا زِیْنَتَھَا وَسَکَنَھَا (ابوداؤد) — اے اللہ تو اتار دے ہماری زمین پر اس کی زینت اور اس کے آرام کو

ان کے علاوہ بہت سی دعائیں ہیں جو ہم نے "اسلامی وظائف" میں لکھی ہیں وہاں سے دیکھ کر یاد کر لو۔

## صلوٰۃ کسوف یعنی سورج اور چاند گرہن کی نماز

اللہ تعالیٰ سورج اور چاند کی روشنیوں کو کبھی کبھی چھین لیتا ہے۔ دن ہوتا ہے۔ مگر روشنی نہیں رہتی یا بہت کم ہو جاتی ہے، چاند نکلا ہوتا ہے لیکن روشنی ہلکی ہو جاتی ہے۔ محاورہ میں اس کو گہن لگنا کہتے ہیں، جب ایسی حالت ہو جائے تو اسی وقت توبہ و استغفار کرنا چاہیے تضرع اور آہ و زاری کرنی چاہیے۔ صدقہ و خیرات کرنا چاہیے اور دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے، اس نماز کو صلوٰۃ الکسوف، چاند اور سورج گرہن کی نماز کہتے ہیں، گہن میں تفاوت رہتا ہے، کہیں جلدی صاف ہو جاتا ہے، اور کہیں دیر میں صاف ہوتا ہے، اسی وجہ سے دو رکعت نماز میں کبھی ہر ایک رکعت میں تین تین چار چار رکوع کرنے پڑتے ہیں یعنی اگر دیر میں صاف ہونے کا اندازہ ہو تو ہر ایک رکعت میں تین چار رکوع ہوں، اور اگر جلدی صاف ہو جانے کا خیال ہو تو ہر ایک رکعت میں ایک ایک رکوع کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اگر سورج یا چاند کو گرہن لگتا، تو آپ اسی ترکیب سے نماز ادا فرماتے تھے۔ (بخاری)

اس کی تشریح و توضیح یہ ہے۔ کہ تم دو رکعت نماز صرف اس طرح پڑھو، کہ تکبیر تحریمہ کے بعد عام مسنونہ دعائیں پڑھ کر، سورہ فاتحہ اور کوئی لمبی سورہ بقرہ یا سورہ آل عمران وغیرہ پڑھ کر رکوع کرو، اس

رکوع میں بہت دیر تک مسنونہ دعائیں پڑھو، پھر رکوع سے سر اٹھا کر قومہ کرو، ابھی سجدہ نہ کرو، بلکہ اس قومہ میں سورہ فاتحہ پڑھ کر اور کوئی بڑی سورت پڑھ کر، پھر رکوع کرو، رکوع کرنے کے بعد کھڑے ہو جاؤ، اب دو رکوع ہو گئے، اگر گہن کا انداز یہ ہے کہ دیر تک رہے گا، تو پھر اس رکوع کے بعد پھر سورت فاتحہ اور کوئی سورت پڑھو، جو پہلی سورتوں سے چھوٹی ہو اور اس کے بعد رکوع کرو، اب تین رکوع ہو گئے، اس کے بعد حسب دستور دو سجدے کر کے کھڑے ہو جاؤ، اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھو، کہ حسب موقع، دو، دو، یا تین تین، رکوع کرو، لیکن یہ دوسری رکعت پہلی رکعت سے ہلکی ہونی چاہئیے، اور اس کا قیام، رکوع اور سجدہ بھی پہلے سے ہلکے ہی ہوں، اس کے بعد سلام پھیرو، اگر بہت لوگ ہوں تو جماعت سے پڑھیں امام مذکورہ بالا قاعدے سے عیدین کی طرح بلند آواز سے دو رکعت نماز پڑھائے، اور نماز کے بعد خطبہ سنائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کے بعد خطبہ دیا تھا۔ (نیل منتقی)

کسوف میں ذکر الٰہی، دعا، صدقہ خیرات کرو، اور نماز پڑھو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَصَلُّوْا (نیل، منتقی)

سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، کسی کے مرنے جینے کی وجہ سے ان میں گہن نہیں لگتا جب گہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اور اس کی بڑائی کرو، صدقہ کرو، اور نماز پڑھو۔

## زلزلہ کی نماز

اللہ کے حکم سے زمین ہلنے لگتی ہے، اور اس کو زلزلہ یا بھونچال کہتے ہیں، گہن کی طرح زلزلہ میں بھی نماز پڑھنے کا حکم ہے، اس کی بھی دو رکعتیں ہیں اور گہن کی طرح ہر رکعت میں دو، دو، تین، تین رکوع کر کے پڑھی جاتی ہے جو ترکیب گہن کی نماز کی ہے وہی ترکیب زلزلہ کی نماز کی بھی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض صَلّٰى فِيْ زَلْزَلَةٍ سِتَّ رَكُوْعَاتٍ وَّأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَّقَالَ هٰذَا صَلٰوةُ الْآيَاتِ (بیہقی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے زلزلہ کی نماز میں چھ رکوع اور چار سجدے کئے اور فرمایا کہ قدرتی نشانیوں کی نماز اسی طرح ہوتی ہے۔

یعنی حضرت ابن عباس رض نے زلزلہ میں دو رکعت نماز پڑھی، اور ہر رکعت میں دو، دو تین تین رکوع کیئے دو رکعتوں میں چار سجدے کیئے، صاحب سبل السلام فرماتے ہیں۔

رَوَاهُ ابْنُ شَيْبَةَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مُخْتَصَرًا أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ صَلّٰى بِهِمْ فِيْ

ابن ابی شیبہ نے اس اثر کو مختصر روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رض نے زلزلہ میں دو، دو رکعت نماز پڑھائی

Marfat.com

زَلْزَلَۃٍ اَرْبَعَ سَجَدَاتٍ رَکَعَ فِیْھَا سِتًّا وَ ظَاھِرُ اللَّفْظِ اَنَّہٗ صَلّٰی بِھِمْ جَمَاعَۃً وَّ اِلٰی ھٰذَا ذَھَبَ الْقَاسِمُ مِنَ الْاٰلِ وَ قَالَ یُصَلِّیْ لِلْاَفْزَاعِ مِثْلَ صَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ وَاِنْ شَاءَ رَکْعَتَیْنِ وَ وَافَقَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّلٰکِنْ قَالَ کَصَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ (سبل)

دونوں رکعتوں میں چار سجدے کیئے اور چھ رکوع کیئے اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جماعت سے نماز پڑھائی یہی رائے امام قاسم کی بھی ہے، کہ خوف کے وقت گہن جیسی دو رکعت نماز پڑھی جائے، حضرت امام احمد بن حنبل رح بھی ان کے موافق ہو کر فرماتے ہیں کہ زلزلہ میں گہن جیسی نماز ہونی چاہیے۔

مغنی ابن قدامہ میں ہے:-

یُصَلِّیْ لِلزَّلْزَلَۃِ کَصَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ،

زلزلہ کی نماز بھی گہن کی نماز کی طرح پڑھی جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط

---

# خطبہ ۴۱ فضائل شعبان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ○ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ○ وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ○ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ ○ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ حٰمٓ ○ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ○ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ○ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ○ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ○ رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

(سورۃ الدخان)

قسم ہے اس وضاحت والی کتاب کی، یقیناً ہم نے بابرکت رات میں اسے اتارا ہے، بے شک ہم ہشیار کر دینے والے ہیں، اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے، ہمارے پاس سے حکم

جو کہ ہم ہی ہیں رسول بنا کر بھیجنے والے، تیرے رب کی مہربانی سے وہ ہے بہت بڑا سننے والا اور جاننے والا

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نزول قرآن مجید کے بارے میں یہ فرما رہا ہے کہ اس کو ہم نے برکت والی رات میں نازل کیا، اور برکت والی رات سے مراد شب قدر ہے، جیسا کہ فرمایا۔

إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ　　ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے۔

اور یہ شب قدر رمضان کے مہینے میں آتی ہے، جمہور علماء کا صحیح قول یہی ہے، کہ لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے، لیکن بعض لوگوں کے نزدیک اس سے شعبان کی پندرھویں شب مراد ہے، جو یقیناً غیر صحیح ہے، البتہ شعبان کے مہینے کی فضیلت ثابت ہے کہ اس مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے روزے رکھتے تھے، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیثوں سے ثابت ہو رہا ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ، (ترمذی)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ کو دو مہینے پے در پے روزے رکھتے ہوئے سوائے شعبان اور رمضان کے نہیں دیکھا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی طرح فرماتی ہیں، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ أَرَاكَ تَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ فِيْ شَعْبَانَ قَالَ ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفَلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ (ابو داود، نسائی)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو کسی مہینہ میں سوائے رمضان کے اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا، کہ لوگ اس رجب اور رمضان کے درمیان والے مہینے کی فضیلت سے غافل ہیں حالانکہ اس مہینے میں لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، میری چاہت یہ ہے کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے میری روزہ داری کی حالت میں پیش ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا گیا کہ۔

أَيُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ قَالَ شَعْبَانُ لِتَعْظِيْمِ رَمَضَانَ قَالَ

کس مہینہ میں رمضان کے بعد روزہ رکھنا افضل ہے آپ نے فرمایا شعبان میں، رمضان کی عظمت کے لحاظ

فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ صَدَقَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ۔ (ترمذی)

سے پھر آپ سے دریافت کیا گیا، کہ کس مہینہ صدقہ کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا رمضان میں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ شعبان کے مہینے میں روزہ رکھنے کو آپ بہت پسند فرماتے تھے (ترغیب) اسی معنی کی اور بھی حدیثیں ہیں، جن میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ شعبان میں کثرت سے روزہ رکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اس کے علاوہ نماز پڑھنے اور شب قدر کے روزے رکھنے کے بارے میں جو روایتیں آئی ہیں، وہ اکثر ضعیف بلکہ موضوع ہیں، ان حدیثوں کو ہم بیان کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ان کی کمزوریوں کو بھی ظاہر کر رہے ہیں، تاکہ لوگ دھوکہ میں نہ آئیں شعبان کی پندرھویں تاریخ کو شرعی روزہ سمجھ کر رکھنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَہَا وَصُوْمُوْا یَوْمَہَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْہَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ اَلَا مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ اَلَا مِنْ مُّبْتَلًی فَاُعَافِیَہٗ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ (ابن ماجہ)

کہ شعبان کی پندرھویں شب کو قیام کرو، اور پندرھویں تاریخ کے دن کا روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ پندرھویں شب کے غروب آفتاب کے بعد سے آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر، یہ آواز دیتا ہے، کہ کوئی معافی چاہنے والا ہے جو مجھ سے معافی چاہے، میں اس کو معاف کر دوں کوئی روزی چاہنے والا ہے۔ میں اس کو روزی دوں کوئی مصیبت زدہ ہے جو مجھ سے مصیبت دور کرنے کے لئے کہے تو میں اس کی مصیبت کو دور کر دوں، اسی طرح صبح صادق تک لگاتار پکارتا رہتا ہے۔

اس حدیث کے راوی ابوبکر عبداللہ بن محمد ہیں، جو حدیثیں وضع اور گھڑ لیا کرتے تھے اس لئے یہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہے، (تحفۃ الاحوذی ج ۲، ص ۵۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ قَدْ قُبِضَ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ قُمْتُ حَتّٰی حَرَّکْتُ اِبْہَامَہٗ فَتَحَرَّکَ فَرَجَعْتُ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی جس میں اتنا لمبا سجدہ کیا کہ میں نے یہ خیال کیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا، جب میں نے یہ دیکھا تو کھڑی ہو کر حاضر خدمت ہوئی، اور آپ کے پیر کے انگوٹھے کو ہلایا، وہ ہل گیا، تو میں سمجھ گئی کہ آپ زندہ ہیں

أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ إِلَيْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَوْ يَا حُمَيْرَاءُ أَظَنَنْتِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَانَ بِكِ قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلٰكِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ قُبِضْتَ لِطُولِ سُجُودِكَ فَقَالَ أَتَدْرِيْنَ أَيُّ لَيْلَةٍ هٰذِهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هٰذِهِ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِيْنَ وَيَرْحَمُ لِلْمُسْتَرْحِمِيْنَ وَيُؤَخِّرُ أَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُمْ (بیہقی)

پھر کان لگا کر جب میں نے سنا، تو سجدے میں آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے، اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں، تیری معافی کے ساتھ تیرے عذاب سے، اور میں پناہ چاہتا ہوں تیری خوشنودی کے ذریعے سے، تیرے غصہ سے، اور میں پناہ چاہتا ہوں تیرے عذاب وقہر سے اور تیری معافی کے ذریعہ سے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور تو اتنی خوبیوں والا ہے کہ نہیں ان کو گن سکتا ہوں اور نہ اتنی تعریف ہی کر سکتا ہوں، تو ایسا ہی ہے جیسے کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا، اور نماز سے فارغ ہوئے، تو مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ، کیا تم نے یہ خیال کیا ہے، کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری خیانت کریں گے، اور تیری حق تلفی کر کے غیر کے پاس جائیں گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، خدا کی قسم نہیں لیکن آپ کے لمبا سجدہ کرنے کی وجہ سے میں نے خیال کیا کہ شاید آپ کا انتقال ہو گیا ہے پھر آپ نے فرمایا، کہ اے عائشہؓ، کیا تم جانتی ہو کہ یہ کون سی رات ہے میں نے عرض کیا، کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ آج شعبان کی پندرہویں تاریخ ہے، اس شب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور معافی چاہنے والوں کو معاف کرتا ہے اور رحم چاہنے والوں کو رحم فرماتا ہے اور بغض رکھنے والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

اس حدیث کو بیہقی نے علاء بن حارث کے طریقے سے بیان کیا ہے اور یہ فرمایا، کہ یہ روایت مرسل ہے اور علاء کا سماع حضرت عائشہؓ سے ثابت نہیں ہے (واللہ اعلم بالصواب)

اور امام بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تشریف لا کر یہ فرمایا۔

أَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ هٰذِهِ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلّٰهِ فِيْهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شَعْرِ

میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے، اور فرمایا، آج کی رات شعبان کی پندرھویں رات ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کے شمار کے برابر دوزخ

غَنَمِ کَلْبٍ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰہُ فِیْہَا اِلٰی مُشْرِکٍ وَلَا اِلٰی مُشَاحِنٍ وَلَا اِلٰی قَاطِعِ رَحِمٍ وَلَا اِلٰی مُسْبِلٍ وَلَا اِلٰی عَاقٍ لِوَالِدَیْہِ وَلَا اِلٰی مُدْمِنِ خَمْرٍ (بیھقی)

آزاد کرتا ہے، اور اس رات میں مشرک کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا، اور نہ کینہ پرور کی طرف دیکھتا ہے اور نہ رشتہ کاٹنے والوں کی طرف دیکھتا ہے۔ اور نہ ٹخنے سے نیچے پائجامہ لٹکانے والے کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ماں باپ کے نافرمان کی طرف دیکھتا ہے، اور نہ شراب پینے والے کی طرف دیکھتا ہے

ان حدیثوں سے شعبان کی فضیلت اور شب برات کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، لیکن اکثر حدیثیں ضعیف ہیں۔ تاہم متعدد طرق سے آنے کی وجہ سے مجموعی طور پر طاقت آجاتی ہے جس سے اس رات کی ایک حد تک فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن کسی خاص عبادت کا بیان اس میں نہیں ملے اور جن روایتوں میں نماز وغیرہ کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب موضوع ہیں جیسا کہ صاحب کشاف نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ مِائَۃَ رَکْعَۃٍ اَرْسَلَ اللّٰہُ اِلَیْہِ مِائَۃَ مَلَکٍ ثَلَاثُوْنَ یُبَشِّرُوْنَہٗ بِالْجَنَّۃِ وَثَلَاثُوْنَ یُؤْمِنُوْنَہٗ عَنْ عَذَابِ النَّارِ وَثَلَاثُوْنَ یَدْفَعُوْنَ عَنْہُ اٰفَاتِ الدُّنْیَا وَعَشَرَۃٌ یَدْفَعُوْنَ عَنْہُ مَکَائِدَ الشَّیْطَانِ کَذَا فِی الْکَشَّافِ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص اس پندرہویں شعبان کی رات میں سو رکعتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سو فرشتے بھیجتا ہے تیس اسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں، اور تیس اسے عذاب نار سے امن دیتے ہیں، اور اسے دنیا کی بلاؤں سے دور رکھتے ہیں۔ اور دس اسے شیطان کے دھوکہ سے دور رکھتے ہیں۔

یہ حدیث موضوع ہے صاحب کشاف نے اس کو بغیر سند اور حوالے کے بیان کیا ہے اسی طرح سے وہ حدیث بھی جو حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی جاتی ہے موضوع ہے، کہ :-

مَنْ صَلّٰی لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ثَلَاثِیْنَ مَرَّۃً لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ وَیَشْفَعُ فِیْ عَشْرٍ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ کُلُّھُمْ وَجَبَتْ لَہُ النَّارُ اَخْرَجَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ بِسَنَدِہٖ وَقَالَ اِنَّہٗ مَوْضُوْعٌ وَفِیْ سَنَدِہٖ مَجَاھِیْلُ

یعنی شعبان کی پندرہویں رات کو جو شخص بارہ رکعت نماز اس طرح پڑھے گا، کہ ہر رکعت میں قل ھو اللہ احد تیس تیس مرتبہ پڑھے وہ نہیں مرے گا تاوقتیکہ اپنا ٹھکانا جنت میں نہ دیکھ لے، اور اس کی سفارش اس کے گھر کے دس جہنمیوں کے بارے میں قبول کی جائے گی اس حدیث کو ابن جوزی، ابن عراق، سیوطی اور ابن حجر وغیرھم سب لوگوں نے موضوع کہا ہے، اور اس کے راویوں کو مجہول

وَاَخْرَجَهُ السُّيُوْطِيُّ وَابْنُ عِرَاقٍ وَابْنُ حَجَرٍ وَغَيْرُهُمْ كَذَا فِي آثَارِ الْمَرْفُوْعَةِ ص ۳۳ ۔

(بتایا ہے (احادیث موضوعہ مذکورہ بالا کے علاوہ اس بارے میں اور کئی موضوع حدیثیں آئی ہیں جو بخوف طوالت چھوڑ دی ہیں)

اور روزے کے بارے میں جو حدیث مروی ہے۔ وہ بھی موضوع ہے۔

فَاِنْ اَصْبَحَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ صَائِمًا كَانَ كَصِيَامِ سِتِّيْنَ سَنَةً مَاضِيَةً وَسِتِّيْنَ سَنَةً مُقْبِلَةً اَخْرَجَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَالَ مَوْضُوْعٌ وَاِسْنَادُهُ مُظْلِمٌ (انتہی کذا فی تحفۃ الاحوذی ص ۵۳ ج ۲)

شعبان کی پندرھویں تاریخ کا روزہ ایک سو بیس سال کے روزے کے برابر ہے یعنی ساٹھ سال گزشتہ زمانے کے اور ساٹھ سال آئندہ کے لحاظ سے علامہ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ اور اس کی سند نہایت ہی کمزور ہے۔

## حلوا خوری اور شعبان کی پندرہویں

ہندوؤں میں سال بھر میں ایک روز حلوا پوڑی پکا کر کوؤں کو کھلاتے ہیں، اور وہ اسے بزرگوں پرکھوں کو کھلانا کہتے ہیں۔ شب برات میں حلوا سازی کے متعلق بعض رسائل سے معلوم ہوا، کہ حلوا پوڑی پکانے والے کہتے ہیں، کہ چونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جنگ احد میں شہید ہوا تھا اس وجہ سے آپ کوئی اور چیز نہ کھا سکتے تھے۔ اس لیے آپ نے اس روز حلوا تناول فرمایا تھا، اس مناسبت سے ہم لوگ بھی حلوا کھاتے ہیں، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ مورخین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ جنگ احد ماہ شوال ۳ ھجری میں ہوئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک ۷ یا ۱۱ شوال کو شہید ہوا تھا، اس طرح تاریخ سے ان کا دعویٰ غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ شعبان میں دندان مبارک شہید نہیں ہوئے اس کے علاوہ کسی روایت صحیحہ سے ثابت نہیں کہ حضور سرور کائنات نے اسی روز حلوا تناول فرمایا تھا، اگر یہ لوگ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ کے سچے عاشق ہیں، تو پھر اویس قرنی کی طرح پہلے اپنے دانت توڑ دیں، پھر حلوا کھائیں ورنہ ان لوگوں پر یہ مثل صادق آئے گی، کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو حضرت اویس قرنی نے تو حلوہ بھی نہیں کھایا تھا۔

بعض لوگ شب برات کو مردوں کی عید بھی کہتے ہیں، ان کا یہ خیال بلکہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص شب برات سے پہلے مر جائے تو جب تک شب برات میں حلوا پوری اور چپاتی پر اس کی فاتحہ نہ کی جائے وہ مردوں میں شامل نہیں ہوتا، اور نہ اس کے کنبہ میں پہلا تہوار منایا جاتا ہے، اور نہ کوئی شادی بیاہ کی تقریب منائی جاتی ہے، یہ تو بالکل ہندوؤں کی رسم کے مطابق ہوا، کہ وہ لوگ بھی اپنے مردوں کو سال بھر میں ایک مرتبہ مقررہ دن حلوا پوڑی کھلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے پرکھوں کو کھلاتے ہیں اور جب

Marfat.com

کہ کسی کو برادری سے خارج کر دیتے ہیں یعنی نکال دیتے ہیں، تو جب تک برادری والوں کو روٹی نہ کھلائے تب تک برادری میں شامل نہیں کرتے، گویا اسی طرح یہ نام کے مسلمان اپنے مردہ کو حلوا چپاتی کھلا کر نئے مردوں کو پرانے مردوں کی برادری میں شامل کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک یہ رسم ادا نہ کی جائے مردہ معلق لٹکا رہتا ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس مردے کے وارث ہوئے انہوں نے تو یہ رسم ادا کر کے اسے مردوں میں ملا دیا۔ اور جس مردے کا کوئی وارث ہی نہ ہو، تو وہ قیامت تک لٹکا ہی رہے گا۔ العیاذ باللہ

بعض لوگ اپنے گھروں کی صفائی کر کے لیپ پوت کر کے ایک مخصوص جگہ پر حلوا چپاتی رکھتے ہیں۔ اور بعض لوگ حلوا چپاتی کے علاوہ موسمی پھل بھی رکھتے ہیں، مٹھائیاں اور مختلف کھانے اور پانی بھی رکھتے ہیں مرنے والا زندگی میں جن چیزوں کی رغبت رکھتا تھا کوشش کر کے وہ بھی رکھتے ہیں، اور لوبان، اگربتی جلا کر مردوں کے نام کی فاتحہ دلاتے ہیں اور بعض لوگ ہر مردہ کے نام سے حلوا چپاتی الگ الگ رکھتے ہیں حتیٰ کہ حقہ تمباکو وغیرہ بھی رکھتے ہیں، بعض لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ میت کی روح چالیس دن تک گھر پر آیا جایا کرتی ہے۔ اور مومنین کی روح جمعہ کی رات کو، شب برات کو، اور عیدین کو اپنے گھروں پر آتی ہیں تو یہ بالکل غلط ہے، قرآن وحدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ قرآن مجید پارہ ۱۸ سورت مومنون رکوع ۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ مرنے کے بعد وہ ایسے عالم برزخ میں ہیں کہ وہ پھر قیامت تک دنیا میں پلٹ کر نہیں آسکتے۔ برزخ اس عالم کو کہتے ہیں جو انسان پر اس کی موت اور قیامت کے دوران آتا ہے۔ دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ نے تو صاف طور پر کھلے الفاظ میں فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک پلٹ کر نہیں آسکتا اور فقہائے نے لکھا ہے۔ کہ:۔

مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يَكْفُرُ یعنی بزرگوں کی روحوں کو حاضر ناظر سمجھنے والا کافر ہے۔

اور بعض جاہل لوگوں کو سورہ قدر کی آیت تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ یعنی شب قدر میں فرشتے اور روح اترتے ہیں، سنا کر مغالطہ دیتے ہیں کہ شب برات میں روحیں آتی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اس آیت میں نہ تو شب برات کا ذکر ہے اور نہ روحوں کے آنے کا بیان اس سورہ کو بغور پڑھو تو معلوم ہو گا کہ اس سورت میں شب قدر کا ذکر ہے جو رمضان المبارک میں آتی ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد باری ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے، جس میں ہم نے قرآن نازل کرنا شروع کیا۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ شب قدر ماہ رمضان میں آتی ہے۔ نہ کہ شعبان میں۔ اب رہا سوال روح کا تو اس آیت میں روح سے مراد، مردوں کی روح نہیں ہے بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں حضرت جبرائیل کو روح القدس اور روح الامین بھی کہا گیا ہے جیسا کہ خود کلام پاک میں کئی جگہ اس کی تشریح کی گئی ہے جن میں چند آیتیں یہ ہیں۔

(۱) إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ (المائدہ پ ۷ ع ۵) — جب میں نے روح القدس کے ذریعہ تیری مدد کی۔

(۲) قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ (نحل پ ۱۴ ع ۱۴) — کہہ دو! کہ قرآن مجید کو پاک روح نے آپ کے پروردگار کی طرف سے اتارا ہے۔

(۳) نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ (الشعراء پ ۱۹ ع ۱۱) — روح الامین (یعنی جبرائیل فرشتہ) نے قرآن تیرے دل پر اتارا ہے

(۴) تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ (معارج پ ۲۹ ع ۱) — فرشتے اور روح (حضرت جبرائیل) اس کی طرف چڑھتے ہیں۔

(۵) يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا (سورۃ النبا پ ۳۰ ع ۲) — جس روز قیامت، روح (جبرائیل) اور دیگر فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے۔

جس طرح مندرجہ بالا آیت میں "روح" سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، اسی طرح سورۃ قدر میں جو لفظ روح آیا ہے اس سے بھی حقیقت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ نہ کہ اس سے مراد مُردوں کی روحیں ہیں۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ۲۳ سال شب برات آئی، کیا حضور ﷺ نے کسی ایک سال بھی حلوا چپاتی پکوا کر مُردوں کی فاتحہ دلوائی؟ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلفاء راشدین، اصحاب کرام، تابعین یا چاروں اماموں میں سے کسی ایک نے بھی ایسا کیا یا کرنے کا حکم دیا؟ جب ایسا نہیں ہے تو پھر جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو، اور ان کے صحابہ سے، اور جو رسم، سوا گیارہ سو سال کے بعد ایجاد کی گئی ہو، وہ بدعت ہے، جس کی مذمت بدعت کے خطبہ میں گزر چکی ہے۔

## شب برات میں چراغوں کی روشنی

یہ بری رسم اور بدعت سوائے ہندوستان کے دیگر اسلامی ممالک میں نہیں ہے۔ یہ چراغاں اور آتشبازی کی رسم بالکل ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے، اور آتش پرست مجوسیوں کی بھی نقل ہے جیسا کہ مجالس الابرار اور مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے، اور حدیث شریف ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے گا، اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔

Marfat.com

مولانا عبدالحیؒ نے اپنی کتاب "الآثار المرفوعۃ" میں لکھا ہے کہ عام جاہلوں نے اس رات کو یعنی رجب کی ستائیسویں اور شعبان کی پندرھویں رات کو گویا دو عیدیں بنا رکھی ہیں، اور شعار اسلام سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ صریح بدعت ہے اس میں چراغ اور روشنی کرنی بالکل خلاف سنت ہے، تعجب ہے کہ یہ لوگ کس طرح ان بدعتوں پر چمٹے ہوئے ہیں۔ اور سنتوں کے متعلق پرواہ نہیں کرتے، یہ رات آہ و زاری اور خشوع قلب کے ساتھ عبادت، تلاوت، توبہ و استغفار کرنے کے لیے ہے، اور یہ تو سب لوگ ہی جانتے ہیں۔ کہ عبادت کے لیے یکسوئی و سکون کی ضرورت ہے، جن مساجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کی جائے۔ اور چراغ جلائے جائیں، اور لوگ کثیر تعداد میں جمع ہوں، جہاں محض تبرک اور چائے حاصل کرنے کے لیے بھی کثرت سے جمع ہوں، اور شور و غل کریں، بھلا ایسے شور و شغب میں عبادت تلاوت، توبہ، استغفار صحیح معنوں میں کس طرح ممکن ہے۔ ریا نمود کے لیے ٹکریں مارنا، یا قرآن مجید کے اوراق پلٹنا اور بات ہے۔ ایسی صورت میں شب بیداری کرنا گویا رات ضائع کرنا ہے اس سے تو بہتر یہی ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں خاموشی سے عبادت کی جائے۔

گھروں کا لیپنا۔ اور برتنوں کا بدلنا ہندوؤں کی دیکھا دیکھی ہے، جس طرح وہ لوگ دیوالی میں اپنے گھروں کو لیپتے اور مٹی کے برتن بدلتے ہیں اس طرح بعض مسلمان بھی کرتے ہیں، یہ بھی کفار کی نقل اور مشابہت ہے اس لیے یہ بدعت ہے بعض لوگ اس روز حلوے کے علاوہ خشکہ اور مسور کی دال بھی پکاتے ہیں خدا معلوم یہ رسم کیوں ایجاد ہوئی، اس میں بھی یہی خرابیاں ہیں، جو حلوے کے بیان میں بتائی گئی ہیں، لہٰذا اس سے بھی بچنا چاہیے۔

اور اس مبارک رات میں بعض لوگ آتش بازی چھوڑتے ہیں اس سے جانی مالی نقصان ہے اور اسراف و فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توحید و سنت پر قائم رکھے اور شرک و بدعت سے بچاتا رہے (آمین)

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ، وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

# خطبہ ۴۲ فضائل رمضان مبارک

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ، گنتی کے چند دنوں میں، لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو جائے یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں اس گنتی کو پورا کرلے، طاقت نہ رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں، جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اس کے لیئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں افضل کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم جانتے ہو، ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا، جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینے میں مقیم ہو اسے روزے رکھنا چاہیے، ہاں جو

Marfat.com

بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں وہ چاہتا ہے، کہ تم گنتی پوری کرو، اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں کرو، اور اس کا شکر کرو،

ان آیتوں سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

(۱) روزہ فرض ہے (۲) چند گنتی کے دنوں میں (۳) مریض و مسافر اگر روزے نہ رکھ سکیں، تو وہ دوسرے دنوں میں رکھ سکتے ہیں (۴) یہ رمضان کے روزے ہیں، جس میں قرآن مجید اتارا گیا ہے۔ (۵) جسے یہ مہینہ مل جائے اسی پر رمضان کے روزوں کا رکھنا فرض ہے، بیمار، مسافر، اپنی مجبوری کی وجہ سے اگر اس مہینہ میں روزے نہ رکھ سکیں، تو اتنی گنتی کے روزے اور مہینے میں رکھ سکتے ہیں (رمضان کا روزہ اسلام کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے، اگر کوئی شخص اس کی فرضیت کا انکار کر دے تو وہ کافر ہے اور بلا عذر شرعی کے فرض روزے چھوڑنے والا فاسق ہے فاجر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَاِنْ صَامَهُ۔ (ترمذی)

جو رمضان مبارک کا ایک روزہ بغیر عذر و بیماری کے چھوڑے، تو ساری عمر اگر وہ روزے رکھے تب بھی اس رمضان کے برابر ادا نہ ہوگا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاِذَا اَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِيْنَ بِعَرَاقِيْبِهِمْ مُشَقَّقَةٌ اَشْدَاقُهُمْ تَسِيْلُ اَشْدَاقُهُمْ دَمًا فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ الَّذِيْنَ يُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ (ابن حبان۔ خزیمہ)

میں نے معراج میں ایسے لوگوں کو دیکھا، جو الٹے لٹکائے ہوئے ہیں، اور ان کے منہ کو چیر دیا گیا ہے، جس سے خون بہتا ہے میں نے کہا، یہ کون لوگ ہیں، فرمایا، وہ لوگ ہیں جو روزے کو پہلے افطار کر لیا کرتے تھے۔

رمضان المبارک کے روزے ہر عاقل، بالغ، مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں، نابالغ بچوں اور مجنون یا پاگل پر فرض نہیں، لیکن عادت ڈالنے کے لیئے نابالغ بچوں سے روزہ رکھوانا چاہیئے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب بچے سات برس کے ہو جائیں، تو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب دس برس کے ہو جائیں، تو نماز پڑھنے کے لیئے انہیں تنبیہ کے طور پر مارو، اسی طرح روزہ بھی ہے جب ان نابالغ بچوں کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو جتنے روزے بغیر تکلیف کے رکھ سکتے ہیں رکھیں، حضرت

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں ایک متوالے نشہ باز کو درے لگا کر فرمایا، کم کم بخت تیرا ستیاناس ہو تو رمضان شریف میں شراب پیتا ہے اور ہمارے بچے روزے سے ہیں (بخاری)

رمضان کے روزوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دنوں میں خطبہ دیا تھا آپ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدّٰى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ تَزْدَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى

لوگو! تم پر بڑے مرتبہ والے مہینے نے سایہ ڈالا ہے وہ بہت برکت والا مہینہ ہے اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کر دیئے اور رات کے قیام تراویح کو نفل کیا ہے، جو اس مہینے میں کسی نیک عادت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی تلاش کرے تو اس کو اس نفل کا اتنا ثواب ملتا ہے، جتنا دوسرے مہینوں میں فرض کے ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جس نے، اس مہینے میں فرض کو ادا کیا، تو ایک فرض کے ادا کرنے کا اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ دوسرے مہینے میں ستر فرض کے ادا کرتے سے ملتا ہے، اور یہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے، اور یہ غمخواری اور ہمدردی کا مہینہ ہے، اور یہ ایک مہینہ ہے، جس میں مومن کی روزی بڑھادی جاتی ہے اور جس نے کسی کا روزہ افطار کرا دیا، تو اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اس کی گردن آگ سے آزاد ہوجاتی ہے، اور اس کو اس روزے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور روزہ دار کے ثواب میں سے کمی نہ ہوگی، ہم صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم سب لوگ اتنی چیزیں نہیں پاتے کہ جس سے ہم روزہ دار کے روزہ کو افطار کرادیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ایک گھونٹ لسی یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی پلا کر کسی کا روزہ کھلوا دے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اتنا ہی ثواب

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَ اَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ (بیہقی)

عطا فرمائے گا، جو روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلا پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے حوض کوثر سے سیراب کرے گا جو کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں چلا جائے گا، اس مہینے میں اول رحمت ہے اور درمیان میں مغفرت و بخشش ہے اور آخر میں دوزخ سے آزادی ہے جو اس مہینے میں اپنے غلام و خادم اور نوکر سے کم کام لے گا، تو اللہ تعالےٰ اس کو بخش دے گا، اور جہنم سے آزاد کر دے گا۔

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق جنت سنوری جاتی ہے رمضان کے لیئے ایک رمضان سے آئندہ رمضان تک۔ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے جنت کے پتوں سے حور عین پر ہوا چلتی ہے، تو حوریں کہتی ہیں کہ ہمارے پروردگار تو اپنے بندوں میں سے ہمارے خاوند بنا دے کہ جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اور ہماری وجہ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ رمضان شریف کے لیئے جنت سال بھر تک سنواری جاتی ہے اور رمضان المبارک کی پہلی شب کو عرش کے نیچے سے مثیرہ نامی ایک پاکیزہ ہوا چلتی ہے جو جنت کے درختوں کے پتوں اور دروازوں کے حلقوں کو لگتی ہوئی گزرتی ہے، جس سے ایک دلکش آواز پیدا ہوتی ہے کہ سننے والوں نے ایسی شیریں آواز کبھی نہیں سنی ہے یہ آواز سن کر جنتی حوریں نکل کر جنتی بالاخانوں کی کھڑکیوں میں کھڑی ہو جاتی ہیں اس وقت وہ حوریں آواز دیتی ہیں، کہ کون ہے جو اللہ سے ہماری درخواست کرے، کہ اللہ تعالیٰ ہمارا نکاح اسی سے کرا دے پھر وہ رضوان الجنۃ سے دریافت کرتی ہیں، کہ یہ کون سی رات ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے کہ اس مہینے میں امت محمدیہ کے روزے داروں کے لیئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں، اور ان کے لیئے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا گیا ہے تاکہ امت محمدؐ کے لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں اللہ تعالیٰ رمضان شریف کی ہر ایک رات میں ایک منادی کو تین مرتبہ ندا کرنے کو کہتا ہے، کہ وہ تمام لوگوں میں اعلان کر دے کہ کوئی سوال کرنے والا ہے میں اس کے سوال کو پورا کروں، کوئی تائب ہے جس کی توبہ میں قبول کروں، کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اس کے گناہ بخش دوں، کوئی ہے کہ ایسے اللہ تعالیٰ کو قرض دے جو نہ مفلس ہے اور نہ بخیل و نادہندہ اور نہ ظالم ہے اس مہینے میں اللہ تعالیٰ بے انتہا لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے، جو دوزخ کے لائق ہو گئے تھے، اور آخر رات میں تو پورے مہینے کی گنتی کے برابر جہنم سے آزاد کرتا ہے (ترغیب)

Marfat.com

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ فَصَامَهُ وَقَامَ مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِائَةَ اَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيمَا سِوَاهُ وَكَتَبَ لَهُ بِكُلِّ لَيْلَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ وَكُلِّ يَوْمٍ حُمْلَانَ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَفِي كُلِّ يَوْمٍ حَسَنَةً وَفِي كُلِّ لَيْلَةٍ حَسَنَةً (ابن ماجہ۔ ترغیب)

جس نے رمضان المبارک کو مکہ مکرمہ میں پالیا، اور اس نے اپنی طاقت کے مطابق روزہ رکھا، اور قیام کیا تو اس کو دوسری جگہ کے لحاظ سے اس جگہ ایک لاکھ رمضان گزارنے کا ثواب ملتا ہے، اور ہر ایک دن کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اسی طرح ہر ایک رات کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور ہر دن کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک سواری دینے کا ثواب ملے گا، اور ہر ایک رات اور دن کے بدلے میں اس کو نیکیاں ہی نیکیاں ملیں گی۔

(۵) ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي رَمَضَانَ مَغْفُورٌ لَهُ وَسَائِلُ اللّٰهِ فِيهِ لَا يُخَيَّبُ (طبرانی، ترغیب)

آپ نے فرمایا، رمضان میں ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اللہ سے مانگنے والا محروم نہیں رہتا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

(۶) مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (بخاری، مسلم)

جس نے شب قدر میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ قیام کر لیا تو اس کے پہلے گناہ سب معاف ہو جائیں گے اور جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھ لیے، اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

(۷) لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا فِي رَمَضَانَ لَتَمَنَّتْ اُمَّتِي اَنْ تَكُونَ السَّنَةُ كُلُّهَا رَمَضَانَ (بیہقی، ترغیب)

اگر اللہ کے بندے رمضان کی فضیلت جان لیں تو میری امت تمام سال روزہ سے رہنے کی خواہش مند ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

(۸) اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ فَاِذَا دَخَلُوا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ (بخاری)

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے اور دوسرے لوگ داخل نہیں ہوں گے، جب وہ لوگ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند ہو جائے گا، ان کے بعد کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا۔

اور آپ نے فرمایا:-

(۹) اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ وَحِصْنٌ حَصِينٌ مِنَ النَّارِ (احمد)

روزہ جہنم سے ڈھال اور مضبوط قلعہ کی طرح ہے۔

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱۰) اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَةَ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَ يَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ قَالَ فَيُشَفَّعَانِ

(احمد۔ ترغیب)

روزہ اور قرآن مجید دونوں بندہ کے لیئے قیامت کے دن سفارش کریں گے، روزہ کہے گا، الٰہی روزہ دار کو میں نے کھانے پینے اور خواہش سے روکا تھا، تو میری سفارش اس کے بارے میں قبول فرما۔ اور قرآن مجید کہے گا، پروردگار میں نے اس کو رات میں نیند سے روک دیا تھا، یہ رات کو کلام الٰہی پڑھتا رہتا تھا، تو اس کو بخش دے، ان دونوں کی سفارش منظور ہوگی۔

---

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱۱) مَنْ صَامَ يَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ بَاعَدَهُ اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ (بیہقی)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیئے ایک دن کا روزہ رکھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے دور رکھے گا۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱۲) مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خُتِمَ لَهٗ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ صَامَ يَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهٗ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهٗ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (احمد۔ ترغیب)

جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیئے ایک دن کا روزہ رکھے گا، اور وہ اسی پر مر جائے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیئے صدقہ و خیرات کرے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو، وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

ترغیب و ترہیب میں ہے کہ پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱۳) اَلْاَعْمَالُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَبْعٌ عَمَلَانِ مُوْجِبَانِ وَعَمَلَانِ بِاَمْثَالِهِمَا وَعَمَلٌ بِعَشْرِ اَمْثَالِهٖ وَعَمَلٌ بِسَبْعِ مِائَةٍ وَعَمَلٌ لَا يَعْلَمُ ثَوَابَ عَامِلِهٖ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاَمَّا الْمُوْجِبَانِ فَمَنْ لَقِيَ اللّٰهَ يَعْبُدُهٗ مُخْلِصًا لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ لَقِيَ اللّٰهَ قَدْ اَشْرَكَ

بندوں کے عمل اللہ کے نزدیک سات درجے پر ہیں، دو عمل تو ایسے ہیں، کہ دو چیزوں کو واجب کرتے ہیں اور دو ایسے ہیں کہ ان میں بدلہ عمل کے برابر ملتا ہے اور ایک عمل وہ ہے جس کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور کوئی عمل ایسا ہے، کہ اس کے بدلے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کے ثواب کی حد سوائے اللہ پاک کے اور کوئی نہیں جانتا، نہ کسی فرشتے کو اس کے

بِہٖ وَجَبَتْ لَہُ النَّارُ وَمَنْ عَمِلَ سَیِّئَۃً جُزِیَ بِھَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّعْمَلَ حَسَنَۃً فَلَمْ یَعْمَلْھَا جُزِیَ مِثْلَھَا وَمَنْ عَمِلَ حَسَنَۃً جُزِیَ عَشْرًا وَمَنْ اَنْفَقَ مَالَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ضُعِّفَ لَہٗ نَفَقَتُہٗ اَلدِّرْھَمُ بِسَبْعِ مِائَۃٍ وَالدِّیْنَارُ بِسَبْعِ مِائَۃٍ وَالصِّیَامُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَا یَعْلَمُ ثَوَابَ عَامِلِہٖ اِلَّا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔

(طبرانی۔ ابن حبان)

لکھنے کی طاقت ہے واجب کرنے والی دو چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس شخص نے شرک نہ کیا اور عبادت کرتا رہا اور توحید پر مرا، اس کے واسطے جنت واجب ہوگئی دوسری یہ ہے کہ جو شخص شرک پر مرا، اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی اور ایک عمل کا اسی کے برابر بدلہ ملنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس کسی نے ایک گناہ کیا۔ تو اس کا ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے دوم یہ ہے کہ اگر کسی نے نیک کام کرنے کا ارادہ کیا پھر عمل کرنے کا اتفاق نہ ہوا، تو صرف نیت کی برکت سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور دس گن ثواب ملنے والی تمام نیکیاں ہیں جب مسلمان کسی قسم کا نیک کام کرتا ہے تو کم سے کم دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ عمل جس کا بدلہ سات سو تک ہے وہ یہ ہے کہ کوئی سبیل اللہ میں یعنی جہاد شرعی میں اپنے مال کو خرچ کرے تو اس کا ثواب ایک ایک کا سات سات سو لکھا جاتا ہے، ایک درہم کے سات سو درہم، ایک دینار کے سات سو دینار لکھے جاتے ہیں، اور وہ عمل جس کے ثواب کی حد سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، وہ رمضان المبارک کا فرض روزہ ہے۔

ترغیب و ترہیب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے۔

(۱۴) لَمَّا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَۃُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْھَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْھَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰہِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ (حاکم)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب رمضان المبارک کی اول رات ہوتی ہے تو بڑے بڑے سرکش جن اور شیطان قید کیے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں پھر ان میں سے کوئی دروازہ کھلتا نہیں اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر ان سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا، اور اللہ کی طرف سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی کے تلاش کرنے والے آگے بڑھ، یعنی اب وقت ہے جو کچھ کرنا ہے کر لے اور اے گناہ کرنے والے اب پیچھے ہٹ جا، یعنی اس خیر و برکت کے وقت کی شرم کر، اور گناہوں سے باز آ۔ اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے، جو آزادی کے مستحق ہیں، اور یہ معاملہ ہر رات ہوتا ہے۔

حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۱۵) کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ

یعنی انسان کے ہر عمل کا ایک مقرر کیا ہوا ثواب ملے گا لیکن

Marfat.com

بِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ الخ (بخاری)        روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

وہ کھانے پینے اور دیگر نفسانی خواہشات کو میری خاطر چھوڑ دیتا ہے، یہ روزہ قیامت کے دن دوزخ سے بچانے کے لیے ڈھال بن جائے گا، اس لیے روزدار جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ داروں کے لیے دو خوشی کے وقت ہیں کہ ان دونوں وقتوں میں بہت خوشی ہوتی ہے اول افطار یعنی روزہ کھولنے کے وقت دوم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت۔

## روزے کے احکام

روزے کے بہت سے احکام و مسائل ہیں ان میں سے چند حکموں کو یہاں بیان کیا جارہا ہے۔

(۱) یہ تو سب کو معلوم ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے جماع چغلی غیبت فحش، اور جھوٹ وغیرہ سے ایمانداری و خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ بچنے کا نام روزہ ہے لہذا روزہ کی حالت میں کھانا، پینا اور جماع اور دیگر بری باتوں سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہیئے، اگر قصداً کھا پی لیا تو روزہ ٹوٹ گیا، اس کی قضا ضروری ہے اور اگر قصداً جماع کرلیا تو قضا اور کفارہ ضروری ہے، کفارہ میں اگر طاقت ایک غلام آزاد کرنے کی ہے تو ایک غلام آزاد کرے، اور اگر اس کی طاقت نہیں تو دو مہینے تک پے درپے روزے رکھے اور اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صحابی سے ایسا کام ہوگیا تھا تو آپ نے ان کو ان ہی تین چیزوں کے کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ (صحاح ستہ)

(۲) روزے کی حالت میں اگر کوئی غلطی سے کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔

فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقُ اللّٰهِ سَاقَہُ اللّٰهُ اِلَیْہِ وَ لَا قَضَاءَ عَلَیْہِ۔ (دارقطنی)        وہ اللہ کی روزی ہے، جو اللہ نے اسے دی ہے۔ اس پر قضا نہیں ہے۔

بلکہ وہ اپنا روزہ پورا کرلے اس کا روزہ ہوجائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ نَسِیَ وَھُوَ صَائِمٌ فَاَکَلَ وَشَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰهُ وَسَقَاہُ (بخاری مسلم)        جس نے بھول کر کھا پی لیا، اسے روزہ پورا کرلینا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔

(۳) اگر روزے میں خود بخود قے آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور اگر قصداً قے کی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اس کی قضا ضروری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْيَقْضِ (احمد، ابوداؤد) جسے قے خود آجائے اس پر قضا نہیں ہے اور جو قصداً قے کرے، قضا کرے۔

(۴) روزہ کی حالت میں بیماری کی وجہ سے سینگی اور پچھنے لگوانا جائز ہے۔ بشرطیکہ ضعف کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں سینگی لگوائی ہے (بخاری مسلم)

(۵) جھوٹ بولنا جھوٹی گواہی دینا، بے قصور پر الزام رکھنا، غیبت اور چغلی کھانا، گالی گلوچ بکنا، لڑائی جھگڑا کرنا اور دیگر گناہوں کے کام ہر حالت میں منع ہیں، لیکن روزے کی حالت میں خصوصیت سے ان کاموں کو نہ کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (بخاری۔ مسلم) جو شخص جھوٹ بات، اور برے عمل پر کام کرنا نہ چھوڑے تو اس کے کھانے پینے کو چھوڑ دینے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ (بخاری) جب کوئی روزے سے ہو تو لغو اور بے ہودہ بات نہ کہے اگر کوئی جھگڑے یا گالی گلوچ پر اتر آئے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

(۶) روزہ کی حالت میں جس وقت اور جس طرح چاہے وہ مسواک کر سکتا ہے، اور تیل و خوشبو لگانا وسرمہ لگانا، نہانا سر پر پانی ڈالنا کلی کرنا جائز ہے لیکن زیادہ مبالغہ سے کلی نہ کرے، کہ ناک یا حلق کے ذریعہ پانی اتر جائے اور نہ زیادہ مبالغہ سے ناک میں پانی ڈالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا (ابوداؤد) اور ناک میں مبالغہ سے پانی ڈالو، مگر روزے کی حالت میں نہ ڈالو۔

(۷) روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ اپنے نفس پر قابو ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ (بخاری) روزے کی حالت میں بوسے لیتے تھے، اور آپ اپنے نفس پر تم سے زیادہ قابو رکھتے تھے۔

جوان آدمی جو اپنے نفس کی خواہش سے رک نہیں سکتا اس کے لیے جائز نہیں ہے (ابوداؤد)

(۸) روزہ دار کو اگر دن میں احتلام ہو جائے تو اس سے اس کے روزے میں کوئی خرابی نہیں آتی، اس کو غسل کر لینا چاہیئے، روزہ نہ توڑے (ترمذی)

(۹) روزہ دار اگر رات ہی کو جنبی ہو گیا، تو صبح صادق کے بعد غسل کر لینے میں روزہ میں کوئی نقصان

Marfat.com

نہیں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر ثابت ہے

(۱۰) روزے کی حالت میں حیض و نفاس آجائے، تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اس کی مدت ختم ہونے کے بعد روزہ رکھیں۔

(۱۱) بیمار، مسافر، بوڑھا، حاملہ اور مرضعہ کے لیئے رخصت ہے، کہ ان وقتوں میں روزے نہ رکھیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط بیمار، اور مسافر دوسرے دنوں میں روزے رکھیں، جن بوڑھوں کو روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے یعنی مسلوب الطاقت ہیں وہ فدیہ دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ جن کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں وہ مسکینوں کو کھانا کھلائیں، حمل والی اور دودھ پلانی والی عورتوں کو اگر زیادہ تکلیف ہو تو وہ روزے نہ رکھیں، جب اس سے فارغ ہو جائیں تب ان روزوں کی قضا کریں وہ بیمار کے حکم میں شامل ہیں حدیث میں ہے وَعَنِ الْحُبْلَىٰ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ (ابوداؤد) اللہ تعالیٰ نے حاملہ مرضعہ کو روزے کی رخصت دی ہے کہ اس حالت میں روزہ نہ رکھیں، قضا شدہ روزوں کو رمضان کے بعد جب موقع مل جائے رکھا جا سکتا ہے لیکن حتی الامکان جلدی رکھنے کی کوشش کی جائے اور لگاتار رکھنا ضروری نہیں ہے۔ فاصلہ اور ناغہ کر کے رکھنا بھی درست ہے۔

(۱۲) رمضان کا روزہ رمضان کا چاند دیکھنے کے بعد سے فرض ہو جاتا ہے رمضان کا چاند طلوع ہو جانے سے رمضان شریف کا مہینہ شروع ہو جاتا ہے، اور اس کے لیئے رجب کے مہینے سے خیال رکھنا چاہیئے، کہ رجب کی انتیسویں تاریخ کو شعبان کا چاند دیکھنا چاہیئے تاکہ شعبان کی انتیسویں اور تیسویں تاریخ صحیح معلوم ہو جائے کیونکہ اگر شعبان کی انتیسویں تاریخ کو ابر یا گرد و غبار کی وجہ سے چاند معلوم نہ ہو سکے تو تیس دن شعبان کے پورے کرنے پر رمضان کا روزہ رکھنا شروع کیا جائے گا، اور اگر شعبان کی انتیسویں تاریخ کو رمضان کا چاند نظر آجائے، تو صبح کو روزہ رکھنا چاہیئے، اور اگر مطلع صاف تھا، پھر بھی چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے، نہیں تو انتیسویں تاریخ کو مطلع ابر آلود تھا، تو اس کے لیئے چاند نظر نہیں آیا تو اس کی صبح کو دن چڑھے تک احتیاطاً کھانے پینے سے باز رہنا چاہیئے، نہیں تو نہیں، اگر چاند کے ہونے یا نہ ہونے میں شک و شبہ ہو، تو یقیناً روزہ نہیں رکھنا چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ (بخاری مسلم)

رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور عید کا چاند دیکھ کر افطار کرو، اور عید مناؤ، اور اگر چاند پوشیدہ ہو جائے، یعنی ابر اور گرد و غبار کی وجہ سے چاند نہ دکھائی دے، تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ (ترمذی) رمضان کے لیئے شعبان کے چاند کا شمار کرو۔

مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ابوداؤد) جس نے مشکوک دن میں روزہ رکھا، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

رمضان شریف کے چاند کی بابت اگر کوئی پکا سچا مسلمان شہادت دے، تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا، کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے، آپ نے فرمایا کیا تو، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے حضرت بلال سے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل سب روزہ رکھیں (ابوداؤد، نیل منتقی)

اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا ثبوت ایک مسلمان آدمی کی گواہی سے ہو جائے گا، لیکن عید کے چاند کے لیئے کم از کم دو آدمیوں کی شہادت ضروری ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اعرابیوں کی شہادت سے افطار کرنے کا حکم دیا تھا۔ (ابوداؤد، احمد)

چاند دیکھنے سے دو چار دن پہلے رمضان کے استقبال کے طور پر روزہ رکھنا جائز نہیں (نسائی)۔ اگر وہ پہلے سے ہمیشہ سے نفلی طور پر روزہ رکھتا چلا آیا ہے تو اس کے لیئے رخصت ہے چاند دیکھ کر اس دعا کو پڑھنا سنت ہے۔

اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ (ترمذی) اے اللہ تو اس مہینے کو ہم پر سے امن و ایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ گزار دے، اور اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔

روزے کے لیئے سحری کھانا سنت ہے، سحری سحر سے ہے، اور سحر وقت آخری شب، جو صبح صادق سے پہلے ہوتا ہے اور سحری اس کھانے کو کہتے ہیں، جو روزہ دار رات کے آخر وقت میں صبح صادق سے پہلے کھاتا پیتا ہے، تاکہ دن میں طاقت دے، اور بھوک اور پیاس کی زیادہ تکلیف نہ ہو، اور سحری کھانے کا اچھا وقت آخر رات ہے، سحری کھانے سے دن بھر قوت رہتی ہے اور اس میں برکت بھی ہے اس لیئے اس کھانے کو غذاء مبارک کہا گیا ہے سحری کھانا سنت موکدہ ہے، آنحضور نے فرمایا

تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً (بخاری، مسلم) سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

اور آپ نے بیان فرمایا ہے:-

Marfat.com

فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَھْلِ الْکِتَابِ اُکْلَۃُ السَّحُوْرِ (مسلم)

ہم مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے روزوں کے درمیان فرق، صرف سحری کھانا ہے

کیوں کہ یہود و نصاریٰ سحری نہیں کرتے اور مسلمان سحری کھاتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ (طبرانی، ترغیب)

سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے اور فرشتے ان کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

اِسْتَعِیْنُوْا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلٰی صِیَامِ النَّھَارِ وَالْقَیْلُوْلَۃِ عَلٰی قِیَامِ اللَّیْلِ (ابن ماجہ، ترغیب)

سحری کھانے سے دن کے روزے میں مدد حاصل کرو، اور قیلولہ کرکے رات کی نماز تہجد میں مدد حاصل کرو۔

اور آپ نے فرمایا:۔

اَلسُّحُوْرُ کُلُّہٗ بَرَکَۃٌ وَلَا تَدَعُوْہُ وَلَوْ اَنْ یَّجْرَعَ اَحَدُکُمْ جُرْعَۃً مَّآءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ (احمد، ابن حبان، ترغیب)

سحری کا کھانا باعث برکت اس کو نہ چھوڑو، اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ ہی سے ہو کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے، اور اس کے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔

روزے کی نیت کرنی ضروری ہے، بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوگا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ عملوں کا دارومدار نیت پر ہے، اس میں روزہ بھی شامل ہے آپ نے روزے کے متعلق خصوصیت سے فرمایا:۔

مَنْ لَّمْ یُجْمِعِ الصِّیَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِیَامَ لَہٗ، (ترمذی)

جو شخص صبح سے پہلے روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ نہیں ہوگا۔

علامہ شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات ہی کو روزے کی نیت کرلینا ضروری ہے لیکن یہ فرض روزوں کے لئے ہے اور نفلی روزے کی نیت اگر زوال آفتاب سے پہلے کرلی جائے تب بھی درست ہے، زبان سے نیت نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ دل میں روزہ رکھ لینے کا ارادہ کرلینا ضروری ہے زبان سے کہنے کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ بعض کے نزدیک بدعت ہے۔

## افطاری کا بیان

روزہ کھولنے کو افطار کہتے ہیں، اور آفتاب کے غروب ہو جانے کے بعد اس کا وقت ہے، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ ھٰھُنَا وَاَدْبَرَ النَّھَارُ مِنْ ھٰھُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ

جب رات ادھر سے ادھر آجائے یعنی مغرب، اور دن ادھر ادھر ہو جائے، یعنی مشرق سے چلا جائے اور سورج چھپ

الصَّائِمُ (بخاری، مسلم)

آفتاب کے غروب ہو جانے کے بعد کھولنے میں دیر کرنا ٹھیک نہیں تو روزہ داروں کے روزہ کھولنے کا وقت ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ مَّا اَخَّرُوا السُّحُوْرَ وَ عَجَّلُوا الْفِطْرَ (احمد)

میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی، جب تک سحری میں دیر کرے گی اور افطار میں جلدی کرے گی۔

لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا (ترمذی)

دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ افطار میں دیر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے وہ بندے زیادہ پیارے ہیں جو افطار کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

ان سب حدیثوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے وقت ہو جانے کے بعد دیر کرکے متبع سنت کا کام نہیں ہے کہ افطار کرے۔

روزہ افطار کرانے کی بڑی فضیلت ہے، افطار کرانے والے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں جتنے آدمیوں کو افطار کرائے گا اتنے ہی آدمیوں کے ثواب کو پالے گا۔ ان لوگوں کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا کَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقُ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ (بیہقی)

جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے، اور دوزخ سے آزاد ہو جائے گا اور روزہ دار کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا، ان روزہ داروں کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مِّنْ حَلَالٍ صَلَّتْ عَلَیْهِ الْمَلٰئِکَةُ فِیْ سَاعَاتِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَصَلّٰی عَلَیْهِ جِبْرَئِیْلُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ (طبرانی، ترغیب)

جو حلال کمائی سے کسی مسلمان کو کھلا پلا کر روزہ افطار کرائے تو رمضان بھر فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اور شب قدر میں جبرائیل علیہ السلام اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

کھانے پینے کی کوئی بھی حلال اور طیب چیز ہو اس کے کھانے پینے سے افطار ہو جاتا ہے لیکن کھجوروں سے افطار کرنا افضل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَکَةٌ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ تَمْرًا فَالْمَاءُ فَاِنَّهٗ

جب تم میں سے کوئی افطار کرے، تو کھجور سے افطار کرے کیونکہ وہ برکت ہے اور کھجور نہ پائے تو پانی سے

Marfat.com

طَهُوْرٌ (ابوداؤد، ترمذی) کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود کھجوروں سے افطار کرتے تھے، اور اگر یہ نہیں پاتے تو پانی سے افطار کرتے (ابن خزیمہ، ترغیب)

روزہ دار کے سامنے بے روزہ دار اپنی خاص مجبوری کی وجہ سے اگر کھائیں پئیں تو اس سے روزہ دار کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور فرشتے اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں جب تک اس کے سامنے کھانا کھایا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ الصَّآئِمَ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمَلٰٓئِکَةُ اِذَا اُکِلَ عِنْدَهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ (ترمذی)

روزہ دار کے حق میں فرشتے استغفار کرتے ہیں جبتک اس کے سامنے کھایا جاتا ہے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جائے

اور روزہ کھولتے وقت یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ، (ابوداؤد)

اللہ کے نام سے کھاتا ہوں، اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا، اور میں نے تیرے رزق پہ افطار کیا۔

اور افطار کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (ابوداؤد)

یعنی پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور انشاء اللہ اجر ثابت ہوگیا۔

اور باقی دعائیں "اسلامی وظائف" میں دیکھ کر پڑھ لیا کرو،

## اعتکاف

اعتکاف کے معنی ٹھہرنے کے ہیں اور شرعی محاورہ میں دنیا کے سارے کاروبار چھوڑ کر عبادت الٰہی کی نیت اور رضائے مولیٰ کی غرض سے مسجد میں ٹھہر کر عبادت کرنے کو اعتکاف کہتے ہیں بحالت اعتکاف کثرت سے نماز پڑھنے نفلی کے، قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الٰہی تسبیح و تہلیل و تحمید تکبیر کرنا، درود شریف پڑھنے میں مشغول رہنا چاہیئے، قرآن و حدیث کا درس دینا اور مسجد میں وعظ و نصیحت کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ یہ بھی عبادت کے کام ہیں، اعتکاف کی بڑی فضیلت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

(۱) مَنْ مَشٰی فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ وَبَلَغَ فِیْهَا کَانَ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اِعْتِکَافِ عَشَرَ سِنِیْنَ وَاعْتَکَفَ یَوْمًا اِبْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰی جَعَلَ اللّٰهُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّارِ

جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں چلے اور اس میں کامیاب ہو جائے، تو دس سال کے اعتکاف سے اس کے حق میں بہتر ہے، اور جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں ایک دن کا اعتکاف کیا، تو اللہ تعالےٰ

Marfat.com

ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ (طبرانی ۔ ترغیب) اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کی دوری کر دیتا ہے جو زمین و آسمان سے بھی زیادہ دور ہیں

اور آپ نے ارشاد فرمایا ۔

مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِیْ رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَیْنِ وَعُمْرَتَیْنِ (بیہقی) جس نے رمضان شریف میں دس دن کا اعتکاف کر لیا اسے دو حج اور دو عمرے کا ثواب ملے گا ۔

معتکف کا عاقل مسلمان ہونا ، اور حیض و نفاس اور جنابت سے پاک وصاف ہونا اور اعتکاف کی نیت کرنا اور مسجد کا ہونا ضروری ہے ۔

اعتکاف کی دو قسمیں ہیں ۔ (۱) فرض ، (۲) سنت ، فرض یہ ہے کہ نذر و منت مان کر اپنے اوپر لازم کرے یعنی یوں کہے کہ میں خدا کے واسطے اعتکاف کروں گا ، تو اس کا ادا کرنا فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ (حج) اپنی نذروں کو پورا کرو ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے اعتکاف کی نذر مانی تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ۔ آپ نے فرمایا تم اپنی نذر پوری کرو ۔ (بخاری) ۔ اور رمضان شریف کے آخری عشرہ میں دس روز کا اعتکاف سنت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مرتے دم تک اعتکاف کیا ، اس سے معلوم ہوتا ہے ، کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے ، آپ نے ہمیشہ کیا ہے ، ایک مرتبہ ایک سال رمضان میں نہیں کیا تھا ، تو شوال کے مہینے میں اس کو ادا فرمایا اعتکاف کی حالت میں بلا ضرورت مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ہے ، البتہ پیشاب ، پاخانہ اور فرض نماز اور جمعہ کی نماز کے لیے باہر جا سکتے ہیں ، اعتکاف کی حالت میں اپنی بیوی سے مباشرت اور ہمبستری کرنا درست نہیں ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ اعتکاف کی حالت میں تم اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو ۔

مرد کی طرح عورت بھی اعتکاف کر سکتی ہے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کے ساتھ اعتکاف کیا کرتی تھیں (بخاری مسلم) صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ داخل ہونا چاہیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اپنے معتکف میں داخل ہوتے (ابن ماجہ)

رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا چاہیے تو بیسویں تاریخ کی صبح کو بعد نماز فجر مسجد میں گھستا چاہیے ، اور پھر چاند دیکھ کر باہر نکلنا چاہیے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے

Marfat.com

آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے، ایک دفعہ رمضان میں آپ کا اعتکاف چھوٹ گیا تو آپ نے شوال المکرم کے پہلے دس دنوں میں اس کی قضا کی (بخاری)

جس سال آپ کا انتقال ہوا۔ اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

**شب قدر کی فضیلت** اس کے معنی عزت والی رات کے ہیں۔ اور محاورے میں رمضان شریف کے آخری عشرہ میں پانچ طاق راتوں میں سے ایک رات کو کہتے ہیں جس میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اس کی بزرگی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ | بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا، |
| مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ | اور آپ کو کس نے بتایا کہ شب قدر کیا چیز ہے۔ |
| اَلْفِ شَهْرٍ ؕ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ | شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں احکام |
| فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛ سَلٰمٌ ۛ | کو سرانجام دینے کیلئے فرشتے اور روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے |
| هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر) | اترتے ہیں یہ رات سلامتی والی ہے، فجر کے طلوع ہونے تک |

اس سورت کا شان نزول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار عابدوں کا ذکر کیا جنہوں نے اسی سال تک خدا کی عبادت کی تھی، ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی تھی حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام حضرت یوشع علیہ السلام اس سے صحابہ کرام کو سخت تعجب ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی جماعت نے ان کی عبادت پر تعجب کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی افضل چیز نازل فرمائی، اور فرمایا کہ یہ افضل ہے اس سے جس پر آپ نے اور آپ کے اصحاب نے تعجب کیا، پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام بے حد خوش ہوئے (ابن ابی حاتم، ابن کثیر)

حضرت مجاہد اس کا یہ مطلب بیان فرماتے ہیں، کہ اس رات کا نیک عمل اس کی نماز ایک ہزار مہینوں کی نماز روزے سے بہتر ہے۔ جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ رمضان میں ایک رات ہے، جو ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے اس کی بھلائی سے محروم رہنے والا حقیقی بدقسمت ہے۔ (احمد)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ ۔۔۔ جو شب قدر میں قیام ایمانداری نیک نیتی اور اخلاص سے کرے

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (بخاری) گا اس کے اگلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے

اس رات میں فرشتے اترتے ہیں، اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ وہ فرشتوں کی جماعت کو ساتھ لے کر زمین پر اتریں، چنانچہ وہ اترتے ہیں، اور ان کے ساتھ سبز جھنڈا ہوتا ہے، جس کو بیت اللہ شریف کی چھت پر نصب کر دیتے ہیں، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو بازو ہیں، ان میں سے دو پر ایسے ہیں جن کو صرف شب قدر میں پھیلاتے ہیں، جو مشرق سے مغرب تک پھیل جاتے ہیں، اور سب فرشتوں کو اسی رات میں تیار کرتے ہیں، جو اس رات کے ہر ایک نمازیوں اور عبادت کرنے والوں اور ذکر الٰہی کرنے والوں اور قرآن کی تلاوت کرنے والوں سے سلام و مصافحہ کرتے ہیں، اور ان کی دعاؤں میں آمین کہتے ہیں، صبح صادق تک رہتے ہیں جب صبح ہونے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام سب کو کوچ کرنے کا حکم دیتے ہیں، کہ چلو چلو، تو یہ فرشتے ان سے دریافت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سب کو نظر رحمت سے دیکھ کر اسی رات میں معاف کر دیا، سوائے چار آدمیوں کے صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! وہ چار آدمی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا، ایک شراب پینے والا، دوسرا والدین کی نافرمانی کرنے والا تیسرا رشتہ توڑنے والا، چوتھا کینہ رکھنے والا۔ (بیہقی، ترغیب)

اس مقدس رات کو غنیمت سمجھ کر تمام مسلمان بہن بھائیوں کو چاہیے، کہ نیک نیتی اور خضوع و خشوع کے ساتھ عبادت الٰہی کریں، قرآن مجید کی تلاوت اور تسبیح و تہلیل و تکبیر اور توبہ استغفار میں رات بھر مشغول رہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر عشرہ کے اندر عبادت کرنے میں اتنی کوشش کرتے کہ اور دنوں میں اتنی کوشش نہیں کرتے تھے، (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَاِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَہٗ وَاَحْیٰی لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ (بخاری مسلم) جب آخر عشرہ آجاتا، تو آپ کمربستہ ہو کر شب بیداری کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کام کے لیے جگاتے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو پالوں تو اللہ تعالیٰ سے کیا دعا کروں، تو آپ نے فرمایا کہ تم اس دعا کو پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو دوست

Marfat.com

خَتِیْ (ترمذی) سکتا ہے تو مجھ معاف کر دے۔

شب قدر کی نشانی یہ ہے، کہ اس رات میں سکون ہوتا ہے نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے اور نہ زیادہ سردی اور نہ اس رات میں ستارے جھڑتے ہیں، آسمان روشن اور صاف ہوتا ہے اس کی صبح کو سورج کی شعاعیں ہلکی ہوتی ہیں۔

شب عید کی بھی بڑی فضیلت ہے جو عید کی رات کو جاگ کر عبادت کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور نیز مت دن اس کا دل زندہ رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَامَ لَیْلَتَیِ الْعِیْدَیْنِ مُحْتَسِبًا لَمْ یَمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ یَمُوْتُ الْقُلُوْبُ (ابن ماجۃ)

جو شخص دونوں عیدوں کی شب بیداری کرے گا، نیک نیتی اور اخلاص سے تو اس کا دل نہیں مرے گا، جس دن اوروں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

اور آپ نے فرمایا:۔

مَنْ اَحْیَا اللَّیَالِیَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ لَیْلَۃَ التَّرْوِیَۃِ وَلَیْلَۃَ عَرَفَۃَ وَلَیْلَۃَ النَّحْرِ وَلَیْلَۃَ الْفِطْرِ وَلَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ (ترغیب)

جو ان پانچ راتوں کو جاگے گے اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں تاریخ کی رات، اور عید الفطر کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات۔

اللہ تعالیٰ ہمارے روزوں کو قبول فرمائے اور تراویح اور شب بیداری کو بھی قبول فرمائے، اور زیادہ سے زیادہ نیک عملوں کی توفیق دے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ۔

Marfat.com

# خطبہ ۴۳ خطبہ عید الفطر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھُدٰی ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَّکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَّکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ، مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی، وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی، بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا، وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی، اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی، صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی۔

بے شک ان لوگوں نے فلاح پالی جو پاک ہو گئے، اور جنہوں نے اپنے رب کا نام یاد رکھا، اور نماز پڑھتے رہے، لیکن تم دنیا کا جینا سامنے رکھتے ہو اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی ہیں، یعنی ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی کتابوں میں۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار حمد و ثنا ہے جس نے ہمیں روزہ رکھنے کی توفیق بخشی ہے، جس کے شکریہ میں آج ہم یہاں جمع ہیں، اور چھوٹے بڑے سب ہی خوش و خرم نظر آ رہے ہیں، اس لیے کہ آج جشن اور خوشی کا دن ہے یہ سرور و انبساط اور یہ جشن و نشاط صرف اسی لیے ہے کہ ہم ایک بڑے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں آج انعام کی تقسیم کا دن ہے۔ قرآن کریم کی سالگرہ کا زمانہ ختم ہوا۔

قرآن مجید کے نزول سے رمضان شریف کا مہینہ بھی مبارک بن گیا، کہ اس مہینہ میں ہر مسلمان کی ایمانی حرارت تازہ ہو جاتی ہے اور روزہ دار بھوک و پیاس برداشت کر کے خدا کا محبوب اور پیارا بن جاتا ہے اور خدا کی ان گنت خوشنودیوں اور مسرتوں کو حاصل کر کے خوش و خرم ہو جاتا ہے۔

اس قسم کی خوشی کے دن ہر ملک و ملت میں پائے جاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا ہے۔

اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَّ ھٰذَا عِیْدُنَا (بخاری) ہر قوم کیلئے عید اور خوشی کے دن ہیں اور آج ہم مسلمانوں کی عید ہے

قرآن مجید سے بھی عید کا ثبوت ملتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں یوں منقول ہے

رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ اے پروردگار! تو آسمان سے ہمارے لیے خوان نازل فرما

لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ کہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو، اور ایک نشانی

وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (مائدہ) اور تو سب دینے والوں میں اچھا دینے والا ہے

عید عود سے ہے، جس کے معنی لوٹنے اور بار بار آنے کے ہیں، محاورہ میں خوشی اور مسرت کے اس دن کو کہا جاتا ہے، جو ہر سال اہل اسلام میں نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے جس طرح کہ نیل الاوطار میں ہے۔

ہر قوم اور مذہب کی ایک نہ ایک عید ہوتی ہے جس کا پس منظر اور مقصد ضرور ہوتا ہے، لیکن اسلام ہی ہے جس میں دین و دنیا دونوں کی خاطر مذہبی اور قومی شعائر میں ما بہ الامتیاز خصوصیات رکھی ہیں دوسرے لوگ اپنے تہواروں کو انسانیت کے جامہ سے باہر ہو کر شراب خوری، قمار بازی اور دوسرے لہو و لعب میں دن گزار دیتے ہیں تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ۔

لیکن اسلامی تہواروں میں نہ شراب و قمار ہے نہ لعو و لعب ہے اور نہ انسانیت سوز نظارے ہیں بلکہ تواضع خاکساری خشیت الٰہی کے جلوے ہیں، ایثار و مساوات کے مجسمے ہمدردی اور غم خواری کے نمونے ہیں، اتحاد و اتفاق کی جیتی جاگتی عملی تصویر نظر آتی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے، تو مدینہ شریف کے مسلمانوں کو خوشی کا دن مناتے اور لہو لعب کرتے دیکھا، تو فرمایا یہ کیسا دن ہے؟ ان لوگوں نے کہا، کہ قدیم زمانہ سے ہم لوگ ان دنوں میں کھیل اور لعب و لہو کر کے خوشیاں مناتے چلے گئے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیئے ان دنوں سے بہتر دو دن مقرر فرما دیئے ہیں، تم ان میں خوشی منایا کرو ایک عید الفطر اور دوسرا عید الضحیٰ ہے (ابو داؤد)

مسلمانوں کی عیدوں میں نہ کھیل تماشا ہے اور نہ لہو و شغب ہے بلکہ ان خوشی کے دنوں میں بھی عبادات الٰہی اور ذکر و تسبیح و تہلیل ہے، جیسا کہ آگے بیان آرہا ہے۔

**ہلال عید** چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے اس سے دینی اور دنیاوی بہت سے فائدے ہیں، قرآن مجید میں ہے۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط (سورۃ البقرۃ)

لوگ آپ سے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے، کہ یہ لوگوں کے وعدے کے وقت اور حج کے موسم کے لیئے ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے چاند کے بارے میں سوال کیا تھا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اس سے قرض وغیرہ کے وعدوں کی میعاد معلوم ہو جاتی ہے، عورتوں کی عدت کا وقت معلوم ہوتا ہے، مسلمانوں کے روزے کے افطار کا تعلق بھی اسی سے ہے مسند عبدالرزاق میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی سے روایت ہے۔ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کو لوگوں کے وقت معلوم کرنے کے لیئے بنایا ہے اسے دیکھ کر روزے رکھو، اور اسے دیکھ کر عید مناؤ۔ اگر ابر وباراں کی وجہ سے چاند نہ دیکھ سکو تو تیس دن پورے گن لو،

**شب عید** عید الفطر کی رات کو فرشتوں میں بوجہ خوشی دھوم مچ جاتی ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر تجلی فرما کر ان سے دریافت فرماتا ہے کہ بتاؤ جب مزدور اپنی مزدوری پوری کر چکے، تو اس کی جزا کیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اسے پوری پوری اجرت ملنی چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! تم گواہ رہو، میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ داروں کو بخش دیا۔ اور ان کے لیئے جنت کو واجب کر دیا، (اصبہانی) اسی لیئے اس رات کا نام بھی فرشتوں میں "لیلۃ الجائزہ" یعنی نجات وآرام کی رات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيْدَيْنِ مُحْتَسِبًا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهٗ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ (ابن ماجہ)

جو دونوں عیدوں کی شب بیداری کرے گا نیک نیتی اور اخلاص سے، تو اس کا دل نہیں مرے گا۔ جس دن اور دوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

مَنْ اَحْيَا اللَّيَالِيَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ وَلَيْلَةَ عَرَفَةَ وَلَيْلَةَ النَّحْرِ وَلَيْلَةَ الْفِطْرِ وَلَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ (ترغیب)

جو ان پانچ راتوں میں جاگے گا تو اس کیلیئے جنت واجب ہو جائیگی، (۱) ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کی رات (۲) اس کی نویں تاریخ کی رات (۳) اور اس کی دسویں تاریخ کی رات (۴) عید الفطر کی رات، (۵) اور شعبان کی پندرھویں رات

**صبح عید** آج خوشی کا دن ہے ہر چھوٹا بڑا انشاط وسرور میں مست نظر آ رہا ہے۔ گلی کوچوں میں بڑی چہل پہل ہے کیوں نہ ہو، آج کے دن اللہ تعالیٰ بے شمار فرشتوں کو روزہ داروں کے

Marfat.com

استقبال کے لیے رضاکارانہ حیثیت سے ہر گلی کوچے اور راستوں میں کھڑا کر دیتا ہے، وہ خدا کا پیغام سناتے ہیں۔ چنانچہ ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کا آخری ٹکڑہ یہ ہے:۔

فَاِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْفِطْرِ سُمِّيَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ لَيْلَةَ الْجَائِزَةِ فَاِذَا كَانَتْ غَدَاةُ الْفِطْرِ بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَلَائِكَةَ فِي كُلِّ بِلَادٍ فَيَهْبِطُوْنَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَقُوْمُوْنَ عَلٰى اَفْوَاهِ السِّكَكِ فَيُنَادُوْنَ بِصَوْتٍ يَسْمَعُ مَنْ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اُخْرُجُوْا اِلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ يُعْطِي الْجَزِيْلَ وَيَعْفُوْ عَنِ الْعَظِيْمِ فَاِذَا بَرَزُوْا اِلٰى مُصَلَّاهُمْ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمَلَائِكَةِ مَا جَزَاءُ الْاَجِيْرِ اِذَا عَمِلَ عَمَلَهُ قَالَ فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ اِلٰهَنَا وَسَيِّدَنَا جَزَاؤُهُ اَنْ تُوَفِّيَهُ اَجْرَهُ قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ يَا مَلَائِكَتِيْ اِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَهُمْ مِنْ صِيَامِهِمْ شَهْرَ رَمَضَانَ وَقِيَامِهِمْ رِضَائِيْ وَمَغْفِرَتِيْ وَيَقُوْلُ يَا عِبَادِيْ سَلُوْنِيْ فَوَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا تَسْاَلُوْنِي الْيَوْمَ شَيْئًا فِيْ جَمْعِكُمْ لِاٰخِرَتِكُمْ اِلَّا اَعْطَيْتُكُمْ وَلَا لِدُنْيَاكُمْ اِلَّا نَظَرْتُ لَكُمْ فَوَعِزَّتِيْ لَاَسْتُرَنَّ عَلَيْكُمْ عَثَرَاتِكُمْ مَا رَاقَبْتُمُوْنِيْ وَعِزَّتِيْ وَ

شب عید کا نام انعام والی رات ہے، عید کی صبح اللہ تعالیٰ بہت سارے فرشتوں کو شہروں میں بھیجتا ہے۔ وہ گلی کوچوں اور راستوں میں کھڑے ہو کر پکارتے ہیں، جن کی پکار کو انسان اور جنات کے علاوہ سب سنتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں۔ اے امت محمدیہ کے لوگو! تم اپنے رب کریم کی طرف نکلو جو بہت انعام دیتا ہے، اور بڑے بڑے گناہوں کو بخشتا ہے، جب روزہ دار عیدگاہ میں پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے، اِن مزدوروں کا بدلہ کیا ہونا چاہیئے، جنہوں نے اپنے پورے پورے کام کر دیئے ہیں، فرشتے جواب دیتے ہیں اے ہمارے معبود و آقا! ان کا بدلہ یہی ہونا چاہیئے کہ ان کی پوری پوری مزدوری دے دی جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ ان کے رمضان کے روزے اور نماز کی وجہ سے میں ان سے خوش ہو گیا اور ان کو بخش دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! تم مجھ سے مانگو! میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ اس اجتماع میں دنیا و آخرت کی جو کچھ بھی بھلائی مجھ سے مانگو گے میں دوں گا اور تمہارا خصوصی خیال رکھوں گا، اور جب تک تم مجھ سے خوف کھاتے رہو گے میں تمہاری خطاؤں اور لغزشوں

جلالی لا اُخزیکم ولا افضحکم بین اصحاب الحدود وانصرفوا مغفوراً لکم قد ارضیتمونی ورضیت عنکم فتفرح الملائکۃ وتستبشر بما یعطی اللہ عزوجل ھذہ الامۃ اذا افطروا من شہر رمضان

(ترغیب منذری ج ۲ ص ۱۰۱)

سے درگزر کرتا ہوں گا۔ اور مجھے اپنی عزت و بزرگی کی قسم ہے، کہ نہ تمہیں ذلیل اور رسوا کروں گا۔ اور نہ مجرمین کے درمیان تمہیں فضیحت کروں گا تم سب کو میں نے معاف کر دیا، تم نے مجھے راضی کرنا چاہا، تو میں تم سے راضی ہو گیا، یہ انعام و بخشش سن کر فرشتے خوشیاں مناتے ہیں۔

## عید کی دعا

عیدین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔

اللھم انی اسئلک عیشۃ نقیۃ و میتۃ سویۃ ومردًا غیر مخزی ولا فاضح اللھم لا تھلکنا فجاءۃ ولا تاخذنا بغتۃ ولا تعجل عن حق ولا وصیۃ اللھم انا نسئلک العفاف والغناء والبقاء والھدی وحسن عاقبۃ الآخرۃ والدنیا ونعوذ بک من الشک والشقاق والریاء والسمعۃ فی دینک یا مقلب القلوب لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ (طبرانی)

اے اللہ ہم تجھ سے پاک وصاف زندگی اور ایسی ہی عمدہ موت طلب کرتے ہیں، خدایا ہمارا لوٹنا رسوائی اور فضیحتی کا نہ ہو، خدایا ہمیں اچانک ہلاک نہ کرنا، نہ اچانک پکڑنا، اور نہ ایسا کرنا، کہ ہم حق ادا کرنے اور وصیت کرنے سے بھی رہ جائیں خدایا ہم تجھ سے حرام اور سوال سے بچنے بے پروائی، بقا، ہدایت اکا بیانی کا اور دنیا و دین کے انجام کی بہتری طلب کرتے ہیں اے پروردگار! ہمیں جدا جدا پہننے سے اور دین کے کاموں میں دکھاوے اور بناوٹ سے بچالے، اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دل اپنی ہدایت کے بعد ٹیڑھے نہ کرنا، اور ہمیں خاص اپنے سے رحمت عطا فرما بے شک تو بہت کچھ دینے والا ہے۔

## صدقہ فطر

فطر کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں، چونکہ روزے کی حالت میں کوئی لغو یا بے ہودہ بات ہو ہی جاتی ہے، اور کچھ گناہ کے کام بھی ہو جاتے ہیں، اس لیے جب رمضان شریف ختم ہو جائے، تو اس روزہ کھلنے کی خوشی، اللہ تعالیٰ کے شکریہ اور اپنے گناہوں کے کفارہ میں صدقہ و خیرات کرنے کو "صدقۃ الفطر" کہتے ہیں، زکوٰۃ کی طرح صدقۃ الفطر بھی فرض ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:-

Marfat.com

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکوٰۃَ الْفِطْرِ طُھْرَۃً لِلصَّآئِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَۃً لِلْمَسَاکِیْنِ فَمَنْ اَدَّاھَا قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَھِیَ زَکوٰۃٌ مَقْبُوْلَۃٌ وَمَنْ اَدَّاھَا بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَھِیَ صَدَقَۃٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر کو فرض کیا ہے، جو لوگوں کو بے لغو اور بے ہودہ (گناہ) سے پاک کر دیتا ہے اور غریبوں محتاجوں کو کھانا مل جاتا ہے، جو عید کی نماز سے پہلے ادا کر دے گا، اس کی یہ زکوٰۃ مقبول ہو گی اور جو عید کی نماز کے بعد ادا کرے گا، تو اسے صدقہ وخیرات کا ثواب مل جائے گا۔

یہ صدقۃ الفطر تمام مسلمانوں پر فرض ہے خواہ امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں میں ایک آدمی بھیج کر یہ اعلان کرایا، کہ۔

اَلَا اِنَّ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ (ترمذی)

آگاہ ہو جاؤ، صدقۃ الفطر ہر مسلمان مرد، عورت، آزاد، غلام چھوٹے بڑے پر واجب ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکوٰۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَصَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمَرَ بِھَا اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوۃِ (بخاری شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو فرض کیا ہے ایک صاع (پونے تین سیر کے قریب) کھجور یا ایک صاع جو، ہر غلام، آزاد، مرد، عورت چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ اور یہ حکم فرمایا ہے کہ، عیدگاہ جانے سے پہلے یہ صدقہ ادا کر دیں۔

جو لوگ زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں وہی لوگ صدقۃ الفطر لینے کے بھی مستحق ہیں، اس کے لیے مالک نصاب ہونا ضروری نہیں، جس کے پاس ایک روز کی خوراک سے زائد غلہ اور کھانے کی چیز ہو، اس پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے کیونکہ وہ بھی روزہ دار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَنْ کُلِّ اثْنَیْنِ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی اَمَّا غَنِیُّکُمْ فَیُزَکِّیْہِ اللّٰہُ وَاَمَّا فَقِیْرُکُمْ فَیَرُدُّ عَلَیْہِ اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاہُ (ابوداؤد)

ایک صاع گیہوں چھوٹے بڑے دونوں آدمیوں، آزاد غلام مرد، عورت، کی طرف سے صدقۃ الفطر نکالا جائے، غنی کے گناہ کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا، اور غریب کو اس سے زیادہ دے گا، جتنا کہ اس نے صدقہ دیا ہے۔

اور اگر اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا، اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

Marfat.com

لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ) اللہ تعالیٰ نے کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے

صدقۃ الفطر ایک صاع ہے جو انگریزی حساب سے پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ ایک آدمی کی طرف سے پونے تین سیر گیہوں، جَو، چاول، چنا، کھجور، منقی، پنیر، اور دیگر ہر قسم کا غلہ جو کھانے میں کام آتا ہے اس میں جو آسان ہو دیدے، ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے زمانے میں ایک صاع گیہوں یا ایک صاع جَو، یا کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع منقی صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔ (بخاری مسلم)

ایک ایک آدمی آدھا صاع گیہوں دے دے گا تو ادا ہو جائے گا۔ صدقہ فطر رمضان شریف کے آخری دن کے غروب آفتاب ہو جانے کے بعد سے شروع ہوتا ہے، اور عید کی نماز سے پہلے تک رہتا ہے۔

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:-

فَلِمَا وَقْتُ الْوُجُوْبِ فَهُوَ وَقْتُ غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ رَمَضَانَ (مغنی) صدقۃ الفطر کا وجوب رمضان کے آخری دن کے سورج غروب ہونے کے بعد تک رہتا ہے۔

اس صدقہ کو افطار (روزہ کھولنے) کا صدقہ اس لئے کہا جاتا ہے، کہ افطار، آفتاب غروب ہونے کے بعد کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زکوۃ الفطر فرمایا ہے۔ اسی لئے افطار یعنی رمضان کے آخری دن آفتاب کے غروب کے بعد سے صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔ اگر وہ دو روز یا ایک روز پہلے ادا کر دیا جائے تو بھی جائز ہے، بخاری شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین

كَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ۔ عید الفطر سے ایک دو دن پہلے صدقۃ الفطر دیا کرتے تھے۔

صدقۃ الفطر ہر شخص اپنی طرف سے نکالے لیکن گھر کا بڑا اور سرپرست اپنے بچے اور غلاموں کی طرف سے بھی ادا کر سکتا ہے، بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اپنے چھوٹے بڑے بیٹوں کی طرف سے اور اپنے غلاموں کی طرف سے بھی ادا کر دیا کرتے تھے، صدقۃ الفطر کے لئے روزہ دار ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے، خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو چھوٹے بچوں کی طرف سے بھی صدقۃ الفطر نکالا جائے کیونکہ حدیث میں صغیر (چھوٹے) کا لفظ بھی ہے۔

نیل الاوطار میں ہے کہ حدیث میں چھوٹے بڑے کا جو لفظ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے بچے کے مال میں زکوۃ الفطر واجب ہے۔ اس کا مخاطب اس کا ولی سرپرست ہے، یعنی اگر صغیر مالدار ہے تو اس کا سرپرست اس کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرے، اور اگر اس کے پاس نہیں ہے تو اس کا نان ونفقہ جس کے ذمہ ہے، وہ اس کی طرف سے ادا کرے، جمہور فقہا کا یہی مسلک ہے

اللہ تعالیٰ کا قول میں طُهْرَةً لِّلصَّائِمِ کا لفظ آیا ہے، اس سے اکثریت مراد ہے، دیکھو فتح الباری

Marfat.com

نیل الاوطار اور مغنی ابن قدامہ میں بھی یہی مسلک بیان کیا گیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں :۔

وَيَلْزَمُهُ اَنْ يُخْرِجَ عَنْ نَفْسِهِ وَعَنْ عِيَالِهِ الخ ‌ اپنے اور اپنے بچوں کی طرف سے صدقۃ الفطر نکالنا واجب ہے۔

**عید کی تیاری** عید کی صبح اٹھ کر روزمرہ کی ضروریات سے فارغ ہو کر عید کی نماز کے لیئے تیاری کرنا چاہیئے۔ اور مندرجہ ذیل کام کرنا چاہیئے، یعنی صبح سے نماز کے اختتام تک کثرت سے تکبیریں پڑھتے رہو۔ تکبیریں اس طرح ہیں :۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا (بخاری) یا اس طرح کہو۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (رواہ قطنی)

عیدین میں غسل کرو۔ اور بقدر استطاعت اچھا لباس پہنو (طبرانی)، مگر اس بات کا خیال رکھو کہ ریشمی کپڑا پہننا، اور سونا پہننا۔ (مثلاً سونے کی گھڑی یا زنجیر یا انگوٹھی وغیرہ) مردوں کو حرام ہے، اسی طرح نابالغ لڑکوں کو بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ریشم اور سونا پہننے والے مردوں پر جنت کی نعمتیں اللہ تعالیٰ حرام کر دیتا ہے اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں رسوا اور ذلیل کر کے داخل کرے گا، اور ان کو سخت ترین عذاب ہو گا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل نہیں ہوتیں، اور ممکن ہے کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ان کی صورتیں بدل دے، سور یا بندر بنا دے، یا ان پر آسمان سے پتھر برسا دے، یا زمین میں دھنسا دے (بخاری، مسلم، ترغیب)

اس دن طاق کھجوریں کھا کر گھر سے نکلو، رسول اللہ صلی اللہ وسلم سات کھجوریں کھایا کرتے تھے (طبرانی) عیدگاہ پیدل جاؤ، ہاں بوجہ عذر سواری پر بھی جانا جائز ہے (ترمذی)، مرد، عورتیں اور بچے سب عیدگاہ جائیں بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس چادر، برقعہ، نہ ہو تو کوئی دوسری عورت اسے اپنے برقعہ میں لے جائے، (بخاری، مسلم)

عورتیں بن سنور کر، عطر مل کر، اور خوشبودار پھول پہن کر عیدگاہ نہ جائیں، بلکہ سیدھے سادھے طریقے سے جس طرح عموماً گھروں میں رہتی ہیں جائیں، اس نماز کو جب کہ آفتاب دو نیزے پر آجائے پڑھنی چاہیئے۔ (عون المعبود، تلخیص الحبیر) دیر کر کے پڑھنا خلاف سنت ہے (ابوداؤد)، اس نماز کو جنگل میں ادا کرنا چاہیئے، (بخاری) ہاں بوجہ عذر، مثلاً بارش یا دشمن وغیرہ کا خوف ہو تو شہر میں بھی پڑھ لینی جائز ہے (ابوداؤد)، بلا عذر شرعی اس نماز کو شہر میں پڑھ لینا خلاف سنت ہے، نماز کے بعد امام اپنی جگہ پر کھڑا رہ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر متوسط خطبہ دے، اور ہر ایک شخص اپنی اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھا رہے اور باادب ہو کر سنے، اور اگر عورتوں تک امام کی آواز نہ پہنچی ہو تو امام الگ انہیں دوبارہ خطبہ دے (بخاری، مسلم)

Marfat.com

عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے یا پیچھے نوافل کا پڑھنا ممنوع ہے (بخاری، مسلم) خطبہ کے وقت امام کے ہاتھ میں لکڑی وغیرہ ہونی چاہیئے، (ابوداؤد) عیدین میں منبر وغیرہ نہ لے جانا چاہیئے (مسلم) عید کی نماز میں نہ اذان ہے نہ تکبیر (مسلم) خطیب اس خطبہ میں تکبیریں کثرت سے کہے (ابن ماجہ) اگر عید جمعہ والے دن ہو تو عید کی نماز پڑھ چکنے کے بعد جمعہ پڑھنا افضل ہے اور جمعہ نہ پڑھے ظہر پڑھ لے، تو بھی جائز ہے (ابن ماجہ) نماز کے وقت امام کے سامنے سترہ ہونا چاہیئے (ابن ماجہ) عیدین کے دن روزہ رکھنا حرام ہے (مسلم) جس شخص سے عید کی نماز باجماعت فوت ہو جائے تو وہ اکیلا ادا کرلے، اگر کئی آدمی ہوں تو جماعت کرلیں، گاؤں والے بھی باجماعت عید کی نماز پڑھیں، اسی طرح جو مرد و عورت بوجہ شرعی عیدگاہ نہ جاسکیں وہ گھر ادا کرلیں یہ سب لوگ بھی عید کی نماز ویسے ہی ادا کریں، جو طریقہ اب بیان ہوتا ہے۔

## ترکیب نماز عید

عید کی نماز بعض کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ادا فرمائی ہے، زندگی میں کبھی نہیں چھوڑی، اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی نہیں چھوڑی اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، جمعہ کی طرح عید بھی شعائر اسلام میں سے ہے ہر مسلمان بالغ عاقل اور مقیم کے لیئے یہ نماز مسنون ہے، خواہ مرد ہو یا عورت ہو اس کی کل دو ہی رکعتیں ہیں جو بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی جاتی ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

| | |
|---|---|
| صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِلَا اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ (مسلم احمد) | میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی ہے۔ |

اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ صف بندی کے بعد امام اور مقتدی نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں یا کانوں تک اٹھا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیں، اور وہ دعا جو تکبیر تحریمہ کے بعد سب نمازوں میں پڑھی جاتی ہے یہاں بھی پڑھیں، اس کے بعد امام سات مرتبہ بلند آواز سے اللہ اکبر کہے اور مقتدی آہستہ کہیں، ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کر کے ہاتھ باندھ لیا کریں جب سات تکبیریں پوری ہو جائیں، تو امام اعوذ اور بسم اللہ کے بعد جہر سے سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کے بعد جہر سے سورہ ق پڑھے، مقتدی صرف سورہ فاتحہ آہستہ آہستہ پڑھیں، اس کے بعد رکوع اور سجدہ کر کے دوسری رکعت کے لیئے کھڑے ہو جائیں، اب قرات سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں، ہر ایک تکبیر کے ساتھ رفع یدین کر کے ہاتھ باندھ لیا کریں جب پانچ تکبیریں پوری ہو جائیں تو امام زور سے اور مقتدی آہستہ

Marfat.com

سے سورہ فاتحہ پڑھیں اس کے بعد امام سورہ فرجہر سے پڑھے، یا پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ پڑھے نماز ختم ہو جانے کے بعد امام دو خطبے پڑھے جس میں لوگوں کے لیے نصیحت ہو لوگ نہایت خاموشی سے خطبہ سنیں۔

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین میں بارہ تکبیریں فرمائی ہیں۔ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں فرمائی ہیں (ترمذی)۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں، اور قراءت دونوں رکعتوں میں تکبیروں کے بعد ہوگی (ابوداؤد)۔

ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيْرٍ (مغنی) تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ فِي الْجَنَازَةِ وَفِي الْعِيْدِ (الاثرم ومغنی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنازہ اور عید کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

يَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ (ابوداؤد بیہقی) رکوع سے پہلے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ پڑھا کرتے تھے (احمد) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں سورہ قٓ اور اقتربت الساعۃ پڑھا کرتے تھے (مسلم، ترمذی)۔

**شش عید** رمضان المبارک کے روزے پورے کر کے شوال کے مہینے میں جو شخص چھ روزے رکھے گا، اسے اللہ تعالیٰ سال بھر کے روزوں کا ثواب دے گا (مسلم) ان روزوں کو چاہے ایک ساتھ رکھے یا الگ الگ، اختیار ہے، اسی طرح عید کے دوسرے دن ہی ان روزوں کا شروع بھی ضروری نہیں، ہاں اگر عید کے دوسرے دن ہی سے شروع کرے اور پے در پے رکھے تو یہ افضل ہے ان روزوں کے بعد عید منانا ثابت نہیں ہے (فتح الباری وغیرہ)

**تزکیہ** جو آیت کریمہ شروع میں پڑھی گئی ہے اس میں ایک لفظ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ہے یعنی جو پاک وصاف ہو گیا وہ مراد کو پہنچ گیا، تزکیہ کے لفظی معنی پاک صاف کرنا نکھارنا اور میل کچیل دور کرنا ہے یعنی نفس کو ہر قسم کی نجاستوں اور آلودگیوں سے نکھار کر صاف ستھرا کر لیا، جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے

Marfat.com

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۞ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۞ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۞ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۞ (سورۃ الشمس)

قسم ہے نفس کی اور اس کے ٹھیک اور درست کرنے کی پھر اس نے اس میں نیکی اور بدی ڈال دی، یقیناً جس نے اس نفس کو صاف ستھرا بنا دیا وہ کامیاب ہوا، اور جس نے اس کو مٹی میں ملا دیا وہ ناکام رہا۔

اس تزکیہ نفس کے لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰىهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكّٰىهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلٰهَا (مصنف ابن ابی شیبۃ)

اے خدا! تو میرے نفس کو پرہیزگاری عطا فرما۔ اور اس کو پاک وصاف کردے۔ تو سب سے اچھا پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا آقا اور مولی ہے۔

نفس کا تزکیہ عقائد صحیحہ، اخلاق فاضلہ اور عبادات صالحہ سے ہوتا ہے۔ جس میں توحید و رسالت کا اقرار نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وغیرہ سب ہی شامل ہیں۔ مال کی زکوٰۃ سے، مال کی صفائی اور نفس کی ستھرائی مقصود ہے، حدیث میں آپ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِیُطَیِّبَ مَا بَقِیَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ (ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لیئے فرض کی ہے تاکہ اس کے ادا کرنے سے تمہارے باقی مال پاک ہو جائیں۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس آیت کریمہ میں مَنْ تَزَكّٰى سے صدقہ فطر مراد ہے، کیونکہ یہ بھی زکوٰۃ ہے، حدیث میں اس کو زکوٰۃ الفطر کہا گیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آیت قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا۔ نَزَلَتْ فِیْ زَكٰوةِ الْفِطْرِ (نیل وفتح الباری) یہ زکوٰۃ الفطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت ابوالعالیہ نے ایک مرتبہ ابو خلدہ سے فرمایا کہ کل جب عیدگاہ جاؤ تو مجھ سے ملتے جانا، جب میں گیا تو مجھ سے فرمایا کچھ کھا لیا، میں نے کہا ہاں فرمایا، نہا چکے ہو، میں نے کہا ہاں، فرمایا زکوٰۃ الفطر ادا کر چکے ہو، میں نے کہا ہاں، ابوالعالیہ نے فرمایا بس مجھے یہی کہنا تھا، کہ اس آیت سے یہی مراد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے، جیسا کہ معالم میں مذکور ہے، بہرحال صدقۃ الفطر ادا کرنے والا فلاح کا مستحق ہے، جس طرح فرائض کے ادا کرنے کا اعرابی فلاح کا مستحق ہے جس کو امام بخاری نے بیان کیا ہے

اس آیت کریمہ میں دوسرا لفظ ذکر اسم ربہ ہے اس سے عام ذکر الٰہی مراد ہے اور بعض کے نزدیک تکبیرات عید مراد ہیں، جس کی تائید دوسری آیت وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ (البقرۃ) سے ہوتی ہے، بلکہ بعض کے نزدیک یہ تکبیرات واجب ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عیدگاہ تشریف

Marfat.com

لے جاتے نو راستہ میں اور عید گاہ میں تکبیریں پڑھتے، اور نماز ختم ہو جانے کے بعد موقوف فرما دیتے جیسا کہ نیل الاوطار میں ہے اور فرمایا، زَیِّنُوْا اَعْیَادَکُمْ بِالتَّکْبِیْرِ (طبرانی نیل) اپنی عیدوں کو نعرۂ تکبیر سے مزین کرو کہ ع گونج اٹھے دشت وجبل نام حق سے۔

اور صلی سے مراد بعض کے نزدیک عید کی نماز ہے مطلب یہ ہے کہ جو روزہ رکھ کر صدقۂ الفطر ادا کردے اور مسنون تکبیریں اور عید کی نماز کو ادا کرے اس نے فلاح پالی،

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا، تم دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دیتے ہو، وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی اور در اصل تمہاری مصلحت تمہارا نفع آخرت کی زندگی کو دنیا کی زندگی پر ترجیح دینے میں ہے آخرت بہتر ہے، اور بہت بقا والی ہے دنیا ذلیل اور فانی ہے عقلمند آدمی کو یہ مناسب نہیں کہ فانی کو باقی پر ترجیح دے، اور دنیا کے انتظام میں پڑھ کر آخرت کے اہتمام کو چھوڑ دے مسند احمد میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہیں ہے دنیا اس کا مال ہے جس کا آخرت میں کوئی مال نہیں، اور نادان لوگ اس دنیا کے لیئے مال جمع کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا سے محبت رکھی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت رکھی، اس نے دنیا کو نقصان میں ڈالا، لہٰذا تم باقی رہنے والی آخرت کو فنا ہونے والی دنیا پر ترجیح نہ دو، اس کا باقی مضمون مذمت دنیا کے خطبہ میں آرہا ہے، مذکورہ آیت کریمہ کا مضمون پہلی آسمانی کتابوں، توراۃ، انجیل اور ابراہیم وموسیٰ کے صحیفوں میں ہے، حضرت ابوذر فرماتے ہیں،

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا کَانَتْ فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی قَالَ کَانَتْ عِبَرًا کُلُّھَا عَجِبْتُ لِمَنْ اَیْقَنَ بِالْمَوْتِ کَیْفَ یَفْرَحُ عَجِبْتُ لِمَنْ اَیْقَنَ بِالنَّارِ کَیْفَ یَضْحَکُ عَجِبْتُ لِمَنْ رَاَی الدُّنْیَا وَتَقَلُّبَھَا بِاَھْلِھَا کَیْفَ یَطْمَئِنُّ وَعَجِبْتُ لِمَنْ اَیْقَنَ بِالْقَدْرِ ثُمَّ یَنْصَبُ عَجِبْتُ لِمَنْ اَیْقَنَ بِالْحِسَابِ ثُمَّ لَا یَعْمَلُ (رزین، ابن الاثیر، تفسیر خازن)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا کیا مضامین تھے آپ نے فرمایا سب ہی سبق آموز اور عبرت آموز مضامین تھے ان میں یہ آیت بھی تھی، کہ جسے موت کا یقین ہے مجھے تعجب ہے کہ وہ کس طرح خوش رہتا ہے، اور جو دوزخ کو برحق جانتا ہے مجھے تعجب ہے کہ وہ کیسے ہنستا ہے جو شخص دنیا کے الٹ پھیر اور انقلابات وحوادث کا لوگوں کو شکار ہوتے دیکھتا ہے مجھے تعجب ہے کہ وہ دنیا پر کس طرح مطمئن ہے، اور جو تقدیر پر ایمان نہ رکھے، اس کی مشقت پر مجھے تعجب ہے اور جو قیامت کے حساب وکتاب کو یقین سے جانتا ہے اس کے باوجود وہ عمل نہیں کرتا مجھے اس بات پر تعجب ہے۔

Marfat.com

حقیقی عید تو ان کی ہے جن کو رمضان کے روزوں سے فائدہ پہنچا، اور ان کے روزے مقبول ہو گئے اور ان کے گناہوں کی مغفرت ہو گئی نیکیوں اور اخلاق حسنہ کے سانچے میں ڈھل گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی فرماتے ہیں مومن کی پانچ عیدیں ہیں (۱) جس دن مسلمان گناہ سے محفوظ رہے اور کوئی گناہ سرزد نہ ہو، وہ اس کی عید کا دن ہے (۲) جس دن ایک مسلمان دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے جائے، اور مکائد شیطانی سے اس کا ایمان محفوظ ہے، وہ اس کی عید ہے (۳) اور جس دن ایک مسلمان دوزخ کے پل سے سلامتی کے ساتھ گزر جائے وہ اس کی عید ہے (۴) جس دن ایک مسلمان دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو جائے، وہ اس کی عید ہے۔ (۵) اور جس دن وہ پروردگار عالم کے دیدار کو پائے اور اس کی رضا سے بہرہ یاب ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی نے عید کے دن دیکھا، کہ آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں، دیکھنے والے نے کہا اے ابو تراب! آج عید ہے آپ نے فرمایا، ہماری عید اس دن ہے، جس دن کوئی گناہ نہ ہو۔

وہب بن منبہ کو عید کے دن روتے ہوئے دیکھ کر کسی نے کہا ھٰذَا یَوْمُ السُّرُوْرِ وَالزِّیْنَۃِ یہ تو مسرت وشادمانی کا دن ہے حضرت وہب نے فرمایا، خوشی کا دن اس کے لئے ہے جس کے روزے قبول ہو گئے۔

حضرت شبلی کو عید کے دن کسی نے نہایت پریشان دیکھ کر دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا کہ لوگ عید میں مشغول ہو کر وعید کو بھول گئے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عید کے فضائل و آداب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں عید ان لوگوں کی نہیں ہے، جو کھانے پینے میں مشغول ہو گئے عید ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کیا۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ ۔ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ بِالْوَعِیْدِ

عید ان کی نہیں جنہوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا، عید تو ان کی ہے جو خدا کی وعید اور پکڑ سے ڈر گئے۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ ۔ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَابَ وَلَا یَعُوْدُ

عید ان کی نہیں جنہوں نے آج بہت سی خوشبوؤں کا استعمال کیا، عید تو ان کی ہے جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اس پر قائم ہے

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ نَصَبَ الْقُدُوْرَ ۔ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ سَعِدَ بِالْمَقْدُوْرِ

عید ان لوگوں کی نہیں ہے، جنہوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھا دیں، اور بہت سے کھانے پکائے، عید تو ان کی ہے جنہوں نے حتی الامکان مقدور کے ساتھ سعادت حاصل کی، اور نیک بننے کا عہد کیا۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَیَّنَ بِزِیْنَۃِ الدُّنْیَا ۔ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِ التَّقْوٰی

عید ان کی نہیں ہے جو دنیاوی زینت کے ساتھ نکلے، عید تو ان کی ہے جنہوں نے تقویٰ و پرہیزگاری کا توشہ بنا لیا۔

Marfat.com

لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا ۔ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا

عید ان کی نہیں جنہوں نے عمدہ عمدہ سواریوں پر سواری کی، عید تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے گناہوں کو ترک کر دیا۔

لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ بَسَطَ الْبِسَاطَ ۔ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ جَاوَزَ الصِّرَاطَ

عید ان کی نہیں ہے جنہوں نے مال و سجے کے فرش سے اپنے مکانوں کو آراستہ کر لیا، عید تو ان کی ہے جو دوزخ کے پل سے گزر گئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچی عید رحمت فرمائے اور نیک عمل کی توفیق دے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان اور عمل صالح پر کرے، آمین۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ، وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

---

# خطبہ ۴۴ زکوٰۃ کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَسْعَدَ وَاَشْقٰى، وَاَمَاتَ وَاَحْيٰى، وَاَضْحَكَ وَاَبْكٰى، وَاَوْجَدَ وَاَفْنٰى، وَاَفْقَرَ وَاَغْنٰى، وَاَضَرَّ وَاَقْنٰى، الَّذِيْ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ مِنْ نُّطْفَةٍ تُمْنٰى، ثُمَّ تَفَرَّدَ عَنِ الْخَلْقِ بِوَصْفِ الْغِنٰى، ثُمَّ خَصَّصَ بَعْضَ عِبَادِهٖ بِالْحُسْنٰى، فَاَفَاضَ عَلَيْهِمْ مِنْ نِعَمِهٖ مَا يَسَّرَ بِهٖ مَنْ شَاءَ وَاسْتَغْنٰى، وَاَحْوَجَ اِلَيْهِ مَنْ اَخْفَقَ فِيْ رِزْقِهٖ وَاَكْدٰى، اِظْهَارًا لِلْاِمْتِحَانِ وَالْاِبْتِلَاءِ، ثُمَّ جَعَلَ الزَّكٰوةَ لِلدِّيْنِ اَسَاسًا وَّمَبْنٰى، وَبَيَّنَ اَنَّ بِفَضْلِهٖ تَزَكّٰى مِنْ عِبَادِهٖ مَنْ تَزَكّٰى، وَمَنْ غِنَاهُ زَكّٰى مَالَهٗ مَنْ زَكّٰى، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى، سَيِّدِ الْوَرٰى، وَشَمْسِ الْهُدٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْمَخْصُوْصِيْنَ بِالْعِلْمِ وَالتُّقٰى اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (التوبہ ع ۸)

صدقات زکوٰۃ فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہے، اور عاملین (تحصیلداروں) کے لیے، اور ان

لوگوں کے لیئے جو اسلام کی طرف مائل ہوں، اور گردن یعنی غلام وقیدی آزاد کرانے میں اور قرضداروں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافروں کے لیئے اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں صدقہ سے مراد زکوٰۃ ہے، اور زکوٰۃ کے معنی پاکی، صفائی ستھرائی، نمو اور بڑھوتری کے ہیں اور اسلامی محاورہ میں مال کا وہ خاص حصہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق غریبوں مسکینوں اور ضرورت مندوں کو دیا جائے تو جو مال مقررہ نصاب میں سے سال گزر جانے کے بعد اللہ کے واسطے محتاجوں وغیرہ کو دیا جاتا ہے، اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ نماز کی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے اور اسلام کی بنیاد جن پانچ چیزوں پر ہے ان میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے اللہ تعالیٰ کے اس حق کے ادا کرنے سے وہ مال پاک وصاف اور قابل ترقی ہو جاتا ہے اور زکوٰۃ دینے والا بھی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اسی لیئے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَفْرِضِ الزَّکٰوۃَ اِلَّا لِیُطَیِّبَ مَا بَقِیَ مِنْ اَمْوَالِکُمْ۔ (ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لیئے فرض کی ہے تاکہ اس کے ادا کرنے سے تمہارا باقی مال پاک وصاف ہو جائے۔

قرآن مجید میں بیاسی جگہ زکوٰۃ نکالنے کا تاکیدی حکم آیا ہے، اور اکثر جگہ نماز اور زکوٰۃ کا حکم ساتھ ساتھ آیا ہے۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ نماز پڑھو، اور زکوٰۃ دو، جو شخص زکوٰۃ دے گا وہ اپنے اسلام کو پورا کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ مِنْ تَمَامِ اِسْلَامِکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ (بزار)

اپنے اسلام کو پورا کرنے میں یہ بھی ہے کہ تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔

زکوٰۃ نہ دینے سے بارش نہیں ہوتی، اور لوگ قحط سالیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں حضور نے فرمایا ہے

وَلَمْ یَمْنَعُوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِھِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَلَوْلَا الْبَھَآئِمُ لَمْ یُمْطَرُوْا (بیہقی، ترغیب)

زکوٰۃ روکنے سے (ادا نہ کرنے سے) پانی آسمان سے روک دیا جاتا ہے۔ اور اگر یہ جانور نہ ہوتے تو کبھی بارش نہ ہوتی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اُمِرْنَا بِاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَمَنْ لَّمْ یُزَکِّ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ (طبرانی)

ہم کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔

وَمَنْ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَلَمْ یُؤْتِ الزَّکٰوۃَ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ یَنْفَعُہٗ عَمَلُہٗ (ترغیب)

جو نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے، تو وہ پورا مسلمان نہیں کہ عمل اس کو نفع پہنچائے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج والی رات میں کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے آگے پیچھے دھجیاں لٹک رہی ہیں، اور وہ جانوروں کی طرح تھوھر اور کانٹے اور دوزخ کے گرم پتھر کھا رہے ہیں، تو آپ نے دریافت فرمایا

مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَا يُؤَدُّوْنَ صَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ (ترغیب جلد)

اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا۔

مَانِعُ الزَّكٰوةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي النَّارِ (طبرانی)

زکوٰۃ کا روکنے والا قیامت کے دن آگ میں ہو گا

زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ (سورۃ توبہ)

اگر یہ لوگ توبہ کریں، اور نماز جاری کر دیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کو چھوڑ دو ورنہ ان سے لڑو۔

اور اللہ تعالے نے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ۔ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۔ (التوبہ)

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں، اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر دیجئے۔ جس دن اس کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے ان کی پیشانیوں پہلوؤں، اور پیٹھوں کو داغ دیئے جائیں گے، اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ یہ وہی خزانہ ہے، جس کو تم لوگوں نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ اب تم اس خزانے کے عذاب کو چکھو۔ (سورہ توبہ)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص سونے چاندی کی زکوٰۃ نہ دے گا قیامت کے روز جس کی مقدار پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی، اس کے مال کی تختیاں بنائی جائیں گی، اور دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی پیشانی کروٹیں اور پیٹھ پر داغی جائیں گی، پچاس ہزار برس کے دن میں یہی عذاب ہوتا رہے گا، یہاں تک کہ تمام بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، فیصلے کے بعد یا جنت میں یا جہنم میں داخل ہوگا۔ (ملخص حدیث بخاری)۔

اگر اپنے جانوروں کی زکوٰۃ نہیں دی، تو قیامت کے دن وہ جانور بہت موٹے تازے ہو کر اپنے مالکوں کو اپنے تیز سینگوں سے ماریں گے، اور اسے روندتے کچلتے رہیں گے پچاس ہزار برس کے

Marfat.com

دن میں اسے یہی عذاب ہوتا رہے گا (مسلم) اور فرمایا وہی مال گنجا سانپ بن کر اپنے مالک کا پیچھا کرے گا اور یہ مالک اس سے بھاگے گا۔ یہاں تک کہ وہ سانپ اس کو پکڑ کر اس کا ہاتھ چبائے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ اور اس کی باچھیں چیرتا ہوا کہے گا اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں جس کو تو جمع کرتا تھا (نسائی، بخاری) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا (التوبۃ)

ان کے مالوں میں سے صدقہ زکوٰۃ لے کر ان کو پاک اور صاف اور قابل ترقی کردو۔

گناہوں سے پاک وصاف ہونے کی ضرورت ہے۔ نصاب سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ الخ (بخاری، مسلم)

چاندی کے پانچ اوقیہ یعنے دوسو درہم سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ واجب ہے، اور نہ غلہ میں پانچ وسق سے کم میں صدقہ وعشر ہے اس حدیث سے نصاب کی تعیین ثابت ہوتی ہے، دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت بیان فرمائی ہے۔

اِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ فِي الذَّهَبِ حَتّٰى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا فَاِذَا كَانَتْ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ (ابوداؤد)

جب تمہارے پاس دوسو درہم ہوں، اور ان پر ایک سال گزر جائے، تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ کے دینے پڑیں گے اور سونے میں بیس دینار سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور جب تمہارے پاس بیس دینار ہوں، اور ان پر ایک سال گزر جائے، تو اس میں آدھا دینار فرض ہے۔

ان حدیثوں سے نصاب کی تعیین معلوم ہوتی ہے، چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے اور ایک درہم مثقال کا ۷/۱۰ حصہ ہوتا ہے، اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے، اور دوسو درہم کے باون تولے ہوئے، اور ساڑھے باون تولہ میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا، ایک تولہ چار ماشہ ہوا، ہندوستانی انگریزی حساب کے حساب سے ساڑھے باون روپے ہوئے اور ساڑھے باون روپے میں ایک روپیہ پانچ آنے کے قریب زکوٰۃ ہے، اور ایک سو روپے میں، دو روپے دس آنے ہیں، اسی میں زیادہ احتیاط ہے۔ اور سونے کا ادنیٰ نصاب بیس دینار ہے ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو بیس دینار کے

Marfat.com

ساڑھے سات تولے ہوئے، اور ساڑھے سات تولہ میں چالیسواں حصہ سوا ماشہ زکوٰۃ دینا فرض ہے یا یا سوا دو ماشہ سونے کی قیمت دو، جو اس وقت کے بھاؤ کے مطابق ہے، اگر چاندی ساڑھے باون تولے سے کم ہو یا رقم ساڑھے باون روپے سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے، اگر اپنی مرضی وخوشی سے دو تو اور بات ہے اسی طرح سونے میں ساڑھے سات تولہ سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَإِذَا بَلَغَ قِيمَةُ الذَّهَبِ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَماً دِرْهَمٌ (مستدرک حاکم)

جب سونے کی قیمت دو سو درہم کو پہنچ جائے تو چالیس درہم میں ایک درہم ہے

چاندی سونے اور ہر قسم کے مال تجارت میں اور غلہ اور جانوروں میں زکوٰۃ فرض ہے جب کہ وہ پانچوں شرطیں پائی جائیں۔ غلہ کا نصاب پانچ وسق ہے اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع اسی تولے کے انگریزی حساب سے دو سیر ساڑھے دس چھٹانک کا ہوتا ہے تو ایک وسق چالیس سیر کے من کے حساب سے چار من چھ چھٹانک کا ہوتا ہے، اس حساب سے پانچ وسق کا وزن بیس من اور ایک سیر چھ چھٹانک ہوا۔

مال تجارت میں بھی زکوٰۃ فرض ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ (پارہ ۳، رکوع ۴)

اے ایمان والو! تم اپنی کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو۔

اس سے مراد مال تجارت ہے، اور مال تجارت کا نصاب دوسو درہم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے برابر ہے، یعنی تجارتی مال کی قیمت نصاب کو پہنچے ہوئے سونے یا چاندی کے برابر ہو جائے تو اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرو، اگر دوسو درہم کے برابر ہے، یعنی ساڑھے باون تولہ کے برابر ہے تو اس میں ایک تولہ ۴ ماشہ چاندی یا اس کی قیمت ادا کرنی چاہیئے، اور اگر سونے کا نصاب لگائیں تو ساڑھے سات تولہ میں سوا دو ماشہ ہے، مغنی لابن قدامہ میں ہے۔:

تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْ قِيمَةِ عُرُوْضِ التِّجَارَةِ فِيْ قَوْلِ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ (المغنی لابن قدامہ)

تجارتی مال کی قیمتوں میں اکثر علماء کے قول کے مطابق زکوٰۃ فرض ہے۔

بکری یا بھیڑ کا نصاب چالیس بکریاں یا بھیڑیں کم از کم میں چالیس بکریوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ میں دینا فرض ہے، گائے میں کم از کم تیس گائے ہوں، تیس گائے پر ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا دینا فرض ہے اور اونٹوں میں کم از کم پانچ اونٹ ہیں، پانچ اونٹوں پر ایک بکری سال بھر میں دینا فرض ہے

چاندی سونے کے زیوروں میں بھی زکوٰۃ فرض ہے جب کہ زکوٰۃ کی سب شرطیں پائی جائیں حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مقدسہ میں ایک عورت حاضر ہوئی، اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی، اس لڑکی کے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے آپ نے اس عورت سے فرمایا۔ اَتُعْطِیْنَ زَکٰوۃَ ھٰذَا؟ کیا ان کنگنوں کی زکوٰۃ تم دیتی ہو اس عورت نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات بھلی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن تمہیں پہنائے، اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔ اس نے دونوں کنگنوں کو آپ کے سامنے رکھ دیا کہ حضرت لیجیے یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ترغیب) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں:۔

كُنْتُ اَلْبَسُ اَوْضَاحًا مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَ كَنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ مَا بَلَغَ اَنْ تُؤَدِّيَ زَكٰوتَهٗ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ (مالک، ابوداؤد، حاکم، بلوغ المرام)

میں سونے کی بالی پہنتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ کنز ہے، فرمایا اگر یہ زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے، اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو کنز نہیں ہے ورنہ کنز ہے (یعنی ناجائز اور قابل عذاب خزانہ ہے)

اگر چاندی کا زیور ہو تو چاندی کا نصاب پورا ہو جانے کے بعد زکوٰۃ دو، اور اگر زیور سونے کا ہو تو سونے کا نصاب لگا کر سونے کے حساب سے یا اس کی قیمت میں سے زکوٰۃ دو،

## عشر کا بیان

عشر کے معنی ہیں دسواں حصہ اور محاورہ میں زمین کی پیداوار میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ میں دینے کو عشر کہتے ہیں۔ اور اس کے لیے صرف ایک ہی شرط ہے، وہ یہ کہ زمین کی پیداوار کم سے کم پانچ وسق ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ (بخاری) پانچ وسق سے کم میں صدقہ (عشر) نہیں ہے

ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع دو سیر ساڑھے دس چھٹانک کا ہوتا ہے، تو پانچ وسق کا وزن بیس من ایک سیر چھ چھٹانک کا ہوا، اگر صرف بارش سے غلہ کی پیداوار ہو، تو عشر (دسواں حصہ) زکوٰۃ فرض ہے، یعنی بیس من میں دو من عشر ہے اور اگر کنویں کے پانی اور رہٹوں وغیرہ سے پانی کھینچ کر زمین سیراب کی ہے تو نصف عشر (بیسواں حصہ ہے) یعنی بیس من میں سے صرف ایک من ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ (بخاری)

جس کھیتی یا باغ کو آسمان یا چشمے کا پانی سیراب کرے یا وہ زمین خود بخود سیراب ہو تو اس میں سے دسواں حصہ لیا جائے گا۔ اور جس میں کنویں کا پانی کھینچ کر دیا جائے، تو بیسواں حصہ

Marfat.com

یعنی جس کھیتی کی پیداوار برساتی پانی چشمے، ندی، نالے، تالاب وغیرہ کے پانی سے ہو یا زمین کی تراوٹ سے پیداوار ہوئی ہو، تو اس میں دسواں حصہ ہے، اور جس کی پیداوار کنوئیں کے پانی سے محنت یا رقم کے ذریعے سے ہو اس میں بیسواں حصہ ہے، جو گیہوں، مٹر، چنا، دھان، ارہر، مسور، کھجور، منقی اور کشمش وغیرہ کا نصاب بھی پانچ من ہے، اس سے کم میں عشر نہیں ہے، جب غلہ اور پیداوار میں یہ شرط پائی جائے گی تو عشر دینا فرض ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ کھیتی کا حق (زکوٰۃ) اس کے کاٹنے کے دن ادا کرو،

اور فرمایا۔ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ الخ اور ہماری زمین کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کیا کرو، ان دونوں آیتوں سے عشر کی فرضیت ثابت ہوتی ہے، عشر کے لئے عشری زمین ہونا ضروری نہیں، خراجی اور عشری دونوں قسم کی پیداوار میں عشر فرض ہے، جیسا کہ ان آیتوں اور حدیثوں کے عموم سے ثابت ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں، یعنی جن کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے، وہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں، جن کا بیان آیت اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیۃ میں ہے، جو شروع خطبہ میں تلاوت کی گئی ہے، اس کا ترجمہ بھی وہاں بیان کیا جا چکا ہے، اب قدرے تفصیل کے ساتھ بھی اس کا بیان سن لیجئے۔

(۱) زکوٰۃ محتاجوں کو دی جائے، خواہ وہ سائل ہوں یا غیر سائل ہوں، مگر ہوں وہ حاجت مند جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا (سورۃ البقرۃ) | اس زکوٰۃ و خیرات کے وہ لوگ مستحق ہیں جو محتاج ہیں، اور اللہ کے راستے میں اور دینی کاموں میں رکے ہوئے ہیں زمین میں چل پھر کر روزی نہیں کما سکتے، اور نہ لوگوں سے چمٹ کر سوال کرتے ہیں اور اس بے نیازی کو دیکھ کر ناواقف لوگ ان کو مالدار سمجھتے ہیں۔ |

حالانکہ وہ مالدار نہیں ہیں تو فقیر وہ ہوا جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، وہ حاجت مند اور محتاج ہی ہے۔

(۲) مسکین وہ ہے جس کے پاس تھوڑا ہو، مگر گزران کے لائق نہ ہو، حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ مسکین وہ نہیں ہے جو مانگتا ہوا آئے، اور دو ایک لقمے یا دو ایک کھجوریں لے کر ٹل جائے، سچ مچ مسکین وہ ہے کہ جو نہ تو اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور نہ اپنی کمزور حالت کو بیان کر کے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہو، ایسا مسکین زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے (بخاری)

(۳) عاملین وتحصیلدار لوگ جن کو مسلمان حاکم زکوٰۃ وصول کرنے کے لیئے مقرر کرے، وہ لوگوں کے پاس جاکر بادشاہ کے حکم سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں، ان کو زکوٰۃ کے مال سے تنخواہ دے سکتے ہیں اور یہ لوگ تنخواہ میں زکوٰۃ کا مال لے سکتے ہیں۔

(۴) مُؤَلَّفَۃُ الْقُلُوْبُ وہ لوگ ہیں جو اسلام کی طرف مائل ہوں، ان کی چند قسمیں ہیں (ا) وہ جو ابھی مسلمان تو نہیں ہوئے لیکن ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں، ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دیتے رہیں تاکہ وہ کھلم کھلا مسلمان ہو جائیں (ب) وہ لوگ جو مسلمان تو ہو گئے ہیں، لیکن اسلام میں کمزور ہیں ان کو زکوٰۃ خیرات دیتے رہیں تاکہ وہ اسلام پر جم کر پکے مسلمان ہو جائیں

(۵) زکوٰۃ کا مال غلام آزاد کرنے اور قیدیوں کو قید خانے سے چھڑانے میں خرچ کر سکتے ہیں، یعنی زکوٰۃ کے مال سے غلام خرید کر اللہ کے راستے میں آزاد کر دینا اور قیدیوں کو چھڑا دینا چاہیئے، اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

(۶) قرضدار یعنی جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو، اور اس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو تو ایسے قرضدار کو زکوٰۃ دینی چاہیئے، اسی طرح کوئی شخص دو قوموں یا دو شخصوں کے درمیان صلح اور امن قائم رکھنے کے لیئے قرض لے کر کام کرے تو اس کے لیئے جائز ہے کہ لوگوں کی زکوٰۃ کے مال سے اس قرض کو ادا کرے۔

(۷) فی سبیل اللہ (اللہ کے راستہ میں) جہاد اور جہاد کے کاموں میں۔

(۸) مسافر جو سفر کی حالت میں ہو اور تنگدست ہو گیا ہو، اگرچہ گھر کا مالدار بھی ہو لیکن جلد منگوا نہیں سکتا تو بقدر ضرورت لے سکتا ہے، یہ آٹھوں قسم کے لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہیں اور قرآن مجید نے زکوٰۃ کے یہ مصرف بتائے ہیں، خلاصہ یہ ہے، کہ مالداروں سے زکوٰۃ لے کر غریب مسلمانوں کو دے دینی چاہیئے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآءِهِمْ (ترجمہ) مسلمان مالداروں سے زکوٰۃ لی جائے، اور ایسے مسلمانوں کے محتاجوں پر تقسیم کیا جائے (بخاری)

کچھ لوگ ایسے ہیں جو نہ زکوٰۃ لے سکتے ہیں اور نہ کوئی دوسرا ان کو دے سکتا ہے وہ یہ ہیں:۔

اہل بیت نبوی، سید اور بنو ہاشم یعنی اولاد حضرت علیؓ و عقیلؓ اور جعفرؓ و عباسؓ ان کو مال زکوٰۃ میں سے دینا اور جان بوجھ کر لینا حرام ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ (بخاری) ہم صدقہ نہیں کھاتے، اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ (مسلم) ہمارے لیئے صدقہ حلال نہیں ہے، ایک مرتبہ حسن بن علیؓ نے بچپن کے زمانہ میں صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں رکھ لی تھی۔ تو

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کخ کخ ارم بھا اما علمت انا لا ناکل الصدقۃ۔ (بخاری، مسلم) دور کر دو، اس کو پھینک دو، کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

بلکہ آل رسول کو تو عامل بن کر اجرت لینا بھی زکوٰۃ کے مال میں سے جائز نہیں ہے جیسا کہ ابو رافع سے آپ نے فرمایا تھا۔ ان الصدقۃ لا تحل لنا (ترمذی)۔ صدقہ ہمارے لیئے حلال نہیں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل سے فرمایا تھا:۔

ان ھذہ الصدقات انما ھی اوساخ الناس وانھا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (مسلم) یہ صدقہ زکوٰۃ لوگوں کا میل کچیل ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اور آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے حلال نہیں ہے۔

آپ کے آزاد کیے ہوئے لونڈی غلام کو بھی صدقہ لینا حرام ہے، آپ نے فرمایا:۔

وان مولی القوم من انفسھم (ابوداؤد) قوم کا آزاد کیا ہوا، غلام ان ہی میں سے شمار ہوتا ہے

غنی مالدار، اور صاحب نصاب کو زکوٰۃ نہیں لینی چاہیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا تحل الصدقۃ لغنی الا لخمسۃ لغاز فی سبیل اللہ او لعامل علیھا او لغارم او لرجل اشتراھا بمالہ او لرجل کان لہ جار مسکین فتصدق علی المسکین فاھدی المسکین للغنی۔ (ابوداؤد) کسی مالدار کو صدقہ زکوٰۃ لینا حلال نہیں، لیکن پانچ قسم کے غنیوں کو لینا جائز ہے (۱) جہاد اور غزوہ کرنے والے کیلیئے (۲) زکوٰۃ کے تحصیلدار کے لیئے (۳) تاوان بھرنے والے کیلیئے (۴) یا اس کے لیئے جو اپنے مال سے زکوٰۃ کی چیزوں کو خریدے، (۵) یا وہ شخص جس کا پڑوسی مسکین ہو، اور کسی نے اسے صدقہ زکوٰۃ دیا ہو اور وہ مسکین اسکو کچھ ہدیہ میں دیدے تو اس کو ہدیہ میں زکوٰۃ کا مال لینا جائز ہے

اپنے غریب رشتہ داروں کو زکوٰۃ کے مال کا دینا زیادہ بہتر ہے، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور صلہ رحمی کا بھی ثواب پاؤ گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الصدقۃ علی المسکین صدقۃ وھی علی ذی الرحم ثنتان صدقۃ وصلۃ (ترمذی) غیر رشتہ دار مسکین کو صدقہ دینے سے ایک ہی صدقہ کا ثواب ہے، اور غریب رشتہ دار کو دینے سے دوگنا ثواب ہوتا ہے ۱ صدقہ کا ۲ صلہ رحمی کا، کینہ عداوت رکھنے والے رشتہ دار کو صدقہ دینا

ان افضل الصدقۃ الصدقۃ علی ذی الرحم الکاشح (احمد، منتقی) سب سے افضل ہے۔

اجران اجر القرابۃ واجر الصدقۃ (بخاری) ان کو دوگنا اجر ملے گا، قرابت اور صلہ رحمی اور صدقہ وخیرات کا

لہذا اپنے بھائی بہن، چچا، بھتیجے، بھانجے، بھانجیوں، خالہ، پھوپھی، داماد، اور ساس سسر وغیرہ رشتہ داروں کو اور اپنے پڑوسیوں کو جو غریب اور حاجتمند ہوں، دینا زیادہ افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے صدقات وخیرات کو قبول فرماکر سعادت دارین کا ذریعہ بنائے (آمین)

بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ، وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، إِنَّهُ تَعَالَىٰ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ ۔

---

# خطبہ ۴۵ فضائل صدقات

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۔ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا ۔ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ أَبَدًا ۔ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ ۔ أَمَّا بَعْدُ ۔ فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ۔ (سورۃ التوبۃ ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ اے نبی ان کے مالوں سے صدقے لے کر ان کو پاک وصاف کیجئے۔

اس آیت کریمہ سے صدقہ کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے، صدقہ کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلَا يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (ترمذی، ابن ماجۃ)

اے لوگو! آپس میں سلام پھیلاؤ، اور کھانا کھلاؤ، اور قرابت داروں کا حق ادا کرو، اور جب لوگ سوئے ہوئے ہوں، اس وقت نماز پڑھو، جب یہ کام کرو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۲) اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ (احمد)
صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے، اور بری حالت کی موت سے بچاتا ہے

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۳) اِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَدَقَتُهٗ (احمد)
قیامت کے دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا تو صدقہ مومن پر سایہ بن جائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۴) اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا (بیہقی)
بھوکے کو پیٹ بھر کے کھلانا سب سے بہتر صدقہ ہے

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۵) بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا (رزین، مشکوٰۃ)
صدقہ کرنے میں جلدی کرو، کیونکہ بلائیں صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی ہیں، بلکہ صدقہ سے رک جاتی ہیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

(۶) مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (بخاری، مسلم)
روزانہ ہر صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں، ایک یہ دعا دیتا ہے کہ الٰہی تو سخی اور خرچ کرنے والے کو مال میں زیادتی اور برکت دے، اور دوسرا کہتا ہے کہ نہ دینے والے بخیل اور کنجوس کے مال میں کمی کر دے اور اس کو برباد کر دے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۷) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ (بخاری)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کہ اے انسان، تو (میری راہ میں) خرچ کر میں تیرے اوپر خرچ کروں گا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۸) تَصَدَّقُوْا فَاِنَّ الصَّدَقَةَ فِكَاكُكُمْ مِنَ النَّارِ (ترغیب)
صدقہ کیا کرو، کیونکہ صدقہ تم کو دوزخ سے بچالے گا۔

ایک شخص نے عرض کیا۔

(۹) يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْتِنَا عَنِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ اِنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ لِمَنِ احْتَسَبَهَا يَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (طبرانی ترغیب)
اے اللہ کے رسول! صدقہ کے بارے میں ارشاد فرمایئے کہ کیا ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا، جو اخلاص اور نیک نیتی سے صدقہ کرے گا، اس کے لیے یہ صدقہ جہنم سے آڑ بن جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱۰) اَلصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ السُّوْءِ (طبرانی)
صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱۱) فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (بخاری)

صدقہ کر کے جہنم سے بچو! اگرچہ کھجور کے ایک ہی ٹکڑے سے ہو

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱۲) مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ (مسلم)

صدقہ مال کو کم نہیں کرتا ہے۔ (بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱۳) اَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ وَاَيُّمَا مُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰى جُوْعٍ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَاَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰى مُسْلِمًا عَلٰى ظَمَاٍ سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ رَحِيْقٍ مَخْتُوْمٍ (ابوداؤد، ترمذی)

جو کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنا دے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سبز ریشم پہنائے گا، اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے میوے کھلائے گا۔ اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلا دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی عمدہ شراب پلائے گا، جو بہت ہی لذیذ اور خوش ذائقہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱۴) مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظٍ مِنَ اللّٰهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خِرْقَةٌ (احمد۔ ترمذی)

جو کسی مسلمان کو کپڑا پہنا دے، تو جب تک اس کے بدن پر ایک دھجی بھی رہے گی تب تک یہ پہنانے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱۵) لَاَنْ يَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِيْ حَيَاتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ (ابوداؤد)

آدمی کا اپنی زندگی میں ایک درہم خرچ کرنا، موت کے وقت سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ (داؤد)

(۱۶) اور فرمایا، کہ جو شخص اپنی غربت اور مفلسی کے باوجود اپنے تھوڑے سے مال میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا۔ اس کو امیر آدمی کے بہت سے مال سے بھی زیادہ ثواب ملے گا، یہاں تک کہ مفلس ومحتاج کا ایک درہم امیر کے ایک لاکھ درہم سے بڑھ کر ثواب رکھتا ہے (نسائی)

(۱۷) ایک ایک کے عوض اللہ تعالیٰ دس دس اور ستر ستر، سات سات سو، بلکہ ایک لاکھ، دو لاکھ بلکہ بے حساب ثواب عطا فرماتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۱۸) زندگی، صحت، اور مال کی ضرورت ہوتے ہوئے، دل کی خوشی سے صدقہ کرنا بہت ہی زیادہ فضیلت

Marfat.com

اور بڑا درجہ رکھتا ہے (بخاری)

(۱۹) اخلاص سے صدقہ کرنے والا عرش الہی کے سایہ میں ہوگا (بخاری)

(۲۰) کسی کی سفارش اور کوشش سے دوسرا شخص صدقہ کرے تو کوشش کرنے والے کو بھی صدقہ کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(۲۱) کسی کے مال سے مالک کی اجازت سے دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے صدقہ کرے تو اسے بھی مالک کے برابر ثواب ملے گا، اور مالک کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی (بخاری)

حدیثوں میں صدقہ وخیرات کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، نمونے کے طور مندرجہ بالا احادیثیں لکھی گئی ہیں، قرآن مجید میں بھی اس کے متعلق بہت سی آیتیں ہیں یہاں پر پورا ایک رکوع لکھا جاتا ہے اس کو بھی یاد کرلو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي

مثال ان کی جو خرچ کرتے ہیں، اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی ہے جیسے ایک دانے کی طرح ہے کہ اس سے سات بالیں اگیں، ہر بال میں سو دانے ہوں، اور اللہ بڑھاتا ہے جسے چاہتا ہے، اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر ان پر احسان نہیں رکھتے، اور نہ ان کو ستاتے ہیں ان کو ان کے پروردگار کے پاس ثواب ہے، اور ان کے اوپر نہ ڈر ہے اور نہ غمگیں ہوں گے، اچھی بات کہنا، اور درگزر کردینا، اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے پیچھے ستانا ہو، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز، بردبار ہے، اے ایمان والو! اپنے صدقات کو اکارت مت کرو احسان، اور ایذا کے ساتھ، اس شخص کی طرح جو اپنے مال کو لوگوں کے دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن، پر ایمان نہیں رکھتے تو اس کی مثال اس پتھر جیسی ہے جس پر مٹی پڑی ہو، پھر اس پر زور کا مینہ برسے، کہ اس کو صاف کرکے چھوڑدے وہ اپنی

Marfat.com

مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ (سورۃ البقرۃ)

پر کچھ بھی قادر نہ رہیں، اور اللہ تعالیٰ کافروں اور ناشکروں کو راستہ نہیں دکھاتا ہے، اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کے راستے میں اس کی خوشنودی میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کی مضبوطی سے (اس طرح کا خرچ کرنا)، ایک باغ کی طرح ہے، جو بلندی پر واقع ہو اور اس پر زور کا مینہ برسے تو وہ دگنا پھل دے، اور اگر مینہ نہ پڑے تو شبنم ہی کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے، بھلا تم میں سے کسی کو یہ اچھا لگتا ہے، کہ اس کے کھجوروں اور انگوروں کے باغ ہوں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں، اور اس میں ہر قسم کے پھل ہوں اور وہ بڑھاپے کو پہنچ جائے، اور اس کی اولاد بھی کمزور ہو اس باغ میں آگ کا بگولا پڑ جائے، وہ باغ جل جائے اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے اپنی نشانیاں و احکام تم سے بیان فرماتا ہے، تاکہ تم فکر کرو۔

ان آیتوں کا مطلب بالکل صاف ہے جو اخلاص اور نیک نیتی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور لینے والے کو نہ ستاتے ہیں، اور نہ ان پر احسان جتاتے ہیں اور خدا اور قیامت پر سچا اعتقاد رکھتے ہیں تو ان کو ایک کے بدلے میں سات سو نیکیاں ملیں گی، اور دنیا میں ان کے مال میں بھی برکت ہوتی ہے، پیداوار میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔

اب حدیث و قرآن کی دو کہانیاں سن کر یاد کر لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص اپنی پیداوار کے تین حصے کر ڈالتا تھا، ایک حصہ اپنے کھانے اور اپنے بال بچوں کے کھانے پینے کے لیے رکھ چھوڑتا تھا، اور ایک حصہ اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالتا تھا، ہمیشہ وہ ایسا کرتا تھا، اس لئے اس کے کھیت میں برکت ہوتی اور اس کی کھیتی سرسبز رہتی تھی، اگر اس کے پاس پانی نہ رہتا تو دوسری جگہ پانی برس کر اور بہہ کر اس کے کھیت میں آجاتا، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص جنگل میں چلا جا رہا تھا، اچانک اس کے کان میں ایک آواز آتی ہے کہ کوئی بادلوں سے کہہ رہا ہے۔

اِسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ فلاں کے باغ کو سیراب کرو، اس باغ والے کا نام بھی لیا گیا، چنانچہ اس بادل نے وہاں سے ہٹ کر ایک پتھریلی زمین پر جا کر خوب موسلا دھار پانی برسایا، وہ پانی بہہ کر

Marfat.com

ایک نہر میں جا پہنچا، وہ نہر اس شخص کے باغ میں آتی تھی، یہ شخص اس پانی کے ساتھ چلا، کہ دیکھیں کیا ماجرا ہے، اور کس بزرگ کی کرامت ہے۔

وہ نہر کے کنارے کنارے چل کر اسی باغ میں پہنچ گئے، یہ پانی اس باغ میں نالیوں کے ذریعے پہنچ گیا تھا، اس باغ میں ایک بزرگ پانی کو ادھر ادھر کر رہے تھے، اس راہ گیر مسافر نے ان سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کا نام کیا ہے؟ اس بزرگ نے وہی نام بتایا، جو اس نے بادل میں سے سنا تھا اس بزرگ نے راہ گیر سے فرمایا لِمَ تَسْأَلُنِيْ عَنِ اسْمِيْ ؟ آپ میرا نام دریافت کیوں کرتے ہیں، اس مسافر نے کہا اِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذَا مَاؤُهٗ، میں نے اسی بادل میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سنی تھی، کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کرو، اس نے آپ ہی کا نام بتایا تھا وہ بادل برسا، اور پانی اس نہر میں بہہ کر آیا، اس عجیب وغریب واقعہ کی تلاش کے لئے میں پانی کے ساتھ ساتھ آیا، کہ چل کر معلوم کروں کہ وہ کیسے بزرگ ہیں تو حضرت فَمَا تَصْنَعُ. آپ کیا کام کرتے ہیں؟ اس بزرگ نے فرمایا، کہ جب آپ نے دریافت کر لیا ہے، تو میں کہتا ہوں، کہ میں اس کے تین حصے کر ڈالتا ہوں، ایک حصہ اپنے اور بچوں کے لئے، اور ایک حصہ باغ کے خرچ کے لئے، اور ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر ڈالتا ہوں، (مسلم)

**حکایت** اس طرح کی ایک کہانی قرآن مجید میں ہے، جو سورہ نون میں بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص بڑا نیک اور سخی تھا، اس کا باغ تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے حق کو ہمیشہ ادا کرتا تھا، باغ کی پیداوار میں سے اپنے بال بچوں اور باغ کے خرچ کو نکال کر باقی پیداوار کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر ڈالتا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے مال میں بڑی برکت دے رکھی تھی، اس کے انتقال کے بعد جب اس باغ کی وارث اس کی اولاد ہوئی تو باپ کے اس خرچ کا حساب کیا تو بہت ٹھہرا۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ حقیقت میں ہمارا باپ بڑا ہی بیوقوف تھا اور نادان تھا جو اتنی بڑی رقم مفت خوروں غریبوں اور مسکینوں میں بلا وجہ دے دیا کرتا تھا لہٰذا ہم ان غریبوں کے حق کو روکیں اور ان کو کچھ نہ دیں، تو ہمارے پاس بہت مال جمع ہو جائے گا، اور ہم سب مالدار ہو جائیں گے۔

جب یہ مشورے کر چکے اور باغ کے پھل پک گئے، اور کھیتی تیار ہو گئی، تو رات ہی کو ان لوگوں نے پکی پکی قسمیں کھائیں کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے، رات کے وقت چلو، اور رات کو پھل توڑ لاؤ، تاکہ کسی کو خبر نہ ہونے پائے، چلنے وقت پچھلی رات کو ایک دوسرے کو جگاؤ، اور چپکے چپکے دبے پاؤں چلو، تاکہ آس پاس کے غریبوں کو خبر نہ ہونے پائے، کہ آج پھل توڑنے کا دن ہے، ورنہ اپنے باپ کے دستور

Marfat.com

کے مطابق تمہارا حضوری کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑے گا۔ یہ سب منصوبے گانٹھ کر کانا پھوسی کرتے ہوئے باغ کی طرف چلے، ادھر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی اس باغ پر خدا کا عذاب آیا اور آگ نے جلا کر خاکستر کر دیا نہ وہاں کوئی درخت رہا اور نہ سرسبز لہلہاتی کھیتیاں رہیں، اور نہ پھل پھول رہے سوائے راکھ کے جلتے بھلستے ڈھیروں کے سوا کچھ بھی نہ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی یہاں باغ تھا ہی نہیں، جب یہ لوگ وہاں پہنچے، اور یہ ماجرا دیکھا، تو ہکا بکا ہو کر رہ گئے، اور حیران و پریشان ہوئے، پھر آپس میں کہنے لگے، کہ ہم راستہ بھول گئے، پھر نشانات وغیرہ دیکھ کر سمجھ گئے، اور کہنے لگے کہ ہماری بد نیتی اور بخیلی کے بہ سبب، بربادکن اور برے نتائج نکلے ہیں، اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس واقعہ کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۔ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۔ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۔ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ۔ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ۔ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ۔ فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ۔ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ۔ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ۔ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۔ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ۔ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۔ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ۔ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ ۔ عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ ۔

بے شک ہم نے ان کا ذوں کو اسی طرح آزمایا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جب کہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی اس باغ کے پھل اتار لائیں گے، اور ان شاء اللہ تک نہیں کہا، پس اس پر تیرے رب کی طرف سے ایک بلا چو طرف گھوم گئی، اور یہ سوتے ہی رہے پس وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی ہو اب صبح ہوتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں کہ اگر تمہیں پھل اتارنے ہوں تو اپنی کھیتی پر سویرے سویرے چلو پھر یہ سب چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے چلے۔ اس خوف سے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس نہ آجائے، اور لپکے ہوئے صبح صبح پہنچ گئے۔ سمجھ رہے تھے کہ ہم قابو پا گئے، جب انہوں نے باغ کو دیکھا تو کہنے لگے یقیناً ہم راستہ بھول گئے نہیں نہیں بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی، ان سب میں جو بہتر تھا، اس نے کہا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا۔ کہ تم خدا کی پاکی کیوں نہیں بیان کرتے۔ تو سب کہنے لگے ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہم ظالم ہیں، اب ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے، آپس میں ملامت کرنے لگے، کہنے لگے ہائے

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (رنون)

افسوس ہم یقیناً سرکش تھے، کیا عجب کہ ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر بدلہ دے، ہم اپنے رب ہی سے آرزو رکھتے ہیں ایسی ہی آفت آتی ہے، اور آخرت کی آفت بہت بڑی ہے۔ کاش کہ انہیں سمجھ ہوتی۔

اس قسم کا ایک واقعہ سورہ کہف میں بیان کیا گیا ہے، ان سچی کہانیوں کے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ تم ان سے عبرت و نصیحت حاصل کرو، خدا کی دی ہوئی روزی میں سے اللہ کے راستے میں بھی نیک نیتی سے خرچ کرو، بخیل مت کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو نیک عملوں کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝

---

# خطبہ ۴۶ سخاوت اور فیاضی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ۖ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰۤى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَسَآئِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (منافقون)

اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں، اللہ کے ذکر سے تم کو غافل نہ کر دیں اور جو

Marfat.com

ایسا کریں گے، وہی نقصان اٹھانے والے ہیں، اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے، اس میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرو۔ اس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے، تو کہنے لگو، کہ اے میرے رب! تھوڑی سی دیر کی مہلت مجھے کیوں نہیں دیتا، کہ میں صدقہ و خیرات کروں، اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں جب کسی کی مدت حیات پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہرگز مہلت نہیں دیتا ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ذکر الٰہی اور انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے نیک عمل بھی کر لو، اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا، جو دو تمہارے حق میں مفید ہے۔

سخاوت کے معنی حق والوں کو پورا پورا حق دینا ہے، اور اپنے کسی حق کو خوشی کے ساتھ دوسرے کے حوالے کر دینا، اس کو فیاضی بھی کہتے ہیں، اعلیٰ اور ادنیٰ کے اعتبار سے اس کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً اپنا حق کسی کو معاف کر دینا، اپنی ضرورت کا خیال کیے بغیر جسم کی قوت کو خرچ کرنا، اور دماغی قوت کو خرچ کرنا، اور اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر دوسرے کے کام کو کر دینا، وغیرہ وغیرہ جانی اور مالی فیاضی ہے اور اللہ کے نیک بندے بڑے فیاض اور سخی ہوتے ہیں، ان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ سخی اور فیاض ہوتے ہیں قرآن مجید کی متعدد آیتیں اس کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہیں چند آیتیں نمونے کے طور پر لکھی جارہی ہیں، اسلام کے پانچوں رکنوں میں سے دو رکن نماز، اور زکوٰۃ ہم ارکان ہیں، قرآن مجید میں تقریباً بیاسی جگہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ کا لفظ آیا ہے، یعنی نماز کو اطمینان سے ادا کرو۔ اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور عبادت مالی میں زکوٰۃ کی بہت اہمیت ہے اس سے یتیموں اور غریبوں اور مسکینوں کی پرورش ہوتی ہے، یہ بہت بڑی ہمدردی اور فیاضی ہے قرآن مجید میں پرہیزگاروں کی صفت میں یہ کہا گیا ہے کہ:۔

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ)

جو لوگ غیب کی تصدیق کرتے ہیں اور قائم رکھتے ہیں نماز کو، اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے دیتے ہیں، اور جو لوگ تصدیق کرتے ہیں اس بات کی جو اتار کر تیرے پاس لائی گئی، اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا، اور آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے ہدایت یافتہ ہیں، اور پرہیزگار ہیں، دوسری آیت میں فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (البقرۃ) | اے ایمان والو! اس میں سے کچھ خرچ کرو، جو ہم نے تم کو دیا ہے، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے، جس میں کہ نہ خریدنا ہے نہ دوستی ہے اور نہ سفارش اور کافر ہی ظالم ہیں |

یعنی قیامت سے پہلے یہ سب کام کرلو، جو لوگ خوشی خوشی خلوص نیت سے اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں انہیں قیامت کے روز بڑا اجر ملے گا۔ اور نہایت چین اور سکون سے رہیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (البقرۃ۔ ۳۶) | جو اپنی دولت خدا کے راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر اس کے خرچ کرنے کے پیچھے نہ تو احسان دھرتے ہیں اور نہ ایذا دیتے ہیں، ان کی مزدوری ان کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ ان کو ڈر ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ |

بلند درجے حاصل کرنے کے لیے جان و مال کا خرچ کرنا ضروری ہے جو لوگ موقع پر مال خرچ کرتے ہیں، اور بخل اور کنجوسی سے بچتے ہوں، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے، قرآن مجید میں فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ ○ (سورۃ التغابن) | تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو جانچ ہیں اور اللہ کے پاس بڑی مزدوری ہے تو اللہ سے ڈرو جتنا ہو سکے اور اس کی باتوں کو سنو اور مانو، اور راہ خدا میں خرچ کرو، اور اپنے لیے بھلائی کرو، اور جو خود غرضی سے بچایا جائے وہی کامیاب ہیں، اگر اللہ کو قرض دو، تو وہ اس کو تمہارے لیے دوگنا کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا، اللہ تعالیٰ نیکی کی قدر پہچانتا ہے اور برائی کا بدلہ لینے میں بردبار ہے۔ |

جو لوگ اللہ کے راستے میں مال خرچ کرتے ہیں، ان کے مال میں بڑی ترقی ہوتی ہے، ایک پیسہ کے بدلے میں سو پیسے اور ایک روپے کے بدلے میں سو روپے، اور اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے، قرآن مجید کی ان آیتوں کو پڑھیے اور عمل کیجیے۔

| | |
|---|---|
| مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ | ان کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے |

Marfat.com

اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ (سورۃ البقرۃ۔ ۳۶)

یہی ایک دانہ کی سی ہے، جس سے سات بالیں اگتی ہیں، ہر بال میں سو دانے ہیں، اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے، بڑھا دیتا ہے، اور اللہ کشائش والا سب جانتا ہے۔

جیسے ایک دانہ سے سینکڑوں دانے بن جاتے ہیں، ایسے ہی نیکی کا بیج ثواب کے سینکڑوں دانے پیدا کر دیتا ہے خدا گنجائش اور کشائش والا ہے، اس لیے ایک کا، ایک سو بن جانا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اور وہ جانتا بھی ہے، کہ کس نے کتنی اچھی نیت سے دیا ہے، اس رکوع کے آخر میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی جو خدا کی خوشنودی کے لیے اچھی نیت سے مال دیتے ہیں، ایک اور مثال دی ہے چنانچہ فرمایا۔

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ کَمَثَلِ جَنَّۃٍ بِرَبْوَۃٍ اَصَابَھَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُکُلَھَا ضِعْفَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْھَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (البقرۃ - ۳۶)

اور ان کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے، اور دل کی مضبوطی سے دیتے ہیں، ایک باغ کی سی ہے، جو کسی ٹیلے پر ہو اس پر مینہ پڑا ہو، تو اس نے اپنا پھل دونا دیا۔ اور اگر مینہ نہ پڑا، تو اوس ہی پڑی، اور اللہ تعالےٰ تمہارے کام کو دیکھتا ہے۔

اس مثال میں ٹیلہ کی اونچی صالح زمین سے اچھی نیت بارش سے زیادہ خرچ کرنا، اوس سے تھوڑا بہت خرچ کرنا اور پھل سے ثواب مراد ہے تو جیسے باغ کی اچھی زمین میں پانی سے، اور وہ نہ ہو تو ذرا اوس کی نمی سے بھی باغ لہلہا اٹھتا ہے۔ ایسے ہی اچھی نیت سے جو خدا کی راہ میں دیا جائے، وہ ایک کے بدلے میں سو ہو جاتا ہے اور اللہ تمہارے ہر کام سے باخبر ہے اس لیے نیتوں سے بھی آگاہ ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کا ایک واقعہ سنایا، جو نہایت عبرت آموز ہے آپ فرماتے ہیں، کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، ایک کوڑھی، ایک گنجا، اور ایک اندھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانا چاہا، تو ایک فرشتے کو آزمانے کے لیے ان لوگوں کے پاس بھیجا، چنانچہ وہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو، اس نے کہا اچھا رنگ اور اچھی کھال کیونکہ اب میری اس حالت سے لوگ گھن کرتے ہیں، فرشتے نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا، جس سے اس کی ساری بیماری جاتی رہی۔ اور اس کے بدن کا رنگ اچھا ہو گیا، اور کھال بھی درست ہو گئی، فرشتے نے دریافت کیا کہ کون سا مال تم چاہتے ہو، اس نے کہا، اونٹنی، اس نے دس مہینے کی گابھن اونٹنی دے دی اور برکت

کی دعا کی. پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا، اور اس سے کہا، کہ تم کیا چاہتے ہو، اس نے کہا کہ میرا یہ گنجا پن جاتا رہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں، اچھے بال پیدا ہو جائیں، فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیر دیا، اور وہ اچھا ہوگیا سارا گنجا پن جاتا رہا، اور اچھے بال نکل آئے. فرشتے نے کہا کون سا مال تم کو پسند ہے، اس نے کہا گائے. فرشتے نے ایک گابھن گائے اس کو دے دی، اور برکت کی دعا دے کر چلا گیا، پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو، اس نے کہا، میری بینائی لوٹ آئے، جس سے میں لوگوں کو دیکھ سکوں چنانچہ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی جس سے وہ دیکھنے لگا، پھر پوچھا کون سا مال تم کو پسند ہے، اس نے کہا بکری، چنانچہ اس نے ایک بچہ جننے والی بکری دے دی، پھر اس، اونٹنی، گائے، اور بکری سے بہت سے بچے پیدا ہوئے یہاں تک کہ ان سے جنگل بھر گئے۔

پھر ایک عرصہ کے بعد وہ فرشتہ سابق کوڑھی کے پاس اسی کی شکل میں آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک محتاج آدمی ہوں، اور مسافر ہوں، سامان سفر ختم ہوگیا ہے، بغیر خدا کی مہربانی اور بغیر خدا کی مدد اور آپ کی عنایت کے میں اپنے ٹھکانے پر نہیں پہنچ سکتا، میں اس خدا کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تیرے بدن کا رنگ اچھا کر دیا، تو مجھے ایک اونٹ دے دے، جس پر سوار ہو کر میں اپنے وطن پہنچ جاؤں اس نے کہا میں بہت قرضدار ہوں، اور بہت سے لوگوں کو مجھے قرض دینا ہے، میں تجھے کچھ دے نہیں سکتا، (یعنی دینے سے حیلہ بہانہ کیا) تو اس شخص نے کہا، کہ میاں میں تجھے پہچانتا ہوں، کہ تو پہلے کوڑھی تھا، لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے، اور محتاج بھی تھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تجھے اچھا بھی کر دیا، اور مال بھی دیا، اس نے کہا میں تو اپنے باپ دادا سے مال دار ہوتا چلا آرہا ہوں یہ سب مجھے ورثہ میں ملا ہے، تو فرشتہ نے کہا، اگر تو جھوٹا ہے، تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا، (یعنی کوڑھی، اور محتاج)

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اسی صورت میں آگیا اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا، فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے، تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا، (یعنی گنجا اور محتاج)

پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس اسی کی صورت میں آیا، اور کہنے لگا، میں محتاج اور مسافر ہوں میرے پاس سامان سفر ختم ہو چکا ہے بغیر اللہ کی مدد، اور تیری توجہ کے میں وطن نہیں پہنچ سکتا، میں اس خدا کے نام پر ایک بکری مانگتا ہوں، جس نے تیری بینائی کو لوٹا دیا ہے تاکہ میں اپنے وطن پہنچ جاؤں، اس سابق اندھے نے کہا، تو سچ کہتا ہے، میں پہلے اندھا ہی تھا، اور محتاج بھی تھا۔ اللہ نے میری

Marfat.com

بینائی بھی لوٹادی، اور مجھے مالدار بھی بنادیا، خدا کے نام پر جب تو مانگتا ہے، تو جتنا تیرا جی چاہے لے جا میں تجھے منع نہیں کرسکتا، فرشتے نے کہا بھائی تو اپنا مال اپنے پاس رکھ، میں تمہارے مال کا محتاج نہیں ہوں خدا نے مجھے تم لوگوں کی آزمائش کے لئے بھیجا تھا، تو تم لوگوں کو آزمایا گیا، تم اس آزمائش میں پورے اترے، خدا تم سے خوش ہوا، اور تمہارے دونوں ساتھی کوڑھی اور گنجے پروردگار کی اس آزمائش میں فیل ہو گئے۔ خدا ان دونوں سے ناراض ہو گیا۔ (بخاری)

یعنی خرچ کرنے والے سے خدا خوش ہو گیا، اور بخل کرنے والوں سے ناخوش ہوا، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سخی جنت میں اور بخیل دوزخ میں جائے گا۔ (بیہقی) اور فرمایا

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خِبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ (ترمذی)

بدخلق، بخیل، اور احسان جتانے والے جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے اور سخاوت وفیاضی سے مال وعزت میں ترقی ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا نَقَصَتْ الصَّدَقَۃُ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰہُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ (مسلم)

صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا، بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے اور مال بڑھتا ہے، اور کسی کے قصور کو معاف کر دینے سے اللہ عزت کو بڑھا دیتا ہے اور جو کوئی تواضع اور خاکساری کرتا ہے، تو اللہ اس کو بلند کر دیتا ہے یعنی عاجزی اور تواضع سے خدا اس کو اونچا کر دیتا ہے۔

سخاوت کرنے والوں کے لئے فرشتہ روزانہ دعا کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنْ یَوْمٍ یُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْہِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا (بخاری)

کہ روزانہ دو فرشتے اترتے ہیں اور دونوں میں سے ایک سخی کے لئے یہ دعا کرتا ہے کہ خدا تو خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے، اور دوسرا فرشتہ بخیل کے لئے یہ بد دعا کرتا ہے کہ خدایا بخیل کے مال میں نقصان پہنچا دے اور اس کو برباد کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ بَعِیْدٌ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ

کہ سخی آدمی اللہ کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے، اور دوزخ سے دور ہے، اور بخیل آدمی اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے، دوزخ کے قریب ہے اور

Marfat.com

مِنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ (ترمذی) جاہل سخی اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے، عبادت گزار بخیل سے

**سچی حکایت** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد شدہ غلام بیان کرتے ہیں، کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو گوشت کا ایک ٹکڑا تحفہ اور ہدیہ کے طور پر بھیجا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت پسند تھا، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ کو حکم دیا، کہ اس گوشت کو گھر میں رکھ دو، ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تناول فرمائیں، خادمہ نے اس گوشت کو گھر میں طاق پر رکھ دیا، پھر اتنے میں ایک سائل دروازے پر آکھڑا ہوا، اور اس نے کہا تم صدقہ وخیرات کرو، اللہ برکت دے گا، گھر والوں نے کہا اللہ تمہیں برکت دے یہ سائل کو جواب دیا گیا، یہ سن کر سائل چلا گیا،

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے، اور ام سلمہ سے فرمایا، کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کی چیز ہے، تو لاؤ میں کھاؤں، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ہاں ہے، اور خادمہ سے کہا کہ وہ گوشت جاکر لے آؤ، جو طاق میں رکھا ہے، اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرو، وہ خادمہ وہاں گئی، اور طاق میں گوشت کو نہیں پایا، بلکہ اس کی جگہ پر ایک سفید پتھر کا ٹکڑا پایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ معلوم ہوا، تو فرمایا، کہ وہ گوشت پتھر اس لیے بن گیا ہے کہ تم نے سائل کو نہیں دیا (دلائل النبوۃ بیہقی)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلسَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ فَمَنْ كَانَ سَخِيًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ فَمَنْ كَانَ شَحِيْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ النَّارَ (بیہقی شعب الایمان)

کہ سخاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو سخی ہے، وہ اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑ لے گا، اور وہ شاخ اس کو اس وقت نہ چھوڑے گی، جب تک کہ اس کو جنت میں داخل نہ کرا دے، اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہو گا اس کی ایک شاخ کو پکڑ لے گا، اور وہ ڈالی اس کو نہ چھوڑے گی یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کرا دے گی،

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو جود وسخا کی توفیق عطا فرمائے، اور بخل اور دیگر اخلاق ذمیمہ سے بچائے (آمین) وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِمْ وَاَصْحَابِهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۔

Marfat.com

# خطبہ نمبر ۴۷، مذمت بخل

۱ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ. (سورۃ التوبۃ)

اور جو لوگ سونے اور چاندی کو گاڑ رکھتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے جس دن ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں کروٹیں اور پیٹھیں وغیرہ داغی جائیں گے (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ جس کو تم اپنے لئے گاڑ کر رکھا کرتے تھے اب تم اس کا مزہ چکھو،

اس آیت کریمہ سے بخل کی برائی ثابت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے واجبی حقوق کو ادا نہ کرنے کا نام بخل ہے اور یہ بد اخلاقی کی بہت بڑی جڑ ہے، اسی سے بغض وعناد خیانت اور بد دیانتی بے مروتی بے رحمی اور تنگ نظری، اور پست ہمتی پیدا ہوتی ہے گویا کہ بخل بہت سی برائیوں کی جڑ ہے۔ اسی واسطے بخیل خدا اور انسانوں کی نظر میں بہت ہی ذلیل وخوار ہے، جو خدائی حقوق کو بخل کی وجہ سے ادا نہیں کرتا، اور روپے پیسے کو جمع کر کے رکھتا ہے، تو قیامت کے روز اسی سونے چاندی اور روپے پیسے کی وجہ سے سخت عذاب دیا جائے گا، بخیل خدا کے نزدیک بدترین انسان ہے، خدا

Marfat.com

ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا اور نہ رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے، قارون اور اس کا سارا مال برباد ہوگیا
اسی طرح سے ہر بخیل کا یہی انجام ہوتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

هَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (سورہ محمد)

ہاں تم کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بلایا جارہا ہے، تاکہ تم خرچ کرو، تو تم میں سے کوئی بخل کرتا ہے، اور جو بخل کرے سو وہ اپنے ہی لیئے بخل کرتا ہے، اور، اللہ بے نیاز ہے اور تم ہی محتاج ہو،

یعنی اس بخل کے برے نتیجے اس کو بھگتنے پڑیں گے بخیل آدمی دنیا میں بھی طرح طرح کی مصیبتوں اور مشکلوں میں گرفتار رہتا ہے، کہ سب کچھ پاس ہونے کے باوجود بھی اس کو نہ اچھا کھانا میسر آتا ہے نہ اچھا پہننا، نہ قرینہ کا گھر، نہ عزت نہ آبرو، ہر شخص اس کو ذلیل وخوار جانتا ہے ہر ایک اس کے نام سے نفرت کرتا ہے، فقرا اس کے لیئے بد دعا کرتے ہیں، یہاں تک کہ بیوی، بچے، جن کے لیئے وہ سب کچھ کرتا ہے، وہ بھی اس سے خوش نہیں رہتے، ہر ایک اس کی دولت کا خواہاں رہتا ہے، اور چاہتا ہے کہ کسی طرح اس خزانہ کا یہ سانپ راستہ سے ہٹ جائے، تو اس پر قبضہ کرے، چور اس کے درپئے ڈاکو اس کے لاگو، غرض ہر طرح کے حملے اس پر ہوتے ہیں، مگر وہ ان تمام مصیبتوں کو سہتا ہے اور اپنی زندگی بھر اس میں سے کچھ خرچ نہیں ہونے دیتا، لیکن ادھر اس کی آنکھیں بند ہوئیں اور ادھر اس کے وارثوں نے اللے تللے میں اڑا دیا، بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے، کہ جس کے لیئے وہ ساری عمر تکلیف اٹھا کر دولت جمع کرتا ہے، وہ اس مال مفت کو دم کی دم میں اڑا دیتی ہے، اور ہزاروں بری عادتوں میں مبتلا ہو کر آخر میں مفلس وقلاش ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝ (سورہ اللیل)

اور لیکن جس نے دینے سے بخل کیا، اور اخدا کی یا نیک باتوں کی، پروا نہ کی، اور اچھی بات کو جھٹلایا، تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کے لیئے سامان مہیا کر دیں گے، اور جب وہ مرے گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا،

وہ سخت کام جن کو خدا اس کے لیئے بطور سزا کے آسان کر دیتا ہے، وہ بری عادت وخصلت اور برے کردار ہیں، جن میں وہ ہمیشہ مبتلا رہتا ہے، اور ان کو صرف اس لیئے کہ کسی طرح اس کا مال خرچ نہ ہونے پائے اور بڑی آسانی سے کر گزرتا ہے، بھوکا وہ رہتا ہے، ننگا وہ رہتا ہے، میلا وہ رہتا ہے، مصیبتیں وہ جھیلتا ہے، راتوں کو آرام سے سو نہیں سکتا، دنیا کی کسی چیز سے دل بھر کر لطف نہیں

سکتا عزیز و اقارب، دوست و احباب سے اس کو مسرت نہیں ہوتی، وہ سب سے نالاں اور سب اس سے نالاں رہتے ہیں، پھر جب وہ کسی افتاد، موت یا دوزخ کے گڑھے میں گرتا ہے یا گرے گا، تو اس کی یہ عزیز اور محبوب دولت نہ اس کے کچھ کام آتی ہے نہ آئے گی، اس وقت افسوس کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہشیار کر دیا ہے۔

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ (سورۃ المنافقون)

اور ہم نے تم کو جو روزی دی ہے اس میں سے اس سے پہلے کہ تم میں سے، کسی کو موت آ جائے۔ خدا کی راہ میں خرچ کرو، ایسا نہ ہو کہ موت آنے لگے، تو کہے، میرے پروردگار، تو نے مجھے تھوڑی دیر اور مہلت کیوں نہ دی، کہ میں خیر خیرات کر لیتا اور نیکو کاروں میں سے ہو جاتا

اسی لئے زندگی میں صدقہ خیرات کرنا، موت کے وقت صدقہ خیرات کرنے سے بہتر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِاَنْ يَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِيْ حَيَاتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ (ابوداؤد)

کہ انسان کا اپنی زندگی میں ایک درھم کا خرچ کرنا موت کے وقت سو درھم کے خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ کون سا صدقہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا، کہ تندرستی اور زندگی کی حالت میں صدقہ کرنا سب سے بہتر ہے موت کے وقت صدقہ صدقہ ہی نہیں ہوتا (یعنی صدقہ کا ثواب نہیں ملتا) (بخاری)

آپ نے فرمایا کہ بخل سے بچتے رہو، کیونکہ اسی نے پہلے لوگوں کو برباد کیا ہے (مسلم)

اور آپ نے فرمایا، سخی اللہ سے قریب ہے، جنت کے قریب ہے اور لوگوں سے بھی قریب ہے، اور جہنم سے دور ہے، اور بخیل اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، اور جہنم کے قریب ہے، اور جاہل سخی زیادہ پیارا ہے اللہ کے نزدیک اس عابد سے جو بخیل ہے (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کامل مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہو سکتیں، بخل اور بد خلقی یعنی مومن کامل نہ بد خلق ہو سکتا ہے، نہ بخیل، اور جو بخیل ہوگا، وہ کامل مومن نہیں ہو سکتا۔

بخل ایک بدترین عادت ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد پناہ مانگا کرتے تھے چنانچہ دعائے ماثورہ یہ ہے:۔

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (مسلم)

اے اللہ ! عجز، سستی، بزدلی، بخل، بڑھاپے کی عمر، اور قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں ، (مسلم)

بعض لوگ جب غریب اور محتاج ہوتے ہیں تو مالدار ہونے کی بڑی بڑی دعائیں کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ اے خدا ، اگر تو ہمیں مالدار کر دے ، تو ہم تیرے راستہ میں خوب خرچ کریں گے، اور جب اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرما کر، دولت مند کر دیتا ہے ، تو وہ سب عہد و اقرار بھول جاتے ہیں، اور اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے، بلکہ بخل کرتے ہیں، ایسے بخیلوں کی اللہ تعالیٰ نے بڑی مذمت بیان کی ہے ، چنانچہ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا :-

وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۔ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ (سورۃ التوبۃ)

ان میں سے وہ بھی ہیں، جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے مال دے گا، تو ہم صدقہ و خیرات کریں گے، اور نیک کاروں میں ہو جائیں گے۔ لیکن جب ان کو، اللہ نے اپنے فضل سے دے دیا تو یہ اس میں بخل کرنے لگے ، اور ٹال مٹول کر کے منہ موڑ لیا اس کی سزا میں اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا خدا سے ملنے کے دن تک ، کیونکہ انہوں نے اللہ سے کیے ہوئے وعدے کا خلاف کیا، اور جھوٹ بولتے رہے ، کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ کو ان کے دل کا بھید اور ان کی سرگوشی سب معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ غیب کی تمام خبروں سے خبردار ہے

یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی ہے ، اس نے درخواست کی حضور سے ، کہ میرے لیے مالداری کی دعا کیجیے ، آپ نے فرمایا، تھوڑا جس کا شکر ادا ہو، اس بہت سے اچھا ہے ، جو اپنی طاقت سے زیادہ ہو ، اس نے پھر دوبارہ یہی درخواست کی ، تو آپ نے پھر اسے سمجھایا ، کہ تو اپنا حال اللہ کے نبی جیسا پسند نہیں کرتا ، واللہ ، اگر میں چاہتا ، تو یہ پہاڑ سونے چاندی کے بن کے میرے ساتھ چلتے ، اس نے کہا، حضور ، واللہ ، میرا ارادہ ہے ، کہ اگر مجھے اللہ مالدار کر دے ، تو میں بھی خوب سخاوت کی داد دوں ہر ایک کو اس کا حق ادا کروں ، آپ نے اس کے لیے مال کی برکت کی دعا کی ، اس کی بکریوں میں اس طرح زیادتی ہوئی ، جیسے کیڑے مکوڑے بڑھ رہے ہوں ، یہاں تک کہ مدینہ شریف اس کے جانوروں کے

Marfat.com

لیے تنگ ہوگیا، یہ ایک میدان میں نکل گیا ظہر اور عصر تو جماعت کے ساتھ ادا کرتا تھا، باقی نمازیں جماعت کے ساتھ نہیں ملتی تھیں، جانوروں میں اور برکت ہوئی، اسے اور دور جانا پڑا، اب سوائے جمعہ کے اور سب جماعتیں اس سے چھوٹ گئیں، مال اور بڑھتا گیا، شدہ شدہ جمعہ کا آنا بھی چھوٹ گیا آنے جانے والے قافلوں سے پوچھ لیا کرتا تھا کہ جمعہ کے دن کیا بیان ہوا

ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت کیا، لوگوں نے سب کچھ بیان کر دیا آپ نے اظہار افسوس کیا، ادھر آیت اتری، کہ ان کے مال میں سے صدقہ لیجیے، اور صدقہ کے احکام بھی بیان ہوئے، آپ نے دو شخصوں، کو جن میں ایک قبیلہ جہینہ کا تھا، اور دوسرا قبیلہ سلیم کا، انہیں تحصیلدار بنا کر صدقہ لینے کے احکام لکھ کر انہیں پروانہ دے کر بھیجا، اور فرمایا کہ ثعلبہ سے، اور فلاں بن سلیم سے صدقے لے آؤ۔

یہ دونوں ثعلبہ کے پاس پہنچے، فرمان پیمبر دکھایا، صدقہ طلب کیا تو وہ کہنے لگا، واہ، واہ، یہ زکوٰۃ تو جزیہ کی بہن ہے، یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے کافروں سے جزیہ لیا جاتا ہے، یہ کیا بات ہے اچھا اب تو جاؤ، لوٹتے ہوئے آنا، دوسرا شخص سلمیٰ تھا، اسے جب معلوم ہوا، کہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لیئے آئے ہیں، تو اس نے اپنے بہترین جانور نکالے، اور انہیں لے کر خود ہی آگے بڑھا، تو انہوں نے ان جانوروں کو دیکھ کر کہا، کہ نہ تو یہ ہمارے لینے کے لائق ہیں اور نہ تجھ پر ان کا دینا واجب ہے، اس نے کہا میں اپنی خوشی سے بہترین جانور دیتا ہوں آپ انہیں قبول فرمائیے، بالآخر انہوں نے لے لیئے اوروں سے بھی وصول کیئے، اور لوٹتے ہوئے پھر ثعلبہ کے پاس آئے، اس نے کہا ذرا مجھے وہ پرچہ تو پڑھاؤ، جو تمہیں دیا گیا ہے

پڑھ کر کہنے لگا، بھئی یہ تو صاف صاف جزیہ ہے کافروں پر جو ٹیکس مقرر کیا جاتا ہے یہ تو بالکل وہی ہے، اچھا تم جاؤ، میں سوچ سمجھ لوں، یہ واپس چلے گئے، انہیں دیکھتے ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار افسوس کیا، اور سلمیٰ شخص کے لیئے برکت کی دعا کی، اب انہوں نے بھی ثعلبہ کا اور سلمیٰ کا واقعہ کہہ سنایا

پس اللہ جل وعلا نے یہ آیت نازل فرمائی، ثعلبہ کے ایک قریبی رشتہ دار نے جب یہ سب کچھ سنا تو ثعلبہ سے جا کر کہا، یہ آیت بھی پڑھ کر سنائی، یہ آپ کے پاس آیا، اور طلب کیا کہ اس کا صدقہ قبول کیا جائے، آپ نے فرمایا، اللہ نے مجھے تیرا، صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے، یہ اپنے سر پر خاک ڈالنے ہوگا، آپ نے فرمایا، یہ تو سب تیرا ہی کیا دھرا ہے، میں نے تجھ سے کہا تھا

لیکن تو نہ مانا، یہ واپس اپنی جگہ چلا آیا،

حضورؐ نے انتقال تک اس کی کوئی چیز قبول نہیں فرمائی، پھر خلافت صدیقیؓ میں آیا، اور کہنے لگا، کہ جو عزت میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی، وہ اور جو مرتبہ میرا انصار میں ہے، وہ آپ خوب جانتے ہیں آپ میرا صدقہ قبول فرمائیے، آپ نے جواب دیا، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا، تو میں کون ہوتا ہوں زکوٰۃ لینے والا، غرض آپ نے بھی انکار کر دیا، جب آپ کا بھی انتقال ہو گیا، اور امیر المؤمنین حضرت عمرؓ مسلمانوں کے والی ہوئے، تو ثعلبہ پھر آیا، اور کہا امیر المؤمنین میرا صدقہ قبول فرمائیے، آپ نے جواب دیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا، خلیفہ اول نے قبول نہیں فرمایا، تو میں کیسے قبول کر سکتا ہوں، چنانچہ آپ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کا صدقہ قبول نہیں فرمایا۔

پھر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی تو یہ ازلی منافق پھر آیا، اور لگامنت اور سماجت کرنے، لیکن آپ نے بھی جواب دیا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں خلیفوں نے تیرا صدقہ قبول نہیں فرمایا، تو میں کیسے قبول کروں چنانچہ قبول نہیں کیا، اسی اثنا میں یہ شخص ہلاک ہو گیا (ابن کثیر)

الغرض پہلے وہ وعدے کیئے تھے، سخاوت کے اور وہ بھی قسمیں کھا کھا کر، پھر پھر گیا، اور سخاوت کے عوض بخل کر گیا، اور وعدہ شکنی کر لی، اسی جھوٹ اور وعدہ شکنی کے بدلے اس کے دل میں نفاق پیوست ہو گیا، جو اس وقت سے اس کی پوری زندگی تک اس کے ساتھ رہا، حدیث میں بھی ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں، جب بات کرے، تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، اور جب امانت سونپی جائے تو خیانت کرے، کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کھلے چھپے کا دل کے ارادوں اور سینوں کے بھیدوں کا عالم ہے، وہ پہلے ہی سے جانتا تھا کہ یہ خیالی بکواس ہے، کہ مال دار ہو جائیں گے تو یوں خیرات کریں گے، یوں شکر گزاری کریں گے، یوں نیکیاں کریں گے، لیکن دلوں پر نظر رکھنے والا خدا خوب جانتا ہے کہ یہ لوگ مال میں مست ہو جائیں گے، اور دولت پا کر، سرمستیاں ناشکری اور بخل کرنے لگیں گے، اور وہ حاضر و غائب کا جاننے والا ہے، وہ ہر چھپے کھلے کا عالم ہے، ظاہر و باطن پر سب اس پر ظاہر ہیں، بخل کی سزا دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے دنیاوی سزا ذلت، خواری اور رسوائی اور بے برکتی اور تباہی ہے، اور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :-

Marfat.com

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝

(سورۃ الفجر)

ان کا یہ حال ہے کہ جب انہیں ان کا رب آزمائے، اور عزت و نعمت دے، تو کہنے لگتا ہے میرے رب نے میرا اکرام کیا، اور جب اس کا امتحان لیتے ہوئے تنگی کر دے تو کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی ایسا ہرگز نہیں، بلکہ بات یہ ہے کہ تم یتیموں کی عزت نہیں کرتے اور مسکینوں کے کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو رغبت نہیں دیتے اور مردے کی میراث کو سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو، اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو،

اور آخری سزا دوزخ ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے :۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ (المدثر)

ہر شخص اپنے اپنے اعمال میں محبوس و مبتلا ہے، مگر دائیں ہاتھ والے، کہ وہ بہشتوں میں بیٹھے سوال کرتے ہوں گے۔ گنہگاروں سے، کہ تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا، وہ، جواب دیں گے کہ ہم نمازیوں میں سے نہ تھے، اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے، اور بحث کرنے والے انکاریوں کا ساتھ دے کر، بحث و مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے، اور جزا و سزا کے دن کو بھی ہم سچا نہیں جانتے تھے، یہاں تک کہ ہمارے پاس موت آگئی، اب انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش کام نہ دے گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک اور جگہ فرمایا:۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

(سورۃ الھمزۃ)

بڑی خرابی ہے ہر شخص کے لیے، جو عیب ٹٹولنے والا اور غیبت کرنے والا ہے، جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے سمجھے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ کی زندگی دے دے گا، نہیں نہیں، یہ تو توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا تجھے کیا معلوم کہ کیسی آگ ہے یہ خدا کی سلگائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں پر چڑھتی چلی جاتی ہے، جو ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہے۔ بڑے لمبے لمبے ستونوں میں،

Marfat.com

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کریما میں بخل کی مذمت میں فرمایا ہے ؎

اگر چرخ گردد بکام بخیل — ور اقبال باشد غلام بخیل

اگر آسمان بخیل کے مقصد کے ساتھ پھر جائے — اور اقبال مندی بخیل کی غلام ہو جائے

وگر در کفش گنج قارون بود — دگر تابعش ربع مسکوں بود

اگر قارون کا خزانہ بخیل کے ہاتھ میں آجائے — اور تمام دنیا اس کی فرمانبردار بن جائے

نیرزد بخیل آنکہ نامش بری — دگر روزگارش کند چاکری

تب بھی بخیل اس لائق نہیں کہ اس کا نام لیا جائے — اگرچہ زمانے والے اس کے غلام اور فرمانبردار بن جائیں

مکن التفاتے بمال بخیل — مبر نام مال و منال بخیل

بخیل کے مال پر توجہ مت کرو، — اور نہ بخیل کے مال کا نام لو، اور نہ بخیل کے سرمایہ کا خیال کرو

بخیل ار بود زاہد بحر و بر — بہشتی نہ باشد بحکم خبر

بخیل اگرچہ دریا اور جنگل یعنی تمام دنیا بھر کا عابد و زاہد ہو جائے، تب بھی وہ بخل کی وجہ سے حدیث کے فیصلہ کے مطابق جنت میں نہیں جائے گا۔

بخیل ارچہ باشد توانگر بمال — بخواری چو مفلس خورد گوشمال

مال کی وجہ سے بخیل اگرچہ اقبال مند اور غنی ہو جائے، — لیکن مفلسوں کی طرح وہ بھی ذلت وخواری اٹھاتا ہے

سخیاں ز اموال برمی خورند — بخیلاں غم سیم و زر می خورند

سخی لوگ اپنے مال سے پھل فروٹ کھاتے ہیں — اور بخیل روپے پیسے، چاندی سونے کا غم کھاتے ہیں

یعنی ہمیشہ وہ روپیہ پیسہ جمع کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، نہ خود کھاتے ہیں، اور نہ دوسرے کو کھلاتے ہیں، بلکہ مرنے کے بعد اپنا مال عزیزوں کے لیئے چھوڑ جاتے ہیں، دوسروں کی دنیا بنا جاتے اور اپنی آخرت برباد کر جاتے ہیں،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بخل سے بچائے، اور سخاوت اور فیاضی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین،

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ، وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ. مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

# خطبہ ۴۸ اِسراف اور اقتصاد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۰ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۰ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۰ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ ۰ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۰ اٰمِیْنَ ۰ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی ۰ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰی ۰ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۰ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۰ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ۰ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۰ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْہُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ تَرْجُوْھَا فَقُلْ لَّہُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ۰ وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْہَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۰ اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۰ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا ۰ (بنی اسرائیل)

رشتے داروں کا، اور مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو۔ اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو، بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے اگر تم کو اس روزی کے انتظار میں جس کی اپنے رب کی طرف سے امید ہو، ان سے اعراض کرنا پڑ جائے تو تم کو چاہیئے کہ نرمی سے انہیں سمجھادو، اپنے ہاتھ کو اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو، اور نہ اسے بالکل کھول دو، ورنہ تم ملامت کیے ہوئے اور پچھتائے ہوئے بیٹھ جاؤ گے، یقیناً تمہارا رب جس کے لیئے چاہتا ہے، روزی کشادہ کر دیتا ہے، اور جس کے لیئے چاہے تنگ کر دیتا ہے، یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔

ان آیتوں میں صلہ رحمی اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور فضول خرچی سے

Marfat.com

رو کا گیا ہے اور حد سے زیادہ بخل اور حد سے زیادہ فیاضی سے بھی رو کا گیا ہے، کیونکہ حد اعتدال سے بڑھ جانے کی وجہ سے انسان ملامت کا مستحق ہو جاتا ہے، کھانے پینے میں اور شادی بیاہ کے موقع پر اعتدال سے خرچ کرنا چاہیئے، حد اعتدال سے بڑھ جانا اسراف ہے جو شیطانی کام ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے، مسلمانوں کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ وہ راہ اعتدال پر چلتے ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ (سورۃ الفرقان)

رحمان کے نیک بندوں کی نشانی ہے کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں نہ تو فضول خرچی کرتے ہیں، اور نہ تنگی کرتے ہیں، بلکہ ما ء اعتدال اور میانہ روی پر قائم رہتے ہیں۔

کھانے پینے میں بھی اعتدال برتنا چاہیئے، چنانچہ فرمایا:۔

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ (الاعراف)

اور کھاؤ اور پیو، اور زیادہ خرچ نہ کرو، بے شک اللہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا،

حتی کہ نیک کاموں میں بھی اسراف اور تبذیر سے منع فرمایا ہے:۔

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ (سورۃ الانعام)

درخت کے پھل جب وہ پہلے پکے تم کھاؤ، اور اس کا حق ادا کرو، جب فصل کٹے، اور حد سے آگے نہ بڑھو، اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا،

تفسیر ابن کثیر میں وَلَا تُبَذِّرْ الخ کے تحت میں ہے کہ بنو تمیم کے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، یا رسول اللہ میں مالدار آدمی ہوں، اور اہل وعیال، کنبے قبیلے والا ہوں، تو مجھے بتلایئے، کہ میں کونسا راستہ اختیار کروں، آپ نے فرمایا، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر، تو اس سے پاک وصاف ہو جائے گا، اپنے رشتہ داروں سے سلوک کر، سائل کا حق پہچانتا رہ اور پڑوسی اور مسکین کا بھی، اس نے کہا حضور تھوڑے سے الفاظ میں پوری بات سمجھا دیجیئے، آپ نے فرمایا، قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو، اور بے کار خرچ نہ کرو، اس نے کہا حَسْبِیَ اللّٰہُ، اچھا یا رسول اللہ! جب میں آپ کے قاصد کو زکوٰۃ ادا کر دوں، تو اللہ کے رسول کے نزدیک میں بری ہو گیا، آپ نے فرمایا ہاں، جب تم نے میرے قاصد کو دے دیا، تب تو بری ہو گیا، اور تیرے لیئے اجر ثابت ہو گیا، اب جو اس بدل ڈالے اس کا گناہ اس کے ذمہ ہے،

**اقتصاد اور میانہ روی:**۔ ہر کام میں میانہ روی اختیار کرنا یعنی افراط اور تفریط

بچنا ضروری ہے، اس افراط اور تفریط سے بچنے کا نام صراط مستقیم اور اعتدال اور اقتصاد ہے، ملاقات میں، عبادات میں، تعلقات میں اعتدال کی ضرورت ہے، جو لوگ میانہ روی اختیار کر لیتے ہیں، وہ اچھے سمجھے جاتے ہیں، کھانے میں پینے میں، سونے میں جاگنے میں، چلنے میں پھرنے میں اعتدال کا حکم ہے، قرآن مجید میں لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں میں ہے کہ انہوں نے فرمایا، وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ، اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو، قصد، اور اقتصاد، اعتدال کا نام ہے، فرمایا۔ قَصْدُ السَّبِيلِ، سیدھی (مستقیم) راہ جو حق تک پہنچا دے۔

كَانَ أَبْيَضَ مُقَصَّدًا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ اور میانہ قامت کے تھے، نہ لمبے تھے نہ ٹھگنے، نہ بہت موٹے نہ دبلے اور فرمایا، اَلْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا، میانہ روی اور اعتدال اختیار کرو تم اپنی مراد کو پہنچو گے، یہ حدیث تمام علم اخلاق کو جامع، بڑی چھوٹی کتابوں کا خلاصہ ہے ہر ایک امر میں اعتدال یعنی بیچوں بیچ چلنا، افراط کرنا، نہ تفریط کرنا، یہی کمال ہے، جو انسان کو مقصد تک پہنچا دیتا ہے۔ بہت دوڑ کر چلنے والا تھک کر گر پڑتا ہے، کھانا، پینا، حرکت، سکون، سونا، جاگنا، کلام، خاموشی محنت دریاضت کرنا، سب میں اعتدال کی ضرورت ہے۔

اور افراط و تفریط دونوں مضر ہیں۔

كَانَ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز متوسط ہوتی، اور خطبہ بھی آپ کا متوسط ہوتا، نہ بہت لمبا، اور نہ بہت مختصر، اور نماز نسبتاً لمبی ہوتی ہے، عَلَيْكُمْ هَدْيًا قَاصِدًا۔ تم پر اعتدال کا راستہ لازم کرلو۔

الحاصل صرف و خرچ میں اسراف اور تبذیر معیشت فاسدہ کی علامات ہیں، اس لیے اقتصاد اور میانہ روی اختیار کرنا ضروری ہے مثلاً عام حالت میں یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے، کہ خرچ آمدنی سے بڑھ جائے، اور پھر حاجت کے وقت دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے، بلکہ حتی الامکان اس کی سعی کرنی چاہیے، کہ ان تمام اجتماعی حقوق کے ادا کرنے کے ساتھ، ساتھ جو غنی ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اس پر عائد کیے ہیں، اپنی اور اہل و عیال کی حاجات و ضروریات کے لیے کچھ پس انداز ہو، اور یہ بھی نہیں ہونا چاہیے، کہ بخل اور تقصیر کو کام میں لائے، اور خود اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے عطاء الٰہی کے باوجود معیشت کو تنگ کرے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ آمد و خرچ میں میانہ روی، معاشی زندگی کا نصف حصہ ہے۔

(کنز العمال)

Marfat.com

بلکہ یہ اقتصاد و اعتدال اور میانہ روی نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِنَّ الْهَدْیَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ (ابوداؤد) — اچھی سیرت اور اچھا طریقہ اور اعتدال نبوت کے پچیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے

اس حدیث سے اعتدال اور میانہ روی کی بہت زیادہ اہمیت ثابت ہوتی ہے، ہر چیز میں اعتدال پسندیدہ ہے مسند بزار میں حضرت حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

مَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْغِنٰی مَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ۔ مَا اَحْسَنَ الْقَصْدَ فِی الْعِبَادَةِ، (کنز العمال) — دولت مندی میں درمیانگی کتنی اچھی ہے، محتاجی میں درمیانگی کتنی اچھی ہے، اور عبادت میں بھی اعتدال کتنا اچھا ہے

غرض یہ ہے کہ نہ انسان اتنا دولت مند ہو کہ انسان قارون وقت بن کر حق سے غافل ہو جائے، اور نہ اتنا محتاج ہو، کہ پریشان خاطر ہو کر حق سے محروم ہو جائے لوگ دولت مند ہو کر اس قدر شان و شکوہ کی اور رعب داب اور عیش و تنعم کی زندگی بسر کرتے ہیں کہ اعتدال سے خارج ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ محتاج ہو کر اس قدر متبذل اور دنی ہو جاتے ہیں، کہ صبر خودداری اور تمام شریفانہ وصف کھو دیتے ہیں، اور یہ بھی بے اعتدالی ہے ان دونوں حالتوں میں اسلام کی معتدل تعلیم یہ ہے کہ دولت مندی میں نہ حد سے زیادہ بلند ہونا چاہئے اور نہ محتاجی کی حالت میں اپنی حیثیت سے گر جانا چاہیئے، قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل) — اور نہ پکار کر اپنی دعا یا نماز میں اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ کا راستہ

یعنی نہ چلا کر دعا کی جائے یا نماز پڑھی جائے کہ نمائش اور مذاق بن جائے یا مخالف اس کو سن کر بھلا برا کہے اور نہ بالکل چپکے چپکے کہ ساتھ والے بھی نہ سن سکیں، بلکہ دونوں کی بیچ کی راہ اختیار کی جائے۔ اگر ہم صراط مستقیم اور راہ اعتدال اختیار کریں تو بہت سی پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں اور دنیاوی زندگی جنتی زندگی ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک سمجھ اور نیک عمل کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ،

# خطبہ ۴۹ گداگری کی مذمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَصَفِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ ۔ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَالضُّحٰى ۔ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۔ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔

(سورۃ الضحیٰ پ ۳۰)

قسم ہے چاشت کے وقت کی، اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے، نہ تو تمہارے رب نے تم کو چھوڑا، اور نہ وہ بیزار ہوگیا، یقیناً تمہارا انجام آغاز سے بہتر ہے تم کو تمہارا رب جلد انعام دے گا، اور تم راضی و خوش ہو جاؤ گے، کیا اس نے تجھے یتیم پاکر جگہ نہیں دی، اور کیا تمہیں ناواقف پاکر ہدایت نہیں دی، اور کیا تمہیں تنگ دست پاکر تونگر نہیں بنا دیا، پس یتیم پر تم کبھی سختی نہ کیا کرو، اور نہ کبھی سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ کرو، اور اپنے رب کے احسانوں کو بیان کرتے رہو۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہمت افزائی فرمائی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوا ہے، بلکہ وہ آپ کا ناصر و مددگار ہے، اور آپ کا انجام آغاز سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو بہت کچھ دے گا جس سے آپ خوش ہو جائیں گے، پہلے آپ یتیم تھے، اس نے آپ کو جگہ دی آپ ناواقف تھے، اس نے آپ کو واقف کار بنا دیا، آپ تنگدست اور نادار تھے، اس نے آپ کو غنی اور بے نیاز کر دیا، اور کسی یتیم پر کبھی سختی نہ کرو، اور نہ کبھی سوال کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ کرو اور اپنے رب کے احسان بیان کرتے رہو۔

بعض دفعہ انسان کو کچھ ایسی ضرورت پیش آجاتی ہے، کہ اپنے پاس نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے

Marfat.com

سے سوال کر کے اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے، ایسی ضرورتیں عموماً چھوٹے بڑے سب ہی کو پیش آیا کرتی ہیں اسی حیثیت سے انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے، اس میں قباحت نہیں ہے، بلا ضرورت زیادہ مال حاصل کرنے کے لیئے سوال کرنا یا اسی کو اپنا پیشہ بنالینا البتہ مذموم ہے، اور اسی کو گداگری کا پیشہ کہتے ہیں یہ ناجائز ہے، اور ایسی کمائی حرام ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پیشہ کی بڑی مذمت فرمائی ہے۔

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں مکہ میں ایک شخص کے قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو گیا اس کے قرضے کے ادا کرنے میں میں خود قرضدار ہو گیا، اس کے ادا کرنے کی کوئی صورت نہ تھی، آخر مجبور ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مقدس میں حاضر ہو کر قرض ادا کرنے کی درخواست کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابھی ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، کہیں سے زکوٰۃ، خیرات کا مال جب آجائے گا، تو اس میں سے تمہارے قرض کے ادا کرنے کے لیئے میں کچھ روپے دلا دوں گا، پھر آپ نے نصیحت کے طور پر فرمایا۔ اے قبیصہ اس کا خیال رکھو، کہ تین شخصوں کے لیئے سوال کرنا جائز ہے، ان کے علاوہ دوسروں کے لیئے سوال کرنا حلال نہیں ہے (۱) ایک وہ شخص کہ کسی کے قرض کا ضامن ہو گیا ہو، اس قرض کے ادا کرنے میں جتنا روپیہ خرچ کیا ہے، اتنا ہی سوال کر کے حاصل کر سکتا ہے، اور جب اتنی رقم پوری ہو جائے تو سوال کرنے سے باز رہے، سوال نہ کرے۔

(۲) وہ جس کو ناگہانی مصیبت پہنچی جس سے اس کا سارا مال برباد ہو گیا، اب ذریعہ معاش کی کوئی صورت نہ رہی، جیسے قحط پڑ گیا، کھیتی باڑی میں پیداوار نہیں ہوئی، یا ڈاکو اس کے مال کو لوٹ لے گئے ہوں وغیرہ اور اب کچھ سہارا باقی نہ رہا، تو ایسی مجبوری کی حالت میں بقدر ضرورت سوال کر سکتا ہے، اور جب اس کی ضرورت پوری ہو گئی، اور پریشانی جاتی رہی تو سوال کرنے سے رک جائے۔

(۳) وہ شخص کہ پہلے مالدار تھا، اب محتاجی لاحق ہو گئی ہو، اس کی برادری اور قوم کے لوگوں میں سے تین سمجھدار اور معتبر آدمیوں نے گواہی دی کہ درحقیقت اس پر ایسی مصیبت پڑی ہے جس سے یہ محتاج ہو گیا ہے تو ایسی مجبوری کی حالت میں بقدر ضرورت سوال کر کے اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے اور جب ضرورت پوری ہو جائے، تو سوال کرنے سے باز رہے۔

فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا (مسلم) — ان تینوں کے علاوہ اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے اس کا کھانے والا حرام خور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگوں سے مال جمع کرنے کے لیئے مانگتا ہے تو وہ دوزخ

Marfat.com

کا انگارہ مانگتا ہے، اب چاہے زیادہ مانگے یا کم (مسلم) یعنی اپنی محتاجی رفع کرنے کے لیے، نہیں مانگتا ہے بلکہ بےضرورت مانگ کر روپیہ جمع کرتا ہے، اور اس کو پیشہ بنا کر روزی کماتا ہے تو ایسا شخص گویا جہنم کا انگارہ جمع کرتا ہے، اب اس کو اختیار ہے، کہ زیادہ مانگے گا، تو جہنم کی آگ زیادہ جمع کرے گا، آپ کا مقصد یہ ہے کہ بلا ضرورت سوال مت کرو، ورنہ یہی سوال کرنا دوزخ کے عذاب کا باعث بنے گا، اور ایسا شخص دنیا و آخرت میں بہت ذلیل ہوگا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- بلا ضرورت مانگنے والا قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی، (بخاری) منہ پر گوشت نہ ہوگا، تو چہرا بہت برا معلوم ہوگا، مراد یہ ہے کہ دنیا میں مانگ کر سب کے سامنے ذلیل ہوا، تو قیامت کے دن بھی ذلیل اور رسوا ہوگا۔

اور آپؐ نے فرمایا، کہ جس کے پاس صبح و شام کا کھانا ہے، اس کے لیے سوال کرنا حرام ہے اور اگر سوال کرے گا، تو جہنم میں داخل ہوگا (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غنی اور تندرست آدمی کے لیے سوال کرنا حلال نہیں ہے، ہاں اگر کوئی ایسا محتاج ہو، کہ بھوک کی وجہ سے زمین پر گر پڑا ہے، یا کوئی ایسا شخص ہے، کہ قرض نے اسے دبا رکھا ہے تو ایسے شخص کے لیے بقدر ضرورت سوال کرنا جائز ہے، اور جو زیادہ روپیہ جمع کرنے کے لیے سوال کرتا ہے تو اس سوال کا نشان زخم سا ہوگا، قیامت کے دن گرم پتھر ہوگا، جسے وہ دوزخ میں کھائے گا، اب جس کا جی چاہے کم سوال کرے یا جس کا دل چاہے، زیادہ سوال کرے (آئین)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک ضرورت مند انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اپنی ضرورت کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا کیا تمہارے گھر میں کچھ ہے اس نے عرض کیا حضرت ایک موٹی کملی ہے کچھ حصہ بچھا لیتا ہوں، اور کچھ اوڑھ لیتا ہوں، اور ایک پیالہ بھی ہے، جس میں پانی پی لیتا ہوں، آپ نے فرمایا، کہ جا کر دونوں کو لے آ، چنانچہ وہ لے آیا، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا، ان دونوں کو کون خریدتا ہے، ایک صاحب نے کہا، کہ ایک درہم یعنی چار آنے میں، دونوں کو میں لیتا ہوں، آپ نے دوبارہ فرمایا، کوئی اس سے زیادہ دام لگاتا ہے، ایک دوسرے صاحب نے کہا، حضرت! میں دو درہم یعنی آٹھ آنے میں خریدتا ہوں، آپ نے آٹھ آنے میں دونوں کو فروخت کر دیا، اور قیمت اس کے حوالے کر کے فرمایا، چار آنے کا اناج لا کر گھر میں ڈال دو، اور ایک چونی کی کلہاڑی خرید لاؤ، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، کلہاڑی میں لکڑی آپ نے خود ہی اپنے مبارک ہاتھوں سے لگائی، اور فرمایا جنگل میں جا کر اس سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بازار میں بیچو، اور پندرہ روز تک پھر

Marfat.com

پاس مت آنا، وہ چلا گیا، اب وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا، اور بازار میں فروخت کرتا، اسیطرح کرتا رہا اس سے اس کو ڈھائی روپے وصول ہو گئے، اس میں سے اس نے غلہ خریدا، اور کچھ کا کپڑا، آپ نے فرمایا یہ ہاتھ کی کمائی بھیک مانگنے سے بہتر ہے، کیونکہ بھیک مانگنے والے کے چہرے پر بھیک مانگنے کا نشان ہوگا جس سے قیامت کے دن لوگ بھی اسے پہچان جائیں گے، کہ یہ بھیک منگا تھا، سوال تو صرف تین شخصوں کے لیے جائز ہے (۱) اس محتاج کو جس کی محتاجی نے اس کو زمین پر گرا رکھا ہو، اور وہ زیر زمین پڑا ہے (۲) وہ قرضدار جس کے قرض نے اسے رسوا و ذلیل کر رکھا ہے، (۳) وہ ضامن کے جس نے دیت وغیرہ کی ذمہ داری لے لی، اور اس دینے نے اسے بے چین کر دیا، (ابوداؤد)

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لِاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُکُمْ حَبْلَہٗ فَیَاْتِیَ بِحُزْمَۃِ حَطَبٍ عَلٰی ظَھْرِہٖ فَیَبِیْعَھَا فَیَکُفَّ اللّٰہُ بِھَا وَجْھَہٗ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّسْئَلَ النَّاسَ اَعْطَوْہُ اَوْ مَنَعُوْہُ (بخاری)

تم اپنی رسی لے کر جنگل میں جاؤ، اور لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر بازار میں بیچو، جس سے اللہ اس کی عزت و آبرو رکھے، یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے بھیک مانگو اور وہ دیں یا نہ دیں،

خلاصہ یہ ہے کہ محنت و مشقت مزدوری و ملازمت، تجارت و سوداگری کر کے روزی کمانا بلا ضرورت سوال کرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے آپ نے فرمایا، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے (بخاری)

## افلاس

یہ تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کی قوموں میں سب سے زیادہ نادار و مفلس مسلمان ہی ہے اور افلاس ہی کی وجہ سے پست ہمت اور ذلیل و خوار ہے کہیں بدقسمتی سے اگر دو چار سرمایہ دار ہیں تو لہو و لعب اور اسراف و تبذیر سے فرصت نہیں، وہ ناداروں اور غریبوں کی کیا خدمت کریں گے، اکثر مسلمان تو، نان شبینہ کے محتاج ہیں، اگر شام کو کھانا مل گیا، تو صبح کو فاقہ ہے، تن ڈھکنے کے لیے کپڑے نہیں سونے کے لیے فرش نہیں، زمین کا بچھونا کافی ہے گداگری گویا ذریعہ معاش ہے، پس سچ ہے ؎

یہاں لاکھ میں دو اگر اغنیاء ہیں تو سو نیم بسمل ہیں باقی گدا ہیں۔

موجودہ زمانے میں مسلم اور غیر مسلم کی گویا یہی نشانی ہے جو مفلس ہوگا، وہ مسلمان ہوگا، اور جو سرمایہ دار ہو گا وہ کوئی اور ہوگا، یہ مفلسی اہل اسلام پر یوں چھا رہی ہے کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے، آخر مسلمانوں میں غربت افلاس کیوں ہے، اس کے مختلف اسباب و وجوہات ہیں سب کا اظہار غیر ممکن ہے نمونے کے طور پر دو چار باتیں پیش کی جاتی ہیں، جو کچھ تھوڑے بہت مالدار و سرمایہ دار ہیں ان میں حد سے زیادہ فضول خرچی ہے شادی و غمی وغیرہ کی تقریبوں فضول خرچی کرنے کی وجہ سے مفلس و مقروض ہو جاتے ہیں، وہ سودی قرض مرتے دم تک

Marfat.com

ادا نہیں ہوتا، اسی چکر میں جائدادیں برباد ہو جاتی ہیں، مرنے کے بعد کفن ودفن کا خرچ بھی نہیں رہتا، آخر میں ان شریف سرمایہ داروں کے صاحبزادے دربدر بھیک مانگتے پھرتے ہیں، اسی وجہ سے اسلام نے فضول خرچی سے منع کیا ہے، چنانچہ فرمایا:-

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۝ (بنی اسرائیل)

فضول خرچی مت کرو، فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

محنتی کاروبار سے جی چرانا، محنت وجفاکشی سے بھاگنا، نادار مسلمانوں میں عموماً یہ باتیں ہوتی ہیں دوسری قومیں جفاکشی کی وجہ سے حکومت کر رہی ہیں، مسلمان سستی میں پڑ کر حکومت اور دولت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ تجارت اور سوداگری کو معیوب سمجھتا ہے یہ افلاس کی سب سے بڑی وجہ ہے تجارت ہی سے قومیں بنتی ہیں اور تجارت ہی حکومت اور دولت دلاتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

کیا کہوں تجھ سے کیا تجھ کو تجارت دے گی
چل گیا داؤں تو اک روز حکومت دے گی

قرآن وحدیث اور آثار صحابہ کرام اور علما عظام سے تجارت کی عظمت اور فضیلت کا اندازہ ہو چکا ہے، تجارت ہی مسلمانوں کا دین اور دنیا ہے، دین ودنیا کی ترقی کا راز اسی میں مضمر و پوشیدہ ہے، نیز اللہ تعالٰے نے اس کو فضل سے تعبیر کیا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے افضل المکاسب ٹھہرایا، اور اس تجارت کو جہاد اور عبادت فرمایا، سچے تاجروں کو نبیوں اور شہیدوں سے جا ملایا، اسلام کی ترقی تجارت ہی سے ہوئی اور انسانوں کی زندگی کا دارومدار تجارت ہی پر ہے، دوسری قوموں نے اس راز کو سمجھا، اور عمل کیا جس کی وجہ سے آج وہ عزت اور دولت اور حکومت کی مالک ہیں، آج ان کی شان وشوکت کا ڈنکہ بج رہا ہے اور وہ اس تجارت کی وجہ سے دنیا پر چھائی ہوئی ہیں، ہر شخص ان کا محتاج ہے، ان کے خزانے مال ودولت سے پر ہیں، اور اسی تجارت کی بدولت آسمان ترقی پر جلوہ افروز ہیں، مگر افسوس مسلمان اتنے زبردست فائدے کی چیز سے غافل ہیں، اور اس کو چھوڑ کر افلاس وغربت، ذلت اور رسوائی کے لیے وقف ہو گیا ہے یہ نہ دین کا ہے نہ دنیا ہی کا ہے، گویا

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ (دنیا بھی برباد اور آخرت بھی تباہ) کا مصداق بنے ہوئے ہیں، برائے نام کچھ تجارت پیشہ مسلمان ہیں بھی، تو دوسرے کے مقابل ان کی تجارت نہیں چلتی اور نہ اس میں ترقی ہوتی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ کچھ تو سرمایہ کی قلت، اور کچھ اصول تجارت سے ناواقفیت، اگر بالفرض نقد یا ادھار کر کے ضروریات کی چیزیں رکھ بھی لیں، تو دوسرے تو کیا، اپنے بھی نہیں خریدتے، جس کی وجہ سے نتیجت نقصان میں پڑ کر تجارت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور مطعون خلائق ہو کر نہایت حقیر ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ہم نے "اسلامی تعلیم" کے آٹھویں حصہ میں اسلامی تجارت کے اصول بیان کیے ہیں ان کو پڑھ کر عمل کرنے کی کوشش کیجیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور قرض و افلاس اور محتاجی سے بچائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

---

# خطبہ ۵۰: حلال کمائی کی فضیلت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الجمعۃ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، جمعہ کے دن جب نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف جلدی آیا کرو، اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو، یہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے، اگر تم کو سمجھ ہے پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور خدا کا فضل تلاش کیا کرو، اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے حیوانوں اور انسانوں کو پیدا کیا، اور ان کی پرورش کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لازم ٹھہرائی ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی زمین میں ہر چلنے پھرنے والے جانوروں کی روزی اللہ

اللہِ رِزْقُهَا (سورہ ھود) ہی کے ذمہ ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ۝ (سورۃ الذاریات)

بے شک اللہ تعالیٰ ہی سب کو روزی دینے والا، مضبوط طاقت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی روزی کا سامان آسمان وزمین سے پیدا کرتا ہے، آسمان سے بارش برساتا ہے اور زمین سے غلہ اگاتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ (سورۃ الذاریات)

اور آسمان میں تمہاری روزی ہے (وہاں سے مینہ برساتا ہے) اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَہٗ بِرٰزِقِیْنَ ۝ (سورۃ الحجر)

اور ہم نے اسی زمین میں تمہارے لیے روزی کے سامان بنائے ہیں، اور ان کے لیے بھی جن کو تم روزی نہیں دیتے ہو، (بلکہ ہم ہی روزی دیتے ہیں)

بے شمار جانوروں کو ان کے درجہ کے مطابق روزی اللہ تعالیٰ ہی پہنچا رہا ہے، غور فرمایئے، صبح کے وقت پرندے اور جانور اپنے گھونسلوں اور بلوں سے بستیوں اور جنگلوں کی طرف نکلتے ہیں اور دن بھر اپنی روزی ادھر ادھر تلاش کرکے شام کو پیٹ بھر کر واپس ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا (ترمذی)

اگر تم خدا پر کما حقہ اعتماد کرلو، تو جس طرح وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے اسی طرح تم کو بھی دے گا، کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس ہوتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ مختلف پیشے والوں کو بھی روزی عنایت فرماتا ہے، جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَھُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (سورۃ الزخرف)

ہم نے لوگوں کی روزیوں کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کردیا ہے کسی کو درجے میں اونچا کردیا ہے، کسی کو اس سے کم۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ (سورۃ الرعد)

اللہ تعالیٰ جس کی روزی کو کشادہ کرنا چاہتا ہے، کشادہ کردیتا ہے اور جس کی روزی کم کرنا چاہتا ہے کم کردیتا ہے۔

Marfat.com

روزی کی کمی بیشی میں خاص حکمت اور مصلحت ہے زیادہ روزی پانے والے کو اللہ تعالیٰ آزماتا ہے کیونکہ اس کے مال میں دوسرے لوگوں کا بھی حق ہے وہ صرف تن تنہا اس کو استعمال نہیں کر سکتا، اور تنگ روزی پانے والے کا بھی امتحان لیتا ہے، کہ وہ روزی رزق کی تنگی میں کتنے ثابت قدم رہتے ہیں، ہر شخص کو اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق روزی تلاش کرنے میں جدوجہد کرنا ضروری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم) — انسان کو جو کچھ ملتا ہے وہ اس کی سعی اور کوشش سے ملتا ہے

قرآن مجید میں متعدد جگہ کوشش اور محنت کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ آپ پہلی آیت میں سن چکے ہیں، اور سورہ مزمل میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (سورۃ المزمل) — اور کچھ ایسے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے ہیں، اور اللہ کے فضل یعنی روزی کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔

ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِھَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ (سورۃ الملک) — وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کو مسخر کر دیا کہ تم اس کے راستوں میں چلو، اور اس کی دی ہوئی روزی میں سے کھاؤ، اور اسی کے پاس مرنے کے بعد زندہ ہو کر جانا ہے۔

## حلال کی کمائی

حلال طریقے سے روزی کمانا اور رزق کی تلاش کرنا فرض ہے، اسلام نے اس کی بڑی تاکید کی ہے، اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں اور نیک بندوں نے حلال طریقے سے روزی کمائی ہے، روزی دو طرح سے حاصل کی جاتی ہے، ایک حلال طریقہ ہے، دوسرے حرام ذریعہ سے، حرام ذریعہ سے روزی حاصل کرنا بہت ہی برا ہے، جس کو ہر شخص جانتا ہے، حلال کمائی کی بڑی بزرگی، دین و دنیا کی سعادت اسی میں پوشیدہ ہے، حلال کمائی کرنے والا سب کی نظروں میں بھی سمجھا جاتا ہے خدا بھی اس کو اپنا پیارا بنا لیتا ہے، جو عبادت کرتا ہے اس کو قبول فرما لیتا ہے، حرام کھانے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں کی جاتی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ (بیہقی) — یعنی حلال روزی کا طلب کرنا فرض ہے، اللہ تعالیٰ کے فرض کے بعد۔

یعنی فریضہ الٰہی ادا کرنے کے بعد حلال کمائی کی بھی جستجو کرنا بہت ضروری ہے اس لئے کہ سب عبادتوں کا دارومدار اسی پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

Marfat.com

إِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ إِلَّا طَیِّبًا وَإِنَّ اللّٰہَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا أَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یَا أَیُّہَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا أَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ۔ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ إِلَی السَّمَاءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ (مسلم)

یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو نبیوں اور رسولوں کو حکم دیا ہے، وہی عام مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا۔ اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ، اور اچھے کام کرو، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایمان والو! ان پاک چیزوں میں سے کھاؤ، جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر کیا، جو لمبا سفر کرتا ہے، پراگندہ حال، گرد آلود اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف کیے ہوئے کہتا ہے کہ اے میرے رب! یعنی گڑگڑا کر دعا مانگتا ہے کہ خدایا تو ایسا کر، یہ دے وہ دے، حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے پینا حرام ہے، اور اس کا پہننا حرام ہے، اور حرام مال ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہے تو اس کی دعا کس طرح قبول کی جائے گی۔

اس حدیث کا مطلب بالکل صاف ہے، کہ دعا اور عبادت کی قبولیت حلال روزی کے استعمال کرنے پر موقوف ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے، کہ دعا کے دو بازو ہیں، ایک اکل حلال، دوسرے صدق مقال یعنی حلال اور پاکیزہ کمائی، اور سچ بولنا۔

جو حلال کی کمائی کھاتا ہے، وہ رسولوں کے طریقے اور سنت پر چلتا ہے اور لوگوں کو ایذا رسانی سے بچاتا ہے، وہ جنتی آدمی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ أَکَلَ طَیِّبًا وَعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ (ترمذی، ترغیب)

جس نے پاکیزہ کمائی کھائی، اور سنت کے مطابق کام کیا، اور لوگوں کو اپنی ایذا رسانی سے امن میں رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَرْبَعٌ إِذَا کُنَّ فِیْکَ فَلَا عَلَیْکَ مَا فَاتَکَ مِنَ الدُّنْیَا حِفْظُ أَمَانَۃٍ وَصِدْقُ حَدِیْثٍ وَحُسْنُ خَلِیْقَۃٍ وَعِفَّۃٌ فِیْ طُعْمَۃٍ (احمد)

جب تم میں یہ چار باتیں موجود ہوں گی تو دنیا کے چھوٹ جانے سے کوئی حرج نہیں ہے، امانت کی حفاظت بات کی سچائی۔ اور سچ گوئی، اچھی عادت اور کھانے پینے میں پاکیزگی، یعنی پاکیزہ روزی۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی گئی۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔ اے لوگو تم زمین کی پیداوار میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ۔

تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیئے دعا فرما دیجیے، کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنادے، یعنی میری دعا قبول فرمالیا کرے آپ نے فرمایا

یَا سَعْدُ اَطِبْ مَطْعَمَكَ تَكُنْ مُسْتَجَابُ الدَّعْوَةِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَقْذِفُ اللُّقْمَةَ الْحَرَامَ فِیْ جَوْفِهٖ مَا یُتَقَبَّلُ مِنْهُ عَمَلُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَاَیُّمَا عَبْدٍ نَبَتَ لَحْمُهٗ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِهٖ، (ترغیب)

اے سعد! حلال کی کمائی کھاؤ، تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے، یعنی تمہاری دعا قبول ہو گی، خدا کی قسم جب بندہ حرام کا لقمہ پیٹ میں ڈالتا ہے، تو چالیس روز تک اس کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ اور جس بندہ کا گوشت حرام سے پلا ہوا ہو۔ تو جہنم کی آگ اس کے بہت لائق ہے (ترغیب)

## حرام مال استعمال کرنے کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنِ اشْتَرٰی ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِیْهِ دِرْهَمٌ مِنْ حَرَامٍ لَمْ یَتَقَبَّلِ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ صَلٰوةً مَا دَامَ عَلَیْهِ (احمد، ترغیب)

جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا، اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا، تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں جس کے پیٹ میں حرام کا لقمہ گیا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتا (احیاء العلوم)

## حرام مال میں سے صدقہ کرنے سے صدقہ قبول نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک وصاف کو قبول فرماتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ (ترمذی)

بغیر پاکیزگی کے نماز قبول نہیں ہوتی، اور حرام مال سے صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا۔

یعنی حلال کمائی کا صدقہ قبول کیا جاتا ہے، اور حرام کمائی کا صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

Marfat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ (سورۃ البقرۃ)

اے ایمان والو! اپنی حلال کمائی میں سے خرچ کرو، اور جو ہم نے تمہارے لیئے زمین سے پیدا کیا ہے، اس میں سے خرچ کرو، اور حرام مال اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا ارادہ مت کرو، اور خود تم اس خراب مال کو نہیں لوگے یہ کہ تم چشم پوشی کر جاؤ، تو دوسری بات ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبیث اور مال حرام کے خرچ کرنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ حرام مال خبیث اور ناپاک ہے، وہ گناہ کو پاک وصاف نہیں کرسکتا، حضرت سفیان ثوری نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

مَنْ أَنفَقَ مِنَ الْحَرَامِ فِي طَاعَةِ اللهِ كَانَ كَمَنْ طَهَّرَ الثَّوْبَ النَّجِسَ بِالْبَوْلِ (احیاء العلوم)

جو شخص اللہ کی اطاعت میں حرام مال خرچ کرے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ناپاک کپڑے کو پیشاب سے پاک کرے

اور یہ ظاہر بات ہے کہ ناپاک کپڑے کو پاک پانی ہی پاک کرسکتا ہے، اسی طرح گناہ کو صرف حلال صدقہ خیرات پاک کرسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ اللهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ وَإِنَّ اللهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّينَ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ فَمَنْ أَعْطَاهُ اللهُ الدِّينَ فَقَدْ أَحَبَّهُ وَلَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسْلِمُ الْعَبْدُ حَتَّى يَسْلِمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ وَلَا يُؤْمِنُ حَتَّى يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ قَالَ غَشْمَهُ وَظُلْمَهُ وَلَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالًا حَرَامًا فَيَتَصَدَّقُ بِهِ فَيُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا يُنْفِقُ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لَا يَمْحُو السَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلَكِن

اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان میں چال چلن اور عادت کو اسی طرح بانٹ دیا ہے جس طرح تمہاری روزی کو تمہارے درمیان تقسیم کردیا ہے، اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے دوستوں اور غیر دوستوں سب کو ہی دیتا ہے، لیکن دین تو صرف اپنے دوستوں ہی کو عنایت فرماتا ہے، جس کو اللہ نے دین دے دیا ہے، اس کو اپنا پیارا دوست بنالیا، خدا کی قسم بندہ اسی وقت مسلمان ہوسکتا ہے جب کہ اس کا دل اور زبان مسلمان ہو جائے، اور ایماندار اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ اس کا پڑوسی اس کے ظلم اور تکلیفوں سے امن میں رہے اور جو شخص حرام کمائی کر کے صدقہ خیرات کرے تو وہ صدقہ اللہ کے نزدیک قبول نہیں ہوتا اور جو خرچ کیا جائے، اس میں برکت نہیں ہوگی، اور جو اپنے مرنے کے پیچھے چھوڑ گیا، تو وہ مال اس کے لیئے جہنم کا سامان ہوگا

Marfat.com

يَمْحُوا السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ وَإِنَّ الْخَبِيثَ لَا يَمْحُوا الْخَبِيثَ (احمد، ترغیب)

اللہ تعالیٰ برائی گناہ کو برائی حرام سے نہیں مٹاتا، البتہ برائی کو بھلائی سے معاف کر دیتا ہے اور ناپاک ناپاک کو نہیں مٹا سکتا یعنی ناپاک وحرام مال گناہ کو نہیں مٹا سکتا ہے۔

## حرام مال سے پلا ہوا گوشت جہنم میں جلایا جائے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ (بزار، طبرانی، ترغیب)

وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہوگی۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ وَدَمٌ نَبَتَا عَلَى سُحْتٍ اَلنَّارُ اَوْلٰى بِهِ (ترمذی)

جنت میں وہ گوشت اور خون داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پلا ہوگا، اس کے لئے تو دوزخ ہی مناسب ہے۔

## کمائی میں حلال اور حرام کا خیال رکھنا چاہیئے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا اَخَذَ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ (بخاری)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کو اس کی پروا نہیں ہوگی، کہ روزی حلال طریقے سے کمائی یا حرام سے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قُلْنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا نَسْتَحْيِي وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّاْسَ وَمَا وَعٰى وَتَحْفَظَ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى وَلْتَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ (ترمذی)

جس طرح سے خدا سے شرمانے کا حق ہے، اسی طرح خدا سے شرماؤ، ہم (صحابہ) نے کہا، خدا کا شکر ہے کہ ہم خدا سے شرماتے ہیں، آپ نے فرمایا، اس طرح سے خدا سے شرمانے کا طریقہ نہیں ہے، بلکہ حقہ خدا سے شرمانے کا طریقہ یہ ہے کہ سر اور آنکھ وغیرہ کی نگرانی کرو، اور موت کو اور گلنے سڑنے کو یاد کرو، جو آخرت چاہتا ہے اس کو دنیا کی زینت چھوڑ دینا چاہیئے، جس نے ایسا کیا اس نے خدا سے کما حقہ شرم اور حیا اختیار کی، یعنی کھانے پینے میں حلال وحرام کا خیال رکھنا چاہیئے۔

حرام روزی سے بچنا چاہیئے، جو لوگ حرام روزی کھاتے ہیں، وہ خدا کے نزدیک بے حیا اور بے شرم ہیں۔ قیامت کے دن ان سے سخت باز پرس ہوگی، کہ روزی کہاں سے کمائی ہے، اور کہاں خرچ کی

کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

| | |
|---|---|
| مَا تَزَالُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَ اَنْفَقَهٗ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَاذَا عَمِلَ فِيْهِ (ترمذی، بیہقی) | قیامت کے دن بندے کے قدم نہیں ہٹ سکتے۔ جب تک چار چیزوں کے متعلق پوچھ گچھ نہ ہو جائے۔ (۱) عمر کہاں گنوائی (۲) جوانی کہاں برباد کی (۳) مال کو کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، (۴) اور جو علم سیکھا تھا اس پر کیا عمل کیا۔ |

اور آپ نے فرمایا کہ دنیا سرسبز اور شیریں ہے جو حلال ذریعہ سے کماتا ہے اور مناسب و جائز جگہ پر خرچ کرتا ہے تو اللہ اس کو بدلہ دے گا، اور جنت میں داخل فرمائے گا، اور جو حرام طریقے سے کماتا ہے اور خرچ کرتا ہے، تو اس کو ذلیل جگہ رکھے گا۔ اور بہت سے لوگ اللہ اور رسول کے مال کو ناحق ہڑپ کر جاتے ہیں قیامت کے دن وہ آگ میں ہوں گے۔ (بیہقی، ترغیب)

جس طرح حرام سے بچنا ضروری، اسی طرح شک و شبہ کی کمائی اور مشکوک مال سے بھی بچنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حلال ظاہر ہے، اور حرام ظاہر ہے اور اس حلال و حرام کے بیچ میں بعض شبہ والی چیزیں ہیں، جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ آیا وہ حلال ہیں یا حرام ہیں، جو بعض شک و شبہ والی چیزوں سے بچا، اس نے اپنے دین (عزت) کو بچالیا، اور جو ان شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا تو اس کی مثال اس چرواہے جیسی ہے جو شاہی چراگاہ کے پاس اپنے جانوروں کو چرائے قریب ہے کہ کوئی جانور اس میں گھس جائے، خبردار، ہر ایک بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہے، جس میں دوسرے کے جانوروں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے، سن لو، اللہ تعالیٰ کی چراگاہ میں یعنی اس کی زمین پر کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ خبردار! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست رہا تو سارا جسم درست رہا۔ اور جب وہ خراب ہو گیا، تو سارا جسم خراب ہو گیا سن لو وہ دل ہے۔ (بخاری شریف)

یعنی دل میں تقویٰ اور ڈر ہونا چاہیئے، اگر خدا کے خوف سے حرام اور شک والی چیزوں کو چھوڑ دے۔ تو وہ نیک شمار ہوگا، اور اگر بے خوف ہو کر حرام اور شبہ والی چیزوں کو استعمال کرے تو اچھا نہیں سمجھا جائے گا اصل پرہیزگاری یہی ہے کہ شک و شبہ والی چیزوں کو بھی چھوڑ دیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شک و شبہ والی چیز کو چھوڑ کر وہ کام کرو جس میں شک و شبہ نہ ہو۔

اور آپ نے فرمایا بندہ اس وقت پرہیزگاری کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ناجائز چیزوں سے بچنے کے لیے بعض چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے۔ (ترمذی)

مکر و فریب اور جھوٹ سے اور اصلی چیزوں میں نقلی ملاکر فروخت کر کے روزی کمانا سخت گناہ ہے اور ایسا کرنے والا مسلمان نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (مسلم)
جو ہم کو فریب دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

**ایک واقعہ** ایک مرتبہ آپ بازار میں تشریف لے گئے، غلہ منڈی میں آپ نے غلہ کا ایک ڈھیر دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا، کہ اس غلہ کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھئے، آپ نے ہاتھ ڈال کر دیکھا تو نیچے کا غلہ گیلا تھا، اور اوپر کا سوکھا، آپ نے فرمایا غلہ والے یہ کیا معاملہ ہے، اس نے کہا، کہ بارش ہوئی، تو غلہ بھیگ گیا تھا، اوپر سے خشک ڈال دیا ہے آپ نے فرمایا۔ گیلا اوپر رکھتا اور سوکھا نیچے رکھتا، تاکہ سب لوگ دیکھ لیتے، ایسا کرنا دھوکا دینا ہے، اور جو دھوکا دے گا وہ مسلمان نہیں ہے مسلمان دھوکا نہیں دیتا ہے، ایک روایت میں آپ نے فرمایا:۔

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا وَالْمَكْرُ وَالْخِدَاعُ فِي النَّارِ (ترغیب، طبرانی)
دھوکہ باز ہم میں سے نہیں ہے اور مکر و فریب دوزخ میں ہے، یعنی ایسا کرنے والا دوزخی ہے۔

اور دودھ میں پانی ملاکر بیچنا حرام ہے اور یہ روزی حرام کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا تَشُوبُوا اللَّبَنَ لِلْبَيْعِ بیچنے کے لیئے دودھ میں پانی مت ملاؤ، اور بیہقی اور ترغیب میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکایت بیان فرمائی ہے۔

**حکایت** پہلے زمانے میں ایک شخص دودھ میں پانی ملاکر بیچا کرتا تھا، کہ ایک مرتبہ دودھ فروخت کر کے واپس آرہا تھا، کہ راستہ میں کشتی پر سوار ہونا پڑا، جس کشتی میں سوار ہوا تھا، اس میں ایک بندر بھی تھا، جب کشتی بیچ منجدھار کے پہنچی تو بندر اس کے روپوں کی تھیلی لے کر اوپر والی لکڑی پر چڑھ گیا اور وہاں سے روپوں کی تھیلی میں سے ایک روپیہ پانی میں پھینکتا جاتا اور ایک روپیہ اس آدمی کے سامنے ڈالتا جاتا، اسی، طرح آدھا روپیہ پانی میں اور آدھا اس کے سامنے ڈالا، گویا پانی کا روپیہ پانی میں ڈالا، اور دودھ کا اس کے سامنے پھینکا، یہ حکایت ترغیب اور مسند احمد میں موجود ہے۔

دین خیر خواہی کا نام ہے لین دین کرنے والے آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد اور خیر خواہ رہیں تب دونوں کے معاملہ میں برکت رہے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا (بخاری)
اگر بیچنے خریدنے والے سچ سچ بولیں اور اپنی چیزوں کے عیب و نقصان کو بیان کردیں تو دونوں کے معاملہ میں برکت ہوگی اور اگر عیب پوشی کریں اور جھوٹ بولیں تو ان کی سوداگری میں برکت نہیں ہوگی۔

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا۔

مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُنَبِّهْ لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ أَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ (ابن ماجۃ)

جو عیب دار چیز کو بلا بتائے بیچ دے گا، وہ خدا کی ناراضی میں ہمیشہ رہے گا یا فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت بھیجتے رہیں گے۔

اور آپ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا تھا، کہ جب سودا بیچو تو فقل لا خلابۃ (بخاری) کہہ دیا کرو، دھوکہ بازی نہیں ہے، اور نہ ہمیں کوئی فریب نقصان دے، اور نہ ہم کسی کو دھوکا دیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں فرمایا بیع المسلم المسلم حرمکا، بیچنا مسلمان کا مسلمان سے ہے یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دھوکہ نہیں دیتا ہے، دین خیر خواہی کا نام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ (بخاری) حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی شرح میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا واقعہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ ان کے غلام نے تین سو روپے میں ایک گھوڑا خریدا۔ جب حضرت جریر نے اس گھوڑے کو دیکھا تو بائع سے کہا کہ تمہارا گھوڑا تین سو سے بہتر ہے، قیمت میں اضافہ فرماتے رہے، یہاں تک کہ آٹھ سو روپے عنایت فرمائے۔

حلال روزی حاصل کرنے کے بہت سے طریقے ہیں، ان میں سے تجارت زراعت، صنعت وحرفت اور ملازمت وغیرہ بھی ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں میں سے کسی نے تجارت کی، کسی نے صنعت وحرفت کی، کسی نے ملازمت وزراعت کو اختیار کر کے حلال کمائی کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ (الحدیث) جو اپنے قوت بازو سے کما کر کھاتے ہو وہ سب سے پاکیزہ روزی ہے

اللہ کے نیک بندوں نے اپنے ہاتھوں سے کما کر کھایا پیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ (بخاری)

اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا سب کھانوں سے بہتر ہے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے زمانے کے بہت بڑے بادشاہ تھے، ان کا شاہی خزانہ سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے بھرے تھے، لیکن اس خزانہ میں سے اپنے اہل وعیال کے لئے ایک پیسہ نہیں لیتے تھے، بلکہ اپنی محنت اور ہاتھ کی کمائی سے روزی حاصل کرتے تھے، اور زرہ بنا کر فروخت کرتے تھے، اور اسی کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے تھے، چونکہ ان کی نیت پاک وحلال کمائی کی تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے لوہے کو ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم کر دیا تھا، جس طرح چاہتے موڑ کر نہایت آسانی سے زرہ بنا لیا کرتے تھے، جس کا مفصل بیان قرآن مجید میں سورہ سبا اور سورہ انبیاء میں آیا ہے۔

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کپڑا بن کر اور زراعت کر کے اپنی روزی حاصل کرتے تھے، حافظ ابن کثیر نے اپنی مشہور تاریخ البدایۃ والنہایہ کی پہلی جلد میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کا قول نقل کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ حِیْنَ اَھْبَطَ اٰدَمَ مِنَ الْجَنَّۃِ اِلَی الْاَرْضِ عَلَّمَہٗ صَنْعَۃَ کُلِّ شَیْءٍ

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو ان کو ہر قسم کی صنعت کی تعلیم دی۔

سب سے پہلے حضرت حوا علیہا السلام نے سوت کاتا اور حضرت آدم علیہ السلام نے کپڑا بنایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ھَبَطَ اٰدَمُ وَحَوَّاءُ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ عُرْیَانَیْنِ جَمِیْعًا عَلَیْھِمَا وَرَقُ الْجَنَّۃِ فَاَصَابَہُ الْحَرُّ حَتّٰی قَعَدَ یَبْکِیْ وَیَقُوْلُ لَھَا یَا حَوَّاءُ قَدْ اٰذَانِی الْحَرُّ وَجَاءَہٗ جِبْرَئِیْلُ بِقُطْنٍ وَاَمَرَھَا اَنْ تَغْزِلَ وَعَلَّمَھَا وَاَمَرَ اٰدَمَ بِالْحِیَاکَۃِ وَعَلَّمَہٗ

(البدایۃ والنہایۃ ج ۱)

حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام دونوں جنت سے برہنہ اترے تھے، صرف جنت کے پتے پہنے ہوئے تھے، دنیا کی گرمی سے تکلیف پہنچی۔ تو آدم علیہ السلام بیٹھ کر رونے لگے، اور حوا سے فرمایا:۔ گرمی نے مجھے پریشان کر رکھا ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے روئی لا کر حضرت حوا سے فرمایا تم اسے کاتو، اور انہیں کاتنے کا طریقہ بتایا اور حضرت آدمؑ کو بننے کے لیے فرمایا اور انہیں بننا سکھایا۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے فن کتابت اور خیاطت یعنی لکھنے اور سینے کا طریقہ ایجاد کیا، البدایہ والنہایہ جلد اول میں مرقوم ہے اِنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ خَطَّ بِالْقَلَمِ سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام نے قلم سے لکھا اور کپڑے کی سلائی کر کے گزر اوقات کی، حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں

اِنَّ اِدْرِیْسَ کَانَ خَیَّاطًا وَکَانَ لَا یَغْرِضُ اِبْرَۃً اِلَّا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ،

ادریس علیہ السلام درزی کا کام کرتے تھے، اور ہر ٹانکے پر لفظ سبحان اللہ کہتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کشتی کے موجد ہیں، اور خود ملاحی کا کام کیا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا ط

ہمارے سامنے ہمارے حکم سے کشتی تیار کرو۔

کشتی رانی اور جہاز رانی کے موجد آپ ہی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عصمت کے لیے ملازمت اور مزدوری کی جیسا کہ قرآن مجید میں عَلٰۤی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ آیا ہے، یعنی نکاح کے مہر کے بدلے میں آٹھ یا دس سال تک نوکری اور ملازمت کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بزازی کا کام کیا کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کہ تم لوگ

Marfat.com

بزازی کرو، کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام بزازی کرتے تھے (احسن المقال ص ۶)

حضرت شعیب علیہ السلام بھی کپڑا بن کر تجارت کرتے تھے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تیر بناتے اور فروخت کرتے تھے۔

حضرت لقمان علیہ السلام رسیاں بناتے اور فروخت کرتے تھے (احسن المحاضر)

حضرت سالح علیہ السلام تھیلوں کی تجارت کرتے تھے۔ (التجارۃ فی الاسلام)

حضرت یحییٰ علیہ السلام جوتے سیتے، اور جوتے کی تجارت کرتے تھے (احسن المقال)

حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی گری کرکے معاش پیدا کرتے تھے۔ (مسلم)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام صفات کمالیہ کی جامع تھی، ان میں سے ایک خوبی اکل حلال کی بھی تھی، آپ نے بچپن میں بکریوں کو چرایا، اور بڑے ہوکر تجارت کی حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے کامل بارہ سال تک تجارت کی تھی، اور اسے اس قدر ترقی اور وسعت دی کہ آپ کا مال تجارت شام، یمن حبشہ بحرین وغیرہ کی زبردست منڈیوں میں بکنے کے لئے جایا کرتا تھا، اس سلسلہ میں دو مرتبہ ملک شام کی طرف آپ نے بہ نفس نفیس سفر بھی کیا، ابوداؤد میں حضرت سائب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے میرے شریک تجارت تھے، معاملہ ہمیشہ نہایت صاف رہا۔ اسی طرح نبوت کے بعد بحرین سے وفد عبدالقیس آیا تو آپ نے اس سے اپنی تجارت کا حال بیان کیا، کہ میرا مال تمہاری منڈیوں میں جایا کرتا تھا، (تاریخ ابن جریر)

غرض عملی حیثیت سے بھی آپ نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے اور تجارت کرکے بتا بھی دیا، لیکن قولی حیثیت سے بھی آپ نے تجارت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے، چنانچہ حلال روزی کی طلب کو جہاد بتایا گیا ہے (مسند احمد) اور آپ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا تَعَفُّفًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْيًا عَلَىٰ عِيَالِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلَىٰ جَارِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَوَجْهُهٗ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ رواہ بہیقی بسند ضعیف

جو دنیا کو حلال طریقے سے کما کر بچوں کی پرورش کرتا ہے اور پڑوسیوں کی مدد کرتا ہے، تو خدا تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس طرح ملے گا، کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْكَسْبِ اَطْيَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ وَكُلُّ بَيْعٍ

کہ اے اللہ کے رسول! کون سی کمائی پاکیزہ تر ہے، آپ نے فرمایا، ہاتھ کی کمائی، اور ہر وہ سچی تجارت جس

مبرور (مشکوۃ۔احمد) میں دھوکا اور فریب نہ ہو۔

تجارت کو آپ نے معاش کا ذریعہ فرمایا ہے۔

عَلَيْكُمْ بِالتِّجَارَةِ فَإِنَّ فِيهَا تم تجارت کو لازم پکڑو،

تِسْعَةَ أَعْشَارِ الرِّزْقِ۔ کیونکہ اس میں تمہاری روزی کے نو حصے ہیں۔

اور آپ نے سچی تجارت کے متعلق فرمایا۔

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ سچا امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں

وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ (بخاری) کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اس کو ہم "خرما و ہم ثواب" کہتے ہیں، دنیا میں روزی ملی، اور قیامت میں جنت ملی، اور ایسے پاکباز لوگوں کی رفاقت ملی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا شرافت و سعادت ہو سکتی ہے قرآن مجید میں بھی تجارت اور اکل حلال کی بڑی اہمیت بتائی گئی ہے جس کو ہم نے نہایت تفصیل سے اپنے رسالہ "حلال کمائی" میں بیان کیا ہے۔

اکثر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا پیشہ تجارت تھا، اور ان کو تجارت کے معاملہ میں مہارت تامہ حاصل تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے، تجارتی کاروبار میں زیادہ مصروف رہنے کی وجہ سے دربار رسالت میں زیادہ تر نشست و برخاست کا موقع نہیں پاتے تھے، اس لیئے حدیثیں ان سے بہت کم مروی ہیں اس کا انہیں خود اعتراف ہے، چنانچہ فرماتے ہیں،

أَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ (بخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں مجھ سے اس وجہ سے مخفی رہ گئی کہ میں تجارت کے کاروبار میں زیادہ مشغول رہتا تھا

آپ کا تجارتی کاروبار اس قدر پھیلا ہوا تھا، کہ دوسرے ملکوں کے بازاروں میں ان کی نکاسی ہوتی تھی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کپڑوں کی تجارت کرتے تھے۔ خود فرماتے ہیں۔

لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مُؤْنَةِ أَهْلِي الخ (بخاری) میری قوم خوب جانتی ہے کہ میرا کاروبار میرے اہل و عیال کی کفالت سے عاجز نہیں ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بہت بڑے سوداگر تھے، اسلام لانے سے پہلے تجارت کرتے تھے اسلام قبول کرنے کے بعد جب ہجرت کر کے، مدینہ تشریف لے گئے، تو وہاں بھی تجارتی کاروبار شروع کیا، اس سے ان کو بہت فائدہ ہوا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع کو بھائی بھائی بنایا، تو سعد مالدار تھے، انہوں نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ میں اپنے مال کا آدھا حصہ تم کو دیتا ہوں، تمہیں ہر طرح کے تصرف کا حق ہے اس پر حضرت عبدالرحمٰن۔

بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ (بخاری)

اللہ آپ کے اہل و عیال اور مال میں برکت دے تم مجھے بازار کا رستہ بتادو، (میں تجارت کر کے اپنی روزی پیدا کر لوں گا)

چنانچہ انہوں نے بازار میں سودا بیچنا شروع کیا، جس سے ان کو تھوڑے ہی عرصہ میں اتنا فائدہ ہوا کہ وہ دوسروں سے بے نیاز ہو گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تجارت کیا کرتے تھے، آپ اپنے ایک تجارتی سفر میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر سنی، تو آپ مشرف بہ اسلام ہوئے، اور مدینہ کو اپنا مسکن بنایا، تو علاوہ تجارت کے زراعت کا مشغلہ بھی جاری رکھا، اس سے اس قدر ترقی ہوئی، کہ ساڑھے تین ہزار روپے روزانہ آمدنی ہوتی تھی، (طبقات ابن سعد قسم اول جز ۳-۲ ص ۱۵۸)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش تجارت ہی تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے مال میں عجیب برکت عطا فرمائی، کہ جب بھی آپ کسی کام میں ہاتھ ڈالتے کامیابی ہوتی تھی، (استیعاب ج ا ص ۲-۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اونٹوں کی تجارت کیا کرتے تھے، اور انہیں فروخت کر کے ان سے روزی پیدا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ارقم رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں جگہ دی تھی، لیکن ان کا اصلی ذریعہ معاش تجارت ہی تھا (طبقات ابن سعد)

غرض اکثر صحابہ کرام تجارت کر کے اپنی روزی پیدا کرتے تھے کسی غیر کے احسان مند نہیں ہوتے تھے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ نے بیت المال سے مسلمانوں کا وظیفہ مقرر کرنا چاہا تو حضرت سفیان نے فرمایا۔

اَدِيْوَانٌ مِثْلَ دِيْوَانِ بَنِي اَصْفَرٍ فَاكُلُوْا عَلَى الدِّيْوَانِ وَتَرَكُوْا التِّجَارَةَ، (فتوح البلدان)

کیا رومیوں کی طرح ہمارے نام بھی رجسٹروں میں درج ہوں گے، ان لوگوں کے وظیفے مقرر ہو گئے، تو اس کے عادی ہو جائیں گے اور تجارت کو چھوڑ بیٹھیں گے۔

علمائے امت اور بزرگان دین نے تجارت و زراعت اور صنعت و حرفت ہی کو اپنا ذریعہ ٹھہرایا تھا، کوئی تاجر تھا، کوئی لوہار تھا، کوئی بڑھئی تھا، کوئی درزی تھا، کوئی بزاز تھا، کوئی موچی تھا، کوئی جلاہا اور کوئی کسان تھا

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، امام ابن سیرین بھی تجارت کرتے تھے امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کپڑوں کی تجارت کرتے تھے، امام شہاب الدین سہروردی کی تجارت دور دراز ممالک تک پھیلی ہوئی تھی، مشہور محدث خالد الحذا جوتے فروخت کرتے تھے، امام قدوری رح

برتنوں کی تجارت کرتے تھے۔ امام ربیع اور علامہ کرخی وغیرہم بڑے بڑے تاجر تھے اور بڑے بڑے بادشاہوں نے تجارت کو اپنا معاش بنایا تھا۔ ہندوستان کے مشہور بادشاہ سلطان ناصرالدین تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد قرآن مجید لکھتے تھے، اور اس کے ذریعہ گزر اوقات کرتے تھے۔ بادشاہ عالمگیر ٹوپی اور کتابت قرآن کے ذریعہ روزی پیدا کرتے تھے۔ غرض نبیوں اور رسولوں نے تجارت کی۔ صحابہ و تابعین اور دیگر ائمہ عظام نے تجارت کی اور تجارت کے ذریعہ سے دنیا میں اشاعت اسلام کی اور تجارت ہی کے ذریعہ دیگر سوداگروں نے مختلف شہروں میں جاکر دین کی تبلیغ کی۔ دنیا کی منڈیوں میں مسلمانوں کا قبضہ تھا، دراصل تجارت ایک شریف پیشہ ہے تاجروں کے سب ہی محتاج ہیں۔

افسوس موجودہ دور کا مسلمان اپنے آبائی پیشہ تجارت کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ اس کی حکومت گئی سلطنت گئی عزت گئی، دولت گئی۔ زراعت گئی۔ غرض اس کا سب ہی کچھ جاتا رہا اور آج کل تجارت کرنے والی قوم برسر اقتدار ہے۔ اس لیے کہ یہ محنتی اور جفاکش ہے۔ اس کو معمولی تجارت کرتے ہیں، دال آٹا چاول، دھنیا مرچ نمک۔ تمباکو اور کپڑا وغیرہ فروخت کرنے میں شرم وحیا نہیں آتی۔ بلکہ پڑھا لکھا آدمی بوقت ضرورت سڑکوں پر جوتوں کی پالش کرتا پھرتا ہے اور دنیاوی اعتبار سے ہر طرح خوش وخرم نظر آرہا ہے۔ نواب بے ملک۔ یعنی موجودہ زمانے کا مسلمان اس چیز کو کسی طرح گوارا کرنے کو تیار نہیں ہے۔ پالش تو پالش کپڑا اور غلہ وغیرہ کی تجارت بھی وہ نہیں کر سکتے ملازمت کی تلاش میں جوتیاں چٹخاتے ہیں ٹھوکریں کھاتے ہیں دربدر پھرتے ہیں، اور جرائم پیشہ اختیار کرتے ہیں لیکن تجارت جیسے پیشے کو اختیار نہیں کرتے۔ خدا ان مسلمانوں کو ہدایت کرے کہ مسلمان اپنے آبائی پیشہ تجارت کو اختیار کر کے کھوئی ہوئی دولت کو پھر سے حاصل کرے۔

**زراعت** کسب حلال جس طرح تجارت اور دیگر صنعت وحرفت سے حاصل ہوتا ہے اسی طرح کھیتی باڑی اور باغبانی سے بھی حلال کمائی حاصل کی جاتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے مطابق کھیتی کرنے اور باغ لگانے کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔

| | |
|---|---|
| مَامِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ ۔ (بخاری) | جو مسلمان کوئی درخت لگائے، یا کھیتی کرے، اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا کوئی جانور کھائے تو اس باغ لگانے والے یا کھیتی کرنے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ |

گویا یہ انسان تمام انسانوں اور حیوانوں پر صدقہ کر رہا ہے اور سب اس کے صدقے کو کھا رہے ہیں۔ اس زراعتی پیشہ میں کوئی شرم اور بے عزتی کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالے کے نیک بندوں نے یہ پیشہ اختیار کر کے حلال روزی حاصل کی ہے، اس زراعتی کام کو خدا نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد نے فرمایا

Marfat.com

أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ۝ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ بتاؤ کہ جو کچھ تم بوتے ہو اسے تم اگاتے ہو ، یا ہم اگانے
أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۝ (الواقعہ) والے ہیں ۔

یعنی زمین میں جو کچھ بوتے ہو دانہ اگانا ہمارا کام ہے ، تمہارا کام نہیں ہے کھیتی کا پیشہ نہایت حلال پیشہ ہے ، بشرطیکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور نہ خدا کی عبادت میں کسی قسم کی کوتاہی ہو ، جو اس کاشتکاری کے کاروبار میں حد سے زیادہ مصروف ہونے کی وجہ سے عبادت الٰہی کو نہ بجا لانے اور حقوق انسانی کی نگہداشت بھی نہ کرے وہ شرعی مجرم ہے نیز دوسرے کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنے والے بہت برے ہیں قیامت کے دن ان پر سخت عذاب ہوگا اور ان زمینوں کا ہار اس کے گلے میں ڈالا جائے گا ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دوزخ کے عذابوں اور دنیا کے فتنوں ، بلاؤں سے بچائے ، اور نیک عملوں کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

أَقُولُ قَوْلِي هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَآخِرُ دَعْوٰنَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ آلِهِ الْحَقِّ ۝ آمِين ۝

---

# خطبہ ۵۱ مذمت دنیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَالِمًا قَدِيرًا حَيًّا قَيُّومًا سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاُكَبِّرُهُ تَكْبِيرًا ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِي اَرْسَلَهُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ العنکبوت)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :- اور دنیا کی زندگی محض کھیل تماشہ ہے اور سچی زندگی آخرت کی زندگی ہے اگر یہ لوگ جانتے ہوتے ۔

یعنی بقا و دوام نہیں ہے بلکہ اس کے لیے فنا و زوال ہے اور دنیا کی زندگی کو کھیل تماشہ سے تشبیہ دی گئی ہے ، جس طرح کھیل اور تماشہ کے لیے زوال ہے کہ چند منٹوں کے لیے پھر ختم یہی دنیا کی

Marfat.com

زندگی کا حال ہے یا دنیا کی زندگی پانی کا ایک بلبلہ ہے قرآن مجید میں ہے

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتّٰى إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ أَتٰهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا إِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

(سورہ یونس)

دنیا کی زندگی کی مثال تو بالکل بارش جیسی ہے جسے ہم آسمان سے برساتے ہیں، پھر اسی سے زمین کا سبزہ اور روئیدگی مل جل کر وہ چیزیں اگتی ہیں جو انسان بھی کھاتے ہیں اور چوپائے بھی یہاں تک کہ جب زمین سرسبز ہوگئی آراستہ ہوگئی۔ اور وہاں کے رہنے والوں نے اندازہ لگا لیا کہ اب ہم نفع پانے پر قادر ہوگئے کہ ناگہاں ہمارا حکم اس پر رات کو یا دن کو آپہنچا ہم نے اسے جڑ سے پھینک اکھاڑا اس طرح سے گویا کبھی کچھ نہ تھا غور و فکر کرنے والوں کے لیے ہم اسی طرح سے کھول کھول کر اپنی نشانیاں بیان فرما دیتے ہیں اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلانا چاہتا ہے، اور جسے چاہتا ہے راہ راست پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔

دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور اس کی دو گھڑی کی سہانی رونق پر اس کی بربادی اور بے رونقی کی مثال زمین کے سبزے سے بیان کی گئی ہے کہ ابر سے پانی برسا اور زمین لہلہا اٹھی، اور طرح طرح کی سبزیاں، سرسبز پھل اور پھول کھیت اور باغات پیدا ہو گئے، انسانوں کے کھانے کی چیزیں اور جانوروں کے چرنے چگنے کی چیزیں چوطرف پھیل پڑیں، زمین ہری بھری اور سرسبز ہو گئی، ہر چہار طرف ہریاول ہی ہریاول نظر آنے لگی کھیتی والے خوش ہو گئے باغ والے پھولے نہیں سماتے کہ اب کی بار پھل اور اناج بکثرت ہے کہ ناگہاں آندھیوں کے جھکڑ چلنے لگے برف باری ہوئی اولے گرے پالا پڑا، پھل پھول پتے بھی جل گئے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے تازگی خشکی سے بدل گئی پھل ٹھٹھر گئے جل گئے کھیت و باغات ایسے ہو گئے کہ گویا تھے ہی نہیں اور جو چیزیں کل تھیں آج نہیں تو گویا کل بھی نہ تھی یہی حال دنیا ہے کہ روح آسمان سے آئی اور خاکی جسم میں داخل ہو گئی وہ جسم پیدا ہو کر سرسبز اور جوان ہوا، خویش و اقارب سب سمجھنے لگے یہ شخص ہم کو فائدہ پہنچائے گا ناگہاں آفت آئی، اور وہ مر گیا گویا تھا ہی نہیں ساری امیدیں خاک میں مل گئی تو دنیا میں چند دنوں کے لیے یہ سرسبزی و شادابی ہے اس پر فریفتہ نہیں ہونا چاہیے حدیث شریف میں ہے کہ ایک بڑے دنیا دار کروڑ پتی کو جو ہمیشہ ناز و نعمت میں ہی رہا تھا لا کر جہنم میں ایک غوطہ دے کر پھر اس سے پوچھا جائے گا کہو تمہاری زندگی کیسی گزری، وہ جواب دے گا کہ میں نے کبھی کوئی آرام نہیں دیکھی، کبھی آرام کا نام بھی نہیں سنا، اسی طرح دنیا کی زندگی میں آرام کی ایک گھڑی بھی جس پر نہیں

Marfat.com

گزری تھی اسے لیا جائے گا، جنت میں اسے غوطہ لگا کر پوچھا جائے گا، کہو دنیا میں کیسے رہے؟ وہ جواب دے گا کہ پوری عمر میں میں نے کبھی رنج و غم کا نام نہیں لیا، کبھی دکھ اور تکلیف کو دیکھا ہی نہیں (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ اسی طرح عقلمندوں کے لیے واقعات کھول دیتا ہے تاکہ وہ عبرت حاصل کریں ایسا نہ ہو کہ اس چند روزہ اور فانی دنیا کے چکر میں پھنس جائیں، اور اس ڈھل جانے والے سائے کو اصلی اور پائیدار سمجھ لیں اس کی رونق دو روزہ ہے، یہ وہ چیز ہے جو اپنے طالبوں سے بھاگتی ہے اور نفرت کرنے والوں سے لپٹتی ہے

دنیا کی زندگی کی مثال اسی طرح اور بہت سی آیتوں میں بیان ہوئی ہے مثلاً سورہ کہف کی آیت۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ (الکہف)

ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجیے کہ وہ پانی کی طرح ہے، جسے ہم آسمان سے اتارتے ہیں اس سے زمین کو روئیدگی ملتی ہے پھر آخر کار وہ چورا ہو جاتی ہے جسے ہوائیں لیے اڑتی پھرتی ہیں، اللہ ہر چیز پر قادر ہے مال و اولاد تو دنیا ہی کی زندگی کی زینت ہیں، ہاں البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب کے اور آئندہ کی اچھی توقع کے بہت ہی عمدہ ہیں۔

اور سورہ آل عمران کی اس آیت میں فرمایا۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ (آل عمران)

لوگوں کے لیے نفسانی خواہشوں کی چیزوں کو زینت دی گئی ہے عورتوں سے اور بیٹوں سے اور جمع کیے ہوئے خزانوں سے سونے اور چاندی کے اور نشاندار گھوڑوں سے اور چوپایوں سے اور کھیتی سے یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانہ تو اللہ ہی کے پاس ہے آپ کہہ دیجیے کیا میں تمہیں اس سے بہت ہی بہتر چیز نہ بتاؤں تقویٰ والوں کے لیے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور خدا کی رضامندی ہے سب بندے اللہ کی نگاہ میں ہیں۔

یہ مال متاع دنیا خواہش نفسانی اور مال و دولت سے متمتع ہونے کا نام ہے، جو فانی اور زوال پذیر

ہے اس لیے اہل اللہ ان باتوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں کرتے اور جو شخص بھی گہری نظر سے دنیا کا مطالعہ کرے گا تو وہ دنیا کو مردہ اور سڑی ہوئی لاش سے بھی زیادہ برا سمجھے گا، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف لے جا رہے تھے اور صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ تھے، تو آپ کا گزر بکری کے مرے ہوئے بچے کے پاس سے ہوا، جس کے چھوٹے چھوٹے کان تھے۔ آپ نے اس کے کان کو پکڑ کر فرمایا۔ اس مرے ہوئے بکری کے بچے کو ایک درہم میں لینا کون پسند کرتا ہے، لوگوں نے کہا کہ ہم کسی حالت میں اس کو لینا پسند نہیں کرتے ہیں، اور اس مردے کو لے کر ہم کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا اچھا پھر مفت ہی لے لو، ان لوگوں نے کہا اگر زندہ ہوتا تب بھی عیب دار تھا اس کے چھوٹے چھوٹے کان ہیں اب اس مردے بچے کو لے کر ہم کیا کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا کہ یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مردہ لاش سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے۔ (مسلم)

پرہیزگار اور سمجھ دار لوگ اس دنیا کو سڑی گلی اور مردہ لاش جان کر اسکی طرح لینا پسند نہیں کرتے بلکہ اس کی طرف دیکھتے بھی نہیں ہیں، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں ایک عبرت ناک اور سبق آموز حکایت کیمیائے سعادت ص ۵۱ میں لکھی ہے جسے ہم لکھ رہے ہیں۔

**حکایت** ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی کی، شاہزادے نے جس رات کو اپنی دلہن کے پاس جانا چاہا بہت سی شراب پی لی، جب مست ہوا، تو دلہن کی تلاش میں نکلا، خلوت خانہ میں جانے کا قصد کیا راہ بھول گیا گھر سے باہر نکل آیا اور چلا، یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچا، ایک گھر دیکھا اور اس میں چراغ نظر آیا سمجھا کہ دلہن کا گھر میں نے پایا، جب اندر گیا تو کچھ لوگوں کو سوتے دیکھا، تب پکارا مگر کسی نے جواب نہ دیا، سمجھا کہ سب سوتے ہیں، ایک شخص کو دیکھا کہ نئی چادر منہ پر تانے ہے شہزادے نے اپنے دل میں کہا کہ یہی میری دلہن ہے۔ اس کے پہلو میں لیٹا۔ اور اس پر سے چادر اتاری، تو اس کے دماغ میں خوشبو پہنچی کہا کہ بے شک یہی دلہن ہے کہ خوشبو ملے ہوئے ہے، چنانچہ وہ اس کے ساتھ جماع کرنے لگا، اور اپنی زبان اس کے منہ میں دے دی اس کو نمی پہنچی تو سمجھا میری مدارات کرتی ہے اور گلاب چھڑکتی ہے جب صبح ہوئی اور شاہزادہ ہوش میں آیا، تو اس حجرے کو آتش پرستوں کا مقبرہ پایا جو لوگ اس کی دانست میں سوتے تھے وہ حقیقت میں مردے تھے، جس کی نئی چادر تھی اور جسے اپنی دلہن سمجھا تھا، وہ ایک ڈراؤنی صورت بڑھیا تھی۔ اسی دو چار دن کے عرصہ میں مری تھی، وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تھی، وہ رطوبت جو شہزادے کو پہنچی تھی، وہ اس بڑھیا کی نجاست اور ناپاکی تھی، شاہزادے نے اپنے تئیں دیکھا کہ تمام بدن نجاست بھرا ہے اور اس کے لعاب دہن سے منہ کا مزا کڑوا ہے، چاہا کہ اس ندامت اور رسوائی اور آلودگی کے مارے

Marfat.com

مر جائے اور ڈر اگر ایسا نہ ہو کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور اس کی فوج و سپاہ اس حالت سراپا نجاست میں مجھے دیکھ لے، وہ اسی سوچ میں تھا کہ اس کا باپ یعنی بادشاہ مع افسران و لشکر اس کی تلاش میں آ پہنچا۔ اسے ان خرابیوں کی حالت میں دیکھا۔ شاہزادہ نہایت نادم ہوا، اور اس کا جی چاہا کہ اگر اس کی زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما جاتا تاکہ اس ذلت اور رسوائی سے نجات مل جاتی

اے عزیز! فردائے قیامت میں دنیادار کی دنیا کی تمام لذتوں اور خواہشوں کو بھی اسی طرح کے دیکھیں گے دنیوی خواہشوں کے ساتھ ملے رہنے سے ان کے دل میں جو اثر رہا ہوگا، وہ بھی اس نجاست اور تلخی کا سا ہوگا، جو اس شاہزادہ کے بدن اور دہن میں رہی تھی، دنیادار اس سے بھی زیادہ وہاں پر رسوا ہوں گے اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مکاشفہ میں دنیا کو بڑھیا عورت کی صورت میں دیکھا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کتنے خاوند کیے ہیں۔

بولی اس کثرت سے کہ گنتی میں نہیں آسکتے۔

مر گئے یا طلاق دے دی، حضرت عیسیٰ نے یہ سوال کیا۔

اس نے کہا میں نے سب کو مار ڈالا،

حضرت عیسیٰ نے فرمایا تعجب ہے ان احمقوں پر جو دیکھتے ہیں، کہ اوروں کے ساتھ تو نے کیا کیا اور پھر بھی تیری رغبت کرتے ہیں، عبرت نہیں پکڑتے۔

گویا دنیا ایک سنڈاس کی طرح ہے اور طالب دنیا اس میں لتا پت، امام بیہقی اور امام غزالی نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰى مَزْبَلَةٍ فَقَالَ هَلُمُّوْا إِلَى الدُّنْيَا وَأَخَذَ خِرَقًا قَدْ بَلِيَتْ عَلٰى تِلْكَ الْمَزْبَلَةِ وَعِظَامًا قَدْ نَخِرَتْ فَقَالَ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَهٰذِهِ إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّ زِيْنَةَ الدُّنْيَا سَتَخْلُقُ مِثْلَ تِلْكَ الْخِرَقِ وَأَنَّ الْأَجْسَامَ الَّتِيْ تَرٰى بِهَا سَتَصِيْرُ عِظَامًا بَالِيَةً (احیاء العلوم)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھور پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے فرمایا، آؤ تم دنیا دیکھو آپ نے اس گھور پر سے گلا سڑا کپڑا اور بوسیدہ اور گلی ہوئی ہڈی لے کر فرمایا، کہ یہ دنیا ہے، دنیا کی زینت اس کپڑے کی طرح ہے، اور جسم کی ہڈی اس سڑی ہوئی ہڈی کی طرح ہے، یعنی مرنے کے بعد جسم بھی گل سڑ جائے گا، اور ہڈی بھی گل سڑ جائے گی، اور کپڑا بھی پرانا ہو کر چیتھڑے ہو جائے گا

دنیا کی کسی چیز کے لیئے بھی بقاو دوام نہیں ہے، اس حدیث کی نفاد سے تفسیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ میں تجھ کو دنیا و مافیہا دکھاؤں میں نے عرض کیا کہ بہت بہتر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا، اور مدینہ منورہ کے ایک جنگل میں تشریف لائے وہاں ایک جگہ کھوپڑیاں اور پاخانہ اور ہڈیاں و چیتھڑے پڑے تھے آپ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ یہ کھوپڑیاں ایسے ہی چاہت کیا کرتی تھیں، جیسے تم کرتے ہو، اور ایسے ہی عمل کیا کرتی تھیں، جیسے کہ تم کرتے ہو، آج ایسی ہو گئیں، کہ ان پر چمڑا بھی باقی نہیں، اب چند دن میں راکھ ہو جائیں گی، اور پاخانہ جو دیکھتے ہو، یہ ان کی غذا تھی، نہ معلوم کہاں کہاں سے کما کر کھایا تھا آج ایسا ہو گیا کہ تم کو اس سے نفرت ہے اور یہ چیتھڑے ان کی پوشاک کے ہیں، کہ ہوا سے مارے مارے پھرتے ہیں اور یہ ہڈیاں ان کے چوپایوں کی ہیں جن پر چڑھ چڑھ کر شہر شہر پھرا کرتے تھے پس جب یہ انجام ناپائیدار دنیا کا ہے تو مقام عبرت و گریہ ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جب تک خوب رو نہ لیئے، تب تک وہاں سے نہ ٹلے کہ

گزر ناگاہ جب میرا ہوا شہر خموشاں میں عجب نقشہ نظر آیا وہاں شاہان عالم کا
کہیں آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تھا کہیں ٹوٹا پڑا تھا، کاسہ سر خاک پر جم کا

اس دنیا کی بے رخی کو زہد کہا جاتا ہے یہ دنیا خدا کے نزدیک بہت ذلیل ہے اس کی کوئی عزت نہیں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَوْکَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَاسَقٰی کَافِرًا مِنْھَا شَرْبَۃَ مَاءٍ (ترمذی)

اگر دنیا کی عزت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس سے ایک گھونٹ پانی کسی کافر کو نہ پلاتا۔

چونکہ اس کی کوئی قدر نہیں ہے اس لیئے ہر کس و ناکس اس سے فائدہ اٹھا لیتا ہے اور دنیا کی ہر چیزیں خرابی اور نقصان ہے صرف یاد الٰہی میں فائدہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ اَوْ عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ (ابن ماجۃ، ترمذی)

دنیا ملعون اور دنیا کی ہر چیز پر لعنت ہے مگر صرف اللہ کا ذکر اور اسکی مددگار چیزیں اور عالم و متعلم ملعون نہیں (بلکہ مبارک ہیں)

ذکر الٰہی اور اس کے معاون علم میں خیر و برکت ہے باقی چیزوں میں بھلائی نہیں ہے، اللہ سے غفلت کے سارے کام دنیا میں داخل ہیں اور آخرت حاصل کرنے کے سارے کام آخرت میں شمار ہوتے ہیں وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ خَیْرٌ باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا کَمَا یَجْعَلُ اَحَدُکُمْ اِصْبَعَہٗ ھٰذِہٖ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ

دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی قلیل ہے، جس طرح ان سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبو کر نکالے تو دیکھے

Marfat.com

بِمَ يَرْجِعُ (مسلم)
کتنا پانی اس کی انگلی کے ساتھ نکلتا ہے۔

یعنی آخرت ایک سمندر ہے اور دنیا ایک قطرے سے بھی کم ہے لہذا آخرت کو ترجیح دینا چاہیئے اور دنیا سے زہد اختیار کرنا چاہیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى (احمد)

جس نے دنیا سے محبت کی، اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا، دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی ہے تو باقی کو فانی پر ترجیح دو۔

اسی لیئے قرآن مجید نے دنیا کو "عاجلہ" کہا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل)

جس کا ارادہ اس جلدی والی دنیا ہی کا ہے، اسے ہم جس قدر چاہیں مہلت دیتے ہیں بالآخر اس کے لیئے ہم جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں اور دھتکارا ہوا داخل ہوگا اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیئے ہونی چاہیئے وہ کرتا بھی ہو اور ہو بھی وہ باایمان، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی خدا کے ہاں پوری قدردانی کی جائے گی

کچھ ضروری نہیں کہ طالب دنیا کی ہر حاجت پوری ہی ہو، جس کا ارادہ خدا پورا کرنا چاہے کر دے، لیکن ہاں ایسے لوگ آخرت میں خالی ہاتھ رہ جائیں گے، پھر تو وہاں جہنم کے گڑھے میں گرے ہوئے ہوں گے نہایت برے حالوں ذلت اور خواری میں ہوں گے، کیونکہ یہاں انہوں نے یہی کہا تھا کہ باقی پر فانی کو، آخرت پر دنیا کو ترجیح دی تھی، اس لیئے وہاں خدا کی رحمت سے دور ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ (مسند احمد)

دنیا اس کا گھر ہے، جس کا آخرت میں کوئی گھر نہ ہو، یہ اس کا مال ہے جس کا آخرت میں کوئی نہ مال ہو اسے وہی جمع کرتا ہے، جس کے پاس اپنی گرہ کی عقل بالکل نہ ہو۔

اسی لیئے اللہ والے دنیا سے محبت نہیں کرتے اور نافرمان لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں، جیسا کہ فرمایا:۔

اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَاۗءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا (سورۃ الدھر)

یہ کافر تو دنیا کو پسند کرتے ہیں، اور قیامت کے سخت دن کو انہوں نے پیٹھ پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

آخرت کی تیاری نہیں کرتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ﴿سورۃ القیامۃ﴾ (ہرگز نہیں، بلکہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو، اور آخرت کو چھوڑے ہوئے۔

یعنی جلدبازی کرتے ہو، اور انجام کا خیال نہیں رکھتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ۔ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى (الاعلیٰ) لیکن تم دنیا کا خیال سامنے رکھتے ہو، اور آخرت بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے، یہ باتیں پہلی کتابوں میں اور ابراہیم و موسیٰ کی کتابوں میں بھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِيْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ (بخاری) تم دنیا میں مسافر یا راستہ طے کرنے والے کی طرح رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو،

حقیقت یہ ہے کہ دنیا عبرت کی جگہ ہے اللہ کے نزدیک، اور مقرب بندوں نے ہمیشہ اس سے کنارہ کشی کی ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا فُطَنَا طَلَّقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتَنَا

اللہ کے سمجھ دار بندوں نے دنیا کو چھوڑ دیا، اور فتنہ سے اندیشہ کیا

نَظَرُوْا فِيْهَا فَلَمَّا عَلِمُوْا اَنَّهَا لَيْسَتْ لِحَيٍّ وَطَنَا

اور دنیا میں نظر غور کر کے دیکھا تو انہوں نے خوب جان لیا کہ دنیا کسی زندہ کے لیے وطن نہیں ہے

جَعَلُوْهَا لُجَّةً وَاتَّخَذُوْا صَالِحَ الْاَعْمَالِ فِيْهَا سُفُنَا

بلکہ دنیا کو ایک گہرا سمندر سمجھا اور نیک عملوں کو کشتی بنایا۔

یہ دنیا دارالعمل ہے اور یہی اعمال صالحہ کشتی کی طرح نجات دینے والے ہیں آخرت کے لحاظ سے مومن کے حق میں جیل خانہ ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم) یہ دنیا مومن کے لیے جیل خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت

یعنی مومن کے لیے قدم قدم پر امتحان، ابتلاء آزمائش اور لمحہ بہ لمحہ اپنے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کے لیے فکر و احتیاط اور دشمنوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لیے یہ دنیا اس کے لیے جیل خانہ ہے، برخلاف اس کے کافر ہر طرح سے آزاد ہوتا ہے۔

انسان اگر اپنے انجام پر غور کرلے، تو یہی اس کے لیے کافی ہے، عبرت ونصیحت اسے مل جاتی ہے کہ ہر شخص کا انجام جدائی اور محرومی ہے، جدائی تمام دوستوں سے متعلقین سے حتیٰ کہ رگ جان سے قریب

اولاد اور بیوی سے بھی یہ خود نہیں چھوڑتا بلکہ وہ خود اس کو چھوڑ دیتے ہیں، اور اس کی زندگی کا اثاثہ مال و دولت بھی چھوٹ جاتا ہے یہ اس سے بھی جدا ہو جاتا ہے ہاں صرف ایک چیز اس کا ساتھ دیتی ہے، وہ ہے اس کی کرنی اس کا عمل اچھا ہو یا برا اسی کے ساتھ رہتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثٌ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ — میت کے ساتھ تین چیزیں، اہل، مال اور عمل جاتے ہیں

فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ يَرْجِعُ اَهْلُهٗ — ان میں سے دو چیزیں، اہل و عیال واپس آجاتے ہیں۔

وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ (بخاری، مسلم) — اور صرف ایک چیز یعنی عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔

یعنی میت کے جنازے کے ساتھ ساتھ اس کے گھر والے اور برادری کے لوگ اور مال یعنی غلام و ملازم وغیرہ اور اس کے اعمال وغیرہ جاتے ہیں بھائی بند، بھائی، دوست احباب اور نوکر چاکر واپس آجاتے ہیں اور اس کے اعمال اس کے پاس باقی رہ جاتے ہیں، اگر اس کے اعمال اچھے ہیں، تو اس کے لیے اچھائی ہے اور اگر اس کے اعمال برے ہیں، تو اس کے لیئے برائی ہے، انسان دنیا میں مال و دولت جمع کرتا ہے، تو یہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے، اور بھائی بند بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، اور بیوی بچے بھی کنارہ کش ہو جاتے ہیں، صرف اس کے اعمال اس سے چمٹے رہتے ہیں۔

سمجھدار انسان نیک اعمال کے لیئے کوشش کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے دریافت فرمایا، کہ کون شخص ایسا ہے کہ اس کے وارث کا مال اس کے مال سے زیادہ پیارا ہو، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہر شخص کا اپنا مال اس کے وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہوتا ہے، آپ نے فرمایا! کہ اس کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا، یعنی اپنی زندگی میں اللہ کے راستے میں خرچ کیا وہی اس کا اپنا مال ہے جو مرنے کے بعد کام آئے گا، اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ جائے گا (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کون ہے جو مجھ سے ان باتوں کو سیکھ کر عمل کرے یا عمل کرنے والے کو سکھا دے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا کر سکتا ہوں، آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان پانچ باتوں کو گنایا۔ (۱) آپ نے فرمایا کہ تم حرام سے بچو، تو سب سے زیادہ عابد بن جاؤ گے (۲) اپنی قسمت اور تقدیر سے راضی رہو، تو سب سے زیادہ غنی شمار ہو گے (۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ نیکی کرو، تو کامل مومن بن جاؤ گے (۴) اور جو چیز اپنے لیئے پسند کرتے ہو، وہی اپنے بھائی کیلیئے پسند کرو، تو کامل مسلمان بن جاؤ گے (۵) اور زیادہ مت ہنسو اس لیئے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان پانچ باتوں کو پانچ چیزوں

Marfat.com

سے قبل غنیمت سمجھ لو۔ (۱) اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے، (۲) اور اپنی تندرستی کو اپنی بیماری سے پہلے (۳) اپنی تونگری کو اپنی مفلسی سے پہلے (۴) اور اپنی فارغ البالی کو اپنی مشغولیت سے پہلے (۵) اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے (حاکم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سو گئے تھے جب آپ اٹھے تو چٹائی کا نشان آپ کے جسم مبارک پر پڑ گیا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ فرماتے تو ہم آپ کے لئے بچھونا بچھادیتے اور دیگر آرام کا سامان مہیا کر دیتے آپ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا تعلق میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مسافر سوار کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کے لئے اتر پڑے اور پھر چھوڑ کر چلتا ہو جائے، دنیا سایہ کی طرح ہے جو زوال پذیر ہے۔ (ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انسان قیامت کے دن خدا کے دربار سے قدم نہیں ہلا سکتا یہاں تک کہ پانچ باتوں کی اس سے پوچھ گچھ نہ کر لی جائے اور وہ ان باتوں کا صحیح صحیح جواب نہ دیدے (۱) اس کی عمر کے بابت پوچھا جائے گا، کہ کس چیز میں اس کو خرچ کیا (۲) اس کی جوانی کے بابت پوچھا جائے گا کہ کس چیز میں اسے ضائع کیا ہے، (۳) اور مال کے بارے میں پوچھا جائے گا، کہ کہاں سے حاصل کیا (۴) اور کہاں پر خرچ کیا (۵) اور جو سیکھا اس پر کیا عمل کیا (ترمذی)

## ناجائز حرص اور امیدیں

ناجائز امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں، کیوں کہ ساری عمر دنیا کی ترقی اور بہبودی میں لگا دیتی ہیں، ایسی امیدوں اور آرزؤں کی مذمت اور ممانعت آئی ہے۔ انسان موت کے پہلے بھی اور آگے بھی اپنی امیدیں وابستہ رکھتا ہے، وہ مر جاتا ہے مگر اس کی امید باقی رہ جاتی ہے اس کے سمجھانے کے لئے آپ نے ایک لکیر کھینچ کر سمجھایا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطُطًا صِغَارًا إِلَى هٰذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسَطِ فَقَالَ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ وَهٰذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهٰذِهِ الْخُطُطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چوکور مربع خط کھینچا اور اور ایک خط (لکیر)، اس مربع کے اندر درمیان میں کھینچا، جو مربع سے باہر نکلا ہوا تھا، اور پھر چھوٹے چھوٹے خطوط درمیانی والے خط کے دونوں جانب کھینچے اور پھر آپ نے فرمایا، یہ درمیانی خط انسان ہے اور یہ مربع خط اس کی موت ہے جو چاروں طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے اور درمیانی خط کا جو حصہ مربع سے باہر ہے وہ اس کی آرزو ہے

فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا (بخاری)

اور درمیانی خط میں دونوں طرف جو چھوٹے چھوٹے خط ہیں وہ عوارض ہیں (آفات و بلیات و امراض وغیرہ) ایک عارضہ اور حادثے سے انسان بچ گیا، تو دوسرا ہے، اور دوسرے سے بچ گیا، تو پھر تیسرا ہے، اسی طرح متعدد حادثات اور عوارض لگے رہتے ہیں، یہاں تک کہ موت آجاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ (بخاری شریف)

اگر انسان کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے کی خواہش کرے گا، اور انسان کے پیٹ کو سوائے قبر کی مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور توبہ کرنے والوں کی توبہ خدا قبول فرماتا ہے۔

قناعت بڑی چیز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا أَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَطْلُبُوهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَإِنَّهُ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ إِلَّا بِطَاعَتِهِ (مشکوٰۃ شریف)

کوئی شخص مر نہیں سکتا یہاں تک کہ وہ اپنی روزی پوری کر لیتا ہے، یعنی بغیر اپنی روزی پوری کیے نہیں مرسکتا اللہ سے ڈرو، اور روزی حاصل کرنے میں اعتدال رکھو اور روزی کی تاخیر تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر سکے کہ گناہ کرکے روزی حاصل کرنے لگ جاؤ، اللہ تعالیٰ کے یہاں کا درجہ اطاعت اور فرمانبرداری سے حاصل ہوسکتا ہے

خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث میں دنیا کی بڑی مذمت بیان کی گئی ہے، اور دنیا دار پر لعنت کی گئی ہے لیکن یہ وہ دنیا ہے جو انسان کے ایمان کو برباد کردے عقیدہ ویقین کی سچائی، وپختگی کو تباہ کردے، آخرت سے یہ غافل کر دینے والی یہ دنیا انسان کو صراط مستقیم سے ہٹا کر اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان بنادے، لیکن وہ دنیا اور دنیا کا مال و دولت نہایت ہی مبارک ہے جو انسان کو اس کے دین اور ایمان میں مضبوط بنائے، اور اس کے ذریعہ اشاعت اسلام کی توفیق نصیب ہو، اور یہی دنیا آخرت تک پہنچنے کے لیے سواری بن جائے، اور صاحب دنیا کی زبان کو پروردگار کی شکر گزاری میں لگائے رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پروردگار ہمیں کفران نعمت سے بچائے، اور دنیاوی ساز و سامان کی گمراہ کرنے والی چیزوں سے امن میں رکھے، اور نعمتوں، رحمتوں اور لازوال سعادتوں سے نواز کر ہمارے ایمان اور یقین کو مضبوط فرمائے اور ہمیشہ اپنے دین پر ثابت قدم رکھے۔ آمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

Marfat.com

# خطبہ ۵۲: زہد وقناعت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَھُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (سورۃ الحدید)

کیا اب تک ایمان والوں کے لیئے وقت نہیں آیا، کہ ان کے دل ذکر خدا سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے پگھل جائیں، اور ان کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر جب ان پر ایک زمانہ دراز گزرا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں، یقین مانو کہ اللہ ہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے ہم نے تو تمہارے لیئے اپنی آیتیں بیان کر دیں تاکہ تم سمجھو۔

اس آیت کریمہ میں پروردگار عالم فرماتا ہے کیا مومنوں کے لیئے اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا وعظ ونصیحت، آیات قرآنی اور احادیث نبوی سن کر موم ہو جائیں، سنیں، مانیں، احکام بجا لائیں اور ممنوعات سے پرہیز کاریں ان چیزوں سے زہد وقناعت حاصل ہوتی ہے۔

زھد کے معنی دنیا سے بے رغبتی اور نفرت کرنے کے ہیں کہا جاتا ہے اَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُزْھِدٌ سب سے افضل لوگوں میں وہ مومن ہے جس کے پاس دنیا کا مال ومتاع کم ہو، یا جو دنیا کو حقیر اور بے حقیقت سمجھے اس میں رغبت نہ کرے لَیْسَ عَلَیْہِ حِسَابٌ وَلَا عَلٰی مُؤْمِنٍ مُزْھِدٍ اس سے حساب نہ ہوگا اور اس مومن سے جس کے پاس دنیا کا سامان کم ہو

امام زھری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا، کہ زہد کیا ہے، انہوں نے جواب دیا، کہ زھد یہ ہے کہ ح

Marfat.com

رزق ملے، تو خدا کا شکر نہ بھولے ہر دم اس کا شکر ادا کرتا رہے فرائض اور نوافل ادا کرتا رہے زکوٰۃ اور صدقہ دیتا رہے اور حرام کا مال چھوڑ دینے پر صبر کرتا رہے، گو دوسرے لوگوں کو دیکھے، کہ وہ حرام کا مال کما کر مالدار ہو گئے ہیں مگر ایسی مالداری پر لعنت کرے، اور اپنی محتاجی پر صابر رہے بعض بزرگوں نے فرمایا، درویش وہ ہے کہ اپنی درویشی لوگوں سے چھپائے رکھے، لوگ یہ جانیں کہ یہ دنیادار ہے، کوئی اس سے اعتقاد نہ رکھے۔

معانی الاخبار میں ہے کہ زہد یہ ہے کہ جو اپنا مالک چاہے وہی خود بھی چاہے، اور جو مالک ناپسند کرے اس کو خود بھی ناپسند کرے، اور حلال مال کو اپنے موقع پر خرچ کر ڈالے، جوڑ کر نہ رکھے، اور حرام کی طرف خیال نہ کرے زہد کا اعلیٰ درجہ ورع کا ادنیٰ درجہ ہے اور ورع کا اعلیٰ درجہ رضا کا ادنیٰ درجہ ہے، اور رضا کا مرتبہ انتہائی مرتبہ ہوا، یعنی بندہ اپنے مالک کی محبت میں ایسا غرق ہو جائے کہ اس کے ہر فعل سے راضی اور خوش ہو مطلق ملال اور ناراضی نہ آئے، (احیاء العلوم و کیمیائے سعادت)

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ زہد تین باتوں کو چھوڑ دینے سے حاصل ہوتا ہے، ایک نوزیب و زینت دوسری خواہش تیسری دنیا، زھد کی "ز" اشارہ ہے زینت کا، اور "ھ" اشارہ ہے خواہش کا اور "د" اشارہ ہے دنیا کا۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے، جس پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں تو آپ نے فرمایا، دنیا سے بے رغبتی اور بے توجہی اختیار کر لو گے تو خدا تم سے محبت کرے گا اور جب تم لوگوں سے بے رخی اور بے نیازی کرنے لگو گے تو سب لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے (ابن ماجہ)

یعنی زہد ایک ایسا عمل ہے جس کے کرنے کی وجہ سے خدا بھی چاہتا ہے اور لوگ بھی چاہتے ہیں زاہد کے دل میں حکمت اور زبان میں حق گوئی پیدا ہوتی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| مَا زَهِدَ عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا إِلَّا أَنْبَتَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فِي قَلْبِهٖ وَأَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهٗ وَبَصَّرَهٗ عَيْبَ الدُّنْيَا وَدَاءَهَا وَدَوَاءَهَا وَأَخْرَجَهٗ مِنْهَا سَالِمًا إِلَى دَارِ السَّلَامِ، (بیہقی) | جس بندے نے دنیا سے زہد اور بے توجہی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں حکمت اور دانائی کو اگایا اور پیدا کیا اور اس کی زبان سے حکمت ادا کرائی، اور اس کو دنیا کے عیبوں کو اس کی بیماریوں کو اور اس کے علاج کو دکھایا اور دنیا سے صحیح سالم دار السلام کی طرف لے گیا۔ |

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں آ کر عرض کیا کہ آپ مجھے مختصر نصیحت کیجئے تاکہ میں اس پر عمل کر سکوں، آپ نے فرمایا، جب نماز پڑھو، تو رخصت کرنے والے کی سی نماز پڑھو

یعنی نہایت خشوع اور خضوع اور خلوص سے یا جب نماز پڑھو، تو سمجھو کہ یہ میری آخری نماز ہے، ممکن ہے کہ اسی نماز کے بعد رخصت ہو جاؤ، اور تم کوئی ایسی بات نہ کہو جس سے کل یعنی قیامت میں عذر خواہی کرو اور کچھ لوگوں کے قبضے میں مال و دولت ہے، تم اس سے مایوس اور ناامید ہو جاؤ، یعنی حرص و طمع نہ کرو، اور لوگوں سے بے نیاز ہو کر خدا کی عبادت کرو (احمد) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا رَأَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُھْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّۃَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْہُ فَاِنَّہٗ یُلَقَّی الْحِکْمَۃَ ۔ (بیہقی)

جب کسی ایسے بندے کو دیکھو، جسے دنیا میں بے رغبتی اور کم سخنی دی گئی تو اس کی نزدیکی تلاش کرو، یعنی اس کے پاس اٹھو بیٹھو کہ اسے حکمت اور دانائی سکھائی جاتی ہے۔

یعنی ایسا شخص عالم باعمل مخلص مرشد کامل متقی اور پرہیزگار ہوگا، اس کی صحبت میں بیٹھنے سے تم نیک ہو جاؤ گے، کیونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ ؎

صحبت صالح ترا صالح کند     صحبت طالح ترا طالح کند

اس امت کی نیکی اور بھلائی اسی زہد و قناعت میں ہے آپ نے فرمایا:۔

اَوَّلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بِالزُّھَادِ وَالْیَقِیْنِ وَاٰخِرُھَا بِالْبُخْلِ وَالْاَمَلِ (طبرانی)

یعنی امت کی پہلی بھلائی اور درستگی زہد اور یقین کے ساتھ ہے اور آخری ہلاکت بخل اور لالچ ہے

یہ زہد متقیوں اور پرہیزگاروں اور نیک لوگوں کے لیے زینت و جمال ہے، اچھے لوگوں کا لباس یہی زہد اور تقویٰ ہے، آپ نے فرمایا:۔

مَا تَزَیَّنَ الْاَبْرَارُ فِی الدُّنْیَا بِمِثْلِ الزُّھْدِ فِی الدُّنْیَا، (ترغیب ترھیب)

زینت حاصل نہیں کی ہے اچھے لوگوں نے دنیا میں زہد کے مثل۔

یعنی زہد نیک لوگوں کے زینت اور جمال اور تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے اور روح اور جسم کی راحت کا سبب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلزُّھْدُ فِی الدُّنْیَا یُرِیْحُ الْقَلْبَ وَالْجَسَدَ (طبرانی) زہد دنیا میں دل اور جسم کو راحت پہنچاتا ہے۔

حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کیا یا رسول اللہ سب سے بڑا زاہد کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا، جو موت اور ہول قبر اور منکر نکیر کے سوال اور گلنے سڑنے کو کبھی نہ بھولے، اور دنیا کی فضول زیب و زینت کو چھوڑ دے، اور باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دے (ابن ابی الدنیا) یعنی آخرت کو دنیا پر مقدم سمجھے اور کل کو اپنے دنوں میں شمار نہ کرے، یعنی یہ نہ سمجھے کہ کل بھی زندہ رہوں گا، بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرے، ایسا شخص سب سے بڑا زاہد ہے

Marfat.com

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد و قناعت

زہد و قناعت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت سے قولی حدیثیں ہیں جن کا قدرے بیان آچکا ہے، بلکہ آپ نے قول پر ہی اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ عملی طور پر عمل کر کے بھی بتلایا، اس سلسلے سے چند واقعات یہ ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بولا کہ میں سخت بھوکا ہوں آپ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے یہاں کہلا بھیجا، کہ کچھ کھانے کو بھیج دو، جواب آیا، کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں ہے آپ نے دوسرے گھر کہلا بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا، مختصر یہ کہ آٹھ، نو گھروں میں سے کہیں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ نے شکم مبارک کو کپڑے سے کس کر باندھا ہے سبب پوچھا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا بھوک کی وجہ سے (مسلم)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹیں بدلتے ہیں، (مسلم)

ایک دن صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھلائے کہ پتھر بندھے تھے آپ نے اپنا شکم مبارک کھولا تو ایک کے بجائے دو پتھر تھے (مسلم)

اکثر بھوک کی وجہ سے آپ کی آواز کمزور ہو جاتی تھی اور صحابہ کرام آپ کی حالت سمجھ جاتے تھے، ایک دن ابوطلحہ گھر آئے، اور بیوی سے کہا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی آواز کمزور ہوگئی ہے۔ (مسلم)

ایک دن آپ بھوک کی حالت میں ٹھیک دوپہر کے وقت گھر سے نکلے، راہ میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر ملے یہ دونوں صاحب بھی بھوک سے بیتاب تھے، آپ سب کو لے کر حضرت ابوایوب انصاری کے گھر آئے، ان کا معمول تھا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے دودھ مہیا رکھتے تھے آج آپ کے آنے میں دیر ہوئی تو انہوں نے بچوں کو کھلا دیا، آنحضرت جب ان کے گھر پہنچے، تو وہ نخلستان میں چلے گئے تھے ان کی بیوی کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی، تو وہ باہر نکل آئیں، اور عرض کی کہ حضور کا آنا مبارک ہو آپ نے پوچھا کہ ابوایوب کہاں ہے؟ نخلستان پاس ہی تھا، وہ آپ کی آواز سن کر دوڑے، اور مرحبا کہہ کر عرض کی، کہ یہ حضور کے آنے کا وقت نہیں ہے، آپ نے حالت بیان کی وہ نخلستان میں جا کر کھجوروں کے خوشے لے آئے اور کہا کہ میں گوشت تیار کراتا ہوں، ایک بکری ذبح کی، آدھے کا سالن اور آدھے کا

Marfat.com

کباب تیار کرائے کھانا سامنے لا کر رکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ فاطمہؓ کو بھجوا دو کئی دن سے ان کو کھانا نصیب نہیں ہوا ہے پھر خود صحابہ کرام کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمایا، متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا، کہ خدا نے جو فرمایا ہے کہ قیامت میں نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ وہ یہی چیزیں ہیں۔ (ترغیب)

اکثر ایسا ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ازواج مطہرات کے پاس تشریف لاتے، اور پوچھتے کہ آج کچھ کھانے کو ہے؟ وہ عرض کرتیں نہیں، آپ فرماتے اچھا، میں نے روزہ رکھ لیا (احمد)

آپ فرمایا کرتے تھے، فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا کسی اور چیز کا حق نہیں ہے، رہنے کے لیئے گھر ستر پوشی کے لیئے کپڑا، اور شکم سیری کے لیئے روکھی سوکھی روٹی اور پانی (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وَلَا یُطْوٰی لَہٗ ثَوْبٌ، کبھی آپ کا کوئی کپڑا تہہ کر نہیں رکھا گیا صرف ایک جوڑا کپڑا ہوتا تھا، دوسرا نہیں ہوتا جو تہہ کر کے ایک رکھا جا سکتا۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ گھر کی دیوار کی مرمت کروا رہے تھے، اتفاقاً آپ کسی طرف سے تشریف لے آئے، پوچھا کیا شغل ہے، عبداللہ بن عمرو نے عرض کیا کہ دیوار کی مرمت کرا رہا ہوں ارشاد ہوا کہ اتنی مہلت کہاں، (ابن ماجہ)

گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا، اور رات کو اکثر آپ اور سارا گھر سو رہتا تھا۔

| | |
|---|---|
| کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبِیْتُ اللَّیَالِیَ الْمُتَتَابِعَۃَ طَاوِیًا وَّ اَھْلُہٗ لَا یَجِدُوْنَ عَشَاءً۔ (ترمذی) | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل و عیال متواتر کئی کئی رات بھوکے ہی رہ جاتے، کیوں کہ رات کا کھانا میسر نہیں آتا تھا۔ |

دو دو مہینے تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی حضرت عائشہؓ نے ایک موقعہ پر جب یہ واقعہ سنایا، تو عروہ بن زبیر نے کہا کہ آخر گزارا کس چیز پر ہوتا تھا، بولیں کہ پانی اور کھجور پر البتہ ہمسائے کبھی کبھی بکری کا دودھ بھیج دیتے تھے تو ہم پی لیتے تھے، (بخاری)

آپ نے تمام عمر کبھی چپاتی کی صورت نہیں دیکھی۔ میدہ جس کو عرب حواری اور نقی کہتے ہیں، کبھی نظر نہیں گزرا، سہل بن سعد جو اس واقعہ کے راوی ہیں ان سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھلنیاں نہ تھیں؟ بولے نہیں لوگوں نے پوچھا پھر آخر کس چیز سے آٹا چھانتے تھے بولے منہ سے پھونک مار کر بھوسی اڑا دیتے تھے جو رہ جاتا اسی کو گوندھ کر پکا لیتے تھے (شمائل ترمذی)

**یاد موت:**۔ زہد اور قناعت کے حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ موت اور یاد موت ہے، جو موت کو نہ

یاد کرے گا وہ یقیناً دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے آخرت کے لیئے زاد راہ اور توشہ تیار کرنے میں مصروف رہے گا، اسے دنیا جمع کرنے کے لیئے فرصت ہی نہیں ملے گی۔ ایسا شخص بڑا سمجھ دار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ، (ترمذی، ابن ماجہ)

عقل مند اور ہوشیار وہ ہے جس نے اپنے نفس کو تابع بنا لیا ہے اور مرنے کے بعد عمل کیلئے، اور احمق و پاگل وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کا پابند اور غلام بنا لیا ہے اور اللہ پر آرزو رکھتا ہے۔ کہ میرا رب مہربان ہے۔ معاف کر دے گا۔

یعنی جو شخص اپنے نفس کو مغلوب اور تابع بنا کر بری باتوں سے بچائے اور مرنے کے بعد کام آنے والے کام کو کرے وہ عقل مند ہے ایک انصاری صحابی نے عرض کیا کہ۔

یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَنْ اَکْیَسُ وَاَحْزَمُ النَّاسِ قَالَ اَکْثَرُھُمْ ذِکْرًا لِلْمَوْتِ وَاَکْثَرُھُمْ اِسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ اُولٰئِکَ الْاَکْیَاسُ ذَھَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْیَا وَکَرَامَۃِ الدُّنْیَا، (ترغیب ترھیب)

اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا! جو موت کو زیادہ یاد کریں اور مرنے کے بعد کیلئے تیاری کریں یہی لوگ بہت دانا اور بینا ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔

موت کو زیادہ یاد کرنے والے بڑے زاہد اور تارک الدنیا ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَزْھَدُ النَّاسِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ یَنْسَ الْقَبْرَ وَالْبِلٰی وَتَرَکَ فَضْلَ زِیْنَۃِ الدُّنْیَا وَاٰثَرَ مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی وَلَمْ یَعُدَّ غَدًا فِیْ اَیَّامِہٖ وَعَدَّ نَفْسَہٗ مِنَ الْمَوْتٰی، (الترغیب)

یا رسول اللہ! سب سے بڑا زاہد کون ہے آپ نے فرمایا جو قبر اور گلنے سڑنے کو نہ بھولے اور دنیا کی فضول زینت کو چھوڑ دے، اور باقی رہنے والی چیز آخرت، کو فنا ہونے والی چیز دنیا پر ترجیح دے، اور آئندہ کل کو اپنے دنیا کے دنوں میں شمار نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں سے گن رکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ یَعْنِی الْمَوْتَ (ابن ماجہ) یعنی لذتوں کو توڑنے والی موت کو یاد کیا کرو۔

کیونکہ یہی موت تمام لذتوں اور عیش و آرام کو تباہ و برباد کر دیتی ہے اگر تنگی کی حالت میں موت کو یاد کیا جائے تو آئندہ کے لحاظ سے کشادگی ہو جاتی ہے، اور کشادگی میں یاد کرنے سے تنگی ہوتی ہے، یہ موت

Marfat.com

ہر عقل مند کے لیئے بہترین نصیحت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
موت بہترین ناصح ہے موت سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے، اور یہ سوچنا چاہیئے کہ ایک دن مرنا ہے اور دنیا کی ہر چیز چھوڑ جانا ہے جس طرح سے پہلے لوگ مرگئے، اور دوسروں کے لیئے اپنی چیزیں چھوڑ گئے ان کے مال کے دوسرے لوگ وارث ہوگئے، دوست احباب بھائی برادر عزیز و اقارب سب چھوڑ گئے تنہا قبر میں پہنچے اور وہاں سڑ گئے گل گئے اور کیڑے مکوڑوں نے کھا پی لیا، یہی حال اپنا بھی ہوگا۔ سچ ہے اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ نیک بخت وہی ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا۔

کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ، وَقَالَ لِی یَا ابْنَ عُمَرَ اِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَکَ بِالْمَسَاءِ وَاِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَکَ بِالصَّبَاحِ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ قَبْلَ سَقَمِکَ وَمِنْ حَیَاتِکَ قَبْلَ مَوْتِکَ فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ مَا اسْمُکَ غَدًا (بیہقی)

تم دنیا میں عمل کے لیئے مسافروں یا راہ گیروں کی طرح رہو، اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ اے ابن عمر! جب تم صبح کو اٹھو تو شام کا انتظار مت کرو، اور جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار مت کرو، اور بیماری سے پہلے صحت کی حالت میں کچھ کام کرلو، اور مرنے سے پہلے زندگی میں کچھ کرلو، کیونکہ نہیں معلوم کہ کل تمہارا نام کیا ہوگا۔ یعنی مردہ، یا زندہ

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کی تائید میں کیا ہی خوب کہا ہے ؎

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر — زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
اے شخص کوئی نیکی کر، اور عمر کو غنیمت جان — اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ آج فلاں شخص مرگیا
جہاں اے برادر نہ ماند بہ کس — دل اندر جہاں آفریں بند و بس
اے بھائی دنیا کسی کے ساتھ نہیں رہے گی — دل خدا سے لگانا چاہیئے، باقی کچھ نہیں
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پست — کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت
دنیا کے ملک پر بھروسہ کر اور اسی کے سہارے نہ رہ کیونکہ — دنیا نے تجھ جیسے بہت سے آدمی پرورش کر کے مار ڈالے
چوں آہنگ رفتن کند جان پاک — چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک
جب پاک جان جانے کا ارادہ کرے — تو خاکی فرش اور تخت پر مرنا دونوں برابر ہیں

موت سے کسی حال میں چھٹکارا نہیں ہے، قرآن مجید میں ہے۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء)

تم جہاں کہیں بھی ہو، تو موت تمہیں آپکڑے گی، گو تم مضبوط برجوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کریمہ کے تحت میں ایک عبرت آموز اور سبق آموز واقعہ لکھا ہے، جسے ہم آپ کے سامنے بیان کر رہے ہیں: ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں اس موقع پر ایک مطول قصہ بزبان حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اگلے زمانے میں ایک عورت حاملہ تھی جب اسے درد ہونے لگے، اور بچی تولد ہوئی تو اس نے اپنے ملازم سے کہا کہ جاؤ کہیں سے آگ لے آؤ، وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا ہوا، لڑکی یا لڑکا؟ اس نے کہا لڑکی ہوئی ہے کہا سن! یہ لڑکی ایک سو آدمیوں سے زنا کرائے گی، پھر اس کے ہاں اب جو شخص ملازم ہے اسی سے اس کا نکاح ہوگا۔ اور ایک مکڑی اس کی موت کا باعث بنے گی، یہ شخص یہیں سے پلٹ آیا، اور آتے ہی ایک تیز چھری لے کر اس لڑکی کے پیٹ کو چیر ڈالا۔ اور اسے مردہ سمجھ کر وہاں سے بھاگ نکلا، اس کی ماں نے یہ حال دیکھ کر اپنی بچی کے پیٹ میں ٹانکے دیئے اور علاج معالجہ شروع کیا، جس سے اس کا زخم بھر گیا، اب ایک زمانہ گزر گیا، ادھر یہ لڑکی بلوغت کو پہنچ گئی، اور تھی بھی اچھی شکل وصورت کی بدچلنی میں پڑ گئی، ادھر وہ ملازم سمندر کے راستے کہیں چلا گیا، کام کاج شروع کیا اور بہت رقم پیدا کی، کل مال سمیٹ کر بہت مدت بعد یہ پھر اسی اپنے گاؤں میں آگیا اور ایک بوڑھی عورت کو بلا کر کہا کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں، گاؤں میں جو بہت خوبصورت ہو اس سے میرا نکاح کرا دو، یہ عورت گئی اور چونکہ شہر بھر میں اس لڑکی سے زیادہ خوش شکل کوئی دوسری عورت نہ تھی یہیں پیغام دے ڈالا منظور ہو گیا، نکاح بھی ہو گیا، اور رخصت ہو کر یہ اس کے گھر بھی آگئی، دونوں میاں بیوی میں بہت محبت ہو گئی

ایک دن ذکر اذکار میں اس عورت نے اس سے پوچھا، آخر آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں یہاں کیسے آگئے؟ وغیرہ اس نے اپنا تمام ماجرا بیان کر دیا، کہ میں یہاں ایک عورت کے یہاں ملازم تھا وہاں سے اس لڑکی کے ساتھ یہ حرکت کر کے بھاگ گیا تھا، اب اتنے برسوں کے بعد یہاں آیا ہوں، تو اس لڑکی نے کہا جس کا پیٹ چیر کر تم بھاگے تھے وہ لڑکی میں ہی ہوں یہ کہہ کر اپنے اس زخم کا نشان بھی اسے دکھایا تب تو اسے یقین آگیا اور کہنے لگا جب تو وہی ہے تو ایک بات تیری نسبت مجھے اور بھی معلوم ہے وہ یہ کہ تو ایک سو آدمیوں سے مجھ سے پہلے مل چکی ہے، اس نے کہا ٹھیک ہے، یہ کام تو مجھ سے ہوا ہے، لیکن گنتی یاد نہیں اس نے کہا، کہ مجھے تیری نسبت اور ایک بات بھی معلوم ہے، وہ یہ کہ تیری موت کا سبب مکڑی بنے گی پھر چونکہ مجھے تجھ سے بہت زیادہ محبت ہے، میں تیرے لیئے ایک پختہ اور

Marfat.com

اعلیٰ محل تعمیر کرا دیتا ہوں، اسی میں تو رہ تاکہ وہاں تک ایسے کیڑے مکوڑے پہنچ نہ سکیں، چنانچہ ایسا ہی محل تیار ہوا، اور یہ وہاں رہنے سہنے لگی، ایک مدت کے بعد ایک دن میاں بیوی بیٹھے تھے، کہ اچانک چھت پر ایک مکڑی دکھائی دی، عورت بولی اچھا یہ میرا جان لیوا ہے، جب ہی سہی کہ میں اس کی جان لوں غلاموں کو حکم دیا، کہ اس زندہ پکڑ کر میرے سامنے لاؤ، وہ پکڑ لائے اس نے زمین پر رکھ کر اپنے پیر کے انگوٹھے سے اسے مسل ڈالا، اس کی جان نکل گئی، اس میں سے پیپ نکلا اس کا ایک آدھ قطرہ عورت کے انگوٹھے کے ناخن اور گوشت کے درمیان اڑ کر پڑا، اس کا زہر چڑھا، پیر سیاہ پڑ گیا اور اسی سے آخر وہ مر گئی (ابن کثیر) دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے:

قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (سورۃ الجمعۃ)

کہہ دیجئے، کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمہیں پہنچ کر ہی رہے گی، پھر تم اس خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو غائب و حاضر کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں تمہارے کیے ہوئے کاموں کو بتادے گا۔

طبرانی کی ایک مرفوع حدیث ہے کہ موت سے بھاگنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لومڑی ہو، جس پر زمین کا کچھ قرض ہو، اور یہ اس خوف سے کہ یہ کہیں مجھ سے مانگ نہ بیٹھے، بھاگتے بھاگتے جب تھک جائے تب اپنے بھٹ میں گھس جائے، جہاں گھسی اور زمین نے پھر اس سے تقاضا کیا کہ لومڑی میرا قرض ادا کر، پھر وہ وہاں سے دم دبا کر بھاگتی ہے، آخر تیزی سے یوں ہی بھاگتے بھاگتے ہلاک ہو جاتی ہے موت ہر ایک کے لئے یقینی ہے، اس لئے اس سے باخبر رہنے اور اس کے لئے تیاری کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (منافقون)

اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے ہماری راہ میں اس سے پہلے خرچ کرو، کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے، تو کہنے لگے، اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دے دی، تاکہ میں صدقہ وخیرات کرتا، اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا جب کسی کی مدت عمر پوری ہو جائے، پھر اسے اللہ تعالیٰ

بر کو مہلت نہیں دیتا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝
(سورہ آل عمران)

ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور قیامت کے دن تم کو پورے پورے تمہارے اعمال کے بدلے دیے جائیں گے۔ پھر جو شخص دوزخ سے ہٹایا جائے اور جنت میں لے جایا جائے تو وہ مراد پا جائے گا، اور دنیا کی زندگی تو دھوکے، دغا کی پونجی ہے۔

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:۔

فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ۝ وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ ۝ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُونَ ۝ فَلَوْلَآ إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ۝ تَرْجِعُونَهَآ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ فَأَمَّآ إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيمٍ ۝ وَأَمَّآ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحٰبِ الْيَمِينِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ أَصْحٰبِ الْيَمِينِ ۝ وَأَمَّآ إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّآلِّينَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ۝ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ۝ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝ (سورۃ الواقعۃ)

جب کہ روح نرخرے تک پہنچ جائے، اور تم اس وقت تک منتظر رہتے ہو۔ ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہاری زیادہ قریب رہتے ہیں، لیکن تم نہیں دیکھ سکتے پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں ہو، اور اس قول میں سچے ہو تو ذرا روح کو لوٹا لو، بس جو کوئی بارگاہ خداوندی سے قریب کیا ہوا ہوگا اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں، اور آرام والی جنت ہے، اور جو شخص داہنی طرف والوں میں سے بس تجھ پر سلامتی ہو، داہنی طرف والوں سے، لیکن اگر جھٹلانے والوں میں سے ہے تو کھولتے گرم پانی کی مہمانی ہے اور دوزخ میں جانا، یہ خبر سراسر حق ہے بس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح و عبادت کر۔

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُونَ الْاٰخِرَةَ ۝ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ۝ تَظُنُّ أَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ أَنَّهُ

نہیں نہیں تم دنیا کی محبت رکھتے ہو، اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ اس روز بہت سے چہرے تر و تازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوئے، اور بہت سے چہرے بدرونق اور اداس ہوں گے، سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا۔ نہیں

Marfat.com

اَلْفِرَاقُ ۰ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۰ اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ ۰ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ۰ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۰ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰی اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰی ۰ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ۰ ثُمَّ اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی ۰ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًی ۰ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰی ۰ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ۰ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰی اَنْ يُّحْيِیَ الْمَوْتٰی (القیمۃ)

نہیں جب ہنسلی تک پہنچے گی، اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے، اور یقین ہو جائے کہ یہ وقت جدائی کا ہے، اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی، آج تیرے رب کی طرف جانا ہے، اس نے نہ تو تصدیق کی، اور نہ نماز ادا کی۔ بلکہ جھٹلایا، اور روگردانی کی، پھر اپنے گھر والوں کے پاس اتراتا ہوگیا، افسوس ہے تجھ پر، وائے ہے اور خرابی ہے تیرے لئے، کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بیکار چھوڑ دیا جائے گا، کیا وہ گاڑھے پانی کا قطرہ نہ تھا، جو ٹپکایا جاتا ہے پھر وہ لہو کی پھٹکی ہوگیا۔ پھر خدا نے اسے پیدا کیا اور درست بنا دیا، پھر اس سے جوڑا بنا دیا یعنی نر مادہ بنائے، کیا اللہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مردے کو زندہ کر دے۔

کسی شاعر نے کہا ہے ؎

کوس رخصت بہ کوفت دست اجل — اے دو چشم وداع سر بکنید

موت کے ہاتھ نے کوچ کا نقارہ بجا دیا ہے — اے میری دونوں آنکھوں! سر کو رخصت کرو

اے کف دست و ساعد و بازو — ہمہ تو دیع یک دگر بکنید

اے ہاتھ کی ہتھیلی اور پہنچے اور بازو، — سب ایک دوسرے کو رخصت کر دو،

یعنی مرنے کے وقت اپنے جسم کے اعضا ایک دوسرے کو رخصت کر دیتے ہیں، دنیا میں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا جو یہاں آیا اس کو جانا ضروری ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

جو یہاں آیا ہے جانا اس کو ہوگا ایک دن — جب فنا ٹھہری تو پھر کیا ہو رہیں کیا ایک دن

کیا پیمبر کیا ولی کیا اہل دولت، کیا فقیر — سب کو ہے منہا خلقنا کم کا صدمہ ایک دن

الغرض قناعت بڑی چیز ہے جسے یہ چیز حاصل ہوگئی، وہ خدا کے مخصوص اور کامیاب بندوں میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ ۔ (مسلم شریف)

اس شخص نے فلاح حاصل کرلی، جس نے اسلام قبول کرلیا اور بقدر ضرورت روزی دیا گیا، اور جو چیز اس کو خدا نے دی اس پر قناعت کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حصول قناعت کے لیئے اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ۔ (حاکم)

اے اللہ جو چیز تو نے مجھے عطا فرمائی ہے، اس میں قناعت دے اور برکت دے اور ہر غائب ہونے والی چیز پر تو بھلائی کے ساتھ میرا محافظ اور نگہبان ہو جا۔

قناعت دراصل بادشاہت ہے جس کو قناعت حاصل ہے اس کو دنیا کی بادشاہت حاصل ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً (نحل)

جس مرد عورت نے نیک کام ایمان کی حالت میں کیا تو ہم اسے حیات طیبہ دیں گے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حیات طیبہ سے مراد قناعت ہے کیونکہ قناعت غیر فانی خزانہ ہے قناعت کرنے والا آزاد اور بادشاہ ہے، کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

اَلْعَبْدُ حُرٌّ مَّا قَنَعَ وَالْحُرُّ عَبْدٌ مَّا طَمَعَ

قناعت کرنے کی وجہ سے غلام آزاد ہے اور آزاد لالچ کرنے کی وجہ سے غلام ہے

ھِیَ الْقَنَاعَۃُ فَالْزِمْھَا تَعِشْ مَلِکًا لَوْ لَمْ یَکُنْ مِنْکَ اِلَّا رَاحَۃُ الْبَدَنِ

وَانْظُرْ لِمَنْ مَلَکَ الدُّنْیَا بِاَجْمَعِھَا ھَلْ رَاحَ مِنْھَا بِغَیْرِ الْقُطْنِ وَالْکَفَنِ

قناعت کو لازم پکڑو، شاہانہ زندگی بسر کرو گے، اسی سے جسم کو راحت ملے گی۔ دنیا کے شہنشاہوں کو دیکھو، کہ مرنے کے بعد سوائے روئی کے کفن کے کچھ ساتھ نہ لے جا سکے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

اے قناعت توانگرم گرداں کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست

کنج صبر اختیار لقمان است ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

اے قناعت تو مجھ کو مالدار کر دے، کہ سوائے تیرے کوئی نعمت نہیں ہے صبر کا گوشہ عقلمند کو پسند ہے، جو صبر نہیں رکھتا، اس میں عقل مندی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زہد و قناعت صبر و شکر کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ، وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

Marfat.com

# خطبہ ۵۳ فضائل حرمین شریفین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُبْدِئِ الْمُعِيْدِ، الْغَنِيِّ الْحَمِيْدِ، ذِي الْعَفْوِ الْوَاسِعِ وَالْعِقَابِ الشَّدِيْدِ، مَنْ هَدَاهُ فَهُوَ السَّعِيْدُ السَّدِيْدُ، وَمَنْ اَضَلَّهٗ فَهُوَ الطَّرِيْدُ الْبَعِيْدُ، وَمَنْ اَرْشَدَهٗ اِلٰى سَبِيْلِ النَّجَاةِ، وَوَفَّقَهٗ فَهُوَ الرَّشِيْدُ كُلَّ الرَّشِيْدِ، يَعْلَمُ مَا ظَهَرَ وَمَا بَطَنَ، وَمَا خَفِيَ وَمَا عَلَنَ، وَمَا هَجَنَ وَمَا كَمُلَ، وَهُوَ اَقْرَبُ اِلٰى كُلِّ مُرِيْدٍ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْبَشِيْرُ النَّذِيْرُ، اَشْرَفُ مَنْ اَظَلَّتِ السَّمَاءُ وَاَقَلَّتِ الْاَرْضُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِي الْمَعُوْنَةِ عَلَى الطَّاعَةِ وَالتَّاْسِيْدِ، صَلٰوةً دَائِمَةً فِيْ كُلِّ حِيْنٍ تَتَوَالٰى وَتَزِيْدُ، وَلَا تَنْفَدُ مَا دَامَتِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ وَلَا تَبِيْدُ، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ، فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (اٰل عمران ع)

سب سے پہلے اللہ کی عبادت کے واسطے لوگوں کے لیے جو گھر بنایا گیا وہ گھر ہے، جو مکہ میں ہے جو سارے جہان کے لیے باعث و برکت ہے، جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے اس میں جو آئے امن والا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاتے ہیں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو خدا اس سے بلکہ تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ مسند عبدالرزاق میں ہے کہ آدم علیہ السلام ہندوستان میں اترے تھے، اس وقت ان کا قد لمبا تھا، زمین پر آنے کے بعد فرشتوں کی تسبیح، نماز و دعا وغیرہ سنتے تھے جب قد گھٹ گیا، اور وہ پیاری آوازیں آنی بند ہو گئیں، تو آپ گھبرانے لگے، حکم ہوا کہ مکہ کی طرف جاؤ جہاں جہاں آپ کا قدم پڑا وہاں آبادی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک یاقوت جنت سے اتارا

بیت اللہ کی جگہ رکھا اور اسے اپنا گھر قرار دیا، حضرت آدم علیہ السلام یہاں طواف کرنے لگے، اور یہاں انوس ہوئے گھبراہٹ جاتی رہی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان آیا اس میں یہ پتھر اٹھ گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں پھر اللہ تعالیٰ نے بنوایا، اور حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے بنایا. حضرت اسماعیل پتھر دیتے جاتے اور حضرت ابراہیم چنتے جاتے تھے، جب دیوار اونچی ہوگئی تو حضرت اسماعیل اور حضرت ابراہیم پتھر پر کھڑے ہوگئے، اور دیوار چننے لگے، اور دونوں یہ دعا کرتے جاتے تھے، کہ خدایا تو اس کو قبول فرما جیسا قرآن مجید میں ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرۃ)

اور جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیاد بلند کرتے جاتے تھے، اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے ہمارے رب تو ہم سے قبول فرمالے تو سننے جاننے والا ہے

جب بیت اللہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے حج کا اعلان کرایا، کہ۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۝ (سورۃ الحج)

(اے ابراہیمؑ) آپ لوگوں میں حج اور اس گھر کی زیارت کے لیے عام منادی کردیجیے کہ لوگ تمہارے پاس آئیں خواہ پیدل ہوں، یا لاغر سواریوں پر سوار ہوں، اس گھر کی زیارت کے لیے دنیا کے گوشوں سے آئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دربار خداوندی میں عرض کیا مَا یَبْلُغُ صَوْتِیْ خدایا میری آواز تمام دنیا میں نہیں پہنچے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ عَلَیْكَ الْاَذَانُ وَعَلَیْنَا الْبَلَاغُ آپ کے ذمہ پکارنا ہے اور ہمارے ذمہ پہنچانا ہے حضرت ابراہیم ایک مقام پر کھڑے ہوگئے، وہ تمام پہاڑوں سے اونچا ہو گیا اور آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کرلیا اور اپنے چہرے کو دائیں بائیں مغرب و مشرق کی طرف پھیر پھیر کر یہ فرماتے، کہ اے لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے اور اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے، تم اس گھر کا حج کرو، آپ کی یہ آواز دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچ گئی اور جن جن سعید روحوں کی قسمت میں حج کرنا تھا، باپ کی پیٹھ اور ماں کے پیٹ میں سے سب نے اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ کہہ کر جواب دیا یعنی اے خدا ہم تیرے حضور میں ہم حاضر ہیں۔

اس زمانے ابراہیمی کے بعد سے سب نبی و رسول اور اللہ کے نیک بندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک اس گھر کی زیارت کرتے رہے، اور جب سے اب تک کرتے چلے آرہے ہیں، اور آئندہ بھی انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔

Marfat.com

یہ گھر عظمت کے اعتبار سے دنیا کے تمام مکانوں اور تمام چیزوں سے اونچا درجہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس رحمت والے گھر کو وہ شان و شوکت بخشی ہے جو دنیا کے کسی گھر کو حاصل نہیں یہاں پر ہر وقت خدا کی رحمت کی بارش ہوتی ہے، یہی وہ مکان ہے جہاں لاکھوں نبی اور رسول تشریف لائے اور خدا کی محبت میں انہوں نے اس گھر کا طواف کیا یہی سب کا ملجا و مامن ہے تاریخ مکہ میں ہے

وَكُلُّ نَبِيٍّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ اِذَا كَذَّبَهُ قَوْمُهُ خَرَجَ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِهِمْ اِلٰى مَكَّةَ،

اور جس نبی کو اس کی قوم نے جھٹلایا، وہ نبی اپنی قوم سے باہر نکل کر مکہ مکرمہ میں آئے۔

جو اس گھر میں آگیا، امن میں آگیا یہاں کے پناہ گزینوں کو ستانا حرام ہے، یہاں جانوروں کا شکار کرنا منع ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو فرمایا

فَاِنِّيْ مَهْبِطٌ مَعَكَ بَيْتًا يُطَافُ حَوْلَهُ كَمَا يُطَافُ حَوْلَ عَرْشِيْ يُصَلّٰى عِنْدَهُ كَمَا يُصَلّٰى عِنْدَ عَرْشِيْ،

میں تمہارے ساتھ ایک گھر اتاروں گا جس کا طواف کیا جائے گا۔ جیسا کہ میرے عرش کا طواف کیا جاتا ہے، اور اس کے پاس اسی طرح نماز پڑھی جائے گی، جس طرح میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔

(ترغیب، طبرانی)

بیت اللہ شریف کی ایک بڑی فضیلت یہ بھی کہ یہ تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے، نماز میں اسی طرف منہ کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرۃ)　　مسجد حرام یعنی بیت اللہ شریف کی جانب منہ کرکے نماز پڑھو۔

اس گھر کا زیارت کرنے والا تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اس کی طرف دیکھنا بھی باعث عبادت ہے بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ بیت اللہ شریف کی زبان اور دو ہونٹ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ کی زبان اور دو ہونٹ ہیں، اس نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ میرے زیارت کرنے والے کم ہوگئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں ایسا انسان پیدا کرنے والا ہوں، جو ڈرنے والا اور سجدہ کرنے والا ہوگا اور اسی طرح تیری طرف مشتاق ہوگا، جس طرح کبوتر اپنے انڈے کی طرف، بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے حرم شریف میں بیٹھ کر بیت اللہ شریف کی طرف نگاہ رکھو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔

اَلنَّظَرُ اِلَى الْكَعْبَةِ مَحْضُ الْاِيْمَانِ (ازرقی)　　بیت اللہ کی طرف دیکھنا خالص ایمان کی نشانی ہے۔

حضرت سعید بن مسیب فرماتے جس نے ایمان اور تصدیق کے ساتھ بیت اللہ کی طرف نظر کی، وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی کے دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے (در منثور) بیت اللہ شریف کا ہر ہر گوشہ اور ہر ہر چپہ باعث خیر و برکت ہے۔

Marfat.com

**حجر اسود** ایک کالا پتھر ہے جو بیت اللہ شریف کے ایک گوشہ میں لگا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف چاندی کا خول ہے یہ دنیا میں گویا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے، جسے خدا سے محبت ہے وہ اس سے مصافحہ کرتا ہے جو اس سے مصافحہ کرے وہ گویا خدا سے مصافحہ کرتا ہے اس کو جس نے بوسہ دیا، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے دست مبارک کو بوسہ دیا، یہ اللہ تعالیٰ کی وفاداری اور جاں نثاری کی کسوٹی ہے یہاں کھرا کھوٹا پرکھا جاتا ہے اور برے بھلے کی تمیز ہوتی ہے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ۔ (ترمذی)

حجر اسود جنت سے اترا ہے۔ یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ لیکن انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کے بارے میں یہ بھی فرمایا۔

وَاللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَهٗ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَّنْطِقُ بِهٖ يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهٗ بِحَقٍّ۔ (ترمذی شریف)

خدا کی قسم! قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی، جن سے دیکھے گا، اور زبان ہو گی جس سے بولے گا، جو خلوص دل سے اسے چھوئے گا اس کے لیے وہ گواہی دے گا۔

طبرانی کی روایت میں ہے۔

يَبْعَثُ اللّٰهُ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُمَا عَيْنَانِ وَلِسَانَانِ وَشَفَتَانِ يَشْهَدَانِ لِمَنِ اسْتَلَمَهُمَا بِالْوَفَاءِ۔ (ترغیب)

قیامت کے دن حجر اسود اور رکن یمانی ایسے حال میں اٹھائے جائیں گے کہ ان کی دو آنکھیں، دو زبانیں اور دو ہونٹ ہوں گے، ان کے ساتھ بوسہ دینے والوں کے حق میں گواہی دیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِشْهَدُوْا هٰذَا الْحَجَرَ خَيْرًا فَاِنَّهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعٌ يُّشَفَّعُ لَهٗ لِسَانَانِ وَشَفَتَانِ يَشْهَدُ لِمَنْ اسْتَلَمَهٗ (طبرانی، ترغیب)

اس حجر اسود کی بھلائی کے تم شاہد رہو کہ قیامت کے دن اپنے بوسہ لینے والوں کی شہادت دے گا، اور اس کی دو زبانیں اور دو ہونٹ ہوں گے، جو بوسہ لینے والوں کی گواہی دیں گے۔

**رکن یمانی** یہ بیت اللہ کا وہ کونہ ہے، جو ملک یمن کی طرف واقع ہے، اس لیے اس کو رکن یمانی کہتے ہیں، یہ کونہ بھی نہایت متبرک ہے، اس کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنئے آپ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (احمد، نیل، ترغیب)

اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور دونوں جہاں میں عافیت طلب کرتا ہوں، اے میرے رب تو مجھے دنیا میں بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں نیکی عطا کر، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا!

آپ نے فرمایا، کہ رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہیں، جو اس دعا کو پڑھے گا تو یہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہیں گے۔ اور آپ نے فرمایا کہ رکن یمانی اور حجر اسود قیامت کے دن اس حال میں آئیں گے کہ ان کی دو آنکھیں ہوں گی، زبان، ہونٹ ہوں گے اپنے استیلام کرنے والوں کی شہادت دیں گے (طبرانی، ترغیب)

ایک اور روایت میں آپ نے فرمایا:۔

وَھُوَ یَمِیْنُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یُصَافِحُ بِھَا خَلْقَہٗ (ابن خزیمہ، ترغیب)

یہ اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے، اس سے وہ اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے۔

**ملتزم**

حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان کی جگہ کا نام ملتزم ہے، اس کے معنی چمٹنے کی جگہ کے ہیں، یہاں پر کھڑے ہو کر اور دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر خانہ کعبہ کی دیوار سے چمٹ کر چہرہ و سینہ کو دیوار پر رکھ کر خوب گریہ و زاری کر کے دعائیں مانگی جاتی ہیں، یہ متبرک مقام ہے یہاں دعا قبول ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمُلْتَزَمُ مَوْضَعٌ یُسْتَجَابُ فِیْہِ الدُّعَاءُ مَا دَعَا اللّٰہَ فِیْہِ عَبْدٌ اِلَّا اسْتَجَابَھَا (الحصن)

ملتزم اس جگہ کا نام ہے، جہاں دعا قبول کی جاتی ہے۔ جو بندہ وہاں دعا کرے گا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آفت مصیبت زدہ یہاں پر دعا مانگے گا وہ عافیت پائے گا (ابن ماجہ، ابوداؤد) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے اسی جگہ کھڑے ہو کر اپنے سینے اور چہرے کو دیوار سے چمٹا دیا، اور دونوں ہاتھوں کو دیوار پر پھیلا دیا، اور یہ فرمایا:۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اسی جگہ اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے (ابوداؤد)

ازرقی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے مکہ میں تشریف لا کر اول بیت اللہ کا طواف کیا پھر دو رکعت کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، اس کے بعد ملتزم پر پہنچ کر یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَمَا عِنْدِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَتَعْلَمُ

اے اللہ! تو میرے ظاہر و باطن سے واقف ہے میرے عذر کو قبول کر میرے دل میں اور میرے پاس جو کچھ ہے تو اس سے بھی آگاہ ہے، تو میرے گناہوں کو بخش دے

حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَنْ يُّصِيْبَنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَ الرِّضَا بِمَا قَضَيْتَ ۔ (طبرانی)

تو میری حاجت کو جانتا ہے، تو میرے سوال کو پورا کردے، اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا طالب ہوں جو میرے قلب میں جاگزین ہو۔ اور میں یقین صادق کا خواستگار ہوں تاکہ مجھ کو اس امر کا کامل اطمینان ہو جائے کہ جو کچھ مجھے پہنچتا ہے وہ وہی ہے جو تونے میری تقدیر میں لکھ دیا، اور جو فیصلہ تونے میری نسبت کیا ہے میں اس پر ہر طرح سے راضی ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام اس دعا سے فارغ ہوئے ہی تھے، کہ وحی نازل ہوئی، اور رب کریم کا یہ پیغام پہنچا، اے آدم میں نے تیرے گناہوں کو بخش دیا، اور تیری اولاد میں سے جو شخص تیرے ان الفاظ میں مجھ سے دعا کرے گا میں اس کے رنج و غم کو دور کردوں گا اور اس کی گم شدہ شئے کا بدل دوں گا، اس کے قلب سے فقر کو نکال کر غنی کو بھر دوں گا، تجارت پیشہ شخص کی تجارت میں برکت دوں گا، وہ دنیا سے بے پروا ہوگا اور دنیا اس کے قدموں میں ہوگی، (طبرانی، بیہقی، ابن عساکر، مناسک علی القاری)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس دعا کو ملتزم میں پڑھنا چاہیئے اس کے بعد جو چاہے طلب کرے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَكَ وَيُكَافِيْ مَزِيْدَكَ اَحْمَدُكَ بِجَمِيْعِ مَحَامِدِكَ مَا عَلِمْتُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ عَلٰى جَمِيْعِ نِعَمِكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَاَعِذْنِيْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَّقَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اَكْرَمِ وَفْدِكَ عَلَيْكَ وَاَلْزِمْنِيْ سَبِيْلَ الْاِسْتِقَامَةِ حَتّٰى اَلْقَاكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

اے میرے محسن خدا! کل تعریفوں کا مستحق تو ہی ہے میں تیری وہ تعریف کرتا ہوں، جو تیری دی ہوئی نعمتوں کا شکریہ ہو، اور اس شکریہ پر جو زیادہ دے اس کا بدلہ ہو، پھر میں تیری جس نعمت کو جانتا ہوں، اور جس کو نہیں جانتا سب ہی کا ان خوبیوں کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں، جس کا مجھ کو علم ہے اور جن کا نہیں ہے غرضیکہ ہر حال میں ہر آن میں تیری ہی تعریف کرتا ہوں اے سلامتی والے خدا، تو اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اولاد بیوی بچے داماد اور ہر تابعدار پر رحمت و سلام بھیج اے زبردست خدا! تو مجھ کو شیطان اور ہر برائی سے پناہ میں رکھ، اور جو کچھ تونے مجھے دیا ہے اس پر قناعت دے اور برکت عطا فرما، اے تمام مخلوق کے بادشاہ! تو مجھ کو بہترین مہمانوں میں سے کر، اور مرتے دم تک تو مجھ کو سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھ، آمین یارب العلمین۔

(افکار وابرار)

**حطیم:-** حطیم ایک چھوٹا سا حصہ بیت اللہ سے الگ رہا ہے گویا یہ بیت اللہ شریف کا صحن ہے، یہ

Marfat.com

حصہ بیت اللہ میں داخل تھا حلال کی کمائی کے کم ہونے کی وجہ سے قوم قریش نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت اس حصہ کو چھوڑ دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال تھا کہ اس حصہ کو بیت اللہ شریف میں شامل کر لیا جائے اور دروازے کو زمین کے برابر کر دیا جائے اور ایک دوسرا دروازہ بنایا جائے جس سے آمد و رفت میں آسانی ہو لیکن خاص مصلحت کی بنا پر یہ آرزو پوری نہیں فرمائی حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے خلافت کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے مطابق کر دیا تھا مگر حجاج بن یوسف نے اس کو منہدم کر کے اصلی وضع پر قائم کر دیا، جو آج تک اسی طرح ہے اللہ تعالی کو یہی منظور تھا، کہ بیت اللہ شریف کا کچھ حصہ ہر وقت کھلا رہے تاکہ بیت اللہ میں داخل ہونے والوں کو سہولت ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے بیت اللہ میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے کا بہت شوق تھا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم کے اندر داخل کر کے فرمایا کہ تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو تو اس میں داخل ہو کے نماز پڑھو یہ حصہ بیت اللہ میں داخل ہے (ابوداؤد)

طواف کرتے وقت بیت اللہ کے ساتھ اس حطیم کا بھی طواف ہونا چاہیئے اس کی بھی وہی فضیلت ہے جو بیت اللہ شریف کی فضیلت ہے۔

## مطاف کا بیان

بیت اللہ شریف کے کنارے کنارے طواف کرنے کی جگہ کو مطاف کہتے ہیں اس کی شکل تقریباً بیضوی ہے اس کا طول شمالاً وجنوباً ۵۵ ا گز اور عرض شرقاً وغرباً ۴۵ گز ہے ایک چکر ایک سو بیس گز کا ہوتا ہے پورے ایک طواف میں ۸۴۰ گز کا چکر لگایا جاتا ہے شروع سے آج ۱۳۸۷ھ تک صرف جماعت کے وقت مطاف طواف سے خالی رہتا ہے، ورنہ رات دن میں کسی اور وقت طواف سے خالی نہیں رہتا۔

## مسجد الحرام

مسجد الحرام وہ عالی شان عمارت ہے جس کے بیچ میں بیت اللہ شریف واقع ہے اس کے چاروں طرف اور آگے اور پیچھے تین، اور کسی جگہ چار بڑے بڑے دالان ہیں ستونوں کے درمیان میں صفیں ہیں اور ہر چار ستونوں پر ایک قبہ نما ڈاٹ لگا دی گئی ہے گویا چھت قبوں کی ہے بیچ میں کھلا ہوا صحن ہے جس میں چاروں طرف مطاف تک جانے کے لیئے پتھر اور سیمنٹ کی سڑکیں ہیں اور سڑکوں کے درمیان بقیہ زمین میں پتھریلی بجری بچھی ہوئی ہے آبادی کے لحاظ سے حرم شریف تقریباً شہر کے وسط میں واقع ہے، ساری تعمیر میں ۵۲۵ ستون ہیں، جن میں ۳۰۱ سفید سنگ مرمر کے ہیں اور ۲۲۴ سرخ پتھر کے گزشتہ زمانے میں روشنی کے لیئے بلوری قندیلیں لٹکائی ہوئی تھیں، جن میں روغن زیتون جلایا جاتا تھا مگر اب برقی روشنی ہے، موجودہ سعودی دور حکومت میں مسجد الحرام کی بہت توسیع ہو رہی ہے اور نہایت مستحکم عمارت

تیار کی جا رہی ہے قرآن مجید میں متعدد جگہ مسجد الحرام کا ذکر آیا ہے۔

(۱) فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بقرہ) — نماز میں مسجد حرام کی طرف اپنے منہ پھیرو

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا، (سورۃ التوبہ) — اے ایمان والو! بے شک مشرک لوگ ناپاک ہیں، لہٰذا اس سال کے بعد سے وہ مسجد الحرام کے قریب بھی نہ آئیں۔

(۳) لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ (سورۃ الفتح) — بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے خواب کو سچا کردے گا، اگر خدا نے چاہا تو تم مسجد الحرام میں ضرور امن کے ساتھ داخل ہوگے۔

(۴) سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بنی اسرائیل) — وہ خدائے پاک ہے، جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے راتوں رات لے گیا۔

(۵) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ (الحج) — جن لوگوں نے کفر کیا، اور اللہ کے راستہ اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں وہ مسجد حرام جس میں وہاں کے مقیم اور باہر کے سب لوگ برابر ہیں۔

حدیثوں میں اس مسجد الحرام کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے دنیا میں مسجد الحرام سے افضل کوئی مسجد نہیں ہے یہاں کی ایک نیکی دوسری جگہ کی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔ (طبری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر آدمی اپنے گھر میں نماز پڑھے تو صرف ایک ہی نماز کا ثواب ملتا ہے اور محلہ کی مسجدوں میں پچیس نمازوں کا اور جامع مسجد میں پچاس نمازوں کا اور بیت المقدس میں پچاس ہزار کا اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب اور مسجد الحرام میں لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے (ابن ماجہ)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کو زمین والوں کی طرف توجہ فرماتا ہے سب سے پہلے مسجد الحرام والوں پر نظر رحمت پڑتی ہے جو طواف میں مشغول ہوتے ہیں، ان کی مغفرت کردی جاتی ہے جو بیت اللہ کے دیدار میں مصروف ہوتے ہیں ان کی بھی مغفرت کی جاتی ہے (طبری)

## فضائل مکہ شریف

اس شہر اور اس مقام کی عزت واحترام روزِ ازل سے ہے، جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا ہے، اسی وقت سے اس کو امن والا شہر اور امن کا مقام بنایا ہے، اس کا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس طرح کرایا، کہ

Marfat.com

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ (سورۃ ابراھیم)

اور یاد کر جب ابراہیم نے یہ دعا کی، کہ اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنا اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچا، میرے پروردگار! ان بتوں نے بہتوں کو گمراہ کیا ہے تو جو میری پیروی کرے گا، وہ مجھ سے ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا تو بخشنے والا مہربان ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی کچھ اولاد کو اس کھیتی کی ترائی میں تیرے مقدس گھر کے پاس بسایا ہے، اے ہمارے پروردگار، یہ اس لیے تاکہ یہ تیری نماز قائم کریں، تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ایسا بنا کہ وہ ان کی طرف مائل ہوں اور ان کو کچھ پھلوں کی روزی دے تاکہ یہ تیرے شکر گزار رہیں، اے ہمارے پروردگار! تجھے معلوم ہے جو ہم چھپائیں اور جو ظاہر کریں اور اللہ سے نہ زمین اور نہ آسمان میں کچھ چھپا ہے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (النمل)

مجھے تو بس یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے جس کی ملکیت ہر چیز پر ہے اور مجھے یہ بھی فرمایا گیا کہ میں فرماں بردار ہو جاؤں

اس آیت کریمہ میں بلدہ یعنی مکہ مکرمہ کی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ اے نبی! آپ لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دیجیے کہ میں اس شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں اور اس کا فرمان گزار رہوں اور اس بلدہ حرام کی فضیلت میں فرمایا۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (القصص)

اور کہنے لگے اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر ہدایت کے تابعدار بن جائیں تو ہم اپنے ملک سے اچک لیے جائیں کیا ہم نے انہیں امن و امان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں تک تمام چیزوں کے پھل کھنچے چلے آ رہے ہیں جو ہمارے پاس بطور رزق کے ہیں لیکن ان میں سے اکثر کچھ نہیں جانتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: شہر مکہ کو اللہ تعالٰی نے اس دن سے حرمت

عطا فرمائی ہے جب کہ زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا، یہ شہر اللہ کی دی ہوئی حرمت سے قیامت تک باحرمت ہے، مجھ سے پہلے کسی کو یہاں جنگ کرنا حلال نہ تھا اور نہ میرے بعد ہی کسی کے لیئے حلال ہے صرف تھوڑی دیر کے لیئے جائز کردیا گیا تھا، اب میرے لیئے بھی قیامت تک حرام ہے، یہاں کا کانٹا نہ توڑا جائے، اور یہاں کا شکار نہ چھیڑا جائے، اور اس کو بھگایا نہ جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز کو اٹھانا جائز ہے، صرف وہی اٹھا سکتا ہے، جو تلاش کرکے مالک کو دے دے اور نہ یہاں کی گھاس کاٹی جائے حضرت عباسؓ نے عرض کیا مگر اذخر گھاس کی اجازت ہونی چاہیئے، کیونکہ چوپایوں اور گھروں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے آپ نے فرمایا، ہاں اذخر گھاس کی اجازت ہے (بخاری ومسلم)

اور آپ نے فرمایا، یہ امت بخیر رہے گی، جب تک کہ اس مکہ کی حرمت کو قائم رکھے گی اور جب اس کو ضائع کردے گی، خود ہی برباد ہوجائے گی (بخاری ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرتے وقت فرمایا تھا۔

وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَوْلَا اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ (ترمذی ابن ماجہ)

اے مکہ خدا کی قسم تو تمام زمینوں سے مجھے محبوب ہے اور سب سے بہتر ہے اگر میں تجھ سے نہ نکالا جاتا، تو میں نہ نکلتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اسی شہر مکہ مکرمہ میں ہوئی اسی مقدس شہر میں نبوت ملی اور اسی شہر مکہ میں قبلہ ہے، جو تمام انسانوں کا قبلہ ہے تقریباً تمام انبیاء علیہم السلام یہاں حج کے لیئے تشریف لائے، حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہاں یادگار ہے، بلکہ مکہ مکرمہ کی حرمت کی وجہ سے اہل مکہ بھی قابل احترام ہیں ان کی عزت اور حرمت نہایت ہی ضروری ہے، یہ خدا کے گھر کے پڑوسی اور اس کے پاسبان ہیں، یہاں کے قیام کی وجہ سے ایک نیکی کا لاکھ نیکیاں ثواب لیتے ہیں اس حیثیت سے ان کا درجہ بہت اونچا ہے، لیکن جس قدر نیکی کا زیادہ ثواب ہے تو اسی طرح گناہ کا بھی عذاب ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں ایک گناہ کروں تو اس سے بہت زیادہ پسندیدہ ہے کہ مکہ سے باہر ستر گناہ کروں (اسلامی تعلیم ج ۶)

## فضائل مدینہ طیبہ

ہجرت سے پہلے یہ شہر یثرب کے نام سے مشہور تھا، اسلام میں مدینہ اور طیبہ کے نام سے مشہور ہوا یہ شہر مکہ مکرمہ سے شمالی جانب دو سو ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور ملک عرب کے صوبہ حجاز میں آبادی کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے یہ بھی نہایت بابرکت اور مقدس ہے، اسی شہر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن ہے۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے صحابہ کرام یہاں آباد ہوگئے تھے، اس لیئے اسے دار الہجرت بھی کہا جاتا ہے انصاری یہیں

کے رہنے والے ہیں دنیا میں اسلام کی اشاعت اسی شہر سے ہوئی ہے مکہ مکرمہ کی طرح اس شہر کے بعض حصے حرم ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُکَ وَنَبِیُّکَ وَ اِنَّکَ حَرَّمْتَ مَکَّۃَ عَلٰی لِسَانِ اِبْرَاھِیْمَ اَللّٰھُمَّ وَاَنَا عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا (ابن ماجہ)

اے اللہ! حضرت ابراہیمؑ تیرے خلیل اور نبی تھے، انکی زبان پر تو نے مکہ کو حرام قرار دیا، اے اللہ! میں تیرا بندہ اور پیغمبر ہوں میں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان تک حرام قرار دیتا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مدینہ حرم ہے مدینہ کا حرم جبل عیر سے جبل ثور تک ہے نہ اس کا درخت کاٹا جائے، اور نہ اس میں کوئی بدعت کی جائے، جو مدینہ میں بدعت ایجاد کرے گا اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی لعنت ہے (بخاری) آپ نے فرمایا، مدینہ برے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کا میل دور کر دیتی ہے (بخاری) اور آپ نے فرمایا:۔

وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ (بخاری) اگر لوگ سمجھیں تو مدینہ ان کے لئے بہتر ہے۔

یعنی ملک یمن شام عراق وغیرہ فتح ہوں گے، لوگ مدینہ سے وہاں چلے جائیں گے، حالاں کہ مدینہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ اگر وہ اس کو سمجھتے، اور آپ نے فرمایا:۔

اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا (بخاری)

ایمان مدینہ میں سمٹ کر ایسے آجائے گا، جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں سما جاتا ہے

یعنی آخر زمانے میں سچے مسلمان ہجرت کرکے مدینہ جائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمَدِیْنَۃُ قُبَّۃُ الْاِسْلَامِ وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَاَرْضُ الْھِجْرَۃِ وَمَثْوَی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ (ترغیب، طبرانی)

مدینہ اسلام کا قبہ ہے، ایمان کا گھر ہے۔ اور ہجرت کا مقام ہے اور حلال و حرام کے معلوم ہونے کا ٹھکانا ہے۔

## مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرنے کی فضیلت

مدینہ کے مصائب اور تکلیفوں پر صبر کرکے اقامت کرنے والے کی آپ سفارش فرمائیں گے، ارشاد ہے۔

مَنْ صَبَرَ عَلٰی لَاْوَآئِھَا وَشِدَّتِھَا کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (طبرانی)

جو مدینہ کی مصیبتوں اور پریشانیوں پر صبر کرے میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں گا۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ وَشَہَادَتَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَحْرِمْنَا مِنْھُمَا آمین

Marfat.com

اولاً آپ سب سے پہلے مدینہ والوں کی سفارش فرمائیں گے چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ مِنْ اُمَّتِیْ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ثُمَّ اَھْلُ مَکَّۃَ ثُمَّ اَھْلُ طَآئِفِ (طبرانی)

سب سے پہلے میں جن لوگوں کی سفارش کروں گا وہ مدینہ والے ہیں پھر مکہ والے پھر طائف والے ہوں گے

## مدینہ منورہ میں بدعت کرنے والا ملعون ہے

جس طرح یہاں نیکیاں زیادہ ہیں اس طرح یہاں گناہ کرنے کا گناہ زیادہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْھَا حَدَثًا اَوْ آوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (بخاری، مسلم)

جو مدینہ منورہ میں بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کی نفلی و فرضی عبادت قبول نہیں ہے۔

## مدینہ منورہ کی موت

یہاں کی موت باعث سعادت و موجب شفاعت ہے سب سے پہلے یہیں کے لوگ اٹھیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول مجھ سے زمین شق ہوگی پھر ابوبکرؓ سے پھر عمرؓ سے پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤں گا وہ اٹھیں گے پھر مکہ والوں کا انتظار کروں گا تو میں دونوں حرمین کے لوگوں کو لے کر اپنے ساتھ روانہ ہوں گا۔ (وفاء الوفا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ بِھَا فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا اَوْ شَھِیْدًا۔ (بیہقی)

جو مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو، تو اس کو مدینہ ہی میں مرنا چاہئے، اس لئے کہ مدینہ میں مرنے والوں کا میں گواہ اور ضامن ہوں گا۔

اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں موت کی یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ (بخاری)

اے اللہ تو اپنے راستہ میں مجھے شہادت نصیب فرما۔ اور اپنے رسول کے شہر میں موت دے۔

## مدینہ منورہ کا پھل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ کے پاس لاتے، آپ اس کو لے کر فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا (مسلم)

اے اللہ تو ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما اور ہمارے شہر میں برکت ہی برکت کر دے اور ہمارے مد و صاع میں برکت عطا فرما۔

Marfat.com

خدایا! حضرت ابراہیم تیرے بندے وخلیل نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور پیغمبر ہوں حضرت ابراہیم نے مکہ کے لیئے دعا مانگی تھی اور اسکے ساتھ اور زیادہ بھی، پھر کسی چھوٹے بچے کو بلا کر وہ پھل عطا فرما دیتے (مسلم) ان پھلوں میں بڑی خیر و برکت ہے روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لیئے یہ تریاق کا حکم رکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرُّهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ — جو شخص صبح عجوہ کھجور کے سات دانے کھا لے اس کو نہ زہر نقصان دے گا، نہ جادو

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مقام عالیہ کی عجوہ شفا ہے اور اس کو نہار منہ کھانا تریاق ہے اور احمد کی روایت میں ہے کہ عجوہ جنت کا پھل ہے۔

## مدینہ کا غبار

مدینہ کا غبار باعث شفا ہے اور مہلک بیماریوں کے حق میں تریاق ہے حضرت سعد فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ پسماندگان نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے آگے چلے جس کی وجہ سے گرد و غبار اڑا۔

نَخَمَّرَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ اِنَّ فِي غُبَارِهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ قَالَ وَاَرَاهُ ذَكَرَ وَمِنَ الْجُذَامِ وَالْبَرَصِ (ترغیب) — تو آپ کے بعض ہمراہیوں نے اپنی ناک کو ڈھانک لیا اور منہ پر کپڑا ڈال لیا، آپ نے فرمایا، خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس غبار میں ہر بیماری سے شفا ہے یہاں تک کہ کوڑھ اور برص سے بھی

## مدینہ منورہ کی محبت

اللہ تعالی نے مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی سکونت کے لیئے منتخب کیا ہجرت کرکے آپ یہاں تشریف لائے اور زندگی کے آخری لمحات تک آپ یہیں قیام پذیر رہے مدینہ منورہ کی محبت کی دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا لَنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ (مسلم) — اے اللہ! تو مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے جیسے کہ مکہ کی محبت ہمارے دلوں میں ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کو ہمارے لیئے صحت یاب بنا دے اور اسکے صاع و مد میں برکت عطا فرما اور اسکے بخار کو جحفہ میں منتقل فرما

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے تو مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے تو مدینہ کی محبت میں سواری کو تیز کر دیتے تھے۔

## مدینہ منورہ کے لیئے برکت کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے لیئے برکت کی یہ دعا فرمائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَیْ مَاجَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ (بخاری مسلم)

اے اللہ! تو مکہ مکرمہ سے دوگنی مدینہ منورہ میں برکت عطا فرما۔

## مدینہ منورہ میں نہ طاعون آسکتا ہے نہ دجال داخل ہو سکتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَا یَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ (بخاری)

مدینہ کی گھاٹیوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ تاکہ اس میں طاعون اور دجال داخل نہ ہونے پائے۔

مسلم کی ایک روایت میں فرمایا کہ مکہ اور مدینہ کے سوا اور کوئی شہر نہیں جہاں دجال نہ جائے مدینہ کی تمام گھاٹیوں پر فرشتے صف بستہ کھڑے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

## مسجد نبوی کے فضائل

اس مبارک مسجد کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں نے رکھی ہے جیسا کہ احادیث شریفہ میں اس کا بیان ہے یہی اس مسجد کے افضل ہونے کے لیئے کافی وشافی ہے لیکن اس کے علاوہ قرآن وحدیث میں اس کی بڑی تعریف آئی ہے قرآن مجید میں اس کو مَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی کے نام سے یاد کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ (التوبہ)

البتہ جس مسجد کی نیو پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ بہت حقدار ہے کہ آپ اس میں نماز کے لیئے کھڑے ہوں

مسلم ترمذی مسند احمد وغیرہ میں یہ مشہور واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ مَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی کے مصداق کے بارے میں دو صحابیوں میں اختلاف پیدا ہو گیا، ایک کہتے تھے کہ اس سے مراد مسجد نبوی ہے دوسرے کہتے تھے کہ اس کا مصداق مسجد قبا ہے دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دریافت حال کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ دونوں نے اپنے دعووں اور دلیلوں کو پیش کیا آپ نے سننے کے بعد فیصلہ فرمایا کہ اس سے میری مسجد مراد ہے اور مسجد قبا میں بھی بہت بھلائی ہے صحابہ کرام کی جماعت اس کی قائل ہے اور دیگر حضرات کے نزدیک اس سے مسجد قبا مراد ہے ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ دونوں مسجدوں کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس لیئے دونوں مسجدیں اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی کا مصداق بن سکتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز

Marfat.com

كَفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا مَسْجِدُ الْحَرَامِ سے افضل ہے سوائے مسجد الحرام کے

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں باجماعت مسلسل نماز پڑھنے سے دوزخ اور نفاق سے بری ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِيْ اَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً لَا تَفُوْتُهٗ صَلٰوةٌ كُتِبَتْ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ (احمد، ترغیب)

جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے درمیان میں کوئی نماز چھوٹنے نہ پائے تو اس کے لیے دوزخ سے برات لکھی جاتی ہے اور عذاب سے اور نفاق سے بھی برات لکھی جاتی ہے۔

اور ابن ماجہ کی روایت میں فرمایا کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

## جنت الفردوس کا باغیچہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف اور منبر نبوی کے درمیانی حصہ کو روضۃ الجنۃ (جنت کا باغیچہ) کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ۔ (بخاری)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے، اس حدیث کے معنی میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں بعض فرماتے ہیں کہ نزول رحمت اور حصول سعادت اور خیر و برکت میں مسجد نبوی کا یہ حصہ روضہ جنت کے مشابہ ہے بعض کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ اس حصہ میں عبادت کرنا روضہ جنت کے حصول کا ذریعہ ہے بعض یہ فرماتے ہیں کہ درحقیقت یہ جنت کا باغیچہ ہے، اس کو جنت سے منتقل کر کے یہاں لایا گیا ہے، اور پھر اس کو جنت میں منتقل کر دیا جائے گا، واللہ اعلم بالصواب،

## منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

روضہ جنت کی طرح منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خاص فضیلت حاصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ (بخاری) میرا منبر میرے حوض پر ہے اور ایک روایت میں ہے، مِنْبَرِيْ عَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ (ترغیب) میرا منبر جنت کی سیڑھیوں میں سے کسی سیڑھی پر ہے یعنی جنت کے دروازہ پر ہے۔ (ترغیب)

## مسجد قبا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تو مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے کچھ دن مقام قبا میں قیام فرمایا، یہاں ایک مسجد بنانے کا ارادہ کیا چنانچہ آپ

Marfat.com

نے اس مبارک مسجد کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی یہ دنیائے اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۚ (سورۃ التوبۃ)

جس مسجد کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ اور پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں نماز کے لیے کھڑے ہوں۔

اس مسجد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَأَجْرِ الْعُمْرَةِ (نسائی)

جو پاک ہو کر اپنے گھر سے مسجد قبا میں جاکر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار یا پیادہ مسجد قبا میں تشریف لے جاتے اور وہاں پر دو رکعت نماز نفل ادا فرماتے تھے (بخاری مسلم)

**روضہ مقدسہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد نبوی کو تعمیر فرمایا تو مسجد کے شرق میں اپنے دو حجرے بھی تعمیر کر لئے ، ایک حضرت عائشہؓ کے لیے اور دوسرا حضرت سودہؓ کے لیے ، اس وقت یہی دونوں ازواج مطہرات تھیں اس کے بعد حضرت عائشہؓ کے جنوب میں متفرق اوقات میں دیگر ازواج مطہرات کے حجرے تعمیر ہوئے ابتدا میں یہ سب حجرے کچی اینٹ سے بنے ہوئے تھے ، مہاجرین کے اکثر مکانات بھی مسجد نبوی کے چوگرد بنے ہوئے تھے۔ اور اکثر کے دروازے مسجد کی جانب تھے ، آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا سب کو بند کروا دیا تھا۔

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریف میں انتقال فرمایا ، اور اسی حجرہ میں آپ دفن کئے گئے ، آپؐ کا سر مبارک بجانب غرب اور روئے مبارک بجانب جنوب ہے زمین کا یہ ٹکڑا جتنا بھی اپنی ابدی سعادت پر ناز کرے بجا ہے

۲۲ جمادی الاول ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ، آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی جانب دفن کیے گئے ، ان کا سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے مقابل یعنی قریب ایک فٹ نیچے سرکا ہوا ہے۔

پھر ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو بدھ کے دن حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی آپ حضرت عائشہ کی اجازت سے یہیں دفن ہوئے ، آپ کا سر حضرت صدیقؓ کے شانہ کے مقابل یعنی ذرا نیچے سرکا ہوا ہے۔

Marfat.com

**جنت البقیع** مسجد نبوی سے کچھ فاصلے پر مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے جہاں ہزاروں اصحاب کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم مدفون ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ اس قبرستان سے قیامت کے دن ستر ہزار آدمی ایسے اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور وہ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے، سبحان اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں زیارت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے اور ان کے حق میں اس طرح دعائے مغفرت فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ، اے اللہ! تو بقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرمادے

چپہ چپہ میں یاں گوہر یکتا تہ خاک
دفن ہوگا نہ کہیں اتنا خزانہ ہرگز

ازواج مطہرات، امہات المومنین، و بنات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان غنی اور حضرت حلیمہ سعدیہ اور حضرت امام مالک اور دیگر شہداء صحابہ کرام و صلحائے عظام رضی اللہ عنہم کی نورانی پرسکون مزاروں پر نہ کوئی گنبد ہے اور نہ کوئی مجاور ہے اور نہ یہاں زیب و زینت ہے گویا ان مزاروں سے پیہم یہی صدا آتی ہے کہ

بر مزار ما غریباں نے چراغ نے گلے
نے پر پروانہ سوزد نے سراید بلبلے

حرمین شریفین کا مکمل مضمون ہم نے "اسلامی تعلیم" کی چھٹی جلد میں بیان کیا ہے، اس کے پڑھنے سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو کعبۃ اللہ شریف کا دیدار اور مدینہ منورہ کی زیارت نصیب فرمائے (آمین)، سچ ہے کہ

دکھادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولا تیری رحمت برستی ہے

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْنَا، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی صَالِحِیْ اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا اٰمِیْن،

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

Marfat.com

# خطبہ ۵۳ فضائل عشرۂ ذوالحجہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَی النَّاسِ کَآفَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَسَآئِرِ الصّٰلِحِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (سورۃ الفجر)

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے قسم ہے فجر اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی۔

مسند احمد اور تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ دس راتوں سے مراد ذوالحجہ مہینے کی پہلی دس راتیں ہیں اور وتر سے عرفہ کا دن اور شفع سے مراد قربانی کا دن ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ (البقرۃ ۲۰۳) یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد گنتی کے چند دنوں تک کرتے رہو

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد ایام تشریق اور اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ذوالحجہ کے دس دن ہیں کہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے رہو۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں چلتے پھرتے کبھی کبھی تکبیر کہتے رہتے اور نمازوں کے بعد بھی اور نویں تاریخ سے تیرھویں تاریخ تک نمازوں کے بعد تکبیریں کہنا سنت ہے تکبیر یوں کہنی چاہیے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور یوں بھی کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ان تکبیروں کو عیدگاہ میں اور عیدگاہ جاتے وقت اور راستوں میں پڑھنا چاہیے۔

احادیث شریفہ میں بھی ان دس دنوں کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَا مِنْ اَیَّامٍ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ وَلَا الْعَمَلُ فِیْهِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ — ذوالحجہ کے عشرہ کے دس دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے افضل دن ہیں اور ان دنوں میں عبادت اللہ تعالیٰ

هٰذِهِ الْاَيَّامِ يَعْنِي مِنَ الْعَشْرِ فَاَكْثِرُوْا فِيْهِنَّ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَذِكْرِ اللّٰهِ وَاَنَّ صِيَامَ يَوْمٍ مِنْهَا يَعْدِلُ بِصِيَامِ سَنَةٍ وَالْعَمَلُ فِيْهِنَّ يُضَاعَفُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ۔ (ترغیب ج ۲ ص ۱۹۹)

کو سب دنوں کی عبادت سے زیادہ پسند ہے۔ لہذا تم ان دنوں میں کثرت سے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے رہو ذکر الٰہی بہت کرتے رہو اور ان دنوں میں ایک روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے ان دنوں کی ایک نیکی کا سات سو نیکیوں کے برابر ملتا ہے

ان دس دنوں میں نیک نماز، روزہ ادا کرنا اور ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل و تکبیر اور تلاوت قرآن کا درجہ جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ يَعْنِي الْاَيَّامَ الْعَشْرِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کو نیک عمل جس قدر عشرہ ذوالحجہ میں محبوب ہے اتنا دوسرے دنوں میں نہیں ہے تو صحابہ کرام نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول، جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں ہے، مگر وہ مجاہد جو جان و مال لے کر اللہ کے راستہ میں نکلا اور شہید ہو گیا وہاں سے کوئی چیز واپس نہیں آئی وہ مجاہد البتہ سب سے افضل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشْرَةِ اَيَّامِ ذِي الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (ترمذی)

عشرہ ذوالحجہ میں عبادت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ان دنوں میں ایک روزہ رکھنے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے ثواب کے برابر ملتا ہے اور ہر رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ہے

ذوالحجہ کا چاند ہو جانے کے بعد بالوں اور ناخنوں کا نہ تراشنا مستحب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ رَاٰى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ۔ (مسلم)

جس نے ذوالحجہ کا چاند دیکھ لیا اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو اسے بال اور ناخن تراشنا نہیں چاہیئے۔

بلکہ نماز پڑھ لینے اور قربانی کے بعد حجامت بنوائے اور ناخن ترشوائے اور جو قربانی نہیں کر سکتا وہ چاند دیکھنے کے بعد حجامت نہ کرائے، نماز عید کے بعد حجامت کرانے سے اسے قربانی کا ثواب ملے گا

Marfat.com

ملے گا ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ بِهَا مَنِيحَةً أُنْثَى أَفَأُضَحِّي بِهَا قَالَ لَا وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَتِكَ عِنْدَ اللهِ۔ (ابوداؤد)

یارسول اللہ! یہ فرمائیے کہ اگر میں قربانی کا جانور نہ پاؤں کسی شخص نے دودھ پینے کے لیے بکری دے رکھی ہے جس کو واپس کرنا پڑے گا تو میں اس کی قربانی کر ڈالوں آپ نے فرمایا، نہیں، بلکہ تم نماز کے بعد اپنے بالوں اور ناخنوں اور مونچھوں کو ترشوا لو۔ اور زیر ناف کے بالوں کو صاف کر ڈالو تمہیں پوری قربانی کا ثواب مل جائے گا۔

عرفہ یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا مِنْ يَوْمٍ أَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ يَنْزِلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِي بِأَهْلِ الْأَرْضِ أَهْلَ السَّمَاءِ فَيَقُولُ انْظُرُوا إِلَى عِبَادِي جَاءُونِي شُعْثًا غُبْرًا ضَاحِينَ جَاءُوا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ يَرْجُونَ رَحْمَتِي وَلَمْ يَرَوْا عَذَابِي فَلَمْ يُرَ يَوْمًا أَكْثَرَ عَتِيقًا مِنَ النَّارِ مِنْ عَرَفَةَ (بزاز، ابن خزیمہ)

اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور آسمان والوں سے زمین والوں پر فخر کر کے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو، دور دراز سے، پراگندہ سر گرد آلود یہاں پر آئے ہیں میری رحمت کی امید کرتے ہیں، اور میرے عذاب کو دیکھا نہیں ہے اسی نویں تاریخ کو بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔

دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ فخر کرتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو! پراگندہ سر غبار آلود دور دراز سے میرے پاس آئے ہیں اور میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ ان سب کو میں نے بخش دیا، فرشتے کہتے ہیں کہ ان میں فلاں شخص گنہ گار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ہم نے ان سب کو معاف کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے (ابن خزیمہ، ترغیب)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن فرمایا، لوگو! اللہ تعالیٰ ان دس دنوں میں تمہاری حاضری کی وجہ سے تم پر فرشتوں کی جماعت میں فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تمہارے گناہوں کو معاف کرتا ہوں مگر حق العباد! نیک لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرتا ہوں اور نیکوں کے سوال کو پورا کرتا ہوں اور مزدلفہ میں بھی اللہ تعالیٰ نیکوں کی مغفرت فرماتا ہے اور ان کی سفارش منظور فرماتا ہے (ترغیب)

اللہ رحمت خداوندی سب کو گھیر لیتی ہے، اور زمین میں اس کی مغفرت پھیل جاتی ہے اور جس نے

Marfat.com

اپنی زبان اور ہاتھ کی نگرانی کی ہے، ان کو وہ رحمت گھیر لیتی ہے۔ ابلیس اور اس کی ذریت پہاڑوں پر چڑھ کر حاجیوں کو دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں اور چلاتے ہیں (ترغیب، ابن ماجہ)

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کی مغفرت کے لیئے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا، آپ کی تمام امت کو بخش دوں گا مگر ظالم اور حقوق العباد کو نہیں بخشوں گا جب تک کہ ظالم سے مظلوم کا حق نہ دلا دوں، آپ نے عرض کیا خدایا، اگر تو چاہے تو مظلوم کو اس کا حق جنت سے دے سکتا ہے۔ اس شام کو بھی آپ کی درخواست منظور نہیں ہوئی، مزدلفہ میں پھر صبح کو آپ نے اسی دعا کو دہرایا تو آپ کی دعا قبول ہوئی حدیث کا راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت اس وقت آپ کے ہنسنے کا معمول نہیں ہے آپ کیسے ہنس پڑے اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس نے جب میری دعا کی قبولیت کی بات معلوم کر لیا تو ہائے واویلا کرتا ہوا اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا، اس رسوائی کو دیکھ کر مجھے ہنسی آگئی۔ (ابن ماجہ)

بہر حال نویں تاریخ کی بڑی فضیلت ہے اسی لیئے اس دن روزہ رکھنے سے دو سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ یعنی نویں تاریخ کے روزے کی بابت پوچھا گیا آپ نے فرمایا۔ یُکَفِّرُ السَّنَۃَ الْمَاضِیَۃَ وَالْبَاقِیَۃَ (مسلم) دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ایک گزشتہ سال کے اور ایک آئندہ سال کے۔

مگر چونکہ ایک روزہ رکھنا سنت کے خلاف ہے اس لیئے اس کے ساتھ آٹھویں تاریخ کا روزہ بھی رکھ لینا چاہیئے اور نویں تاریخ کو جو لوگ عرفات کے میدان میں حج کے لیئے جمع ہیں ان کو عرفات کے میدان میں نویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے (احمد ابن ماجہ) بہر حال ذوالحجہ کے دس دنوں کی بڑی فضیلت ہے ان دنوں کو غنیمت سمجھ کر نیکی کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیئے ہمیشہ ایسے خیر و برکت کے دن نہیں ملا کرتے اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی رات کو شب بیداری کرے اور اس میں عبادت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَامَ لَیْلَتَیِ الْعِیْدِ مُحْتَسِبًا لَمْ یَمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ (ابن ماجہ) جس نے دو نوں عیدوں کی راتوں میں اخلاص کے ساتھ قیام کیا تو اس کا دل زندہ رہے گا جس دن کہ لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَحْیَا اللَّیَالِیَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَہٗ جس نے پانچ راتوں کی شب بیداری کر لی، تو اس کے لیئے جنت

Marfat.com

اَلْجَنَّۃُ (ترغیب)

وہ پانچ راتیں یہ ہیں ۱، ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ کی رات (۲) اس کی نویں تاریخ کی رات (۳) اس کی دسویں تاریخ کی رات یعنی شب عید قربان (۴) عید الفطر کی رات (۵) اور شعبان کی پندرہویں رات یعنی شب برات (ترغیب) واجب ہو گئی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نیکیوں کو قبول فرما کر دونوں جہان کی سرخروئی عنایت فرمائے آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

---

# خطبہ ۵۵ عید قربان کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ۔ (الکوثر)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہم نے آپ کو کوثر دیا ہے، پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے"

بخشش اور فیاضی کا ایک بڑا درجہ ایثار ہے کہ دوسروں کو آرام پہنچانے کی خاطر اپنے آرام کو چھوڑ دیا جائے یعنی خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلانا، خود پیاسا رہ کر دوسروں کو پانی پلانا خود تکلیف برداشت کر کے کسی دوسرے کو آرام پہنچانا، غرض دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھنے کو ایثار کہتے ہیں یہ انسانی شرافت کا بہترین جوہر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ    اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، گو خود ہی

Marfat.com

خَصَاصَۃٌ (سورۃ الحشر) ضرورت مند کیوں نہ ہوں۔

اسلام میں اس کی بے شمار نظیریں ہیں، لیکن اس ایثار سے بڑھ کر فیاضی کا سب سے بڑا اور سب سے آخری درجہ قربانی ہے کہ دوسروں کی خاطر اپنی جان بھی دیدے مثل مشہور ہے اَلْجُوْدُ بِالنَّفْسِ غَایَۃُ الْجُوْدِ کہ محبوب کی خاطر جان کی قربانی بھی کر دینا اعلیٰ درجہ کی فیاضی ہے۔

**قربانی کیا ہے** قربانی کے معنی یہ ہیں کہ ہر وہ کام جس سے اللہ تعالیٰ کی قربت اور نزدیکی حاصل کی جائے خواہ نماز ہو یا روزہ ہو، یا زکوٰۃ ہو، خواہ مولا کی مرضی کے مطابق جہاد وغیرہ میں اپنی جان دینی پڑے جیسے کہا جاتا ہے اَلصَّلٰوۃُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ، نماز ہر ایک پرہیزگار شخص کی نزدیکی کا وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی نماز پڑھ کر حاصل کرنے میں جمعہ کے فضائل کی حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

مَنْ رَاحَ فِی السَّاعَۃِ الْاُوْلٰی فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَۃً (مشکوٰۃ) جو شخص جمعہ کی نماز کے لیئے پہلی ساعت میں جائے تو اس کو اتنا ثواب ملا گویا اس نے ایک اونٹ مکہ میں قربانی کے لیئے بھیجا ہے

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ، یعنی میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے

حضرت آدم علیہ السلام کے ایک صاحبزادے نے دنبہ کے ذریعہ اور دوسرے نے کھیتی کی چند بالوں سے قرب الٰہی کی جستجو کی تھی جس کا بیان قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے۔

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ دونوں نے اپنی اپنی نیازیں پیش کیں ایک کی نیاز قبول ہوئی دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔

بہر حال ہر عبادت کی غرض و غایت قرب الٰہی ہے اس لیئے اس کا ثبوت ہر ملت میں پایا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا ہر قوم و ملت کے لیئے ہم نے قربانی مقرر کر دی ہے۔

**یہود قوم کے لیئے توریت میں قربانی کا حکم** حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے اپنے وقتوں میں جانوروں کی قربانی کرنا توریت سے ثابت ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کی قربانی کی ہے۔

**عیسائیوں میں رسم قربانی** عیسائی مذہب کا دارومدار اسی قربانی پر ہے عہد جدید یعنی اناجیل مروجہ سے قربانی کا ثبوت ملتا ہے، چنانچہ انجیل متی باب ۵ آیت ۲۳ میں حضرت مسیح کا یہ قول نقل کیا گیا ہے، کہ اگر تو قربان گاہ میں اپنی نذر (قربانی) لے

Marfat.com

جائے اور وہاں تجھے یاد آئے کہ تیرا بھائی تجھ سے ناراض ہے تو وہاں اپنی نذر قربان گاہ کے سامنے چھوڑ کے چلا جا، پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر پھر قربانی کر۔

اسی طرح دوسری قوموں میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کسی نے اس کو زوان کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور کسی نے بلیدان کے نام سے یاد کیا ہے کسی نے نذر او بھینٹ کے نام سے پکارا ہے لفظ قربانی ایک جامع اور مانع لفظ ہے۔

## قربانی عالمگیر ہے

ابھی ابھی قرآن مجید سے معلوم ہوا ہے کہ قربانی ایک عالمگیر چیز ہے اور ہر قوم وملت میں اس کا رواج ہے کوئی قوم دینی یا دنیوی اعتبار سے ترقی نہیں کر سکتی ہے جب تک کہ ایثار و قربانی نہ کرے جب ہم عمیق نظر سے دیکھتے ہیں تو کائنات کی ہر چیز میں قربانی کا جذبہ دیکھتے ہیں اور ہر ایک چیز دوسری چیز پر فدا اور قربان ہے تمام جمادات اور نباتات وحیوانات انسان پر قربان ہیں۔ اور انسان مولائے حقیقی پر قربان ہے، ہزاروں، لاکھوں درختوں کی قربانی مکانوں کی تعمیر کیلئے کی جاتی ہے، بیشمار نباتات گھاس اور پودے حیوانات کی خاطر کاٹ دیئے جاتے ہیں ہزاروں لاکھوں سپاہی ملک و وطن کی حفاظت ونگہداشت کے لیئے قربان ہو جاتے ہیں اور بیشمار فرزندان قوم وملت وطنی وملی آزادی میں کام آجاتے ہیں اور بہت سے لوگ شہید ہو کر حیات جاودانی حاصل کرتے ہیں ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ٥ (البقرۃ) | جو اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے ہیں انہیں تم مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ۔ |

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

مگر جانی قربانی سے پہلے مالی قربانی کی ضرورت ہے، ترقی ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ہوتی ہے، جان اور مال دونوں خدائی عطیہ ہیں ضرورت پر مال سے دریغ کرنا چاہیئے نہ جان سے خالق کے ارشاد کے اوپر دونوں کو دینے کے لیئے تیار رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ٥ (التوبۃ) | یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلے میں مول لے لیا ہے، اور وہ اللہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارتے اور مرتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے، تورات، انجیل، اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ کون وعدہ پورا کرنے والا ہے، پس تم اس معاملے پر جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ |

Marfat.com

**سنتِ ابراہیمی** یہ قربانی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی سنت ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس میں ہمیں کیا ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا، ہر ایک بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی ملے گی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر قربانی کا جانور ایسا ہو جس پر اون ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا، اون کا جس قدر رواں ہے، ہر رُوئیں کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جائے گی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ (سورۃ الصافات)

اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں، وہ میری راہ نمائی فرمائے گا، اے میرے رب تو مجھے نیک اولاد عطا فرما ہم نے اسے بردبار لڑکے کی بشارت دی، چنانچہ وہ حلیم لڑکا پیدا ہوا، جب وہ ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے اور دوڑنے کے لائق ہوگیا، تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں تم دیکھو کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب میں کہا۔ اباجان! جو آپ کو حکم دیا گیا ہے، وہ کر ڈالئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، جب باپ بیٹے دونوں اس کام کے لیے مستعد ہو گئے، اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے پیشانی کے بل پچھاڑا، تو ہم نے ابراہیم کو پکارا، تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا ہم نیکوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، یقیناً یہ کھلی ہوئی آزمائش تھی اور ہم نے اس کے بدلے میں ایک بڑی قربانی دی، اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا، ابراہیم پر سلامتی ہو، ہم نیکوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

بعض روایتوں میں ہے کہ جب خدائی حکم پا کر دونوں باپ بیٹے منی کی طرف روانہ ہوئے تو ادھر شیطان لعین ایک پیر مرد کی صورت بنا کر ہاجرہ کے پاس آیا، اور کہا کہ اے بی بی کچھ خبر ہے کہ آج ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیلؑ کو کہاں لے کر گئے ہیں، بیوی ہاجرہ نے فرمایا، آج کہیں مہمان بنا کر لے گئے ہیں، شیطان نے کہا آج ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیے لے گئے ہیں حضرت ہاجرہ نے فرمایا، کہ اے بوڑھے کیسی عقل کے خلاف بات کہتا ہے، کیا کہیں باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہے، جو ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیلؑ کو

قتل کریں گے، اس نے کہا کہ ان کے خدا کی طرف سے ایسا ہی حکم ہوا ہے، خدا کا نام سنتے ہی حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ شاید تو شیطان ہے، جو مجھے بہکانے آیا ہے، اگر خدا نے حکم دیا ہے تو ہماری جان خدا کے لیئے حاضر ہے اور ہمیں کوئی عذر نہیں، چاہیئے کہ ابراہیم علیہ السلام اسمعیل کو ذبح کریں، پھر گھر میں آکر مجھے ذبح کریں، جب شیطان کا کوئی مکر حضرت ہاجرہ کے سامنے نہ چلا، تب شیطان لعین مایوس ہو کر وہاں سے بھاگا اور حضرت اسمعیل کے پاس آیا اور کہا، کہ اے اسمعیل تم کو معلوم ہے کہ آج ابراہیم علیہ السلام تمہیں کہاں لے جا رہے ہیں حضرت اسمعیل نے فرمایا، جنگل کی طرف ایک قربانی کے لیے جا رہے ہیں، اس نے کہا، وہ قربانی اور کوئی نہیں ہے صرف تم کو ذبح کر کے قربانی ادا کریں گے حضرت اسمعیل نے کہا، ماں باپ بیٹے کو ذبح نہیں کرتے یہ تیرا خیال غلط ہے، لعین نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے اسی طرح کا حکم دیا ہے، یہ سن کر حضرت اسمعیل علیہ السلام نے کہا، اگر خدا نے حکم دیا ہے تو ہمیں کیا انکار ہے، زہے نصیب ہمارے جو ہمیں مولا اپنی قربانی میں قبول فرمائے۔

یہ سن کر شیطان بہت ذلیل ہوا، اور وہاں سے بھاگ کر حضرت ابراہیم کے پاس آیا اور یہ کہا کہ اچھے شیطان کے پیچھے لگ گئے ہو، تم کو شیطان نے دھوکا دیا ہے جو تم ناحق بے گناہ کا خون کرنے پر تیار ہوئے ہو، یہ سن کر حضرت ابراہیم نے فرمایا، کہ اے لعین دور ہو، جب لعین کو سب طرف سے نا امیدی ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے آکر آپ کو جبراً روکنا چاہا، اور جمرہ اولی کے پاس ایک دیو کی صورت بنا کر اور راستہ روک کر کھڑا ہو گیا، اور یہ کہا کہ دیکھوں تم کس طرح جا سکتے ہو، حق تعالی نے ایک فرشتے کو حضرت ابراہیم کے پاس بھیجا اور یہ فرمایا کہ آپ سات کنکریاں ہاتھ میں لے کر اور اللہ اکبر زبان سے کہہ کر وہ شیطان کی طرف پھینکیں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا تو وہ لعین وہاں سے بھاگ کر جمرہ وسطی کے پاس آن کر راستہ روک کر کھڑا ہو گیا اور وہاں سے بھی تکبیر کے نعروں کے ساتھ کنکریاں کھا کر بھاگا، پھر تیسرے منارہ کے پاس جس کا نام جمرہ عقبی ہے جا کر کھڑا ہو گیا وہاں سے بھی کنکریاں کھا کر ذلیل ہو کر بھاگا۔

مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے نور نظر کو ذبح کرنے کے لیئے بحکم خدا لے چلے، تو سعی کے وقت شیطان سامنے آیا لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے بڑھ گئے پھر حضرت جبرائیل کے ساتھ آپ جمرہ عقبی کے پاس پہنچے تو پھر شیطان سامنے آیا، لیکن حضرت ابراہیم نے اسے سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ وسطی کے پاس آیا پھر وہاں سات کنکریاں ماریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مناسک ادا کرنے کے لیئے تشریف لائے، تو جمرہ آخری کے پاس ابلیس نظر آیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا

Marfat.com

جمرۃ الوسطی کے قریب بھی یہی صورت پیش آئی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا شیطان کو مارتے رہو اور اپنے باپ حضرت ابراہیم کے دین پر چلتے رہو (صحیح ابن خزیمہ)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کیسے خدا کے نیک بندے تھے کہ خدا کی راہ میں جان اولاد سب کچھ دینے کے لیے تیار ہو گئے، دراصل یہ ایک امتحان تھا جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیا کرتا ہے اس میں صبر و استقلال ایثار و غمخواری اور شجاعت و بہادری کی طرف اشارہ ہے مردوں عورتوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ شجاعت اور صبر حضرت ہاجرہ اور حضرت ابراہیم و اسمٰعیل سے سیکھو جیسا کہ حضرت خنساء نے سیکھا تھا جن کا مختصر بیان یہ ہے

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا مشہور شاعرہ اور صحابیہ ہیں اپنی خوشی سے اپنی قوم کے ساتھ آ کر مدینہ میں مسلمان ہوئیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں قادسیہ کی مشہور جنگ ہوئی ہے اس لڑائی میں اپنے چاروں بیٹوں سمیت جنگ میں شریک ہوئیں، ان نوجوان لڑکوں کو ایک دن جنگ سے پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی میں شرکت کی ترغیب دی، فرمانے لگیں، میرے پیارے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی مرضی سے ہجرت کی ہے، ان کاموں کے لیے تم کو کسی نے مجبور نہیں کیا، خدا کی قسم! تم جس طرح ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو، اسی طرح تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو، میں نے نہ تمہارے باپ کی خیانت کی اور نہ تمہارے ماموؤں کو بدنام کیا ہے، اور نہ تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا ہے اور نہ تمہارے نسب کو خراب کیا ہے تم کو معلوم ہے اللہ کے راستے میں لڑنے کا کیا ثواب اور کتنا بڑا درجہ ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ آخرت باقی رہنے والی ہے اور دنیا فنا ہونے والی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ اے ایمان والو! تکلیفوں میں صبر کرو اور کافروں کے مقابلے میں جمے رہو، اور تیار رہو، کہ تم فلاح پاؤ۔

کل صبح کو جب صحیح و سالم اٹھو، اور لڑائی کی جلتی ہوئی آگ دیکھو، تو اس کے انگاروں میں گھس جاؤ اور کافروں کا خوب مقابلہ کرو، خدا نے چاہا تو جنت میں نہایت عزت و احترام سے داخل ہو گے چنانچہ جب صبح ہوئی اور لڑائی کی آگ خوب تیز ہو گئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک لڑکا نمبر وار آگے بڑھتا اور اپنی ماں کی نصیحت کو پڑھ کر جوش میں آتا اور لڑائی کی آگ میں کود پڑتا اور بہادری کا جوہر دکھا کر شہید ہو جاتا اسی طرح چاروں یکے بعد دیگرے بہنوں کو موت کے گھاٹ اتار کر شہید ہو گئے جب ماں کو ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو اللہ کا شکر ادا کر کے کہا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ان کی شہادت سے مشرف و مکرم بنایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں ان لڑکوں کے ساتھ رہوں گی۔ (اسد الغابہ)

Marfat.com

## قربانی کی فضیلت

کتب سنت میں قربانی کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے بعض علماء کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت موکدہ ہے جمہور علماء کے نزدیک سنت موکدہ ہے لیکن دلائل کی رو سے مقدور والے پر واجب ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (الکوثر)

ہم نے آپ کو کوثر دیا ہے پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے

ہجرت کے دس سال بعد تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں دس سال قیام فرما رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے قربانی کرنے کی وسعت اور طاقت ہو اور قربانی نہ کرے۔ وہ مسلمانوں کی عیدگاہ میں حاضر نہ ہو (حاکم، ترغیب)

اسی وجہ سے بعض علماء نے طاقت رکھنے والے پر قربانی کرنا ضروری قرار دیا ہے، قربانی کرنے سے بہت ثواب ملتا ہے اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں، خدا خوش ہوتا ہے، اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں سمیت آئے گا، اور اس کو شمار کر کے ترازو میں رکھ کر تولا جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهُ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا (ترغیب)

قربانی کے دن کوئی عمل انسان کا اللہ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے، اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں سمیت آئیگا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبولیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے، پس چاہیئے کہ قربانی بہت خوشی سے کرو۔

یعنی عید الاضحیٰ میں سب کاموں سے زیادہ پیارا کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی ہے، اور قربانی کے جانور کے سینگ خون کھر وغیرہ سب کا قیامت کے دن ترازو میں رکھ کر وزن کیا جائے گا جس سے اس کے عمل کا پلہ بھاری ہو جائے گا، اور اس کی مغفرت ہو جائے گی، اور اس قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے لہٰذا تم لوگ خوشی سے قربانی کرو، اس کو تاوان ہرگز نہ سمجھو، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلَىٰ كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً (ابو داؤد)
اے لوگو! بے شک ہر گھر والوں کے ذمہ ہر سال قربانی ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: اے فاطمہ تم اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو کر دیکھو کیونکہ سب سے پہلے خون کے قطرے کے گرنے سے پہلے ہی تمہارے پہلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے حضرت فاطمہؓ نے کہا یا رسول اللہ! یہ فضیلت صرف ہم اہل بیت کے لیئے ہے، یا ہمارے اور سب مسلمانوں کے لیئے ہے آپ نے فرمایا، ہمارے اور سب مسلمانوں کے لیئے ہے (بزار ترغیب) دوسری روایت میں اتنا اضافہ ہے اس کو ستر حصہ زیادہ کر کے تولا جائے گا (ترغیب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خوشی اور خلوص سے قربانی کی اس کے بارے میں دوزخ سے آڑ اور رکاوٹ بن جائے گی (طبری)

قربانی کے خریدنے میں جو پیسہ خرچ ہوتا ہے، وہ اللہ کے نزدیک سب پیسوں سے زیادہ محبوب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو پیسہ قربانی کے بارے میں خرچ کیا جائے وہ سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

قربانی کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس سے خدا خوش ہوتا ہے دوزخ سے نجات ملتی ہے اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:-

عَظِّمُوا ضَحَايَاكُمْ فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ (تلخیص الحبیر)
بڑے اور فربہ جانوروں کی قربانی کرو کیوں کہ وہ پلصراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

اسی لیئے لولے لنگڑے اندھے کانے، لاغر، کمزور اور بیمار جانوروں کی قربانی درست نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ قربانی والے جانوروں کی آنکھ کان وغیرہ اچھی طرح دیکھ لیا کریں، ایسا نہ ہو کہ اس کا کان کٹا ہوا ہو، خواہ آگے سے ہو یا پیچھے سے ہو، یا بیچ میں سے چرا ہوا ہو، یا سوراخ ہو ترمذی شریف میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ جانور لنگڑا ہو، اور اس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، اور آنکھ کان کا نقصان ہو کہ وہ نقصان ظاہر ہو، اور نہ لاغر اور دبلا ہو کہ دبلا پن ظاہر ہو، اور ان کی عمروں کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے بکری کم از کم سال سے زیادہ ہو، اور دو دانت والی ہو اونٹ نہ ہو، نر کی قربانی مستحب ہے اور بھیڑ کا بچہ اگر چھ یا نو مہینے روز سے کم یعنی چھ سات مہینے کا ہو تب بھی جائز ہے (نیل منتقی)

## قربانی میں غریبوں کی ہمدردی ہے

قربانی میں مالی اور جانی ایثار کے ساتھ ساتھ غریبوں کی ہمدردی اور اعانت بھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۖ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔

(سورۃ الحج)

اور قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیئے اللہ تعٰالیٰ کے نشانات مقرر کر دیئے ہیں ان میں تمہیں نفع ہے پس تم انہیں کھڑا کر کے نام خدا پڑھ کر نحر کرو پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں، تو اسے خود بھی کھاؤ مسکینوں سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر رکھا ہے تاکہ تم شکر گزاری کرو۔

یعنی ان جانوروں میں تمہارے لیئے دنیوی اور دینی بہت سے فائدے ہیں دنیا کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے تم کام لیتے ہو دودھ دینے والے جانوروں کا دودھ پیتے ہو اور سواری والے جانوروں سے سواری کا اور بوجھ اٹھانے کا کام لیتے ہو اور بوقت ضرورت اللہ کے نام پر ذبح کر کے خدا کو خوش کرتے ہو لہٰذا قربانی کر کے اس کے گوشت کو خود بھی کھاؤ اور غریبوں محتاجوں سوالیوں اور غیر سوالیوں کو کھلاؤ، عالموں نے کہا ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہیئے ایک حصہ اپنے لیئے، ایک حصہ دوست واحباب کے لیئے اور ایک حصہ غریب و مسکین کے لیئے (ابن کثیر)

اور اس سے پہلی آیت میں فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ آیا ہے، یعنی قربانی میں سے خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیر کو بھی کھلاؤ، یعنی اس بے بس انسان کو جو غریب و محتاج ہو ان دونوں آیتوں میں غربا نوازی کا حکم دیا گیا ہے کہ عید کا دن ہے خوشی کا وقت ہے تم غریبوں کی خبر لو، اور رانڈ بیوہ یتیم کو بھی نہ بھولو ان کا حق تمہارے مالوں میں ہے تم ان کے ولی و سرپرست ہو، وہ تمہارے دست نگر ہیں ان کی ضرورتیں تمہارے ساتھ وابستہ ہیں ان کا ضرور خیال رکھنا، اور جو کچھ کرو اخلاص سے کرو، ریا و نمود کے لیئے ہرگز نہ ہو جو ریا و نمود کیلئے قربانی کی جاتی ہے وہ اللہ کے نزدیک مقبول نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (الحج)

یعنی ان قربانیوں اور عبادتوں سے خدا بے نیاز ہے اسے تو تمہاری پرہیز گاری پہنچتی ہے۔

جاہلیت کے زمانہ میں احمق لوگ قربانی کے جانور کا گوشت اپنے بتوں کے سامنے رکھ دیتے اور ان پر خون کا چھینٹا دیتے اور بیت اللہ شریف کی دیواروں کو بھی قربانی کے خون سے لیپ دیتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ کو یہ چیزیں پہنچ جایا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمادی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے وہ تمہاری پرہیز گاری دیکھتا ہے، اور اسی کو قبول ہے۔

Marfat.com

**قربانی کرنے کا طریقہ** ذبح کرنے سے پہلے قربانی کے جانور کے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو باندھ دو تاکہ ذبح کرنے میں سہولت ہو اور جانور کے چہرے کا رخ قبلہ کی طرف کردو اور چھری کو خوب تیز کرلو لیکن جانور کے سامنے مت تیز کرو، اور نہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرو، اور خون گرنے کے لیئے کسی جگہ گڑھا کھود دو تاکہ خون اس میں بہہ کر جمع ہوجائے اور اس کی آنکھیں بند کردو، اور اپنے داہنے ہاتھ سے چھری لے کر مندرجہ ذیل دعا پڑھ کے ذبح کرو، اور ذبح کے بعد جانور کے ہاتھ پاؤں کھول دو دعا یہ ہے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْکَ وَلَکَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِکَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ ط

میں اس اللہ کی طرف متوجہ ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے، میں سب سے الگ ہو کر صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا جینا سب اللہ کے لیئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے فرماں بردار لوگوں میں سے ہوں الٰہی میں تیری خوشنودی کیلئے یہ قربانی کرتا ہوں تو اس کو قبول فرما جس طرح تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی قبول فرمائی ہے، اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔

اگر تم کسی دوسرے کی جگہ قربانی کر رہے ہو تو مِنِّی کی جگہ مِنْ کہہ کر اس کا نام لے لو، اور پھر دعا پوری کر کے ذبح کرو اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی قربانیوں کو قبول فرمائیے۔ آمین

**مقصود قربانی** آج کے دن تمام بلاد اسلام میں اللہ کے نام پر خون بہایا جاتا ہے اور اس دن ہر مسلمان ابراہیمی و اسمٰعیلی قربانی کی یاد تازہ کرتا ہے مگر صرف سیلان خون اور گوشت خوریاں ہی اس جشن کے منانے کا حقیقی مقصد نہیں، بلکہ حصول تقویٰ و اخلاص مطلوب ہے اور حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو قوموں کی حیات و ترقیات کے لیئے حسب ذیل چیزوں کی ضرورت ہے:۔

ایثار جہاد قربانی اعتماد باللہ، اعتماد بالنفس اور سرفروشی و جانبازی جیسی صفتیں سرمایہ حیات ہیں جو عید قربان میں بدرجہ اتم موجود اور نمایاں ہیں، ان ہی جذبات عالیہ کی آبیاری کے لیئے عید قربان ہر سال منائی جاتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْاَنْبِیَاءِ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ ۰

Marfat.com

# خطبہ ۵۶: فضائل و مسائل حج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ کَلِمَۃَ التَّوْحِیْدِ حِرْزًا وَّ حِصْنًا ، وَجَعَلَ الْبَیْتَ الْعَتِیْقَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَّ اَکْرَمَہٗ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی نَفْسِہٖ تَشْرِیْفًا وَّ تَحْصِیْنًا وَّمَنًّا وَجَعَلَ زِیَارَتَہٗ وَالطَّوَافَ بِہٖ حِجَابًا بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْعَذَابِ وَمُجْنًا ۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَسَیِّدِ الْاُمَّۃِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ قَادَۃِ الْحَقِّ وَسَادَۃِ الْخَلْقِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ، وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (سورہ آل عمران)

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے "اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہیں، اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو خدا (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔"

حج کے معنی قصد اور زیارت کے ہیں اسلامی محاورہ میں اللہ تعالیٰ کی مخصوص عبادت اور اس کے گھر کی مخصوص طریقے سے زیارت کرنے کو حج کہتے ہیں۔ اسلام کے پانچ رکنوں میں سے حج بھی ایک رکن ہے جو ہر مستطیع پر فرض ہے رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا (مسلم) یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہٰذا تم حج کرو۔

اور فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے (۱) اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور اس کے بندہ ہونے کی شہادت دینا (۲) نماز پڑھنا (۳) بیت اللہ کا حج کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) زکوٰۃ دینا۔ (بخاری مسلم)

اس کی فرضیت کے ساتھ ساتھ اس کی بڑی فضیلت بھی ہے کہ اس کے کرنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس کے بعد جنت بھی ملتی ہے خدا بھی خوش ہو جاتا ہے اور اپنی ذمہ داری بھی ادا ہو جاتی ہے، خدا کے گھر کی زیارت نصیب ہوتی ہے مختلف جگہ کے مسلمانوں سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے آخرت بھی سامنے

---

ملہ راقم الحروف نے حج کو جاتے ہوئے جہاز میں اور مکہ مکرمہ میں اور واپسی کے وقت دیا تھا جو ماہنامہ "الاسلام" مجریہ مارچ ۱۹۶۵ء میں شائع ہو چکا ہے یادگار کے طور پر یہاں درج کر دیا ہے۔ عبدالسلام بستوی عفا اللہ عنہ القوی۔

Marfat.com

آجاتی ہے خلاصہ یہ کہ دین و دنیا دونوں کے فائدے حاصل ہو جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔

اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (بخاری، مسلم، ابن حبان)

کون سا عمل سب عملوں سے افضل ہے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پھر عرض کیا گیا، اس کے بعد کون سا ہے آپ نے فرمایا، اللہ کے راہ میں جہاد کرنا، پھر عرض کیا گیا اس کے بعد کون سا عمل ہے، فرمایا حج مقبول ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ، (بخاری۔ مسلم)

جس نے اللہ کی خوشنودی کے لیے حج کیا اور جماع اور عدول حکمی اور نافرمانی خدا کی نہیں کی وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے جس طرح اس کی ماں نے اس کو پیدا کیا تھا۔

یعنی گناہوں سے وہ اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی معصوم جنا ہے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جیسا کہ دوسری حدیث میں فرمایا۔

اِنَّ الْحَجَّ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ (ابن خزیمہ ترغیب)

حج ان تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جو پہلے سے سرزد ہو گئے تھے

اَلْحَجُّ جِہَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ (ابن ماجہ ترغیب)

ہر کمزور کا جہاد حج ہے یعنی حج کرنے سے جہاد کا ثواب ملتا ہے

جِہَادُ الْکَبِیْرِ وَالضَّعِیْفِ وَالْمَرْاَۃِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَۃُ، (النسائی)

بوڑھے، کمزور، اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ کرنا ہے۔

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّۃَ (طبرانی)

حج مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج و عمرہ دونوں کو ملاؤ، کیونکہ یہ دونوں محتاجگی اور گناہوں کو ایسا دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے میل کو دور کر دیتی ہے، اور مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے (ترمذی، ابن ماجہ، ترغیب)

ان ہی فرائض اور فضائل نے آپ کو حج کے لئے آمادہ کیا ہے کہ تمام کاروبار کو بالائے طاق رکھ کر عزیز و اقارب اور اہل بچوں کو چھوڑ کر کافی رقم خرچ کر کے تکلیف برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے حج کو قبول فرمائے اور آپ کی دلی مرادیں پوری کرے آمین حقیقت یہی ہے کہ حج میں جتنا بھی روپیہ پیسہ خرچ ہوتا ہے وہ باعث خیر و برکت اور سعادت دارین کا ذریعہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلنَّفَقَۃُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الدِّرْھَمُ بِسَبْعِ

حج میں خرچ کرنا ایسا ہے جیسا جہاد میں خرچ کرنا جہاد میں ایک

ومائۃ (طبرانی، ترغیب) درہم خرچ کرنے کا ثواب سات سو درہم خرچ کرنے کے برابر ہے

اسی طرح حج میں بھی ہے حضرت عائشہؓ سے آپ نے فرمایا تھا۔

اِنَّ لَكِ مِنَ الْاَجْرِ عَلٰی قَدْرِ نَصَبِكِ وَنَفَقَتِكِ (حاکم، ترغیب) جتنی تم کو تکلیف ہوگی اور جتنا تم خرچ کرو گی اتنا ہی ثواب تم کو ملے گا۔

اور ایک روایت میں فرمایا کہ اس خرچ کے بدلے میں اللہ تعالیٰ آخرت میں ثواب اور دنیا میں اس کے قائم مقام عطا فرماتا ہے اور فرمایا۔ مَا اَمْعَرَ حَاجٌّ قَطُّ حاجی کبھی محتاج نہیں ہوتا مگر یہ ثواب اس وقت ملے گا جب کہ حلال مال خرچ کرکے جائے گا، اور اگر حرام مال سے حج کرتا ہے تو کچھ ثواب نہیں ملے گا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حاجی پاک وصاف مال لے کر نکلتا ہے، رکاب میں پاؤں رکھتا ہے اور لبیک پکارتا ہے تو آسمان سے آواز آتی ہے لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ، تیرا توشہ حلال ہے، تیرا خرچ حلال ہے، تیرا حج مقبول ہے اور گناہوں سے پاک ہوگیا کچھ گناہ نہیں ہے، اور جب حاجی حرام مال لے کر نکلتا ہے، اور رکاب میں پاؤں رکھتا ہے اور لبیک پکارتا ہے تو آسمان سے یہ ندا آتی ہے لَا لَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ تیرا توشہ حرام ہے تیرا خرچ حرام ہے، تیرا حج سراسر گناہ ہی گناہ ہے تیرا حج مقبول نہیں۔ (طبرانی ترغیب)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعوت دی اور اس کی دعوت کو آپ نے قبول فرمایا اور مہمانی کے لیے، اور حج کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں یہ بڑی فضیلت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مہمان نواز ہے، اور آپ اس کے مہمان ہیں اس کی تائید بزار اور ترغیب کی حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حج اور عمرہ کرنے والے دونوں اللہ کے مہمان ہیں، خدا نے ان کو بلایا، اور وہ آئے، اور جو کچھ انہوں نے مانگا خدا نے ان کو دیا، اللہ آپ کو بھی بخشے اور اگر اپنے خویش واقارب کی مغفرت کے لیے سفارش اور دعا کریں گے تو خدا انہیں بھی بخش دے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَاجُّ يَشْفَعُ فِيْ اَرْبَعِ مِائَةٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (بزار۔ ترغیب) حاجی اپنے گھر کے چار سو آدمیوں کی شفاعت کریگا وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے کہ اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔

آپ اس مقدس سفر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شرافت سے پیش آیا کیجیے اور ہر ممکن طریقے سے ان کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتے رہیے اور خدمت کرتے رہیے ان کو تکلیف پہنچانا اور ان سے لڑائی جھگڑا کرنا انسانیت کے خلاف ایک جرم عظیم ہے خصوصیت سے اس مبارک سفر میں اللہ تعالیٰ نے جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے۔

Marfat.com

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (البقرہ ۵)

حج کے چند گنتی کے مہینے معلوم ہیں جو ان مہینوں میں حج کا احرام باندھے (وہ) اپنی بیوی سے ہم بستر نہ ہو اور فحش و بکواس نہ بکے اور لڑائی جھگڑا نہ کرے۔

آپ اس وقت دنیاوی کاروبار سے بالکل فارغ ہیں اس لیے ہر ممکن طریقے سے ہر وقت ذکر الٰہی میں گزاریئے اس سے بہتر وقت آپ کو نہیں ملے گا، فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کیجیے، اور نہ کسی کی غیبت اور چغلی کیجیے اور نہ غیر محرم عورت کی طرف بری نظر سے دیکھیے دم بدم نظر در قدم پر عمل کیجیے دو ایک روز میں احرام باندھنے کی جگہ آجائے گی احرام باندھنے کے بعد آپ حج میں داخل ہو جائیں گے میں مختصراً احرام باندھنے کا طریقہ بیان کر رہا ہوں آپ اس پر عمل کرنے کی کوشش کیجیے تاکہ آپ کا حج سنت کے مطابق ادا ہو۔

## احرام باندھنے کا طریقہ

احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے (۱) اول حجامت بنوالو (۲) زیر ناف کے بال صاف کر ڈالو (۳) اس کے بعد غسل کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے سے پہلے غسل فرمایا تھا (ترمذی) اور آپ نے حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو احرام کے وقت غسل کرنے کا حکم دیا تھا (ابوداؤد) (۴) اور وضو کر لو، اس کے بعد سلے ہوئے کپڑے اتار دو اور ایک لنگی باندھ لو، اور ایک چادر اوڑھ لو، احرام کے یہی دو کپڑے ہیں، اس کے بعد خوشبو لگالو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ (بخاری، مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں احرام کے وقت خوشبو لگاتی تھی، احرام باندھنے سے پہلے، اور طواف سے پہلے حلال ہونے کے وقت خوشبو لگاتی تھی۔

اس کے بعد اگر فرض نماز کا وقت ہے تو فرض نماز کے پڑھنے کے بعد تلبیہ پڑھ لو، اور اگر فرض نماز کا وقت نہیں ہے تو احرام کی نیت سے دو نفل پڑھو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کرنے کے لیے نکلے مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا (ابوداؤد، احمد) بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھو، سلام پھیرنے کے بعد سر کھول ڈالو اور اپنے دل میں حج یا عمرہ یا قران یا تمتع کی نیت کرو، یعنی اگر عمرہ کرنا ہے تو عمرہ کی نیت کرلو، کہ خدایا میں عمرہ کروں گا، تو اس کو قبول فرما، اور آسان کر دے اور یوں کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا اور اگر صرف حج کرنے کا ارادہ ہے تو حج کا ارادہ کرو یعنی یوں کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ، اور

Marfat.com

اگر قران یعنی حج و عمرہ دونوں ساتھ ساتھ ادا کرنا مقصود ہے تو دونوں کا ارادہ کرو، اور یوں کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا حج فرض ادا کرنا ہے، تو فرض حج کی نیت کرو، نفل ادا کرنا ہے تو نفل کی نیت کرو، نیت کرنا فرض ہے بغیر نیت کے کسی عمل کا اعتبار نہیں ہے اگر مرد ہے، تو احرام کے وقت سے قربانی تک سر کھولے رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَحْرَامُ الرَّجُلِ فِیْ رَاسِهٖ وَاَحْرَامُ الْمَرْاَةِ فِیْ وَجْهِهَا۔ (مغنی)

مرد کا احرام سر میں ہے یعنی احرام کی حالت میں سر کھلا رہنا چاہئے اور عورت کا احرام چہرے میں ہے یعنی احرام میں چہرہ کھلا رہنا چاہیے۔

اس کے بعد زور زور سے تلبیہ پڑھو جس کے الفاظ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تلبیہ کو پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔

(بخاری، مسلم)

الٰہی! میں تیری خدمت اور عبادت کے لئے حاضر ہوا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے میں تیری خدمت کے لئے حاضر ہوا ہوں یقیناً تعریف اور نعمت صرف تیرے لئے ہے، اور بادشاہت صرف تیرے لئے خاص ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے

لَبَّیْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّیْكَ (ابن ماجہ، نسائی)

اے میرے معبود! میں تیری خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

لبیک کی بڑی فضیلت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان حاجی کی لبیک کی آواز سن کر اس کے دائیں بائیں کے درخت پتھر وغیرہ تمام چیزیں لبیک پکارتی ہیں (ترمذی) اور لبیک کو نمازوں کے بعد اور رات دن اوپر نیچے، چڑھتے اترتے اور قافلہ کے چلتے چلتے بار بار زور سے پڑھو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے مجھ سے فرمایا، کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور لَبَّیْكَ کو زور سے پڑھیں (ترمذی) اور فرمایا:۔

سب سے افضل وہ حج ہے جس میں زور سے لبیک کہا جائے اور کثرت سے قربانی کی جائے

اس تلبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو (دار قطنی) اور اپنے حق جو دعا مناسب سمجھو مانگ لو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تلبیہ سے فارغ ہو جاتے تو اللہ سے اس کی رضامندی اور جنت کی درخواست کرتے اور دوزخ سے پناہ مانگتے (دار قطنی بیہقی) یعنی تلبیہ کے بعد تم یوں دعا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرِضَاكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِرَحْمَتِكَ مِنَ النَّارِ۔

الٰہی! میں تیری خوشنودی کے ساتھ جنت کا سوال کرتا ہوں اور تیری رحمت کے ساتھ جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔

**احرام کی قسمیں:۔** احرام کی چار قسمیں ہیں (۱) افراد، یعنی صرف حج کا احرام باندھنا، اور

Marfat.com

صرف حج کا احرام باندھنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔

(۲) تمتع۔ یعنی پہلے حج کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھ کر طواف سعی ادا کرنے کے بعد حلال ہو جائے پھر حج کا احرام باندھ کر حج کے افعال کو ادا کیا جائے ایسا کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔

(۳) قران۔ یعنی حج و عمرہ دونوں کا ساتھ ساتھ احرام باندھنا ایسا کرنے والے کو قارن کہتے ہیں

(۴) حج کے مہینے کے علاوہ دوسرے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھنا ایسا کرنے والے کو معتمر کہتے ہیں یہ سب جائز ہیں یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے ان کو ادا کیا جیسا کہ صحاح ستہ میں ہے۔

**احرام کے کپڑے** مرد کے احرام کے کپڑے ایسے ہونے چاہئیں۔ نیا یا دھلا ہوا تہبند چادر اور جوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لنگی اور چادر اور جوتی میں احرام باندھو۔ اگر تہبند نہ ہو تو پاجامہ میں بھی احرام بندھ سکتا ہے۔ اگر ایک ہی کپڑے میں احرام باندھا جائے۔ جس سے بدن ڈھک جائے اور لنگی کا کام بھی دے تو جائز ہے مردوں کو احرام کی حالت میں ان کپڑوں کا پہننا منع ہے کرتا پاجامہ پگڑی کوٹ صدری بنڈی جانگیہ نیم آستین، ٹوپی دستانے موزے جراب زعفران اور درس کے رنگی ہوئی چادر، اور مرد احرام کی حالت میں اپنے سر کو کھلا رکھے اور عورتوں کے احرام کے کپڑے یہ ہیں، کرتا پاجامہ دوپٹہ صدری جانگیہ لنگی موزے جراب زیور اور احرام کی حالت میں عورتیں اپنے چہرے کو کھلا رکھیں۔ چھپائیں نہیں البتہ اگر اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو گھونگھٹ نکال سکتی ہیں، احرام کی حالت میں بال ناخن کا تراشنا، جنگلی جانوروں کا شکار کرنا، نکاح کرنا اور کرانا، بیوی سے جماع کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنا اور خوشبو لگانا ناجائز ہے۔

**احرام کی حکمت** شاہی دربار کے آداب میں سے ایک خاص ادب یہ بھی ہے، کہ جو لباس شاہی آداب کے لیئے موزوں و مناسب ہو وہی لباس پہن کر شاہی دربار میں حاضر ہونا چاہیئے اور شاہی دربار کے خلاف دوسرا لباس پہن کر جانا گستاخی ہے دنیا کے بادشاہوں کے دربار عام و دربار خاص میں شرکت کرنے والوں کے لیئے خاص خاص وردیاں ہوتی ہیں جس کو زیب تن کر کے شریک ہوتے ہیں تاکہ خاص اس وردی سے دوسرے سے ممتاز نظر آئیں حج سالانہ جشن ہے، اللہ تعالیٰ نے جشن منانے والوں کو یہ حکم دے رکھا ہے کہ اس جشن اور اجتماع میں شریک ہونے والے اسی قسم کی وردی پہن کر ہمارے دربار میں حاضر ہوں اس لیئے اس شاہی دربار میں شریک ہونے کیلئے وہی خاص لباس احرام پہن کر جانا لائق ہے اور وہی حالت بنا کر جانا جو شہنشاہ کی مرضی کے مطابق ہو نہایت موزوں ہے، بس میقات ہی سے اس دربار کی حاضری کی تیاری شروع کر دو، اور اپنی وہی حالت بنالو جس سے وہ خوش ہو یعنی خاکساری

Marfat.com

اور سادگی کا لباس پہن لو اس لیے اللہ تعالیٰ نے احرام کا لباس سادہ رکھا ہے جو دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں شرکت کرنے والوں کے بالکل خلاف ہے، دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں شریک ہونے والے خوب بن ٹھن کر اور لباس فاخرہ زیب تن کرکے شریک ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چونکہ سادگی پسند ہے اس لیے سادہ لباس پہن کر اور زینت کی چیزوں کو چھوڑ کر شریک اجلاس ہوتے ہیں اور اسی میں اسلامی مساوات ہے کہ امیر و فقیر بادشاہ و غریب سب ایک ہی لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں اور اس لباس میں کفن کی مشابہت بھی ہوتی ہے جس سے انسان کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ دنیا سے جاتے وقت صرف اتنا ہی لباس ملے گا نیز اس سے انسان کو اپنی ابتدائی حالت یاد آتی ہے کیونکہ اس کا لباس پہلے ایسا ہی تھا۔

## حرم شریف میں داخل ہونے کے آداب

حد حرام اس احاطہ کا نام ہے جو شہر مکہ مکرمہ کے گرد اگرد ہے، یہ حدیں مکہ مکرمہ کی چاروں طرف کئی کئی میل تک ہیں جدہ کے راستے سے آتے ہوئے یہ حد مکہ مکرمہ سے دس میل دور جدہ کے راستے پر آتی ہے یہاں پر آمنے سامنے دو لمبی چوڑی دیواریں بنی ہوئی ہوتی ہیں ان کے درمیان سے حاجی لوگ گزرتے ہیں حرم میں جنگ و جدال و شکار کرنا اور وہاں کے درختوں کا کاٹنا حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَ لَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهُ إِلَّا لِمُعَرِّفٍ (بخاری)

یہ شہر مکہ حرم ہے یہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے اور نہ یہاں کی گھاس سوائے اذخر کے کاٹی جائے، اور نہ شکار بھگایا جائے اور نہ گری پڑی چیز اٹھائی جائے البتہ اعلان کرنے والا اٹھا سکتا ہے

حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ نے فرمایا تھا کہ زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت سے یہ شہر مکہ حرم ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے حرام بنایا ہے یہاں قتل و قتال اور جنگ جدال حلال نہیں ہے نہ یہاں شکار کرنا جائز ہے نہ کانٹا کاٹنا جائز ہے (بخاری)، اس حرم میں داخلہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص دعا صحیح حدیث سے ثابت نہیں البتہ عبداللہ بن عمرؓ حرم میں داخلہ کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ،

اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور سلف صالحین سے حرم میں داخلہ کے وقت اس دعا کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَاَمْنُكَ فَحَرِّمْ

الٰہی یہ تیرا حرم ہے، اور تیرا امن قائم کیا ہوا ہے۔ میرے گوشت

Marfat.com

لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ وَآمِنِّيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ أَوْلِيَائِكَ وَأَهْلِ طَاعَتِكَ (الحصن الحصین)

پوست، خون، و دماغ کی آگ پر حرام کردے اور اپنے عذاب سے بچائیو، قیامت کے دن مجھے اپنے فرماں بردار بندوں میں سے بنائیے۔

اس حرم محترم کا بڑا احترام کرنا چاہیے، کوئی کسی پر ظلم نہ کرے طوفان کے زمانے میں حرم محترم کے اندر بڑی مچھلی نے چھوٹی مچھلی کو نہیں کھایا تھا، لہٰذا انسان بھی کسی انسان یا چھوٹوں پر ظلم کرکے نہ دکھائے، ہر لمحہ ادب واحترام کو سامنے رکھے کوئی لفظ خلاف ادب منہ سے نہ نکالے نہ کوئی ایسا کام کرے۔

شہر مکہ مکرمہ کو دیکھ کر وہی دعا پڑھو، جو عام شہروں کو دیکھ کر پڑھتے ہو وہ دعا "اسلامی وظائف" میں لکھی گئی ہے جب مکہ مکرمہ پہنچو تو غسل کرلو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دخول مکہ مکرمہ کے لیے فخ مقام پر غسل فرمایا تھا، مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے اللہ کے گھر کی زیارت کرنے کی کوشش کرو، اور بیت اللہ شریف کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّبِرًّا (رواہ الشافعی فی مسندہ ونیل)

اے اللہ تو اس گھر کو شرافت وعظمت وبزرگی اور ہیبت میں بڑھادے اور جو اس کی زیارت کرنے والا حج وعمرہ کرنیوالا ہے اس کو بھی شرافت وعظمت وبزرگی وبھلائی میں زیادہ کردے (یہاں جو بھی دعا کرسکتے ہو کرو کیونکہ یہ قبولیت کا مقام ہے۔)

## مسجد حرام میں داخل ہونے کی دعا

مسجد حرام میں مقام ابراہیم کی طرف آؤ، مقام ابراہیم کے پاس باب بنی شیبہ ہے اس دروازے سے داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (مشکوٰۃ)

میں شیطان مردود کی برائیوں سے اللہ عظیم اور اس کے چہرہ کریم اور سلطنت قدیم کے طفیل سے پناہ پکڑتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت جو اس دعا کو پڑھے گا، وہ سارا دن شیطان کے ہر شر سے محفوظ رہے گا۔ (ابوداؤد)، اور یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

(مشکوٰۃ شریف)

میں اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود وسلام بھیجتا ہوں، اے اللہ تو میرے گناہوں کو معاف کردے، اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

**طواف** | طواف کے معنی گھومنے اور چکر لگانے کے ہیں، خانہ کعبہ کے ارد گرد گھومنے اور چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں۔

**فضائل طواف** | طواف کی فضیلت حدیثوں میں بہت آئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ (ابن ماجۃ ترغیب)

جو بیت اللہ کا طواف کرے، اور دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ أُسْبُوعًا لَا يَضَعُ قَدَمًا وَلَا يَرْفَعُ أُخْرَى إِلَّا حَطَّ اللهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً (ابن خزیمہ)

جس نے بیت اللہ شریف کا سات پھیرا طواف کیا، تو اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر اس کے گناہ کو معاف فرماتا ہے، اور ہر قدم پر نیکی لکھتا ہے اور ہر قدم پر درجہ بلند فرماتا ہے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:۔

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا لَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (ابن ماجۃ منتقی)

جس نے بیت اللہ شریف کا سات پھیرا طواف کر لیا اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتا رہا تو اس کے دس گناہ معاف ہوں گے۔ اور اس کی دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند ہوں گے۔

**طواف کی قسمیں** | طواف کی چھ قسمیں ہیں (۱) طواف قدوم جو آنے کے وقت سب سے پہلے کیا جاتا ہے، اس کو طواف الورود، اور طواف اللقا، اور طواف التحیۃ بھی کہتے ہیں یہ آفاقی یعنی مکہ سے باہر والوں کے لیے ہے (۲) طواف الزیارت جو دسویں تاریخ کو کیا جاتا ہے یہ حج کا رکن ہے اس کو طواف حج بھی کہتے ہیں (۳) طواف صدر جو بیت اللہ سے واپسی کے وقت کیا جاتا ہے اس کو طواف الوداع بھی کہتے ہیں (۴) طواف العمرہ جو عمرہ کی ادائیگی کے وقت کیا جاتا ہے، یہ عمرہ کا رکن ہے (۵) طواف منذر جو نذر ماننے والے پر ضروری ہے (۶) طواف النفل جو نفلی طور پر ہر وقت کیا جاتا ہے۔

**طواف قدوم کی ترکیب** | (۱) وضو کرکے مرد اپنے احرام کی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانہ پر ڈال دے (اپنا شانہ کھلا رکھے) حجر اسود کے پاس کا بوسہ یا استیلام کرے، استیلام کے وقت بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ (دلیل الا وطار) کہے

Marfat.com

یعنی اللہ کے نام سے طواف کرتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا بِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (نیل الاوطار)

اے اللہ میں تجھ پر ایمان رکھ کر اور تیری کتاب کی تصدیق کر کے اور تیرے عہد کی وفاداری اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں استیلام کرتا ہوں۔

یہ پڑھ کر بیت اللہ شریف کو اپنی بائیں جانب کر کے طواف شروع کرو رکن یمانی تک دلکی چال چلو، اور اس دعا کو آہستہ آہستہ پڑھتے رہو۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ابن ماجۃ)

اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اس کی تعریف ہے اور اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے، اور وہ بہت بڑا ہے طاقت وقوت نہیں، مگر اس کے ساتھ۔

رکن یمانی تک یہ دعا پڑھتے رہو، رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا پڑھو،

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ (ابن ماجۃ، حاکم، نیل الاوطار)

اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس پر مجھے قناعت عطا فرما، اور اس میں برکت دے اور میرے اہل و عیال اور میری ہر پوشیدہ چیز پر تو بھلائی کے ساتھ نگران ہو جا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ،

خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں، شک، شرک اور نفاق اور مخالفت اور برے اخلاق سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دعاؤں کو پڑھتے تھے (نیل الاوطار)

## رکن یمانی کی دعا

اس کونے کو صرف چھونا چاہیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کونے پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہیں جب ذیل کی دعا پڑھی جاتی ہے تو اس پر وہ آمین کہتے ہیں، رکن یمانی پر استیلام کے بعد اس دعا کو دونوں رکنوں کے درمیان پڑھو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس جگہ پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (احمد۔ ابوداؤد، نیل)

اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور سلامتی چاہتا ہوں، اے میرے رب! تو مجھے دنیا میں نیکی عطا فرما۔ اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے مجھے بچائیو۔

اس دعا کو پڑھتے ہوئے حجر اسود پر آؤ، اب یہ ایک پھیرا ہوا، اگر حجر اسود کو بوسہ لینے کا موقع ملے تو

Marfat.com

لو ورنہ استیلام کرو یعنی ہاتھ یا لکڑی سے اشارہ کرکے پہلی دعائیں پڑھتے ہوئے دوسرا پھیرا شروع کرو اس میں بھی ہلکی چال چلو اور یہ کورہ دعائیں پڑھو تیسرا پھیرا بھی اسی طرح کرو رمل و اضطباع نہ کرو جب سات پھیرے پورے ہو جائیں تو ایک طواف پورا ہو گیا حجر اسود سے طواف شروع کیا تھا اور حجر اسود پر ہی ختم کرو، اگر حجر اسود پر بوسہ لینا ممکن ہو تو بوسہ لو ورنہ استیلام کرکے مقام ابراہیم کی طرف آؤ۔

حدیث شریف میں ہر چکر اور پھیرے کی الگ الگ دعائیں نہیں ہیں جو طواف میں پڑھنا ثابت ہے، وہ میں نے عرض کر دیا ہے اور اس کے علاوہ بھی قرآن و حدیث کے مناسب دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں آج کل کے معلمین نے طواف کے ہر پھیرے کے لیئے الگ الگ دعائیں ترتیب دے رکھی ہیں اور حاجیوں کو وہی پڑھاتے ہیں ہر کام میں سنت کی پیروی مسنون ہے قرآن و حدیث کی دعاؤں میں جو تاثیر ہے وہ مصنوعی دعاؤں میں نہیں ہے لیکن اگر کسی کو مسنونہ دعائیں یاد نہ ہوں تو ان مصنوعی دعاؤں کو بھی پڑھ سکتے ہیں بے کار خاموش پھرنے سے ان کو پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ مسنونہ دعاؤں سے مصنوعہ دعائیں مستنبط ہیں۔

طواف کے ساتویں پھیرے ختم کرکے آیت وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم پر آجاؤ، مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کرکے طواف کی دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھو، (بخاری)، سلام پھیرنے کے بعد نہایت عاجزی اور خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے اور اپنے متعلقین کے لیئے نیک دعائیں کرو، کیونکہ یہ قبولیت کی جگہ ہے، اس کے متعلق خاص طور پر کوئی صحیح دعا حدیث مرفوع سے ثابت نہیں ہے قرآن و حدیث کی جو مناسب دعائیں سمجھو پڑھ سکتے ہو، لیکن طبرانی اور بیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام نے طواف کی دو رکعتوں کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھی تھی، جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ

الٰہی تو میرے باطن اور ظاہر کی حالتوں سے خوب واقف ہے میری معذرت قبول فرما، اور میری حالت کو تو جانتا ہے تو میرا سوال پورا فرما دے، تو میرے رازوں سے واقف ہے میرے قصوروں کو معاف فرما دے اے اللہ میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں رچ جائے اور ایسا یقین کامل عطا فرما تاکہ میں جان لوں کہ جو کچھ تو نے دیا ہے، وہی مجھے پہنچے گا۔ اور جو کچھ تو نے میرے

Marfat.com

الرّٰحِمِیۡنَ (اے اللہ) میں مقسوم کردیا ہے اس پر راضی ہوں، اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

دعاؤں سے فارغ ہونے کے بعد پھر حجر اسود کے پاس آؤ اس کو بوسہ دے کر یا استیلام کر کے باب شیبی سے نکل کر چاہ زمزم اور اس کی سبیل کے پاس آکر زمزم پی لو آب زمزم پی کر باب الصفا سے نکل کر سعی کیلئے باہر آؤ۔

**تنبیہ** یہ طواف قدوم کا بیان تھا اس میں رمل اور اضطباع ہے، اور اس کے سوا کسی میں رمل و اضطباع نہیں کرنا چاہیئے اور عورتیں طواف قدوم میں بھی رمل اور اضطباع نہ کریں باقی طواف ویسا ہی کریں جیسا مرد کرتے ہیں حتی الامکان مردوں سے الگ ہو کر طواف کریں مرد بھی ان کو ماں بیٹی بہن سمجھیں نگاہ بد نہ ڈالیں یہ خدا کا دربار ہے نظر بازی کا مقام نہیں ہے نظر بازی سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ بقول شاعر

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

**سعی کی ترکیب** طواف قدوم سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کا استیلام کر دیہ افتتاح سعی کا استیلام ہے باب الصفا سے نکلتے وقت وہی دعائیں پڑھو، جو عام مسجدوں سے نکلتے وقت پڑھتے ہو پھر جب صفا پہاڑی کے قریب پہنچو تو آیت کریمہ اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ پڑھو یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اس کے بعد اَبۡدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ کو پڑھو یعنی میں اس چیز کے ساتھ شروع کرتا ہوں جس اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے یہ کہہ کر سیڑھیوں سے صفا پہاڑی کے اوپر اتنا چڑھ جاؤ کہ بیت اللہ دکھائی دینے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا، (ابو داؤد) پھر قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر پہلے تین بار اللہ اکبر کہو پھر یہ دعا پڑھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہاں پڑھا تھا

| | |
|---|---|
| لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ اَنۡجَزَ وَعۡدَہٗ وَنَصَرَ عَبۡدَہٗ وَھَزَمَ الۡاَحۡزَابَ وَحۡدَہٗ (مسلم) | اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ ایک اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ ملک کا مالک ہے اس کے لیے تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور اپنے بندہ کی امداد کی، اس اکیلے نے کافروں کی تمام فوج کو بھگا دیا۔ |

اس دعا کو پڑھ کر درود شریف پڑھو اور اپنے خویش و اقارب اور ملنے جلنے والوں کے لیے دین و دنیا کی دعائیں مانگو یہ قبولیت کی جگہ ہے۔

پھر واپسی پر پہلے ہاتھ اٹھا کے اسی صفا پر ذیل کی دعا پڑھ کر ہاتھوں کو منہ پر پھیر لو، دعا یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلۡتَ اُدۡعُوۡنِیۡ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ وَاِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ | خدایا تو نے دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے، جس طرح تو نے اسلام کی توفیق |

كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتّٰى تَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ (موطا مالك)

فرمائی ہے اسی طرح موت بھی مجھ کو اسلام کی حالت میں نصیب فرما۔

پھر صفا سے اتر کر مروہ کی طرف اس دعا کو پڑھتے ہوئے چلو

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ (طبرانی)

اے میرے پروردگار! تو میرے قصوروں کو معاف فرمادے اور میری حالت پر رحم فرما۔ تو عزت وبزرگی والا ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ایضاً)

اے میرے پروردگار! تو میری خطاؤں کو معاف فرما اور میرے حال پہ رحم فرما۔ اور جو گناہ تو جانتا ہے اس کو تجاوز فرمادے تو عزت والا بزرگ ہے اے میرے رب تو دنیا میں نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور عذاب دوزخ سے ہم کو بچا۔

یہ دعا اور اسی قسم کی قرآن وحدیث کی دیگر دعائیں پڑھتے ہوئے مروہ کی طرف آہستہ آہستہ چلو، صفا اور مروہ کے درمیان مروہ کو جاتے ہوئے بائیں جانب دو سبز نشان ہیں جن کو میلین اخضرین کہتے ہیں جب ان میں سے پہلے کے قریب پہنچو اور چھ سات ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے تو دوڑنا شروع کر دو جب دوسرے نشان پر پہنچو تو دوڑنا ترک کر دو پھر آہستہ آہستہ چلو یہاں تک کہ جب مروہ پر پہنچ جاؤ اور مروہ پر اتنا چڑھ جاؤ کہ اگر سامنے مکانات اور دیوار نہ ہو تو بیت اللہ شریف نظر آنے لگے اب چونکہ مکانات بن گئے ہیں، اس لیے بیت اللہ اب نظر نہیں آتا اور داہنی جانب مائل ہو کر خوب بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو اور مروہ کی دعائیں یہاں بھی اسی طرح پڑھو جس طرح صفا میں پڑھی تھیں اور دیر تک ذکر و دعا میں مشغول رہو کیونکہ یہاں پر دعا مقبول ہوتی ہے یہ صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوا، پھر مروہ سے اتر کر رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ الخ پوری دعا پڑھتے ہوئے معمول چال سے سبز میل تک چلو، پھر اس سبز نشان سے دوسرے سبز نشان تک دوڑنا شروع کر دو اس سبز نشان پر پہنچ کر آہستہ آہستہ روزمرہ کی چال چلتے ہوئے اور دعائیں پڑھتے ہوئے صفا پر پہنچ جاؤ صفا پر پہنچ کر اسی ترکیب کے ساتھ ان ہی دعاؤں کو پڑھو، جو پہلے پڑھ چکے ہو، اب دو پھیرے ہوئے صفا سے مروہ تک تین اور مروہ سے صفا تک چار پھیرے ہوئے پھر صفا سے مروہ تک پانچ اور مروہ سے صفا تک چھ اور صفا سے مروہ تک سات پھیرے مذکورہ بالا طریقے سے کرو، دوڑنے کی جگہ دوڑ کر اور آہستہ چلنے کی جگہ آہستہ چل کر اور دعا کی جگہ دعا پڑھ کر سعی کے ساتوں پھیرے پورے کرو۔

(نوٹ) سعی کے پھیروں میں بعض من گھڑت دعائیں پڑھی جاتی ہیں جن کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں ہے لیکن خاموشی کے بدلے میں ان دعاؤں کو پڑھ لو تو جائز ہے۔

Marfat.com

## صفا کی سعی کے بعد

سعی ختم کرنے کے بعد اگر عمرہ کا احرام تھا تو حلق یا قصر کرکے احرام کھول ڈالو اور اگر قارن اور مفرد ہو تو حلق و قصر مت کرو بلکہ اپنے احرام میں باقی رہو دسویں تاریخ کو حلق ذبح رمی وغیرہ کرکے حلال ہو جاؤ بعض کے نزدیک مسجد میں دو رکعت نماز مستحب ہے حضرت ابن ابی وداعہ فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ سَعْيِهٖ جَاءَ حَتّٰى اِذَا حَاذٰى الرُّكْنَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ حَاشِيَةِ الْمَطَافِ (احمد ابن ماجہ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سعی سے فارغ ہونے کے بعد بیت اللہ شریف میں تشریف لائے اور مطاف کے کنارے دو رکعت نماز پڑھی۔

## آب زمزم

سعی و حجامت سے فارغ ہونے کے بعد چاہ زمزم پر آکر زمزم کا پانی پیو اور خوب شکم سیر ہو کر پیو کہ پسلیاں تن جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقین کے درمیان نشانی ہے، کہ آب زمزم سے منافقین کی پسلیاں نہیں تنتیں، اور مسلمانوں کی پسلیاں تن جاتی ہیں، (ابن ماجہ)

زمزم کے سلسلہ میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں، دو ایک کو بیان کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آب زمزم جس ارادے سے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے، اگر تم شفا کے ارادے سے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے گا، اگر تم شکم سیری کے لئے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں آسودہ کرے گا اگر پیاس کی دوری کی نیت سے پیو گے تو اللہ تعالیٰ پیاس کو دور کرے گا، یہ حضرت جبرائیل کا کھودا ہوا حضرت اسماعیل کا سقاوہ ہے (دارقطنی)

مَاءُ زَمْزَمَ مُبَارَكَةٌ اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ وَشِفَاءُ سُقْمٍ (ابو داؤد، نیل)

آب زمزم برکت والا ہے، بھوکوں کے لئے کھانا ہے اور بیماروں کے لئے شفا ہے۔

اور زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ (نیل الاوطار)

اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والا علم اور کشادہ روزی اور ہر بیماری سے تندرستی کا سوال کرتا ہوں۔

جب تک مکہ میں رہو مسافر ہونے کی حیثیت سے نماز قصر کرو لیکن مقیم امام کے پیچھے چار رکعت پڑھو اور ممکن طریقہ سے بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے کی کوشش کرو، ایک رکعت کا ثواب ایک لاکھ رکعت کے برابر حاصل کرو۔

## آٹھویں تاریخ کو منیٰ جاؤ

اگر آپ نے حج تمتع کا احرام باندھا تھا، اور عمرہ کرکے حلال ہو گئے تو آٹھویں ذی الحجہ کو جہاں کہیں بھی ہو صبح سویرے غسل اور وضو

Marfat.com

کرکے حج کا احرام باندھ کرو دو رکعت نماز پڑھو اور اگر قران و افراد کا احرام باندھا ہے تو پہلے کا احرام باقی ہے دوبارہ احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے اب آپ اپنے معلم کے ساتھ ضروری سامان لے کر لبیک پکارتے ہوئے منیٰ کی طرف چلو منیٰ میں پہنچ کر جہاں آپ کے معلم نے ٹھہرنے کا انتظام کیا ہے وہاں ٹھہرو جگہ حاصل کرنے کے لیے جھگڑا مت کرو جہاں جو ٹھہر گیا، وہ اس جگہ کا مستحق ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مِنًى لِمَنْ سَبَقَ (ترمذی) منیٰ میں جو پہلے پہنچ گیا، وہ اس کی جگہ ہے کوئی شخص اس کو وہاں سے ہٹا نہیں سکتا۔

**منیٰ میں** تین کام ہیں (۱) ظہر، عصر، مغرب، عشا، فجر کی نماز منیٰ میں ادا کرنی (۲) ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف چلنا (۳) منیٰ میں ظہر و عصر اور عشا قصر کرو اور مغرب و فجر کو پوری پڑھو ان پانچوں نمازوں کو مسجد خیف میں پڑھو، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر منیٰ تشریف لائے، اور ظہر و عصر و مغرب و عشا اور فجر کی نمازیں منیٰ میں پڑھیں۔ (مسلم)

**نویں کو عرفات جاؤ** نویں تاریخ کو جب آفتاب اچھی طرح نکل آئے اور پہاڑوں پر اس کی دھوپ چڑھ جائے، تو منیٰ سے عرفات کی حاضری کے لیے میدان عرفات کی طرف چلو منیٰ سے چلتے ہوئے اس دعا کو پڑھتے ہوئے چلو۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا خَيْرَ غَدْوَةٍ غَدَوْتُهَا قَطُّ وَقَرِّبْهَا إِلٰى رِضْوَانِكَ وَابْعِدْهَا مِنْ سَخَطِكَ اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَوَجْهَكَ الْكَرِيْمَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ حَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَّسَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَّذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ،

خدایا تو میرے اس صبح کے چلنے کو بہتر اور اپنی رضامندی کی طرف قریب لانے والا اور اپنے غصہ سے دور کرنے والا بنا دے، اے اللہ! میں تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا ارحم الراحمین تو میرے حج کو بہتر حج اور مقبول حج اور میری سعی کو قابل قدر بنا دے اور میرے گناہوں کو معاف کر دے۔

اس دعا کو اور دوسری دعاؤں کو پڑھتے ہوئے اور تہلیل و تسبیح و تکبیر اور تلبیہ کہتے ہوئے چلو منیٰ سے آگے چل کر مزدلفہ کا میدان آئے گا، وہاں پہنچ کر سیدھے عرفات کو چلے چلو، یہاں ٹھہرو نہیں۔

**نمرہ** عرفات سے پہلے ایک میدان کا نام نمرہ ہے یہاں پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے جس کو مسجد آدم یا مسجد ابراہیم اور مسجد نمرہ بھی کہتے ہیں۔ آپ طریق ضب سے آکر اسی جگہ اترو، خیمہ یا کوئی اور سایہ بنا کر اس کے نیچے تھوڑی دیر آرام کر لو غسل یا وضو کر لو، اور کچھ کھا پی لو، اور سورج ڈھلتے ہی ظہر و عصر کی نماز ملا کر مسجد نمرہ میں ادا کرو، پہلے یہاں خطبہ ہو گا، اسے سنو! پھر نماز باجماعت ملا کر قصر پڑھو جیسا کہ آگے بیان آرہا ہے پھر عرفات کو چلو زوال سے پہلے میدان عرفات میں جانا درست نہیں ہے بلکہ زوال تک نمرہ میں رہنا ضروری

ان زمانہ میں ناواقف لوگوں نے اس سنت کو چھوڑ دیا ہے اور زوال سے پہلے عرفات چلے جاتے ہیں۔

**عرفات** یہ ایک کشادہ میدان ہے جس میں لاکھوں آدمی آسانی سے جمع ہو جاتے ہیں، مکہ مکرمہ سے تقریباً پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے اس جگہ پر حاجیوں کا آنا اور ٹھہرنا فرض ہے اور عرفہ میں وقوف کرنا یعنی ٹھہرنا حج کے رکنوں میں سے ایک رکن اعظم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج عرفہ میں ٹھہرنا ہے جو عرفہ میں نہیں ٹھہرنا اس کا حج نہیں ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو کیونکہ تم سب اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی موروثہ زمین پر ہو (ترمذی)

اس مبارک میدان میں تم اپنے گناہوں کا اقرار کرو، اور اپنے نفس کو میدان حشر سے آشنا کراؤ اس لئے اس کا نام عرفات پڑا ہے کہ دنیا کے سب حاجی اس میدان میں جمع ہو کر ایک دوسرے کی جان پہچان حاصل کرتے ہیں اور اس حالت کو حشر کا نمونہ سمجھ کر اس موقف اکبر میں کھڑے ہونے کی استعداد پیدا کرتے ہیں۔

**یوم عرفہ اور میدان عرفہ کی فضیلت** عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک عرفہ کے دن کی بڑی فضیلت ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فخر کر کے فرمایا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو، دور دراز سے پراگندہ سر، گرد آلود یہاں آئے ہیں، میری رحمت کی امید کرتے ہیں، اور میرے عذاب کو دیکھا نہیں، اس نویں تاریخ کو بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے (بزار)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ فخر کرتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو، پراگندہ سر، گرد آلود، دور دراز سے دھوپ میں میرے پاس آئے ہیں، تم کو گواہ بناتا ہوں کہ ان سب کو میں نے بخش دیا، فرشتے کہتے ہیں کہ ان میں فلاں شخص گناہگار ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان سب کو معاف کر دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ (ابن خزیمہ ترغیب)

اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن فرمایا! لوگو! اللہ تعالیٰ اس دن میں تمہاری حاضری کی وجہ سے فرشتوں کی جماعت میں فخر کرتا ہے، اور فرماتا ہے کہ تمہارے گناہوں کو معاف کرتا ہوں مگر حق العباد کو نہیں، نیک لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرتا ہوں اور نیکوں کے سوال کو پورا کرتا ہوں، اللہ کا نام لے کر مزدلفہ چلو مزدلفہ میں بھی اللہ تعالیٰ نیکوں کی مغفرت فرماتا ہے اور ان کی سفارش کو منظور فرماتا ہے اور رحمت خداوندی سب کو گھیر لیتی ہے زمین میں اسکی مغفرت پھیل جاتی ہے اور جس نے اپنی زبان اور ہاتھ کی نگرانی کی ہے ان کو وہ رحمت گھیر لیتی ہے ابلیس اور اس کی ذریت عرفات کے پہاڑوں پر چڑھ کر حاجی

کو دیکھ کر پریشان ہو کر چیختے چلاتے ہیں (ترغیب)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات میں ٹھہرے آفتاب غروب ہونے کے قریب حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اَنصِتْ لِی النَّاسَ لوگوں کو خاموش کر دو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا اَنصِتُوْا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تم سب خاموش ہو جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے، اور خدا کا سلام و پیغام مجھے پہنچایا اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ غَفَرَ لِاَھْلِ عَرَفَاتٍ۔ اللہ تعالیٰ نے سب عرفات والوں کو بخش دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ہم صحابہؓ کے لیے خاص ہے یا سب امت کے لئے آپ نے فرمایا۔ هٰذَا لَكُمْ وَلِمَنْ اٰتٰى مِنْ بَعْدِكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے بعد قیامت تک آنے والوں کے لئے ہے۔ (ترغیب)

بعض کا قول ہے، کہ میدان عرفات کے پورب کی طرف وادی نعمان ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے سب سے روز اول میں فرمایا تھا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، سب نے اس کے جواب میں بلیٰ کہا تھا یعنی بے شک تو ہمارا پروردگار ہے۔

عرفات کی مختصر فضیلت آپ کو معلوم ہو گئی ہے، یہاں پر آپ خدا کے مہمان ہوں گے، اور خدا میزبان ہوگا یہاں کی حاضری سے اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ کی تعریف فرماتا ہے، آپ کے قصوروں کو معاف فرماتا ہے، آپ پر رحمت خداوندی کی بارش ہوتی ہے، خدا کی رحمت آپ کو گھیر لیتی ہے۔ اور شیطان کو بڑا صدمہ ہوتا ہے، اس کی عمر بھر کی کوشش چند منٹوں میں برباد ہو جاتی ہے، یہاں کی حاضری کو غنیمت سمجھو، بار بار یہ موقع ہاتھ نہیں آتا ہے، لاکھوں خدا کے بندے یہاں کی حاضری کی کوشش کرتے ہیں، اور آرزو کرتے کرتے قبروں میں چلے جاتے ہیں، اور اس سعادت سے محروم رہتے ہیں، آپ یہاں آگئے بڑے نیک بخت ہیں، خدا آپ کا حج مبارک کرے، یہاں کی گھڑیوں کو ضائع نہ کیجئے، یہاں پر نہایت خشوع و خضوع، تضرع و عاجزی فروتنی وانکساری اور خاکساری سے دعائیں کیجئے، دین و دنیا کی بھلائیاں طلب کیجئے، خوب رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی چاہئے۔ خوب توبہ و استغفار کیجئے۔ باوضو قبلہ رو کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ وزاری کیجئے، میدان حشر کی تکالیف، قبر کی پریشانیوں، دوزخ کے عذاب اور پل صراط وغیرہ کو یاد کر کے خوب رو دیجئے، ان ہولناک جگہوں سے نجات پانے کی دعائیں مانگئے، تسبیح و تہلیل و تکبیر اور درود و دعا اور اذکار سے غفلت نہ کیجئے، چند منٹوں کی تکلیف برداشت کرنے سے ہمیشہ کی تکلیفوں سے نجات پائے، اپنے لئے، اپنے ماں باپ، دوست و احباب، استاد، پیر و مرشد اور دیگر مسلمانوں کے لیے

خوب دعائیں کیجئے، زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک دعاؤں کا وقت ہے۔

یہ دعائیں آپ کو "اسلامی وظائف" میں ملیں گی، لیکن اگر آپ کو عربی دعا یاد نہ ہو، تو اپنی مادری زبان میں بھی اپنے مطلب کے موافق دعائیں مانگیں تب بھی جائز ہے۔ اللہ سب زبانوں کو جانتا ہے، اپنی مادری زبان میں سیدھے سادے لفظوں میں چپکے چپکے مانگو، ریا و نمود سے بچو، جو مانگو اخلاص اور حضوری قلب سے مانگو، برابر توبہ واستغفار کرو، حمد و ثنا سے شروع کرو، درود و سلام پر ختم کرو، دعا کے لئے اس دن سے بہتر اور کوئی دن نہیں ہے، جتنی بڑی، چھوٹی دعائیں ہیں سب مانگ لو، یا تو سب ہی قبول ہوں گی یا بعض آخرت کے لئے ذخیرہ ہوں، دعاؤں کے درمیان میں بار بار لبیک اور درود وسلام پڑھئے، جتنا رو یا جائے، روؤ، اگر رو یا نہ جائے، تو رونے کی شکل بنالو، جتنے ہی آنسو بہاؤ گے، اتنا ہی دوزخ کی آگ سرد ہوگی۔ اپنے آنسوؤں سے دوزخ کی آگ بجھاؤ۔ ؎

اس رخ پہ نہ کچھ بس ہے نہ رخسار پہ قابو ۔ رونے دو ہمیں شام سے تا سحر

یہ بہت بڑا اجتماع ہے، دنیا کے اطراف سے اللہ کے نیک بندے یہاں جمع ہیں، کوئی ان میں ولی ہوگا، کوئی مستجاب الدعوات ہوگا، کوئی خدا کا محبوب ہوگا ان نیک بندوں کی وجہ سے ہم گنہ گاروں کی دعائیں قبول ہوں گی، حدیث میں ارشاد ہے۔ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ یہ ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے ہیں، یہ محروم اور بدقسمت نہیں ہوں گے ؎

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا ۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

بہرحال اس میدان میں خوب مانگ لو، دین و دنیا کی بھلائی سب ہی کچھ طلب کر لو، اس سے بہتر کون سا وقت آئے گا، یہاں نصیب والے آتے ہیں، اور نصیب والے مانگتے ہیں۔ اس وقت کے نکل جانے کے بعد کف افسوس ملنا پڑے گا ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ۔ سدا دور دورہ دکھاتا نہیں

جب تک عرفات میں رہو، ذکر الٰہی میں مصروف رہو، ادھر ادھر سیر و تفریح اور تماشا اور مجمع و ازدحام کا منظر دیکھتے دیکھتے وقت ضائع مت کرو، عرفات میں جہاں کہیں جگہ مل جائے وہیں ٹھہر جاؤ۔ لیکن کالے کالے پتھروں کے پاس وقوف کرنا سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ وقوف فرمایا تھا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قصواء اونٹنی کو صخرات کے پاس ٹھہرایا تھا۔ اور جبل شاہ کو سامنے اور قبلہ رُخ کیا (منتقی)

بطن عرفہ میں وقوف نہ کرو، کیونکہ وادی عرنہ عرفات سے خارج ہے، اور حدود حرم اور عرفات کے

Marfat.com

درمیان واقع ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ تمام عرفات کا حصہ موقوف ہے، لیکن وادی عرنہ سے الگ رہو۔ (ابن ماجۃ)

بہرکیف اس میدان میں وضو کرکے تسبیح وتہلیل، تکبیر وتحمید اور تمجید، تلبیہ، درود وسلام، قرأت قرآن مجید، توبہ واستغفار اور ذکر میں مصروف رہو، دونوں ہاتھ اٹھاکر دعائیں کرو، حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں تھا فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو (نسائی) آپ نے دونوں ہاتھ اٹھاکر دعا کی۔

حیض ونفاس والی عورتیں بھی وضو کرکے دعا، استغفار اور ذکر میں مشغول رہیں، حتی الامکان عرفات میں کھڑے کھڑے دعائیں کرو، یا اگر کوئی معقول عذر ہو، تو بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے یا اونٹ وغیرہ کی سواری پر بیٹھ کر بھی ذکر کرنا جائز ہے، بلکہ یہ افضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پہ سوار ہوکر وقوف فرمایا۔

عرفات میں پڑھنے کی بہت سی دعائیں ہیں، جو اسلامی وظائف میں لکھی ہوئی ہیں اسے دیکھ کر پڑھو۔

## عرفات سے واپسی

ظہر کے بعد سے غروب آفتاب تک میدان عرفات میں وقوف اور ذکر ودعا وغیرہ سے فارغ ہوکر سورج چھپ جانے کے بعد مزدلفہ کی طرف چلو، غروب سے پہلے مت چلو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ عرفات کے میدان سے آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے چل پڑتے تھے، جب سورج لوگوں کے سامنے چمکتا رہتا، چل پڑتے تھے ہم میدان عرفات سے غروب آفتاب کے بعد چلیں گے اور مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے پہلے واپس ہوں گے ہم مشرکین اور بت پرستوں کے غلط راستے کے خلاف، صحیح راستہ کی طرف راہ نمائی کیے گئے ہیں (بیہقی)

عرفات سے ازمین کے راستے سے مزدلفہ کو لبیک اور ذکر الٰہی کرتے ہوئے نہایت سکون اور وقار اور اطمینان کے ساتھ درمیانی رفتار سے چلو، نہ کسی کو دھکا دو، نہ گراؤ، اور نہ سواریوں کو مارو پیٹو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے مزدلفہ جانے لگے، تو راستہ میں اپنے پیچھے لوگوں سے سنا، کہ لوگ اونٹوں کو مار پیٹ کر تیز چلاتے ہیں، آپ نے فرمایا، لوگو! اطمینان سے چلو، اونٹوں کے دوڑانے میں کوئی بھلائی نہیں (بخاری)

آج کل موٹر اور ٹرک چلانے والوں کے لیے بھی یہی حکم ہے، کھلی جگہوں اور کشادہ میدانوں میں سواریوں کے تیز چلانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں کچلنے وغیرہ کا اندیشہ نہیں ہے، حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے چلتے، اور کشادہ میدان میں آتے تو سواری تیز کر دیتے (بخاری)

چلتے چلتے اگر راستے میں پیشاب، پاخانہ کی ضرورت پیش آجائے، تو اتر کر ضرورتوں کو پورا کر لو، راستہ میں

نمازیں مت پڑھو، بلکہ مزدلفہ پہنچ کر نماز ادا کرو، حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں اتر کر پیشاب کر کے وضو کیا، میں نے عرض کیا، نماز پڑھئے گا۔ آپ نے فرمایا، نماز آگے پڑھیں گے، مزدلفہ میں آکر آپ نے مغرب وعشار کی نماز ادا فرمائی (بخاری) راستہ میں ذکر الٰہی کرتے ہوئے آؤ۔

**مزدلفہ** منیٰ وعرفات کے درمیان تقریباً آدھے راستہ پر مزدلفہ واقع ہے، جو حد حرم میں داخل ہے، یہاں زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنے باپ دادوں کے کارنامے بیان کرتے تھے، اس کو مشعر الحرام بھی کہا جاتا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ (البقرۃ)

جب تم عرفات سے واپس ہو، تو اللہ تعالیٰ کو مشعر الحرام کے پاس یاد کرو، اور جس طرح اس نے تمہیں بتایا ہے، اسی طرح یاد کرو، اور اس کے پہلے تم ناواقف تھے۔

اللہ کی یاد سے دونوں جہاں کی بھلائیاں ملتی ہیں، حج کے زمانہ میں یہاں بازار لگ جاتا ہے، کھانے پینے اور ضرورت کی سب چیزیں مل جاتی ہیں، مزدلفہ کو جمع اور مشعر الحرام بھی کہتے ہیں، مشعر الحرام کے پہاڑ کو جبل قزح کہتے ہیں۔

**مزدلفہ میں نماز** مزدلفہ میں پہنچ کر جہاں جگہ مل جائے وہیں ٹھہر جاؤ، سب سے پہلے اذان وتکبیر کہلوا کر پہلے مغرب کی نماز باجماعت ادا کرو، پھر دوسری اقامت کے بعد عشار کی نماز قصر کر کے جماعت سے پڑھو، یہاں ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھو،

أَتَى مُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا الخ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ میں تشریف لائے اور ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب وعشار کی نماز ادا فرمائی، اور ان کے درمیان کچھ نہیں پڑھا۔

لہٰذا آگے پیچھے سنتیں مت پڑھو، وتر چاہے اسی وقت پڑھو یا تہجد کے وقت پڑھو، مزدلفہ میں رات گذارنی ضروری ہے جہاں جگہ پاؤ، وہیں ٹھہر جاؤ، البتہ عام راستوں اور وادی محسر میں مت ٹھہرو، رات کو جہاں تک ہو سکے خوب دعائیں اور ذکر الٰہی کرو، اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے، اس رات کو قیام کرنے سے دل روشن رہتا ہے اور جنت واجب ہو جاتی ہے، حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ، (ابن ماجۃ)

جو خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ دونوں عیدوں کی دونوں راتوں میں عبادت کے لیے قیام کرے، تو اس کا دل نہیں مرے گا جس دن اوروں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

Marfat.com

مَنْ اَحْیَا اللَّیَالِیَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ (ترغیب) جو پانچ راتوں کی شب بیداری کرے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے

(۱) ذی الحجہ کی آٹھویں شب (۲) نویں شب (۳) قربانی کی رات (۴) لیلۃ الفطر (۵) شعبان کی پندرھویں شب (ترغیب)

## مزدلفہ کی شب باشی

مزدلفہ میں رات گذارنی ضروری ہے البتہ عورتوں، کمزوروں اور بچوں کے لئے رخصت ہے کہ وہ آخر شب کو کچھ دیر تک مشعر الحرام کے پاس ذکر الٰہی اور دعا کر کے منیٰ کو چلے جائیں، منیٰ پہنچ کر آفتاب نکلنے کے بعد رمی کر کے احرام کھول دیں، عذر کے سبب عورتیں طلوع آفتاب سے قبل صبح کے وقت رمی کر سکتی ہیں (بخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ اور دیگر بچوں کو رات ہی میں آنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی (احمد) شب باشی کے بعد مزدلفہ میں فجر کی نماز اول وقت اذان واقامت کے ساتھ باجماعت ادا کرو، اور مشعر الحرام کے پاس ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ (مسلم)

مزدلفہ کے میدان مقدس میں ایک منارہ بنا ہوا ہے، اور اس کے کنارے احاطہ بنا ہوا ہے اس کو مشعر الحرام کہتے ہیں، تم اس کے پاس سواری پر یا بغیر سواری کے قبلہ رخ کھڑے ہو کر ذکر الٰہی کرو، خدا کی وحدانیت بیان کرو اور خوب اجالا ہونے تک تکبیریں اور تسبیحیں پڑھتے رہو، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھتے رہو، مزدلفہ سے سورج نکلنے سے کچھ دیر پہلے لبیک پکارتے ہوئے نہایت سکون واطمینان سے چلو، سورج نکلنے کے بعد چلنا خلاف سنت ہے مشرکین سورج نکلنے کے بعد چلتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف کیا (منتقی)

## وادی محسّر

مزدلفہ اور منیٰ کے درمیانی راستے میں ایک محسر نامی میدان آتا ہے، جس کا طول پانچ سو پینتالیس گز ہے، یہاں بجری کی قسم کا موٹا موٹا ریت ہے۔ اس کا بھورا بھورا، میلا سا رنگ ہے۔ یہاں سے چنے کے برابر ستر کنکریاں اٹھالو، گر جانے کے خوف سے اگر کچھ زیادہ بھی اٹھالو، تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس جگہ سے بہت جلدی چلے جاؤ، یہ خطرناک مقام ہے۔ ابرابہ ظالم بادشاہ کو جو بیت اللہ شریف کے گرانے کے ارادے سے آرہا تھا، خدا کے حکم سے چڑیوں نے چونچ میں کنکریاں لے کر اس پر اس کے لشکر پر پھینک پھینک کر اسی جگہ ہلاک کر دیا تھا، جیسا کہ پورا واقعہ قرآن مجید میں سورۂ فیل میں ہے۔

وادی محسر سے تھوڑا سا آگے ایک کشادہ میدان ہے۔ یہاں سے متفرق راستے نکلتے ہیں تم بیچ کے راستہ میں لبیک پکارتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے سیدھے جمرہ عقبہ پر آؤ، جب سے آخر میں بیت اللہ کی طرف ایک منارہ ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

اَوْضَعَ فِیْ وَادِیْ مُحَسِّرٍ وَاَمَرَھُمْ اَنْ یَّرْمُوْا بِمِثْلِ حَصَی الْخَذْفِ (ترمذی)

وادی محسر میں سواری کو تیز کر دیا تھا، اور سب کو ٹھیکری کے برابر کنکری پھینکنے کا حکم دیا تھا۔

Marfat.com

اور اگر پیدل چل رہے ہو، تو اس میدان سے تیزی سے گزر جاؤ، زاد المعاد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طریق وسطیٰ بیچ کے راستے سے منیٰ تشریف لائے۔ اور جمرہ عقبیٰ کی رمی کی۔

## ذی الحجہ کی دسویں تاریخ

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو مزدلفہ سے منیٰ میں پہنچ کر رمی، ذبح اور حلق کر کے مکہ مکرمہ جا کر طواف افاضہ کرو۔

## رمی جمار

رمی کے معنی کنکری پھینکنے کے ہیں، جمار اور جمرات، جمرہ کی جمع ہے۔ جمرہ کنکری کو کہتے ہیں۔ کیونکہ جمرہ عقبیٰ، وسطیٰ، اولیٰ پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، اس لیے مجازاً ان کو جمرات یا جمار کہتے ہیں، منیٰ کے بیچ کے راستے میں یہ تین جگہیں ہیں پتھروں کے یہ تین ستون بقدر قدآدم اونچے بنے ہوئے ہیں، ان تینوں کو جمرات یا جمار کہتے ہیں، اور الگ الگ ہر ایک کو جمرہ بولتے ہیں، ان میں سے جو مکہ مکرمہ کی طرف ہے، اس کو جمرۃ العقبہ اور جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ الاخریٰ۔ اور بیچ والے کو جمرۃ الوسطیٰ کہتے ہیں، اور تیسرے کو جو مسجد خیف کے قریب ہے جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں، ان جمرات پر کنکری پھینکنے کے بارے میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مناسک ادا کرنے کے لئے تشریف لائے۔ تو جمرۃ الاخرے کے پاس شیطان نظر آیا، حضرت ابراہیمؑ نے اس کو سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا آپ آگے بڑھے۔ تو جمرۃ الوسطیٰ کے پاس شیطان پھر نظر آیا، تو آپ نے پھر اسے سات کنکریاں ماریں، یہانتک کہ وہ پھر زمین میں دھنس گیا۔ آپ آگے چلے، جہاں جمرۃ الاولیٰ ہے، وہاں پھر شیطان نظر آیا، تو آپ نے پھر اسے سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا شیطان کو مارتے رہو، اور اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین پر چلتے رہو (صحیح ابن خزیمہ)

بعض کے نزدیک یہ رمی واجب ہے، اور مالکیہ کے نزدیک رمی جمرہ عقبہ حج کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے یَبْطُلُ الْحَجُّ بِتَرْکِہٖ (نیل الاوطار) اس کے چھوڑنے سے حج باطل ہو جائے گا، دسویں تاریخ کو صرف جمرہ اخریٰ کی رمی ہوتی ہے، اور جمرہ وسطیٰ اور جمرہ اولیٰ کی نہیں ہوتی، منیٰ میں بقرعید کی نماز نہیں پڑھی جاتی جمرہ عقبیٰ کی رمی کرنا عید کی دو رکعت نماز کے قائم مقام سمجھو، کنکری مارنے کا وقت دس ذالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب تک ہے۔ مجبوراً زوال کے بعد بھی جائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ کو جمرہ عقبیٰ پر چاشت کے وقت کنکریاں ماری تھیں، بعد کی تاریخ میں زوال آفتاب کے بعد (بخاری)

پہلی کنکری پر لبیک موقوف کر دو، ہر کنکری کے مارنے سے پہلے یہ دعا پڑھو:۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطٰنِ وَرِضًا لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا

اللہ کے نام پر کنکری مارتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے، شیطان ذلیل ہو، خدا راضی ہو جائے، اے اللہ! حج کو قبول فرما۔

Marfat.com

مَغْفُوْرًا وَّ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا (نیل، فتح) اور گناہوں کو معاف فرما، اور کوشش کی قدردانی فرما۔

جمرہ عقبہ پر کنکری مارنے کے بعد منیٰ کے میدان میں امام الحج خطبہ دے گا، توحید و سنت، یوم النحر کے فضائل اور قربانی کے مسائل و فضائل کو اور حج کے دیگر احکامات کو بیان کرے گا، تم اس خطبے کو سننے کے لئے ضرور جاؤ، اور نہایت خاموشی سے خطبہ سنو، خواہ تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمی جمار کے بعد ایک بلیغ اور موثر خطبہ دیا تھا۔

رمی جمار اور خطبہ سننے کے بعد قربانی کی جگہ قربانی کرو، اگر آپ قارن و متمتع ہیں، تو قربانی ضروری ہے قارن کے لئے تو ضروری ہے ہی، اور متمتع پر اس لئے ضروری ہے، کہ درمیان میں حلال ہو کر اس نے فائدہ اٹھایا ہے۔ قربانی سے فارغ ہونے کے بعد حجامت کرلو، اس کا مسنون طریقہ یہ ہے، کہ قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھ جاؤ، اور اپنی داہنی جانب سے سر کا منڈانا یا کترانا شروع کراؤ، سر کے منڈانے کو حلق اور کترانے کو قصر کہتے ہیں، دونوں جائز ہیں، لیکن منڈانا افضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر سر منڈانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے رحمت فرمائی ہے، اور کترانے والوں کے حق میں صرف ایک دفعہ دعا کی (مسلم)

رمی، قربانی اور حجامت وغیرہ سے فارغ ہو کر طواف افاضہ کے لئے مکہ مکرمہ جاؤ، اور باب بنی شیبہ سے داخل ہو کر سیدھے حجر اسود پر آؤ، حجر اسود کی دعا پڑھ کر اس کا استیلام کرو، بوسہ لو، چومو، پھر طواف کی دعا پڑھتے ہوئے بدستور سابق طواف کرو، سات پھیرے پورے کرکے دو رکعت نماز طواف کی مقام ابراہیم پر پڑھو۔ اگر تم متمتع ہو، تو نماز کے بعد صفا و مروہ کی سعی کے لئے بطریق مذکور سعی کرلو، کیونکہ متمتع پر طواف افاضہ کے بعد سعی لازم ہے، اور اگر تم قارن یا مفرد ہو اور شروع میں طواف قدوم کے بعد صفا و مروہ کی سعی کر چکے ہو، تو اب باتفاق ائمہ صفا و مروہ کی سعی ضروری نہیں ہے، اور طواف افاضہ میں رمل اور اضطباع بھی نہ کرو، اس لئے کہ حلق اور ذبح کے بعد احرام کھول چکے ہو، البتہ مکہ والوں پر طواف افاضہ میں رمل اور اضطباع اور صفا و مروہ کی سعی ضروری ہے یہ طواف افاضہ جس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں، فرض ہے، اور حج کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے، بغیر اس کے حج پورا نہیں ہوتا، طواف زیارت کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ واپس چلے جاؤ، اور تین روز تک یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخ تک منیٰ میں رہو، وہاں قربانی کرو، اور شیطانوں کو کنکریاں مارو، گیارہ سے تیرہ تاریخ تک ایام تشریق کہلاتے ہیں، ان کی بڑی فضیلت آئی ہے، ان دنوں میں روزانہ منیٰ میں زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں، اس لئے تیرہ تاریخ تک منیٰ میں قیام کرو، اور ہر دن کنکری مارو، اور اگر کوئی مجبوری پیش آجائے، تو دو روز کی کنکری ایک ہی روز میں مار کر آسکتے ہو، یعنی گیارہ بارہ کی اکٹھی چودہ چودہ کنکریاں مار کر جاسکتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو دو دن کی رمی کی ایک ہی دن میں کرنے کی اجازت دی ہے

Marfat.com

جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ پھر تیرھویں تاریخ کو مکہ میں واپس آجاؤ، اب آپ کے حج کے افعال پورے ہو گئے، جب تک مکہ مکرمہ میں رہنا ہو، نفل طواف وغیرہ کثرت سے کرتے رہو، اور ادھر ادھر بے کار تفریح مت کرو، اور نہ کسی کی غیبت، چغلی کرو، اللہ تعالیٰ آپ کے حج کو قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے (آمین)

اس مختصر بیان کے بعد مناسب سمجھتا ہوں، کہ حج نبوی کا مختصر خاکہ آپ کے سامنے پیش کر دوں، تاکہ ماقبل کے بیان کی تائید ہو جائے، اور ہمارے واسطے باعث اتباع بن جائے، آپ کے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے، زاد المعاد اور حدیث کی دیگر معتبر کتابوں میں یہ بیان ہے۔ جو میں آپ کے سامنے عرض کر رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تھا، انہوں نے سب حاجیوں کو حج کرایا، اور اعلان کرا دیا کہ آئندہ سے کوئی مشرک نہ حج کر سکتا ہے، اور نہ کوئی برہنہ طواف کر سکتا ہے، ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا، اور مدینہ منورہ کے اطراف و جوانب میں اس کی اطلاع کرائی گئی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج کو تشریف لے جائیں گے، اس خبر پر صحابہؓ کرام کی ایک بڑی جماعت مدینہ منورہ میں آپ کی رفاقت کی غرض سے جمع ہو گئی، اور ایک بڑی تعداد راستہ میں ہم رکاب ہوئی، اور کچھ صحابہ کرام سیدھے مکہ مکرمہ پہنچ گئے، ان سب کی مجموعی تعداد حسب بیان لمعات حاشیہ ابوداؤد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی سے پہلے مدینہ منورہ میں ایک خطبہ دیا، جس میں صحابہ کرام کو حج کی اہمیت اور حج کے طریقوں کو بتایا (زاد المعاد)

آپ ۲۵ ذوالقعدہ ۱۰ھ کو مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوئے، ذوالحلیفہ پہنچ کر جو مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے، اور مدینہ والوں کی میقات ہے، عصر کی نماز قصرا ادا فرمائی، اور رات کو وہیں قیام فرمایا، آپ کی ازواج مطہرات سے جو آپ کی رفاقت میں تھیں ہم بستر ہو کر غسل فرمایا، اور سر مبارک کو خطمی سے دھویا اور تیل اور خوشبو لگائی، اور احرام کا لباس زیب تن فرمایا، ظہر کی دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حج و عمرہ کا احرام باندھا، اور یہ تلبیہ پڑھا۔

| | |
|---|---|
| لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ | میں حاضر ہوں خدایا! میں حاضر ہوں، الٰہی میں تیری خدمت |
| لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ | کے لئے حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں |
| لَا شَرِيْكَ لَكَ، | سب تعریف تیرے لئے ہے، اور انعام تیرا ہی ہے اور |

سارا ملک بلاشرکت غیرے تیرا ہی ہے۔

پھر آپ نے صحابہ کرام کو اختیار دیا، کہ جس کا دل چاہے، افراد کا احرام باندھے، جس کا دل چاہے تمتع

کرے اور جس کا دل چاہے قران کا احرام باندھے۔ آپ نے قران کا احرام باندھا تھا، جیسا کہ زاد المعاد سے معلوم ہوتا ہے، جبرئیل علیہ السلام نے رات ہی کو تشریف لا کر یہ فرمادیا تھا۔ کہ یہ وادی عقیق مبارک وادی ہے، آپ اس میں نماز پڑھیں، اور حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھیں، اس کے بعد آپ مسجد سے باہر تشریف لائے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے، اور زور، زور سے لبیک لبیک پڑھا، چونکہ مسجد کی آواز قریب کے آدمیوں نے سنی تھی، اور یہاں مسجد سے باہر اونٹنی پر سوار ہونے کے بعد دور تک آواز گئی، اس لئے بہت سے حضرات نے یہ سمجھا، کہ اسی وقت آپ نے احرام باندھا ہے، حالانکہ آپ نے مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھا تھا، اس کے بعد آپ بیدا پہاڑی پر پہنچے، اور وہاں سے زور سے لبیک پڑھا، جس کی آواز پہاڑی کے بلند ہونے کی وجہ سے دور تک گئی، بعض دیگر صحابہ کرام نے خیال کیا، کہ آپ نے یہیں سے احرام باندھا ہے۔

آپ تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، اور تلبیہ زور، زور سے پڑھتے ہوئے تشریف لے چلے، اور صحابہ کرام سے فرمایا، تم بھی زور، زور سے تلبیہ پڑھتے چلو، مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ میں خود زور، زور سے پڑھوں، اور تم کو بھی زور، زور سے پڑھنے کا حکم دوں، جب آپ روحا وادی پر پہنچے، تو وہاں نماز پڑھی، اور فرمایا، کہ اس جگہ ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے۔

آپ کا اور حضرت ابو بکرؓ کا سامان ایک ہی اونٹ پر لدا ہوا تھا، حضرت ابو بکرؓ نے اس اونٹ کو اپنے غلام کے حوالے کر دیا تھا، وادی عرج میں پہنچ کر بہت دیر تک اس اونٹ کا انتظار فرماتے رہے، بہت دیر کے بعد غلام آیا، اور اس نے کہا، کہ اونٹ گم ہو گیا ہے، حضرت ابو بکرؓ نے اس غلام کو تازیانہ مارا، آپ نے تبسم فرما کر فرمایا، دیکھو محرم کیا کام کر رہا ہے، بعد میں وہ اونٹ مل گیا، ابوا میں حضرت صعب بن جثامہؓ نے حمار وحشی کا گوشت ہدیۃً پیش کیا، جسے محرم ہونے کی وجہ سے آپ نے واپس فرما دیا۔

وادی عسفان میں حضرت سراقہؓ نے حج کا طریقہ دریافت کیا، آپ نے بتایا، اور حضرت صالحؑ وغیرہ کے حج کو آپ نے یاد فرمایا، مقام سرف میں حضرت عائشہؓ کو حیض آگیا، یہ بہت پریشان ہوئیں، اور رونے لگیں، آپ نے ان کو تسلی دی، اور صحابہ کرام کو حکم دیا، کہ جن کے پاس قربانی کے جانور نہ ہوں، حلال ہو کر عمرہ کا احرام باندھیں، جب وادی ارزق میں پہنچے، تو آپ نے فرمایا، اس وقت میرے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حج کا وہ منظر ہے، جب کہ وہ اس راستے سے گذر رہے تھے، اور دونوں کانوں میں انگلیاں دے کر زور، زور سے لبیک پکار رہے تھے، اس کے بعد جب آپ مقام ذی طوی میں پہنچے جو مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ہے تو حرم محترم کے احترام میں وہاں شب کو قیام فرمایا، صبح کی نماز فجر ادا کی، اور دخول مکہ کے لئے غسل فرمایا، سواری پر سوار ہو کر حرم کعبہ کی جانب روانہ ہوئے، اور ذی الحجہ یک شنبہ کو چاشت کے وقت کدا اور معلات سے گذر

Marfat.com

کر حرم محترم پر پہنچے، باب بنی شیبہ سے حرم میں داخل ہوئے، جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑی، تو یہ دعا پڑھی،

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّ تَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّ مَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا (زاد المعاد) | خدایا! تو اس گھر کی شرافت و عزت و عظمت و کرامت و ہیبت میں زیادتی عطا فرما، اور حج و عمرہ کرنے والوں میں سے جو، اس گھر کی عزت و تعظیم کرے اس کی شرافت و بزرگی اور عزت و عظمت کو بڑھا دے۔ |

پھر بغیر تحیۃ المسجد پڑھے سیدھے بیت اللہ کے پاس تشریف لائے، اور بسم اللہ کہہ کر حجر اسود کا استیلام کیا، اور طواف شروع کیا، اور دونوں رکنوں کے درمیان رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھا۔

پہلے تین شوط میں رمل کیا، اور باقی پھیروں میں نہیں، ہر شوط میں دونوں رکن، یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کا استیلام کیا، جب پورے سات پھیرے ہو چکے، تو مقام ابراہیمؑ پر تشریف لائے، اور آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى تلاوت فرمائی، اور مقام ابراہیم کے پیچھے طواف کی دو رکعت نماز پڑھی، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کا استیلام کیا، اور کوہ صفا کی جانب روانہ ہوئے، جب صفا کے قریب پہنچے اور یہ آیت تلاوت فرمائی، اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ط یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، پھر آپ نے فرمایا۔ اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ، جس سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا، میں بھی اسی شروع کرتا ہوں، صفا سے ابتدا کی، اور اس پر اس قدر چڑھے، کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگا، بہت دیر تک تکبیر و تحمید اور دعا کرتے رہے، اور قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھی،

| | |
|---|---|
| لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ، | اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کے لئے تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور اپنے بندے کی مدد کی، اور تنہا اس نے کفار کے لشکروں کو شکست دی۔ |

اسی طرح تین دفعہ فرمایا، پھر صفا سے اتر کر مروہ کی جانب تشریف لے گئے، اور ذکر و اذکار اور دعا میں مصروف رہے، اور یہ دعا پڑھتے تھے۔

| | |
|---|---|
| رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ | اے میرے رب! تو مغفرت فرما دے اور رحم کر، تو |

Marfat.com

الاکرم۔ بڑی مغفرت عزت والا، اور بڑے کرم والا ہے۔

جب وادی میں پہنچے تو رمل فرمایا، یعنی دوڑ کر چلے، پھر وادی سے نکل کر آہستہ چلے اور مروہ پہنچے، مروہ پر اس قدر چڑھے، کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگا، جو دعا صفا پر پڑھی تھی، مروہ پر بھی پڑھی، اس طرح آپ نے سات پھیرے کئے، اور ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوا، سعی سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا، کہ جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور ہو، وہ احرام نہ کھولیں، اور جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو، وہ حلال ہو جائیں، آپ اور آپ کے دیگر صحابہ کرام جن کے پاس قربانی کے جانور تھے اپنے احرام پر قائم رہے۔

اس کے بعد اپنے رفقاء کے ساتھ مقام ابطح میں قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور اتوار کا بقیہ دن اور پیر، منگل، اور بدھ مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا، ۸ ذوالحجہ جمعرات کے دن آپ نے نماز فجر ادا فرمائی اور خطبہ دیا جس میں حج کے مناسک کی تعلیم فرمائی، پھر سوار ہو کر منیٰ کی جانب روانہ ہوئے، اور صحابہ کرام رض بھی آپ کے ساتھ چلے، منیٰ میں پہنچ کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ اور رات کو یہیں قیام فرمایا، پانچ نمازیں یہیں منیٰ میں پڑھیں اور سورہ مرسلات اسی رات میں نازل ہوئی، تو ذوالحجہ جمعہ کے دن فجر کی نماز منیٰ میں پڑھی، اور جب آفتاب اچھی طرح نکل آیا، تو عرفات کی جانب روانہ ہوئے۔ اور مقام عرنہ میں اپنے خیمہ میں تھوڑی دیر قیام کیا۔ زوال کے بعد قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر بطن عرنہ میں جو وہیں قریب ہے، تشریف لے گئے، اور اونٹنی پر قیام فرمایا، ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا، جس میں اسلام کے اصول و قواعد کو تلقین فرمایا۔ اور کفر و شرک اور تمام رسومات جاہلیت کو ملیامیٹ اور ہمیشہ کے لئے ختم فرما دیا، اور ذمہ داریوں کی جانب خلوق کو متوجہ فرمایا، حضرت بلال رض کو اذان دینے کے لئے فرمایا، حضرت بلال رض نے اذان دی، اور اقامت کہی، آپ نے دونوں نمازیں ظہر و عصر کی ظہر کے وقت میں ایک ساتھ پڑھیں نماز کے بعد اونٹنی پر سوار ہو کر عرفات کے میدان میں تشریف لے گئے جو حج کا موقف ہے، اور جبل رحمت کے دامن میں جہاں بڑے بڑے سیاہ پتھر ہیں، قبلہ رخ کھڑے ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول رہے، اور برابر غروب آفتاب تک یاد خداوندی میں مصروف رہے، اسی دوران میں حضرت ام فضل رض نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آپ کا روزہ ہے یا نہیں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، جس کو آپ نے اونٹنی پر سارے مجمع کے سامنے اس لئے نوش فرمایا، تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ روزہ نہیں ہے۔ اسی دوران میں ایک صحابی اونٹ سے گر کر وفات پا گئے تھے، آپ نے فرمایا، ان کو ان کے احرام کے کپڑوں ہی میں کفن دو، یہ قیامت کے دن لبیک کہتے ہوئے اٹھیں گے، آپ نے فرمایا، کہ حج وقوف عرفہ ہی ہے۔ اور اسی عرفات کے میدان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ

آج ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا، اور اپنی نعمتیں

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ؕ تم پر پوری کر دیں، اور تمہارے لئے دین اسلام کو ہم نے پسند فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی مغفرت کے لئے یہاں دعا مانگی، سوائے ظالم کے سب کی مغفرت کا وعدہ کیا گیا۔

جب آفتاب غروب ہوگیا، تو نہائت سکون اور وقار کے ساتھ سواری پر سوار ہوکر مزدلفہ کی جانب روانہ ہو گئے راستہ میں کشادہ جگہ اونٹنی کو ذرا تیز کر دیتے، اور تنگ جگہ لگام کو کھینچ کر رفتار کم کر دیتے، راستہ میں حضرت اسامہ بن زید کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیا، راستہ میں ایک جگہ آپ کو پیشاب کی ضرورت پیش آگئی، اتر کر پیشاب کیا، اور وضو کیا، حضرت اسامہؓ نے نماز کی یاد دہانی کرائی، آپ نے فرمایا، آگے چل کر نماز پڑھیں گے، مزدلفہ پہنچ کر وضو کیا، اور مغرب وعشا دونوں نمازیں ایک اذان اور اقامت کے ساتھ ادا فرمائیں، اور رات کو مزدلفہ میں قیام فرمایا، صبح کو صبح صادق ہو جانے پر بہت سویرے فجر کی نماز ادا فرمائی اور اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر الحرام تشریف لے گئے، اور بہت دیر تک ذکر اور دعا کرتے رہے، اور امت کے حق میں بھی دعائیں کرتے رہے، یہاں ظالم کی مغفرت کا بھی وعدہ کیا گیا۔

ہجوم میں تکلیف کے خوف سے رات کو بچوں، عورتوں، کمزوروں کو مزدلفہ سے منی روانہ فرما دیا، اور خود خوب اسفار ہونے کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوئے، فضل بن عباسؓ کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیا، راستے میں ایک نوجوان لڑکی نے اپنے باپ کے حج بدل کا مسئلہ دریافت کیا، حضرت فضل اپنی نوعمری کی وجہ سے اس لڑکی کی طرف دیکھنے لگے، آپؐ نے ان کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا، تاکہ نامحرم کو نہ دیکھیں، اس لڑکی کو جواب دیا، کہ تم اپنے باپ کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہو، راستہ میں حضرت فضل نے آپ کے لئے کنکریاں چنیں، اور لوگ آپ سے ضروری مسائل دریافت کرتے، آپ انہیں تسلی بخش جواب دیتے، جب وادی محسر میں پہنچے، جہاں پر اللہ تعالیٰ نے ابرہہ بادشاہ کو اس کے لشکر سمیت ہلاک کر دیا تھا تو اپنی سواری کو تیز کر دیا تاکہ جلدی اس عذاب کی جگہ سے آگے بڑھ جائیں، آپ جلدی اس میدان سے آگے نکل آئے، اور زوال سے پہلے منی میں پہنچے یہاں پہنچ کر سب سے آگے جمرہ عقبیٰ کی رمی فرمائی، اور نشیب کی جانب کھڑے ہو کر اس پر سات کنکریاں یکے بعد دیگرے ماریں، اور ہر ایک کنکری پر اللہ اکبر فرماتے جاتے اب لبیک پڑھنا موقوف کر دیا،

اس کے بعد منیٰ میں قیام گاہ پر تشریف لائے، اور ایک بسیط اور جامع ومانع خطبہ پڑھا جس میں بہت سے دینی اہم امور کو بیان فرمایا، اس کے بعد قربانی کی جگہ تشریف لے گئے، اور اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹ ذبح فرمائے، اس وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال کی تھی، تو گویا اپنی عمر کے ہر سال کے مقابل میں ایک

Marfat.com

ایک اونٹ ذبح کیا، یہ اونٹ ذبح ہونے میں ایک دوسرے سے جلدی چاہتے تھے۔ قربانی کے کل سو اونٹ تھے تریسٹھ کو خود اپنے دست مبارک سے ذبح کیا، اور باقی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا، قربانی کرنے کے بعد آپؐ نے اعلان کرا دیا، کہ جس کا جی چاہے ان میں کا گوشت کاٹ کاٹ کرلے جائے، آپ نے اظہار شکر اور ضیافت اللہ کی قدردانی کی غرض سے ہر جانور میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت منگوایا۔ تاکہ ہر ایک اونٹ کو آپ کے تناول فرمانے کی سعادت حاصل ہو جائے، اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی کی، قربانی سے فارغ ہو کر حجامت کرائی، اور ان بالوں کو صحابہ کرام رضہ میں تبرکا تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد احرام کے کپڑے اتار کر سلے ہوئے کپڑے زیب تن فرما کر خوشبو لگائی، اس اثنا میں بعض صحابہ رضہ نے یوم النحر کے افعال مترتبہ کی تقدیم و تاخیر کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کوئی گناہ نہیں۔

ظہر کے بعد طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، اور سواری پر بیت اللہ شریف کا طواف کیا، آپ کے دست مبارک میں ایک چھوٹی لکڑی تھی، اس سے حجر اسود کا استیلام فرماتے۔ طواف سے فراغت کے بعد حضرت عباس رضہ نے آپ کو نبیذ پلائی، پھر آپ چاہ زمزم پر تشریف لے گئے، اور آب زمزم نوش فرمایا۔ اور یہ فرمایا، کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا، کہ میری اتباع کی وجہ سے لوگ تمہیں پریشان کریں گے اور تم پر غالب آ جائیں گے تو میں خود اپنے ہاتھ سے ڈول کھینچ کر زمزم پیتا، اس کے بعد آپ منی واپس تشریف لے گئے، اور تین روز تک وہیں قیام فرمایا، روزانہ زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کی رمی کیا کرتے تھے، ہر جمرہ پر سات کنکری پھینکتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے، جمرہ اولی اور ثانی کی رمی کے بعد ذرا ہٹ کر صاف جگہ قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور بہت دیر تک ذکر الٰہی اور تسبیح و دعا میں مشغول رہتے، جمرہ اولی کی رمی کے بعد وہاں نہ کھڑے ہوتے اور نہ دعا کرتے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سورہ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ الخ ایام تشریق میں منی میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳ ذوالحجہ سہ شنبہ کو زوال کے بعد آخری رمی سے فارغ ہو کر منی سے روانہ ہوئے، اور مکہ مکرمہ کے باہر محصب میں جس کو بطحی اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں، ایک خیمہ میں قیام فرمایا، اور چار نمازیں ظہر سے عشا تک وہاں ادا فرمائیں، عشا کے بعد تھوڑی دیر آپؐ نے اس میں آرام فرمایا، اور حضرت عائشہ رضہ کو عمرہ کے لئے ان کے بھائی کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے تنعیم بھیجا، حضرت عائشہ رضہ عمرہ سے فارغ ہو کر آپ کے پاس پہنچیں، آپ نے طواف وداع کیا، صبح کی نماز مکہ میں پڑھائی، ۱۴ ذوالحجہ چہار شنبہ کی صبح کو صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے، ۱۸ ذوالحجہ غدیر خم پر اہل بیت کے احترام کے بارے میں ایک بلیغ خطبہ دیا۔ ذوالحلیفہ میں پہنچ کر شب کو وہاں قیام فرمایا، اور صبح کے وقت معرس کے راستہ سے مدینہ منورہ میں آیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ پڑھتے ہوئے رونق افروز ہوئے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

آپ نے حج کا پورا بیان سن لیا، اور آپ اب ان شاء اللہ مکہ مکرمہ جا کر حج کریں گے، اور حاجی ہو جائیں گے اس کے بعد آپ کو یہ سوچنا ہے۔ کہ کیا لے کر آئے، اور کیا دے کر چلے، یعنی حرمین شریفین کے مقامات کی زیارت سے مشرف ہو گئے، آپ کے سارے گناہ معاف ہو گئے، آپ ایک نوزائیدہ بچے کی طرح بالکل پاک و صاف ہو گئے، اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو گئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے بن گئے، اور دنیا کی نظروں میں بزرگ بن گئے، غرض ایک حاجی ہو کر سب کچھ ہو گئے، مگر یہ سوچئے کہ آپ کیا لے کر گئے تھے، اور اب کیا لے کر آئے، اور اب کیا ہو گئے، آپ اپنے سفر کی ابتدائی اور انتہائی حالتوں پر غور کیجئے، کہ ان تمام مرحلوں کے ختم کرنے کے بعد آپ کے ایمان و عمل میں کیا اضافہ ہوا، اگر دونوں پہلے سے زیادہ ہیں، تو آپ کا حج مبرور، اور آپ کی سعی مشکور اور آپ کی نیکی مقبول ہو گئی، نہیں تو نہیں۔

حج سے پہلے آپ کے دل میں کامل ایمان تھا، جس نے آپ کو ان تکلیفوں کے برداشت کرنے پر آمادہ کیا، اور آپ کے دل میں خدا کا خوف تھا، کہ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کی صورت میں یہودیت و عیسائیت کی موت ہو گی، آپ کے دل میں بیت اللہ اور بیتِ رسولؐ کی محبت تھی، جس نے آپ کو مال و دولت وغیرہ خرچ کرنے پر مستعد کیا، اور آپ نے ہزاروں روپے خرچ کئے، آپ نے ماں باپ خویش و اقارب کو چھوڑا، دنیاوی کاروبار کو بالائے طاق رکھا، چلتے وقت استخارہ کیا، تمام گناہوں سے توبہ کی، حق والوں کو ان کے حق دیئے، ان سے معافی چاہی، لوگوں سے اپنا کہا سنا معاف کرا یا، کیونکہ آپ کے دل میں یہ خیال تھا کہ گویا آخرت کا سفر ہے، واپس ہوں یا نہ ہوں، حق العباد کی عدم ادائیگی کی صورت حج ادا نہیں ہو گا، مر گئے، تو سخت سزا ہو گی، آپ خدا کو دیکھنے لگے۔ آپ کو برائیوں سے نفرت ہو گئی، نیکیوں سے رغبت ہو گئی، دل میں تقویٰ، پرہیزگاری پیدا ہو گئی، اور چلتے وقت احباب و اصحاب اور اہل و عیال کو روتے ہوئے چھوڑا، خود بھی آنسوؤں کا دریا بہایا، اور سب کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا۔

آخر اللہ کے نام پر سفر شروع کیا، سفر کی دعائیں پڑھیں، خدا کے گھر کی طرف چلے، جتنا ہی آپ چلتے جاتے، اتنی ہی یہ محبت بڑھتی جاتی، راستہ میں آپ نے کسی کو نہیں ستایا، بلکہ حتی الامکان آرام پہنچانے کی کوشش کرتے رہے، اور بدکلامی سے رکے رہے،

پانچوں نمازیں جماعت سے ادا کرتے رہے، یا ادا کرنے کی کوشش کرتے رہے، ہر وقت ذکر الٰہی میں گزارتے رہے، موقع بہ موقع سفر کی دعائیں بھی پڑھتے رہے، اور قرآن مجید کی تلاوت میں حصہ لیتے رہے توبہ و استغفار میں مصروف رہے۔

احرام کے بعد :۔ آپ نے احرام باندھ کر مباح چیزوں کو حرام کر لیا، فقیری لباس پہن لیا، پورے

Marfat.com

زاہد اور تارک الدنیا بن گئے ہر وقت لبیک اور خدا کی حاضری کا دم بھرتے رہے۔ زینت اور بناؤ سنگار کی چیزوں کو ایک دم حتی کہ عورتوں کی بے تکلفی سے بھی کنارہ کش ہوگئے، اور چند دن کے لیے رہبانیت کی لنگوٹ کس لی سفر میں نہ شکار کیا، اور نہ شکار پر کسی کو آمادہ کیا، اور نہ کسی جاندار چیز کو مارا، اور نہ ظلم کیا، بحر و بر کے راستے میں برابر اَذِّنْ فِي النَّاسِ کا جواب لبیک لبیک سے دیتے رہے، آپ کی اس صدا سے فضائیں گونجتی رہیں، آپ خشکی اور تری کی چیزوں کو اپنا گواہ بناتے رہے، آخر آپ خدا کے گھر یا خدا کے پاس پہنچے، اور نہایت شوق و محبت سے اس کے گھر کے ایک گوشہ کو بوسہ دیا، اس کے گھر کا چکر لگایا اور ہر چکر آستانہ بوسی سے شروع کیا، اور رکن کا استلام کر کے خدا کے ہاتھ پر مصافحہ کیا، اور اسی پر ختم کیا، ختم پر شکریہ میں مقام ابراہیم میں پہنچ کر دو رکعت نماز ادا کی، پھر صفا و مروہ کی سعی کر کے حضرت ہاجرہ کی یادگار کو زندہ کیا، پھر منی گئے اور عرفات میں پہنچ کر موقف خداوندی حاصل کر کے مزدلفہ میں شب باشی کی، اور مشعر الحرام میں خدا کو خوب یاد کیا، پھر منی واپس آکر قربانی کی، شیطانوں کو مار کر حجامت کرائی، گویا آج عقیقہ جیسا سر منڈایا، مکہ میں آکر طواف زیارت سے مشرف ہوگئے۔

دنیا کے مختلف اطراف کے مسلمان بھائیوں سے ملاقاتیں کیں، مسجد الحرام میں ہزاروں دلیوں کے ساتھ نمازیں ادا کیں، سچ پوچھو، تو آپ نے نیکیوں سے اپنے دامن مراد کو بھر لیا، اور جس چیز کو لینے کے گئے تھے وہ سب کچھ لے کر آئے، گناہوں سے بالکل پاک و صاف ہوگئے، آپ کا ایمان، حج کے پہلے کے ایمان سے بڑھ گیا آپ نیکیوں کے سانچے میں ڈھل گئے، شکل کے اعتبار سے انسان، لیکن سیرت کے اعتبار سے فرشتہ بن گئے، بلکہ اس سے افضل ہوگئے۔

## حج کے بعد

اب حج کے پہلے کے ایمان سے زیادہ ایمانی شوق و جذبہ رکھو، اور حج کی نیکیوں کو بجائے تقوے و پرہیزگاری میں زیادہ سے زیادہ حصہ لو، حج کے فائدہ سے خوب واقف ہوگئے ہو، ان فائدوں کو حاصل کرو، لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ، جس طرح آپ حج میں احکام شرعیہ پر پورے کاربند رہے، حج کے بعد بھی اس سے زیادہ کاربند رہو، حج مبرور اور مقبول کی علامت بھی ہے، کہ حج کے بعد اخلاقی اور ایمانی اور دینی کاموں کا بہت زیادہ شوق ہو، نیکیوں سے رغبت ہو، برائیوں سے نفرت ہو، اعمال صالحہ کا زیادہ اہتمام رکھو، ہر کام سنت کے مطابق کرو، شرک و بدعت سے بچتے رہو، گناہ کرنا تو بہت دشوار جانو، بلکہ گناہ کا ارادہ بھی نہ کرو۔

اللہ تعالے ہم کو، آپ کو اور سب مسلمانوں کو دین کی بھلائی، آخرت کی کامیابی، اور دنیا کی خوشحالی عطا فرمائے۔ آمین۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ (آمین)

Marfat.com

# خطبہ ۵۷، فضائل محرم اور بدعات محرم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَ ھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَھُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَکُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّۃً کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ کَآفَّۃً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ۔ (سورہ التوبہ)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، ان میں سے چار حرمت وادب کے ہیں، یہی درست دین ہے۔ تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو، جیسے کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں، جان رکھو، کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے"

وہ حرمت والے چار مہینے یہ ہیں، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، محرم کے مہینے کو محرم اس کی تعظیم کی وجہ سے کہتے ہیں، اس لئے چاروں مہینے اللہ کے نزدیک حرمت اور تعظیم کے لائق ہیں، ان مہینوں میں خصوصیت سے خدا کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہیے، اور نہ کوئی گناہ کرنا چاہئے، ان مہینوں کی حرمت ابتدائے آفرینش عالم سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے خطبہ میں فرمایا تھا، کہ زمانہ گھوم گھام کر اپنی اصلیت پر آگیا ہے، سال کے بارہ مہینے ہوا کرتے ہیں، جن میں سے چار حرمت وادب والے ہیں، تین تو پے درپے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب المرجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان میں ہے (بخاری، مسلم)

اسلامی سال کی ابتدا محرم الحرام کے مہینے سے شروع ہوتی ہے، کیونکہ اس مقدس ماہ کی عظمت ابتدائے آفرینش سے ہے، اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے زمین، آسمان، پہاڑ، سمندر، لوح وقلم اور جبرئیل اور دیگر فرشتوں کو پیدا کیا، اور [illegible] مہینے میں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کو پیدا کیا، اسی مہینے میں ان کی توبہ قبول ہوئی، اور

اسی عاشورہ محرم میں حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے نجات دی، اور یہی وہ مقدس مہینہ ہے کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اسی مہینے میں آپ پر نار نمرود گلزار ہوئی، اور اسی مہینے میں فرعون غرق آب ہوا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم و تشدد سے نجات ملی تھی، اور اسی مہینے میں حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے شکم سے باہر آئے تھے۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام اسی مہینے میں مکان علیا میں پہنچے، اور یہی وہ مہینہ ہے، جس میں حضرت ایوب علیہ السلام شفایاب ہوئے تھے۔ اور اسی ماہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت ملی تھی۔ اور اسی عاشورہ محرم میں اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہوا، اور اسی مہینے میں قیامت آنے کی (ملخص الحدیث از غنیۃ الطالبین، مصنفہ حضرت سید الطائفہ مولانا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۷۶، ۷)

اس حدیث سے عاشورہ محرم کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ اسلام سے پہلے کے لوگ عاشورہ محرم کا روزہ رکھتے تھے، اور اس کے خاتمہ پر عید کی طرح خوشی مناتے تھے، ابتداً اسلام میں عاشورہ محرم کا روزہ فرض تھا جب رمضان شریف کا روزہ فرض ہو گیا، تب عاشورہ محرم کے روزے کی فرضیت منسوخ ہو گئی، استحباب کا درجہ باقی ہے، جس کا جی چاہے رکھے، جس کا جی چاہے نہ رکھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے، یہودیوں کو عاشورہ محرم کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا کہ تم اس روز کیوں روزہ رکھتے ہو، انہوں نے جواب دیا، کہ یہ ہماری نجات کا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلائی، اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ میں روزہ رکھا، آپ نے فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم تم سے زیادہ موافقت رکھنے کے حق دار ہیں، اس لئے آپ نے خود بھی روزہ رکھا، اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا (بخاری مسلم)

اور ایک حدیث میں آپ فرماتے ہیں:۔

اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، (مسلم)

رمضان المبارک کے بعد محرم الحرام کا روزہ رکھنا زیادہ افضل ہے۔

اور فرمایا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے (مسلم)

جب رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے، تو آپ نے اعلان کیا، کہ اب عاشورہ کا روزہ ضروری نہیں جو چاہے رکھے، جو چاہے نہ رکھے، لیکن خود آپ نے روزہ رکھا، یہودیوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے آپ نے فرمایا، کہ اگر میں آئندہ زندہ رہا، تو محرم کی نویں اور دسویں کا روزہ رکھوں گا، مگر آئندہ سال آپ محرم سے آنے سے پہلے فوت ہو گئے، لیکن یہ حکم باقی رہا، صحابہ کرام نے عمل کیا، لہٰذا محرم نویں اور دسویں یا دسویں اور گیارہویں

Marfat.com

کو دو دن کا روزہ رکھنا چاہئے، صرف ایک دن کا روزہ نہ رکھے، اور جہلا میں جو یہ مشہور ہے کہ گیارھویں کو روزہ نہ رکھنا چاہئے، کیونکہ اس دن یزید کی ماں نے روزہ رکھا تھا، یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے، آپؐ نے فرمایا ہے۔

صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَخَالِفُوْا فِيْهِ الْيَهُوْدَ عاشورہ کا روزہ رکھو، یہودیوں کی مخالفت کرو، دسویں کے ساتھ

صُوْمُوْا قَبْلَهُ يَوْمًا أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا۔ (احمد) ایک دن اور روزہ رکھو، چاہے ایک دن پہلے ہو یا ایک دن بعد ہو۔

## بدعاتِ محرم

روزے کے بدلے میں لوگوں نے اس مہینے میں بہت سی ناجائز باتیں ایجاد کر لی ہیں، نوحہ اور ماتم، گریہ وزاری کے علاوہ وہ تعزیہ داری کی رسم اسی مہینے میں ادا کی جاتی ہے، جس کا ثبوت نہیں ہے بلکہ یہ کھلا ہوا کفر اور شرک کا کام ہے، اب میں تعزیہ، نوحہ و ماتم وغیرہ کے متعلق چند باتیں بیان کرتا ہوں،

## تعریفِ تعزیہ

تعزیہ کے لغوی معنی کسی مصیبت زدہ کو تلقین صبر کرنے، اور تسکین دینے کے ہیں، چونکہ کسی کا مرنا بھی اس کے ورثاء کے لئے ایک سخت مصیبت اور باعثِ رنج وغم ہے، لہذا ان کے تلقین صبر کرنے کو بھی تعزیت کہتے ہیں، بلکہ اکثر اسی پر بولا جاتا ہے، شریعت میں اس کے یہ معنی ہیں کہ کسی کے مرنے پر صرف تین دن تعزیت جائز ہے، جس میں نہ رونا ہے نہ پیٹنا، نہ چیخنا ہے نہ چلانا، نہ کپڑا پھاڑنا نہ گریبان چاک کرنا، نہ بال نوچنا، نہ سینہ کوٹنا اور نہ زانو اور رخساروں پر ہاتھ مارنا، نہ اجتماع واہتمام اور جزع وفزع کی ضرورت ہے، نہ میت کی مدح وذم کی حاجت ہے، جیسا کہ عوام کالانعام میں کسی کے مرنے کے وقت دیکھا جاتا ہے۔

لیکن یہ سب خرافات کچھ زیادتی کے ساتھ آج جس تعزیہ میں ہوتا ہے، وہ محرم کا تعزیہ ہے، جس کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی نقل کہا جاتا ہے، یعنی بانس کی تیلیوں اور کھپچیوں کا ایک ڈھانچہ بنا کے اس کے اوپر کاغذ اور ابرک منڈھے ہیں، اس کے اندر ایک قبر ہوتی ہے، جس کے اوپر چادر چڑھی ہوتی ہے، اس کے اوپر گنبد سا ہوتا ہے، اس میں روپیہ، پیسہ، کوڑی، ناریل، مٹھائیاں اور ریوڑی، بتاشے، گٹے، غلاف اور کھچڑا پکا کر کونڈوں میں بھر کر چڑھاتے ہیں۔

ہزاروں مرد وعورتیں اس کے پاس باادب دست بستہ تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، اور جھک جھک کر اسے سلام اور سجدہ کرتے ہیں، کوئی اپنے جان ومال کی ترقی چاہتا ہے، کوئی اولاد مانگتا ہے، اکثر مرد وعورتیں تعزیہ کے نیچے سے اس فاسد خیال سے نکلتے ہیں، اور اپنے بچوں کو نکالتے ہیں، کہ امام صاحب کی پناہ میں آجائیں گے اور تمام بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رہیں گے، کسی قسم کا ہم کو نقصان نہ پہنچے گا، ہماری اولاد دیر تک زندہ رہے گی، اس کا طواف کرتے ہیں، اور اپنی خاطر خواہ مرادیں مانگتے ہیں، کوئی کہتا ہے اگر یہ کام ہو گیا، تو آئندہ سال امام حسینؓ کے نام کا تعزیہ بنائیں گے، کوئی کہتا ہے اگر میں یا میری اولاد فلاں بیماری سے اچھی ہو گئی، تو تعزیہ بنا کے چڑھاوے چڑھائیں گے، اور کوئی ہائے حسین ہائے حسین کے نعرے بلند کر کے مرثیہ خوانی کرتا ہے، کوئی

علم اور سیاہ جھنڈا بے کھڑا ہے، کوئی مورچھل جھل رہا ہے کہ مکھی نہ بیٹھنے پائے، کوئی ڈھول تاشہ بجا کر اچھلتا کودتا ہے، کوئی چھری وگتے سے مصنوعی جنگ کر رہا ہے، کوئی لکڑی کی تلوار چلاتا ہے کوئی کشتی اور اکھاڑے کا جوہر دکھا رہا ہے، اور کہیں سبیلیں امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی لگائی جا رہی ہیں، آبخورے رکھے ہوئے ہیں، کوئی شربت پلاتا ہے، آخر دسویں محرم کو بازاروں اور گلی کوچوں میں پھرا کے ایک میدان میں لے جا کے دفن کر آتے ہیں، اور بعض لوگ تبرکاً اپنے گھروں میں رکھ چھوڑتے ہیں تاکہ اس کا سایہ رہے، اور کوئی آفت و مصیبت نہ پہنچے، حالانکہ یہ سب کام کفر و شرک کے ہیں، اور حرام ہیں، ان کی مفصل و مدلل تشریح انشاء اللہ العظیم آگے بیان کی جائے گی۔

## تعزیہ اور دسہرہ (رام لیلا)

العرض جس طرح ہندو اپنے بتوں اور دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں، اور تعظیم و تکریم بجالاتے ہیں، اور نذر و نیاز کرتے ہیں، اسی طرح مدعیان اسلام مسلمان بھی سال بھر میں بیسیوں میلے لگاتے ہیں جس طرح یہ ہندو ہر دیو اور مہادیو وغیرہ کی جھنڈیاں، چھڑیاں بناتے ہیں، مسلمان بھی امام حسین، سید سالار، مدار، قطب صاحبان کی جھنڈیاں اور چھڑیاں بنا کر چڑھاتے ہیں، جس طرح یہ ہندو اپنے بتوں، بزرگوں اور دیوتاؤں کے نام چبوترے بناتے ہیں، اسی طرح بعض مسلمان بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے چبوترے بناتے ہیں، جس طرح ہندو رام لیلا ہر سال بڑے دھوم دھام سے کرتے اور نکالتے ہیں، اور بازاروں میں، گلی کوچوں میں ڈھول تاشہ بجاتے، اچھلتے کودتے پھرتے ہیں، بہت سے مرد اور عورتیں، بچے جوان اور بوڑھے اچھے اچھے لباس پہن کر میلے میں شریک ہوتے ہیں، پھر دسویں تاریخ کو توڑ پھوڑ کر اس کو میدان میں پھینک آتے ہیں، بس بالکل ہو بہو بعض مسلمان بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی نقل یعنی تعزیہ بنا کر محرم کی دسویں تاریخ کو ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجاتے ہوئے، اور مرثیہ گاتے ہوئے تمام مرد و عورتیں، بوڑھے، بچے، جوان عمدہ عمدہ لباس فاخرہ پہن کر تعزیہ کے ہمراہ پھرتے ہیں۔

دیکھئے تو سہی ہندوؤں کے یہاں دسہرہ (رام لیلا) میں دس دن ہیں، اور تعزیہ پرستوں کے ہاں بھی دس دن ہیں، ان کے یہاں ایک جنگ کا ذکر ہے، تو ان کے یہاں بھی ایک جنگ کا ذکر ہے، وہ رام رام کہہ کر پکارتے ہیں اور یہ بعض نام نہاد مسلمان حسین حسین کہہ کر پکارتے ہیں، پس تعزیہ دراصل دسہرہ کی نقل ہے، جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ اثنا عشریہ، باب گیارھواں، شیعہ کے خواص کے ذیل میں نوع شانزدہم میں تحریر فرماتے ہیں، کہ:۔

"کسی چیز کی صورت اور نقل کو اصل ٹھہرالینا یہ ایک وہم ہے، اور اس وہم نے اکثر بت پرستوں کو سیدھی راہ سے بہکا کر گمراہی کے گڑھے میں گرا دیا ہے، شیعہ حضرات میں بھی اس قسم کے وہم نے بہت غلبہ حاصل کر لیا ہے یہ لوگ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبروں کی نقل بنا کر خیال کرتے ہیں، کہ یہ

Marfat.com

ان بزرگوں کی نورانی قبریں ہیں اور ان کے ساتھ از حد تعظیم کرتے ہیں، بلکہ سجدہ بھی کرتے ہیں، فاتحہ درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اور ان کے گرد ذکر رقعیوں کو بنانے کے لئے مور چھل لئے قبروں کے مجاوروں کی طرح کھڑے رہتے ہیں اور خوب شور کی دور دیتے ہیں، سمجھدار انسان کے نزدیک ان چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں کی حرکتوں میں اور جو پیڑے کی گڑیاں وغیرہ بنا کر ان کی شادی رچاتی ہیں، اور تیلیوں اور کاغذوں سے ان کے مکان، پلنگ، مذیور وغیرہ بناتی ہیں، اور ان تعزیہ سے بنانے والوں میں کوئی فرق نہیں۔ (مختصراز تحفہ)

**تاریخ تعزیہ اور موجد تعزیہ** پس ان رسموں کا پتہ نہ قرآن و حدیث میں ہے اور نہ صحابہ کرام اور نہ ائمہ اہل بیت کی تعلیم مقدس میں ہے۔ بلکہ اس تعزیہ اور ان رسموں کے موجد تا آں حسین شیعہ حضرات ہی ہیں، جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء ص ۲۷۷ میں مطبع مجتبائی دہلی کے حوالہ میں معزالدولہ شیعی کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

۳۵۳ھ میں ایک قوم جو تناسخ کی قائل تھی ظاہر ہوئی، ان میں سے ایک نوجوان شخص نے دعویٰ کیا کہ حضرت علی کی روح اس کے اندر حلول کر آئی ہے، اور اس کی بیوی نے دعویٰ کیا کہ حضرت فاطمہؓ کی روح اس کے اندر حلول کر آئی ہے، اور اسی جماعت کے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں بذات خود جبرئیل ہوں، جب یہ خبر ندرت اثر خلیفہ تک پہنچی، تو تینوں کو تعزیر و تشہیر کا حکم دیا، تب اس قوم نے مکر و کید سے کام لے کر اپنے کو اہلبیت کی طرف منسوب کر دیا تاکہ اس سزا سے بچ جائیں، معزالدولہ شیعی نے بہت سفارش کر کے تینوں کو بری کرا کے بڑے بڑے مراتب و مناصب تک پہنچا دیا اسی شرارت کے باعث معزالدولہ کی نسبت امام سیوطی فرماتے ہیں ھٰذَا مِنْ اَفْعَالِہِ الْمَلْعُوْنَۃِ الخ۔ یعنی یہ اس کے لعنتی کاموں میں سے ہے۔

آگے چل کر اسی کتاب کے ص ۲۷۸ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ۳۵۱ھ میں شیعوں نے بغداد کی مسجدوں کے دروازوں پر یہ عبارت لکھ دی۔ لَعْنَۃُ مُعَاوِیَۃَ وَلَعْنَۃُ مَنْ غَصَبَ فَاطِمَۃَ حَقَّھَا مِنْ فِدَکَ وَمَنْ مَنَعَ الْحَسَنَ اَنْ یُّدْفَنَ مَعَ جَدِّہٖ وَمَنْ نَفٰی اَبَا ذَرٍّ، رات کو کسی نے مٹا دیا، لیکن معزالدولہ نے اس کام کے لئے رغبت دلائی، کہ دوبارہ وہی عبارت لکھی جائے۔ تو وزیر مہلبی کے مشورہ سے یہ عبارت لکھی گئی۔ لَعَنَ اللّٰہُ الظَّالِمِیْنَ لِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مگر حضرت معاویہ پر لعن طعن خوب ظاہر کیا گیا، اس کے بعد اسی کتاب کے ص ۲۷۸ پر علامہ سیوطی تحریر فرماتے ہیں، کہ:۔

۳۵۲ھ میں معزالدولہ نے لوگوں پر لازم و واجب کر دیا کہ عاشورا کے دن تمام دکانیں اور بازار بند کر دیئے جائیں، خرید و فروخت مطلق نہ کریں، نانبائی اور باورچی تندور نہ سلگائیں۔ اور دال روٹی وغیرہ نہ پکائیں اور بازاروں میں قُبّاب رگنبدوں کو نصب کرا دیا، جن کے اوپر ٹاٹ کپڑ وغیرہ چڑھا ہوا تھا، اور عورتیں بال کھولے

اپنے منہ پر طمانچے مارتی اور سینوں پر گھونسے مارتی ہوئیں، مرثیے نوحے پڑھتی ہوئیں گلیوں بازاروں گشت لگائیں اور امام حسین پر ماتم کریں یہ پہلا دن ہے کہ بغداد میں یہ رسم ادا کی گئی، اور یہ بدعت سالوں جاری رہی۔

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ معزالدولہ شیعی کے حکم سے بنا، ماتم داری وگریہ (تعزیہ داری) ادا کی گئی اور رائج ہوئی۔ اس کے بعد اس کے لڑکے عزالدولہ نے اپنے باپ کی گدی سنبھالی، اور مذہب شیعہ امامیہ کی ترویج کی۔ اسی نے خطبہ عباسیہ کو اپنی رائے سے قطع کر کے یہ جملہ زیادہ کیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَعَلٰی فَاطِمَۃَ الْبَتُوْلِ وَعَلَی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ سِبْطَیِ الرَّسُوْلِ وَصَلِّ عَلَی الْاَئِمَّۃِ اَبْنَآءِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمُعِزِّ الدَّوْلَۃِ اور اذان میں یہ کلمہ بڑھایا حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ یہ بدعت سیئہ تمام دمشق میں پھیل گئی کیونکہ اس کا معین و مددگار جعفر بن فلاح ہو گیا تھا، چونکہ عنان حکومت اس کے ہاتھ میں تھی، اس لئے کسی کو انکار کی گنجائش نہ تھی۔

زیادہ تشریح تاریخ الخلفاء ملاحظہ فرمائیے، ہمارا مقصود تو صرف آغاز تعزیہ داری تھا، وہ یہاں پر بقدر ضرورت بیان کر دیا گیا، کہ اس بدعت سیئہ کا موجد معزالدولہ شیعی اور معین اس کا پسر عزالدولہ اور مؤید اس کا نائب جعفر بن فلاح ہوئے، اور ہدیہ مجیدیہ، تحفہ اثنا عشریہ کے ترجمہ میں ہے، کہ مختار بن عبید شیعی نے (اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی) بنام تابوت سکینہ جناب امیر کی کرسی کی پرستش شروع کی، حالانکہ یہ کرسی جناب امیر کی نہ تھی، بلکہ طفیل بن جعدہ کسی روغن فروش کی دکان سے اٹھا لایا تھا (ہدیہ مجیدیہ ص ۴۴)

علامہ عبدالکریم شہرستانی الملل والنحل کے ص ۸۸ پر اس کرسی کی بابت تحریر فرماتے ہیں، کہ "وہ ایک پرانی کرسی تھی، جس پر مختار نے ریشمی غلاف چڑھا کر اور خوب آراستہ پیراستہ کر کے ظاہر کیا کہ یہ حضرت علیؓ کے توشہ خانہ سے ملی ہے، جب کسی دشمن سے جنگ کرتا تو اس کو صف اول میں رکھ کر اہل لشکر سے کہتا بڑھو اور قتل کرو فتح و نصرت تمہارے شامل حال ہے، یہ تابوت سکینہ تمہارے درمیان مثل تابوت بنی اسرائیل کے ہے اس میں دل کی تسکین اور فرشتے امداد کے لئے نازل ہوتے ہیں (الملل والنحل ص ۸۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ دراصل تعزیہ داری پہلے یہیں سے شروع ہوئی چنانچہ صاحب تذکرۃ الکرام اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں، کہ:۔

دراصل تعزیہ داری کی ابتدا یہیں سے معلوم ہوتی ہے، جو بعد میں بت پرستی بن گئی، اور ہندوستان میں اس تعزیہ داری کی اشاعت کی یہ بھی وجہ بتائی جاتی ہے، کہ تیموری عہد میں چونکہ بادشاہ، وزیر اور بیگمات، و نیز اہل لشکر شیعہ تھے، اور ہندوستان میں سلطنت و جنگ کے انتظامات کے باعث ہر سال کربلائے معلی نہیں جا سکتے تھے، یہ شکایت بادشاہ کے گوش گذار ہوئی، تو امیر تیمور نے کربلا سے امام حسینؓ کے روضہ کی نقل حاصل

Marfat.com

کرا کے اس کو تعزیہ کی صورت میں تیار کرایا کہ ہندوستان کے شیعہ اس کی نقل کے ذریعہ سے کربلائے معلی کی زیارت کا ثواب یہیں حاصل کریں چنانچہ یہی ہؤا، اور بجائے کربلا کے اس نقل کی زیارت ہونے لگی جس نے کم و بیش بہت جلد یہ صورت اختیار کر لی، جو اب مروج ہے، چنانچہ تلخیص مرقع کربلا کے مصنف شیعہ بھی رقم طراز ہیں کہ جوہری صاحب طوفان البکا نے امیر تیمور کا عراق میں آنا، اور زیارت کرنا، اور پیادہ پا چلنا، اور وزراء کا پیادہ روی سے منع کرنا، اور اس کا قرآن میں فال دیکھنا، اور یہ آیت فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ، کا نکلنا، اور تبرکات کا لانا، اور انعقاذ تعزیہ داری خصوصاً ہندوستان میں، سب مفصل لکھا ہے اور سب جانتے ہیں (مرقع ص ۸۲)

پھر اس میں بتدریج بڑی ترقی ہوئی، اور اب تو اس کے ساتھ دُلدُل اور علم وغیرہ بھی نکلنے لگے، اور شیعہ اور جاہل سنی اس تعزیہ کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں، جو در بحر شرک کو پہنچ جاتا ہے، مولوی خیرات احمد وکیل شیعہ نے اپنی کتاب نور ایمان میں اعمال محرم کے عنوان سے ص ۳۴۲ سے ۳۸۴ تک تعزیہ اور اس کے متعلقات پر مفصل بحث کی ہے، اس میں یہ بھی درج ہے، کہ تعزیہ نقل روضہ مبارک امام حسینؓ ہے، اس کی غرض (دکھانے کے لئے، تاکہ قتل حسینؓ کا بدنما دھبہ مٹ جائے) یہ ہے کہ چونکہ ہم لوگ روضہ مبارک سے دور رہتے ہیں اس لئے تعزیہ کے دیکھنے سے روضہ مبارک اور واقعات کربلا یاد آجائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

## تعزیہ کی تردید قرآن مجید سے

الغرض تعزیہ کے بانی مبانی، موجد و معین و مصدق سب شیعہ قاتلان حسینؓ میں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرصہ دراز کے بعد ایجاد ہوا، پھر بھی اس کو دین میں داخل کر لیا، تعجب یہ ہے کہ خود ہی اس کو اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں، اور خود ہی اس سے حاجت روائی کی دعا کرتے ہیں، اس کے سامنے سجدہ، طواف وغیرہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے

أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ۔ (صافات ع ۳ پ ۲۳)

یعنی کیا تم اس چیز کو پوجتے ہو جس کو خود تراشتے ہو حالانکہ اللہ نے تم کو اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا ہے۔

اور عبادت کا حق دار پیدا کرنے والا ہی ہے، انصاف کیجئے کہ اگر کفار پتھروں کی مورتیں تراش کر پوجیں، تو وہ مشرک کہلائیں، اور اگر مسلمان کاغذ اور تیلیوں کا ڈھانچہ بنا کر عبادت کریں، تو پکے مسلمان رہیں، مولانا حالی مرحوم نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں، خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں!
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں وہ بدلا گیا آکے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

اب آیت مذکورہ بالا کی تفسیر اس نظم میں ملاحظہ فرمایئے ۔

سورۂ توبہ میں فرماتا ہے رب سال اندر چار ہیں ماہ ادب
وہ مہینے ہیں، بہت با احترام قتل و جنگ و ظلم ان میں ہے حرام
چار میں ماہ محرم بھی ہے ایک بلکہ سن کا ماہ اول ہے یہ نیک
پر محرم میں ہے اب ظلم عظیم شور و شر برپا ہے اور شرک عمیم
یہ جو جاری ہے نا رسم تعزیہ ساتھ باجہ، اور ماتم، مرثیہ
بانس و کاغذ کی ہے یہ معنوی ضریح پس بنام تعزیہ بت ہے صریح
اس سے برپا ہے بڑا شور و شرار شرک میں ہیں مبتلا صدہا ہزار
رونما ہے ملک میں فتنہ فساد جاگزیں ہے قلب میں بغض و عناد
ہے یہ اک میلہ گناہوں کی بنا کرتے ہیں دن رات میں کتنے زنا
سن محرم ہی سے جاتا ہے گنا یاں شروع سن سے ہے شرک و زنا
کیا نہ پورا سال تب منحوس ہے کیا نہیں ناراض وہ قدوس ہے
جب مصیبت میں تھے واں حضرت امام تب یہ کیسا ڈھول تاشہ دھوم دھام
ڈھول تاشہ رنگ در ونق روشنی غم میں ہے یہ دوستی یا دشمنی؟
کیوں محرم میں ہے یہ رنگ و خوشی کیا نہ اس میں چاہئے تھی خامشی
رنج میں کیسا یہ سامان خوشی ہیچ تو یہ ہے سراسر سرکشی
ہے بڑی اندھیر اور حیرت کی بات واں مصیبت، یاں ہو سامان برات
جب کہ ہے یہ رنج و ماتم کا مقام ڈھول تاشے کا یہاں پھر کیا ہے کام
ڈھول تاشہ ہے روا غم میں کہیں جب کہ شادی تک میں وہ جائز نہیں
باجہ گا جبہ غم میں جائز ہے اگر کیوں نہ دکھلادیں بجاکے اپنے گھر

کیوں نہیں انصاف کرتے ہیں کبھی — غم میں اپنے گھر بجا باجہ کبھی
ہے سراسر دشمنی اور سرکشی — غم کے پردے میں مناتے ہیں خوشی
ڈھول تاشے سے مناتے ہیں غمی — ہیں عجب الٹی سمجھ کے آدمی!
کیا ضلالت ہے مسلماں قوم میں — باجہ بجتا ہے غمی کے یوم میں
ظلم اس کا ہو چکا بس ایک بار — اب یہ ظالم کر رہے ہیں بار بار
ظلم میں بدنام ناحق ہے یزید — سو گنا ہے اس سے یہ ظالم مزید
کرتے ہیں ہر سال ہندو نقلِ رام — ترک کرتے ہیں تماشائے امام
ان کی دسویں تو ہے نقلِ فتح رام — ان کی دسویں نقشہ قتل امام
حیف ان کو شرم کچھ آتی نہیں — ایسا مشرک تک نہیں کرتے کہیں
تعزیہ سازی سراسر شرک ہے — شرک سے بھی بڑھ کے اس میں چرک ہے
یعنی اول شرک پھر ہجو امام — دوستو ہے غور و عبرت کا مقام
نقل یہ جو ہے محرم میں تمام — درحقیقت ہے یہ سب ہجو امام
ہیں بہت دنیائے اسلامی میں سوم — پیرو بدعت، پرستار رسوم
ہندوؤں کو کہتے ہیں کافر پلید — کفر اپنا پر نہیں ان پر پدید
کچھ ہیں ہندو بھی شریک تعزیہ — آہ! ان کا ہو وہاں کیا تصفیہ
ایک تو پہلے ہی تھے وہ بت پرست — دوسرے اب بن گئے تربت پرست
وہ مثل ہے ان کی اس تکریم پر — اک کریلا دوسرے پھر نیم پر
بخش دے اوروں کو ممکن ہے غفور — تعزیہ سازوں کی بخشائش ہے دور
گرچہ یہ تحریر حق لگتی ہو مُر — دوستو! پر درحقیقت ہے یہ دُر
اے مسلمانو! سنو حق کا پیام — چند روزہ ہے یہ دنیا کا قیام
کیوں نہ کیجئے اس خدا کی بندگی — جس کو حاصل ہے سدا پائندگی
جس نے پیدا کی ہے ساری آفرین — چاند، سورج، آسمان و سرزمین
بت پرستی کافروں کا کام ہے — حق پرستی، شیوہ اسلام ہے

بس دعا کر قلم، ختم کلام!
دے خداوندا ہدایت والسلام

Marfat.com

اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ (یوسف) یعنی اکثر لوگ ایمان لانے کے بعد بھی شرک کے کام کرتے ہیں مشرکین عرب و کفار مکہ بھی اپنے بزرگوں کی اس طرح کی تعظیم و تکریم کرتے، اور ان کے نام کی نذر و نیاز کرتے، اور ان کی یادگار قائم کرنے کیلئے مورتیں بنا کے گھروں اور کعبہ میں نصب کرتے اور ضرورت کے وقت ان کے نام سے کر پکارتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل کی تردید کرکے فرماتا ہے:۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ٥

(سورہ یونس ۲۶ پ ۱۱)

مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجتے ہیں، جو ان کو نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتیں، اور کہتے ہیں، کہ یہ ہماری سفارش خدا کے پاس کریں گے (اے نبی) تم ان سے کہدو کہ تم اللہ کو وہ چیز بتاتے ہو، جس کا وجود آسمان و زمین میں نہیں ہے، وہ پاک ہے، اور ان لوگوں کے شرک سے اس کی ذات بالاتر ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات بخوبی واضح ہوئی، کہ مشرکین اپنے بزرگوں کی تصویروں، مورتوں، قبروں وغیرہ ایسی چیزوں کو پوجتے تھے، جن کی اگر پرستش چھوڑ دی جائے، تو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتیں، اور اگر عبادت کی جائے، تو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتیں، لیکن باوجود اس کے کہتے ہیں، کہ ان بزرگوں کی تصویروں، مورتوں، قبروں اور تھانوں کی پرستش کرتے ہیں، اور ان کی روح خوش ہو کر ہماری سفارش کرے، اور ہمارے مصائب و مشکلات دور ہوں، تجارت و زراعت وغیرہ میں ترقی ہو، اور اولاد حاصل ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ کی پر زور تردید کرکے فرمایا، کہ کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے زیادہ جاننے والے ہیں، کہ خدا کو وہ چیز بتانا چاہتے ہیں، کہ جس کا وجود آسمان و زمین میں نہیں ہے، اور ظاہر ہے، کہ خدا سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں، اگر ان کا وجود ہوتا تو اللہ تعالیٰ کو ضرور معلوم ہوتا، لہٰذا ان چیزوں کا کوئی وجود نہیں، اور یہ سب بے سند اور لایعنی باتیں ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ (الشوریٰ ۲۶ پ ۲۵)

کیا ان کے ایسے شریک ہیں، کہ انہوں نے ان کے واسطے دین کی ایسی راہ نکالی ہے، جس کا حکم اللہ نے نہیں دیا۔

پس اے میرے عزیزو اور بزرگو! خدا کے لئے آنکھیں کھولو، اور ہوش درست کرو، اور ایسے جہنمی فعل سے توبہ کرو، ورنہ تمہارے لئے وہی وعید تیار ہے، جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا کیا کافروں نے یہ خیال کر رکھا ہے، کہ وہ میرے سوا ایسے

Marfat.com

عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۔ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۔ (سورۃ الکہف)

بندوں کو اپنا ولی وحمایتی بنالیں گے، ہم ان کو چھوڑ دیں گے ہرگز نہیں، ہم نے ان کافروں کے لئے دوزخ کو مہمانی کی جگہ بنایا ہے، اے ہمارے نبی! آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ کیا میں تم کو بہت زیادہ عمل نقصان والی جماعت بتاؤں، وہ لوگ ہیں، جن کی کوشش دنیا کی زندگی ہی میں بیکار ہو جاتی ہے، اور وہ یہ سمجھتے ہیں، کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں، یہ لوگ اپنے رب کی آیتوں (احکام) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اس کی ملاقات کے بھی منکر ہوتے ہیں، پس ان کے اعمال بیکار ہو جاتے ہیں، ہم ان کے لئے قیامت کے دن اعمال کی میزان بھی کھڑی نہ کریں گے (بلکہ یونہی جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے)

اس آیت کا مطلب بالکل واضح ہے، کہ بہتیرے ایسے لوگ ہیں، کہ فضول اور لغو حرکت کر کے اسے اچھا کام تصور کرتے ہیں، جیسے تعزیہ بنانے والے تعزیہ کو بہت متبرک اور اچھا سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کی ساری کوششیں رائگان اور برباد ہیں، اس تعزیہ میں علاوہ کفر و شرک کے مال کی بربادی بھی ہے، کہ ہر سال لاکھوں روپیہ اس لغو کام میں فضول خرچ کرتے ہیں، خود ہی غور کیجئے، کہ تعزیہ داری میں ہر سال صرف دس روز کے لئے بانس اور لکڑی کتنی خرچ ہوتی ہے، اور کاغذ کتنا خرچ ہوتا ہے، اور ڈوری، رسی، ستلی وغیرہ کتنی لگتی ہے، اور اس کے پیچھے عزیز وقت کتنا برباد ہوتا ہے، روپیہ، پیسہ کتنا خرچ ہوتا ہے، اگر اس کا اندازہ کیا جائے، تو لاکھوں روپے نکلے گا، یہ سب فضول خرچی نہیں تو اور کیا ہے، کیا اس سے امام حسینؓ کی روح مبارک خوش ہوتی ہے؟ یا اس سے قوم و ملت کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے، ایسی فضول خرچی کا اللہ تعالیٰ ضرور حساب لے گا، اور وہ اس لغو حرکت کو پسند بھی نہیں کرتا۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۔

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

اللہ اکبر! جتنا روپیہ اس لغو حرکت میں خرچ ہوتا ہے، اگر یہی روپیہ و پیسہ ہر سال قوم کی تعلیم و تربیت میں خرچ ہوتا، یعنی اسی روپیہ سے دینی علوم کے مدارس ہر شہر و دیہات میں کھول دیئے جاتے، تو اسلام کو کس قدر فائدہ پہنچتا، اگر یہی روپیہ صنعت و حرفت میں لگا کر مدرسے اور کارخانے کھولے جائیں، تو قوم کا افلاس دور ہو، گداگری اور بے ہنری دنیا سے معدوم ہو جائے، اگر یہی روپیہ یتیم خانوں اور مسافر خانوں کی تعمیر میں خرچ ہو، تو قوم کو کس قدر آرام و آسائش نصیب ہو، اگر یہی روپیہ مولویوں اور واعظوں کے لشکر تیار کرنے میں خرچ کیا جائے اور ان واعظوں اور مولویوں کو ملک بملک اشاعت کے لئے بھیجا جائے، جیسا کہ عیسائیوں کی جانب

سے پادری بھیجے جاتے ہیں، تو دین محمدیؐ کو کس قدر ترقی نصیب ہو، اگر یہی روپیہ خرچ کرکے ہر ملک کی زبان میں مذہبی کتابیں ترجمہ کرائی جائیں، اور ہر ملک کی زبان میں اسلامی جرائد اور رسالے نکالے جائیں، تو کتنے جاہل راہ راست پر آجائیں، اور کتنے ناواقف اپنے دین اسلام سے واقف ہوکے خدا اور رسول کو پہچاننے لگ جائیں گے۔ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ۔

**نوحہ و ماتم** | دنیا میں امام حسین رضؓ کی شہادت کے بعد جس نے سب سے پہلے نوحہ و ماتم ایجاد کرکے کارخیر سمجھا ہے، وہ بقول شیعہ حضرات یزید ہے، جو ان کے نزدیک اور ان کے خیال کے مطابق اول درجہ کا دشمن اور قاتل حسینؓ تھا، چنانچہ ملا جعفر مجلسی الشیعی اپنی مشہور کتاب جلاء العیون میں لکھتے ہیں کہ:۔

جب اہل حسینؓ کا قافلہ کوفہ سے دمشق آیا، اور یزید کے دربار میں پیش ہوا، تو یزید کی بیوی ہندہ، بے تاب ہوکر بے پردہ مجلس یزید میں چلی آئی، یزید نے دوڑ کر اس کے سر پر کپڑا ڈال دیا، اور کہا کہ گھر میں جا اور آل رسول خدا قریشی کے بزرگوار پر نوحہ وزاری کر، کہ ابن زیاد نے ان کے بارے میں جلدی کی، میں ان کے قتل پر ہرگز راضی نہ تھا (جلاء العیون ص ۵۷۰)

جب اہل بیت یزید کے محل میں داخل ہوئے، تو اہل بیت یزید نے زیور اتار کر لباس ماتم پہنا، صدائے نوحہ و گریہ بلند کی، اور یزید کے گھر تین روز تک ماتم برپا رہا (جلاء العیون ص ۵۷۶)

اور اسی کتاب جلاء العیون کے ص ۵۹۳ میں ہے کہ یزید کے ہاتھ میں رومال تھا، جس سے وہ آنسو پونچھتا تھا اس نے کہا ان کو میرے محل میں ہندہ بنت عامر کے پاس لے جا، جب اس کے پاس پہنچائی گئیں، تو اندر سے صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی جو باہر سنائی دیتی تھی،

نیز ناسخ التواریخ ص ۲۷۰، اور منتہی ص ۲۸۹ میں کم و بیش اس ماتم کا ذکر ہے، امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم و نوحہ کا یہ پہلا دن تھا، جو بحکم یزید محل میں ہوا، اور اہل بیت یزید نے اہتمام سے کام لیا۔

غرض اس طرح محرم کے تعزیہ کی روح ماتم داری نے اول اول خانہ یزید میں جنم لیا، پھر جب یزید نے چند دن کے بعد اہل بیت حسین رضی اللہ عنہ کو بعزت و حرمت شام میں رہنے یا مدینہ جانے کا اختیار دیا، تو انھوں نے ماتم برپا کرنے کی اجازت چاہی، جو دی گئی، اور شام میں جو قریش اور بنی ہاشم تھے سب شریک آہ و ماتم ہوئے، ایک ہفتہ یہ گریہ وزاری قائم رہی، بعد ازاں یزید نے بآرام تمام ان کو مدینہ کی جانب روانہ کیا (جلاء العیون ص ۵۹۰)

اور منتہی ص ۵۰۵ میں ہے، کہ یہ دوسرا ماتم تھا، جو باجازت یزید اہتمام سے ہوا۔

یزید کے مرنے کے بعد دوسرا شخص مختار بن عبید شیعہ ہے، جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے پیشین گوئی فرمائی ہے۔ یَکُوْنُ فِی الثَّقِیْفِ کَذَّابٌ (مسلم) قبیلہ ثقیف میں ایک بہت جھوٹا شخص ہوگا وہ مختار ثقفی ہے، اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا، یہ حقیقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سخت دشمن تھا، لیکن ظاہر میں ان کا محب و خیرخواہ و ہمدرد بنا ہوا تھا، جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر موصول ہوئی، تو اس نے لوگوں کو مجبور کیا، کہ جو شخص حضرت حسینؓ کے ساتھ محبت رکھتا ہے، وہ مرثیہ خوانی، نوحہ کرنا، رونا پیٹنا وغیرہ رسوم کرے، تب وہ حضرت حسینؓ کا محب بن سکتا ہے، یہ کذاب ہمیشہ اپنی زندگی میں ایسی ہی قبیح باتوں پر لوگوں کو مجبور کرتا رہا، حتیٰ کہ ۶۷ھ میں مصعب بن عمیر کی حکومت میں قتل کر دیا گیا۔

تیسرا شخص معزالدولہ ہے، جس نے اول بغداد میں بزور حکومت عشرہ محرم میں نہایت دھوم دھام سے رسم ماتم منائی تھی، اور تبری وغیرہ کا اضافہ کیا، دیکھو تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۴۰۵)

اور کامل ابن اثیر جلد دوم میں ہے، کہ معزالدولہ نے دس محرم ۳۵۲ھ کو حکم دیا، کہ سب دکانیں بند کر دی جائیں، بازار اور خرید و فروخت کا کام روک دیا جائے۔ لوگ نوحہ کریں، اور کمبل کا لباس پہنیں، عورتیں پراگندہ بال اور گریبان چاک اور دوہتڑ مارتی ہوئیں شہر کا چکر لگائیں (کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۱۹۷، و تاریخ الخلفاء ص ۲۶۸)

آنریبل سید امیر علی سپرٹ آف اسلام انگریزی میں لکھتے ہیں، کہ معزالدولہ نے بیادگار شہادت امام حسین رضؓ و دیگر شہدائے کربلا یوم عاشورا، کو ماتم کا دن مقرر کیا (ص ۴۶۱)

اس کو مولوی اعجاز حسین شیعی بھی اپنی کتاب تلخیص مرتع کربلا ص ۸، و ۹ میں بحوالہ تاریخ الخلفاء تسلیم کرتے ہیں، کہ معزالدولہ پہلا بادشاہ مذہب امامیہ پر تھا، جس نے یوم عاشورا، کو بازار بند کر دیئے اور نانبائیوں کو کھانا پکانے کی ممانعت کر دی، عورتیں سر کھولے نکلیں، اور ماتم حسینؓ کریں ۱۸ ذوالحجہ کو عید غدیر کی وغیرہ وغیرہ۔

یہ رسم ماتم عاشورہ کی مختصر داستان ہے، جو بحکم یزید اس کے گھر سے شروع ہوئی، اور مختار و معزالدولہ نے اس کو ترقی دی، پھر شیعوں نے اس پر مذہبی رنگ چڑھا دیا، اب عشرہ محرم میں شیعوں کے گھر گھر بس اسی کا جلوہ ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

رسم ماتم بنا یزید نمود ہر کہ آمد بر آں مزید بود

جب شیعان کوفہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، تو امام زین العابدین نے دیکھا کہ لوگ رو رہے ہیں، تو ان رونے والوں کے متعلق فرمایا:۔

اِنَّ هٰؤُلَآءِ یَبْکُوْنَ فَمَنْ قَتَلَنَا غَیْرُهُمْ ، یہ لوگ رو رہے ہیں، حالانکہ ان ہی لوگوں نے ہم کو قتل کیا ہے۔

(احتجاج طبری ص ۱۵۶)

ان تمام تاریخی واقعات سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا، کہ باقاعدہ بدعت نوحہ و ماتم کی ایجاد جو

Marfat.com

صدی میں ہوئی، جو یقیناً جہنم میں لے جانے والی ہے، اب چند حدیثوں کو بھی ملاحظہ فرمائیے، جن سے معلوم ہوگا کہ نوحہ و ماتم شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ:۔

(۱) لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ (بخاری، مسلم)
جو ماتم کرتا ہوا اپنے رخسار سے اور منہ پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی طرح پکارے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۲) اَنَا بَرِیٌٔ مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ۔ (بخاری، مسلم)
میں اس سے بیزار ہوں جو (ماتم میں) سر کے بال منڈائے یا بلند آواز سے روئے یا کپڑے پھاڑے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

(۳) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ۔ (ابوداؤد)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور غور سے سننے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(۴) ثِنْتَانِ فِی النَّاسِ هُمَا کُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَۃُ عَلَی الْمَیِّتِ (مسلم)
دو باتیں مسلمانوں میں کفر کی ہیں، نسب میں طعن کرنا، اور میت پر نوحہ کرنا۔

اور ایسی ہی بہت سی حدیثیں ہیں، جن سے ماتم اور نوحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے، اور اس حرمت پر تمام امت کا اتفاق ہے، چنانچہ حاشیہ مراق الفلاح میں ہے۔

وَقَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی تَحْرِیْمِ النَّوْحِ وَالدَّعْوٰی بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّۃِ۔
تمام امت کا اس پر اتفاق ہے، کہ نوحہ اور جاہلیت کی طرح پکار پکار کر رونا حرام ہے۔

اور ایسا ہی سراج و مجمع البرکات و مضمرات میں ہے، اور مجالس الابرار۔ المجلس السابع والثلاثون میں ہے کہ یوم عاشورہ کو ماتم کرنا کیسا ہے؟ تو جو شخص حسین بن علی رضی کی شہادت کی خاطر اس روز کو ماتم کے لئے مخصوص کرتا ہے، جیسا کہ روافض کرتے ہیں، تو ان کا یہ عمل ان لوگوں جیسا ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (کہف)
جن کی ساری کوشش دنیا ہی کی زندگی میں برباد ہو جاتی ہے اور وہ نادان یہی سمجھتے ہیں، کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں۔

اللہ و رسول نے حکم نہیں دیا ہے، کہ انبیاء کی مصیبت و وفات کے دنوں کو ماتم کا دن مقرر کرو۔ جب انبیاء کے ساتھ ایسا معاملہ درست نہیں ہے، تو غیر نبی کی وفات کے دن ماتم کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ہے، اور واعظ جو یوم عاشورہ کو حضرت حسینؓ کی شہادت کا قصہ بیان کرتے ہیں، اور کپڑوں کو جلوا کر لوگوں کو ننگا رکھتے ہیں، رنج و افسوس ظاہر کر کے سامعین کو قیام و تسبیح کا حکم کرتے ہیں، دینی حکام وقت کو چاہئے، کہ ان تمام خرافات اور افعال قبیحہ کو بند کرا دیں، اور صاحب مجالس الابرار مجلس مذکور میں آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

Marfat.com

| | |
|---|---|
| فَمِنْ جُمْلَتِهَا مَا ابْتَدَعَهُ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ مَا تَمَّا يُظْهِرُوْنَ فِيْهِ النِّيَاحَةَ وَالْجَزَعَ وَتَعْذِيْبَ النُّفُوْسِ وَسَبَّ مَنْ مَاتَ مِنْ اَوْلِيَاءِ اللهِ تَعَالٰى وَالْكِذْبَ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ، | منجملہ ان بدعات کے جو عوام عاشورہ کے دن جاری کئے ہوئے ہیں، اس کو ماتم کا دن مقرر کئے ہوئے ہیں، اس کو ماتم کا دن مقرر کرتے، نوحہ اور چیخ وپکار کرتے اور اپنے کو تکلیف دیتے، فوت شدہ بزرگوں اور دلیوں کو گالیاں دینے اور اہل بیت پر جھوٹ بہتان لگاتے ہیں وغیرہ یہ تمام منکرات اور برے کام ہیں، جو کتاب وسنت اور باتفاق جمیع مسلمانان سب ناجائز ہیں۔ |

اور علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں، کہ اس بات کی بہت ہی تاکید ہے، کہ انسان روافض کی بدعات میں مشغول ہونے سے پرہیز کرے، اسی طرح نوحہ وغم وغیرہ کرنے سے بھی بچے، اس لئے کہ یہ تمام چیزیں ایمانداروں کے اخلاق کے خلاف ہیں، اگر اس طرح کا نوحہ وغم جائز ہوتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن اس کے لئے زیادہ مناسب ہوتا۔

پیران پیر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۳۸۰ میں بدعات محرم کے متعلق نہائت بسط وتفصیل سے بیان فرمایا ہے، جس کا خلاصہ وہی ہے، جو اوپر درج کیا گیا، طوالت کے خوف سے ہم نے عبارت نقل نہیں کی ہے۔

شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی شرح سفر السعادت ص ۴۰۳، ۴ میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا دستور یہ ہونا چاہئے، کہ روز عاشورا کو فرقہ رافضیہ کی نکالی ہوئی بدعتوں مثلاً مرثیہ، ماتم ونوحہ وغیرہ سے احتیاط کی جائے، یہ کام مومنوں کے نہیں، ورنہ اس غم والم کا سب سے زیادہ حقدار خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وفات تھا،

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فتاوی عزیزیہ جلد اول ص ۶۸، ۶۹ میں تعزیہ، نوحہ وغیرہ کی کافی تردید فرمائی ہے، اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی القول الجمیل میں نوحہ اور بدعات محرم کی بہت تردید کی ہے، علامہ عبدالرحمن بن حسین مصری فرماتے ہیں، کہ روز عاشورا اور اس کے پہلے دنوں میں یا حسین کا پکارنا جو ملک ہند اور جاوہ میں رائج ہے سخت حرام ہے، بری بدعت ہے، یہ رواج ان بدکاروں اور گمراہوں کا ہے، جو روافض کے مشابہ ہیں، اس احمق اور جاہل طائفہ پر نظر کرو، کہ جس کام سے خدا کے نزدیک یہ لوگ امام حسین علیہ السلام کے دشمن ہوتے ہیں، اسی کام کو اپنے زعم باطل میں تعظیم وحب حسین سمجھتے ہیں (بغیۃ المرشدین فی تلخیص البدعۃ من العلماء المتاخرین ص ۲۹۰)

Marfat.com

اور فتاوی رشیدیہ جلد اول ص ۱۴۴ میں ہے، کہ ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا مشابہت روافض کے منع ہے، اور ماتم ونوحہ کرنا حرام ہے۔ بِمَا فِي الْحَدِيثِ نَهَىٰ عَنِ الْمَرَاثِيْ ۔ اور فتاوی مولانا عبد الحی رحمہ لکھنوی جلد دوم ص ۱۴۳ میں اس ماتم ونوحہ کی کافی تردید موجود ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ منہاج السنۃ میں فرماتے ہیں:۔

وَاَقْبَحُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَعْظَمُ مِنْهُ مَا يَفْعَلُ الرَّافِضَةُ مِنْ اِتِّخَاذِهٖ مَاتَمًا يُقْرَءُ فِيْهِ الْمَصْرَعُ وَيُنْشَدُ قَصَائِدُ النِّيَاحَةِ وَيُعَطِّشُوْنَ فِيْهِ اَنْفُسَهُمْ وَيَلْطِمُوْنَ الْخُدُوْدَ وَيَشُقُّوْنَ الْجُيُوْبَ وَيَدْعُوْنَ فِيْهِ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (اِلٰى اَنْ قَالَ) مَا يَفْعَلُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ مِنْ اِتِّخَاذِهٖ بِدْعَةٌ اَشْنَعُ مِنْهَا وَهِيَ مِنَ الْبِدَعِ الْمَعْرُوْفَةِ فِي الرَّوَافِضِ،

اس سے بھی زیادہ (جواوپر بیان کیا گیا ہے) قبیح اور گناہ کبیرہ یہ ہے، کہ رافضیوں نے اس دن (عاشوراء) ماتم بنا لیا ہے۔ نوحہ کے شعر واشعار پڑھتے ہیں، اور پیاسے رہتے ہیں، اور رخساروں پر طمانچے تھپڑ مارتے ہیں، گریبان اور کپڑا پھاڑتے ہیں، اور کفار کی طرح چیختے چلاتے ہیں (الشیخ نے یہاں تک فرمایا) عاشوراء کے دن میلا کرنا، ناچنا، کھیل تماشا وغیرہ کرنا بدعت ہے۔ اور ماتم وغیرہ کرنا اس سے بری بات ہے۔ یہ رافضیوں کی مشہور بدعت ہے (منہاج السنۃ)

بہرحال نوحہ وماتم واویلا کرنا شرعاً وعقلاً معیوب ومذموم ہے، اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی وصیت کے بھی خلاف ہے، کیونکہ آپ اپنی شہادت سے پہلے اپنے خیمہ میں تشریف لاکر تمام اہل بیت کو مخاطب فرماکر یہ وصیت فرماتے ہیں، کہ:۔

اُوْصِيْكُنَّ اِذَا اَنَا قُتِلْتُ فَلَا تَشْقُقْنَ عَلَيَّ جَيْبًا وَّلَا تَلْطِمْنَ عَلٰى خَدٍّ وَّلَا تَخْدِشْنَ عَلٰى وَجْهِهَا (اسوۂ حسین ص ۴۳)

میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں، کہ جب میں دشمن کے ہاتھوں قتل کر دیا جاؤں تو تم میرے ماتم میں گریبان چاک نہ کرنا، نہ اپنے رخساروں پر طمانچے مارنا، نہ اپنے منہ کو زخمی کرنا۔

یہ ہے حضرت حسینؓ کی تعلیمی وصیت، مگر افسوس آج کل جو ان کی محبت کا دم بھرنے والے ہیں وہی ان تمام خرافات کرنے کو معیار محبت وعقلمت قرار دیتے ہیں، نعوذ باللہ! اس کے اثبات میں جو روایت پیش کی جاتی ہے، وہ موضوع ہے، اسی طرح غنیہ والی روایت بھی موضوع ہے اور ام سلمہ کا خواب قابل حجت نہیں ہے۔

ماتم وسوگ کرنا مرد کو کسی حالت میں درست نہیں ہے، ہاں عورت کے لئے اپنے شوہر کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن تک سوگ منانے کے بارے میں البتہ آیا ہے، علاوہ شوہر کے اگر کوئی اس کے عزیز دں میں سے مرجائے تو صرف تین دن کے لئے اگر زینت وغیرہ کو ترک کر دے تو جائز ہے اور تین دن کے بعد جائز

Marfat.com

نہیں، جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ:۔

لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا (بخاری۔ مسلم)

جو عورت اللہ پر قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لئے جائز نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، ہاں اپنے خاوند کے فوت ہوجانے پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ مسلمان عورت کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ وماتم میں رہنا حرام ہے، مگر اپنے شوہر کے لئے چار مہینے دس دن تک سوگ کرے اس کے بعد خاوند کے لئے بھی حرام ہے، مردوں کے لئے تو کسی وقت کسی حالت میں سوگ درست نہیں ہے، پس مرد وعورت دونوں کو سوگ میں رہنا مثلاً عطر خوشبو کا نہ لگانا، رنگا ہوا کپڑا استعمال نہ کرنا، چوڑیاں وزیور نہ پہننا، شادی والے گھر نہ جانا، چالیس روز تک گوشت نہ کھانا، گھر میں سرکہ اچار نہ ڈالنا، سویاں نہ پکانا، ایک برس تک چارپائی پر نہ سونا، یہ سب جاہلانہ رسمیں ہیں سوائے اس مدت کے جو اوپر بیان کی گئی ہے، ہر قسم کا سوگ حرام ہے۔

## عشرہ محرم میں لباس اور زینت کی چیزوں کو ترک کرنا

بعض لوگ عشرہ محرم میں زینت اور عمدہ لباس کو چھوڑ کر اظہار غم کرتے ہیں، ننگے سر، ننگے پاؤں، ننگے بدن رہتے ہیں، حالانکہ یہ سب جاہلیت کی رسمیں ہیں، جیساکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے پر تشریف لے گئے، تو اس جنازہ کے ہمراہ بعض لوگوں کو دیکھا، کہ انہوں نے چادریں اتار دی ہیں، اور صرف کرتے پہنے ہوئے جارہے ہیں، تو آپ نے فرمایا، کہ:۔

اَفَبِفِعْلِ الْجَاھِلِیَّۃِ تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصُنْعِ الْجَاھِلِیَّۃِ تَشَبَّھُوْنَ (مسند)

کیاتم لوگ جاہلیت کا کام کرتے ہو، یا جاہلیت کی رسم کی مشابہت کرتے ہو۔

آپ کا یہ فرمان سن کر لوگوں نے اپنی چادریں لے لیں، اور اس کے بعد کبھی اس قسم کی کوئی رسم نہیں کی (مسند احمد وابن ماجہ)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا، کہ کسی مصیبت میں یا سوگ کی وجہ سے لباس ترک کر کے ننگے سر ننگے پاؤں اور ننگے بدن رہنا درست نہیں، بلکہ یہ اسلام سے پہلے کے زمانہ جاہلیت کی رسم ہے، اس لئے مسلمانوں کو ان تمام رسموں سے بچنا چاہئے، جو کفار کے اندر موجود ہوں، یا ان کی رسموں سے ملتی جلتی ہوں، بنابریں معلوم ہوا کہ تعزیوں کے ساتھ جاہل مسلمانوں کا، ننگے سر اور کرتے اتار کر ننگے بدن چلنا جاہلیت کی رسموں میں سے ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان مشرکانہ رسموں سے بچانے، اور صراط مستقیم پر چلائے۔ آمین۔

Marfat.com

**مرثیہ خوانی** ابتدائے محرم سے مرثیہ خوانی شروع ہوتی ہے، جگہ جگہ مجلسیں اور محفلیں قائم ہوتی ہیں ان میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اظہار رنج کیا جاتا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رض کی ہجو و تحقیر بلکہ سب وشتم وغیرہ کیا جاتا ہے، بعض کٹھ ملا اور درویش گھروں میں وعظ و مرثیہ و جنگ نامہ وغیرہ پڑھتے ہیں، مرد اور عورتیں ان کے غلط قصہ کو سن کر مشتعل ہوتے ہیں، اسی فتنہ کے خوف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیہ خوانی سے منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرت ابن ابی اوفی سے مروی ہے کہ:۔

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرَاثِیْ۔ (ابن ماجۃ)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیہ خوانی سے منع فرمایا ہے۔

اور بعض لوگ ان مرثیوں کو بڑے سرود اور راگ سے گاتے ہیں، گانے کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ گانا بجانا انسان کے دل میں نفاق (بے ایمانی) کو اس طرح اگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو (بیہقی) اور ایسے شرکیہ و کفریہ، مبالغہ اور جھوٹ آمیز اشعار کو یاد کرنے اور پڑھنے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ اگر کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ اور کچ لہو سے بھرے، یہ اس کے واسطے ان خلاف شریعت اشعار سے بہتر ہے (مسلم)

اس مرثیہ میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دی جاتی ہیں، اور گستاخانہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں، اس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ۔ (بخاری، مسلم)

میرے صحابیوں کو گالی مت دینا۔

اور دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا ہے۔

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ الحدیث (ترمذی)

ڈرو اللہ سے میرے اصحاب کے بارے میں (تین بار فرمایا) ان کو میرے بعد نشانہ نہ بناؤ، کہ ان کی برائی کرو، جو ان کو دوست رکھے گا وہ میرے دوست رکھنے کے سبب سے رکھے گا اور جو ان سے دشمنی کرتا ہے، تو وہ گویا مجھ سے دشمنی رکھتا ہے۔

اسی بنا پر علامہ نووی شارح مسلم تحریر فرماتے ہیں، کہ صحابہ کرام کو گالی دینا حرام ہے، بلکہ بعض بزرگوں کے نزدیک صحابہؓ کو گالی دینے والا کافر واجب القتل ہے۔ علامہ غزالی فرماتے ہیں، کہ واعظ ہو یا کوئی اور ہو اس کے لئے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات کا بیان کرنا حرام ہے۔ اسی طرح صحابہؓ میں جو باہمی جھگڑے و اختلافات ہوئے ہیں، ان کو بھی بیان نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ یہ باتیں صحابہؓ سے کینہ پیدا کرتی ہیں، حالانکہ صحابہؓ

Marfat.com

کرام دین کے علماء ہیں، ائمہ دین نے دین ان ہی سے سیکھا ہے، اور ہم نے ان ہی ائمہ سے دین حاصل کیا ہے پس صحابہؓ پر طعن کرنے والا در اصل اپنے ہی مذہب پر طعن کرنے والا ہے (احیاء العلوم)

اور علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی الصواعق المحرقہ میں مرثیہ خوانی کی بہت سخت تردید فرمائی ہے، حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں، کہ ان محفلوں اور مجلسوں میں زیارت و گریہ وزاری کی نیت سے بھی جانا درست نہیں ہے، کیونکہ وہاں کوئی زیارت نہیں ہوتی، جس کے لئے آدمی جائے اور لکڑیاں، تعزیئے، جو خود بنائے ہوئے ہوتے ہیں زیارت کے قابل نہیں، بلکہ پھینک دینے کے لائق ہیں، جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے، کہ جو شخص تم میں سے کوئی بری بات دیکھے، تو اس کو چاہئے کہ اپنے ہاتھوں سے اس کو مٹادے، یہ بھی نہ کرسکے، تو اپنی زبان سے ان کی برائی بیان کرے، یہ بھی نہ کرسکے تو دل سے برا جانے، یہ سب سے ادنیٰ درجہ ایمان کا ہے، اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور تعزیہ داروں کی مجلس میں جاکر مرثیہ اور کتاب سننا دو حال سے خالی نہیں، اگر اس مرثیہ اور کتاب میں واقعی اور سچے حالات نہ ہوں، بلکہ جھوٹ اور افترا ہو، اور بزرگوں کا ذکر تحقیر کے ساتھ کیا جاتا ہو، تو ایسے مرثئے اور کتاب کا سننا، بلکہ ایسی مجلسوں میں جانا حرام ہے، حدیث میں جو مرثیوں کے سننے اور پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔ وہ اسی قسم کے مرثیوں کے پڑھنے اور سننے سے منع فرمایا ہے، اس حدیث کو ابن ماجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، اور اگر اس مرثیہ اور کتاب کے سننے میں فی نفسہ کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن بہیئت اجتماعیہ جیسے کہ بدعتی کرتے ہیں ہرگز نہ کرنا چاہئے، ورنہ بدعتی لوگوں کے مشابہ ہوجائیں گے، اور ان کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے، جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے:۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابوداؤد) جو شخص کسی قوم سے بالکل ہی مشابہ ہوجائے تو وہ ان ہی میں سے ہے

اور یہ بھی حدیث میں وارد ہے:۔

مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ وَمَنْ رَضِيَ عَمَلَ قَوْمٍ كَانَ شَرِيكَ مَنْ عَمِلَ (دیلمی جمع الجوامع) جو شخص کسی قوم کے مجمع کو بڑھائے، وہ اسی میں سے ہوگا اور کسی قوم کے کام کو جو پسند کرے، وہ اس کام کرنے والے کا شریک ہوگا (فتاوی عزیزیہ جلد اول ص ۷۱، ۷۲)

اور مرثیہ پڑھ کر اجرت لینا بھی حرام ہے (دیکھو فتاوی مذکور ص ۷۱)

## فاتحہ و نذر و نیاز لغیر اللہ

بعض لوگ نذر مانتے ہیں، کہ اگر ہم کو اللہ نے بچہ دیا، تو عاشوراء کے دن امام حسینؓ کے نام پر آبخورے اور مٹی کی پیالیاں، شربت اور میٹھے چاولوں وغیرہ سے بھر کر تقسیم کریں گے، اور تعزیہ کے سامنے لے جاکر فاتحہ دلائیں گے یہ سب

کام ناجائز بلکہ حرام ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (البقرۃ) تمہارے لئے حرام کیا گیا مردہ (جانور) اور خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

یہ ظاہر بات ہے، کہ ان کھانوں اور پینے کی چیزوں میں امام حسین رضی اللہ عنہ غیر اللہ، کا نام لیا جاتا ہے لہٰذا ایسا کھانا، کھانا اور شربت وغیرہ پینا سب حرام ہے، اور ایسی نذر بھی نہیں ماننی چاہئے، اگر کوئی بے وقوفی سے ایسی نذر مان لے، تو وہ اس شرک سے توبہ کرے، اور اس نذر کو ہرگز ہرگز پورا نہ کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ (ابوداؤد) اللہ کی نافرمانی کے کاموں میں نذر کو پورا مت کرو۔

جس کھانے و پینے پر غیر اللہ کا نام لیا جائے، اس کا کھانا اور سور کا کھانا برابر ہے، بلکہ میرے نزدیک تو سور سے بھی بدتر ہے کیونکہ اس کھانے میں تعزیہ کے سامنے لے جانے سے یا غیر اللہ کا نام لینے سے نجاست معنوی پیدا ہو جاتی ہے، یعنی شرک حلول کر آتا ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

یعنی تعزیہ کے سامنے فاتحہ درود پڑھنا درست نہیں ہے، کیونکہ وہاں نجاست معنوی ہوتی ہے اور فاتحہ درود اس جگہ پڑھا جاتا ہے جو نجاست ظاہری و باطنی سے پاک و صاف ہو، اسی وجہ سے جو شخص قرآن مجید کو پاخانہ اور ناپاک جگہ پر پڑھے، تو وہ قابل ملامت اور ملعون و ملعون ہو جاتا ہے، اسی طرح جہاں نجاست معنوی ہو (جیسے تعزیہ و قبر وغیرہ) اور اس کا دور کرنا ضروری ہو، وہاں پڑھنے والا قابل ملامت، ملعون و ملعون ہوگا، کیونکہ بے محل ہے (فتاویٰ عزیزیہ جلد اول ص ۲)

اس کھانے کو کھانا بھی حرام ہے، کیونکہ وہ بنام غیر اللہ ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ اس کھانے کو تعزیہ کے پاس لے جانے کی اور اس جگہ بلکہ قبروں کے سامنے رکھنے کی وجہ سے کفار اور بت پرستوں کی مشابہت ہوتی ہے، لہٰذا یہ مکروہ تحریمی کر دیتا ہے (فتاویٰ عزیزیہ)

معلوم ہوا کہ تعزیہ کے سامنے کا کھانا، اور شربت وغیرہ بنام غیر اللہ کا پینا حرام ہے۔

## شربت و سبیل بہ نیاز حسین رضی اللہ عنہ

عشرہ محرم میں لوگ بہت سخی ہو جاتے ہیں کہیں امام[1] حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی سبیلیں لگائی جاتی ہیں، اور ان کو قسم

[1] امام کا لفظ شیعوں کا شعار ہے، جو اپنے عقیدہ عصمت کے سبب اہل بیت سے صرف بارہ کو امام کہتے ہیں، اور علیہ السلام بھی ساتھ لگاتے ہیں، بنا بریں اہل سنت کو اس لفظ سے احتراز کرتے ہوئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کہنا چاہئے (ناشر)

Marfat.com

قسم کے سرخ و سبز کپڑوں اور کاغذوں و جھاڑ فانوس سے سجایا جاتا ہے، اور ساقی صاحب کے بیٹھنے کے لئے اچھا فرش اور عمدہ قالین بچھایا جاتا ہے، اس کے چاروں طرف امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے آبخورے قطار در قطار رکھے ہوتے ہیں۔ سامنے اور دائیں بائیں جانب مٹکوں میں ٹھنڈا شربت رکھا ہوا ہوتا ہے، خوب سریلی صدائیں لگا کر اور امام حسین کا نام لے کر خوب مزے سے پیتے اور پلاتے ہیں۔

آہ! امام حسین رضی اللہ عنہ تو کربلا کے سنسان میدان میں تین دن کی بھوک و پیاس کی حالت میں شہید ہوئے، قیامت کے دن امام حسین رضی اللہ عنہ فرمائیں گے، کیوں تم محرم میری توہین کے لئے مناتے تھے، یا تعظیم کے لئے؟ میں نے تو دسویں محرم بھوک و پیاس کی شدت میں گذاری، اور تم میرا نام لے کر اس روز خوب مزے سے منوں کھانے پکاتے اور کھاتے رہے، اور خوب ٹھنڈے ٹھنڈے شربت پیتے اور پلاتے رہے، تو میں نے تو سارا دن خدا کی یاد میں گذارا، اور تم اس روز سارا وقت باجے اور جلوس کے اہتمام میں صرف کرتے رہے۔ نفلی نمازیں تو ایک طرف رہیں، فرض نماز تک کے تم غافل رہے، اور پھر دعویٰ ہے، کہ ہم حسین رضی اللہ عنہ کے محب ہیں۔ کَلَّا وَاللّٰہِ اِنَّکُمْ لَکَاذِبُوْنَ۔ میرے محب تو تم اس وقت ہوتے کہ میری روش پر چلتے، میری طرح تم بھی راہ خدا میں شہید ہوتے، کیا تم نے تم کو ان حرکات ناشائستہ اور ان خرافات کے کرنے کا حکم دیا تھا، اور تم نے میرے نام کا تعزیہ کیوں بنایا، اور میرے نام کی سبیلیں کیوں لگائیں؟ کیا قرآن مجید میں وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (البقرہ ت پ) نہیں پڑھا تھا، جس کے معنی یہ ہیں، کہ جس چیز کے اوپر غیر اللہ کا نام لیا جائے اس کا کھانا پینا حرام ہے، تم نے حرام کھایا، کھلایا، اور خدا کے ساتھ غیروں کو شریک بھی کیا، لہٰذا تمہارا ٹھکانا وہی ہے، جو مشرکوں کا ہے، پس میرے بزرگو اور عزیزو! آپ کو اختیار ہے، کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کو مانو، یا ان تمام خرافات کو چھوڑ کر محب حسین رضی اللہ عنہ بن جاؤ۔ ع

بر رسولاں بلاغ باشد بس

## ڈھول، تاشہ، نقارہ

لطف یہ ہے، کہ عشرہ محرم کو ماتم و گریہ زاری کا دن کہا جاتا ہے، مگر یہ ایسا ماتم ہے، کہ مسرت و خوشی سے بھرا ہوا ہے، کیونکہ اس میں کام وہی ہوتا ہے، جو شادی و خوشی کی تقریب میں کیا جاتا ہے، جیسے ڈھول و تاشے کا بجانا، ناچنا، کودنا، کشتی اور اکھاڑہ کرنا، گیت گانا، اور آتش بازی کا چھوڑنا وغیرہ، کیوں صاحب اگر یہ تعزیہ بقول آپ کے امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ مقدسہ کی نقل ہے، اور فرضی کربلا میں لے جا کر ایسی نیت سے دفن کرتے ہیں، کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے، تو اس کے پیچھے پیچھے ڈھول، تاشہ کیوں بجاتے جاتے ہیں، خدانخواستہ اگر آپ کے گھر کوئی میت ہو جانے تو یقیناً آپ یہ ہرگز نہ کریں، اس پر اگر کوئی اعتراض کرے، کہ آپ اپنے جنازہ کے پیچھے باجہ بجاتے ہوئے

Marfat.com

کیوں نہیں جاتے، تو آپ یہی جواب دیں گے کہ یہ ماتم وغم کا وقت ہے، باجہ بجانا تو خوشی پر دلالت کرتا ہے،
یہ دونوں باتیں شادی وغمی کی ایک حالت میں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں، پھر عشرہ محرم میں تعزیہ کی تقریب میں ایسا
کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کی وجہ علامہ ابن حجر مکی الصواعق المحرقہ ص ۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں، کہ:۔
مسلمانوں میں ایک فرقہ ناصبیہ شیعہ ہے، جسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے بہت خوشی
ہوئی تھی، یہ لوگ اہل بیت کو دشمن جانتے تھے، ان سے حسد کرتے تھے، یہ ہمیشہ اسی خیال میں رہتے تھے، کہ
اہل بیت کو تکلیف پہنچے، اس فرقہ کا پیشوا حجاج بن یوسف ثقفی بھی تھا، جس کے بارے میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ یَکُوْنُ فِی الثَّقِیْفِ مَبِیْرٌ (ترمذی) قبیلہ ثقیف میں ایک ظالم
اور مہلک ہوگا۔

اہل علم کا اتفاق ہے، کہ حدیث میں حجاج بن یوسف ثقفی مراد ہے۔ اس کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا تھا،
کہ جن لوگوں کو اس نے (معرکہ جنگ میں نہیں) باندھ کر قتل کیا تھا، ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہو گئی
تھی، ان میں اکثر صحابہؓ تھے، یہ شخص پچانوے ہجری میں چوّن برس عمر گذار کر مر گیا، جب ان دشمنان اہلبیت
کو حضرت حسین رضؓ کی شہادت کی خبر ملی، تو ان کو بڑی خوشی ہوئی، لوگوں کو خوشی منانے کا حکم دیا، اور لوگوں سے
موضوع حدیثیں بیان کرنی شروع کر دیں، مثلاً حدیث تَوْسِعُ عَلَی الْعِیَالِ کی، یعنی جو شخص عاشورا
کے دن اپنے اہل وعیال کو کھانے اور کپڑے کی وسعت کرے، تو اس پر اللہ تعالیٰ تمام سال فراخی کرتا ہے،
اور جو عاشوراء کی رات کو سرمہ لگائے، تو تمام سال اس کی آنکھوں میں درد نہ ہوگا، اسی طرح یہ حدیث بھی بیان
کی گئی، کہ جو شخص عاشوراء کے دن غسل کرے، تو تمام سال بیمار نہیں ہوگا۔
اس قسم کی موضوع حدیثیں بیان کر کے لوگوں کو اظہار خوشی کی ترغیب دینا دشمنانان اور قاتلان حسین رضؓ
کی شیطانی حرکت ہے، لیکن ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور، نام ماتم وغم، اور کام شادی و
خوشی کا، اور یہ تعزیہ امام حسین رضؓ کے نام کا ہے، ہر سال بنا کے اس کی توہین کرتے ہیں، جیسے اس زمانے میں
کسی کی توہین کرنی مقصود ہوتی ہے، تو کاغذ کا جنازہ بنا کر گشت کراتے ہیں، بہر حال باجہ بجانا وغیرہ یہ قاتلان حسین رضؓ
و شیعہ اور حجاج مبیر کے گروہ کی سنت ہے، سنت نبوی ہرگز نہیں ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ان تمام باجوں اور تمام خرافات کے مٹانے کے لئے دنیا میں مبعوث کئے گئے تھے آپ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ وَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَمْحَقَ الْمَزَامِیْرَ یَعْنِیْ الْبَرَابِطَ وَ الْمَعَازِفَ (مسند احمد)

خدا نے مجھ کو ساری کائنات ومخلوق کے واسطے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمام باجوں ڈھول، تاشے، نقارے، سارنگی وغیرہ کو مٹادوں۔

اور قیامت (دنیا کی تباہی) کی علامتوں میں جو چیزیں آپ نے بیان فرمائی ہیں ان میں یہ بھی فرمایا ہے، کہ وَاتَّخَذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ (ترمذی) یعنی جب لوگ گانے والیوں اور باجوں کو رکھیں گے اس وقت قیامت برپا ہوگی۔

اور فرمایا، کہ ہر باجے اور گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، اور آپ جب باجے کی آواز سنتے تو کان میں انگلیاں ڈال دیتے۔ نہایت شرم کی بات ہے، کہ جس چیز سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی نفرت اور کراہت ہو، کہ کانوں میں انگلیاں دے لیتے، آج کل اسی کو معیار عبادت و طاعت مقرر کر لیا گیا ہے ۔ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

تعزیہ کی تردید کے بارے میں ہمارا رسالہ "اسلامی توحید، اسلام اور تعزیہ داری" ملاحظہ فرمائیں۔

## نقلی یعنی لکڑی کے امام

خدا کی شان ہے یہ انتظام لکڑی کے ۔۔۔ بنا ہے مینا کا جو کام اوپر لکڑی کے
عبث ہے واسطے یہ دھوم دھام لکڑی کے ۔۔۔ نہ کام آویں گے ہرگز امام لکڑی کے
بنے ہوئے ہو عبث تم غلام لکڑی کے

یہی تو رسم ہے کفار کی اجی بالکل ۔۔۔ بنا کے رکھتے ہو لکڑی کا منبر و دُلدُل
بدن سے اٹھتی ہے بار جو پھر تمہارے مُل ۔۔۔ تو خوب پیٹتے ہو سر سینہ کھول کر سنبل
کہ ہائے ہو گئے میرے امام لکڑی کے

چلی ہیں بن کے زیارت کو دیکھنا بی بی! ۔۔۔ کھلے ہیں بال جو سر کے تو مانگ ہے سیدھی
ہیں جو کانوں میں کرن پھول ہاتھ میں پہنچی ۔۔۔ سیاہ نیلی گلے کی ہے چھاتیوں پہ پڑی
پھرے ہے ڈھونڈھتی جو گن امام لکڑی کے

سنگھار کر کے نکلتی ہے ماہرو کیا کیا ۔۔۔ غم حسین رض میں یارو کہاں گیا پردہ
غیر مرد نظر بد اگر کریں نہیں پروا ۔۔۔ پئیں شراب زنا کاریاں کریں ہر جا
یہ سب معاف کریں گے امام لکڑی کے

کسی طرف کو رکھی ہے زری مرصع کر ۔۔۔ رکھا ہے لکڑی کے گھوڑے اک طرف سج کر
کہیں پہ رکھا ہے تخت سجا ہوا منبر ۔۔۔ رکھا ہوا ہے کسی طرف ایک شیر ببر
کسی طرف کو ہیں قنبر غلام لکڑی کے

رسوم کفر پہ کیسے یہ ہو گئے شیدا ۔۔۔ بنا کے لکڑی کی کرتے ہیں خوب ہی پوجا

Marfat.com

ہنود کرتے ہیں جس طرح سنگ کی سیوا
وہی طریق انہوں نے بھی کر لیا زیبا
کہ نہ بناتے ہیں اپنے امام لکڑی کے

ہر اک امر کے لکڑی سے ہوتے ہیں سائل
ہوئے ہیں شرک پہ کیسے بجان و دل مائل
چڑھاتے اس پہ ہیں میٹھا ملیدہ پھول اور تل
بنے ہیں خوب سراسر یہ چوکتے جاہل
خدا کا رکھتے ہیں آگے کلام لکڑی کے

یہ کافروں کی رسوم ہیں نہ سمجھئے بھاری
یہ بت پرستی ہے صاحب کہ تعزیہ داری
ایسے جلسوں میں ہوتی ہے دین کی خواری
بھلا یہ کس نے بتائی تمہیں علم داری
بنا کے رکھتے ہو جو بت تمام لکڑی کے

علم بناتا ہے عباس نام کا کوئی
کوئی پہنتا ہے کفن گلے میں بدھی
حسینؓ کے نام لگاتا سبیل ہے کوئی
کسی کو پیک بنانے کی رسم ہے بھاتی
غرض یوں ہی لئے پھرتے ہیں نام لکڑی کے

کوئی بنا ہوا پھرتا ہے ریچھ اور بندر
کسی کو مرثیہ خوانی کا شغل ہے اکثر
سمجھ رکھا ہے اسے شان دین پیغمبر
نہ پاس شرم پیغمبر ہے نہ خوف حق دل پر
جو اس طرح سے ہیں شیدا تمام لکڑی کے

ڈرو خدا سے کرو سنت نبیؐ پہ عمل
بتوں کے سامنے جا کر گرو نہ سر کے بل
سمجھ نہ آئی تجھے خاک اب تلک اسفل
مُنے ہیں ڈھانچ بہ شور و فغاں کہاں اجہل
عبث تو پڑھتا ہے آگے سلام لکڑی کے

منے محبت آل نبیؐ میں ہوں سرشار
مجھے تو ساغر بدعت سے صاف ہے انکار
یہ التجا میری عثمان دم بدم ہے یار
الٰہی ان کا بھی دل کر دے شرک سے بیزار
بنے ہوئے ہیں جو ظالم غلام لکڑی کے

# اصلی امام

ہمارے اصلی امام کا نام نامی، اسم گرامی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جگر گوشہ تھے، آپ نجیب الطرفین اور محبوب خلائق ہیں، تمام لوگ آپ سے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بے حد مانوس تھے، رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں صاحبزادوں کے ساتھ غایت درجے کی محبت رکھتے تھے، کبھی کبھی نماز میں آپ کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے، اور کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوش مبارک پر بٹھا لیتے آپ کے بچپن کا زمانہ اس خیر القرون میں نہایت آرام و راحت سے گذرا، جب آپ سات آٹھ برس کے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا، بعد میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے ساتھ ایسی محبت اور شفقت کی جس کے یہ مستحق تھے، آپ کی ذات گرامی فضائل و اخلاق کا مجموعہ تھی، ارباب سیر لکھتے ہیں، کہ:

كَانَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَثِيْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَالصَّدَقَةِ وَاَفْعَالِ الْخَيْرِ جَمِيْعِهَا (استیعاب واسد الغابۃ)

یعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہ بڑے نمازی، بڑے روزہ دار، بڑے حج کرنے والے، صدقہ دینے والے اور تمام اعمال حسنہ کو کثرت سے کرنے والے تھے۔

عمومی اعتبار سے آپ کو خدا نے جیسی فارغ البالی عطا فرمائی تھی، اسی طرح فیاضی سے آپ اس کی راہ میں خرچ کرتے تھے۔ (تہذیب الاسماء للنووی، ص ۱۶۳)

ابن عساکر لکھتے ہیں، کہ امام حسین رضی اللہ عنہ خدا کی راہ میں کثرت سے خیرات کرتے تھے (ابن عساکر ص ۳۲۳، ۳۲۴) کوئی سائل کبھی آپ کے دروازے سے ناکام واپس نہ ہوتا تھا، ایک مرتبہ ایک سائل مدینہ کی گلیوں میں پھرتا پھرتا در دولت پر پہنچا، اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے، سائل کی صدا سن کر جلدی جلدی نماز ختم کر کے باہر نکلے، سائل پر فقر و فاقہ کے آثار نظر آئے، اسی وقت قنبر خادم کو آواز دی، قنبر حاضر ہوا، آپ نے پوچھا، ہمارے اخراجات میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے، قنبر نے جواب دیا، آپ نے دوسو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لئے دیئے تھے، اور ابھی تقسیم نہیں کئے گئے، آپ نے فرمایا، ان کو لے آؤ، اہل بیت سے زیادہ مستحق آگیا ہے، اسی وقت دوسو درہم کی تھیلی منگوا کر سائل کے حوالے کر دی، اور معذرت کی، کہ اس وقت ہمارا ہاتھ خالی ہے، اس لئے اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکتے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب آپ کے پاس بصرہ سے آپ کا ذاتی مال آتا تھا تو آپ اسی مجلس میں تقسیم کر دیتے تھے (ابن عساکر ج ص ۳۱۴)

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

هُمَا رَيْحَانَتِيْ مِنَ الدُّنْيَا، (بخاری)

یہ دونوں میرے دنیا کے دو پھول ہیں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا۔

Marfat.com

اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ ان لوگوں سے جو جنگ کرے گا، میں بھی ان سے جنگ کرونگا اور جو ان سے صلح رکھے گا میں بھی ان سے صلح رکھوں گا۔ (ترمذی شریف)

اور آپ نے ان دونوں کے بارے میں فرمایا، کہ خدایا! میں ان سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی ان سے محبت رکھ، اور ان سے بھی محبت رکھ، جو ان سے محبت کرے (ترمذی)

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (ترمذی) حضرت حسن رض اور حسین رض جنت کے نوجوان مردوں کے سردار ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے، کہ حضرت فاطمہ رض جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، اور حضرت حسن رض اور حسین رض نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں (ترمذی)

خلاصہ یہ ہے، کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور محبوب ہیں، اور جس نے ان سے محبت رکھی، اس نے خدا و رسول سے محبت رکھی، اور جس نے ان سے دشمنی رکھی، اس نے خدا و رسول سے دشمنی رکھی، ان کی محبت ایمان کا ایک جزو ہے، محبت کا مطلب یہی ہے، کہ ان کی اتباع اور تابعداری کی جائے، اور ان کے نقش قدم پر چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل بیت کی محبت عطا فرمائے، اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com

# خطبہ ۵۸ ماہِ صفر المظفر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَبَارَکَ اسْمُہٗ وَتَقَدَّسَ شَانُہٗ وَتَعَالٰی جَدُّہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۔ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۔ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (سورۃ آل عمران)

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں، جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار! یہ سب کچھ تو نے بے کار اور بے فائدہ نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے، پس تو آگ کے عذاب سے ہمیں بچا لے۔

یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان، رات دن اور ہر چیز کا خالق ہے، رات دن اور ماہ و سال کے مجموعے کا نام زمانہ ہے، تو نہ بذات خود کوئی سال اور مہینہ برا ہے، اور نہ کوئی دن، نہ کوئی زمانہ منحوس ہے بلکہ برائی کرنے والے خود برے ہیں، مہینوں کا نام ہر قوم نے اپنی قومی زبان کے لحاظ سے رکھے گئے ہیں عربوں نے اپنے محاوروں میں ان بارہ مہینوں کے نام بارہ قسم کے رکھ چھوڑے ہیں، ہم آپ کے سامنے تفسیر ابن کثیر کے حوالہ سے عربی محاوروں کی وجہ تسمیہ بیان کر رہے ہیں، جس کو حافظ ابن کثیر نے آیت کریمہ اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ الآیۃ کی تفسیر کے تحت میں یہ بیان کیا ہے۔

شیخ علم الدین سخاوی نے اپنی کتاب "المشہور فی اسماء الایام والشہور" میں لکھا ہے، کہ محرم کے مہینے کو محرم اس کی تعظیم کی وجہ سے کہتے ہیں، لیکن میرے نزدیک تو اس نام کی وجہ اس کی حرمت کی تاکید ہے، اس لئے عرب جاہلیت کے زمانے میں اسے بدل ڈالتے تھے، کبھی حلال کر ڈالتے تھے، اور کبھی حرام کر ڈالتے، اس کی جمع محرمات، محارم، محاریم ہے صفر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے میں عموماً ان کے گھر

Marfat.com

خالی رہتے تھے اور یہ لڑائی بھڑائی اور سفر میں چل دیتے تھے، جب مکان خالی ہو جائے، تو عرب کہتے ہیں صَفَرَ المکان، اس کی جمع اصفار ہے۔ جیسے جمل کی جگہ اجمال ہے، ربیع الاول کے نام کا سبب یہ ہے۔ کہ اس مہینے میں ان کی اقامت ہو جاتی ہے، ارتباع کہتے ہیں اقامت کو، اس کی جمع اربعاء ہے۔ جیسے نصیب کی جمع انصباء ہے، اور اس کی جمع اربعہ بھی ہے۔ جیسے رغیف کی جمع ارغفہ ہے، ربیع الآخر کے مہینے کا نام رکھنا بھی اسی وجہ سے ہے، گویا یہ اقامت کا دوسرا مہینہ ہے۔ جمادی الاولیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ اس مہینے میں پانی جم جاتا تھا۔ ان کے حساب میں مہینے گردش نہیں کرتے تھے۔ یعنی ٹھیک ہر موسم پر ہی ہر مہینہ آتا تھا، لیکن یہ بات کچھ جچتی نہیں، اس لئے کہ جب ان مہینوں کا حساب چاند پر ہے۔ تو ظاہر ہے کہ موسمی حالت ہر ماہ اور ہر سال یکساں نہیں ہوگی، ہاں یہ ممکن ہے، کہ اس مہینے کا نام جس سال رکھا گیا ہو۔ اس سال یہ مہینہ کڑکڑاتے ہوئے جاڑے میں آیا ہو۔ اور پانی میں جمود ہو گیا ہو، چنانچہ ایک شاعر نے یہی کہا، کہ جمادی کی سخت اندھیری راتیں جن میں کتا بھی بمشکل ایک آدھ بار ہی بھونک لیتا ہے۔ اس کی جمع جمادیات آتی ہے جیسے حباریٰ اور حباریات، یہ مذکر، مونث دونوں طرح مستعمل ہے۔ جمادی الاولیٰ اور جمادی الآخرہ کہا جاتا ہے، جمادی الآخرہ کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے، گویا یہ پانی کے جم جانے کا دوسرا مہینہ ہے۔

رجب یہ ماخوذ ہے، ترجیب سے، ترجیب کہتے ہیں تعظیم کو، چونکہ یہ مہینہ عظمت وعزت والا ہے اسی لئے اسے رجب کہتے ہیں، اس کی جمع ارجاب، رجاب اور رجبات ہے، شعبان کا نام شعبان اس لئے ہے، کہ اس میں عرب لوٹ مار کے لئے ادھر ادھر متفرق ہو جاتے تھے، تشعیب کے معنی ہیں جدا جدا ہونا، پس اس مہینے کا نام یہی رکھ دیا گیا، اس کی جمع شعابین اور شعبانات آتی ہے، رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں، کہ اس میں اونٹوں کے پاؤں بوجہ شدت گرما کے جلنے لگتے تھے۔ رَمِضَتِ الفِصَال، اس وقت کہتے ہیں، جب اونٹوں کے بچے سخت پیاسے ہوں، اس کی جمع رمضانات آتی ہے، اور رماضین اور رامضہ بھی آتی ہے، بعض لوگ یہ کہتے ہیں، کہ یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ یہ محض غلط اور ناقابل التفات قول ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اس بارے میں ایک حدیث بھی وارد ہوتی ہے۔ لیکن وہ ضعیف ہے۔

شوال ماخوذ ہے شَالَتِ الاِبِلُ سے، یہ مہینہ اونٹوں کی مستیوں کا مہینہ ہے، یہ دمیں اٹھا دیا کرتے تھے، اس لئے اس کا یہی نام ہو گیا، اس کی جمع شواویل، شواول اور شوالات آتی ہے۔ ذوالقعدہ یا ذوالقعدہ کا نام ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس ماہ میں عرب لوگ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ نہ لڑائی کے لئے نکلتے تھے، اور نہ سفر کے لئے اس کی جمع ذوات القعدہ ہے، ذوالحجہ کو ذوالحجہ بھی کہہ سکتے ہیں، چونکہ اس ماہ میں حج ہوتا

Marfat.com

ہے، اس لئے اس کا یہ نام مقرر ہوگیا، اس کی جمع ذوات الحجہ آتی ہے۔

یہ تو تھی وجہ ان مہینوں کے ناموں کی، اب ہفتے کے سات دنوں کو لیجئے، اتوار کے دن کو یوم الاحد کہتے ہیں، اس کی جمع احاد، دحاد، وحود آتی ہے، پیر کے دن کو اثنین کہتے ہیں، اس کی جمع اثانین آتی ہے، منگل کو ثلاثار کہتے ہیں، یہ مذکر بھی بولا جاتا ہے اور مونث بھی، اس کی جمع ثلاثاوات اور اثالث آتی ہے، بدھ کے دن کو اربعار کہتے ہیں، جمع اربعاوات اور اربیع آتی ہے، جمعرات کو خمیس کہتے ہیں، اس کی جمع اخمسہ، اخامس آتی ہے، جمعہ کو جمعہ کہتے ہیں، اس کی جمع جُمَع اور جماعات آتی ہے، سنیچر یعنی ہفتہ کے دن کو سبت کہتے ہیں۔ سبت کے معنی ہیں قطع کے، چونکہ ہفتہ کے دنوں کی گنتی یہیں ختم ہو جاتی ہے، اس لئے اسے سبت کہتے ہیں۔ قدیم عربوں میں ہفتے کے دنوں کے نام یہ تھے، اول، اہوں، جبار، مونث، عروبہ، شیار، قدیم خالص عربوں کے اشعار میں بھی دنوں کے نام پائے جاتے ہیں، قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان بارہ مہینوں میں چار مہینے حرمت والے ہیں (انتہیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ چار مہینے رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم خصوصیت سے زیادہ قابل احترام ہیں، لیکن اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ باقی مہینے برے ہیں، جاہلیت کے لوگ البتہ اپنے اعتقاد باطل کی وجہ سے صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے، اور خیر و برکت سے خالی جانتے تھے، اس مہینے میں جنگ و جدال کرتے، اور مکانوں کو خالی کر کے چلے جاتے تھے، اور آپس میں لوٹ مار کرتے تھے، تو ان کی اس بدعملی کی وجہ سے ان کے خیال کے مطابق یہ مہینہ بے خیر و برکت کا بن گیا، لیکن فی نفسہ ماہ صفر برا نہیں ہے، اور نہ منحوس ہے، جیسا کہ بعض موجودہ زمانے کے مسلمان باوجود مسلمان ہونے کے بھی اس ماہ مقدس کو منحوس اور نامبارک سمجھتے تھے، اس مہینے میں بیاہ شادی کرنے کو برا سمجھتے ہیں، اور خصوصاً تیرہ تاریخ تک تو بہت ہی منحوس سمجھتے تھے، اس لئے اس مبارک مہینے کو بعض لوگ تیرہ تیزی کہتے ہیں، اپنے عقیدہ فاسدہ کے مطابق من گھڑت نحوست کو دور کرنے کے لئے چنے کی گھونگھنیاں ابال کر کھلاتے اور تقسیم کرتے ہیں، اس کو باعث خیر و برکت سمجھتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں، کہ چنے کی گھونگھنیاں کھانے اور کھلانے سے نحوست اور بے برکتی نکل جاتی ہے، شرعاً ایسا عقیدہ رکھنا ناجائز ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ، (بخاری شریف)

یعنی بغیر خدائی حکم کے کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہ شگون بد لینا درست ہے، اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔

بلکہ تم اپنے اعمال کی اصلاح کرو، تاکہ تمہارے سارے کام سدھر جائیں۔

Marfat.com

بعض لوگ اس صفر المظفر کے آخری چہار شنبہ یعنی آخری بدھ میں تعطیل کر کے کاروبار بند کر دیتے ہیں اور عید کی طرح خوشیاں مناتے اور سیر و تفریح کے لیے باہر جاتے ہیں، جس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے، کہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس آخری بدھ میں بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے۔ اور سیر و تفریح کے لئے شہر سے باہر تشریف لے گئے تھے، یہ ان لوگوں کے من گھڑت اور بے اصل تخیل ہیں، نہ تاریخ میں اس کا ثبوت پایا جاتا ہے، نہ حدیث میں ہے، بلکہ تاریخوں میں اس کے خلاف ثبوت پایا جاتا ہے کہ صفر المعظم کے آخری بدھ کے دن آپ بیمار ہوئے تھے۔ اور ربیع الاول کی نو یا بارہ تاریخوں میں آپ کی وفات ہوئی۔ تو جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، عین اسی دن میں یعنی صفر کی آخری چہار شنبہ کو نام نہاد مسلمان میلہ لگائیں، شہر کے باہر سیر و تفریح کے لئے جائیں قسم قسم کے کھانے اور مٹھائیاں پھل اور میوے وغیرہ کھائیں اور کھلائیں اور خصوصاً عورتیں تو اس روز عیدین سے زیادہ سنور کر نکلیں، اور عیدین سے بڑھ کر خوشیاں منائیں، پھر بھی یہ دعویٰ ہے، کہ ہم مسلمان ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں، ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچیے اور بتائیے، کہ اگر کسی کا کوئی عزیز بیمار ہو۔ اور اس بیماری میں انتقال کر جائے، تو کیا وہ اپنے اس عزیز کے مرض الموت کے پہلے دن ایسی خوشیاں منا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

بلکہ وہ کہے گا، واہ صاحب! اس روز اگر میں ایسا کروں گا تو میرے عزیز و اقارب، دوست و احباب سب نام دھریں گے، اور بدنام کریں گے، کہ یہ اپنے عزیز کے مرنے کی خوشی مناتا ہے۔

اور پھر جب ایک معمولی انسان اور امتی کے لئے ایسا نہیں کر سکتا، اور ایسا کرنے والے کو مرنے والے کا دشمن سمجھا جاتا ہے، تو پھر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے ابتدائی بیماری کے دن پر ایسی خوشیاں منانے والے کو بھی دشمن رسول اللہ نہ کہا جائے، تو پھر کیا کہا جائے، کیونکہ کسی تکلیف پر دشمن ہی کو خوشی ہو سکتی ہے، اور دشمن ہی خوشیاں منا سکتا ہے یا نادان!

مسلمانوں کو ایسی باتوں میں بہت دھیان رکھنا چاہئے، کہ کہیں ایسا تو نہیں، کہ شیطان انہیں بہکا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی الٹے راستے پر چڑھا دے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نیک سمجھ دے۔ اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔

Marfat.com

# خطبہ ۵۹ ماہِ ربیع الاوّل اور میلاد شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ (سورۃ الجمعۃ)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورہ احزاب ع۷) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ (سورہ احزاب ع۶)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے، جو بادشاہ غالب و حکمت والا ہے، وہی ہے، جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، اور ان کو پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (سورہ جمعہ)

اور فرمایا، تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود و سلام بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو (سورہ احزاب ع۷)، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اور ارشاد باری ہے، اے نبی ہم نے یقیناً آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا، اور آگاہ کرنے والا، اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا، اور روشن چراغ بنا کر

بھیجا ہے۔ (سورہ احزاب ع ۶)

یہ سراج منیر اور آفتاب نبوت ربیع الاول کے مہینے میں عرب کی سرزمین مکہ مکرمہ سے طلوع ہوا اور صرف عرب ہی کی سرزمین کو نہیں بلکہ اپنے نور سے سارے عالم کو منور کیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اس آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے دنیا کا گوشہ گوشہ تاریک تھا، حق وصداقت کی روشنی سے محروم تھا۔ رشد وہدایت کا چراغ گل اور تہذیب وتمدن کا ستارہ غروب ہوچکا تھا، نیز دنیا حق پرستی کے نام سے بالکل ناآشنا ہوچکی تھی، باطل اور ظلم پرستوں کی سلطنت عروج پر تھی، اور فسق وفجور کا بازار گرم تھا، جگہ جگہ زناکاریاں، شراب خوریاں اور قماربازیاں ہورہی تھیں، اور دختر کشی کا عام رواج تھا خاندانی تنازعات اور دشمنی کا بدلہ نسلاً بعد نسل چلتا رہتا تھا۔ ہر جگہ جہالت اور بربریت پھیلی ہوئی تھی، خدا پرستی کا بھول کر بھی تصور نہ آتا تھا۔ ایسی حالت میں رب العالمین کی غیرت وحمیت کو حرکت ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آیا، روئے زمین میں توحید الٰہی کی اشاعت کے لئے اور لوگوں میں اخلاق فاضلہ پیدا کرنے اور خصائل حمیدہ کی روح پھونکنے کے لئے ایک ماہر معلم کی ضرورت پیدا ہوئی، جو اخلاق وسیاست واصول حکمرانی وقواعد سلطنت وضوابط رعایا پروری ومعدلت گستری کی عملی تعلیم دینے والا اور ہر کام کے محاسن ونقائص سے آگاہ کرنے والا، نیز دنیا وآخرت کی صحیح سچی اور خیر وشر کی جزا وسزا کی خبر دینے والا مصلح اور بے غرض محسن اعظم ہو، اور امین صادق ہو۔

چنانچہ عرب کی سرزمین میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور نبوت کا بیش بہا خلعت عنایت فرماکر داعی الی اللہ، اور شاہد حق، نذیر وبشیر اور سراج منیر کے القاب سے مشرف فرماکر مبعوث فرمایا جیساکہ آیت مبارکہ میں گذر چکا ہے۔

اس روشن چراغ کی روشنی چاند اور سورج سے زیادہ ہے۔ مخلوق خدا جس طرح آفتاب اور ماہتاب کی روشنی کی محتاج ہے، اس سے کہیں زیادہ اس سراج منیر کی روشنی کی محتاج ہے۔ اس چاند اور سورج سے دوسرا چاند اور سورج روشن نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس سراج منیر سے بے شمار چراغ روشن ہوئے، اور ان شاء اللہ ہوتے رہیں گے، آفتاب صرف رات کی تاریکی کو دور کرسکتا ہے، لیکن نبوت کا چراغ کفر وشرک اور عقائد باطلہ واخلاق ذمیمہ کی ظلمتوں کو مٹاتا ہے اور مٹادیتا ہے، یہ آفتاب غروب ہوکر تاریکیوں میں چھپ جاتا ہے، لیکن چراغ نبوت کی روشنی رات دن میں برابر رہتی ہے لَیْلُھَا کَنَھَارِھَا یہ آفتاب محدود وقت میں زمین کے ایک حصہ کو روشنی پہنچاتا ہے، لیکن چراغ رسالت شب وروز

Marfat.com

اپنی نورانی ضیا پاشیوں سے روشنی پہنچاتا ہے۔ اور غیر فانی شعاعوں سے جہالت، ظلمت الحاد، کفر و شرک کی تاریکیوں کو دور کرتا رہتا ہے۔ نیز لوگوں کے دلوں اور دماغوں کو صحیح عقائد کی چمک سے منور کرتا رہتا ہے۔ اسی کی چمک سے دنیا نے تمدنی، معاشی، سیاسی اور اقتصادی روشنی حاصل کی ہے۔

اس میں شک نہیں، کہ ربیع الاول کا مہینہ نہایت خیر و برکت کا مہینہ ہے، اس کی نویں تاریخ نہایت ہی سعید و مسرت آمیز ہے، اور دوشنبہ کا دن بھی فیض و نور سے بریز ہے، کیونکہ اس دن معلم اعظم رہبر عالم، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

درحقیقت یہ دن تمام کائنات عالم کے لئے خیر و برکت و سعادت کا دن ہے، اس دن جتنی بھی خوشی و مسرت کا اظہار کیا جائے کم ہے، اور جس قدر بھی جشن منایا جائے تھوڑا ہے، لیکن اس ظاہری جشن سے ہم اپنے منصبی فرائض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے، اور نہ ان رسمی محفلوں اور مروجہ میلاد خوانیوں سے شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم ہی خوش ہو سکتے ہیں، جب تک ہم آپ کے اسوہائے حسنہ پر عمل نہ کریں، اور آپ کی سچی تابعداری نہ کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی محبت نہیں، کہ سال میں ایک دن روشنی کرکے آپ کی ولادت شریفہ کا ذکر سن لیں، نہ صوم صلوٰۃ کے پابند ہوں اور نہ دیگر اسلامی ارکان واحکام کے متبع ہوں، آپ کی سچی محبت آپ کی سچی تابعداری سے ہوتی ہے۔ اور اس اطاعت میں آپ کی خوشی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد سے روایت ہے، کہ :۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهُ وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا اؤْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَهُ مَنْ جَاوَرَهُ،

(بیہقی، مشکوۃ ج ۲ ص ۴۲۴)

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے وضو کے پانی کو تبرکاً اپنے جسموں پر ملنا شروع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا، کس چیز نے تم کو اس کام پر آمادہ کیا، ان لوگوں نے عرض کیا، کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے اس کام پر آمادہ کیا، اس پر آپ نے فرمایا، کہ جس کو یہ پسند ہو، کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھے یا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہئے، کہ جب بولے تو سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو ادا کرے اور ہمسایوں کے ہمسائیگی کا حق ادا کرے۔

پس عاشق رسولؐ کے دعویدار کے لئے یہ ضروری ہے کہ نبی کریم کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں، جن ناجائز کاموں سے آپ نے منع فرمایا ہے، اس سے باز رہے جہاں یہ مہینہ مسرت وشادمانی کا ہے اسی کے ساتھ یہ رنج وغم اور افسوس کا بھی مہینہ ہے. یعنی اسی ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو دوشنبہ کے دن میلاد شریف کے تریسٹھ سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے رحلت فرمانے سے کچھ ہی پہلے مزارات پرستی کے روکنے کے لئے فرمایا۔

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ (بخاری) یہود ونصاری پر خدا کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا،

ذات مقدس ہی کی طرف اشارہ ہے سے

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم

**آخری وصیت** اَلصَّلٰوةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ، نماز پڑھتے رہنا، اور اپنے زیر دستوں کا خیال رکھنا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى کہتے کہتے آپ کی روح مبارک جسم اطہر سے پرواز کرکے عالم قدس میں پہنچ گئی، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

بہر حال اس ماہ میں خوشی بھی ہے اور غم بھی، مسرت بھی ہے اور شادمانی بھی اور افسوس وصدمہ بھی ہے، آپ کی ذات شریف میں دونوں حیثیتیں ہیں، محب رسولؐ کے لئے اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے، افراط وتفریط ٹھیک نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا:۔ لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (بخاری)

اس حدیث کا ترجمہ مولانا حالی مرحوم نے یوں کیا ہے۔

تم اوروں کی مانند دھوکہ نہ کھانا
کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا
بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انساں ہیں جس طرح واں سرفگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی ایک اس کا بندہ

میلاد شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن وحدیث کے مطابق ذکر خیر کرنا، اور صحیح روایات کے موافق آپ کی سیرت مقدسہ کا بیان کرنا، اور اس پر عمل کرنا ایمان کا ایک بہت بڑا جزو ہے لیکن مروجہ میلاد کو اس عقیدے کے مطابق کرنا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت ہے اور رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی محفل میں تشریف لاتے ہیں، اور آپ کی تشریف آوری کی وجہ سے محفل والے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور آپ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں، تو اس قسم کے میلاد کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ ساتویں صدی میں مروج ہوا، جیساکہ تاریخ سے ثابت ہے۔ اب آپ موجودہ مروجہ میلاد کے بارے میں سنیئے۔

## تاریخ ایجاد میلاد

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت کے بعد دنیا میں تئیس سال تک زندہ رہے، ہر سال ربیع الاول آتا رہا، اور ہر ربیع الاول میں بارھویں تاریخ بھی آتی رہی، لیکن نہ تو آپ نے کوئی مجلس مروجہ منعقد کی، نہ اس کا حکم دیا، اور رحلت سے پہلے فرما گئے، کہ میرے بعد میرے اس دین میں جو نیا کام نکلے میں اس سے بیزار ہوں، اور اس کام اور اس کے نکالنے والے کو مردود کہتا ہوں، (بخاری شریف)

اور یہ میلاد ساتویں صدی یعنی ۶۰۴ھ میں ایجاد ہوا، ملاؤں میں سے ایجاد کرنے والا شیخ عمرو بن محمد ہے، جو ایک مجہول شخص ہے، نہ محدثین میں سے ہے، نہ فقہاء میں سے، نہ ائمہ مجتہدین میں سے۔ بادشاہوں میں سب سے پہلے اسے رواج دینے والا ابوسعید کوکبوری بن الوالحسن علی بکتگین ترکمانی ہے جس کا لقب ملک المعظم مظفرالدین تھا، جسے ۵۸۶ھ میں سلطان صلاح الدین نے بابل شہر کا جو موصل کے قریب ہے گورنر مقرر کیا تھا، اور جس کا انتقال ۶۳۰ھ میں ہوا۔ تاریخ ابن خلکان بہ قاموس)

پس چونکہ یہ آپ کے بعد کی چیز ہے، اور مروجہ میلاد کو دینی کام سمجھا جاتا ہے، اس لئے بدعت ہے۔ صحابہ کبار و آل اطہار سے بھی بعد از وصال نبی مجلس مروجہ میلاد منقول نہیں ہوئی، اس کی وجہ یا تو یہ سمجھنی چاہئے، کہ اس وقت ربیع الاول کا مہینہ آتا ہی نہ ہو، یا آتا ہو مگر اس میں بارھویں تاریخ نہ آتی ہو، یا آتی ہو، لیکن ان حضرات کو ہم جیسی محبت و عقیدت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو، یا ہو لیکن بخیلی کی وجہ سے یا کام کے ڈھنگ نہ جاننے کی وجہ سے اس کار خیر سے وہ محروم رہ گئے ہوں، یا پھر ان بزرگوں نے اس کام کو بدعت اور ناجائز سمجھا ہو، اور باوجود اس ماہ اور تاریخ کے آنے کے باوجود بخیلی اور لاعلمی نہ ہونے کے بھی ان حضرات نے دیدہ و دانستہ اس کام سے احتراز کیا ہو اور اسے پسند نہ فرمایا ہو، اب ظاہر بات ہے، کہ وہ پہلی وجہیں بالکل باطل ہیں، تو اب یہی بات حق ہے، کہ باوجود عقیدت اور محبت کے اندر بڑھے ہوئے ہونے کے، نیکیوں اور بھلے کاموں کی طرف پوری طرح راغب ہونے کے اس نئی چیز یعنی بدعت نکالنے سے وہ بچے رہے، تو جس کام کو ان بزرگوں نے اپنے اجماع سے برا جانا، پچھلے والے کوئی حق نہیں رکھتے، کہ ان حضرات کے بعد اس طرح کی باتیں ایجاد کرکے وَمَنْ يَتَّبِعْ

حاتم ابرهانكم ان كنتم صدقين

غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ میں داخل ہو کر غضب خداوندی کے مستحق ہوں۔

اور تابعین اور تبع تابعین اور چاروں اماموں کا بھی زمانہ گذر جاتا ہے۔ لیکن نہ یہ بزرگان دین اس کام کو کرتے ہیں، ان حضرات کی کتابیں، اور ان کے منقول ارشادات اس سے بالکل خالی نظر آتے ہیں، تو گویا اس زمانے میں بھی اس فعل کے کم ازکم ترک پر تو اجماع رہا ہے، غرض چاروں اماموں کے نزدیک یہ عمل باطل ہے، اسی واسطے امام احمد بصری اپنی کتاب "قول معتمد" میں لکھتے ہیں:۔

قَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ عَلٰی ذَمِّ الْعَمَلِ بِہٖ۔ یعنے چاروں مذاہب کے علما مجلس میلاد کی برائی پر اجماع ہے۔

اب ظاہر ہے، کہ سوائے اس کے کہ مجلس میلاد مروجہ ناجائز ہے، اور اس کو کرنے کے لئے کوئی صورت باقی نہیں، اسی لئے علمائے سلف اسے کھلا کھلم بدعت، مکروہ، حرام اور ممنوع لکھتے ہیں۔

اور اقوال بھی ملاحظہ فرمائیں، شیخ تاج الدین ناکہانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

هُوَ بِدْعَةٌ اَحْدَثَهَا الْبَطَّالُوْنَ وَشَهْوَةُ نَفْسٍ اِعْتَنٰی بِهَا الْاَكَّالُوْنَ۔ یعنی مجلس مروجہ باطل پرست لوگوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے اور پیٹ کے پجاریوں کی نفس پرستی کو پورا کرنے کی ایک مشین ہے

تحفۃ القضاۃ میں ہے۔

لَا یَنْعَقِدُ لِاَنَّہٗ مُحْدَثٌ وَّ كُلُّ مُحْدَثَةٍ ضَلَالَةٌ وَّ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ یعنی یہ مجلس میلاد منعقد نہ کی جائے، اس لئے کہ یہ دین میں ایک نئی گھڑت ہے، اور ہر نئی بات گمراہی اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔

ذخیرۃ السالکین میں ہے کہ "چیزے کہ نام آن مولود نامند بدعت است" یعنی مولود بدعت ہے۔

نورالیقین میں حضرت مجدد الف ثانی اپنے دوسو تہتر ویں مکتوب لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اگر فرضاً حضرت ایشاں دریں آواں در دنیا زندہ می بودند، و ایں مجلس و اجتماع منعقد می شد آیا بایں امر راضی می شدند و ایں اجتماع را می پسندیدند یا نہ، یقین فقیر آن ست کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند، بلکہ انکار می نمودند"

یعنی بالفرض اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے میں زندہ موجود ہوتے، اور میلاد کی ان مجلسوں کو ملاحظہ فرماتے، تو ہرگز اسے پسند نہ فرماتے، بلکہ آپ قطعاً اس سے روک دیتے۔

حافظ ابوبکر بغدادی الشہیر با بن نقطہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:۔

اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلُوْدِ لَمْ یُنْقَلْ عَنِ السَّلَفِ وَلَا خَیْرَ فِیْ مَا لَمْ یَعْمَلِ السَّلَفُ یعنی مجلس مولود سلف سے منقول نہیں، اور اس کام میں کبھی خیر و برکت نہیں ہو سکتی، جسے سلف نے نہ کیا ہو۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں، "روز تولد .. ہیچ نبی عید گردانیدن" کسی پیغمبر کی وفات یا تولد کے دن کو عید کی طرح منایا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح علمائے متاخرین میں سے مولانا رشید احمد گنگوہی فتاوئی مولود عرس میں لکھتے ہیں۔

"ایسی مجلس ناجائز اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے۔ اور خطاب بغیر عالم علیہ السلام کو کرنا، اگر حاضر ناظر جان کر کرے۔ تو کفر ہے۔ اور ایسی مجلس میں جانا اور شریک ہونا ناجائز ہے، اس پر مولانا محمود صاحب دیوبندی اور مولوی محمد ناظر صاحب دیوبندی، اور مولوی محمد عبدالخالق صاحب دیوبندی وغیرہ کے دستخط ہیں۔

جب خود مجلس مولود ثابت ہوگئی کہ یہ بدعت ہے، تو قیام جو کہ اس کے ضمن میں تھا، وہ بھی بدعت اور ممنوع ثابت ہوگیا، علاوہ ازیں قرآن پاک میں صاف موجود ہے۔

قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ (البقرہ)　　یعنی قیام باادب صرف خدا ہی کے لئے کیا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اپنی زندگی میں اپنے اصحاب کرام کو قیام کرنے سے منع فرمادیا تھا، چنانچہ حضرت ابو اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے ہمارے مجمع میں تشریف لائے، ہم آپ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے۔ اور فرمایا:۔

لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا (ترمذی)　　یعنی مجھے دیکھ کر کھڑے نہ ہوجایا کرو، جیسے بددین لوگ، ایک دوسرے کے لیے کھڑے ہوا کرتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ باوجودیکہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت کسی سے نہ تھی، لیکن چونکہ جانتے تھے، کہ آپ کو دیکھ کر کھڑے ہوجانا آپ کو برا معلوم ہوتا ہے، اور آپ نے اس سے منع فرمایا ہے اس لئے ہم کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے (ترمذی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو ایک بزرگ صحابی ہیں، ایک مرتبہ ایک مجلس میں آتے ہیں، انہیں دیکھ کر ایک شخص کھڑا ہوجاتا ہے۔ آپ اس پر ناراض ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ذَا (ابوداؤد)　　یعنے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

برہان شرح مواہب الرحمن میں ہے:۔

يُكْرَهُ الْقِيَامُ لِتَعْظِيْمٍ　　یعنی تعظیم کے طور پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

چلپی شرح وقایہ میں ہے:۔

Marfat.com

لَمْ يُذْكَرِ الْقِيَامُ تَعْظِيْمًا لِغَيْرِهٖ یعنی کسی کی تعظیم کے لئے قیام کرنا مذکور نہیں ہے،

تعظیم وہ کرتا ہے، جو حاضر ہو اور اس کے سامنے کوئی بہت بڑا جلیل القدر شخص آجائے کیا ولادت کے وقت بھی کوئی موجود ہوتا ہے، یعنی جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے، کیا اس کی پیدائش پر دیکھنے کے لئے کوئی جماعت وہاں حاضر ہوتی ہے، اگر نہیں، پس جب ولادت کے وقت جب قیام نہیں ہوا، تو اب اس کے ذکر کے وقت کیوں قیام کیا جائے؟ فقیر محمد شامی نے اپنی کتاب سیرت شامی تنبیہ دوم باب ششم میں لکھا ہے۔

جَرَتْ عَادَةُ كَثِيْرٍ مِّنَ الْمُحِبِّيْنَ اِذَا سَمِعُوْا بِذِكْرِ وَضْعِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْمُوْا لَهٗ وَهٰذَا الْقِيَامُ بِدْعَةٌ لَا اَصْلَ لَهٗ

یعنی لوگوں کی عادت ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا بیان سن کر کھڑے ہوجایا کرتے ہیں، یہ قیام بدعت ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

تحفۃ القضاۃ میں ہے:۔

وَيَقُوْمُوْنَ عِنْدَ تَوَلُّدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّ رُوْحَهٗ يَجِيْئُ وَحَاضِرَةٌ فَزَعْمُهُمْ بَاطِلٌ بَلْ هٰذَا الْاِعْتِقَادُ شِرْكٌ وَقَدْ مَنَعَ الْاَئِمَّةُ عَنْ مِثْلِ هٰذَا،

یعنی لوگ آپ کی ولادت کا ذکر سن کر کھڑے ہوجایا کرتے ہیں، جانتے ہیں، کہ آپ کی روح تشریف لائی ہے، اور آپ اس وقت حاضر ہوتے ہیں یہ عقیدہ باطل ہے، بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے، اور چاروں اماموں نے ان جیسی باتوں سے منع فرمایا ہے۔

بہر حال مروجہ میلاد کا ثبوت نہیں ہے، اب بجائے لفظ میلاد کے سیرت النبی کے جلسہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، سیرت کے جلسے دراصل میلاد النبی کے جلسے ہی ہیں، ناموں کا فرق ہے، کام ایک ہی ہے، عوام بڑے ذوق شوق سے شرکت کرتے ہیں، اور علمائے کرام و شعراء عظام بھی خوب داد تحسین وصول کرتے ہیں، سیرت مقدسہ کے جلسوں کا انعقاد فی ذاتہ بغیر رسم و رواج اور بغیر تخصیص ماہ و دن کے بہت ہی نیک عمل ہے، بشرطیکہ صحیح صحیح باتیں بیان کی جائیں، کیونکہ اس میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہوتا ہے، جو عبادت میں داخل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو بدعتوں سے بچائے، اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com

# خطبہ ۶۰، حقوق العباد کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ غَمَرَ صَفْوَۃَ عِبَادِہٖ بِلَطَائِفِ التَّخْصِیْصِ طَوْلًا وَّ امْتِنَانًا وَّ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ فَاَصْبَحُوْا بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا ۔ وَنَزَعَ الْغِلَّ مِنْ صُدُوْرِھِمْ فَظَلُّوْا فِی الدُّنْیَا اَصْدِقَآءَ وَاَخْدَانًا ۔ وَفِی الْاٰخِرَۃِ رُفَقَآءَ وَخُلَّانًا ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَاقْتَدَوْا بِہٖ قَوْلًا وَّ فِعْلًا وَّعَدْلًا وَّاِحْسَانًا

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۔ (اٰل عمران)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے، دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا، اللہ کی رسی سب مل کر مضبوط تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو، اور خدا کی اس وقت کی نعمت کو یاد رکھو، جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال کر اپنی مہربانی سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے، اس نے تمہیں بچا لیا، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے، تاکہ تم راہ پاؤ۔

اللہ تعالیٰ سے پورا پورا ڈرنا یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، اس کی نافرمانی نہ کی جائے اس کا ذکر کیا جائے، اور اس کی یاد نہ بھلائی جائے اس کا شکر کیا جائے، اور کفر نہ کیا جائے، اور مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا چاہئے، اللہ کی مضبوط رسی کو مل کر مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں محبت و الفت ڈال دی ہے، جس کی وجہ سے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے، اس احسان کا بدلہ احسان ہے، کہ آپس میں مل جل کر رہے، اور دشمنی اور بغض نہ رکھیں، اور انسانی حقوق کو انسان ہونے کے تعلق سے ایک دوسرے پر ہیں، انہیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، کسی کی حق تلفی کرنا ظلم اور جرم عظیم ہے، جس کا جیسا کچھ حق ہے، رتی رتی ادا کرنا چاہئے کیونکہ جب انسان

Marfat.com

اپنے نفس کا حق ادا کرے گا، تو دوسرے کے حق کو فراموش نہیں کرے گا۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ میں کثرت سے نفلی روزے رکھتا، اور نفلی نمازیں پڑھتا تھا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی، تو فرمایا:۔

فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَ اَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنْ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ (بخاری)

تو ایسا مت کر، روزہ رکھ اور افطار بھی کر، رات کو کھڑا ہو اور سو بھی، کیونکہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے، اور تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے، اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے، تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تجھے ہر مہینے میں تین روزے بس کرتے ہیں، کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا (تین کے تیس ہوئے) تو گویا ساری عمر روزے رکھے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ (بخاری)

جس نے اپنے کسی بھائی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو یعنی اس کی آبرو ریزی کی ہو یا مال وغیرہ چھین لیا ہو، تو آج اس سے اس ظلم کو معاف کرا لے۔ اس سے پہلے کہ دینار و درہم کچھ پاس نہ ہوں گے، اور معاف نہ کرایا تو قیامت کے دن اگر اس (ظالم) کے پاس نیک عمل ہوں گے، تو بقدر ظلم اس سے چھین لئے جائیں گے، اور نیکیاں نہ ہوں گی، تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ (مسلم)

(قیامت کے دن) حق داروں کے حقوق ضرور ادا کئے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا سینگدار بکری سے قصاص لیا جائے گا۔

جب جانوروں تک کا حساب ہوگا، تو انسانوں سے تو ضرور ہی حساب لیا جائے گا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلٰثَةٌ دِيْوَانٌ لَّا يَغْفِرُ

(قیامت کے روز جو صحائف اعمال کھولے جائیں گے)

اللہ الا شراک باللہ یقول اللہ عزوجل ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ودیوان لا یترکہ اللہ تعالی ظلم العباد فیما بینھم حتی یقتص بعضھم من بعض ودیوان لا یعبأ اللہ بہ ظلم العباد فیما بینھم وبین اللہ فذاک الی اللہ ان شاء عذبہ وان شاء تجاوز عنہ (مشکوۃ)

تو تین طرح کے لوگ ہوں گے، ایک وہ صحیفہ ہوگا، کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے، خدا اسے ہرگز نہیں بخشے گا، اور وہ خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا ہے، خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے، کہ اللہ تعالی اس جرم کو معاف کرنے والا نہیں ہے کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک کیا جائے، اور ایک صحیفہ وہ ہوگا، جسے خدا تعالی مہمل نہیں چھوڑے گا، بلکہ صاف صاف حکم فرمائے گا، اور (وہ) بندوں کا باہم ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے، حتی کہ ایک دوسرے سے (بحکم الہی) بدلہ لے لے گا، اور ایک صحیفہ وہ ہوگا، جس کی خدا چنداں پرواہ نہ کرے گا اور (وہ) بندوں کا خدا پر ظلم کرنا (یعنی اس کے حقوق میں تقصیر کرنا ہے، تو یہ خدا کے حوالے ہے چاہے (ایسے بندوں کو) عذاب دے، چاہے ان سے درگزر کرے۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع فقال المفلس من امتی من یاتی یوم القیمۃ بصلوۃ وصیام وزکوۃ ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار (ترمذی، مسلم)

جانتے ہو، کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ شخص ہے، جس کے پاس نقد و جنس کچھ نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں درحقیقت وہ مفلس ہے، جو قیامت کے روز نیک اعمال نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ لے کر حاضر ہوگا، اور ایسی حالت میں حاضر ہوگا، کہ کسی کو دنیا میں گالی دی ہوگی، کسی کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال ہضم کر لیا ہوگا، کسی کی خونریزی کی ہوگی، یا کسی کو ناحق مارا پیٹا ہوگا، تو جس شخص کو مثلاً اس نے گالی دی ہوگی، اسے اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی، اور دوسرے کو مثلاً جس کو اس نے مارا پیٹا تھا باقی نیکیاں دے دی جائیں گی، پھر اگر ان مظالم کے ادا ہونے سے پہلے جو اس پر ہیں، اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں، تو ان مظلوموں کے گناہ ان ظالموں کے سر ڈال دیئے جائیں، پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

دنیا میں جو دوسروں کی حق تلفی کریں گے، اور کسی حیلہ بہانے سے دوسروں کی چیزوں کو اپنا لیں گے

تو قیامت کے روز وہی چیز لے کر حاضر ہوں گے، جس کا اسے پورا پورا بدلہ ملے گا، قرآن مجید اسے فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ (سورہ آل عمران)

جو شخص خیانت کرے گا، وہ خیانت کردہ چیز قیامت کے دن لے کر آئے گا، پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، ذرہ برابر حق تلفی نہ کی جائے گی۔

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وعظ کے لئے کھڑے ہوئے، تو اس وعظ میں خیانت وچوری کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا گناہ اور اس کی بڑی مذمت بیان فرمائی، چنانچہ ارشاد فرمایا میں تم کو قیامت کے دن اس حال میں ہرگز نہ پاؤں، کہ تم میں کوئی اپنی گردن پر اونٹ لادے ہوئے آرہا ہو، اور وہ بلبلاتا ہو، یعنی غنیمت وغیرہ کے مال میں سے اونٹ کی خیانت کی ہوگی اور چرا لیا ہوگا، تو اس اونٹ کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے میرے سامنے سفارش کے لئے آئے گا، اور کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے، تو اس وقت میں اس کو صاف جواب دے دوں گا، کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، اور نہ تیری امداد کرسکتا ہوں دنیا میں میں نے یہ بات پہنچا دی تھی، کہ جو چوری کرے گا، وہ اسی چیز کو لے کر خدا کے سامنے حاضر ہوگا، میں اس کی حمایت نہ کروں گا، اور ہرگز نہ پاؤں میں تم میں سے کسی کو کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر گھوڑا لئے ہوئے آرہا ہو، اور گھوڑا ہنہناکر آواز کرتا ہو، کہ لوگوں کو معلوم ہوجائے، کہ یہ چوری کا گھوڑا ہے۔ وہ میرے پاس آکر کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے، تو میں اس سے کہوں گا، میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں دنیا میں تم کو حکم پہنچا چکا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا، کہ میں تم کو ہرگز نہ پاؤں، کہ کوئی قیامت کے دن اپنی گردن پر بکری لادے ہوئے آرہا ہو، اس بکری کی آواز ہوگی، وہ میرے پاس آئے گا، اور کہے گا، یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیں، میں کہوں گا کہ میں تیری کچھ امداد نہیں کرسکتا، میں یہ حکم تجھ کو پہنچا چکا ہوں، پھر فرمایا ہرگز تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں، کہ وہ قیامت کے دن کسی انسان غلام وغیرہ کو لادے ہوگا، وہ چیختا ہوگا، میرے پاس آکر کہے گا، یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے، میں کہوں گا، میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں یہ حکم دنیا میں تجھے پہنچا چکا تھا۔ پھر ارشاد فرمایا، میں ہرگز نہ پاؤں تم کو اس حالت میں کہ قیامت کے دن اپنی گردن پر کپڑا لادے ہوئے لئے گا، یعنی دنیا میں اس نے غنیمت کے مال میں سے کپڑے کی خیانت کرلی تھی، یا کسی کا کپڑا چرا لیا تھا، یا بغیر حق کے غیروں کے کپڑے پہنے تھے، وہ کپڑے ہلتے اور حرکت کرتے ہوں گے، وہ کہے گا یا رسول اللہ میری امداد کیجئے، میں کہوں گا، کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا ہوں، میں یہ حکم دنیا میں پہنچا چکا تھا، پھر فرمایا

Marfat.com

میں تم کو قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں، کہ اپنی گردن پر بے زبان چیزیں مثلاً سونا، چاندی وغیرہ لادے ہوئے آئے گا، وہ کہے گا، یا رسول اللہ میری امداد کیجئے، تو میں کہوں گا، کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، دنیا میں یہ حکم میں پہنچا چکا تھا (بخاری)

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عادت شریفہ تھی، کہ جب جہاد میں غنیمت کا مال حاصل ہوتا تھا، آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے تھے، کہ لشکر میں اعلان کر دو، کہ جس کے پاس غنیمت کے مال میں سے کچھ بھی ہو، وہ لاکر جمع کر دے، چنانچہ سب لاکر جمع کر دیتے تھے، آپ پانچواں حصہ نکال کر باقی کو سب میں تقسیم کر دیتے تھے، ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے تقسیم کرنے کے بعد ایک صاحب بال کی لگام لئے ہوئے حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ یہ غنیمت میں سے لی تھی، آپ نے فرمایا۔ اَسَمِعْتَ بِلَالًا نَادٰی ثَلَاثًا الخ کیا تم نے بلال رضی اللہ عنہ کی تین مرتبہ منادی سنی تھی، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ سنی تھی، آپ نے فرمایا، اس وقت لانے سے کس چیز نے منع کیا تھا، اس نے کوئی معذرت بیان کی، جو قابل قبول نہیں تھی، آپ نے فرمایا۔

كُنْ اَنْتَ تَجِيْئُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَنْ اَقْبَلَهٗ عَنْكَ (ابوداؤد)

یعنی تم ہی اس کو اپنے پاس رکھو، قیامت کے دن اس کو لاؤ گے آج میں اس کو قبول نہیں کرتا۔

(۸) اسی طرح سے ایک مرتبہ آپ کے ایک خادم نے غنیمت کے مال میں سے ایک چادر چرالی تھی، جہاد میں تیر لگنے سے شہید ہو گیا، لوگوں نے اس کے مرنے پر مبارک باد دی، کہ جنت مبارک ہو یعنی شہید ہو گیا، جنت میں جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ تَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا (بخاری)

ہرگز نہیں، خدا کی قسم! جس چادر کو خیبر کی جنگ میں اس نے چرا لیا تھا، اس حال میں کہ وہ تقسیم نہیں ہوئی تھی، وہ چادر اس غلام پر دوزخ کی آگ بھڑکا رہی ہے۔

یعنی ایک چادر کی خیانت کی وجہ سے وہ دوزخ میں گیا، جب لوگوں نے اس کو سنا، تو ایک صاحب اٹھے، چمڑے کے ایک یا دو تسمے حضور کے سامنے پیش کر دیئے، آپ نے فرمایا یہ ایک یا دو آگ کے تسمے لینے ہیں (بخاری)

(۹) حضرت اسحٰق بن مانع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار قسم کے ایسے دوزخی ہیں، جو دیگر دوزخیوں کو بھی ایذا پہنچائیں گے، حالانکہ یہ خود اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے گرفتار ہوں گے، یہ چار قسم کے دوزخی ہیں۔

Marfat.com

يَسْعَوْنَ مَا بَيْنَ الْحَمِيْمِ وَالْجَحِيْمِ، کھولتے پیپ کے تالاب اور جہنم کے درمیان دوڑتے بھاگتے ہوئے چلائیں گے، اور آہ وہلاکت و بربادی کی صدا لگاتے پھریں گے، جس سے دوسرے دوزخیوں کو تکلیف پہنچے گی، تو یہ دوزخی آپس میں کہیں گے مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ قَدْ اٰذَوْنَا عَلٰى مَا بِنَا مِنَ الْاَذٰى، ان کم بختوں کو کیا ہوگیا ہے، کہ ہم اپنی تکلیفوں میں ہیں، لیکن اس کے باوجود یہ لوگ ہم کو اور ایذا پہنچا رہے ہیں یہ کیسے لوگ ہیں، جنہیں یہ سخت سزا دی جارہی ہے، آپ نے فرمایا، ان چاروں میں سے ایک شخص ایسا ہوگا، جس پر آگ کے انگارے کی صندوق معلق ہوگی، (۲) وہ ہے جو دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرے گا (۳) وہ ہے جس کے منہ سے خون پیپ بہہ رہا ہے، (۴) وہ ہے جو انسان کا گوشت کھاتا ہوا ہوگا۔

صندوق والے کے متعلق کہا جائے گا، کہ اس کم بخت نے کون سا کام کیا تھا، جس کے بدلے میں اسے یہ سزا ملی ہے، جواب ملے گا، یہ کمینہ جب مرا تھا، اس وقت اس کی گردن پر لوگوں کا مال تھا، یعنے لوگوں کی حق تلفی کی تھی، اور غصب وخیانت کر رکھی تھی، انسانی حقوق کو ادا نہیں کیا تھا، (۲) انتڑی گھسیٹنے والے کے بارے میں کہا جائے گا، کہ یہ پیشاب سے بچتا نہیں تھا، اور نہ اس کی پرواہ کرتا تھا، کہ بدن پر کہاں کہاں پڑ جاتا ہے، (۳) جس کے منہ سے خون اور پیپ جاری ہے وہ ہے، جو لوگوں کی بری باتوں کو سن کر اس طرح لذت حاصل کرتا تھا، جس طرح جماع سے لذت حاصل کی جاتی ہے، (۴) گوشت کھانے والا چغلخور اور غیبت کرنے والا ہے، جو لوگوں کی غیبت کرکے اپنا گوشت کھا رہا ہے (ترغیب جلد ۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حق تلفی کرنے والے کو اتنی سزا دوزخ میں ملے گی، کہ اس کی سزا سے دیگر دوزخیوں کو بھی تکلیف پہنچے گی (العیاذ باللہ)

یہ عام حق تلفیوں کا بیان تھا، اب بعض بعض لوگوں کی حق تلفیوں کا بیان کیا جارہا ہے، جن کی ادائیگی ہر انسان پر ضروری ہے، خدا کا حق ادا کرنا، اور رسول کا حق ادا کرنا، ماں باپ کا حق ادا کرنا، اور خویش واقارب کا حق ادا کرنا تو فرض ہے ہی، لیکن انسانی حیثیت سے ہمسایہ اور پڑوسی کا بھی حق ادا کرنا انسانی فریضہ ہے۔

ہمسایہ اور پڑوسی وہ ہے، جو ایک دوسرے کے قریب رہتے سہتے ہوں، اور جن کا مکان ایک دوسرے سے ملا جلا ہو، جس کی حد چالیس گھروں تک ہے، حدیث شریف میں ہے۔

اَلَا اِنَّ اَرْبَعِيْنَ دَارًا جَارٌ (طبرانی) ہمسائیگی کی حد چالیس گھروں تک ہے۔

پڑوسی اپنا رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، مسلمان ہو یا غیر مسلم ہمسائیگی اور پڑوس میں سب برابر ہیں اور ہمسائیگی کے حقوق بھی ایک دوسرے پر ہیں، جن کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے، قرآن اور حدیث

Marfat.com

میں اس کی بڑی اہمیت آئی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ (النساء) — اور خدا نے ہمسایہ قریب اور ہمسایہ بے گانہ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ۔ (بخاری، مسلم) — جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے بلکہ اس کے ساتھ نیک سلوک کرے اور مہربانی سے پیش آئے، اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، تو اسے چاہئے، کہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

اپنے پڑوسی اور ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا حرام ہے، اور جو پڑوسی کو تکلیف پہنچاتا ہے، تو وہ گویا خدا اور رسول کو تکلیف پہنچاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اٰذٰى جَارَهٗ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ حَارَبَ جَارَهٗ فَقَدْ حَارَبَنِيْ وَمَنْ حَارَبَنِيْ فَقَدْ حَارَبَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (ترغیب) — جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی، اور جس نے مجھے تکلیف دی، اس نے خدا کو تکلیف دی اور جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی، اس نے خدا سے لڑائی کی

اس سے معلوم ہوا، کہ پڑوسی کو ستانا حرام ہے، پڑوسی کو ستانے والا جنت میں نہیں جائے گا، آپ نے فرمایا،

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَبْدٌ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ (احمد) — وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے امن میں نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا، کہ فلاں عورت زیادہ نماز پڑھتی ہے، اور صدقہ خیرات کرتی ہے، اور زیادہ روزے رکھتی ہے لیکن وہ اپنے ہمسائے کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے، تو آپ نے فرمایا وہ عورت جہنمی ہے (احمد، ترغیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ۔ (طبرانی) — وہ مومن کامل نہیں ہے، جو خود آسودہ ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ حضرت جبرئیل نے مجھے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید فرمائی، کہ میں نے سمجھا، کہ اس کو وراثت کا حق دلائیں گے (بخاری)

اور آپ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ افضل ہے، جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو، اور پڑوسیوں میں سے وہ بہتر ہے، جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو (ترمذی)

اور آپ نے فرمایا، کہ قیامت کے دن سب سے پہلے خدا کے سامنے دو پڑوسی پیش ہوں گے جنہوں نے ایک دوسرے کے حق کو ادا نہیں کیا تھا (مسند احمد)

بہرحال ہمسائے کے بڑے حقوق ہیں (۱) اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے (۲) نہ اس سے بے ہودہ گوئی کی جائے (۳) خوشی کے وقت اسے مبارک باد دی جائے (۴) اس کی بیماری میں بیمار پرسی کی جائے (۵) مصیبت میں اس کی مدد کی جائے (۶) اس کے عیبوں کو چھپایا جائے (۷) اس کی بیوی اور بچوں کو بری نگاہ سے نہ دیکھا جائے (۸) اس کو تحفہ تحائف سے نوازا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اپنے دروازے کو بند نہ رکھتا ہو۔ تاکہ اس کا پڑوسی اور اس کے بال بچے اس کے گھر میں نہ آنے پائیں، تو وہ مومن نہیں ہے۔ اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا بھی مومن نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو، کہ ہمسائے کا کیا حق ہے؟ اس کا حق یہ ہے، کہ جب وہ تم سے مدد طلب کرے، تو مدد دو، جب قرض مانگے۔ تو قرض دو، اور جب بیمار پڑے، تو بیمار پرسی کرو، اور جب اس کو بھلائی پہنچے، تو مبارک باد دو، اور جب مصیبت پہنچے، تو تسلی دو، اور جب وہ مرجائے، تو اس کے جنازے میں شریک ہو، اور بغیر اس کی اجازت کے اپنے مکان کی دیوار کو اس کے مکان کی دیوار سے اونچی نہ رکھو، کہ ہوا رک جائے۔ اور اپنی ہنڈیا کے بگھار کی خوشبو سے اس کو نہ ستاؤ۔ مگر یہ کہ اس میں سے اس کو بھی دو ایک چمچہ ہی دے دو، اور جب پھل فروٹ خریدو، تو اس کے یہاں بھی کچھ تحفہ ہدیہ بھیج دو، اور اگر یہ کام نہ کر سکو، تو اسے خوش رکھنے کی کوشش کرو، اور تمہاری کوئی اولاد پھل فروٹ لے کر باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کو اس کے نہ ملنے کی وجہ سے صدمہ ہو، اور وہ ناخوش ہو (ترغیب، ترہیب)

## یتیموں کا حق

دیگر انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ یتیموں کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ یتیم وہ کمسن بچہ ہے، جو اپنے باپ کے سایہ سے محروم ہو گیا ہو، یعنی باپ کا انتقال ہو گیا ہو، باپ کے مرنے سے یتیم بچوں کی زندگی بے سہارا اور بے یار و مددگار ہو جاتی ہے، ان کی تعلیم و تربیت کرنے والا، ان کے سر پہ دست شفقت پھیرنے والا، اور ان کا پرسان حال کوئی نہیں ہوتا اس لئے ان کی دلجوئی اور خدمت کرنا، اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہر مسلمان کا فرض ادلین ہے، اور اس کا بہت بڑا

ثواب اور مرتبہ ہے، یتیم کی خدمت کرنے والے جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہونگے حدیث شریف میں ہے کہ:۔

(۱) اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا۔ (بخاری)

میں اور یتیم کی پرورش کا ذمہ دار دونوں جنت میں اس طرح ساتھ رہیں گے، جس طرح یہ دونوں انگلیاں ہیں، یعنی شہادت والی اور درمیان کی انگلی اور ان دونوں کے درمیان فاصلہ رکھا۔

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَبَضَ يَتِيْمًا مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ اَلْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ۔ (ترمذی)

جو کسی مسلمان یتیم بچے کو اپنے ساتھ کھلائے گا پلائے گا، اس کو یقیناً اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا، سوائے اس صورت کے کہ وہ کوئی ایسا گناہ کرے، جو معاف ہی نہ ہو (جیسے شرک، کفر وغیرہ)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اَحَبَّ الْبُيُوْتِ اِلَى اللّٰهِ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ مُكْرَمٌ۔

اللہ کے نزدیک سب گھروں سے پیارا وہ گھر ہے جس میں یتیم کی عزت اور آؤ بھگت کی جائے۔

نیز فرمایا جو یتیم کے ساتھ نیکی کرے گا، میں اور وہ دونوں جنت میں ساتھ رہیں گے، اور فرمایا:۔

مَنْ مَسَحَ عَلٰى رَاْسِ يَتِيْمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهٗ فِيْ كُلِّ شَعْرَةٍ مَرَّتْ عَلَيْهِ يَدُهٗ حَسَنَاتٌ (احمد، ترغیب)

جو اللہ کے لئے کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے گا تو اس کے ہاتھ کے نیچے سے جتنے بال گذریں گے ہر بال کے بدلے میں کئی نیکیاں ملیں گی۔

ایک حدیث میں ہے، کہ:۔

اِنَّ رَجُلًا شَكٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ فَقَالَ امْسَحْ رَاْسَ الْيَتِيْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ۔ (احمد، ترغیب)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا تم یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو، اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو، اس سے تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔

(۶) وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيْمَ وَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ۔ (طبرانی)

اس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے، قیامت کے دن خدا اس کو عذاب نہیں کرے گا جو یتیم پر رحم کرے، اور نرمی سے گفتگو کرے۔

Marfat.com

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں یتیم کی خدمت کے بارے میں ہیں، ان احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی خدمت کرنا کتنا بڑا ثواب ہے۔ قرآن مجید میں بھی متعدد جگہ یتیم کا بیان آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ (سورۃ الضحیٰ) یتیم کو مت دباؤ اور اس کے ساتھ سختی سے پیش نہ آؤ۔

اور ان کے مال مت کھاؤ، جو لوگ یتیم کی خدمت اور عزت نہیں کرتے، ان کے اوپر عذاب نازل ہوتا ہے، اور ان کی روزی تنگ ہوجاتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ (سورۃ الفجر)

جب خدا انہیں آزماتا ہے، اور ان کی روزی تنگ کر دیتا ہے، تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہرگز نہیں، بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے، اور نہ مسکین کے کھلانے پر کسی کو آمادہ کرتے ہو۔

جو لوگ یتیموں اور مسکینوں کی عزت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی بڑی تعریف فرماتا ہے، ارشاد ہے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ (سورۃ الدھر)

نیک بخت وہ لوگ ہیں، جو اللہ کی محبت اور اس کی راہ میں یتیم و مسکین اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اور لوگ ناجائز طور پر یتیم کے مال پر قبضہ کر کے کھا جاتے ہیں ان کے لئے سخت وعید ہے، جیسا کہ فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ (سورۃ النساء)

جو لوگ ناحق یتیم کے مال کو کھا جاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے۔

یتیم بچوں کے مال کو خیانت اور اسراف سے خرچ نہیں کرنا چاہئے، اور نہ ان کو بے سمجھی کے زمانے میں سپرد کرنا چاہئے، تاکہ وہ اپنی نادانی سے اس کو ضائع نہ کریں، سرپرستوں اور متولیوں کو زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ جب بچے شعور و بلوغ کی عمر کو پہنچ جائیں، اس وقت ان کا مال ان کے حوالے کیا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ (النساء)

اور یتیموں کو ان کا مال دے دو، اور حرام کو حلال کے عوض نہ لو، اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ، یہ بڑا گناہ ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

Marfat.com

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ
قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ
وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ٥ (البقرۃ)

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے اگلے بنی اسرائیل یعنے تمہارے بڑوں سے یہ پکا قول لیا، کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی سلوک کرنا، اور لوگوں سے اچھی طرح نرمی سے بات کرنا اور نماز پڑھتے رہنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا، پھر تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا باقی سب پھر گئے اور تم لوگ ہو ہی کچھ بے پرواہ کہ نصیحت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے:۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلْ مَآ
اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ
عَلِيْمٌ ٥ (سورۃ البقرۃ)

اے پیغمبر! تم سے لوگ پوچھتے ہیں، کہ خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں، تو ان کو سمجھا دو، کہ خیر خیرات کے طور پر جو بھی مال خرچ کرو، تو وہ تمہارے ماں باپ کا حق ہے، اور قریب کے رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے اور تم جو بھی بھلائی لوگوں کے ساتھ کرو گے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے

دوسری جگہ فرمایا:۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ
لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ
(سورۃ الانفال)

اور مسلمانو! جان رکھو کہ جو چیز تم لڑائی میں غنیمت میں حاصل کرو، اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسول کا، اور رسول کے قرابت داروں کا، اور یتیموں کا، اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى
فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ
دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ
الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ
فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

جو مال اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ان بستیوں کے لوگوں سے بے لڑے مفت دلوا دے تو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا، اور رسول کے قرابت داروں اور یتیموں، اور محتاجوں اور بے توشہ، مسافروں کا یہ حکم، اس لئے دیا گیا ہے، کہ جو لوگ تم میں مالدار ہیں، یہ مال انہی میں چلتا پھرتا نہ رہے، اور مسلمانو! جو چیز تم کو پیغمبر عطا

الْعِقَابِ (سورۃ الحشر) دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس چیز کے لینے سے تم کو منع کریں، اس سے دست کش رہو، اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہو، کیونکہ خدا کی مار بڑی سخت ہے۔

## بیواؤں کا حق

رانڈ اور بیوہ عورت کا حق بھی ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ بیوہ وہ عورت ہے جس کا خاوند مرچکا ہو اور اپنے شوہر کے ظل عاطفت سے محروم ہوگئی ہو۔ اس کی زندگی کا سہاگ لٹ چکا، وہ اپنے سرتاج کے مرنے سے غم والم کے سمندر میں غوطہ زن رہتی ہے کوئی مونس وغمخوار نہیں یا مددگار نہیں، کوئی مربی وپرسان حال نہیں۔ وہ بہت سی مشکلات میں ڈوبی رہتی ہے۔ مخالفین ستاتے اور تنگ کرتے ہیں، بلکہ بے حامی اور بے محافظ دیکھ کر روحانی اور جسمانی تکالیف کے درپے ہوتے ہیں، ایسی حالت میں بیوہ کا خدمت کرنا انسانی اور اسلامی فریضہ ہے، اس کی اعانت سے دنیا کے لوگ خوش، اور خدا اور رسول بھی خوش ہوتے ہیں۔ اور اس کی مدد کرنے سے بڑے بڑے درجے ملتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَۃِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ کَالْقَائِمِ لَا یَفْتُرُ وَکَالصَّائِمِ لَا یُفْطِرُ۔ (بخاری شریف)

بیوہ اور مسکین کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا، اور ان کی خدمت کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ خدا کے راستے میں جہاد کرنے والا، یا جیسا وہ تہجد گذار عابد جو نماز سے نہیں تھکتا، اور وہ روزہ دار جو کبھی روزے سے ناغہ نہیں کرتا۔

دوڑ دھوپ سے مراد خدمت ہے اور اگر اس کی رضامندی ہو، تو نکاح ثانی کرادینا چاہئے۔ تاکہ وہ سہاگن بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ۔ (سورۃ النور) اور اپنے میں سے بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کردو۔

لیکن اگر کوئی بیوہ عورت اپنی عصمت وعفت کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے بچوں کی پرورش میں لگی رہے، اور نکاح کے بندھن سے آزاد رہے۔ تو اس کی بڑی فضیلت اور ثواب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَنَا وَامْرَأَۃٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّیْنِ کَہَاتَیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَوْمَا یَزِیْدُ بِالْوُسْطٰی وَالسَّبَّابَۃِ امْرَأَۃٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِہَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَہَا عَلٰی یَتَامَاہَا حَتّٰی بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا۔ (ابوداؤد)

میں اور وہ شریف اور حسن وجمال اور عزت والی بیوہ عورت جو شوہر کے انتقال کے بعد اپنے یتیم بچوں کی خاطر اپنے نفس کو نکاح سے روکے رہے، اور محنت ومشقت کرنے کی وجہ سے اس کی رنگت کالی ہوگئی ہو قیامت کے دن میں وہ اور میں مرتبہ میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے

Marfat.com

یزید نے (جو اس حدیث کے راوی ہیں) وسطی اور سبابہ انگلی کا اشارہ کر کے سمجھایا۔

غرض کہ بیوہ عورت کو قرآن اور اسلام نے بہترین مقام عطا کیا ہے، اور لوجہ اللہ اس کی خدمت کرنے والا بڑا ہی سعادت نصیب ہے۔ یاد رہے کہ اسلام آنے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تھی، تو اس بے چاری کی زندگی جیتے جی جہنم بن جاتی تھی، بیوہ ہونے کے بعد نہ اسے سسرال میں رہنے دیا جاتا، اور نہ اسے میکے میں جگہ ملتی تھی، ہر جگہ سے اسے دھکے دے کر نکال دیا جاتا تھا، کیونکہ وہ لوگ اسے ڈائن، ناگن، ابھاگن اور قابل نفرت سمجھ کر اس کے سائے تک سے بچنا چاہتے تھے، اسلام نے آکر بیوہ کو جینے کا حق اور عزت کا مقام عطا کیا، جس کا اعتراف یورپین مفکروں اور فرانسیسی مؤرخوں نے بھی کیا ہے۔

## مہمانوں کا حق

تم یہ جانتے ہو، کہ ہر انسان کسی نہ کسی وقت کسی نہ کسی شخص کا مہمان ضرور ہوتا ہے اس لئے اگر تم اپنے مہمانوں کی عزت و احترام اور خدمت کرو گے، تو جب تم ان کے یہاں جاؤ گے، تو وہ بھی تمہاری خدمت کریں گے، دنیا کا عام دستور یہی ہے، لیکن مسلمانوں میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ صفات عالیہ کی تکمیل اور مکارم اخلاق کی بلندی کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے، کہ مہمان کی عزت و احترام کے ساتھ خاطر تواضع کی جائے، مہمان کی خدمت اتنی اہم ہے، کہ اس کو ایمان کا جزء بتایا گیا ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ (بخاری)

جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو، اس کو چاہئے کہ اپنے قرابت داروں کے حقوق ادا کرے، اور جو اللہ اور قیامت کے دن کو سچا جانتا ہو، اس کو چاہئے، کہ وہ بھلی بات کہے ورنہ چپ رہے۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی، کہ مہمانوں کی عزت و خدمت کرنا ایمان کامل کا ایک جزء ہے، مہمانوں کی پوری عزت و خدمت نہ کرنے والے پورے مومن نہیں ہیں، مہمانوں کا بہت بڑا حق ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا (بخاری)

بے شک تیرے مہمان کا تجھ پر بڑا حق ہے۔

اسی لئے صحابہ کرامؓ اپنے مہمانوں کی بڑی خدمت کرتے تھے، بعض دفعہ وہ خود نہیں کھاتے تھے، مگر اپنے مہمانوں کو ضرور کھلاتے تھے، جیسا کہ تم پہلے پڑھ چکے ہو، خود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کی بڑی عزت کرتے تھے، چنانچہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا بیان قرآن مجید میں

Marfat.com

کئی جگہ پر آیا ہے ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ه اِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا، قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ ه فَرَاغَ اِلَىٰ اَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ه فَقَرَّبَهُ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُونَ ه فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً، قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ (الذاریات)

اے ہمارے نبی! کیا آپ کے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے، کہ جب یہ لوگ ان کے پاس آئے، تو سب سے سلام کیا، ابراہیم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اپنے دل میں سوچنے لگے کہ یہ اجنبی لوگ ہیں، کبھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی، پھر اپنے گھر جا کر موٹے تازے بچھڑے کا گوشت بھنوا کر مہمانوں کے سامنے رکھا، ان مہمانوں نے کھانے میں تامل کیا، تو ابراہیم نے کہا، کہ آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے؟ اس پر بھی ان مہمانوں نے نہ کھایا، تب ابراہیم اپنے جی میں ڈرے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر، مہمانوں نے کہا، آپ کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں ہم لوگ فرشتے ہیں، کھاتے پیتے نہیں ہیں، ہم آپ کو ایک ہوشیار اور ذی علم فرزند کی خوشخبری دینے آئے ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لڑکے کی خوشخبری دی۔

یہ مہمان فرشتے تھے، جو انسانی شکل میں آئے تھے۔ حضرت ابراہیم نے انہیں انسان سمجھ کر ضیافت کا حق ادا فرمایا، اس واقعہ سے مہمان اور میزبان کے ادب پر آپ خود ہی غور کریں۔

مہمان کو بلا ضرورت کسی کے یہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے، کیونکہ اس سے میزبان کو تکلیف ہوگی، اور اس پر بار پڑے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ (مالک، بخاری)

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن کو سچا جانتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کا جائزہ عزت کے ساتھ ایک دن، ایک رات کرے، اور مہمان کا حق تین دن ہے، اس سے زیادہ ٹھہرے گا، تو وہ مہمان صدقہ کھائے گا، اور اتنا زیادہ ٹھہرنا اس کے لئے حلال نہیں کہ اپنے میزبان کو تنگی میں ڈال دے۔

حق العباد کا بیان اور آرہا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حق کو، رسولؐ کے حق کو، اور بندوں کے حق کو ہم سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

# خطبہ ۷۱، حقوق الوالدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ. يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰۤى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى سَآئِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا. (سورہ بنی اسرائیل)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اور تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے، کہ تم اس کے سوا کسی کو مت پوجو اور ماں، باپ کے ساتھ بھلائی کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو تم ان کو اونہہ، اف بھی مت کہو، اور نہ ان پر خفا ہو، اور نہ ان کو جھڑکو، اور ان سے ادب، عزت اور نرم لہجے میں بات چیت کرو، اور ان کے لئے اطاعت کا بازو محبت سے بچھا دو، اور کہو اے پروردگار! تو ان کی کمزوری میں ان پر ایسا ہی رحم فرما، جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے مہربانی سے پالا پوسا ہے۔

اللہ تعالیٰ مربیِ حقیقی ہے۔ والدین، یعنی ماں باپ مربیِ مجازی ہیں اور پرورش کرنے والے ہیں، اولاد پر ماں باپ کا بڑا احسان ہے، کہ بچپن سے بچوں کی پرورش کرتے اور پالتے ہیں، اور اس سلسلہ میں ہر قسم کی تکلیفیں اٹھاتے ہیں، اس لئے اولاد پر حق ہے، کہ وہ اپنے ماں باپ کی خدمت کریں، اور ہر طرح سے آرام پہنچانے کوشش کریں، اور کسی قسم کی تکلیف نہ دیں، اس خدمت گذاری کو اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا آیت میں فرمایا:۔

والدین کی اطاعت اور خدمت گذاری فرض ہے، اگر وہ کافر مشرک بھی ہوں، تب بھی ان کی

Marfat.com

دنیاوی خدمت کی جائے۔ لیکن شرک اور کفر کے متعلق ان کی بات قابل تسلیم نہ ہوگی جیسا کہ اللہ نے فرمایا:۔

(۱) وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (عنکبوت)

اور ہم نے انسان کو جتا دیا، کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور اگر وہ تجھ کو مجبور کریں کہ خدا کے ساتھ اس کو شریک کر جس کا تجھ کو علم نہیں ہے، تو تو ان کا کہا نہ مان، تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے، اور تم کو تمہارے کرتوت سے آگاہ کر دوں گا

اور دوسری جگہ فرمایا:۔

(۲) وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (سورہ لقمان)

اور ہم نے انسان کو جتا دیا، کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اس کی ماں نے اس کو تھک تھک کر پیٹ میں رکھا، اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا، کہ وہ میرا اور اپنے ماں باپ کا احسان مانے میرے ہی پاس پھر آنا ہے اگر وہ دونوں تجھ کو اس پر مجبور کریں، کہ میرے ساتھ اس کو شریک کر جس کو تو نہیں جانتا، تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی سے گذران کر۔

جو لوگ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، ان کی خدمت بجالاتے ہیں، اور ان کے لئے خدا سے دعائے خیر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس نیکی کے بدلہ میں ان کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اپنی خوشنودی کی لازوال دولت ان کو عطا فرماتا ہے:۔

(۳) وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ

اور ہم نے انسان کو تاکید کر کے کہہ دیا، کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کر کے پیٹ میں اٹھایا، اور تکلیف کر کے جنا، اور تیس مہینوں تک اس کو پیٹ میں رکھا۔ اور دودھ چھڑایا، یہاں تک کہ وہ بچے سے بڑھ کر جوان ہوا، اور چالیس برس کا ہوا اس نے کہا کہ میرے پروردگار! مجھ کو توفیق دے کہ تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں، جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا، اور اس کی کہ میں وہ کام کروں، جس کو تو پسند کرے، اور میری اولاد کو نیک کر، میں تیری طرف لوٹ

Marfat.com

مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِيْ أَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ (سورۃ الاحقاف)

کر آیا، اور میں تیرے فرمانبرداروں میں سے ہوں، یہی وہ ہیں، جن کے اچھے کام ہم قبول کرتے ہیں، اور برے کاموں سے درگذر کرتے ہیں، یہ جنت والوں میں ہوں گے یہ سچائی کا وعدہ ہے، جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مزید تاکید فرمائی، ایک شخص نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے، آپ نے فرمایا، تیری ماں، تین دفعہ آپ نے یہی جواب دیا، چوتھی دفعہ اس نے پھر پوچھا؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا تیرا باپ (بخاری، ترمذی)

خدا نے ماؤں کی نافرمانی حرام کر دی ہے، آپ نے فرمایا:-

إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ (بخاری) خدا نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کر دی ہے۔

اور فرمایا کہ ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

ثَلٰثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالدَّيُّوْثُ وَالرَّجُلَةُ (نسائی، ترغیب) تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہونے پائیں گے (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) دیوث (۳) مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت

اسلام میں مخلوقات انسانی میں والدین اور ماں باپ کی بڑی اہمیت ہے، کیونکہ یہی دونوں تخلیق انسانی کی ظاہر علت مادی ہیں، لیکن ان میں ماں کو باپ سے زیادہ تفوق اور برتری حاصل ہے، کیونکہ ماں نے اپنے بچے کو اپنا خون پلا پلا کر بڑھایا، اور نو مہینے اس کی مشکل سہہ کر اور سختی اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا، اور پھر اس سے جننے کی ناقابل برداشت تکلیف کو ہنسی خوشی برداشت کیا، پھر اس نو پید مضغہ گوشت کو اپنی چھاتیوں سے لگا کر اپنا خون پانی ایک کر کے پلایا، اور اس کی پرورش اور غور و پرداخت میں اپنی ہر راحت قربان، اپنا ہر آرام ترک اور اپنی ہر خوشی نثار کر دی، ایسی حالت میں کیا ماں سے بڑھ کر انسان اپنے وجود میں مخلوقات میں کسی اور کا محتاج ہے!

اسی لئے شریعت محمدی نے اپنی تعلیم میں جو بلند سے بلند مرتبہ اس کو عنایت کیا ہے، وہ اس کی سزاوا ہے، ماں کے ساتھ جو دوسری ہستی بچہ کی توحید تکوین میں شریک ہے، وہ باپ ہے، اور اس میں شک نہیں کہ اس کی نشو و نما اور تربیت میں ماں کے بعد باپ ہی کی جسمانی اور مالی کوششیں شامل ہیں، اس لئے جب بچہ ان کی محنتوں اور کوششوں سے قوت کو پہنچے، تو اس پر فرض ہے، کہ اپنے ماں باپ سے حاصل کی ہوئی قوت کا شکرانہ ماں باپ کی خدمت کی صورت میں ادا کرے، چنانچہ اسلام نے نہ صرف پہلے صحیفوں کی طرح

Marfat.com

ان کی عزت کرنے اور ان کے ڈرتے رہنے کے وعظ پر اکتفا کی، بلکہ ان کی خدمت، ان کی اطاعت اور ان کی امداد، ان کی دلدہی وغیرہ ہر چیز فرض قرار دی، بلکہ یہاں تک تاکید کی، کہ ان کی بات پر اف تک نہ کرو، ان کے سامنے ادب سے جھکے رہو، ان کی دعاؤں کو اپنے حق میں قبول سمجھو، ان کی خدمت انسان کا سب سے بڑا جہاد ہے۔ بلکہ ان ہی کی خوشنودی سے خدا کی خوشنودی ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ (ترمذی)

خدا کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے، اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ (ابن ماجة)

یا رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے، فرمایا تیری جنت دوزخ وہی دونوں ہیں۔

یعنی ماں باپ کا اولاد پر بہت حق ہے، ان کے ساتھ نیکی کرنا، اور رنج نہ پہنچانا، اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا، دخول بہشت کا سبب ہے، اور انہیں رنجیدہ کرنا دوزخ میں جانے کا موجب ہے اس لئے فرمایا، کہ تیری جنت اور دوزخ وہی دونوں ہیں، اور ماں باپ کو شفقت اور رحمت اور پیار سے دیکھنے سے حج مقبول کا ثواب ملتا ہے، حضرت ابن عباس رضؓ بیان کرتے ہیں:۔

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُورَةً قَالُوا وَإِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اللهُ أَكْبَرُ وَأَطْيَبُ (مسلم)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ماں باپ کے ساتھ جو نیکی کرنے والا فرزند اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، تو خدا اس کے لئے ہر مرتبہ دیکھنے کے بدلے میں اس کے اعمال نامے میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا، اگرچہ وہ دن سو مرتبہ دیکھے آپ نے فرمایا ہاں! اللہ بہت بڑا اور پاکیزہ تر ہے۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی، کہ اگر اولاد ماں باپ کو پیار و محبت سے دیکھے، تو حج مقبول کا ثواب پائے گی، دن میں سو مرتبہ دیکھے، تو سو مرتبہ حج کا ثواب ملے گا، اطاعت اور خدمت گذاری کا اس سے بھی کہیں زیادہ ثواب ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ أَصْبَحَ مُطِيعًا لِلّٰهِ فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ فَإِنْ

جو شخص والدین کے حق اطاعت ادا کرنے میں خدا کا فرمانبردار ہوتا ہے، اس کے لئے جنت کے دروازے

Marfat.com

كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ أَصْبَحَ عَاصِيًا لِلّٰهِ فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ النَّارِ إِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَإِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ (رواہ البیہقی)

کھل جاتے ہیں، اور اگر والدین سے ایک زندہ ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھلتا ہے، اور جو شخص والدین کے حق میں خدا کا نافرمان ہوتا ہے، تو اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر ماں باپ میں سے ایک زندہ ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے، اس شخص نے عرض کیا، کہ اگرچہ ماں باپ اولاد پر ظلم کریں، آپ نے فرمایا اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، یعنی تین بار یہی فرمایا،

ماں باپ کی اطاعت و معصیت چونکہ خدا کے حکم سے ہی ہے اس لئے ان کی اطاعت، خدا کی اطاعت اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَى الْبَابِ اَوْضَيِّعْ (ترمذی، ابن ماجة)

باپ جنت کے دروازوں کا عمدہ ترین دروازہ ہے، یعنی بہشت میں جانے کا سبب باپ کی رضامندی کی نگہداشت ہے، تو جو بہشت میں بہترین دروازے میں جانا چاہے اسے باپ کی رضامندی کی نگہداشت کرنی چاہئے۔

اسلام میں جہاد کی اہمیت جو کچھ ہے، وہ ظاہر ہے، مگر والدین کی خدمت گذاری کا درجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے، ان کی اجازت کے بغیر جہاد بھی جائز نہیں، کہ جہاد کے میدان میں سر ہتھیلی پر رکھ کر جانا ہوتا ہے، اور ہر وقت جان جانے کا امکان رہتا ہے، اس لئے والدین کی اجازت کے بغیر ان کو اپنے اس جسم و جان کو کھونے کا حق نہیں ہے، جس کو ان کی خدمت گذاری کے لئے وقف ہونا چاہئے تھا۔ اسی لئے حدیث شریف میں ہے، کہ حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا:۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلِهَا، (احمد، نسائی)

یا رسول اللہ! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں، اور آپ کے پاس مشورہ لینے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں، فرمایا کیا تیری ماں موجود ہے، عرض کیا ہاں، فرمایا اس کی خدمت میں حاضر رہنے کو لازم پکڑ، کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔

افضل اعمال میں نماز کے بعد باپ کی خدمت گذاری کا درجہ ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ

کہ خدا کو کون سا عمل بہت پسندیدہ ہے، فرمایا وقت پر

لِوَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ (بخاری و مسلم)

نماز پڑھنا ہے، میں نے عرض کیا، پھر کون سا عمل ؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا راہ خدا میں جہاد کرنا۔

ماں باپ کی نافرمانی گناہ کبیرہ اور حرام ہے، اور ماں باپ کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا، اس لئے کسی صورت میں بھی ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مَکْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مَکْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَاْسُ کُلِّ فَاحِشَةٍ وَاِیَّاكَ وَالْمَعْصِیَةَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ وَاِیَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَاَنْتَ فِیْهِمْ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ عَلٰی عِیَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَاَخِفْهُمْ فِی اللّٰهِ۔ (احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی حالت میں کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ، اگرچہ تم کو مار ڈالا جائے اور جلا دیا جائے (۲) ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ تم کو یہ حکم دیں کہ تم اپنے بیوی بچوں اور مال دولت کو چھوڑ دو (۳) اور فرض نماز کو قصداً نہ چھوڑو، کیوں کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے، یعنی خدا کا امن باقی نہیں رہے گا (۴) اور شراب نہ پیو، کیوں کہ شراب تمام بے حیائیوں کی جڑ ہے (۵) گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رہو، کیونکہ گناہ کے ساتھ خدا کا غصہ اترتا ہے (۶) اور کافروں سے لڑائی کے دن بھاگنے سے اپنے آپ کو بچاؤ، اگرچہ لوگ لڑائی میں مر رہے ہوں (۷) اور جب لوگوں میں بیماری پھیل جائے، اور تم ان لوگوں میں موجود ہو تو تم وہاں ٹھہرے رہو، یعنی موت کے خوف سے وہاں سے نہ بھاگو (۸) اپنے کنبے کے لوگوں پر اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرو (۹) اور ادب کی لاٹھی ان سے نہ اٹھاؤ، یعنی اپنے بال بچوں کو ادب سکھاؤ، اسی ادب میں اگر لاٹھی سے مارنے کی نوبت آجائے تو ادب سکھانے کے لئے ان کو مار دو (۱۰) اور خدا کے بارے میں ان کو ڈراؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا (۱) والدین کے نافرمان کی طرف (۲) شراب پینے والے کی طرف (۳) احسان جتانے والے کی طرف (ابن حبان)

اور فرمایا آپ نے، کہ ماں باپ کا نافرمان نہ جنت میں جائے گا، اور نہ جنت کی خوشبو پائیگا (ترغیب)
اور آپ نے فرمایا، کہ ماں باپ کو گالی دینے والے پر خدا کی لعنت برستی ہے لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ سَبَّ وَالِدَیْہِ (ابن حبان، ترغیب)

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے اور ان کی خدمت گذاری کرنے سے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی مصیبتوں کو دور کر دیتا ہے، ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی اطاعت کے ثواب کو ایک نہایت مؤثر حکایت میں فرمایا، کہ تین مسافر راہ میں چل رہے تھے، کہ اتنے میں موسلا دھار بارش برسنے لگی، تینوں نے بھاگ کر ایک غار میں پناہ لی، قضارا ایک چٹان اوپر سے گری، کہ اس سے اس غار کا منہ بند ہو گیا، اب ان کی بے کسی اور بے چارگی اور اضطراب اور بے قراری کا کون اندازہ کر سکتا ہے، ان کی موت سامنے کھڑی نظر آتی تھی، اسی وقت انہوں نے پورے خشوع اور خضوع کے ساتھ دربار الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، ہر ایک نے کہا، کہ اسی وقت ہر ایک کو اپنی خالص نیکی کا واسطہ خدا کو دینا چاہیئے۔

تو پہلے نے کہا، بار الہا! تو جانتا ہے، کہ میرے والدین بوڑھے تھے، اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا، اور اسی پر ان کی روزی کا سہارا تھا، میں شام کو بکریاں لے کر جب گھر آتا، تو دودھ دوھ کر پہلے اپنے ماں باپ کی خدمت میں لاتا تھا، جب وہ پی چکتے، تب میں اپنے بچوں کو پلاتا، ایک دن کا واقعہ ہے، کہ میں بکریاں چرانے کو دور نکل گیا، لوٹا تو میرے والدین سو چکے تھے، میں دودھ لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا، نہ ان کو جگاتا تھا، کہ ان کی راحت میں خلل آ جاتا، اور نہ ہٹتا تھا، کہ خدا جانے کس وقت ان کی آنکھیں کھلیں، اور دودھ مانگیں، بچے بھوک سے بلک رہے تھے، مگر مجھے گوارا نہ تھا، کہ میرے والدین سے پہلے میرے بچے سیر ہوں، میں اسی طرح پیالے میں دودھ لئے رات بھر ان کے سرہانے کھڑا رہا، اور وہ آرام کرتے رہے، خداوند تجھے معلوم ہے، کہ میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے، تو اس غار کے منہ سے چٹان کو ہٹا دے، یہ کہنا تھا، کہ چٹان کو خود بخود جنبش ہوئی اور غار کے منہ سے تھوڑا سا سرک گئی، اور اس کے بعد باقی دو مسافروں کی باری آئی، اور انہوں نے بھی اپنے کاموں کو وسیلہ بنا کر دعا کی اور غار کا منہ کھل گیا، اور وہ سلامتی کے ساتھ باہر نکل آئے۔ (بخاری)

## والدین کے لئے دعا

نیک بخت اولاد کی سعادت مندی یہ ہے، کہ ماں باپ کے حق میں نیک دعائیں کرے، اور اس کی تعلیم قرآن اور حدیث میں دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے لئے دعا کرنے کا یہ طریقہ بتایا ہے، کہ تم اس طرح دعا کیا کرو۔

Marfat.com

(۱) رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ۲۴)
اے میرے پروردگار! جس طرح انہوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے، اور میرے حال پر وہ رحم کرتے رہے ہیں. اسی طرح تو بھی ان پر اپنا رحم کیجیو۔

(۲) رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراھیم ۴۱)
(ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے وقت یہ بھی کہا کہ اے ہمارے پروردگار! جس دن (اعمال) کا حساب ہونے لگے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو، اور سب ایمان والوں کو بخش دیجیو۔

(۳) رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ۝ (سورہ نوح پ ۲۹)
نوح ؑ نے قوم کی طرف سے مایوس ہوکر یہ دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو شخص ایمان لاکر میرے گھر میں پناہ لینے آیا ہے، اس کو اور عام باایمان مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بخش دے اور ایسا کر کہ ان ظالموں کی تباہی روز بروز بڑھتی چلی جائے۔

اولاد کی دعا و استغفار ماں باپ کے حق میں ان کے مرنے کے پیچھے اتنا اثر رکھتی ہے کہ اگر ماں باپ اولاد سے ناراض ہو گئے ہوں، تو حق تعالیٰ ماں باپ کو اس اولاد سے راضی کر دے گا اور اس کا نام ان لوگوں میں لکھ دے گا، جو ماں باپ کے فرمانبردار ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوتُ وَالِدَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا وَإِنَّهُ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتَّى يَكْتُبَهُ اللَّهُ بَارًّا۔ (رواہ البیھقی)
کہ بندے کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک مر جاتا ہے، اور وہ ان کا نافرمانبردار ہوتا ہے، پھر ان کے لئے دعا و استغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ خدا اسے سعادت مندوں میں لکھ دیتا ہے

اسی طرح سے ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ، اور ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ نیکی کرنا گویا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا ہے، حضرت ابو اسید ساعدی رضہ بیان کرتے ہیں:۔

قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ
ایک دن ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ دفعتہً بنی سلمہ کے ایک شخص نے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ کیا کوئی نیکی باقی ہے، کہ میں اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کرسکوں، فرمایا ہاں! ان کے لئے دعائے

مُوْغِدِهِمَا قَالَ نَعَمِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا (ابوداؤد)

رحمت اور استغفار کرنا، اور ان کے بعد ان کے عہد و پیمان کو جاری کرنا، اور حضرت ان کی رضا مندی اور خوشی کے لئے صلہ رحمی کرنا، اور ان کے ملنے والوں کی تعظیم توقیر کرنا۔

خلاصہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کے بعد ماں باپ کا حق ہے، اللہ تعالیٰ رب حقیقی ہے اور والدین رب مجازی ہیں، اس لئے ان دونوں کے حقوق کی ادائیگی سے آدمی نجات کا مستحق ہوسکتا ہے۔ اور فلاح دارین حاصل کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو سعادت مند اور ماں باپ کا مطیع اور فرمانبردار بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

---

# خطبہ ۶۲، حقوق الاولاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا. وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِيْ بُعِثَ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا. خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (سورۃ الفرقان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، رحمان کے بندے وہ ہیں جو یہ دعا کرتے رہتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا، یہی وہ لوگ ہیں، جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بلند بالا خانے دیئے جائیں گے، جہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا، اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے۔

اولاد کے لئے ہر شخص کو خواہش ہوتی ہے، حتیٰ کہ نبیوں نے بھی طلب اولاد کے لئے دعا مانگی ہے،

Marfat.com

حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی:۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ، (آل عمران)

اے پروردگار! تو عطا فرما اپنی جانب سے نیک اولاد تو ہی تو دعاؤں کا سننے والا ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی:۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (الصافات)

اے اللہ! تو ہمیں نیک اولاد عطا فرما

نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، جسے قرۃ عین یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک سے تعبیر کیا گیا ہے، جن کی یہاں ہوتی ہے وہ بہت خوش وخرم رہتے ہیں، اور جن کے اولاد نہیں ہوتی، وہ ہمیشہ اسی صدمہ میں پڑے رہتے ہیں، چہرے پر پژمردگی چھائی رہتی ہے نہ چہرے پر مسرت کے آثار ہیں، نہ گھر میں چہل پہل اور خوشی ہے، کیونکہ دل کا سرور اور قرۃ العیون نہیں ہے، اور جب اولاد ہو جاتی ہے، تو گویا سب نعمتیں مل جاتی ہیں، ماں حمل میں بڑی تکلیف اٹھاتی ہے، اور وضع حمل کے وقت بھی بڑی پریشانی اٹھاتی ہے، اور جب اولاد ہو جاتی ہے، تو گویا سب نعمتیں مل جاتی ہیں، اور وضع کے بعد ہی سے بچے کے پیشاب، پاخانہ میں برسوں گذارتی ہے، باپ کو بھی بڑی محنت اور جفا کشی کرنی پڑتی ہے، جب یہ نعمت یعنی بچہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے، تو جب اسے صاف ستھرا کر کے نہلا دھلا چکیں، تو کسی نیک اور دیندار آدمی سے اس کے دائیں کان میں اذان دلائیں، اور بائیں کان میں تکبیر کہلوائیں اور پھر اس کے بعد تحنیک کریں، یعنی کوئی میٹھی چیز مثلاً کھجور وغیرہ چبا کر بچے کے تالو میں لگا دیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ ، (مسلم)

بچوں کو لایا جاتا، آپ ان کے حق میں برکت کی دعا کرتے اور ان کے تالو میں کھجور چبا کر لگا دیتے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے بچہ پیدا ہوا، تو انہوں نے اس بچہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں دے دیا، آپؐ نے کھجور چبا کر اس کے منہ میں لعاب مبارک ڈال دیا، اور اس کے حق میں برکت کی دعا فرمائی (بخاری)، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَأَقَامَ فِي الْيُسْرَى لَمْ تَضُرَّهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ (نیل الاوطار)

جس کے ہاں اولاد پیدا ہو، تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنے سے بچے کو ام الصبیان تکلیف نہیں دیتا۔

حضرت حسینؓ کی پیدائش کے وقت آپؐ نے ان کے کان میں اذان دی تھی (ابو داؤد، ترمذی)

Marfat.com

(۱) بچے کی پیدائش پر خوشی ہوتی ہے، یعنی عموماً لڑکوں کے پیدا ہونے پر لوگ خوش ہوتے ہیں اور لڑکیوں کی پیدائش کے وقت ناخوش ہوتے ہیں، یہ مشرکانہ اور جاہلانہ رسم ہے، قرآن مجید میں ان کی اس حماقت کو یوں بیان کیا ہے:۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ۔ (سورۃ النحل)

اور جب ان میں سے کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہونے کی خوش خبری دی جاتی ہے۔ تو غم کی وجہ سے ان کا منہ کالا ہو جاتا ہے، اور غصہ میں بھر جاتا ہے۔

حقیقت میں ان لوگوں کی نادانی ہے۔ لڑکا اور لڑکی دونوں کا خالق خدا ہے، اور دونوں رحمت کا سبب بنتے ہیں، جس طرح لڑکوں سے فائدہ کی امید ہوتی ہے، لڑکیوں سے بھی اس کی توقع ہو سکتی ہے، جن لڑکوں کے پیدا ہونے پر خوش ہوتے ہیں، ممکن ہے، کہ وہ ان کے حق میں برے ثابت ہوں، اور جن لڑکیوں کی پیدائش سے ناخوش ہوتے ہیں۔ وہ ان کے حق میں باعث خیر و برکت ثابت ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ)

یعنی کیا تعجب ہے، کہ جس چیز کو تم برا سمجھتے ہو، وہ تمہارے حق میں بہتر ہو، اور جس چیز کو اچھا سمجھتے ہو، وہ تمہارے لئے بری ہو۔ خدا ہی خوب جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

یعنی کہ ان دونوں، لڑکوں اور لڑکیوں میں کون زیادہ نفع بخش ثابت ہوتا ہے، اور کون زیادہ نقصان دینے والا، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا (النساء)

تم اپنے باپ اور بیٹوں میں سے یہ نہیں جانتے، کہ نفع پہنچانے میں سب سے زیادہ کون قریب ہے۔

بعض دفعہ لڑکے ہی تکلیف اور نقصان کا سبب بنتے ہیں، اور لڑکیاں خیر و برکت کا سبب بنتی ہیں۔ حدیثوں میں لڑکیوں کی پرورش کی بڑی تعریف آئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اپنی لڑکی کو زندہ درگور نہیں کیا، اور نہ اس کو حقیر سمجھا، اور نہ بیٹے کی طرح اس سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا (ابوداؤد)

اور فرمایا جس نے دو لڑکیوں کو بالغ ہونے تک پرورش کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا (مسلم)

بچے کی پیدائش کے بعد اگر ماں کے دودھ ہے، اور وہ پلانے کے لئے خوشی سے تیار ہے تو وہی پلائے، کیونکہ دودھ میں اچھائی اور برائی کا اثر ہے۔

(۲) بچے کی پیدائش کے وقت بعض جگہ خلاف شرع رسمیں ادا کی جاتی ہیں، جن میں بعض شرک اور

بعض بدعت ہوتی ہے، مثال کے طور پر چند رسمیں نیچے بیان کی جاتی ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے، ورنہ بچپن ہی سے بچے پر شرک و بدعت کا اثر پڑے گا۔

بعض جگہ بچے کے زندہ رہنے کے لئے بچے کو چھاج یا ٹوکری میں بٹھا کر عورتیں گھسیٹتی ہیں یہ مشرکانہ شگون بد ہے، جس سے بچنا ضروری ہے، بعض جگہ زچہ کے پاس تلوار، چھری، لوہا وغیرہ دفع بلیات کے واسطے رکھ دیتی ہیں، یہ بھی مشرکانہ ٹوٹکا ہے۔ زچہ بالکل اچھوت سمجھا جاتا ہے، اس سے الگ بیٹھا جاتا ہے اور نہ اس کو چھوا جاتا ہے، جس برتن کو وہ چھو دے، اس کو ناپاک سمجھا جاتا ہے، بغیر دھوئے اس میں پانی نہیں پیا جاتا، بھنگیوں سے بدتر اسے سمجھا جاتا ہے، یہ بھی حماقت اور نہایت ہی لغو حرکت ہے۔ زچہ کے کپڑوں وغیرہ کو دائی کو دینا ضروری سمجھا جاتا ہے، یہ بھی رسم بد ہے۔ بعض جگہ یہ دستور ہے کہ ولادت کے وقت رشتہ دار وغیرہ عورتیں اس جگہ جمع ہو جاتی ہیں، اور انعام کے طور پر دائی کی ٹھیکری میں کچھ ڈال دیتی ہیں، ہاتھ میں نہیں دیتیں یہ بھی بری رسم ہے، دینا ہو تو ہاتھ میں دو، پیشاب پاخانے میں پیسے کیوں ڈالو، بعض جگہ یہ رواج ہے، کہ بچے کے پیدا ہونے کے بعد نائن کو گود میں کچھ اناج دے کر سارے رشتہ داروں میں بچے کا سلام کہلانے کے لئے بھیجا جاتا ہے، وہ سب عورتیں بھی اس کو اناج دیتی ہیں، یہ بھی ایک ٹوٹکا ہے، بعض لوگ اس خوشی کی تقریب میں بھڑوؤں اور ہیجڑوں سے ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں، یہ بھی حرام ہے۔

اس قسم کی اور بہت سی خلاف شرع رسمیں ہیں، جن کو ہم نے "اسلامی تعلیم" کے ساتویں حصے میں بیان کیا ہے، بہر حال اس نعمت خداوندی کے حصول کے وقت یعنی بچے کی پیدائش کے وقت اللہ تعالےٰ کی حمد کرنا چاہئے، اور ہر کام سنت کے مطابق کرنا چاہئے۔

بچہ کے پیدا ہونے کے ساتویں روز بچہ کے سر کے بالوں کو منڈا کر چاندی کے برابر تول کر اس چاندی کو صدقہ و خیرات کر دینا چاہئے، اور اس کے بعد اللہ کے نام پر بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| كُلُّ غُلَامٍ رَهِينٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُسَمّٰى فِيهِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ (ترمذی، منتقی) | ہر بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے میں گروی رکھا ہوا ہے ساتویں روز اس کی طرف سے کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اسی دن اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بالوں کو مونڈ دیا جائے |

عقیقہ اس جانور کو کہتے ہیں، جو نوزائیدہ بچے کی طرف سے خدا کے شکریہ میں ذبح کیا جاتا ہے۔ لڑکے کی جانب سے دو جانور (خواہ بکری اور بکرا ہوں یا دونوں) ہوں، اور لڑکی کی طرف سے ایک ہو، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ، (ترمذی)
لڑکے سے دو بکریاں، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رض کا عقیقہ کیا، تو حضرت فاطمہ رض سے فرمایا کہ ان کے بالوں کو منڈ وا دو، اور چاندی کے برابر تول کر صدقہ کر دو (ترمذی)

لہٰذا بچے کے بال منڈا کر چاندی کے برابر وزن کر کے خیرات کرنا مسنون ہے، اور سر کے منڈانے کے بعد سر پر زعفران کا ملنا بھی سنت ہے (ابوداؤد)

اگر کسی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہیں ہو سکا، تو چودھویں یا اکیسویں تاریخ یا جب ممکن ہو کر دینا چاہئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْعَقِيْقَةُ تُذْبَحُ بِسَبْعٍ وَلِاَرْبَعَ عَشَرَةَ وَلِاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ (نیل الاوطار)
عقیقہ ساتویں روز، یا چودھویں روز یا اکیسویں روز کیا جائے،

عقیقہ بکری ہی کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ بھیڑ، دنبہ، اونٹ، گائے، بیل، بھینس کا بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يُعَقُّ عَنْهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ (نیل)
اونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ ہو سکتا ہے۔

اور عقیقہ کے جانور میں قربانی کی شرطیں ضروری نہیں ہیں (نیل الاوطار) اور اگر بچپن میں کسی کا عقیقہ نہیں ہوا ہے، تو جوانی میں بھی اپنی طرف سے اپنا عقیقہ کر سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت اپنا عقیقہ کیا تھا (نیل، بیہقی بسند ضعیف)

اور عقیقہ ذبح کرتے وقت قربانی والی دعا پڑھو، اور آخر میں یہ پڑھو:۔ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ (فلاں کی جگہ بچہ کا نام لو) بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اے اللہ تیری طرف سے اور تیری رضامندی کے لئے فلاں بچے کی طرف سے ذبح کرتا ہوں تیرے ہی نام پر، تو سب سے بڑا ہے۔
اور عقیقہ کے گوشت کو قربانی کے گوشت کی طرح ماں، باپ وغیرہ بھی کھا سکتے ہیں۔

اور عقیقہ کے دن بچے کا کوئی اچھا سا اسلامی نام رکھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن اپنے باپ کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، اس لئے تم اچھا سا نام رکھو (احمد، ترمذی)

اور فرمایا سب سے زیادہ پسندیدہ نام اللہ کے نزدیک عبداللہ، عبدالرحمٰن ہیں (بخاری)

اگر کسی کا اچھا نام نہیں ہے، تو اس کو بدل کر اچھا نام رکھ لینا چاہئے۔ عقیقہ میں مذکورہ بالا کام مسنون ہیں، لیکن بعض جگہ اس عقیقہ میں بھی ناجائز رسمیں ادا کی جاتی ہیں۔ ان کو معلوم کر کے چھوڑنے اور چھڑانے کی کوشش کرو۔

بچہ کا ختنہ کرنا بھی سنت ہے۔ اس سنت پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ اس زمانے میں یہ گویا اشعار اسلام سے ہے۔ اس سے مسلمان، غیر مسلمان سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے بعض لوگ ختنہ کو مسلمانی کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر میں اپنے ہاتھ سے اپنا ختنہ کیا تھا (بخاری)

اور آپ نے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاقؑ کا ختنہ ساتویں روز کیا تھا اور حضرت اسماعیل کا تیرھویں برس میں کیا تھا (سفر السعادت)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضؓ و حسین رضؓ کا ختنہ ساتویں روز کیا تھا (نیل الاوطار، بیہقی) اگر کسی وجہ سے نابالغی کی حالت میں ختنہ نہیں ہو سکا، تو بلوغت کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے۔ ختنہ کے موقعہ پر بھی بہت سی خراب رسمیں ادا کی جاتی ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے۔ جیسے ختنہ کی دعوت اور ناچ، اور گانا بجانا وغیرہ۔

حضانت اور پرورش کا حق ماں ہی کو ہے، اپنے بچے کو صحیح طور پر وہی پرورش کر سکتی ہے، وہی دودھ پلائے، اور بدن اور کپڑے وغیرہ کی صفائی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (البقرة)

مائیں اپنی اولادوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں، جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت پوری کرنے کا ہو، جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کی روٹی کپڑا ہے، جو مطابق دستور ہو، ہر شخص کو اس کی حیثیت کے مطابق تکلیف دی جاتی ہے ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے، یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے۔ وارث پر بھی اسی جیسی ذمہ داری ہے، پس اگر دونوں یعنی ماں باپ اپنی رضا مندی اور باہمی مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں، تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوا لینے کا ہو، تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، جب کہ تم مطابق دستور جو ان کو دینا ہو، ان کے حوالے کر دو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے

رہو، اور جانتے رہو کہ خدا تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔

(۱) ماں کا بچے کو دودھ پلانا ایک فطری محبت کی بنا پر ہے، اسی طرح سے صفائی کرنا بھی ہے، یعنی روزانہ بچے کا ہاتھ، منہ دھونا اور بدن صاف رکھنا ضروری ہے۔

(۲) پیشاب، پاخانے کے بعد فوراً ہی پانی سے اس جگہ کو دھوڈالنا ضروری ہے، صرف کپڑے اور چیتھڑے سے پوچھنے پر بس نہیں کرنا چاہئے، اس سے بچے کے بدن میں خارش ہوتی ہے، اگر سردی کا موسم ہے، تو معمولی گرم پانی سے استنجا کرانا چاہئے، جو عورتیں پاخانے کی جگہ کو صرف خالی چیتھڑوں سے پونچھ دیتی ہیں، اور پانی سے دھوتی نہیں، وہ پھوہڑ کہلاتی ہیں۔

(۳) گرمی کے زمانے میں بچے کو روزانہ نہلانا چاہئے، اس سے صفائی کے علاوہ چستی رہے گی، اور صحت اچھی رہے گی، اور سردیوں سے گرم پانی سے گاہے گاہے ضرور نہلانا چاہئے، اور صابون سے نہلانا سب سے ضروری ہے۔

(۴) کبھی کبھی تیل وغیرہ سے بدن کی مالش بھی کردینا چاہئے، اس سے اعضاء مضبوط ہوجاتے ہیں

(۵) حتی الامکان بچے کو اپنے سے علیحدہ دوسری جگہ چارپائی پر سلایا جائے، اور برابر اس کی نگرانی کرتے رہنا چاہئے، دونوں جانب تکئے رکھ دیئے جائیں، تاکہ بچہ گرنے نہ پائے، اور بچے کی کروٹیں بدلتی رہنا چاہئے، اپنے ساتھ سلانے میں تکلیف اور دب جانے کا اندیشہ ہے،

(۶) بچے کو ماں ہی دودھ پلائے، ماں کا دودھ بچے کے لئے زیادہ مناسب ہے، دودھ پلانے کے لئے وقت کا خیال رکھنا چاہئے، جب وہ روئے فوراً اسی وقت دودھ پلانے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے، بعض ناتجربہ کار عورتیں رونے سے دردھ پلانے لگتی ہیں، یہ ان کی غلطی ہے، کیونکہ یہ بے زبان ہوتا ہے اپنے آرام وتکلیف کو نہیں کہہ سکتا، بعض دفعہ کسی تکلیف سے یا پیٹ کے درد سے روتا ہے، تو ایسی صورت میں دودھ دینے سے تکلیف زیادہ ہوگی، اگر کسی انّا کا دودھ پلانا ہے، تو نیک خلیق، دیندار اور تندرست انّا کا دودھ پلانا چاہئے

(۷) بچے کو زیادہ دیر تک گود میں نہیں سے رکھنا چاہئے، ورنہ وہ اس کا عادی ہوجاتا ہے، یہ اس کے حق میں نقصان دہ ہے، اور اس سے عموماً صحت خراب ہوجاتی ہے، اس کو کسی نرم بستر پر سلادینا چاہئے، وہ خود بخود ہاتھ پاؤں کی حرکت سے ورزش کرے، اس سے اس کے ہاتھ پاؤں مضبوط ہوجائیں گے۔

(۸) بچے کو کسی چیز سے ڈرانا نہیں چاہئے، بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے، کہ روتے ہوئے بچے کو کسی چیز کا نام لے کر چپ کرانا چاہتی ہیں، بعض مرتبہ بچہ ڈر کر خاموش بھی ہوجاتا ہے، یہ بہت بری

عادت ہے، اس سے بچہ ڈرپوک اور کمزور ہو جاتا ہے، اور زندگی بھر کے لئے بزدل ہو جاتا ہے۔

(۹) بچے کو سلانے کے لئے افیون وغیرہ نہیں دینا چاہئے، بعض عورتیں بچے کے سلانے کے لئے یہ تدبیر کرتی ہیں، کہ اسے معمولی سی افیون چٹا دیتی ہیں، تاکہ وہ نشے میں چپ چاپ پڑا رہے، یہ بہت بری عادت ہے، زندگی بھر کا افیونی بن جائے گا، اور ساری زندگی خراب ہو جائے گی۔

(۱۰) بچے کو زیادہ بناؤ سنگار نہیں کرنا چاہئے، معمولی اور سادہ لباس پہنانا چاہئے، اور صاف ستھرا رکھنا، منہ، ناک کو برابر صاف کرتے رہنا چاہئے۔

(۱۱) جب بچے میں بولنے کی طاقت آئے، تو لفظ اللہ اللہ کے نکلوانے کی کوشش کرنا چاہئے، اور جب بولنے لگے تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہلوانا ضروری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا أَفْصَحَ أَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ لَا تُبَالُوا مَتٰى مَاتُوا وَإِذَا أَثْغَرُوا فَمُرُوهُمْ بِالصَّلٰوةِ (ابن سنی، نزل)

جب بچہ بولنے لگے، تو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ، اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کی تعلیم دو۔

(۱۲) جب بچہ کچھ سمجھدار ہو جائے، اور کھانا کھانے لگے، تو اگر وہ اپنے ہاتھ سے کھا پی سکتا ہے تو اس کو داہنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈلواؤ، تو زندگی بھر یہی عادت پڑی رہے گی۔

(۱۳) بچپن میں بچوں کو کھیل کا زیادہ شوق ہوتا ہے، تو اس میں ان کو آزاد چھوڑ دینا چاہئے، لیکن برے بچوں کے ساتھ کھیلنے سے روکنا چاہئے، تاکہ برائی کا اثر نہ پڑنے پائے۔

(۱۴) سمجھ دار بچوں کے ہاتھ سے غریبوں اور سائلوں کو کھانا، اور روپیہ، پیسہ دلائیں، تاکہ ان کو بھی دینے کی عادت پڑ جائے۔

(۱۵) جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کھانے سے بچے کو ہمیشہ بچاتے رہو، اور اس پر اسے تنبیہ اور خدا کے خوف سے ڈراتے رہو، اور چوری چغلی اور دیگر بری باتوں سے نفرت دلاتے رہو،

(۱۶) سات برس کی عمر میں نماز کی تاکید کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ، (ابوداؤد)

جب تمہارے بچے سات برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیں، اور دس برس کی عمر میں اگر نماز نہ پڑھیں، تو ان کو ماریں، اور ان کو الگ الگ سلائیں۔

(۱۷) قرآن مجید اور دینی کتابوں کی تعلیم دیں، اور ادب اور تہذیب کی باتیں سکھائیں، اچھا ادب

Marfat.com

صدقہ اور خیرات کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لِاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ (ترمذی)

ادب دینا آدمی کا اپنی اولاد کو بہتر ہے اس کے لئے اس بات سے کہ ایک صاع صدقہ کرے۔

اور آپ نے فرمایا:۔

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ (ترمذی)

اولاد کے لئے اچھے ادب سے بڑھ کر اور کوئی عطیہ نہیں ہے۔

(۸) بچے کو اچھی تعلیم دینا دلانا ماں باپ کا فرض ہے، اس کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے خواہ اس کی تعلیم میں کتنی ہی تکلیف برداشت کرنا پڑے، اور کتنی ہی رقم خرچ کرنی پڑے ہم تمہیں بچے کی تعلیم کے سلسلے میں ایک سچی کہانی سناتے ہیں، حضرت امام ربیعہ رح ایک بہت بڑے مشہور محدث اور عالم گذرے ہیں، جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے، بچپن کے زمانے میں ان کے والد کسی سفر میں چلے گئے، چلتے وقت ربیعہ کی والدہ کو تیس ہزار اشرفیاں دے گئے تھے، حضرت ربیعہ کی والدہ نے اپنے بچے کی اچھی تعلیم اور اچھی تربیت کے لئے نیک عالموں اور بڑے بڑے محدثوں اور ادیبوں کے پاس بٹھایا، اور بچے کی تعلیم و تربیت میں تیس ہزار اشرفیاں ختم کر دیں، حضرت ربیعہ لکھ پڑھ کر فارغ ہو گئے، تو ربیعہ کے والد ایک عرصہ کے بعد تشریف لائے، تو بیوی سے دریافت کیا، کہ وہ تیس ہزار اشرفیاں کہاں ہیں، بیوی نے کہا بہت حفاظت سے رکھی ہیں، پھر جب مسجد میں آئے، تو اپنے بیٹے امام ربیعہ کو دیکھا، کہ درس حدیث کی مسند پر بیٹھے ہیں، اور محدثین کو درس دے رہے ہیں، اور لوگ ان کو اپنا امام اور پیشوا بنائے ہوئے ہیں، تو مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے، جب گھر واپس تشریف لائے، تو بیوی نے کہا کہ وہ تمام اشرفیاں تمہارے بیٹے کی تعلیم پر خرچ ہو چکی ہیں، آپ نے اب اپنے صاحبزادے کو دیکھ لیا ہے، اب فرمائیے، کہ آپ کی تیس ہزار اشرفیاں اچھی ہیں یا یہ دولت جو صاحبزادے کو حاصل ہوئی ہے تو وہ فرمانے لگے، بخدا اس عزت کے مقابلے میں اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے، تم نے اشرفیوں کو ضائع نہیں کیا (تاریخ خطیب جلد ۸ ص ۴۲۱، ۴۲۲)

پس جو آپ بچے کی تعلیم پر خرچ کرو گے، وہ ضائع نہیں ہوگا، بچوں کو قرآن مجید اور دینی کتابوں کی سب سے پہلے تعلیم دلاؤ، تاکہ شروع ہی سے دین کا اثر پڑے، جس کا اثر بڑھاپے تک رہے گا جو لوگ شروع ہی سے دنیاوی علوم کی تعلیم دلاتے ہیں، وہ بچے عموماً دیندار نہیں ہوتے، کیونکہ ہر علم کا اثر ہوتا ہے اگر بچے کو قرآن و حدیث کی تعلیم دی جائے، تو اس کا اثر ہوگا، اور اگر انگریزی ہندی وغیرہ کی تعلیم دی جائے، تو اس کا

اثر ہونا ظاہر ہے، کیونکہ غیر دینی کتابوں میں بہت سی باتیں خلاف شرع ہوتی ہیں، بچہ پڑھ کر اس سے بہت متاثر ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے رنگ میں رنگ جاتا ہے، سفید کپڑے کو جب ایک رنگ میں رنگ دیا جاتا ہے تو دوسرا رنگ اس پر نہیں چڑھتا، بچے فطرۃً معصوم اور بہت صاف ستھرے ہوتے ہیں، جس رنگ میں ان کو رنگ دیا جاتا ہے، وہی رنگ ہمیشہ قائم رہتا ہے، اگر نیکیوں کے رنگ میں رنگا گیا، تو ہمیشہ نیکی کا رنگ باقی رہے گا، اور اگر برائیوں کے رنگ میں رنگا گیا، تو اس کا اثر قائم رہے گا، سچ ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرۃ) اور اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ، اس سے زیادہ رنگ کس کا ہے۔

عیسائیوں کا دستور تھا، کہ لڑکے کو یوم ولادت سے ساتویں دن زرد پانی سے نہلاتے تھے اور ایک رنگین حوض میں غوطہ دیتے تھے، اس پانی کو معمودیہ کہتے تھے۔ اور اب بھی یہ کرنے کی رسم جاری ہے عیسائی اس فعل کو نجات اور حصول سعادت کا ذریعہ جانتے تھے، اللہ تعالیٰ آیت مذکورہ میں اس کی تردید کرتا ہے۔

حاصل مطلب یہ ہے، کہ یہ تو ایک رسم کی پابندی ہے، اور یہ بے سود ہے، زرد رنگ رنگا تو کیا اور سرخ رنگ رنگا تو کیا حاصل ہے؟ اصل رنگ تو مقدس دین اور اللہ کی شریعت ہے۔ جس کو اللہ کا رنگا ہوا رنگ کہنا چاہئے، اس پاک اور مبارک رنگ سے بہتر اور کون سا رنگ ہو سکتا ہے، ظاہری رنگ سے کپڑا وغیرہ رنگ جاتا ہے، اور خدائی رنگ سے روح و دل رنگین ہو جاتے ہیں، اطاعت و توحید کا اثر مسلمان کے رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے، اور مسلمان کا ریشہ ریشہ اس کی عبادت میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ یہ رنگ حقیقی ہے، جو نجات و سعادت کا کفیل ہو سکتا ہے، اور اس سے بے چین روح و دل کا اطمینان حاصل ہو سکتا ہے، باقی دنیا کے دیگر رنگ دل اور روح کو رنگین نہیں کر سکتے، اسی نکتے کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ (بخاری)

ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے ماں باپ اس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔

بچے چونکہ نقال ہوتے ہیں، ماں باپ کے نیز اور استاد کو جس روش پر پاتے اور دیکھتے ہیں، وہی طریقہ اختیار کر جاتے ہیں۔ اور یہی نیک بچے ماں باپ کے لئے نیک دعائیں کرتے رہیں گے، جو مرنے کے بعد کام آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ (مسلم)

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سارے کاموں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے، اور مرنے کے بعد ان کاموں کا ثواب مسلسل جاری نہیں رہتا، مگر تین کاموں کا ثواب بند نہیں ہوتا بلکہ ان کا

Marfat.com

ثواب برابر جاری رہتا ہے، (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) نیک اولاد جو اسکے حق میں دعا کرتی رہے۔

اور اگر ماں باپ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دیں گے تو یہی بچے دنیا و آخرت میں ان کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوں گے، اور ماں باپ اور سرپرستوں کے ذمہ نہایت ضروری ہے، کہ خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی ناشائستہ باتوں سے بچاتے رہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۔

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان ہے اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم کیا جائے بجا لاتے ہیں۔

یعنی خود بھی ایسا کام کرو، جس سے آگ جہنم سے اپنے آپ کو بچا لو، والدین اور سرپرستوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر اس ذمہ داری کا احساس نہ کیا گیا، تو آخرت میں بھی سخت باز پرس ہوگی، ماں، باپ ہی اولاد کو بگاڑتے اور بناتے ہیں، اس لئے اولاد کے بارے میں ان سے پوچھا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

(بخاری، مسلم)

سنو! تم سب اپنی رعیت کے محافظ ہو، اور تم سب سے رعیت کی بابت پوچھا جائے گا، تو حاکم جو لوگوں کی اصلاح کے لئے مقرر کیا گیا ہے رعیت کا نگہبان ہے، اور وہ اپنی رعیت کے احوال سے پوچھا جائے گا، مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے، اور وہ اپنی رعیت یعنی اہل خانہ کی بابت پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی محافظ ہے، اور اس سے ان کی بابت سوال کیا جائے گا، آدمی کا غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے، اور اس سے اس کی بابت دریافت کیا جائے گا، سنو! تم سب کے سب راعی ہو، اور تم سب اپنی رعیت کی بابت سوال کئے جاؤ گے،

یعنی ہر مسلمان کی ذمہ داری دہری ہے، ایک تو وہ اپنے آپ کو ناپسندیدہ کاموں سے بچائے تاکہ آخرت میں اس کی پکڑ نہ ہو سکے، اور دوسرے اپنے اہل و عیال کو ہر بری بات سے بچاتا رہے، جس سے دنیا و آخرت میں ان کو نقصان نہ پہنچے، اسی طرح سے ہر ایک ذمہ دار اپنے ماتحت لوگوں کی اصلاح کا

ذمہ دار ہے، خصوصاً اولاد کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، آئندہ نسلوں کا بگاڑ اور سدھار موجودہ نسلوں کے بگاڑ اور سدھار پر موقوف ہے، اس میں ہر ماں باپ کا اور مربی اور سرپرست کا امتحان و آزمائش ہے اگر ان بچوں کو بنالیا، تو کامیاب ہوگئے، ورنہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (الطلاق)

اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں۔ خبردار ان سے ہوشیار رہنا، اور اگر تم معاف کر دو، اور درگذر کر جاؤ، اور بخش دو، تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، تمہارے مال اور اولاد تو بس تمہاری آزمائش ہی ہے، اور بہت بڑا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، اور سنتے رہو، اور مانتے چلے جاؤ، اور راہ خدا میں خیرات کرتے رہو، جو تمہارے لئے بہت بہتر ہے، اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے، وہی کامیاب ہے۔

یعنی بعض عورتیں اپنے مردوں کو اور بعض اولاد اپنے ماں باپ کو یاد خدا سے روک دیتی ہے، ان سے ہوشیار رہو اپنے دین کی نگہبانی، ان کی ضروریات اور فرمائشات کے پورا کرنے پر مقدم رکھو، بیوی بچوں اور مال کی خاطر نہ کسی انسان کی حق تلفی کرو، اور نہ خدا کی نافرمانی پر تل جاؤ، اور نہ ان کی محبت میں پھنس کر خدا کے حکموں کو پس پشت ڈالو، تمہارے اہل وعیال اور مال بچے معصیت الٰہی کا سبب نہ بنیں، اور نہ تم کسی ایک بچے کو دو، اور کسی کو نہ دو، یہ حق تلفی ہوگی، اپنے بچوں کے درمیان بھی عدل و انصاف رکھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ (بخاری، مسلم)

اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور اپنی اولاد کے بارے میں انصاف اور برابری رکھو۔

ظاہری حقوق میں سب برابر ہیں، البتہ باپ کے مرنے کے بعد لڑکے کا دوہرا حصہ اور لڑکی کا اکہرا حصہ ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے، کہ ایک لڑکے کا حصہ، دو لڑکیوں کے برابر ہے، اور اگر صرف لڑکیاں ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو مال متروکہ کی دو تہائی

Marfat.com

وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔ (النساء ۲۶ پ)

ملے گی، اور اگر ایک ہی لڑکی ہو، تو اسے آدھا ملے گا اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے، اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں، تو اس کی ماں کے لئے تیسرا حصہ ہے، یہ حصہ اس وصیت کے بعد ہے جو مرنے والا کر گیا ہو یا ادائے قرض کے بعد، تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تمہیں نفع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے، یہ حصے خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہیں بے شک اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمتوں والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا، کہ والدین کے مال میں اولاد کا حق ہے، اسی طرح والدین کے ذمے یہ بھی ضروری ہے، کہ جب وہ شادی و نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں، تو ان کے نکاح کا بند و بست کر دیں، اگر اس کی طرف توجہ نہیں کی، تو خدا نخواستہ کسی ناجائز کام میں مبتلا ہو گئے، تو والدین ہی گناہ گار ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهٗ وَاَدَبَهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ وَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰى اَبِيْهِ۔ (بیہقی)

جس کے کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھنا چاہئے، اور اچھا ادب سکھانا چاہئے، بالغ ہونے کے بعد نکاح کر دینا چاہئے، اگر بالغ ہونے کے بعد نکاح نہیں کیا اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہو گیا، تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے

قَالَ فِي التَّوْرٰىةِ مَكْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهٗ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ۔ (بیہقی)

آپ نے فرمایا کہ تورات میں لکھا ہوا ہے، کہ جس کی لڑکی بارہ برس کی ہو جائے، اور اس کے باپ نے اس کا نکاح نہیں کیا اور وہ گناہ کر بیٹھے، تو وہ باپ کے ذمہ ہوگا۔

بعض والدین اپنے بچوں کو بچپن ہی میں کھلانے، پلانے اور شادی بیاہ کے خوف سے مار ڈالتے اور زندہ در گور کر دیا کرتے تھے، اب اسلام نے اولاد کشی سے منع کر دیا ہے، اور یہ فرمایا:۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔ (اسراء ۴۔)

اور اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے مار نہ ڈالا کرو، ہم ہی ہیں، جو ان کو اور تم کو روزی دیتے ہیں، ان کا مار ڈالنا بے شبہ بڑا گناہ ہے۔

قتل اولاد کے جرم کو اتنی اہمیت دی گئی ہے، کہ اس کی ممانعت کو شرک کی ممانعت کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہوا، کہ ان عربوں کو جنہوں نے اپنی طرف سے بہت سی چیزیں حرام بنالی ہیں، بتادو کہ اصلی چیزیں انسان پر کیا حرام ہیں:۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (الانعام)

اے پیغمبر کہہ دے کہ آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے تم پر کیا حرام کیا ہے، خدا کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اور مفلسی کے ڈر سے اپنے بچوں کو نہ مار ڈالو، ہم تم کو اور ان کو روزی دیتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں بھی املاق یعنی محتاجی کے خوف سے برتھ کنٹرول پہ زور دیا جا رہا ہے، برتھ کنٹرول بھی اسی اولاد کشی میں داخل ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ ہم ہی سب کو روزی پہنچاتے ہیں تم کو بھی اور تمہاری اولاد کو بھی، پھر تم فقر و فاقہ کے خوف سے کیوں ایسی حرکت کرتے ہو، جو شرعی اعتبار سے اور اخلاقی حیثیت سے جرم عظیم ہے۔

بخاری شریف میں ہے، کہ ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، کہ یا رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے۔ فرمایا شرک، پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا والدین کی نافرمانی، پھر عرض کیا اس کے بعد، فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو، کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی، یہ جواب حقیقت میں آیت بالا کی تفسیر ہے۔ ان ہی تعلیمات نبوت کے اس پر توفیض نے دلوں میں یہ یقین پیدا کر دیا، کہ رازق خدا ہے، اس کے ہاتھ میں رزق کی کنجی ہے، ہر بچہ اپنے رزق کا سامان لے کر آتا ہے، اس ایمان اور یقین نے اس جرم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا، اور عرب کی سرزمین اس لعنت سے ہمیشہ کے لئے پاک ہو گئی، برتھ کنٹرول بھی ایک قسم کی اولاد کشی اور زندہ درگور کرنی ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (سورۃ التکویر)

اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ گاڑی گئی ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں دریافت کیا، یعنی بروقت نطفہ کو باہر ڈال کر ضائع کر دینا، تاکہ حمل نہ ٹھہرنا پائے، یہ کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کہ یہ واد خفی ہے، یعنی پوشیدگی سے اولاد کو مار ڈالنا ہے، برتھ کنٹرول میں یہی ہوتا ہے، کہ نطفے کو غیر محل میں پھینک کر ضائع کیا جاتا ہے، رحم میں نہیں جانے پاتا، تو برتھ کنٹرول اور عزل کا ایک ہی حکم ہے، برتھ کنٹرول اور ضبط ولادت اگر جائز ہوتا، تو خصی ہونے کی اجازت دی جاتی، حالانکہ انسانوں کو خصی ہونے کی ممانعت آئی ہے

اور زیادہ سے زیادہ بچے جننے کی ترغیب دی گئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ (نسائی، ابوداؤد) تم زیادہ محبت کرنے والی، اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادی کیا کرو، کیونکہ میں قیامت کے روز اپنی امت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسروں پر فخر کروں گا۔

برتھ کنٹرول میں یہ مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

## زنا کی کثرت

اس منصوبہ بندی اور ضبط ولادت کی وجہ سے لازمی طور پر زنا کی کثرت ہوجاتی ہے کیونکہ بدکاری سے باز رہنے کے لئے سب سے بڑا خطرہ استقرار حمل اور ناجائز بچے کا ہونا ہے۔ اور یہ خطرہ مانع حمل الآت کے استعمال سے جاتا رہے گا، تو اس کو آزادی مل جائے گی کسی کے پاس بھی اس امر کی ضمانت نہیں ہے، کہ اس علم سے اور ان ذرائع سے صرف شادی شدہ جوڑے ہی استفادہ کریں گے بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے، کہ شادی شدہ زوجین اس سے اتنا زیادہ فائدہ نہیں اٹھائیں گے جتنا بن بیاہے دوست اٹھائیں گے، اور اس سے زنا کو وہ فروغ حاصل ہوگا، جو ہمارے معاشرے کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا ہے، جہاں تعلیم و تربیت اور دین و اخلاق کا عنصر روز بروز کمزور ہوتا چلا جا رہا ہو، جہاں سینما، فحش تصاویر، فحش لٹریچر اور فحش گانے جنسی محرکات میں روز بروز اضافہ کئے جا رہے ہوں، جہاں پردے کے حدود و قیود ٹوٹ رہے ہوں، اور مردوں، عورتوں کے لئے آزادانہ میل و جول کے مواقع روز بروز زیادہ سے زیادہ پیدا ہو رہے ہوں، جہاں عورتوں کے لباس عریانی اور زینت و نمائش اور حسن روز افزوں ہو، جہاں تعداد ازواج کے راستے میں قانونی رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہوں، مگر ناجائز تعلقات کے راستے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہ ہو، اور جہاں سولہ برس سے کم عمر لڑکی کا نکاح قانوناً ممنوع ہو، وہاں بداخلاقیوں کے راستے میں بس ایک ہی آخری رکاوٹ باقی رہ جاتی ہے، اور وہ ناجائز کا خوف، ایک دفعہ یہ رکاوٹ بھی دور کر دیجئے، اور برے رجحانات رکھنے والی عورتوں کو یہ اطمینان دلا دیجئے، کہ وہ استقرار حمل کا کوئی خطرہ انگیز کئے بغیر اپنے آپ کو مرد دوستوں کے حوالے کر سکتی ہے، اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ زنا کے سیلاب کو امڈ آنے سے کوئی طاقت نہ روک سکے گی، یہ نتیجہ بھی محض قیاسی نہیں ہے بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی ضبط ولادت کا رواج عام ہے، وہاں زنا کی وہ کثرت ہوئی، کہ جس کی کوئی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے، کہ خاندانی منصوبہ بندی یا ضبط ولادت اور برتھ کنٹرول سے اسلامی، مذہبی، دینی، اخلاقی، معاشی، اقتصادی، جسمانی، روحانی، نسلی اور قومی اعتبار سے درست نہیں ہے اسکی پوری تفصیل

Marfat.com

۔اسلام اور ضبط ولادت۔ میں ملاحظہ فرمایئے۔

خاندانی منصوبہ بندی کرنے والوں کا یہ دعویٰ ہے، کہ زمین میں قابل سکونت جگہ محدود ہے انسان کے لئے وسائل معاش بھی محدود ہیں، لیکن انسانی نسلوں میں افزائش کی قابلیت غیر محدود ہے، زمین میں ایک اچھے معیار زندگی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار ملین آدمی سما سکتے ہیں، اس وقت زمین کی آبادی تقریباً تین ہزار ملین تک پہنچ چکی ہے۔ اگر حالات مناسب ہوں تو تیس سال کے اندر یہ آبادی دگنی ہو سکتی ہے، لہٰذا یہ اندیشہ ہے، کہ پچاس سال کے اندر زمین کی وسعت آبادیوں سے بھر جائیگی، اور اس کے بعد نسلوں جو اضافہ ہوگا، وہ اولاد آدم کی معیار زندگی کو گراتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کے لئے بھلے آدمیوں کی طرح زندگی گذارنا مشکل ہو جائے گی، پس انسانیت کو اس خطرے سے بچانے کے لئے ضروری ہے، کہ تحدید نسل کے طریقے اختیار کر کے نسلوں کی افزائش کو ایک حد مناسب کے اندر محدود کر دیا جائے۔

لیکن یہ دلیل نہایت کمزور اور غیر وزنی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو زندوں اور مردوں کے لیے کافی وافی بنایا ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۔ اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا ۔ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا (المرسلات)

کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا زندوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی اور ہم نے اس میں بلند اور بھاری پہاڑ بنائے اور تمہیں سیراب کرنے والا میٹھا پانی پلایا۔

یعنی زمین زندوں اور مردوں کے لئے کافی ہے، اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں جو اس کا اندازہ رکھا تھا، اس اندازہ کے مطابق ہر چیز ظہور پذیر ہوتی رہی ہے۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (القمر)

ہم نے ہر ایک چیز کو مناسب اندازے پر پیدا کیا ہے۔

اس لئے ہر چیز اپنے جچے تلے اندازے پر صادر ہوتی رہتی ہے، پانی میں بھی خدا کی مخلوق بسی ہوئی ہے اور وہ اس کے لئے کافی ہے، اور چلنے پھرنے والے جانوروں کے لئے یہ زمین بہت وسیع ہے، اور اس کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے، یعنی وہی روزی رساں ہے، اور ہر چیز کا متکفل ہے، کسی انسان کو اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے، قرآن مجید میں فرمایا۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (هود)

زمین میں چلنے پھرنے والی ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جس کے رزق کا انتظام خدا کے ذمہ نہ ہو، اور زمین میں ان کے ٹھکانے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے، یہ سب کچھ ایک

Marfat.com

روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات جو چھوٹی بڑی یا خشکی و تری میں ہیں، ان سب کے رزق کا ذمہ دار ہے۔ وہی ان کے چلنے پھرنے آنے جانے اور ٹھہرنے، رہنے سہنے اور جانے موت اور زمین میں رہنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ لہذا ہمیں اس کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کہ اگر انسانی آبادی بڑھ گئی، تو کہاں رہے گی، کیا کھانے کو ملے گی کیا پہنے گی۔

قرآن مجید میں نسل تحدید کو مختلف طریقے سے غلط قرار دیا ہے وہ بار بار مختلف طریقوں سے یہ بات انسان کے ذہن نشین کرتا ہے، کہ روزی دینا اس کا کام ہے، جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور روزی رسانی کی ذمہ داری کسی دوسرے پر نہیں ڈالی ہے۔ اور اگر کسی دوسرے پر ڈال دیتا، تو وہ جس کو چاہتا روزی دیتا اور جس کو نہیں چاہتا، تو روزی نہیں دیتا، لیکن اللہ تعالیٰ سب کے لئے روزی پہنچانے کا ذمہ دار ہے، خواہ وہ کمائی کرے یا نہ کرے، خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، عاصی ہو یا مطیع۔ ؎

ادیم زمین سفرئے عام اوست  چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَكَأَيِّنْ مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ (عنکبوت)

اور کتنے ہی جاندار ہیں، کہ اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے وہی تم کو بھی رزق دیتا ہے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا:۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ۔ (سورۃ الذاریات)

درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا، بڑی قوت والا، اور زبردست ہے۔

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ (سورۃ الشوری)

آسمانوں اور زمین کے خزانے اسی کے اختیار میں ہیں جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے، اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ۔ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ۔ (الحجر)

اور ہم نے زمین میں تمہارے لئے بھی معیشت کا سامان فراہم کیا ہے اور ان دوسروں کے لئے بھی جن کے رزاق تم نہیں ہو، کوئی چیز ایسی نہیں ہے، جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم ان خزانوں میں سے جو چیز بھی نازل کرتے ہیں، ایک سوچے سمجھے اندازے سے نازل کرتے ہیں۔

ان حقائق کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کے ذمے جو کام ڈالتا ہے، وہ یہ ہے، کہ اس کے خزانوں سے وہ اپنا رزق تلاش کرنے کی سعی کرے، بالفاظ دیگر رزق دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اور ڈھونڈنا انسان کا کام ہے۔

منصوبہ بندی اور برتھ کنٹرول کرنا، اولادکشی اور اولاد کی حق تلفی ہے، اللہ تعالیٰ ان حق تلفیوں سے بچائے، اور دین حق پر قائم رکھے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

# خطبہ ۶۳ حق القرابت (صلہ رحمی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ ذِی الْمَجْدِ وَالْاِحْسَانِ الْعَمِیْمِ۔ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الَّذِیْ اِنْجَبَرَ بِفَضْلِہٖ حُطَمُ کُلِّ حَطِیْمٍ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ الَّذِیْ یَجْزِیْ بِہِ الصَّالِحُ وَیَذِلُّ بِہِ الْاَثِیْمُ۔ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ۔ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ الاٰیۃ۔ (سورۃ البقرۃ ع ۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس سے وہ ان ہی کو گمراہ کرتا ہے، جو حکم نہیں مانتے، جو خدا سے مضبوط عہد کرکے بھی توڑتے ہیں، اور خدا نے جس کو جوڑنے کا حکم دیا ہے، اس کو کاٹتے رہتے ہیں۔

ماں باپ وغیرہ کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے اہل قرابت کا حق ہے، عربی زبان میں قرابت والوں کا حق ادا کرنے کو صلہ رحمی کہتے ہیں، کیونکہ رحم ہی ان تعلقات کی جڑ ہے، کسی امر میں انسانوں کا اشتراک ہی ان کے باہمی تعلقات اور حقوق و محبت و اعانت کی اصل گرہ ہے، یہ اشتراک کہیں ہم عمری کہیں ہمدردی کہیں ہمسائیگی، کہیں ہم مذاقی کہیں ہم پیشگی، کہیں ہم وطنی، کہیں ہم قومی کی مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتا ہے اس اشتراک کے عقد محبت کو استوار اور مضبوط رکھنے کے لئے جانبین پر حقوق کی نگہداشت اور فرائض محبت

Marfat.com

کی ادائیگی واجب ہے، لیکن ان تمام اشتراکوں سے بڑھ کر وہ اشتراک ہے، جس کا سبب رحم مادرہے، یہ ہم رحمی خالق فطرت کی باندھی ہوئی گرہ ہے، وہ متفرق انسانی ہستیوں کو خاص کر اپنے دست قدرت سے باندھ کر اس طرح ایک کردیتا ہے، کہ اس کا حق توڑنا انسان کی قدرت سے باہر ہوتا ہے، اس لئے اس کے حقوق کی نگہداشت بھی سب انسانوں کو سب سے زیادہ ضروری ہے، اس فطری گرہ کے توڑنے والوں کو فاسق اور ضلالت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے، حقوق العباد میں حقوق قرابت کی اہمیت بہت زیادہ ہے قرآن مجید میں کم ازکم بارہ آیتوں میں اس کی صریح تاکید ہے، اور اس کو احسان نہیں، بلکہ اس کا فرض اور حق بتاتا ہے۔ جیساکہ ارشاد ہے:۔

(۱) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (الروم) تو قرابت دار کو اس کا حق دے دے۔

(۲) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (بنی اسرآئیل) تم قرابت داری کے حق کو ادا کرو۔

دوسری جگہ یہ تصریح فرمائی ہے، کہ مال و دولت کی محبت اور ذاتی ضرورت اور خواہش کے باوجود صرف خدا کی مرضی کے لئے خود تکلیف اٹھا کر اپنے قرابت مندوں کی امداد اور حاجت روائی اصلی نیکی ہے، جیساکہ فرمایا:۔

(۳) وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى (سورۃ البقرۃ) اور اصل نیکی اس کی ہے، جو باوجود ضرورت کے اس کی محبت کے قرابت داروں کو دے دے

والدین کے بعد اہل قرابت ہی سب سے پہلے ہماری مالی امداد کے مستحق ہیں:۔

(۴) قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (سورۃ البقرۃ۔۲۶) فائدہ کی جو چیز بھی تم خرچ کرو، تو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے ہے۔

ماں باپ کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک خدا تعالیٰ کے ان خاص احکام میں سے ہے، جن کا انسان سے عہد لیا گیا۔

(۵) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى (سورۃ البقرۃ) اور بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا، کہ خدا ہی کو پوجنا، اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا۔

سورہ نحل میں اہل قرابت کی امداد کو عدل اور احسان کے بعد تیسرا حکم بتایا:۔

(۶) اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى (النحل) بے شک اللہ تعالیٰ انصاف، اور حسن سلوک، اور قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے۔

اور ایک مسلمان کی دولت کے بہترین مستحق اس کے والدین کے بعد اس کے اقرباہی کو فرمایا۔

Marifat.com

(۷) قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنَ (البقرہ) — اے نبی آپ فرما دیجئے کہ ماں باپ کی جو چیز تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ قرابت والے اور یتیموں اور غریبوں کو دو۔

اگر کسی قرابت دار سے کوئی قصور ہو جائے، تو اہل دولت کو زیبا نہیں، کہ وہ اس کی سزا میں اپنی امداد اس سے روک لیں۔

(۸) وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسَاکِیْنَ (النور) — جو لوگ تم میں زیادہ اور کشائش والے ہیں، وہ قرابت مندوں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔

خدا کی خالص عبادت اور توحید اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے بعد تیسری چیز اہل قرابت کے ساتھ نیکی کرنا ہے، فرمایا۔

(۹) وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی (النساء) — اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں کے ساتھ نیکی کرنا۔

قرابت کو اسلام میں بہت اہمیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام محنتوں، زحمتوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا جو تبلیغ اور دعوت حق میں آپ کو پیش آئیں، اور آپ نے اس احسان وکرم کا جو ہدایت اور اصلاح کے ذریعہ ہم پر فرمایا، بدل معاوضہ اور مزدوری امت سے یہ طلب فرماتے ہیں، کہ میرے رشتہ داروں اور قرابت داروں کا حق ادا کرو، اور ان سے لطف و محبت سے پیش آؤ۔

جیساکہ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں فرمایا:۔

(۱۰) قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی (الشوری) — اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ پر بجز اسکے کوئی مزدوری نہیں مانگتا کہ ناطے رشتے میں محبت اور پیار کرو۔

قرابت والوں کی محبت کی زیادہ تاکید و اہمیت حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، استعارہ کے لفظوں میں آپ نے فرمایا:۔

اَلرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَّصَلَکِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَکِ قَطَعْتُهٗ (بخاری) — رحم رشتہ لفظ رحمن سے مشتق ہے اس لئے محبت والے خدا نے رحم کو مخاطب کرکے فرمایا جو تجھ کو ملائے گا اس کو میں ملاؤنگا اور جو تجھ کو کاٹے گا، میں بھی اس کو کاٹوں گا۔

اس مفہوم کو آپ نے یوں بھی ادا فرمایا ہے

اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَّصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ — رحم انسانی نے عرش کو پکڑ کر کہا، کہ جو مجھ سے ملائے اس کو خدا تعالیٰ ملائے گا اور جو مجھے کاٹے اس کو

Marfat.com

قَطَعَهُ اللّٰهُ (بخاری) خدا تعالیٰ کاٹے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَيِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ (بخاری، مسلم)

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کر لیا، تو رحم انسانی نے رحمت والے خدا کی کمر کو پکڑ لیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہے اس نے کہا کہ یہی جگہ قطع رحمی سے تیری پناہ لینے کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ جو تجھ کو ملائے، اس کو میں اپنے سے ملاؤں، اور جو تجھے کاٹے اس کو میں اپنے سے کاٹوں، اس نے کہا مجھے یہ منظور ہے اللہ نے فرمایا، کہ اب ایسا ہی ہوگا۔

رحم اور رحمٰن کا اشتراک لفظی، اشتراک معنوی رحمت و مودت پر دلالت کرتا ہے، اس لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (سورۃ النساء)

اور جس خدا کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اس کا اور رشتہ کا خیال رکھو۔

اس رشتہ کا توڑنے والا، اور قرابت کے حق کو ادا نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ (بخاری) رشتہ کا کاٹنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اور رشتہ کو جوڑنے والا، اور قرابت مندوں کی خدمت کرنے والا جنت میں داخل ہوگا، چنانچہ ایک شخص نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو مجھ کو جنت میں لے جائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ (بخاری)

اللہ کی عبادت کیا کرو، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور نماز اچھی طرح ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو، اور قرابت داروں کا حق ادا کرتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔

جو قرابت داروں کا حق ادا کرتا ہے، اور ان کی خدمت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو کشادہ روزی دیتا ہے، اس کی عمر بڑھاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ پسند ہو، کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو، اس کو چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے (بخاری، مسلم)

Marfat.com

چونکہ ان عملوں کا اثر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے، کہ اس سے مال و دولت میں فراخی اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے، اس لئے کہ صلہ رحمی کی دو ہی صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ضرورتمند رشتہ داروں کی مالی امداد کیجائے دوسری یہ کہ خدا کی دی ہوئی عمر کا کچھ حصہ ان کی خدمت میں صرف کیا جائے، پہلے کا نتیجہ خدا کی طرف سے مالی وسعت اور کشادگی اور دوسرے کا نتیجہ عمر میں برکت اور زیادتی کی صورت میں ملتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مُحَبَّةٌ فِی الْاَھْلِ وَمَثْرَاةٌ فِی الْمَالِ مَنْسَاۃٌ فِی الْاَثَرِ (بخاری)

صلہ رحمی سے قرابت والوں میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔

اس صلہ رحمی سے سارے خاندان والے راضی ہوں گے، اور اس کے حق میں دعائیں کریں گے، جس سے اس کے مال و دولت اور عمر میں برکت و کثرت ہوگی، اگر کوئی عزیز رشتہ دار اپنے حق کو ادا نہیں کرتا تو اس کے دوسرے رشتہ دار کو یہ مناسب نہیں ہے، کہ یہ بھی اپنے حق کو ادا نہ کرے، بلکہ دراصل صلہ رحمی اسی کا نام ہے، کہ جو قرابت کے حق کو ادا نہ کرے، اس کے حق کو ادا کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلُ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَھَا (بخاری شریف)

جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے، وہ دراصل صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، بلکہ ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑنے والا دراصل صلہ رحمی کرنے والا ہے۔

خوش خلقی اور مکارم اخلاق یہی ہے، کہ قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق جوڑا جائے، اور ظلم کرنے والوں سے درگذر کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی اَکْرَمِ اَخْلَاقِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَکَ وَتُعْطِیَ مَنْ حَرَمَکَ وَاَنْ تَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَکَ (طبرانی، ترغیب)

میں تمہیں دونوں جہان کے بہترین اخلاق بتاتا ہوں، کہ قطع تعلق کرنے والوں سے جوڑو، نہ دینے والوں کو دو، اور ظالم کے قصور کو معاف کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو نیک عملوں کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی برائیوں سے بچائے رکھے، آمین۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (آمین)

Marfat.com

# خطبہ ۶۴ حقوق الزوجین (میاں بیوی کے حقوق)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔ (سورۃ النساء پ ۴ ع ۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے لوگو تم اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی کو بھی پیدا کیا، اور پھر ان دونوں سے بہت سے مردوں، عورتوں کو پھیلایا، اور اللہ سے ڈرتے رہو، جس کے واسطہ سے تم سوال کرتے ہو اور رشتے کاٹنے سے ڈرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

اس آیت کریمہ میں انسانی حقوق و مساوات کی طرف اشارہ ہے، کہ تم سب ایک شخص حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے، جو سب کے باپ ہیں، اور حضرت حوا علیہا السلام سے پیدا ہوئے ہو، وہ سب کی ماں ہیں، سب کا ایک ہی خاندان اور ایک ہی نسل ہے، اس خاندانی حیثیت سے کسی کو کسی پر فوقیت نہیں اللہ تعالیٰ نے اس نفس واحد، حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ (مسلم) یعنی عورت حضرت حوا، پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔

اور ان دونوں سے دنیا کے تمام لوگ پیدا ہوئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (سورۃ الحجرات)

ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا۔ اور پہچان کے لئے کنبوں، قبیلوں میں بانٹ دیا۔ اور سب سے زیادہ شریف اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔

یہ دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں، مرد عورت کا، اور عورت مرد کی محتاج ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ) وہ تمہارے لئے پوشاک ہیں اور تم ان کے لئے پوشاک ہو۔

دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے، سکون و رحمت میں ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ بغیر ایک کے وجود کے دوسرے کی زندگی گویا بے کار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً (سورۃ الروم)

اور اس کی (خدا کی) نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم کو ان سے آرام ملے اور تم میں الفت و مہربانی پیدا کی۔

اور تم میاں بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے حقوق کے اعتبار سے دونوں کو برابر کا حق دیا۔ فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورۃ البقرۃ)

عورتوں کا مردوں پر حق ہے جیسا کہ مردوں کا حق عورتوں پر ہے دستور کے مطابق۔

خلقت کے اعتبار سے عورت شیشہ سے بھی زیادہ کمزور ہے، اس لئے اس کی دل جوئی کی گئی ہے اور ہر قسم کے ظلم و تعدی اور زد و کوب سے منع کیا گیا ہے۔ عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (عورتوں کے ساتھ معقول برتاؤ کرو)۔ یہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ معاشرت، حسن سلوک، محبت و مودت، رواداری و ہمدردی، میل جول اور دیگر تعلقات میں دونوں میں مساوات اور برابری ہے۔

ازدواجی رشتہ کی وجہ سے بیوی کا خاوند پر اور خاوند کا بیوی پر حق عائد ہو جاتا ہے۔ اگر دونوں اپنے اپنے حقوق ادا کرتے رہیں، تو کسی قسم کے اختلاف اور تنازع کی صورت نہ پیدا ہو، حق تلفی کی وجہ سے آپس میں جنگ و جدال بلکہ طلاق و خلع کی نوبت آجاتی ہے، بہت سے تو اپنی ذمہ داری کو سمجھتے یا جانتے ہی نہیں ان کی واقفیت کے لئے اب میں چند حدیثوں اور آیتوں کو بیان کرتا ہوں، تاکہ واقف ہو کر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

## خاوند کا حق

خاوند بیوی کا سرتاج اور بادشاہ ہے، اس کو ہر طرح سے خوش رکھا جائے، اور خدمت اور اطاعت کی جائے، کسی بات میں ناراض نہ کیا جائے، خاوند کی خوشی گویا خدا کی خوشی ہے، اور خاوند کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے، جو عورت اپنے خاوند کی اطاعت و

Marfat.com

فرمانبرداری کرتی ہے، وہ جنتی ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا۔ (سورۃ النساء)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی حفاظت اور نگہداشت رکھنے والیاں ہیں، اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا خوف ہو، انہیں نصیحت کرو، اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کرنے لگیں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑی بڑائی والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے، کہ خاوند بیوی کا سردار ہے، اس لئے نان ونفقہ کی ذمہ داری اسی پر ہے۔ اور عورتوں کی ذمہ داری خاوند کی اطاعت وفرمانبرداری ہے، حقوق کی عدم ادائیگی کی وجہ سے تنبیہ کے طور پر زدوکوب کی اجازت ہے۔ نیک بیوی کی پہچان یہی ہے، کہ وہ اپنی عصمت کا خیال رکھے اور خاوند کی ذمہ داری یہ ہے، کہ بلاوجہ نہ بیوی کو ستائے، اور نہ زدوکوب کرے۔

یعنی جیسے ان عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں، ویسے ہی ان عورتوں کے مردوں پر بھی حقوق ہیں ہر ایک کو دوسرے کا پاس ولحاظ عمدگی سے رکھنا چاہئے، صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا، لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم نے اسکی امانت سے انہیں لیا ہے، اور اللہ کے کلمہ سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے، عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے، کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے کو نہ آنے دیں، جس سے تم ناراض ہو، اگر وہ ایسا کریں، تو انہیں مارو، لیکن ایسی مار نہ ہو، کہ ظاہر ہو جائے، اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اپنی بساط کے مطابق کھلاؤ، پہناؤ، پلاؤ،

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ ہماری عورتوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں، آپ نے فرمایا، کہ جب تم کھاؤ، تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو، نہ گالیاں دو، اس سے روٹھ کر اسے کہیں اور نہ بھیج دو، ہاں گھر میں ہی رکھو، اسی آیت کو پڑھ کر حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے، کہ میں پسند کرتا ہوں، کہ عورت خاوند کو خوش کرنے کے لئے اپنا بناؤ سنگار کرتی ہے پھر

فرمایا کہ مردوں کو ان پر فضیلت ہے، جسمانی حیثیت سے بھی، اور اخلاقی حیثیت سے بھی، امر تبہ کی حیثیت سے بھی، غرض دنیوی اور اخروی ہر فضیلت کے اعتبار سے مرد آگے ہیں۔

میاں، بیوی یا ایک دوسرے کے محتاج ہیں، ان کی معاشی اور معاشرتی کمی کی تکمیل ایک دوسرے کی حیثیت سے ہی ہے، اور دونوں آپس میں لازم و ملزوم کی حیثیت سے ہیں، ایک دوسرے کے ستر پوش و پردہ پوش، اور ایک دوسرے کی زینت و جمال ہیں، یہی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرۃ) عورتیں مردوں کی پوشاک ہیں، اور تم ان کی پوشاک ہو۔

اس پوشاک کے لفظ میں بیسیوں معنی پوشیدہ ہیں، تم ان کے ستر پوش ہو، وہ تمہارے لئے ستر پوش، تم ان کے لئے زینت ہو، وہ تمہارے لئے زینت، تم ان کی خوبصورتی ہو، وہ تمہاری خوبصورتی، تم ان کی تکمیل کا ذریعہ ہو، اور وہ تمہاری تکمیل کا ذریعہ، یہی نکاح کے اغراض و مقاصد ہیں، اور ان ہی اغراض کو پورا کرنا حقوق الزوجین کا ادا کرنا ہے، یہ ستر پوشی اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے، جب تک کہ دونوں ایک دوسرے کا حق ادا کریں، ورنہ عدم ادائیگی کی صورت میں ان کا پردہ فاش ہو جاتا ہے، جیسا کہ طلاق کے وقت ہوتا ہے خصوصیت سے عورتوں کو اس کا زیادہ دھیان رکھنا چاہئے، کہ وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کرتی رہیں، خدمت گذار عورتوں کی بڑی فضیلت آئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمَرْاَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَائَتْ، (مشکوۃ)

جو عورت پانچوں وقت کی نماز ادا کرتی رہے، اور رمضان کے روزے رکھتی رہی، اور پاک دامن رہی اور شوہر کی فرمانبرداری کرتی رہی. تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے، داخل ہو جائے۔

دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو عورت اپنے خاوند کو خوش کر کے مرے گی، جنت میں داخل ہوگی (ترمذی)

اس لئے عورتوں کو چاہئے، کہ اپنے خاوندوں کو ہمیشہ خوش رکھیں، بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ ان کا خاوند ان کے لئے جنت اور دوزخ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اُنْظُرِیْ فَاِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ، (ابن سعد)

اے عورت! تو دیکھ بھال لے، تیرا خاوند جنت بھی ہے، اور دوزخ بھی ہے۔

یعنی خاوند کو خوش کر کے جنت میں جاؤگی، اور ناراض کر کے جہنم میں جاؤگی۔

وہ عورت بہت نیک ہے، جو اپنے خاوند کو خوش رکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت

Marfat.com

کیا گیا، کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے، تو آپ نے فرمایا:۔

اَلَّتِیْ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِیْعُہٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُہٗ فِیْ نَفْسِھَا وَلَا فِیْ مَالِھَا بِمَا یَکْرَہٗ۔ (بیہقی)

سب عورتوں میں وہ عورت اچھی ہے کہ جب اس کا خاوند اسے دیکھے، تو خوش کر دے، اور جب وہ حکم دے تو بجالائے اور اپنی جان اور مال میں اس کے خلاف نہ کرے۔

جب تمہارا خاوند کسی کام کا حکم دے، تو فوراً اس کو بجا لاؤ، حیلہ بہانہ مت کرو، آپؐ نے فرمایا:۔

اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَہٗ لِحَاجَتِہٖ فَلْتَاْتِہٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ (ترمذی)

جب خاوند اپنی بیوی کو خاص ضرورت کے لئے بلائے، تو فوراً حاضر ہو جائے اگرچہ تنور کا روٹی وغیرہ پکانے میں مشغول ہو

تم کبھی بھی ان کو ناخوش نہ رکھو، ورنہ تمہاری نماز تک قبول نہ ہوگی، حدیث شریف میں ہے، کہ جس عورت کا خاوند ناراض ہو، ان کی نماز قبول نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ اس سے خوش نہ ہو جائے (بیہقی)

خاوند کا بڑا حق ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا، اگر خدا کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے سجدہ کرنا جائز ہوتا، کہ عورتوں کو حکم دیا جاتا، کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، لیکن خدا کے سوا کسی دوسرے کے لئے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے (ابوداؤد، ترمذی)

بلا خاوند کا حق ادا کئے خدا کا بھی حق ادا نہیں ہو سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تُؤَدِّی الْمَرْاَۃُ حَقَّ رَبِّھَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِھَا (الحاکم۔ ترغیب)

کوئی عورت اپنے رب کے حق کو ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے حق ادا نہ کرے۔

ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا، خاوند کا حق بیوی پر یہ ہے، کہ اگر خاوند کا جسم زخموں سے پر ہو یا اس کی ناک سے خون اور پیپ بہتی ہو اور بیوی اس کو زبان سے چاٹے پھر اس کو نگل جائے، پھر بھی اس کا حق ادا نہ ہوگا (ترغیب)

بغیر خاوند کی اجازت کے نفل روزے مت رکھو، اور نہ بغیر اس کی اجازت کے باہر جاؤ، جو عورتیں اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر باہر قدم رکھتی ہیں، سب چیزیں اس پر لعنت کرتی ہیں (طبرانی، ترغیب)

اور نہ تم کبھی خاوند کو ستاؤ، اور نہ ایذا پہنچاؤ، جو اپنے خاوند کو ستاتی ہے، جنت کی حور خود اس عورت سے کہتی ہے، خدا برباد کرے تجھ کو، تو اس کو مت ستا، یہ تیرا چند دنوں کا ساتھی ہے، عنقریب تجھ کو چھوڑ کر میرے پاس آنے والا ہے (ترمذی، ترغیب)

تم کبھی اپنے خاوند سے ناخوش نہ ہو، اور نہ کبھی ناشکری کرو، ناشکری کرنے والی عورتیں دوزخ میں جائیں گی (بخاری شریف)

Marfat.com

اگر تمہارا خاوند کسی بات پر ناراض ہو جائے، تو فوراً خوشامد کرکے منالو، اور ہمیشہ تم اس کی عزت کرو، اور اپنے سے بڑا سمجھو، بات چیت میں ادب تہذیب کا خیال رکھو، ان کی خدمت میں کوتاہی مت کرو، اور کبھی کسی کے سامنے خاوند کی غیبت اور برائی مت کرو، خاوند کی برائی کرنے والی عورت بہت بری ہے۔

اپنے پردہ کی باتیں کسی سے مت بیان کرو، حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلٰی اِمْرَأَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا۔ (مسلم شریف)

قیامت کے دن مرتبے میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ خراب وہ شخص ہوگا، جو اپنی بیوی سے ملے اور اس کی باتیں لوگوں سے کہے، اور وہ عورت بھی بہت خراب ہوگی، جو اپنے میاں سے مل جل اور وہ باتیں اپنی سہیلیوں سے ظاہر کریں۔

احادیث مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے، کہ عورت پر خاوند کا بہت بڑا حق ہے، اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ عورت حقیقت میں خاوند کی خدمت گذار ہے، جیسا کہ اوپر والی حدیث میں گذر چکا ہے، کہ اگر خدا کے سوا اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو عورتوں کو حکم دیا جاتا، کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔

جہاں خاوندوں کے عورتوں پر اور حقوق ہیں، وہاں یہ بھی حق ہے، کہ عورت گھر میں بیٹھی رہے، خاوند کے حکم کے بغیر باہر نہ جائے، دریچے پر نہ آئے، چھت پر نہ چڑھے، پڑوسیوں سے زیادہ بات نہ کرے، اور بلا ضرورت ان کے گھروں میں آمد و رفت نہ رکھے، اپنے شوہر کی خیر خواہی اور بھلائی میں پوری ہمت خرچ کردے، تنہائی میں اس کے اور خاوند کے درمیان جو بے تکلفی ہوتی ہے، کسی سے بیان نہ کرے، اور ہر کام میں خاوند کی مرضی اور خوشی کو مد نظر رکھے، خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے، خاوند پر مہربانی کرے جب خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکھٹائے، تو اس طرح جواب دے، کہ خود پہچان نہ پڑے، اور یہ معلوم نہ ہو، کہ صاحب خانہ کی بیوی بول رہی ہے، خاوند کے دوستوں سے پردہ کرے تاکہ وہ اسے نہ پہچانیں، جس قدر میسر ہو، اسی پر خاوند کے ساتھ قناعت کرے۔ زیادہ طلبی کا خیال تک نہ کرے، خاوند کی عزت اپنے عزیزوں سے حتی کہ اپنے والدین سے بھی زیادہ کرے، اپنے آپ کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرے، جو کام اپنے ہاتھ سے کرسکتی ہے۔ اس کو انجام پہنچانے میں دریغ نہ کرے اپنی خوبصورتی اور حسن و جمال پر فخر نہ کرے، اس کے احسان کی ناشکری نہ کرے۔ یہ بھی نہ کہے، کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میں نے دوزخ کو دیکھا۔ تو اس میں سب سے زیادہ عورتوں کو پایا، اس کا سبب پوچھا، معلوم ہوا کہ اپنے خاوندوں کو لعن وطعن اور ان کی ناشکری اور ناحق

سناسی کرنے کی وجہ سے ان کا یہ حال ہے۔ (بخاری، مسلم)

## نیک بیویاں دنیا کی جنت ہیں

نیک عورت دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ۔ (مسلم)

دنیا فائدہ اٹھانے کی چیز ہے، اور سب سے بہتر چیز نیک عورت ہے۔

دوسری حدیث میں اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے۔

مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ۔ (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور ایمان کے بعد مومن آدمی کے لئے سب سے بہتر چیز نیک عورت ہے، کہ اگر اسے حکم دے، تو اس کی فرمانبرداری کرے، اور اگر اس کی طرف دیکھے، تو خوش کر دے، اور اگر اس پر قسم کھائے تو پوری کر دے، اور اگر اس کو چھوڑ کر پردیس وغیرہ کہیں چلا جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اپنے نفس کی، اور اپنے خاوند کے مال کی نگرانی کرے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک خاتون صحابیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہوئیں، اور عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! آپ مردوں کے مجمع میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور ان کو وعظ و نصیحت فرماتے ہیں، اور وہ آپ کی باتیں سنتے ہیں، تو گویا آپ کی حدیثیں ان کے حصہ میں آتی ہیں، اور ہم عورتیں اس سے محروم رہتی ہیں، اگر آپ ہماری طرف توجہ مبذول فرما کر کوئی خاص وقت مقرر فرما دیں، کہ جس میں آپ تشریف لا کر ہم عورتوں کو خصوصیت سے نصیحت فرما دیں، تاکہ ہم بھی آپ کے وعظ و نصیحت اور ارشادات سے فائدہ اٹھا سکیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو منظور فرما لیا، اور ارشاد فرمایا، کہ تم فلاں جگہ جمع ہو جانا، چنانچہ اس دن عورتیں جمع ہو گئیں، آپ وہاں تشریف لائے، اور وعظ و نصیحت میں یہ بھی فرمایا کہ:

مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِنَ الْوَلَدِ اِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاثْنَيْنِ۔

جس عورت کے تین بچے بچپن ہی میں مر گئے ہوں، اور اس پر اس نے صبر کیا ہو، تو وہ بچے اس کے لئے جہنم سے روک بن جائیں گے، کسی خاتون نے کہا، اگر کسی کے دو ہی بچے ہوں، تو آپ نے فرمایا، اگرچہ دو ہی ہوں۔

حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

عَلَیْکُنَّ بِالتَّسْبِیْحِ وَالتَّھْلِیْلِ وَالتَّقْدِیْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّھُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُّسْتَنْطِقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسِیْنَ الرَّحْمَۃَ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اے عورتو! سبحان اللہ، لاالٰہ الا اللہ، اور سبحان الملک القدوس کو لازم پکڑو، ان کا ورد وظیفہ کیا کرو، اور بکثرت انہیں پڑھا کرو، اور ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں پر ان کی گنتی کیا کرو، کیونکہ قیامت کے دن ان سے پوچھا جائے گا، اور انہیں جواب دینے کے لئے زبان عطا کی جائے گی۔ دیکھو اے عورتو! ان کلمات کے پڑھنے میں ہرگز غفلت نہ کرو، اگر تم غفلت سے چھوڑ دو گی، تو خدا کی رحمت سے محروم ہو جاؤ گی۔

حَامِلَاتٌ مُّرْضِعَاتٌ رَحِیْمَاتٌ لِاَوْلَادِھِنَّ لَوْلَا یَاْتِیْنَ اِلٰی اَزْوَاجِھِنَّ دَخَلْنَ مُصَلِّیَاتُھُنَّ الْجَنَّۃَ۔ (طبرانی، کنزالعمال)

حمل والیاں، اور دودھ پلانے والیاں، جو اپنے بچوں سے محبت اور شفقت رکھتی ہیں، اور نماز پڑھتی ہیں، وہ جنت میں داخل ہوں گی، بشرطیکہ خاوند کو خوش رکھا ہو، اور برائی اور بدسلوکی ان کے ساتھ نہ کی ہو گی۔

اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْغَیْرَۃَ عَلَی النِّسَاءِ وَالْجِھَادَ عَلَی الرِّجَالِ فَمَنْ صَبَرَ مِنْھُنَّ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا کَانَ لَھَا مِثْلُ اَجْرِ الشَّھِیْدِ۔ (طبرانی)

اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت اور مردوں پر جہاد فرض کر دیا ہے، جو عورت ایمانداری اور ثواب کی امید سے صبر کرے گی، تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

نیک عورت کی نیکی ستر ولیوں اور صدیقین کے برابر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدکار عورت کی برائی ہزاروں کی بدکاری کے برابر ہے، اور نیک عورت کی نیکی ستر صدیقین اور ولیوں کی نیکی کے برابر ہے، اور آپ نے فرمایا:

مِھْنَۃُ اِحْدَاکُنَّ فِیْ بَیْتِھَا تُدْرِکُ جِھَادَ الْمُجَاھِدِیْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ (کنزالعمال)

جو عورت اپنے گھر کے کاروبار میں لگی رہے، اگر خدا نے چاہا تو مجاہدین کے برابر ثواب پائے گی۔

ایک شخص نے کہا، کہ اے اللہ کے رسول! میری بیوی ایسی ہے، کہ جب میں گھر میں اس کے پاس آتا ہوں، تو وہ خوشی سے کہتی ہے، میرے آقا میرے سرتاج کو آنا مبارک ہو، اور جب وہ مجھے رنجیدہ دیکھتی ہے، تو تسلی دینے کے لئے کہتی ہے، تمہیں دنیا کا کیا غم ہے، تم نے اپنی آخرت تو سنبھال لی ہے۔ تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم اس عورت سے کہہ دو، کہ وہ اللہ کے کام کرنے والوں میں سے ایک کام کرنے والی ہے، اور اس کو مجاہد کا آدھا ثواب ملے گا۔

حضرت اسماء بنت یزید الانصاریہ سے مروی ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ یارسول اللہ! میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں، یعنی عورتوں نے مجھے آپ کے پاس

بھیجا ہے، اور یہ کہتی ہیں، کہ مرد ہم عورتوں پر فضیلت لے گئے، جمعہ، جماعت، بیمار پرسی جنازہ میں حاضری، حج وعمرہ کی ادائیگی، اور سرحد کی حفاظت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، تو ان سے واپس جاکر کہہ دے، کہ تمہارا اپنے خاوند کے لئے بناؤ سنگار کرنا، اور ان کی خوشنودی چاہنا، اور شوہر کی مرضی کی موافقت کرنا مردوں کے ان تمام عملوں کے برابر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ النِّسْوَانِ أَمَا إِنَّ خِيَارَكُنَّ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ خِيَارِ الرِّجَالِ فَيُغْسَلْنَ وَيُطَيَّبْنَ فَيُدْفَعْنَ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ عَلَى بَرَاذِينِ الْحُمْرِ الصُّفْرِ مَعَهُنَّ الْوِلْدَانُ كَأَنَّهُنَّ اللُّؤْلُؤُ الْمَنْثُورُ، (کنز العمال)

اے عورتو! تم میں جو نیک عورتیں ہیں وہ نیک مردوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی، ان کو غسل دلاکر اور خوشبو میں لبساکر سرخ اور زرد سواریوں پر سوار کرکے ان کے خاوندوں کے حوالے کردی جائیں گی، اور ان کے ساتھ ایسے بچے ہوں گے، جیسے بکھرے ہوئے موتی۔

غرض خاوند کی اطاعت وفرمانبرداری اور اپنے نفس کی حفاظت ونگہداری کرنے پر بیوی کو دونوں جہان کی سعادتیں اور مسرتیں نصیب ہوتی ہیں۔

## عورتوں کا حق مردوں پر

جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے، اسی طرح سے عورتوں کا حق مردوں پر بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ، (سورۃ البقرۃ)

جیسے مردوں کا حق عورتوں پر ہے، اسی طرح دستور کے موافق عورتوں کا حق مردوں پر بھی ہے۔

چونکہ صنفی اور پیدائشی حیثیت سے عورت نہایت کمزور اور نازک ہوتی ہے، اس کی دلجوئی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، ہر ممکن طریقے سے ان کی نازبرداری کرنا، اور حق ادا کرنا، اور حسن معاشرت سے پیش آنا نہایت ضروری ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا، (النساء)

تم عورتوں کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے زندگی بسر کرو، اگر وہ تمہیں پسند نہیں ہیں، تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز پسند نہ آئے، اور خدا نے اس میں بڑی خوبی رکھی ہو۔

حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کا اشارہ بھی اسی طرف ہے، کہ مومن مومنہ عورت سے دشمنی نہ رکھے، اگر وہ اس کی ایک عادت سے ناخوش ہے، تو دوسری عادت سے خوش ہے (مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں عورتوں کے حق میں وصیت فرمائی۔

اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ

میں تمہیں عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا

مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ کَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَکْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا (بخاری، مسلم)

تو تم اس وصیت کو قبول کرو، یقیناً عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں، اور اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم پسلی کو سیدھا کرنا چاہو، تو وہ ٹوٹ جائے گی، اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دو گے، تو ٹیڑھی ہی رہے گی تم کو میں عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں تم اس کو ضرور مان لو)

عورت کی خلقت پسلی سے ہے، یعنی جس طرح پسلی خلقی طور پر ٹیڑھی ہے، اور ٹیڑھی ہونے کی وجہ سے وہ مفید بھی ہے، یہی حال عورت کا بھی ہے، اس میں جذبات کی شدت اور نزاکت بہت ہے، اور اس کے اندر اس کا ہونا بہت ضروری ہے، ورنہ وہ اولاد کی پرورش نہ کر پاتی، اس لئے تم ایسا نہ کرو، کہ اس کی فطری خصوصیت کو نظر انداز کر کے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرو، نہ اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالو، اگر تم ایسا کرنا چاہو گے، تو اسے توڑ دو گے، اسے بگاڑ دو گے، اسے کھو دو گے، ہاں اگر تم اس کے جذبات کی شدت و نزاکت کا لحاظ کر کے اس سے تعلقات قائم کرو گے، اس کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچاؤ گے، اور اس کی اصلاح میں شدت اور جلد بازی کے بجائے تدریج صبر اور برداشت سے کام لو گے تو یقیناً اس سے تعلقات خوشگوار ہوں گے، اور اس سے عورت کی اصلاح ہو سکے گی، اس لئے عورتوں سے بہترین سلوک کرنا ہی مرد کا شیوہ ہے اور یہی راہ تم کو اختیار کرنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ فَجَاءَ عُمَرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلٰی اَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِیْ ضَرْبِهِنَّ فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ کَثِیْرٌ یَشْکُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ قَالَ اُولٰٓئِکَ لَیْسُوْا بِخِیَارِهِمْ (ابوداؤد)

اللہ کی باندیوں (عورتوں) کو نہ مارو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بولے عورتیں مردوں کے خلاف بہت جری ہو گئی ہیں، تو آپ نے انہیں مارنے کی اجازت دے دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو بہت سی عورتوں نے گھیر لیا اور انہوں نے اپنے شوہروں کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو لوگ اپنی عورتوں پر زیادتی کرتے ہیں، وہ تم میں اچھے لوگ نہیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے سلسلہ میں جو اصولی بات فرمائی، وہ یہ ہے۔

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہوں۔

انسان کے بہتر اور اچھے ہونے کی یہ ایک ایسی پہچان بتا دی گئی ہے، کہ اس آئینہ میں ہر شخص اپنا

Marfat.com

چہرہ دیکھ سکتا ہے، جو اپنوں کے ساتھ انصاف اور احسان نہیں کر سکتا وہ دوسروں کے ساتھ کیا احسان کر سکتا ہے، کیونکہ نیکی گھر سے شروع ہونی چاہئے۔ ایک صحابی بڑے عابد و زاہد تھے، لیکن وہ اپنی بیوی کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ حال سنا تو ان کو بلوا کر فرمایا:۔

وَلِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، (بخاری) اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔

مرد کے فرائض میں سے یہ ہے کہ وہ بیوی کے مہر کو ادا کرے، اور بیوی کا ہر قسم کا جائز خرچ برداشت کرے۔ کھانا، کپڑا دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں فرمایا:۔

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، (بخاری) لوگو! تم میری نیک نصیحت عورتوں کے بارے میں قبول کرو۔

یہ تمہارے ہاتھوں میں قیدی ہیں، تم اس کے سوا اور کسی بات کا حق نہیں رکھتے، مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا کام کریں، اگر ایسا کریں، تو ان کو خواب گاہ میں اپنے سے علیحدہ کر دو، اور ان کو ہلکی مار مارو، اگر وہ تمہاری بات مان لیں، تو پھر ان پر الزام لگانے کے پہلو نہ ڈھونڈو۔

اِنَّ لَكُمْ مِنْ نِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔

تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے، کہ تمہارے بستر کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں، جن کو تم پسند نہیں کرتے، اور نہ تمہارے گھروں میں ان کو آنے کی اجازت دیں، جن کو تم پسند نہیں کرتے ہو۔

اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ، (ابن ماجہ) اور ہاں ان عورتوں کا تم پر حق ہے، کہ ان کے پہنانے کھلانے میں نیک برتاؤ کرو۔

حضرت حکیم بن معاویہ قشیری رضہ فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! بیوی کا حق شوہر پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، جب خود کھاؤ، تو اس کو کھلاؤ، جب خود پہنو، تو اس کو بھی پہناؤ، اس کے منہ پر تھپڑ نہ مارو، اور نہ اس کو برا بھلا کہو، اور نہ گھر کے علاوہ سزا کے لئے علیحدہ کرو، اگر خاوند پورا نان و نفقہ نہیں دیتا، تو خاوند کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر بقدر ضرورت بیوی لے سکتی ہے۔

ہندہ بنت عتبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا، کہ میرا شوہر بخیل ہے، اور بال بچوں کا پورا خرچ نہیں دیتا، مگر یہ کہ جب میں اس کی بے خبری میں لے لوں، آپ نے فرمایا:۔

خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ (بخاری شریف) تم دستور کے مطابق اپنے لئے، اور اپنے بال بچوں کے لئے لے سکتی ہو۔

خاوند کے لئے یہ بھی ضروری ہے، کہ بیوی کے رہنے سہنے کے لئے مکان بھی دے، قرآن میں

Marfat.com

مطلقہ عورتوں کے سلسلہ میں آیا ہے۔

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ (الطلاق)

جن مکانوں میں تم رہتے ہو، ان ہی مکانوں میں ان کو بھی رکھو، اور ان پر سختی کے لئے ایذا مت دو۔

شوہر کے ذمہ یہ بھی ضروری ہے، کہ بلا وجہ بیوی کو نہ ستائے، نہ مارے پیٹے، آپ نے فرمایا جو بلا وجہ عورتوں کو مارتے ہیں، وہ اچھے نہیں ہیں (ابن ماجہ، ابوداؤد)

اور اگر بیوی سے رغبت نہیں ہے، تو اسے ایذا اور سختی کے ساتھ روکے رکھنا بھی اچھا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ (البقرۃ)

عورتوں کو ستانے اور زیادتی کرنے کے لئے نہ روکو، اور جو ایسا کرے گا، وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔

اگر بیوی نافرمان ہے، اور بغیر خاوند کی اجازت کے باہر چلی جاتی ہے، بدزبانی کرتی ہے، اور بداخلاقی سے پیش آتی ہے، تو پہلے اس کو نصیحت کرے، سمجھائے، اگر اس سے باز نہ آئے تو کچھ دنوں تک نشست و برخاست چھوڑ دے، اگر اس سے بھی باز نہ آئے، تو ایک معمولی مار مار دے، تو جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۰

اور جن عورتوں کے نشوز کا تمہیں ڈر ہو، تو ان کو سمجھاؤ، اور خواب گاہ میں ان سے الگ ہو جاؤ، اور ان کو مارو، اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں، تو ان پر راہ تلاش مت کرو۔

نشوز کے لغوی معنی ہیں اٹھ جانے کے، اور اصطلاحی معنی کی بابت امام ابن جریر فرماتے ہیں، کہ نشوز کا مطلب ہے، کہ گھر سے باہر آتی جاتی ہے، اور ادھر ادھر تانک جھانک کرتی پھرتی ہے، تو پہلے ان کو سمجھاؤ، اگر سمجھانے سے باز نہیں آتی ہیں، تو مارو، بہر حال بلا وجہ ستانا اور مارنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبِيدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ (بخاری)

تم اپنی عورتوں کو غلاموں کی طرح مت مارو، آخر دن یعنی رات میں پھر تم ان سے ملو گے اور تم کو ان سے ضرورت پڑے گی۔

ان کی زیادتی پر صبر کرو حتی الامکان ان کو خوش رکھو اور ہر ممکن طریقے سے ان کی دلجوئی کرتے رہو اور غیرت میں بھی اعتدال رکھو، اور بدگمانی سے بچتے رہو، ان کو پردہ میں رکھو، باہر بے پردہ نہ جانے دو اور اگر مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت مانگے، تو اجازت دے دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

لَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ اللّٰہِ (بخاری)　اللہ کی باندیوں کو مسجد میں آنے سے مت روکو۔

اور اگر متعدد بیویاں ہیں، تو ان میں اعتدال رکھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِذَا کَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَاَتَانِ فَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَھُمَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَشِقُّہٗ سَاقِطٌ۔ (ابوداود، ترمذی)

جس کے پاس دو عورتیں ہوں، اور وہ ان میں انصاف نہیں کرتا، تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا، کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا۔

یہ سزا دو ہی عورتوں کے ساتھ بے انصافی پر منحصر نہیں ہے، تین اور چار کے ہونے میں بے انصافی کی وجہ سے بھی یہ سزا ملے گی، اور اگر ایک ہی ہے، اور اس کے پورے پورے حق کو ادا نہیں کرتا تب بھی گرفتار ہو گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْھَا کَالْمُعَلَّقَۃِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (سورۃ النساء)

اور تم عورتوں کے درمیان میں پورا انصاف نہیں کر سکتے، اگرچہ تم اس کے حریص ہو، لہٰذا ایک ہی بیوی کی طرف مت جھکو، کہ دوسری بیچ میں لٹکی رہے، اور تم ملاپ کر لو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(نوٹ) میاں بیوی کے حقوق کی پوری تفصیل ہماری کتاب "خواتین جنت" اور "اسلامی تعلیم" حصہ نمبر ۲ اور "اسلامی پردہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور آپس میں محبت و اتحاد عنایت فرمائے۔ آمین۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ، وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ،

---

Marfat.com

# خطبہ ۶۵ مزدوروں کا حق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَلِكِ الْحَقِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَرْفَعُ الْقِسْطَ وَیَخْفِضُہٗ یُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ النَّھَارِ وَعَمَلُ النَّھَارِ قَبْلَ اللَّیْلِ وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ لِیُقْضٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ یَسْعٰی قَالَ یٰمُوْسٰی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ۔ فَخَرَجَ مِنْھَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔ وَلَمَّا تَوَجَّہَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ قَالَ عَسٰی رَبِّیْ اَنْ یَّھْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۔ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْہِ اُمَّۃً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ۔ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِھِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُکُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَیْخٌ کَبِیْرٌ ۔ فَسَقٰی لَھُمَا ثُمَّ تَوَلّٰی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۔ فَجَآءَتْہُ اِحْدٰھُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَہٗ وَقَصَّ عَلَیْہِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔ قَالَتْ اِحْدٰھُمَا یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ۔ قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَكَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ ھٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ۔ (سورۃ القصص)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شہر کے پرے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا، اور کہنے لگا، موسیٰ

Marfat.com

یہاں کے سردار تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں، تو بہت جلد چلا جا، مجھے اپنا سچا خیر خواہ مان، پھر موسیٰ وہاں سے خوفزدہ ہو کر دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے، کہنے لگے، اے پروردگار! تو مجھے ظالموں کے گروہ سے بچا لے، اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے، تو کہنے لگے کہ مجھے امید ہے، کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ لے چلے، جب مدین کے پانی پر آ پہنچے، تو دیکھا، کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے، اور دو عورتوں کو دیکھا، کہ الگ کھڑی اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں، پوچھا، کہ تمہارا کیا حال ہے، وہ بولیں کہ جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں، ہم پانی نہیں پلا سکتیں، اور ہمارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں، آپ نے خود ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا، پھر سائے کی طرف ہٹ آئے، اور کہنے لگے، کہ اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں، اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی، اور کہنے لگی، کہ میرے باپ آپ کو بلا رہے ہیں، تاکہ جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے، اس کی اجرت آپ کو دیں، جب حضرت موسیٰ ان کے پاس پہنچے، اور ان سے سارا حال بیان کیا، تو وہ کہنے لگے اب نہ ڈرو، تم نے ظالم قوم سے نجات پالی، ان دونوں میں سے ایک نے کہا، کہ ابا جی! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے، کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں گے ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو مزدور اور امانت دار ہو اس بزرگ نے کہا میں اپنی ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں، اس مہر پر کہ آپ آٹھ سال تک میرا کام کاج کریں، ہاں اگر آپ دس سال پورے کریں، تو یہ آپ کی طرف سے بطور احسان کے ہے میں یہ ہرگز نہیں چاہتا، کہ آپ کو کسی مشقت میں ڈالوں، خدا کو منظور ہے، تو آگے چل کر آپ مجھے بھلا آدمی پائیں گے، موسیٰ نے کہا خیر تو یہ بات میرے اور آپ کے درمیان پختہ ہو گئی، میں ان دونوں مدتوں میں سے جسے پورا کر دوں، مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو، ہم یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، اس پہ خدا گواہ اور کارساز ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کو بیان کیا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ ان کی مزدوری کا واقعہ بھی بیان فرمایا ہے، انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں آٹھ یا دس سال تک مزدوری کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ طٰسٓمٓ تلاوت فرمائی، جب حضرت موسیٰ کے ذکر تک پہنچے، تو فرمانے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا پیٹ بھرنے اور اپنی شرم گاہ کو بچانے کے لئے آٹھ سال یا دس سال حضرت شعیب علیہ السلام کی مزدوری کی (ابن ماجہ، تفسیر ابن کثیر)

اس سے معلوم ہوا، کہ حلال کمائی حاصل کرنے کے لئے مزدوری کرنے میں کوئی عیب اور شرم کی بات نہیں ہے، کیونکہ مزدور اپنے قوت بازو سے روزی حاصل کرتا ہے، جو بہترین کمائی ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ الْعَامِلِ إِذَا نَصَحَ، (مجمع الزوائد)

بہترین کمائی مزدور کی کمائی ہے بشرطیکہ وہ خیر خواہی اور بھلائی کے ساتھ کام والے کا کام انجام دے۔

احادیث میں مزدور کے پیشہ کو نہ صرف مستحسن بلکہ اخروی درجات کا ذریعہ بھی قرار دیا ہے۔

أَطْيَبُ الْكَسْبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَ كُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ (طبرانی الکبیر)

پاکیزہ ترین کسب انسان کا اپنے ہاتھ سے کام کر کے کمانا اور ہر ایسی تجارت جو دیانت سے انجام دی جائے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُحْتَرِفَ، (بیہقی)

اللہ تعالیٰ صنعت و حرفت میں محنت اور مشقت کرنے والے بندے کو پسند کرتا ہے۔

مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى أَهْلِهِ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهِ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَوَجْهُهُ مِثْلُ قَمَرِ الْبَدْرِ (ابو نعیم فی الحلیۃ)

جو شخص سوال سے بچنے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش اور پڑوسی پر لطف و کرم کرنے کی غرض سے حلال روزی کی سعی کرتا ہے، وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا، کہ اس کا چہرہ مثل چودھویں کے چاند کے چمک سا ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بھوکے تھے، مجھے اس کی اطلاع ہوئی، تو میں مزدوری کی تلاش میں چلا، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ کما لاؤں، مدینے کے ایک باغ میں ایک یہودی کو دیکھا، کہ اس نے مٹی کے ڈھیلے جمع کر رکھے ہیں اور ان پر پانی ڈالنے کی ضرورت ہے، میں نے اس یہودی سے فی ڈول ایک کھجور پر معاملہ طے کیا، اور یوں ستر ڈول کے معاوضہ میں ستر کھجوریں مزدوری میں کما کر گھر لایا، اور پھر رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کی اطلاع دی گئی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ کھجوریں تناول فرمائیں (ابن ماجہ)

مزدور کو اجیر کہتے ہیں، اور مزدوری کرانے والے کو مستاجر کہتے ہیں، اور اس معاملہ کو اجارہ کہتے ہیں اجیر کی دو قسمیں ہیں، ایک اجیر مشترک جو کسی خاص آدمی کے کام میں مقید نہیں رہتا ہے، بلکہ سب کا کام لے لیتا ہے، اور سب کا کام پورا پورا کر کے واپس کر دیتا ہے، اور مزدوری لے لیتا ہے، جیسے درزی، دھوبی، سنار، لوہار، رنگریز وغیرہ۔

اور دوسرے اجیر خاص، جو ایک وقت میں ایک ہی کام کرتا ہے، ایک کے وقت میں دوسرے کا کام نہیں کر سکتا، جیسے نوکر و ملازم، مزدور اور ملازم کے لئے محنت و مشقت، دیانت اور امانت ضروری ہے کیونکہ یہی محنت انسان کو اعلیٰ درجے پر پہنچا دیتی ہے، قرآن مجید اور حدیث شریف میں محنت اور جفاکشی کو

بڑی اہمیت دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں:۔

لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ۝ (النجم)

ہر ایک انسان کو اسی قدر ملتا ہے، جتنی اس کی محنت اور کوشش ہوتی ہے اور اس کی کوشش کا ثمرہ عنقریب اس کو دکھایا جائے گا، پھر اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

مندرجہ بالا آیت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے، کہ دینی اور دنیوی امور میں جس قدر انسان کوشش اور محنت کرتا ہے، اسی قدر اس کی مشقت اور جانکاہی کا ثمرہ ملتا ہے۔

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو بچشم خود دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو بچشم خود دیکھ لے گا۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو  گندم از گندم بروید، جو ز جو

صفحات تاریخ اٹھا کر دیکھئے، کہ جن قوموں نے عروج و کمال حاصل کیا ہے، جن قوموں نے صدیوں اقبال کے پھریرے اڑائے ہیں، اور جن لوگوں نے روئے زمین پر اپنی سطوت و تمکنت کا سکہ جمایا ہے وہ سب کی سب وہی اقبال مند قومیں ہیں، جو ہمیشہ محنت و مشقت کی عادی ہیں، دوسری طرف ان کاہل الوجود اور سست قوموں کے حالات کا مطالعہ کر جاؤ جن کے اسلاف اور باپ دادوں نے اپنے قوت بازو سے اور شمشیر زنی کے بل بوتے پر بڑے بڑے متمرد اور سرکش باغیوں کو زیر کیا تھا آج ان کی اولاد کی لاپرواہی اس حد کو پہنچی ہوئی ہے، کہ غیروں سے چھیننا تو درکنار اپنے ہی مال و متاع سنبھال نہیں سکتے اور محنت و مشقت جیسی گراں بہا جنس سے جی چراتے ہیں، پھر ان کو عزت و برتری کیونکر حاصل ہو سکتی ہے، اللہ نے فرمایا:۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۔ (سورۃ الرعد)

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے۔

مذہب اسلام بہترین مذہب ہونے کے ساتھ ساتھ جملہ ادیان سابقہ کا لب لباب ہے، جس قدر ملل سابقہ میں فرداً فرداً خوبیاں تھیں، وہ سب کی سب اسلام میں یکجا کر دی گئی ہیں، محنت اور کوشش ہی سے دنیا بھی ملتی ہے اور آخرت بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ (سورۃ العنکبوت)

جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم انہیں اپنی راہیں دکھائیں گے جس سے وہ دین و دنیا کے اعلیٰ درجوں پر پہنچ جائیں گے۔

اجیر اور مزدور کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ نیک متقی، پرہیزگار اور امانت دار بھی ہو، یوں تو قول و قرار کرنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے، لیکن مزدور کے لئے تو بہت ہی ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ (بنی اسرائیل)

اور اپنے عہد کو پورا کرو، کیونکہ قیامت کے دن عہد کی باز پرس ہوگی۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا۔ (النحل)

اور اللہ کا نام لے کر جب آپس میں ایک دوسرے سے اقرار کرو، تو اس کو پورا کرو، اور قسموں کو پکی کرکے توڑا نہ کرو، اور اللہ کو تم نے اپنے اوپر ضامن ٹھہرا لیا ہے۔

مزدوری اور ملازمت بھی ایک قسم کا معاہدہ ہے، اس لئے جس اجرت اور شرط پر مزدور آجر اور سرمایہ دار سے بات کرے، تو جہاں تک ہو سکے، اپنے معاہدے پر ثابت قدم رہے، امانتداری اور راستباری ایک مزدور کی اندرونی خوبیاں ہونی چاہئے، کیونکہ امانت انسان کی اس صفت کی تعبیر ہے، جس میں فرائض اور ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا کرنے کی ضمانت پوشیدہ ہے، قرآن مجید میں جہاں نیک اور صالح مسلمانوں کی صفات گنائی گئی ہیں، وہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المومنون)

اور جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا پاس رکھتے ہیں

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (سورۃ النساء)

بلاشبہ تم کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے، کہ امانتوں کو اس کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو۔

پس جو امین بنایا گیا، اس کو چاہئے، کہ امانتوں کی ادائیگی میں پروردگار سے ڈرے۔ مقصد یہ ہے کہ امانت سے کر مکر نہ جائے، یا دینے میں حیلہ بہانہ نہ کرے، یا اس میں بلا اجازت کوئی تصرف نہ کرے، یا کسی نے اس پر بھروسہ کر کے کوئی بات کہی ہو، تو وہ اس کے بھروسے سے غلط فائدہ اٹھا کر اس کے خلاف کوئی حرکت نہ کر بیٹھے، کہ ان ہی چیزوں کا نام خیانت ہے، جس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔

ایک اچھے مزدور کے لئے یہ ضروری ہے، کہ وہ اپنا کام دل جمعی سے کرے، اسے عمدہ سے عمدہ طریقہ پر انجام دینے کی کوشش کرے، اس سے دیگر فوائد کے علاوہ نیک نامی اور شہرت ہوتی ہے، اور مستاجر کے دل میں مزدور کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے، اور ہو سکتا ہے، کہ جب وہ اپنی قدر و منزلت کی بنا پر لوگوں میں زیادہ سے زیادہ مقبولیت حاصل کرے، تو اس کی دولت میں بھی اضافہ ہو جائے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اِذَا عَمِلَ اَحَدُكُمْ عَمَلًا اَنْ يُّتْقِنَهٗ، (کنز العمال)

اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے، کہ جب تم کوئی کام کرو، تو اس میں مضبوطی کا خیال رکھو۔

Marfat.com

دنیا میں صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے، جس نے سب سے پہلے انسانی تفریق و امتیاز کے خلاف علم جہاد بلند کیا، اور تمام مصنوعی امتیازوں کو بیک قلم مٹایا، اور مظلوم طبقہ کی حقیقی معنی میں دستگیری کی، انہیں ظلم و ستم سے نکالا، انہیں مصائب سے نجات دلائی، اور ان کے ساتھ برادرانہ اور مساویانہ برتاؤ کی تلقین کی۔

مزدور اور مستاجر کے درمیان تعلقات اس وقت خوشگوار رہ سکتے ہیں، جب کہ اس کی بنیاد بھائی چارے کے اصول پر ہو، جہاں دماغ میں دولت و ثروت کا غرور پیدا ہوا، اور برتری کا احساس ہونے لگا، وہاں وہ مزدور پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگتا ہے۔ اس لئے اس باب میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہم جن لوگوں سے محنت کرائیں، اور کام لیں، ان کے ساتھ ہمارا برتاؤ، مساویانہ ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

هُمْ اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ (الحديث) (بخاری کتاب الایمان)

وہ مزدور تمہارے بھائی ہیں ان کو خدا نے تمہارے ماتحت کیا ہے، پس جس کے ماتحت خدا نے اس کے بھائی کو کیا ہو، اس کو چاہئے کہ جو وہ خود کھائے وہی اس کو بھی کھلائے، جو خود پہنے، وہی اس کو بھی پہنائے اور جو کام اس کی طاقت سے باہر ہو، تو اس کو اس کی تکلیف نہ دے، اور اگر تکلیف دے، تو اس کی مدد کرے

اس صاف اور واضح ارشاد سے یہ باتیں معلوم ہوئیں:۔

(۱) مستاجر اور مزدور کے تعلقات کی نوعیت ایسی ہو، کہ وہ ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں۔
(۲) کھانے پہننے کی حد تک دونوں میں مساوات ہو،
(۳) وقت اور کام کے لحاظ سے مزدور پر اتنا بوجھ ڈالا جائے، کہ وہ آسانی سے برداشت کرے۔
(۴) جہاں کام کے دوران میں مزدور کو دشواری پیش آئے، وہاں بے دریغ اس کا ہاتھ بٹائے۔

اسی طرح ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا، کہ تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہوگا، جبتک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

ایک مزدور کے سامنے سب سے پہلا سوال اجرت ہی کا ہوتا ہے، اجرت کم ملے تو نہ صرف مزدور اور اس کے خاندان کا معیار زندگی پست ہوتا ہے بلکہ مجموعی طور پر اس کا اثر پوری قوم پر پڑے گا، چونکہ مزدور طبقہ عام طور سے غریب اور نادار ہوتا ہے اس کے پاس نہ تو تن ڈھانکنے کو کپڑا ہوتا ہے اور نہ پیٹ بھرنے کو روٹی وہ اپنی اس مجبوری کی بنا پر مزدوری گوارا کر لیتا ہے، جب سرمایہ دار اس کی

Marfat.com

مجبوریوں کو دیکھتا ہے تو اس سے کم سے کم اجرت پر معاملہ طے کرتا ہے مزدور اپنی اضطراری حالت کی بنا پر اسے کرنا منظور کر لیتا ہے، اگر نہیں کرتا تو کنبہ کی پرورش کیسے ہو؟ ایسی صورت میں مفلسی اور ناداری کی رضا مندی اسلام کی نظر میں حقیقی رضامندی نہیں ہے اور نہ اس قسم کے معاملات کو پاک ذرائع آمدنی کہا جا سکتا ہے۔ مزدوروں کے ساتھ اس قسم کے معاملہ کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا ارشاد ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اِسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى وَلَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ (بخاری)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین شخصوں کی قیامت کے دن میں خود ہی وکالت کروں گا، جس نے میرے ساتھ عہد و اقرار کیا پھر اس نے غداری اور بے وفائی کی،

(۲) جس نے کسی آزاد کو فروخت کر دیا پھر اس کی قیمت کھالی۔

(۳) جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا اور اس سے پورا کام لیا اور مزدوری نہیں دی"

مزدور کو کام پر رکھنے کے بعد پوری مزدوری کا دینا فرض ہے۔ اور دینے میں ٹال مٹول کرنا درست نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ (ابن ماجۃ) مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دیا کرو۔

مزدور کو خوشی سے اس کی مزدوری سے زیادہ دینے والا شخص مستجاب الدعوات ہے۔ اس کی دعاؤں سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ پہلے زمانے کے تین آدمی جا رہے تھے، رات کا وقت ہوا، ادھر بارش ہونے لگی، تو ان تینوں نے بارش سے بچنے کے لئے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی، اتفاقاً اوپر سے ایک چٹان آکر گری جس سے غار کا منہ بند ہو گیا، تو ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا۔

لَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ۔ اس چٹان سے نجات پانے اور بچنے کا سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ تم اپنے نیک اور خالص عملوں کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

تو ان تینوں میں سے ایک مستاجر تھا، اس نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مرتبہ مزدور سے کچھ کام لیا، سوائے ایک کے سب نے مزدوری لے لی، وہ اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری کو

Marfat.com

زراعت میں لگادیا اور اس سے بہت ترقی ہوئی، ایک زمانے کے بعد وہ مزدور آیا اور اپنی مزدوری طلب کی، میں نے اس سے کہا کہ یہ سب کچھ اونٹ، گائے، بیل، بکریاں اور غلام وغیرہ سب تیرے، مزدور نے کہا اے اللہ کے بندے یہ مجھ سے مذاق مت کر میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا، جب اس کو یقین آگیا تب وہ سب کچھ لے کر چلا گیا۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ۔

اے اللہ اگر میں نے اس کام کو تیری رضامندی کے لئے کیا تو اس چٹان کو ہٹادے تاکہ ہم باہر نکل جائیں۔

چنانچہ وہ چٹان اور ہٹ گئی اور سب باہر نکل آئے (بخاری)

ہر ممکن طریقے سے نیک مسلمان ہی کو مزدوری کے لئے رکھنا چاہئے لیکن اگر کوئی مسلمان مزدور نہ مل سکے تو امانت دار غیر مسلم کو بھی مزدوری پر رکھنا درست ہے، جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقعہ پر ایک غیر مسلم کو مزدور رکھ کر اس سے اپنا کام کرایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

اِسْتَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدَّيْلِ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَدَفَعَا اِلَيْهِ رَاحِلَتَهُمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلٰثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا الصُّبْحَ الحدیث (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے بنی دیل کے ایک ہوشیار اور راستہ بتانے والے کافر شخص کو مزدوری پر رکھا، دونوں نے اپنی اونٹنیاں اس کے حوالے کردیں اور کہدیا کہ تین راتوں کے بعد یعنی تیسری رات کی صبح کو یہ اونٹنیاں لے کر غار ثور پر آجانا۔

---

اس ہجرت کے موقع پر ایسے کافر کو مزدور رکھا جو بڑا نازک وقت تھا اور کافر چاروں طرف آپ کے قتل کرنے کے لئے آدمی مقرر کئے ہوئے تھے، لیکن یہ دیلی نہایت امانت دار اور اطمینان والا تھا اس لئے ان دونوں نے اپنی اونٹنی کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں پکڑا دی اور اس سے نہایت امانت داری کے ساتھ آپ کو مدینہ میں پہنچا دیا، تو معلوم ہوا کہ ایسے امانتدار کافر کو بھی مزدوری کے لئے رکھا جا سکتا ہے، اسی طرح سے مسلمان مزدور بوقت ضرورت غیر مسلموں کے یہاں بھی مزدوری کا کر سکتا ہے، جیساکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے عاص بن وائل کافر کے یہاں مزدوری کی تھی۔

اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نبوت سے پہلے مشرکین مکہ کی بکریوں کو مزدوری پر چرایا تھا۔

آپ خود فرماتے ہیں۔

Marfat.com

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ،

کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں صحابہؓ نے عرض کیا اور آپ نے بھی چرائیں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں چند قیراط پر مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ حلال روزی حاصل کرنے کے لئے مزدوری کرنے میں کوئی شرم و عار نہیں ہے جبکہ اجیر مستجیر کی نیت نیک ہو۔

سچ ہے مزدور خوش دل کند کار بیش

دنیا کی اکثر آبادی مزدوروں سے بنی ہوئی ہے، یہ فلک بوس عمارتیں یہ عمدہ عمدہ سڑکیں اور بڑے بڑے کارخانے یہ سب مزدوروں کی بدولت تیار ہوتے ہیں، اور سچ پوچھو تو صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم سے چپراسی تک سب رعایا کے مزدور ہیں، گو ان کے منصب اور مرتبے الگ الگ ہیں، تو اس سے مزدوروں کی بڑی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین و ایمان کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ، وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

Marfat.com

# خطبہ ۶۶ خدمت خلق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیْمِ الْحَکِیْمِ الْکَرِیْمِ الشَّکُوْرِ الَّذِیْ خَلَقَ اللَّیْلَ وَ النَّھَارَ وَالظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ وَبَسَطَ الْاَرْضَ وَجَعَلَھَا قَرَارًا وَّاَرْسٰھَا الْجِبَالَ لِئَلَّا تَمُوْرَ وَفَطَرَ السَّمٰوٰتِ الَّتِیْ مَعَ التَّرْفِیْعِ التَّرْفِیْعِ وَبَسْطِ الْبَسِیْطِ مَا لَھَا مِنْ فُطُوْرٍ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ الْحَقِیْقُ لِلْحَمْدِ الْمَوْفُوْرِ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بِشَرْحِ الصَّدْرِ مَبْعُوْثٌ لِّلْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ مَاْمُوْرٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَصْفِیَاءِ الَّذِیْنَ بِھِمْ قَصْرُ الدِّیْنِ مَعْمُوْرٌ وَعَلٰی کُلِّ سَائِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصُّلَحَاءِ الْمَبْرُوْرِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً یَّکُنْ لَّہٗ نَصِیْبٌ مِّنْھَا

(سورۃ النساء)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص کوئی اچھی سفارش کر دے گا اس کا بدلہ اس کو اچھا ملے گا"

بلا معاوضہ نیک نیتی سے جو اللہ کے بندوں کی خدمت کرنے کو خدمت خلق کہتے ہیں، جیسے تم بھوکے پیاسے اور محتاج لوگوں کو کھانا کھلا دو، پانی پلا دو، کپڑا پہنا دو، اور تکلیفوں کو دور کر دو، ضرورت مندوں کا بازار سے سودا لا دو، پانی بھر دو، کسی کے یہاں جا کر سفارش کر دو، اور ان کے ساتھ چل پھر کر کام کرا دو، ان کے رنج و تکلیف میں شریک رہو، خدمت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اور دنیا میں بھی ان کی بڑی قدر ہوتی ہے۔ خدمت خلق کی بہت فضیلت ہے۔ اس کے متعلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں بیان کرتا ہوں، ان کو زبانی یاد کر کے عمل کرو۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ یَوْمِ

Marfat.com

الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بخاری)

(بخاری) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے جو اپنے بھائی کے کام میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگا رہے گا، جو کسی مسلمان کی بے چینی دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت میں بے چینی دور فرما دے گا جو مسلمان کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن عیب پوشی فرمائے گا۔"

(۲) اور فرمایا۔ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيْهِ (مسلم، ابوداؤد)

"جو مسلمان کسی مسلمان سے دنیا کی پریشانی دور کر دے گا اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی پریشانی کو ہٹا دے گا اور جو تنگ دست مسلمان پر دنیا میں آسانی کر دے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آسانیاں کرے گا، اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ اس کی دونوں جہان میں پردہ پوشی کرے گا، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اعانت میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد و خدمت میں مصروف رہتا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ لِلّٰهِ خَلْقًا خَلَقَهُمْ لِحَوَائِجِ النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ اِلَيْهِمْ فِي حَوَائِجِهِمْ اُولٰٓئِكَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ (طبرانی)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو ضروریات انسانی کے لئے پیدا کیا ہے کہ ضرورت کے وقت عام لوگ اپنی ضروریات پیش کریں اور وہ ان کو پورا کریں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف رہیں گے اور امن کی زندگیاں بسر کریں گے۔"

اور فرمایا۔

(۴) اِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ اَقْوَامٍ نِعَمًا اَقَرَّهَا عِنْدَهُمْ مَا كَانُوْا فِي حَوَائِجِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا لَمْ يَمَلُّوْا فَاِذَا مَلُّوْهُمْ نَقَلَهَا اِلٰى غَيْرِهِمْ (طبرانی، ترغیب)

"بہت سی قوموں کو اللہ تعالیٰ بڑی بڑی نعمتیں اس لئے مرحمت فرمائے ہوئے ہے کہ وہ لوگوں کی خدمت کریں اور ان کی ضرورتیں پوری کریں، خوشی سے یہ کام انجام دیتے رہیں نہ اس سے اکتائیں اور نہ گھبرائیں اور جب وہ لوگ خدمت خلق سے تنگ دل ہو کر اکتا جائیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان نعمتوں کو ان سے چھین کر دوسروں کے حوالے کر دے گا۔"

Marfat.com

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۵) مَنْ مَشٰى فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يُثْبِتَهَا لَهُ أَظَلَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِخَمْسَةٍ وَسَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ لَهُ وَيَدْعُوْنَ لَهُ إِنْ كَانَ صَبَاحًا حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ كَانَ مَسَاءً حَتّٰى يُصْبِحَ وَلَا يَرْفَعُ قَدَمًا إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً۔ (ابن حبان، ترغیب)

"جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت روائی میں جائے یہانتک کہ اس کی ضرورت پوری کردے، اگر صبح کے وقت جائے تو اللہ تعالیٰ پچھتر ہزار فرشتوں سے اس پر سایہ کراتا ہے اور شام تک یہ فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور اگر شام کے وقت جائے تو صبح تک یہ فرشتے اسی طرح دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ایک گناہ معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۶) مَنْ أَعَانَ عَبْدًا فِي حَاجَتِهِ ثَبَّتَ اللّٰهُ لَهُ مَقَامَهُ يَوْمَ تَزُوْلُ الْأَقْدَامُ۔ (ترغیب)

"جو شخص اپنے بھائی کے کام میں مدد کرے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مقام قدم کو ثابت رکھے گا، جس دن سب کے قدم پھسل جائیں گے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۷) يَخْرُجُ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيَمُرُّ الرَّجُلُ بِالرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِيْ فَيَقُوْلُ مَنْ أَنْتَ فَيَقُوْلُ أَنَا الَّذِيْ اسْتَوْهَبْتَنِيْ وَضُوْءًا فَوَهَبْتُ لَكَ فَيَشْفَعُ فِيْهِ وَيَمُرُّ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ أَنَا الَّذِيْ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِيْ فَيَقُوْلُ مَنْ أَنْتَ فَيَقُوْلُ أَنَا الَّذِيْ بَعَثْتَنِيْ فِيْ حَاجَةِ كَذَا وَكَذَا فَقَضَيْتُهَا لَكَ فَيَشْفَعُ فَيُشَفَّعُ فِيْهِ۔ (ابن ماجہ)

"دوزخی لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی تو ان میں سے ایک شخص کا گذر ایک جنتی آدمی کے پاس سے ہوگا اور دوزخی شخص جنتی سے کہے گا آپ مجھے پہچانتے ہیں جنتی کہے گا کہ تم کون ہو؟ دوزخی کہے گا میں وہی ہوں کہ دنیا میں آپ نے مجھ سے وضو کرنے کے لئے پانی مانگا تھا اور میں نے آپ کو بلا معاوضہ پانی دیدیا تھا، اب میں بڑی مصیبت میں ہوں آپ میری سفارش کر دیجئے وہ جنتی اس کی سفارش کر دے گا تو اس کی سفارش منظور ہو جائے گی اور وہ شخص بخش دیا جائے گا پھر دوسرا گزرے گا وہ کہے گا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ جنتی کہے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گا کہ دنیا میں

آپ نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا اور میں اس کو پورا کر کے آیا تھا لہذا آج میری امداد کیجئے، وہ جنتی اس کی سفارش کرے گا تو اس کی بھی سفارش قبول ہوگی، یہ بھی بخش دیا جائے گا۔"

یعنی خدمت خلق اور حاجت روائی اور ہمدردی کرنے والے گنہگار مسلمان قیامت کے دن ایسی نیکی سے بخش دیے جائیں گے۔ ان کی خدمت اکارت نہ کی جائے گی اور جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا ثواب اس کو ضرور ملے گا اور ایسی خدمتوں میں ہر ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں ملتی ہیں، اور ستر ستر گناہ معاف ہوتے ہیں اور بغیر حساب و کتاب کے یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَشٰى فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعِيْنَ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْهُ سَبْعِيْنَ سَيِّئَةً اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ مِنْ حَيْثُ فَارَقَهٗ فَاِنْ قُضِيَتْ حَاجَتُهٗ عَلٰى يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَاِنْ هَلَكَ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (ترغیب)

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلے پھرے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں دے گا اور ستر ستر گناہ معاف فرمائے گا یہاں تک کہ وہ واپس آجائے۔ اگر اس کے ہاتھوں اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی وہ پیدا ہوا ہے۔ اگر وہ اسی کے درمیان میں مر جائے تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔"

(۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يَعْمَلُ بِيَدِهٖ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالَ قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوِ الْخَيْرِ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ۔ (بخاری)

"ہر مسلمان پر صدقہ ضروری ہے، عرض کیا گیا اگر وہ کچھ بھی نہ پائے، فرمایا وہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے اپنی ذات کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے، کہا گیا کہ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو فرمایا فریادی مظلوم حاجتمند کی اعانت کرے کسی نے کہا کہ اگر یہ بھی ہمت نہ ہو؟ فرمایا نیکی اور بھلائی کی بات لوگوں کو بتائے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو فرمایا شرارت اور تکلیف پہنچانے سے باز رہے، یہی اس کے حق میں صدقہ ہے۔"

(۱۰) اِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مُؤْكِنُوْنَ عَلٰى صَاحِبِهٖ

Marfat.com

لَقَدْ خَيْرًا قَالُوْا مَا رَأَيْنَا مِثْلَ فُلَانٍ قَطُّ مَا كَانَ فِي مَسِيْرٍ إِلَّا كَانَ فِي قِرَاءَةٍ وَلَا نَزَلْنَا فِي مَنْزِلٍ إِلَّا كَانَ فِي صَلٰوةٍ قَالَ فَمَنْ كَانَ يَكْفِيْهِ ضَيْعَتَهُ حَتّٰى ذَكَرَ وَمَنْ كَانَ يَعْلِفُ جَمَلَهُ أَوْ دَابَّتَهُ قَالُوْا نَحْنُ قَالَ فَكُلُّكُمْ خَيْرٌ مِنْهُ (ابوداؤد فی مراسیلہ۔ ترغیب)

"صحابہ کرام کسی غزوہ سے مدینہ واپس آئے تو ایک ساتھی کی بڑی تعریفیں کرنے لگے، وہ بہت اچھا آدمی ہے، راستہ میں برابر قرآن مجید پڑھتا رہا جہاں کہیں ہم لوگوں نے پڑاؤ کر کے قیام کیا وہ وہی نفل نمازیں کثرت سے پڑھتا رہا ایسا نیک آدمی ہم نے کبھی نہیں دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے سامان کی دیکھ بھال کون کرتا تھا اور اس کی سواری کو چارہ کون کھلاتا تھا صحابہ کرام نے عرض کیا ہم نے اس کے سامان کی نگرانی کی اور اس کی سواری کو چارہ دانہ ہم نے دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے بہت اچھے ہو کیونکہ تم لوگوں نے خدمت کی ہے"

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ كَانَ وُصْلَةً لِأَخِيْهِ الْمُسْلِمِ إِلٰى ذِيْ سُلْطَانٍ فِيْ مَبْلَغِ بِرٍّ أَوْ تَيْسِيْرِ عُسْرٍ أَعَانَهُ اللّٰهُ عَلٰى إِجَازَةِ الصِّرَاطِ عِنْدَ دَحْضِ الْأَقْدَامِ (طبرانی، ترغیب)

"جو شخص مسلمان بھائی کو بھلائی پہنچانے کا ذریعہ بنے یا اس کی تنگدستی و پریشانی کے دور کرنے میں اعانت کرے تو اللہ تعالیٰ پلصراط سے گزرنے میں اس کی اعانت کرے گا جس وقت کہ بہت سے لوگوں کے قدم پھسل جائیں گے"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۲) مَنْ لَقِيَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ بِمَا يُحِبُّ لِيَسُرَّهُ بِذٰلِكَ سَرَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (طبرانی، ترغیب)

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے اس لئے محبت سے ملے کہ اس کو خوشی حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بھی خوش کر دے گا"

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِدْخَالُ السُّرُوْرِ كَسَوْتَ عَوْرَتَهُ أَوْ أَشْبَعْتَ جَوْعَتَهُ أَوْ قَضَيْتَ حَاجَتَهُ (طبرانی، ترغیب)

"سب عملوں سے بہتر عمل یہ ہے کہ کسی مسلمان کو خوش کر دیعنی اگر وہ برہنہ ہے تو اس کی ستر پوشی کر دو، اگر بھوکا ہے تو پیٹ بھر کر کھانا دو، پیاسا ہے تو پانی پلا دو، اور اگر کسی کا محتاج اور ضرورت مند ہے تو اس کی حاجت پوری کر دو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۴) إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بَعْدَ الْفَرَائِضِ إِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ (ترغیب)

Marfat.com

یقیناً فرائض کے بعد اللہ کے نزدیک سب عملوں سے زیادہ پیارا عمل مسلمان بھائی کو خوش کر دینا ہے۔

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اَدْخَلَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ سُرُوْرًا لَمْ یَرْضَ اللّٰہُ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّۃِ۔ (ترغیب)

جو شخص کسی مسلمان گھرانے والوں کے یہاں خوشی داخل کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر کے راضی ہوگا۔

(۱۶) اِنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ فَقَالَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ وَاَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ سُرُوْرٌ تُدْخِلُہٗ عَلٰی مُسْلِمٍ تَکْشِفُ عَنْہُ کُرْبَۃً اَوْ تَقْضِیْ عَنْہُ دَیْنًا اَوْ تَطْرُدُ عَنْہُ جُوْعًا وَلَاَنْ اَمْشِیَ مَعَ اَخٍ فِیْ حَاجَۃٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَعْتَکِفَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ یَعْنِیْ مَسْجِدَ الْمَدِیْنَۃِ شَھْرًا وَمَنْ کَظَمَ غَیْظَہٗ وَلَوْ شَآءَ اَنْ یُّمْضِیَہٗ اَمْضَاہُ مَلَأَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رِضًا وَمَنْ مَشٰی مَعَ اَخِیْہِ فِیْ حَاجَۃٍ حَتّٰی یَقْضِیَہَا لَہٗ ثَبَّتَ اللّٰہُ قَدَمَیْہِ یَوْمَ تَزُوْلُ الْاَقْدَامُ (ترغیب)

"ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کیا یارسول اللہ! اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ کون شخص پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچائے، وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا ہے اور سب عملوں سے زیادہ محبوب کلام اللہ کے نزدیک وہ خوشی ہے جو مسلمان کے یہاں تم نے داخل کی۔ یعنی اس کا دل خوش کر دو یا تم اس کی بے چینی اور پریشانی دور کر دو، یا اس کے قرض کو ادا کر دو۔ یا کھانا کھلا کے اس کی بھوک کو دور کر دو اور مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلنا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے میری اس مسجد (نبوی) میں ایک مہینے کے اعتکاف ۔ سے اور جو شخص اپنے غصہ کو دبائے حالانکہ وہ اس کے جاری کرنے پر قادر ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے دل کو خوشنودی سے بھر دے گا اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلے یہاں تک کہ اس کی حاجت پوری کر دے قیامت دن اللہ تعالیٰ اس کے دونوں قدم ثابت رکھے گا جب کہ بہتوں کے قدم ڈگمگا جائیں گے۔"

خدمت خلق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سولہ حدیثیں مختلف لفظوں سے مروی ہیں، سب کا ماحصل یہی ہے کہ عام لوگوں خصوصاً مسلمانوں کی خدمت کرنے والے مصیبت میں کام آنے والے اور ہمدردی کرنے والے سب سے اچھے ہیں۔ اللہ کے یہاں ان کے لئے بڑے بڑے درجے و انعامات ہیں۔ ان کے گناہ معاف ہوں گے، جنت میں داخل ہوں گے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ ؎

یہی ہے عبادت اور یہی دین و ایماں کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں
دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اگر تم دوسروں کی خدمت کروگے، ان کی حاجتیں پوری کروگے تو کل دوسرے لوگ تمہاری بھی خدمت کریں گے اور تمہاری اعانت کے لئے آمادہ ہو جائیں گے کیونکہ دنیا میں ہر امیر، غریب، مفلس اور بادشاہ کو کسی وقت دوسروں سے مدد لینے کی ضرورت پڑ ہی جاتی ہے، اس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی دل کھول کر مدد کرے اور اپنی موجودہ بہتر حالت پر مغرور ہو کر کسی حاجت مند کی حاجت روائی سے بے پروائی ہرگز نہ برتے اور یہ نہ سمجھے کہ اس کو کبھی کسی کی ضرورت ہی نہ پڑے گی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ضرورت مند سائل کو مت جھڑکو، بلکہ حتی الامکان ان کی حاجت پوری کرو۔ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ) نیکی اور پرہیزگاری کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو" ایک دوسرے کی مدد کرنے والے کبھی گھاٹے میں نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ میں زمانے اور وقت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً سب ہی انسان ٹوٹے میں ہیں کیونکہ وقت برباد کرتے ہیں۔ مگر ایماندار ہو کر نیک اور لائق عمل کرنے والے اور حق و صبر کی آپس میں وصیت کرنے والے گھاٹے میں نہیں ہیں کیونکہ ان کا وقت خیر خواہی میں گزرتا ہے۔ بہر حال حاجت مندوں کی حاجت براوری اور ضرورت مندوں کی ضرورت پورا کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے، جس کا ادا کرنا بہت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمت خلق کی توفیق دے۔ آمین۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ اٰمِيْنَ۔ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَكْبَرُ

# خطبہ ۶۷، زبان کی حفاظت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَ مَنَّ عَلَیْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ اخْتَارَنَا لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَفْوَۃِ خَلْقِہٖ وَ اَکْرَمِ عِبَادِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ عَیْنَیْنِ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ وَ ھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا ہم نے انسانوں کو دو آنکھیں اور زبان اور ہونٹ نہیں دیئے۔ اور دونوں راستے دکھائے۔ زبان ایک شریف عضو، گوشت، شرائین اور اعصاب سے مرکب ہے۔ جو منہ کے اندر واقع ہے اور وہ گویائی کی قوت اور چکھنے کا آلہ ہے۔ اسی کے ذریعہ سے میٹھی، کڑوی، نمکین، ترش اور چٹ پٹی لذیذ اور بے مزہ چیزوں کا احساس ہوتا ہے اور بات چیت کرکے مطلب کا اظہار کیا جاتا ہے۔ زبان کی سطح میں جو بلندیاں ہیں وہ حسی اعصاب کی شاخیں ہیں۔ جب کوئی چیز چکھی یا کھائی یا پی جاتی ہے تو اس کے ذرات عصبی شاخوں پر لگتے ہیں اور وہاں سے دماغ کو ذائقہ کا احساس ہوتا ہے۔ زبان کے مختلف مقامات پر مختلف قسم کی قوت ذائقہ ہوتی ہے۔ زبان کے پچھلے حصہ کی بہ نسبت اس کی نوک پر شیریں اور نمکین ذائقے زیادہ محسوس ہوتے ہیں۔ کڑوا ذائقہ زبان کی جڑ پر اور ترش ذائقہ زبان کے کناروں پر اچھی طرح محسوس ہوتا ہے۔ منہ کے مختلف اطراف و جہات میں زبان کے حرکت کرنے سے لفظ بنتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں تو دل کی بات ظاہر ہوتی ہے۔ جو نہیں بول سکتے وہ گونگے ہیں اور اس نعمت سے محروم ہیں۔ زبان خدا کی نعمت ہے۔ عقل اور دل کی ترجمان ہے۔ عجائبات قدرت الٰہیہ کی مظہر اعظم ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت زبان بھی ہے۔ اسی سے ہم اپنے دل کی بات دوسرے کو سمجھاتے ہیں۔ اسی سے کلام الٰہی پڑھتے ہیں اور ذکر و اذکار اور وعظ و نصیحت کہتے ہیں۔ انسان اور حیوان کے درمیان اسی زبان سے فرق ہے۔ اگر زبان کی حفاظت کی جائے تو اس سے بڑے اچھے نتائج حاصل

Marfat.com

ہوتے ہیں اگر اس کی نگرانی نہیں کی گئی تو اس زبان کے ذریعہ بڑے بڑے شر و فساد اُٹھتے ہیں اور جھگڑا فساد پیدا ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث میں زبان کی حفاظت کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

مَا النَّجَاةُ قَالَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

کس چیز سے نجات ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان روک لو یعنی زبان کی حفاظت کرو خلافِ شرع و خلافِ عقل کوئی بات مت کرو۔ اور تمہارا گھر تمہارے لیے کافی ہو۔ یعنی گھر میں بیٹھے رہو۔ بلاضرورت ادھر اُدھر مت پھرو۔ اور اپنے گناہوں پر روتے رہو۔

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر کام اللہ کے نزدیک کیا ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے خود ہی فرمایا۔

حِفْظُ اللِّسَانِ ط

یعنی سب سے افضل کام اللہ کے نزدیک زبان کی حفاظت ہے

اور آپ نے فرمایا۔

مَنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ۔ (طبرانی۔ ترغیب)

جو اپنی زبان کی حفاظت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کو چھپائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَسْتَقِيْمُ اِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهٗ وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهٗ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ لِسَانُهٗ (احمد، ترغیب)

کسی بندے کا ایمان درست نہ ہوگا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو۔ اور دل درست نہ ہوگا جب تک کہ زبان درست نہ ہو۔

زبان کی درستگی سے سب چیزوں کی درستگی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا (ترغیب، ترمذی)

ہر صبح کو تمام اعضائے انسانی عاجزی کر کے زبان سے کہتے ہیں تو خدا سے ڈرتی رہ۔ ہم سب تیرے تابع ہیں۔ اگر تو سیدھی رہے تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهَا جِمَاعُ كُلِّ خَيْرٍ وَعَلَيْكَ

یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہو یہی تمام بھلائیوں کا مرکز ہے۔ اور اللہ

بِالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهَا رُهْبَانِيَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَتِلَاوَةِ كِتَابِهٖ فَاِنَّهٗ نُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ وَذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَآءِ وَاخْزُنْ لِسَانَكَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّكَ بِذٰلِكَ تَغْلِبُ الشَّيْطَانَ

کے راستے میں جہاد کرتے رہو۔ یہی مسلمانوں کی رہبانیت ہے اور ذکرِ الٰہی اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو۔ اس سے زمین پر تمہارے لیے نور ہوگا۔ اور آسمان میں تمہارا ذکر ہوگا اور اپنی زبان کو ہر بُری بات سے بچا کے رکھو۔ صرف بھلائی اور نیکی کی باتیں نکالو۔ اس سے تم شیطان پر غالب رہو گے۔ (طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر صحابہ کرام رضؓ کو زبان کی حفاظت کی وصیت فرمائی ہے۔ حضرت معاذ رضؓ کی لمبی حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تمام نیکیوں کی جڑ نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا:۔

كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ قَالَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ (احمد۔ ترمذی)

تم اس کو روکے رکھو اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (یعنی زبان کی حفاظت و نگرانی کرو) میں نے عرض کیا یا نبی اللہؐ کیا ہم اپنی باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا تمہاری ماں تمہیں گم پائے زیادہ تر لوگ اپنی باتوں کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

اور آپؐ نے فرمایا۔

مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ۔ (بخاری)

جو اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا وعدہ کرے تو میں اُس کے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں۔

زبان کی حفاظت کی ضمانت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی بات شرعاً اور عقل کے خلاف نہ کہی جائے۔ سوچ سمجھ کر کہی جائے۔ زبان کی لگام ڈھیل نہیں چھوڑنی چاہیے کہ جو جی میں آئے کہہ ڈالے بلکہ اس کو اپنے قابو میں رکھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضؓ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا، اللہ آپ کو معاف کرے یہ آپ کیا کر رہے ہیں! تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِيْ شَرَّ الْمَوَارِدِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْجَسَدِ اِلَّا يَشْكُوْ ذَرَبَ اللِّسَانِ عَلٰى حِدَّتِهٖ (بیہقی)

کہ یہی زبان مجھے بدترین گھاٹ پہ لے جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے اس لیے میں زبان کو کھینچ رہا ہوں۔ تاکہ اس کی تیزی باقی نہ رہے اور میرے قابو میں رہے۔

**نرم گفتگو** گفتگو کرتے وقت نرم گفتگو سے بات کرو۔ زبان شیریں ملک گیری پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی تھی۔ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا ط (سورۂ طٰہٰ) تم اُس سے نرم بات کہنا۔ اور جو بات کہو فائدہ مند اور نفع بخش ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ۔

قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ (بقرہ) — لوگوں سے اچھی بات کہو۔

اور فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ط يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (سورۂ احزاب) — اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور بات سیدھی کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو سنوار دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

اور ترش روئی اور سخت کلامی سے بچتے رہو اور زیادہ چیخ چلا کر بھی بات نہ کرو۔ بے موقع زور زور سے بولنا بے سمجھی کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (لقمان) — اپنی آواز کچھ پست کرو! آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھے کی ہے۔

سوچ سمجھ کر بولو اور جلدی جلدی بات چیت مت کرو کہ مخاطب کی سمجھ میں نہ آسکے۔ بلکہ ٹھہر ٹھہر کر کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرتے تھے (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ۔ (ابوداؤد) — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتا تھا اور ہر شخص اس کو سنتا تھا سمجھ لیتا تھا۔

گفتگو مختصر لفظوں میں کرو۔ زیادہ طول مت دو کہ سننے والا گھبرا جائے اور نہایت خندہ پیشانی اور ہنس مکھ چہرے سے بات چیت کرو۔

**سچ بولو** سچ ہی میں نجات ہے کیونکہ سچ تمام آفتوں سے بچاتا ہے اور سچا آدمی خدا اور رسول کے نزدیک بہت پیارا ہے اور یہ صدق اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے ایک بڑی صفت ہے۔

چنانچہ وہ فرماتا ہے :-

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (پ۵ ۸ رکوع) اور کون اللہ سے زیادہ سچا ہے بات میں!

اسی طرح بہشت کے وعدہ کی تقریب میں ارشاد ہے۔

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (نساء رکوع ۱۸) وعدہ کیا اللہ نے سچ اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچا بات میں۔!

خدا سچا ہے اس لیے اس کی ساری شریعت سچی ہے فرمایا۔

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (رکوع ۱۸ انعام) اور ہم ہیں سچے

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (آل عمران) آپ فرما دیجئے کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ ابراہیم حنیف کے دین کی پیروی کیجئے۔

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ (رکوع ۴ زمر) اور جو سچائی کو لے کر آیا اور اس سچائی کو سچ مانا وہی تو پرہیزگار ہیں۔

اور یہی صدق اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی بھی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس صفت صدق سے خاص طور پر یاد کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ (سورہ مریم -۳) اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کا حال بیان کرو کہ وہ بڑے سچے نبی تھے۔

ایک اور پیغمبر حضرت ادریس علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس سے نامزد کیا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ (مریم -۴) اور اس کتاب میں ادریس کا حال بیان کرو کہ وہ بڑے سچے نبی تھے۔

حضرت مریمؑ جنھوں نے اللہ کی باتوں کے سچ ماننے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کیا۔ اس وصف سے ممتاز ہوئیں۔

وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ۔ (مائدہ -۱۰) اور اُن کی (عیسیٰ کی) ماں بڑی سچی تھیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام جو خواب کی تعبیر میں ایسے سچے نکلے کہ بندوں کی زبان سے صدیق کہلائے۔

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ۔ (یوسف -۶) یوسف اے بڑے سچے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے صبر و شکر کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا۔ تو خدا سے صادق الوعد (وعدہ کا سچا) کا خطاب پایا۔

Marfat.com

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (مریم ۵۴) اور اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو۔ بے شبہ وہ وعدے کے پکے اور بھیجے ہوئے نبی تھے۔

خدا کی خوشنودی والی جنت جن لوگوں کو ملے گی اُن میں وہ بھی ہوں گے جو دنیا میں دوسری صفتوں کے ساتھ سچائی اور راست بازی سے ممتاز تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ (آل عمران) صبر کرنے والے اور سچے لوگ۔

خدا نے جن لوگوں کے لیے اپنی مغفرت اور اجر عظیم کے وعدے کئے ہیں ان میں سچ بولنے والے بھی ہیں۔ اسلام و ایمان اور خدا کی فرمانبرداری کے بعد پہلا درجہ سچوں کا ہے۔ فرمایا۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ؕ (احزاب۔ ع ۵۔ پارہ ۲۲)

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور اللہ سے ڈرنے والے مرد اور اللہ سے ڈرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کو (گناہ سے) بچانے والے مرد اور بچانے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

ان کے سچائی کے کاروبار کا صلہ دوسری زندگی میں ملے گا۔ اور وہاں یہ سچائی کامیابی کا ذریعہ بنے گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (المائدہ ۱۱۹) یہ دن ہے کہ سچے بندوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔

اس امتحان گاہ دنیا میں سچائی کی اہمیت اتنی بڑھائی گئی ہے کہ یہی نہیں کہ سچائی اختیار کرنے کا حکم پر حکم دیا گیا بلکہ یہ بھی تاکید آئی ہے کہ ہمیشہ سچوں کا ساتھ دو۔ سچوں ہی کی جماعت سے علاقہ اور رابطہ رکھو اور ان ہی کی صحبت میں رہو کہ ان کی سچائی کے اثر سے تم بھی سچے بنو۔ کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں نے جو تبوک کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا سکے تھے، ہر قسم کی تکلیفیں برداشت

Marfat.com

کر کے جس سچائی کا ثبوت دیا تھا اُس کی طرف اشارہ کر کے خدا فرماتا ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ) اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

سچائی کی تین قسمیں ہیں (۱) زبان کی سچائی (۲) دل کی سچائی (۳) عمل کی سچائی۔

زبان کی سچائی ظاہر ہے کہ زبان سے صرف سچ ہی بولا جائے اور مُنہ سے کوئی بات سچائی کے خلاف نہ نکلے۔ ایسی سچائی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے جس کی تعریف قرآن و حدیث میں بہت آئی ہے اور دل کی سچائی کہ جو زبان سے کہا جائے دل میں اس کی تصدیق ہو، منافقت نہ ہو اور عمل کی سچائی یہ ہے کہ جو زبان سے کہے اور دل سے تصدیق کرے اس کے مطابق عمل بھی کرے۔ ایسی سچائی انسان کو ہر گناہ سے باز رکھتی ہے۔ اس موقع پر سچائی کے بارے میں تفسیر عزیزی میں یہ حکایت لکھی ہے جس کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

**حکایت:** کہتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ میں چار بُری خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بدکار ہوں۔ دوسرے یہ کہ چور ہوں۔ تیسرے یہ کہ شراب پیتا ہوں۔ چوتھے یہ کہ جھوٹ بولتا ہوں۔ ان میں سے جس ایک کو فرمایئے آپ کی خاطر سے چھوڑ دوں۔ ارشاد ہوا کہ جھوٹ نہ بولا کرو۔ چنانچہ اس نے اس کا عہد کیا اب جب رات ہوئی تو شراب پینے کو جی چاہا اور پھر بدکاری کے لئے آمادہ ہوا۔ تو اس کو خیال گزرا کہ صبح کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے کہ رات کو تم نے شراب پی اور بدکاری کی تو کیا جواب دوں گا؟ اگر ہاں کہوں گا تو شراب اور زنا کی سزا دی جائے گی۔ اور اگر نہیں کہا تو عہد کے خلاف ہوگا۔ یہ سوچ کر ان دونوں سے باز رہا۔ جب رات زیادہ گزری اور اندھیرا چھا گیا تو چوری کے لیے گھر سے نکلنا چاہا۔ پھر اس خیال نے اس کا دامن تھام لیا کہ کل اگر پوچھ گچھ ہوئی تو کیا کہوں گا۔ ہاں! اگر کہوں گا، تو میرا ہاتھ کاٹا جائے گا اور "نا" کہوں گا تو بدعہدی ہوگی۔ اس خیال کے آتے ہی اس جرم سے بھی باز رہا۔ صبح ہوئی تو وہ دوڑ کر خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جھوٹ نہ بولنے سے میری چاروں بُری خصلتیں مجھ سے چھوٹ گئیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ معلوم ہوا کہ سچائی تمام نیکیوں کی جڑ ہے (سیرۃ النبیؐ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

عَلَیْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَالْبِرُّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ۔ تم سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کرو کیونکہ سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت میں پہنچا دیتی ہے جو آدمی ہمیشہ

| | |
|---|---|
| يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَالْفُجُوْرُ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی) | سچ بولتا ہے اور سچ ہی کا قصد کرتا ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے اور تم جھوٹ بولنے سے ہمیشہ بچتے رہو۔ کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کے راستہ پر چلاتا ہے یعنی دوزخ میں داخل کرا دیتا ہے اور جو آدمی ہمیشہ ہی جھوٹ بکتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی اس کا مقصد ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہی جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ |

صدیق اور کذاب یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں جس کے معنی بہت سچ بولنے والے اور بہت جھوٹ بولنے والے کے ہیں۔ یعنی جس کے قول کی تصدیق فعل سے ہو۔ چنانچہ مجمع البحار میں ہے۔ اَلصِّدِّيْقُ الَّذِيْ يُصَدِّقُ قَوْلَهٗ بِالْعَمَلِ۔ حضرت ابو بکرؓ کو صدیق اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کی تصدیق کرتے اس پر عمل کرتے تھے۔

اور یہ نبوت کے بعد انسانیت کا سب سے بڑا مرتبہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (نساء۔ ۹) | اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ (جنت میں) ان (مقبول بندوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیے۔ یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور (دوسرے) نیک بندے اور یہ لوگ (کیا ہی) اچھے ساتھی ہیں۔ |

سورہ حدید میں ایمان کامل اور جانی و مالی جہاد کی بار بار دعوت کے بعد ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ۔ (حدید۔ ۲) | اور جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں وہی صدیق ہیں۔ |

اس سے معلوم ہوا کہ صدیقیت اس کامل ایمان کے ذریعہ نصیب ہوتی ہے جس سے عمل کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔

## جھوٹ

جھوٹ کے معنی دروغ گوئی اور غلط بیانی کے ہیں۔ اور یہ نہایت ہی قبیح وصف ہے جس میں یہ بری صفت یعنی جھوٹ بولنے کی عادت پائی جاتی ہے وہ خدا اور انسانوں کے نزدیک بہت برا ہے اور اس کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ کتاب و سنت میں جھوٹ کی بڑی مذمت آئی ہے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ

(زمر-۱)

بے شک اللہ تعالیٰ اس کو راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہے احسان نہیں مانتا۔

حدیث: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ گناہ (فجور) کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ میں اور جھوٹ بولتے بولتے آدمی خدا کے ہاں جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں لے جانے والا کام کیا ہے؟ فرمایا سچ بولنا۔ جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیکی کا کام کرتا ہے اور جو نیکی کا کام کرتا ہے وہ ایمان سے بھرپور ہو جاتا ہے اور جو ایمان سے بھرپور ہوا وہ جنت میں داخل ہوا۔ اس نے پھر پوچھا کہ یارسول اللہؐ دوزخ میں لے جانے والا کام کیا ہے۔ فرمایا جھوٹ بولنا۔ جب بندہ جھوٹ بولے گا تو گناہ کا کام کرے گا اور جب گناہ کے کام کرے گا تو کفر کرے گا اور جو کفر کرے گا دوزخ میں جائے گا۔ (مسند احمد ص۷۶ امصری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ کی برائی کی وسعت اتنی ہے کہ کفر بھی اس میں آ جاتا ہے جس سے زیادہ بری چیز کوئی دوسری نہیں اور جس کے لیے نجات کا کوئی دروازہ کھلا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دائرہ بہت وسیع ہے وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو گھیرے ہوئے ہے اس کی رحمت کی چھاؤں میں ساری کائنات آرام کر رہی ہے مگر رحمتِ الٰہی کے اس گھنے سایہ سے وہ باہر ہے جس کا منہ جھوٹ کی بادِ سموم سے جھلس رہا ہے۔

اسلام کے محاورہ میں سخت ترین لفظ لعنت ہے۔ لعنت کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور محرومی کے ہیں قرآن پاک میں اس کا مستحق شیطان بنایا گیا ہے اور اس کے بعد یہودیوں، کافروں اور منافقوں کو اس کی وعید سنائی گئی ہے لیکن کسی مومن کو کذب کے سوا اس کے کسی فعل کی بنا پر لعنت سے یاد نہیں کیا گیا۔ جھوٹ بولنے اور جھوٹا الزام لگانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت کی جائے۔ مباہلہ کے موقع پر یہ فرمایا گیا کہ دونوں فریق خدائے تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ جو ہم میں جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ (آل عمران-۶۰)

پھر دعا کریں پھر جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں۔

Marfat.com

میاں بیوی کے لعان کی صورت میں جب شوہر بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے اور شوہر کے پاس اس کا کوئی گواہ نہ ہو تو اس کو چار دفعہ اپنی سچائی کی قسم کھانے کے بعد پانچویں دفعہ یہ کہنا پڑے گا۔
اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ (نور) اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔
اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ ایسی بڑی لعنت ہے کہ جو اس کا مرتکب ہوتا ہے وہ کافروں اور منافقوں کی طرح بددعا کا مستحق ہوتا ہے۔ نفاق جھوٹ کی بدترین قسم ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ۔ (بخاری، مسلم)

منافق کی تین علامتیں ہیں۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف کرے (۳) جب عہد و اقرار کرے تو عہد شکنی کرے۔

جھوٹ بولنے والے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے (مؤطا امام مالک) اور جھوٹ بولنے والے کے منہ سے اتنی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے اس سے دور بھاگتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ۔ (ترمذی)

یعنی جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو (رحمت کے) فرشتے اس سے ایک میل دور ہو جاتے ہیں اس بدبو کے باعث جو جھوٹ بولنے سے پیدا ہوتی ہے۔

جھوٹ بولنے سے روزی میں بھی بے برکتی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بِرُّ الْوَالِدَيْنِ يَزِيْدُ فِى الْعُمُرِ وَالْكِذْبُ يَنْقُصُ الرِّزْقَ وَالدُّعَاءُ يَرُدُّ الْقَضَاءَ (رواہ الاصبہانی)

والدین کے ساتھ بھلائی کرنے سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور جھوٹ بولنے سے روزی میں کمی ہوتی ہے اور دعا تقدیر کو لوٹا دیتی ہے۔

مومن آدمی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا اور جو مومن ہوگا وہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ قِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ قِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا۔ (مؤطا امام مالک)

یا رسول اللہ! کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہو سکتا ہے۔ پھر آپ سے عرض کیا گیا کیا مومن بخیل بھی ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہو سکتا ہے۔ پھر آپ سے عرض کیا گیا کیا مومن آدمی جھوٹا بھی ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ ایمان اور جھوٹ متضاد چیزیں ہیں۔ دونوں کا یکجا جمع ہونا غیر ممکن ہے جس طرح کفر و ایمان یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يَجْتَمِعُ الْكُفْرُ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ امْرِءٍ وَلَا يَجْتَمِعُ الصِّدْقُ وَالْكِذْبُ جَمِيعًا وَلَا تَجْتَمِعُ الْخِيَانَةُ وَالْأَمَانَةُ جَمِيعًا ۔ (احمد)

یعنی کسی کے دل میں ایمان و کفر اکٹھا جمع نہیں ہو سکتے کفر ہے تو ایمان نہیں اور ایمان ہے تو کفر نہیں۔ اور جھوٹ اور سچ بھی اکٹھا جمع نہیں ہو سکتے اور خیانت و امانت بھی اکٹھا نہیں ہو سکتی

جھوٹے آدمی کی قیامت کے دن بڑی بڑی سزائیں ہیں۔ معراج والی حدیث میں آپ نے فرمایا کہ جھوٹے آدمی کو میں نے دیکھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے ہیں۔ قبر میں بھی یہی عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا۔

جھوٹ کے بہت سے مرتبے ہیں۔ اچھے اچھے لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ بے ضرورت جھوٹ کو برا نہیں جانتے جیسے اکثر لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بچوں کو بہلانے کے لیے ان سے جھوٹے وعدے کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان وعدوں کو تھوڑی دیر میں بھول جائیں گے اور ہوتا بھی اکثر یہی ہے مگر جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے۔ اسلام نے اس جھوٹ کی بھی اجازت نہیں دی ہے۔ ایک کم سن صحابی عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْ لَهُ تَعَالَ أُعْطِكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ قَالَتْ أَرَدْتُ أَنْ أُعْطِيَهُ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ ۔ (ابوداؤد)

ایک دفعہ میری ماں نے مجھے بلایا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے تو ماں نے میرے بلانے کے لیے کہا کہ یہاں آ تجھے کچھ دوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو کیا دینا چاہتی ہو۔ ماں نے کہا میں اس کو کھجور دوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگر تم اس وقت اس کو کچھ نہ دیتیں تو یہ جھوٹ بھی تمہارا لکھا جاتا۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب ان کو کھانے کے لیے یا کسی اور چیز کے لیے کہا جاتا ہے تو وہ تصنع اور بناوٹ سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ مجھے خواہش نہیں حالانکہ ان کے دل میں اس کی خواہش موجود ہوتی ہے۔ تو یہ بھی جھوٹ ہے چنانچہ

ایک دفعہ ایک صحابیہ فاترو

Marfat.com

دریافت کیا۔

يَارَسُوْلَ اللهِ اِنْ قَالَتْ اِحْدَانَا لِشَيْءٍ تَشْتَهِيْهِ لَا اَشْتَهِيْهِ يُعَدُّ ذَالِكَ كَذِبًا قَالَ اِنَّ الْكَذِبَ يُكْتَبُ كَذِبًا حَتّٰى تُكْتَبَ الْكُذَيْبَةُ كُذَيْبَةً (احمد)

یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی کسی چیز کی خواہش رکھے اور پھر کہہ دے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں تو کیا یہ بھی جھوٹ شمار ہوگا۔ارشاد ہوا کہ ہر جھوٹے سے چھوٹا جھوٹ بھی جھوٹ لکھا جاتا ہے۔

اسی طرح وہ جھوٹ ہے جو خوش گپی کے موقع پر محض لطف صحبت کے لیے بولا جاتا ہے اس سے اگرچہ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ بعض موقعوں پر یہ ایک دلچسپی کی چیز بن جاتا ہے۔تاہم اسلام نے اس کی بھی اجازت نہیں دی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهٗ (ابوداؤد، ترمذی)

جو لوگوں کے ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اس پر بڑے افسوس کی بات ہے۔"

لوگوں کو خوش کرتا ہے اور جھوٹ بول کر اپنی آخرت برباد کرتا ہے۔اور جھوٹ بولنا بڑی خیانت کی بات ہے۔کیونکہ وہ خدا کا اور لوگوں کا امین ہے تو اس کو سچ ہی بولنا چاہیے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَ لَكَ مُصَدِّقٌ وَاَنْتَ لَهٗ بِهٖ كَاذِبٌ (ابوداؤد)

یہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی جھوٹی بات کہو اس حال میں کہ وہ تم کو سچا سمجھتا ہو۔

ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْاِيْمَانَ كُلَّهٗ حَتّٰى يَتْرُكَ الْكَذِبَ الْمُزَاحَةَ وَالْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا ۔ (احمد)

کوئی بندہ پورا مومن ہو نہیں سکتا یہاں تک کہ ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنا اور جھگڑا کرنا چھوڑ دے اگرچہ وہ فی نفسہ سچا ہو۔

یعنی ہر صورت میں جھوٹ بولنا اور فضول جھگڑا کرنا برا ہے۔اس سے ایمان کامل جاتا رہتا ہے۔

## جھوٹی گواہی

سب سے زیادہ خطرناک جھوٹ وہ ہے کہ جھوٹ بول کر لوگوں کی حق تلفی کی جائے اور ان کی عزتیں خراب کی جائیں۔ اس کو جھوٹی شہادت کہتے ہیں اور یہ جھوٹی گواہی گناہ میں شرک کے برابر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ

جھوٹی گواہی خدائے تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر

Marfat.com

بِاللّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ

ابن ماجہ

ہے آپ نے یہ بات یکے بعد دیگرے تین مرتبہ فرمائی پھر آپ نے ثبوت میں یہ آیت پڑھی بچو بت پرستی (شرک) کی نجاست سے اور بچو جھوٹ بولنے (اور جھوٹی شہادت) سے اللہ کی توحید پر ثابت رہو اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ کرو"

جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ آپ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہؓ نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا کہ شرک اور ماں باپ کی نافرمانی راوی کا بیان ہے کہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتاً اٹھ بیٹھے اور کہا کہ جھوٹی شہادت یا جھوٹی بات اور برابر یہی کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ خاموش ہو جاتے (تاکہ بار بار کہنے میں آپ کو تکلیف نہ ہو)

## جھوٹی قسم

بغیر ضرورت کے قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے اگر خاص ضرورت ہی پیش آجائے تو سچی قسم کھائی جائے جھوٹی قسم ہرگز نہ کھائی جائے کیونکہ قسم میں خدا کو گواہ بنایا جاتا ہے تاکہ مخاطب کو یقین ہو جائے اس لیے سچے معاملہ میں خدا کو گواہ بنانا درست ہے جھوٹے معاملہ میں خدا کو ہرگز گواہ نہ بنایا جائے جھوٹی قسم کھا کر خدا کو جھوٹے معاملہ میں گواہ بنانا سنگین جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ

(النحل - ۱۲)

(اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد توڑ مت ڈالو اور تم نے اپنے اوپر خدا کو ضامن بنایا ہے بیشک اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے اور اس عورت کی طرح مت ہو جس نے اپنے کاتے ہوئے سوت کو محنت کرنے کے بعد توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کا بہانہ بناتے ہو کہ ایک فریق دوسرے فریق سے بڑھ چڑھ کر ہو۔

خدا کا نام لے کر معاہدہ کرنا اور اس کو توڑ ڈالنا خدا کے مقدس نام کی تحقیر کرنا ہے اسی لیے فرمایا کہ جس بات پر کسی نے قسم کھائی اس پر اس نے گویا خدا کو ضامن ٹھہرایا۔ اس لیے قسم توڑ ڈالنا ایسا ہی حماقت کا کام ہے جیسا کہ عرب کی ایک بیوقوف عورت کا تھا جو سوت کات کات کر کھو دیتی یا

Marfat.com

ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی۔ جھوٹی قسم کھا کر کسی دوسرے کے مال پر دعویٰ کرنا خدا کے نام پر جھوٹ بولنا ہے اور یہ ایک کے بجائے دو گناہوں کا مجموعہ ہے یعنی غصب اور جھوٹ اور وہ بھی خدا کے پاک اور مقدس نام پر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (آل عمران۔ ۸)

بے شک جو لوگ خدا کے اقرار اور اپنی قسموں پر دنیا کا تھوڑا سا مال خریدتے ہیں آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں، نہ اللہ ان سے بات کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا قیامت میں۔ اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ابن جریر کی بعض روایتوں میں ہے کہ یہ آیت ان سوداگروں کی شان میں ہے جو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنا سامان بیچتے ہیں اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ نے تین دفعہ فرمایا "تین آدمی ایسے ہیں جن کی طرف خدا قیامت کے دن نہ دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے"۔ صحابی کہتے ہیں میں نے کہا کہ یہ لوگ جو ناکام ہوئے اور ٹوٹے میں پڑے ہیں وہ کون ہیں یارسول اللہ۔ فرمایا جو اپنا لباس ٹخنوں کے نیچے تک لٹکاتا ہے (کیونکہ یہ غرور کی علامت ہے) اور جو احسان جتاتا ہے اور جو جھوٹی قسمیں اٹھا کر اپنا مال بیچتا ہے۔ (مسلم ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

بہر حال جیسا کہ معلوم ہے کہ شان نزول سے مراد وہ واقعہ ہے جس پر کوئی آیت پوری طرح صادق آجائے اس لیے ان تمام واقعات پر آیت کا حکم یکساں جاری ہوگا صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا جو کسی مسلمان کے حق کو جھوٹی قسم کھا کر لینا چاہے گا تو خدا اس پر دوزخ کی آگ کو واجب کرے گا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ! کیا اگرچہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟ فرمایا پیلو درخت کی ڈالی ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہیں، خدا کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی بے گناہ کی جان لینا اور جھوٹی قسم کھانا (نسائی) ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص سے قسم کھلوائی جائے اور وہ جھوٹی قسم کھائے تو وہ اپنا چہرہ لے کر دوزخ میں ٹھکانا پائے گا (ابوداؤد) چہرہ کی خصوصیت شاید اس لیے ہے کہ اس نے انسانی عزت و آبرو کے خلاف کام کیا اور بڑی ڈھٹائی دکھائی جس کا اثر چہرہ پر نمایاں ہوگا۔ عموماً تاجر اور سوداگر چیزوں کی قیمت اور مال کی اصل حیثیت

Marfat.com

تیار نے میں جھوٹ کے مرتکب ہوتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اس لیے خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے بچنے کی ہدایت کی ہے فرمایا جھوٹی قسم مال کو بکوا دیتی ہے لیکن نفع (کی برکت) کو گھٹا دیتی ہے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

روحانی حیثیت سے جو برکت گھٹتی ہے وہ تو ہے ہی لیکن ظاہری حیثیت سے بھی ایسے شخص کی تجارت کو آخر میں چل کر اس کی عام بے اعتباری سے جو نقصان پہنچتا ہے وہ بھی ظاہر ہے چنانچہ اس کی تشریح ایک دوسری روایت میں ہے حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت میں بہت قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ اس طرح پہلے کامیابی ہوتی ہے پھر بے برکتی ہو جاتی ہے۔ (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

**وعدہ خلافی** وعدہ خلافی بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے اس سے بچنا بہت ضروری ہے اور یہ نفاق کی نشانی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل)

اور وعدہ کو پورا کرو۔ کیونکہ وعدے کی بازپرس ہوگی۔

**بہتان** بہتان بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے کیونکہ بہتان کا مطلب یہ ہے کہ جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو گنہگار ٹھہرایا جائے یا اس کی طرف کوئی ناکردہ گناہ یا کوئی برائی منسوب کی جائے یہ بھی بہت سنگین جرم ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (نساء - ۱۶)

اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے پھر وہ اس کی تہمت کسی بے گناہ پر دھرے، اس نے طوفان اور کھلا گناہ اپنے سر لادا۔

اور فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ يَّوْمَ تَشْهَدُ

جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (زنا کی تہمت لگاتے ہیں جو بیچاریاں ایسی باتوں سے محض) بے خبر ہیں اور ایمان رکھتی ہیں ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں ملعون ہیں۔ اور (قیامت کے دن) ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا جب

Marfat.com

عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۔ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ (سورۃ نور)

کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے اس دن اللہ ان کو پورا پورا جب بدلہ دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی سچا اور سچ کو سچ کر دکھانیوالا ہے

اور فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۔ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۔ (احزاب ۔ ع ۷)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو کسی طرح کی ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت دونوں میں خدا کی پھٹکار ہے اور خدا نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بے اس کے کہ انہوں نے قصور کیا ہو (ناحق کی تہمت لگا کر) ایذا دیتے ہیں تو (وہ جھوٹ) طوفان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے ہیں

**چغلخوری** چغل خوری بھی جھوٹ کی ایک بدترین قسم ہے کیونکہ چغل خوری کا یہ مطلب ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ادھر ادھر کی جھوٹی باتیں بیان کر کے ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا جائے اور اپنا رسوخ قائم کیا جائے ایسے لوگ بڑے فتنہ انگیز ہوتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۔ (حجرات)

اے ایمان والو! اگر کوئی گنہگار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو۔ کہیں کسی قوم پر نادانی سے نہ جا پڑو۔ پھر اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جھوٹی بات پھیلانے والے فاسق ہیں جو بڑے مفسد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بدترین لوگ یہ ہیں۔

اَلْمَشَّاؤُنَ بِالنَّمِيمَةِ الْمُفْسِدُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ (مسند احمد)

جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے آپس کے تعلقات خراب کرتے ہیں۔

صحیحین میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبرستان کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ ان میں سے ایک کو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ چغلی کھاتا پھرتا تھا (بخاری)

Marfat.com

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ۔ (مسلم)

کیا میں تم کو بتاؤں کہ عضہ کیا ہے ؟ یہ وہ چغلخوری ہے جو لوگوں کے درمیان بیان کی جاتی ہے۔

اہل عرب چغلخوروں کو ہیزم بردار کہتے ہیں یعنی جس طرح لکڑیاں بیچنے والے لکڑیاں چن چن کر لاتے ہیں لوراایندھن کے لیے گھوم گھوم کر بازاروں میں فروخت کرتے ہیں اس طرح یہ چغلخور بھی اس قسم کی باتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پھیلاتے ہیں اور فساد کی آگ کے لیئے ایندھن جمع کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ابولہب کی بیوی کو بعض مفسرین کی رائے کے مطابق حَمَّالَةَ الْحَطَبِ لکڑی اٹھانے والی کا خطاب اسی لیئے دیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کی چغلیاں ادھر ادھر پھیلایا کرتی تھی۔

چونکہ چغلخور باتیں بنا کر نمک مرچ لگا کر نہایت چرب زبانی سے بیان کرتا ہے تاکہ اس کا اثر لوگوں میں پڑجائے اور وہ اس کے دام تزویر میں پھنس جائیں اسی لیئے عربی زبان میں چغلخور کو وشابہ کہتے ہیں جس کے معنی نقش و نگار کے ہیں اور ادھر ادھر لگانے کے لیئے چغلخور کو دوڑ دھوپ بھی کرنی پڑتی ہے اس مناسبت سے چغلخوری کو سعایہ بھی کہتے ہیں جس کے معنی دوڑ دھوپ کے ہیں چغل خوری سے بہت بڑا فساد برپا ہوجاتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (ابوداؤد)

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

چغلخوروں کے فساد سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ان باتوں کا ہرگز خیال نہ کیا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ (سورہ قلم)

جھوٹی قسموں کے کھانے والوں اور لوگوں پر آوازیں کسنے والوں چغل خوروں کا کہا نہ مانیئے۔

**دورخاپن۔** یہ چغلی کی بدترین قسم ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا دوست بن کر ایک کی بات دوسرے تک پہنچائے اور دونوں کے تعلقات کو خراب کرے اور ایک دوسرے کو بدگمان کرے اس سے بہت بڑا فتنہ پیدا ہوجاتا ہے اور ایسے شخص کو ذی الوجہین اور ذی اللسانین کہتے ہیں یہ ایسا شخص ایک شخص کے پاس بیٹھ کر تعریف کرتا ہے اور اس کے پاس باہر نکل کر اس کی برائی کرنے لگتا ہے۔ یہ بھی منافقین میں شمار

Marfat.com

ہوتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ۔ (البقرة - ۲)

اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے۔ تو کہتے ہیں ہم بھی تو ایمان لا چکے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں، سرداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف مسلمانوں سے مذاق کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ امیروں وحاکموں کے پاس جاتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں اور جب ان کے یہاں سے نکل آتے ہیں تو ان کے خلاف کچھ اور کہتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔

كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (بخاری)

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کو نفاق سمجھتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ (موطا مالک، بخاری، مسلم)

سب سے بدتر دورخاپن والوں کو پاؤ گے جو اس کے پاس ایک منہ سے کر آتا ہے اور دوسرے کے پاس دوسرا منہ لے کر آتا ہے۔

یعنی ایک شخص کے پاس آتا ہے تو اور بات کہتا ہے مثلاً اس کی تعریف کرتا ہے اور جب دوسرے شخص کے پاس جاتا ہے تو پہلے کی برائی کرتا ہے جس کی اس نے تعریف کی تھی اور جس کے پاس بیٹھا ہے اس کی تعریف کرتا ہے اس کو دوغلاپن بھی کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذُو الْوَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا يَأْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَهٗ وَجْهَانِ مِنْ نَارٍ (طبرانی)

دورخاپن والا قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے آگ کے دو منہ ہوں گے۔

آپ نے اور فرمایا۔

مَنْ كَانَ لَهٗ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ (ابو داؤد)

فرمایا کہ جو دنیا میں دو رخا ہوگا قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ دو رخ والے دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہیں اور آخرت میں

Marfat.com

سزا یافتہ ہیں۔ دورخا بھی منافق ہے۔

**بے جا تعریف اور چاپلوسی** یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے کہ کسی کی حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر تعریف کی جائے جس کے وہ لائق نہیں ہے اس سے تعریف کرنیوالا اپنے ممدوح کو خوش کر کے اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتا ہے اور ممدوح خوش ہو کر غرور اور شیخی میں آجاتا ہے تو بے جا تعریفوں سے ممدوح میں دو برائیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ ایک غرور، اور دوسرے اپنے نسبت غلط تعریفیں سن کر خوش ہوتا ہے اور اپنے مفروضہ کمال اور مبالغہ آمیز بیان پر مغرور ہو کر دوسروں کو حقیر جانتا ہے۔ اسی لئے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دوسرے کی مبالغہ آمیز تعریف کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "تم نے اس کو برباد کردیا" (بخاری)

ایک اور موقع پر ایک صاحب نے کسی کی حد سے زیادہ تعریف کی تو فرمایا "تم نے اپنے ساتھی کی گردن ماردی" اگر تم کو کسی کی تعریف ہی کرنی مقصود ہے تو یوں کہو کہ میں یہ گمان کرتا ہوں بشرطیکہ اس کے علم میں وہ واقعی ایسا ہو اور قطعیت کے ساتھ غیبت پر حکم نہ لگایا جائے (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

مقصود یہ ہے کہ اگر کسی کی حد سے زیادہ تعریف کیجائے تو وہ اس کو سن کر مغرور ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس کا سارا کیا دھرا برباد ہو جائے گا۔ اسی طرح کسی کی نسبت قطعیت کے ساتھ اس لیے بھی حکم نہیں لگانا چاہیے کہ کسی کو دوسرے کا اندرونی حال اور غیب کی خبر نہیں معلوم۔ ایک بات اور یہ ہے کہ ایسی تعریفیں جو لوگوں کے منہ پر کی جاتی ہیں ان کو سن کر ان کے نفس موٹے ہو جاتے ہیں اور ان کے عیب و ہنر پر نظر ڈالنے والی آنکھوں کی روشنی زائل ہو جاتی ہے ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت عثمان کے منہ پر ان کی تعریف کی تو حضرت مقداد صحابیؓ نے ان کے منہ میں خاک جھونک دی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ (مسلم)

مداحی کرنے والوں کو جب دیکھو تو ان کے منہ میں خاک جھونک دو۔

ادب المفرد میں ہے کہ ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے آپ نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو اس نے اس کی بڑی تعریفیں شروع کیں۔ آپ نے فرمایا اس کو سنا کر مت کہو کہ اس کو برباد ہی کردو۔

Marfat.com

زبان کو بدزبانی، بدگوئی، بدکلامی سے بچانا نہایت ضروری ہے۔ مغی

## غیبت

غیبت سے بچنا بہت ہی ضروری ہے۔ غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی برائی اس کی عدم موجودگی میں بیان کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا۔

أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔

(مسلم)

تم جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے مسلمان بھائی کا اس طرح ذکر کرنا کہ اسے ناگوار ہو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اگر وہ برائی اس میں موجود ہو؟ آپ نے فرمایا اس کی موجودہ برائی کو بیان کرو گے تو غیبت ہوگی اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو تو تم اس پر بہتان باندھو گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسٰى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں (عجب نہیں کہ جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں۔ عجب نہیں (کہ جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو ان حرکات سے باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض شک گناہ میں داخل ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور تم میں سے ایک کو ایک کے پیٹھ پیچھے برا نہ کہے۔ بھلا تم میں سے کوئی اس بات کو گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو تم کو گھن آئے۔ اللہ سے تقویٰ کرو بیشک

Marfat.com

ترجمہ: اللہ توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنے والا ہے۔

ان آیتوں میں سخرہ کرنے اور برے القاب سے یاد کرنے اور تجسس کرنے اور غیبت کرنے سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا کہ غیبت کرنا اپنے بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ اور کوئی شخص اپنے بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتا تو اسے چاہیے کہ اپنے بھائی کی غیبت بھی نہ کرے حدیثوں میں غیبت کی سخت مذمت آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج والی حدیث میں فرمایا کہ میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ بولے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت نوچ کھاتے تھے یعنی اور ان کی عزت و آبرو لیتے تھے (ابو داؤد) اعمال اور اعمال کی جزا و سزا میں مناسبت ہوتی ہے۔ یہ لوگ چونکہ لوگوں کا گوشت نوچ کھاتے تھے۔ یعنی ان کی غیبت کرتے تھے اس لیے عالم برزخ میں ان کی سزا یہ مقرر کی گئی ہے کہ خود اپنا گوشت نوچتے رہیں اور اسی معراج والی حدیث میں ہے کہ:۔

وَنَظَرَ فِي النَّارِ فَإِذَا قَوْمٌ يَأْكُلُونَ الْجِيَفَ قَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ (احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم میں ایک گروہ کو مردہ لاش کھاتے ہوئے دیکھا تو دریافت فرمایا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبتیں کرکے ان کا گوشت کھاتے تھے

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

فَارْتَفَعَتْ رِيْحٌ مُنْتِنَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ رِيْحُ الَّذِيْنَ يَغْتَابُوْنَ۔

کہ سخت بو پھیلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کیسی بدبو ہے؟ آپ ہی نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبتیں کرتے ہیں

اس حدیث میں ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ غیبت کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ دوسرے کے عیوب کی تشہیر کی جائے اس لیے جس طرح غیبت کرنے والے لوگوں کے عیوب کو عام طور پر پھیلاتے ہیں اسی طرح ان کے اس عمل کی نجاست وگندگی کی بدبو بھی دنیا میں پھیل کر لوگوں کو ان سے متنفر کرتی ہے۔ اسی نکتہ کو آپ نے دوسری حدیث میں بلا تشبیہ وتمثیل کے نہایت واضح طور پر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔

Marfat.com

يَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ قَلْبَهٗ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ فِیْ بَيْتِهٖ (ابوداؤد)

اے وہ لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو لیکن ایمان تمہارے دلوں کے اندر جاگزیں نہیں ہوا ہے، نہ مسلمانوں کی غیبت کرو نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو، کیونکہ جو شخص ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا۔ خداوند تعالیٰ بھی اس کے عیب کی تلاش کرے گا۔ اور خدا جس کے عیب کی تلاش کرے گا خود اس کے گھر ہی کے اندر اس کو رسوا کر دیگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَكَلَ لَحْمَ اَخِيْهِ فِی الدُّنْيَا قُرِّبَ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ لَهٗ كُلْهُ كَمَا اَكَلْتَهٗ حَيًّا فَيَاْكُلُهٗ وَيَكْلَحُ وَيَضِجُّ (ابو یعلٰی)

جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا (یعنی غیبت کرے گا) تو قیامت کے دن وہی گوشت اس کے قریب کیا جائے گا اور اس سے کہا جائیگا کہ اس مردہ کو کھا جس طرح کہ تم اس کو زندگی میں کھاتے رہے۔ چنانچہ وہ منہ بگاڑ بگاڑ کر کھائے گا۔

بہر حال مسلمان کی غیبت اور آبرو ریزی کرنی حرام ہے اور یہ غیبت زنا و بدکاری سے زیادہ سخت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر دروازے ہیں اور سب سے آسان سود کا دروازہ یہ ہے کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ اس نے اسلام کی حالت میں اپنی ماں سے زنا کیا ہو اور سود کا ایک پیسہ لینا پینتیس ۳۵ زنا کے گناہ سے بدتر ہے اور کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ان سب گناہوں سے بدتر ہے (ترغیب و ترہیب)

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا۔

اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قِيْلَ وَكَيْفَ قَالَ الرَّجُلُ يَزْنِیْ ثُمَّ يَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَ لَهٗ صَاحِبُهٗ۔

یعنی غیبت کا گناہ زنا سے زیادہ سخت ہے۔ کہا گیا کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے مگر غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی یہاں تک کہ جس کی غیبت کی ہے۔ وہ معاف کر دے۔

اور آپ نے فرمایا

اَلْغِیْبَةُ وَالنَّمِیْمَةُ یَحُتَّانِ الْاِیْمَانَ کَمَا یَعْضُدُ الرَّاعِیُ الشَّجَرَةَ (ترغیب)

غیبت اور چغلی دونوں ایمان کو کاٹ دیتے ہیں جس طرح چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔

غیبت کرنے سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں قیامت کے دن اس کے نامۂ اعمال میں نیکی نہیں لکھی رہے گی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الرَّجُلَ لَیُؤتٰی کِتَابَهٗ مَنْشُوْرًا فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ کَذَا وَکَذَا عَمِلْتُهَا لَیْسَتْ فِیْ صَحِیْفَتِیْ فَیَقُوْلُ مُحِیَتْ بِاغْتِیَابِکَ النَّاسَ (اصبہانی ترغیب)

قیامت کے روز انسان کو اس کا کھلا ہوا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ اس میں کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ وہ کہے گا کہ میری فلاں فلاں نیکی کہاں گئی جو میں نے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری غیبتوں کی وجہ سے تیری نیکیاں مٹادی گئی ہیں۔

اس غیبت کی وجہ سے قبر میں سخت عذاب ہوتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا جنہیں قبر میں عذاب ہو رہا تھا آپ نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ ایک پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا لوگوں کی غیبتیں کرتا تھا (بخاری) جس طرح زندوں کی غیبت حرام ہے۔ اسی طرح سے مُردوں کی بھی غیبت ناجائز ہے۔ غیبت کا مطلب یہی ہے کہ کسی کا عیب جو اس میں موجود ہو دوسروں کے سامنے بیان کیا جائے اس میں ہر عیب داخل ہے غیبت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ غیبت زبان سے بھی ہوتی ہے۔ آنکھ سے بھی ہوتی ہے، ہاتھ پاؤں سے بھی ہوتی ہے۔ کسی شخص کی نقل کرنا توہین کے طور پر کہ اندھا ہے، لنگڑا ہے، لولا ہے تو یہ بھی غیبت میں شامل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دفعہ حضرت صفیہؓ کے کوتاہ قد کی نقل کی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایک ایسی بات کہہ دی کہ

لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ (ابوداؤد)

اگر اس بری بات کو دریا کے پانی میں ملایا جائے تو دریا کے پانی کو متغیر کر دے گا۔

یعنی یہ کلمہ ایسا تلخ ہے کہ اپنی تلخی کی وجہ سے دریا کے شیریں پانی کو تلخ بنا دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو پستہ قد کہنا بھی غیبت میں شامل ہے اس طرح چشم و ابرو کے اشارے سے کسی کے عیب کی پردہ دری کرنا بھی غیبت ہے اور قرآن مجید نے متعدد آیتوں میں غیبت کے ان ہی

Marfat.com

مخفی طریقوں کی برائی بیان کی ہے۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۝ (قلم) — (لوگوں پر) آوازے کسا کرتا ہے (اِدھر کی اُدھر) اِدھر کی اُدھر چغلیاں لگاتا پھرتا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ (همزه) — ہر شخص جو (لوگوں کی) عیب چینی کرتا (اور مان پر) آوازے کستا ہے اس کی بھی بڑی تباہی ہے۔

ان آیتوں میں غیبت کے جن مخفی اور دل خراش طریقوں کی مذمت کی گئی ہے۔ ان کی توضیح ترجمہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لیے اہل لغت کی تصریحات پیش نظر رکھنی چاہئیں جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) همز سامنے اور لمز پیٹھ پیچھے برائی کرنا (۲) همز خاص طور پر لوگوں کے نسب کی برائی کرنا۔ (۳) همز ہاتھ کے اشارے سے اور لمز زبان سے غیبت کرنا (۴) همز زبان سے اور لمز آنکھ کے اشارے سے غیبت کرنا (۵) برے الفاظ سے ہم نشینوں کی دل آزاری کرنا (۶) لمز آنکھ، ہاتھ، سر اور ابرو کے اشارے سے ہم نشینوں کی برائی بیان کرنا۔ اس تشریح سے معلوم ہوگا کہ غیبت کا دائرہ کہاں تک وسیع ہے۔

## بعض صورتوں میں غیبت مباح ہے

مظلوم ظالم کے عیبوں کو دوسروں کے سامنے اس لیے بیان کر سکتا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس کے عیبوں سے واقف ہو کر ہوشیار رہیں اس سے توہین و تذلیل مقصود نہیں ہے بلکہ لوگوں کی خیر خواہی مقصود ہے حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریابی کی اجازت طلب کی آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ اپنے خاندان میں کسی قدر برا شخص ہے۔ لیکن جب وہ پاس آیا تو آپ نے اس سے نہایت لطف و کرم سے گفتگو کی (بخاری)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (نساء) — اللہ تعالیٰ کسی کی برائی کو پسند نہیں کرتا۔ مگر مظلوم ظالم کی برائی بیان کر سکتا ہے

اگر کوئی شخص دینی معاملات میں دروغ گوئی سے کام لے تو اس کے عیبوں کو اس غرض سے ظاہر کیا جائے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص غیر معتبر ہے اس سے دین کی حفاظت

مقصود ہے کسی کی توہین مقصود نہیں ہے۔ غیبت کی پوری تفصیل ہم نے رسالہ "مذمت غیبت" میں کی ہے اس کو پڑھو۔

**گالی دینا** کسی کی آبرو ریزی کرنا اور سب وشتم کرنا بہت بری بات ہے یہ لڑائی جھگڑے کی جڑ ہے حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ نے فرمایا تھا کہ۔

فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ بَيْنَكُمْ (بخاری)

تمہارا خون اور تمہارا مال اور تمہاری عزت آپس میں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

یعنی مسلمان پر مسلمان کا خون گرانا حرام ہے کوئی کسی کو بلا وجہ نہ مارے اور نہ کسی کا مال چرائے اور نہ کسی کی بے عزتی کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ كُفْرٌ (بخاری مسلم)

مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو مار ڈالنا کفر ہے۔

اور کسی کو کافر یا فاسق کہہ کر گالی دینا بھی بہت برا ہے اگر وہ اس کا مستحق نہیں ہے تو کہنے والا خود ہی کافر و فاسق بن جاتا ہے آپ نے فرمایا

لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذٰلِكَ (بخاری)

کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فسق کی تہمت نہ لگائے اور نہ کفر کی اگر وہ اس کا مستحق نہیں ہے تو اس کلمہ کا گناہ اسی کہنے والے پر لوٹ جاتا ہے۔

یعنی اگر وہ کافر نہیں ہے تو خود کافر بن جاتا ہے اور اگر وہ فاسق نہیں ہے تو خود فاسق بن جاتا ہے اور گالی دینے میں جو شخص پیش قدمی کرے گا گنہگار ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِیْ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ (مسلم)

جو شخص آپس میں ایک دوسرے کو گالی دیتا ہے۔ تو دونوں کی گالیوں کا گناہ اسی پڑتا ہے جس نے پہلے گالی دی ہے جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے

اور یہ گالی گلوچ دینے والا اور بے ہودہ بکواس کرنے والا بدترین شخص ہے۔ قیامت کے روز بھی بدترین لوگوں میں ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ

قیامت کے روز خدا کے نزدیک بلحاظ قدر و منزلت سب لوگوں سے بدتر وہ شخص ہوگا جس سے لوگ

Marfat.com

اِتِّقَاءَ شَرِّهٖ ۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا اِتِّقَاءَ فُحْشِہٖ (بخاری مسلم)

اس کے شر سے بچنے کے لیے کنارہ کشی کریں۔ اور صحیحین کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس سے لوگ اس کی بدزبانی سے محفوظ رہنے کے لیے کنارہ کشی کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَثْقَلَ شَیْئٍ یُوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَاِنَّ اللہَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ (ترمذی)

قیامت کے روز مومن کے ترازو میں سب سے زیادہ بھاری چیز نیک خوئی ہوگی بیشک اللہ تعالیٰ بیہودہ گو (اور) حد ادب سے تجاوز کرنے والے کو دشمن رکھتا ہے

شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ کسی کی گالی کا جواب گالی سے نہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے اوصاف میں فرمایا ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان)

رحمان کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بےعلم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔

یعنی جب جاہل لوگ ان سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں اور سوائے بھلی بات کے گندی باتوں سے اپنی زبان آلودہ نہیں کرتے جیسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جوں جوں دوسرا آپ پر تیز ہوتا آپ اتنے ہی نرم ہوتے یہی وصف قرآن کریم کی اس آیت میں بیان ہوا ہے۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْہُ

"مومن لوگ بیہودہ باتیں سن کر منہ پھیر لیتے ہیں"

مسند احمد میں مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی شخص نے دوسرے کو برا بھلا کہا لیکن اس نے پلٹ کر جواب دیا تجھ پر سلام ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کے درمیان فرشتہ موجود تھا وہ تیری طرف سے گالیاں دینے والے کو جواب دیتا تھا۔ وہ جو گالی تجھے دیتا تھا فرشتہ کہتا تھا یہ نہیں بلکہ تو، اور جب تو کہتا تھا کہ تجھ پر سلام تو فرشتہ کہتا تھا اس پر نہیں بلکہ تجھ پر! تو ہی سلامتی کا پورا حق دار ہے۔ پس یہ فرمان ہے کہ اپنی زبان کو گندا نہیں کرتے، برا کہنے والے کو برا نہیں کہتے۔ سوائے بھلے کلمے کے زبان سے اور کوئی لفظ نہیں نکالتے۔ عیاض بن حمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

ایک معمولی انسان مجھے گالی دیتا ہے تو کیا میں اس گالی کا بدلہ لے سکتا ہوں آپ نے فرمایا۔

اَلْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَاتَرَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ (ابن حبان)

دو گالی دینے والے دو جھوٹے بکواسی شیطان ہیں۔

حضرت جابر بن سلیمؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا۔

اِعْهَدْ اِلَيَّ قَالَ لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيْرًا وَلَا شَاةً قَالَ لَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ (ابوداؤد)

مجھے نصیحت اور وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کسی کو گالی مت دو چنانچہ میں نے اس نصیحت کے بعد ... کسی آزاد کو گالی دی نہ کسی غلام کو اور ... نہ کسی اونٹ اور نہ کسی بکری کو! آپ نے فرمایا کسی نیکی اور بھلائی کو معمولی مت سمجھو اور اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ بات چیت کرو یہ بھی بھلائی سے ہے اور اپنی لنگی کو آدھی پنڈلی تک رکھو۔ اگر اس سے زیادہ کرنا چاہتے ہو تو ٹخنے تک اور ٹخنے کے نیچے کپڑا لٹکانے سے بچو۔ کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اگر تمہیں کوئی گالی دے اور عار و شرم دلائے تو تم اپنی معلومات کی بنا پر اسے شرم مت دلاؤ۔ کیونکہ اس کا وبال اسی کے اوپر رہے گا۔

اخلاقی حیثیت سے کسی کو گالی دینا مناسب نہیں ہے نہ انسان کو نہ حیوان کو اور نہ زمانہ کو آپ نے فرمایا

لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ (ترغیب)

زمانے کو گالی مت دو۔ اللہ تعالیٰ زمانے کو رد و بدل کرتا رہتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔

لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَاِنَّهُ يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ۔ (ابوداؤد)

مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ وہ نماز کے لئے اٹھاتا ہے۔

ابوداؤد

Marfat.com

بدزبانی اور فحش گوئی ہر حال میں بری ہے بدزبان آدمی ہمیشہ بھلائیوں سے محروم رہتا ہے اور لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے برا شخص وہ ہے کہ جس کی بدزبانی سے لوگ ملنا جلنا چھوڑ دیں (بخاری) اور فرمایا بدزبانی جس چیز میں پائی جاتی ہے اس کو بدنما بنا دیتی ہے اور حیا جس چیز میں پائی جاتی ہے اس کو زینت دار بنا دیتی ہے (ترمذی) چونکہ بدزبانی اور گالی گلوچ سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے

## لعن طعن

لعنت کے معنی خدا کی رحمت سے دور ہونے اور ہٹانے کے ہیں جب کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے تو وہ اس کے حق میں بددعا کرتا ہے کہ خدا کی رحمت سے دور ہو

بلاوجہ کسی انسان یا حیوان پر یا کسی اور چیز پر لعنت کرنا اور بددعا کرنا اچھا نہیں ہے جس کے اوپر لعنت کی بددعا کی گئی ہے اگر وہ لعنت کا مستحق نہیں ہے تو وہ لعنت لوٹ کر لعنت کرنے والے پر پڑ جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِنْ لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لُعِنَ فَإِنْ كَانَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا

(ابوداؤد)

جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے۔ تو یہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے سو آسمان کے دروازے اس کے آگے سے بند کر دیے جاتے ہیں جب آسمان کی طرف چڑھنے کا کوئی راستہ اسے نہیں ملتا۔ تو وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو زمین کے دروازے بھی اس کے آگے سے بند کر دیے جاتے ہیں۔ تو زمین میں گھسنے کا بھی کوئی راستہ نہیں ملتا تو وہ لعنت دائیں بائیں طرف پھرتی ہے ادھر بھی اسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو وہ لعنت جس شخص پر لوٹ آتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے اگر وہ اس لعنت کا مستحق ہے اور اگر وہ اس لعنت کا مستحق نہیں ہے تو وہ لعنت، لعنت کرنے والے پر لوٹا دی جاتی ہے (اور لعنت کرنے والا اپنے ہی الفاظ سے ملعون ہو جاتا ہے)

Marfat.com

اس حدیث کا مطلب بالکل صاف ہے کہ جب کوئی کسی پر قہر الٰہی کی بددعا کرتا ہے۔ تو وہ لعنت نہایت تیزی کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھنے کی کوشش کرتی ہے۔ جب اوپر جانے کا اسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو زمین پر اتر آتی ہے اور جب زمین میں سے کوئی راستہ نہیں ملتا تو ادھر ادھر پھرتی ہے اور جب اسے کہیں راستہ نہیں ملتا تو مجبوراً اسی پر لوٹ آتی ہے جس پر کی گئی بشرطیکہ وہ اس لعنت کا مستحق ہو۔ اگر وہ اس لعنت کے لائق نہیں تو لعنت کرنے والے پر لعنت لوٹ آتی ہے اور یہ لعنت کرنے والا خود اپنی ہی لعنت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ سچ ہے۔ چاہ کن راچاہ درپیش۔ اس لیے ہر ممکن طریقے سے کسی پر لعنت مت بھیجو۔ یہ سنگین جرم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِالنَّارِ۔ کسی کے اوپر اللہ کی لعنت مت بھیجو۔ اور نہ بددعا کرو خدا کے غصّے کے ساتھ اور نہ جہنم کی آگ کے ساتھ۔

(ابوداؤد)

کیونکہ اگر وہ اس بددعا کا مستحق نہیں ہے تو بددعا کرنے والا اس بددعا کا مستحق ہو جائے گا۔ حضرت جرموز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تم کسی پر لعنت نہ کرو۔ (طبرانی)

حضرت عمرانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور ایک انصاریہ عورت اونٹنی پر سوار تھی۔ اس نے اونٹنی کو جھڑکا اور لعنت بھیجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا کہ جو اونٹنی پر سامان ہے اتار لو اور اس کو آزاد کر دو۔ کیونکہ اس پر لعنت پڑ چکی ہے۔ حضرت عمرانؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس اونٹنی کو دیکھا اِدھر اُدھر ماری پھرتی ہے کوئی اسے نہیں چھوتا (مسلم)

آپ نے فرمایا ماں باپ پر لعنت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ ماں باپ پر بھلا کون لعنت کرے گا؟ تو آپ نے فرمایا

يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ بھی اس کے باپ کو گالی دے گا۔ اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ بھی اس کی ماں کو دے گا۔

(بخاری)

تو گویا اس نے اپنے ماں باپ کو برا بھلا کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

کامل مومن نو نہ کسی پر طعن کرتا ہے اور نہ کسی پر لعنت کرتا ہے نہ زبان درازی کرتا ہے (ترمذی) اسی طرح آپ نے فرمایا۔

لَا یَکُوْنُوْنَ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (مسلم، ابوداؤد)

یعنی کسی پر لعنت کرنے والے قیامت کے روز نہ کسی کی سفارش کر سکیں گے اور نہ کسی کی گواہی دے سکیں گے۔

بہرحال ان تمام حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پر لعن طعن کرنا برا ہے اور کوئی اپنے برے کارناموں کی وجہ سے لعنت کا مستحق ہے تو لعنت کرنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پرست یہود ونصاریٰ کے متعلق فرمایا۔

لَعَنَ اللّٰهِ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِهِمْ مَسَاجِدَ یُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا۔ (بخاری)

یہود ونصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے ڈراتے تھے اس چیز سے جو انہوں نے کیا

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ اس بیان سے آپ اپنی امت کو (قبر پرستی کے) اس لعنتی فعل سے روکنے کے لیے متنبہ کرتے ہیں (الحدیث) معلوم ہوا کہ قبروں کو سجدے کرنیوالے لائق لعنت ہیں اور وہ ضرور ملعون ہیں بزبان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِهِمْ مَسَاجِدَ۔

ان لوگوں پر خدا کا سخت تر غضب نازل ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہیں اور عبادت گاہیں) بنالی ہیں۔

خدا کے نافرمانوں اور کافروں اور یہود ونصاریٰ اور مکاروں اور دھوکہ بازوں پر لعنت کرنا قرآن کی رو سے جائز ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ (مائدہ۔ پ۶)

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا۔ ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی بددعا سے خدا کی طرف سے ان پر لعنت کی گئی یہ لعنت ان پر اس لیے آئی کہ وہ نافرمانی کرنے اور حدیں پھاندنے والے تھے۔

اسی طرح قرآن مجید میں مشرکوں کافروں، منافقوں، یہودیوں، اور عیسائیوں کی

سے سرکشی، بغاوت، کفر، طغیان، انکار، نافرمانی اور دین سے ٹھٹھا، مخول، مذاق، استہزاء، احکام الٰہی میں تحریف وتبدیل، کانٹ، چھانٹ، حیلہ سازیوں اور فریب کاریوں کی وجہ سے ان پر بکثرت لعنت اور پھٹکار آئی ہے اور اس لعنت و پھٹکار کے تذکرہ سے امت محمدیہ کو سبق سکھانا مقصود ہے کہ جو بھی اعمال مذکورہ کا مرتکب ہوگا وہ پھٹکار کا سزاوار قرار پائے گا اور آپ نے متعدد حدیثیں پڑھی ہیں کہ جن میں کسی کو پھٹکارنے اور اس پر لعنت کرنے کی ممانعت آئی ہے اور قرآنی آیات اور بعض احادیث میں کافروں اور یہودیوں وغیرہ پر لعنت بھیجی گئی ہے یہ دونوں باتیں کوئی متضاد چیز نہیں ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی لعنتی فعل کا مرتکب ہوجاتا ہے تو ارتکاب کے بعد اسے ملعون کہنا روا ہے جیسے یہود نے ارتکاب جرائم کے بعد ملعون قرار دیئے گئے اور لعنت کے لائق کاموں کو کرنے کے بغیر کسی کو پھٹکارنا یا اس پر لعنت بھیجنا سخت منع ہے استثناء قرآنی کے سوا ملعون کہنا بڑا گناہ ہے۔ یہ دن تحقیق لعنت کا بخضر مارنا ظلم ہے۔ (ملخص از ریاض الصالحین)

## ✓ کافروفاسق بنانا

بلاضرورت کسی مسلمان کو کافر اور فاسق کہنا جائز نہیں ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے اگر وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا (بخاری)

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہوجاتا ہے۔

اور اس کافر کہنے کا اتنا گناہ ہے جتنا اس کے قتل کرنے کا گناہ ہے آپ نے فرمایا

إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَهُوَ كَقَتْلِهِ (بزار)

جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو اے کافر کہہ کر پکارتا ہے تو اس کا گناہ اس کے قتل کے برابر ہے

اور خود کہنے والا بھی کافر ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا۔

لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَٰلِكَ (بخاری)

کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو فسق کی تہمت لگائے اور نہ کفر کی اس لیے کہ تہمت لگانے سے کفر فسق در کفر پھر آکے تہمت کنندہ پر اگر وہ اس کے لائق نہیں

یعنی اگر کسی کو فسق کی تہمت لگائی اور وہ فاسق نہیں ہے تو خود ہی فاسق ہوا۔ اور اگر کسی کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں ہے تو کہنے والا آپ کافر ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ایک

Marfat.com

دوسرے پر الزام اور تہمت لگانے سے روک رہے ہیں تاکہ فضائے اخلاق تفسیق و تکفیر کی گندی ہوا سے خراب نہ ہو۔

## ہنسی اڑانا

نازیبا ہنسی و مذاق کرنا اور مسخرہ کرنا بھی خراب عادت ہے اس سے بھی بعض لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے اس لیے قرآن و حدیث میں نازیبا ہنسی کی ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔

یا ایہا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون (حجرات)

مسلمانو! مرد، مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں، عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے پر طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کا نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور ان کا مذاق اڑانا اچھا نہیں ہے۔ ممکن ہے جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ اللہ کے نزدیک اچھے ہوں اور یوں بھی بلا ضرورت ہنسنا سخت دلی کی علامت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تکثروا الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلب (احمد، ترمذی)

زیادہ مت ہنسو۔ کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیلا (بخاری)

خدا کی قسم اگر تم ان باتوں کو جان لیتے جن کو میں جانتا ہوں تو زیادہ روتے اور کم ہنستے۔

ہنسی مذاق سے کسی کی چیز کو لے لینا اچھا نہیں ہے آپ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

لا یاخذن احدکم متاع اخیہ لاعبا ولا جادا (ترمذی)

کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے سامان کو نہ ہنسی مذاق سے لے اور نہ سچ مچ سے۔

Marfat.com

اس لیے اس سے مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہے اور مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے
مندرجہ ذیل ایک لمبی حدیث فائدے کے لیے لکھتے ہیں اس کو زبانی یاد کر کے ایک لائحہ عمل بنا
لو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللهِ أَوْصِنِيْ قَالَ
أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللهِ
فَإِنَّهَا زَيْنٌ لِأَمْرِكَ كُلِّهِ
قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ زِدْنِيْ
قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ
وَذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّهُ
ذِكْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ
وَنُوْرٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ قُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللهِ زِدْنِيْ
قَالَ عَلَيْكَ بِطُوْلِ
الصَّمْتِ فَإِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطٰنِ
وَعَوْنٌ لَكَ عَلٰى أَمْرِ دِيْنِكَ
قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ وَإِيَّاكَ
وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ فَإِنَّهُ
يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ
بِنُوْرِ الْوَجْهِ قُلْتُ
زِدْنِيْ قَالَ قُلِ الْحَقَّ
وَإِنْ كَانَ مُرًّا
قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لَا
تَخَفْ فِي اللهِ لَوْمَةَ
لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِيْ
قَالَ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ

یا رسول اللہ مجھے وصیت کیجیے آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں
اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے
رہو اور اس کے حکموں پر چلو اور جس سے منع کیا ہے اس
سے بچتے رہو۔ ایسا کرنے سے تمہارے سارے کام سنور
اور سدھر جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!
اور کچھ زیادہ نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا تم قرآن
مجید کی تلاوت اور ذکر الٰہی کو لازم پکڑ لو، یعنی قرآن مجید
پڑھتے رہو اور ذکر ہمیشہ کرتے رہو۔ جب تم یہ کام
کرو گے تو آسمانوں میں تمہارا تذکرہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ
تمہارا ذکر خیر فرشتوں کے سامنے کرے گا اور فرشتے بھی
تمہارے لیے نیک دعائیں کریں گے اور زمین میں نور
معرفت و یقین اور ہدایت کے ظہور کا سبب ہوگا میں
نے عرض کیا اور مزید نصیحت کیجیے آپ نے فرمایا
بیکار باتوں سے زیادہ خاموش رہو اس لیے کہ خاموشی
شیطان کو بھگاتی اور دور کرتی ہے اور تمہارے دینی
کاموں میں مددگار رہتی ہے میں نے عرض کیا اور زیادہ
نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا زیادہ ہنسنے سے بچتے
رہو کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ بنا دیتی ہے اور چہرے
کے نور کو کھو دیتی ہے اور اس کی رونق کو زائل کر دیتی
ہے میں نے کہا اور زیادہ نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا
تم حق کہہ دیا کرو اگرچہ لوگوں کو تلخ اور ناگوار معلوم ہو۔
میں نے عرض کیا اور مزید نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا

Marfat.com

مَا تَعَلَّمَ مِنْ نَفْسِكَ ۔ (احمد، طبرانی)

اللہ کے دین کے اظہار کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈرو میں نے عرض کیا اور زیادہ نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا لوگوں کی عیب جوئی سے باز رہو۔

اس حدیث میں قیمتی قیمتی سات نصیحتیں ہیں (۱) اللہ سے ڈرنا (۲) قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ (۳) خاموش رہنا (۴) زیادہ ہنسی سے بچنا (۵) حق کہنا (۶) حق کہنے پر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرنا۔ (۷) لوگوں کی عیب جوئی سے بچنا اس حدیث میں زیادہ ہنسنے سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہوجاتا ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہنسنا بالکل منع ہے۔ بلکہ بوقت ضرورت مسکرانا اور اظہار مسرت کرنا بھی جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسکرانا ثابت ہے ہاں قہقہہ مار کر آپ نہیں ہنسا کرتے تھے اور یہ قہقہہ ہی زیادہ منع ہے۔ کیونکہ یہ بدتہذیبی میں داخل ہے۔

## خاموشی

اللہ تعالیٰ نے تمہیں زبان اس لیے دی ہے کہ ضرورت کے وقت اس سے کام لو اور نیک و فائدے کی باتوں میں استعمال کرو نہ کہ اس سے بری باتیں نکالو۔ یا اس سے کسی کو ستاؤ جو بات زبان سے نکالتے ہو فرشتے اس کو لکھ لیتے ہیں اور قیامت کے روز وہ خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا قرآن مجید میں فرمایا۔

مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (ق)

انسان کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے فرشتے اس کو نوٹ کرلیتے ہیں۔

اگر ضرورت سے زیادہ بولو گے تو اس میں تمہاری پکڑ ہوگی حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۔ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ تَعَالَىٰ الْقَلْبُ الْقَاسِي (ترمذی)

سوائے ذکر الٰہی کے زیادہ باتیں مت کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے سوا زیادہ کلام کرنے سے دل سخت ہوجاتا ہے اور سخت دل والا اللہ تعالیٰ سے دور ہوجاتا ہے

۲۔ كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرُ اللهِ

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کے علاوہ سب کلام انسان پر وبال جان بنے گا۔ (ترمذی)

۳۔ أَكْثَرُ النَّاسِ ذُنُوبًا أَكْثَرُهُمْ كَلَامًا فِيمَا لَا يَعْنِيهِ (ترغیب)

زیادہ فضول باتیں کرنے والا سب سے بڑا گنہگار ہے۔

## حکایت

جنگ احد میں ایک نوجوان صحابی شہید ہو گئے تھے ان کی اماں ان کے پاس آئیں تو دیکھا کر بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ ان کی ماں نے ان کے چہرے سے مٹی صاف کر کے کہا۔

هَنِيْئًا لَكَ يَا بُنَيَّ الْجَنَّةُ۔ — میرے پیارے بیٹے تجھے جنت مبارک ہو

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا يُدْرِيْكِ لَعَلَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ وَيَمْنَعُ مَا لَا يَضُرُّهُ (ترمذی، ترغیب) — تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ فضول باتیں کرتا ہو یا غیر نقصان دہ چیزوں کو روک لیتا ہو۔

یعنی ان دونوں چیزوں کا حساب ہوگا۔ ممکن ہے کہ اس پر اس کی گرفت ہو جائے۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الرَّجُلَ لَيَدْنُوْا مِنَ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا قِيْدُ رُمْحٍ فَيَتَكَلَّمُ فِيْهَا بَاعَدَ مِنْهَا اَبْعَدَ مِنْ صَنْعَاءَ (ترغیب ترہیب) — ایک آدمی جنت کے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ صرف ایک نیزے کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ مگر کوئی فضول بات بک دیتا ہے جس سے وہ جنت سے بہت دور ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ (ترمذی) — فضول گوئی اور غیر مفید کاموں کو چھوڑ دینا مسلمان کی خوبی و خلوص میں شمار ہوتا ہے۔

اگر تم اپنے اسلام میں خوبی و خلوص چاہتے ہو تو طویل اور فضول گوئی سے کنارہ کشی اختیار کرو اور ضرورت سے زیادہ مت بولو۔ بلکہ خاموش رہو۔ خاموش اور چپ رہنے میں بہت سی آفتیں دور ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۔ مَنْ صَمَتَ نَجَا (ترمذی، احمد) — جو چپ رہے گا وہ بہت سی بلاؤں سے بچا رہے گا۔

۲۔ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا لِيَغْنَمْ وَلْيَسْكُتْ عَنْ شَرٍّ لِيَسْلَمْ (طبرانی) — جو خدا اور قیامت کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ اچھی بات کہے تو وہ ثواب پائے گا۔ اور بری باتوں سے خاموشی اختیار کرے تو آفتوں سے الگ رہے گا۔

۳۔ اَلْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ — تنہائی برے ساتھی سے بہتر ہے

وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ وَإِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ إِمْلَاءِ الشَّرِّ (بیہقی، مشکوٰۃ)

اور نیک ہم نشین تنہائی سے بہتر ہے۔ اور اچھی بات خاموشی سے بہتر ہے اور خاموشی بری بات سے اچھی ہے۔

۴۔ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً (بیہقی)

فضول گوئی سے چپ رہنے کا درجہ ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

خاموشی سے دل و دماغ روشن رہتے ہیں۔ عقل تیز ہوتی ہے ذکر و فکر کا مادہ پیدا ہوتا ہے اچھی اچھی باتیں ذہن میں آتی ہیں اور عمل کی رغبت ہوتی ہے۔ کیونکہ زیادہ بولنے والے عموماً بے عمل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ۔ (نساء)

زیادہ سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہے۔ مگر جس نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ یا نیک کام کرنے کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا حکم دیا۔ تو ان چیزوں میں بھلائی اور فائدہ ہے۔

اور جب کوئی بات بولنا ہو تو سوچ سمجھ کر بولنا چاہیے بغیر سوچے سمجھے بولنے میں خفت و ندامت ہوتی ہے اور لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ (بخاری)

بے سوچے سمجھے بندہ اللہ کی ناخوشی کی ایسی بات کہہ جاتا ہے جس سے وہ دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ (بخاری)

اور جب غور و فکر کے بعد اچھے لفظوں میں بات ادا کروگے تو دنیا میں تمہاری بڑی شاباشی و تعریف اور آؤ بھگت ہوگی۔ اور خدا بھی خوش ہوگا۔ بات ہی سے تمہاری خوبی اور اچھائی معلوم ہوگی۔ علامہ شیرازی نے کیا خوب فرمایا ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد     عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جب تک آدمی بات نہیں کرتا اس کی بھلائی برائی چھپی رہتی ہے۔ اور بات کرنے کے بعد اس کی برائی بھلائی معلوم ہوجاتی ہے اگر اچھی بات کہی ہے تو معلوم ہوجائے گا کہ یہ نیک آدمی ہے۔ بری بات کہی ہے تو پتہ چل جانے گا کہ یہ نادان اور خراب آدمی ہے۔ علامہ شیرازی فرماتے ہیں ؎

Marfat.com

مزن بے تامل بگفتار دم  نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

یعنی کوئی بات بے سوچے سمجھے نہ کہو اگر اچھی بات دیر میں کہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

## کلام کے موقع پر چپ رہنا اچھا نہیں ہے

یہ حقیقت ہے کہ ہر وقت بک بک کرنا اور فضول گوئی کرنا برا ہے۔ لیکن کلام کے وقت چپ رہنا اس سے بھی برا ہے زبان اسی لیئے دی گئی ہے کہ ضرورت پر استعمال کی جائے نہ کہ ضرورت کے وقت مقفل رکھی جائے۔ تو ہم میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ وعظ و نصیحت ضرورت پر کہنا کار خیر ہے۔ کیونکہ جتنا ثواب عمل کرنیوالے کا ہوگا۔ اتنا ہی ثواب بتانے والے کو ملے گا۔

بات چیت میں عدل و انصاف اور سچائی کو نہ چھوڑو۔ حق اور منصفانہ بات چیت کرنے میں مت جھجکو۔ اگر انصاف اور سچی بات کہنے سے رکو گے تو قیامت کے دن تمہاری گرفت ہوگی۔ اگرچہ مخاطب کتنا ہی بڑا شخص کیوں نہ ہو۔ اس کی پرواہ نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (ابوداؤد)

ظالم بادشاہ اور حکمران کے سامنے حق اور ثابت شدہ بات کہہ دینا سب سے بڑا جہاد ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قُلِ الْحَقَّ وَلَوْ كَانَ مُرًّا۔ (ابن حبان)

حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو۔

لیکن لب و لہجہ تلخ ہرگز نہ ہو۔ بات چیت کے وقت دل و دماغ اپنے قابو میں رکھو۔ مخاطب اگر تمہاری طبیعت کے خلاف گفتگو کر رہا ہو تو اس کی گفتگو سے تنگ دل نہ ہو۔ اور نہ ملول خاطر ہو، اور نہ طیش و غصے میں آؤ۔ اور خوش روئی اور پوری توجہ سے سنو۔ پھر معقول و مہذب طریقے اور نرم آواز سے اس کی تائید و تردید کرو۔ غصے کے لب و لہجہ میں بات کرنا عقل مندوں کا کام نہیں ہے۔

## بات چیت میں چھوٹے بڑے کا خیال رکھو

بڑوں کو بڑے خطاب سے مخاطب کرو۔ کوئی لفظ ان کی شان کے خلاف نہ کہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

كَبِّرُوا الْكُبْرَىٰ (الحدیث) بڑوں کی تعظیم کرو۔

اور جو بڑوں کی تعظیم نہیں کرے گا وہ پکا مسلمان نہیں ہے۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ترمذی)

نہیں ہے ہماری جماعت سے وہ شخص جو ہمارے چھوٹوں پر رحم و شفقت نہ کرے اور نہ ہمارے بڑوں کی عزت و تعظیم و تکریم کرے اور نہ ترغیب دے لوگوں کو بھلائی کی اور نہ منع کرے منکرات و محظورات شرعیہ سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (ترمذی) لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارو۔

اگر بڑے مرتبہ کے لائق ہے تو بڑے مرتبہ پر رکھو۔ اور اگر چھوٹے مرتبہ کے لائق ہے تو چھوٹے مرتبہ پر رکھو۔ بہرحال بات چیت میں بڑوں کا لحاظ ضرور ہونا چاہیے۔ جب تم دوسروں سے ادب سے بات چیت کرو گے تو دوسرا بھی تم سے ادب سے بات چیت کرے گا اور جب تم دوسروں کا ادب کرو گے تو دوسرے بھی تمہارا ادب و احترام کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِنْ أَجْلِ سِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ سِنِّهِ مَنْ يُكْرِمُهُ (ترمذی)

جو جوان کسی بوڑھے کی بزرگی کی وجہ سے عزت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت ایسے آدمی کو مقرر فرمادے گا جو اس کی عزت کرے گا

بوڑھے بزرگ کی عزت کرنا خدا کی عزت کرنا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللّٰهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِيْ فِيْهِ وَلَا الْجَافِيْ عَنْهُ وَإِكْرَامَ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ

بوڑھے بزرگ اور قاری حافظ قرآن اور منصف بادشاہ کی عزت سے خدا خوش ہوتا ہے اور ان کی عزت کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

لہذا بڑوں کی عزت کرنا فرض ہے۔ ادب کرنے سے تمہیں بہت فائدہ ہوگا (۱) سب خوش رہیں گے (۲) تمہاری عزت کریں گے اور ضرورت کے وقت تمہاری امداد کرینگے

## خوش کلامی

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم کسی سے گفتگو کرو تو نہایت میٹھی اور دل خوش کن باتیں کرو. تاکہ سننے والا تمہاری بات چیت سے خوش ہو اور تمہاری محبت اس کے دل میں بیٹھ جائے ترش روئی اور سخت کلامی سے بچتے رہو۔ زبان شیریں ملک گیری پر ہمیشہ عمل کرتے رہو اور جو بات کہو اچھی کہو۔ قرآن مجید میں ہے۔

| | |
|---|---|
| وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (بقرہ ۲) | لوگوں سے اچھی بات کہو۔ اور نماز و زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ |

اچھی بات سے مطلب یہ کہ کام و نصیحت اور فائدے کی بات کہو یہی انسانیت کا سب سے بڑا طرۂ امتیاز ہے۔ اور نیک لوگوں کی پہچان ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

| | |
|---|---|
| قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا۔ (بنی اسرائیل) | (اے پیغمبر) میرے نیک بندوں سے کہہ دو کہ وہ بات چیت کریں جو سب سے اچھی ہو بے شک شیطان دشمنی ڈالتا ہے آپس میں۔ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ |

آیت کے پچھلے حصہ میں دعوے کی دلیل بھی دے دی گئی ہے کہ خوش گوئی اور خوش کلامی آپس میں میل ملاپ پیدا کرتی ہے اور بدگوئی و بدکلامی آپس میں چھوٹ پیدا کرتی ہے جو شیطان کا کام ہے۔ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں میں غصہ، نفرت، حسد، اور نفاق کے بیج بوتا ہے اس لیے اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ نیک بات بولیں، نیک بات کہیں اچھے لہجے میں کہیں اور نرمی سے کہیں کہ آپس میں میل ملاپ اور مہر و ماہ اور محبت پیدا ہو۔ خوش کلامی کرنے والا خدا اور رسول کا محبوب ہے اور جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہے۔

Marfat.com

يُرىٰ ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا فَقَالَ اَبُوْ مَالِكِ الْاَشْعَرِيّ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَائِمًا وَّالنَّاسُ نِيَامٌ

(طبرانی)

ہیں جن کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے صاف دکھائی دیتا ہے۔ ابومالک اشعریؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ ایسی جنت کس کو ملے گی؟ تو آپ نے فرمایا جس نے خوش کلامی کی ہو اور غریبوں کو کھانا کھلایا ہو اور اس وقت نماز پڑھی ہو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں

معلوم ہوا کہ خوش کلامی جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا "اچھی بات صدقہ ہے" یعنی جس طرح صدقہ دے کر کسی غریب کی حاجت روائی اور دل جوئی کی جاتی ہے اسی طرح زبان کی مٹھاس سے اس کے زخموں پر پھایا رکھا جاسکتا ہے اور سچی سعی و سفارش سے اس کو مدد پہنچائی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو اسی بات کی تعلیم دی ہے کہ لوگوں سے نرم زبان اور خوش کلامی سے پیش آئیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

(آل عمران)

اللہ کی رحمت کے سبب سے تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تم مزاج کے اکھڑ اور دل کے سخت ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے تتر بتر ہو گئے ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو جب نبی بنا کر بھیجا تو فرمایا۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى

(طٰہٰ)

سو تم دونوں اس سے نرم بات کہنا شاید وہ نصیحت پائے یا خدا سے ڈرے اور اپنی کمزوری محسوس کرے۔ (طٰہٰ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچ بولنے اور حسن خلق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَعِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔

# خطبہ ۶۸ مذمّت حسد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ اَحْمَدُهٗ وَاَشْكُرُهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے پیغمبر! آپ کہیے میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کی برائی سے جب کہ اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب کہ وہ حسد کرے۔

کسی نعمت کے چھن جانے کی آرزو کو حسد کہتے ہیں۔ یعنی بعض لوگ ایسے تنگ دل ہوتے ہیں جو دوسروں کی بھلائی اور بہتری کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھ سکتے، خاص کر اپنے رشتہ داروں، عزیزوں، دوستوں اور ہم پیشہ وروں کو جب اچھی اور آسودہ حالتوں میں دیکھتے ہیں تو جل بھن کر خاک ہو جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آسودہ لوگوں کی آسودگی چھن جائے اور وہ مجھ کو مل جائے۔ اس بری عادت کو حسد اور حسد کرنے والوں کو حاسد کہتے ہیں۔

حسد کرنے والا بہت برا ہوتا ہے، وہ لوگوں کی تباہی اور بربادی چاہتا ہے۔ اپنی بھلائی کے لیے کوشش نہیں کرتا۔ کیونکہ رات دن دوسروں کی بربادی کے غور و فکر میں لگا رہتا ہے، اس کو اتنا موقع کہاں جو اپنی ترقی کے لیے سوچ بچار کر سکے۔ اس لیے وہ بہت سست اور کاہل ہو جاتا ہے اور یہ سستی اس کو خدا کی نعمتوں سے محروم کر دیتی ہے۔ جب وہ اپنی بری حرکت کی وجہ سے اللہ کی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے تو وہ دوسروں کی آسودگی پر جلتا ہے اور اپنی بربادی کی طرح ان کی بربادی کی آرزو کرنے لگتا۔ کبھی ان کی کھلم کھلا غیبتیں اور چغلیاں کرتا ہے ناحق شکایتیں کرتا ہے تہمتیں اور بہتان باندھتا ہے اور طرح طرح کی تکلیف اور اذیت پہنچانے میں مصروف رہتا ہے۔ عہد رسالت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنا خاص احسان یہ کیا تھا کہ ان کو قرآن اور ایمان کی دولت عطا فرمائی تھی جسکو دیکھ یہود و نصاریٰ، مسلمانوں کے حاسد جلے مرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ | خدا نے اپنے فضل سے جو نعمت عطا فرمائی ہے اس پر جلے مرتے ہیں اور حسد کرتے ہیں (اور ان کی خواہش یہ تھی کہ یہ دولت مسلمانوں سے چھین لیجائے) |
| (نساء) | |
| وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ | اکثر اہل کتاب اپنے دلی حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر تم کو کافر بنا دیں |
| (سورۃ بقرۃ) | (بقرہ) |

قرآن مجید میں بہت سی آیتیں حسد کی مذمت کے بارے میں ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے

| | |
|---|---|
| اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بدگمانی سے بچتے رہو۔ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور نہ تم کسی کی عیب جوئی کے پیچھے پڑو اور نہ تم منافست کرو اور نہ کسی سے حسد اور |

ے قتل، نہب، ظلم، سحر وغیرہ۔

Marfat.com

تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمْ اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ التَّقْوٰى هٰهُنَا وَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهٖ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ أَنْ يَّحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ (بخاری)

زوال نعمت کی آرزو کرو، نہ کسی سے بغض اور کینہ رکھو اور نہ کسی سے قطع تعلق کرو، اور نہ سلام کلام چھوڑ دو اے اللہ کے بندو! تم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو جیسا کہ اس نے تم کو حکم دیا ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم و ستم کرے اور نہ ظالم کے حوالے کر کے اس کی امداد کو بند کر دے اور نہ اس کو ذلیل کرے تقویٰ اور پرہیزگاری دل میں ہے۔ ہلاکت کیلئے یہی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو ذلیل کرے مسلمانوں کی عزت و آبرو لینا اور خونریزی حرام ہے۔

اس حدیث میں لَا تَحَاسَدُوْا کا لفظ آیا ہے یعنی کسی سے حسد نہ کرے یہ حسد بری عادت ہے۔ یہی پہلا گناہ ہے جو ابلیس لعین سے سرزد ہوا کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کے فضائل دیکھ کر حسد کی آگ میں جل مرا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی حسد کی وجہ سے قابیل نے اپنے سگے بھائی ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ اسی حسد کی وجہ سے آپس میں جنگ و جدال کی نوبت آجاتی ہے۔ پہلے زمانے کے لوگ اسی حسد ہی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ أَمَا إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ (بیہقی، ترغیب)

پہلے زمانے کی بیماریاں تمہارے اندر گھس آئی ہیں اور وہ حسد اور بغض و عناد ہے اور یہی بغض و عناد تمہارے دین کو تراش دیتا ہے۔

اسی حسد نے برادران یوسف کو حضرت یوسف علی نبینا و علیہ السلام کے قتل کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ باپ کی محبت حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کو اچھی نہیں معلوم ہوئی اس لیے زوال کی فکر کر کے ان کو نظروں سے اوجھل کرنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب بھی ہوتے لیکن اچھا نتیجہ حضرت یوسفؑ ہی کے حق میں رہا۔

یہ حسد تمام نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے اور حاسد نیکیوں سے تہی دست ہو کر محروم ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ

تم حسد سے بچتے رہو۔ کیونکہ حسد نیکیوں

Marfat.com

يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (ابوداؤد) کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

یہ حسد تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس سے حاسد کی دونوں جہان کی تباہی و بربادی ہو جاتی ہے وہ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی دشمن کو مارنے کے لیے پتھر پھینکے وہ پتھر دشمن کو نہ لگے بلکہ الٹ کر پتھر پھینکنے والے کی داہنی آنکھ پر لگ جائے جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے۔ پھر غصہ ہو کر دوبارہ پتھر پھینکے وہ اتفاقاً اچٹ کر اس کی بائیں آنکھ میں لگ جائے پھر اس کا سر بھی پھوٹ جائے۔ اسی طرح وہ پتھر مار مار کر اپنے آپ کو زخمی کرتا اور ہلاک کرتا رہے اور دشمن صحیح سلامت رہ کر اس پر ہنستا رہے۔ یہی حال حسد کرنے والے کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا يَجْتَمِعُ فِي جَوْفِ عَبْدٍ الْإِيْمَانُ وَالْحَسَدُ (ترغیب) " ایمان اور حسد دونوں کسی بندے میں جمع نہیں ہو سکتے۔

اگر ایمان ہے تو حسد نہیں رہ سکتا حسد ہے تو ایمان نہیں آ سکتا۔ ایک حدیث میں فرمایا

اَلْمُسْلِمُ لَيْسَ بِحَقُوْدٍ مسلمان کینہ پرور نہیں ہوتا

حسد سے برکت جاتی رہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَالَمْ يَتَحَاسَدُوْا (طبرانی) لوگ اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کریں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سب آدمیوں کے راضی کرنے پر قدرت رکھتا ہوں مگر حاسد نعمت کہ وہ بغیر زوال نعمت کے راضی نہیں ہوتا۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے

توانم اینکہ نیازارم اندرون کسے
حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

اور بعض حکماء کا قول ہے کہ حسد ایک زخم ہے کہ جو کبھی نہیں بھرتا اور جو کچھ حاسد پر گزرتا ہے اس کو وہی کافی ہے ایک اعرابی کا قول ہے کہ میں نے کسی ظالم کو مظلوم کے مشابہ سوائے حاسد کے نہ دیکھا کہ جب دوسرے کی نعمت دیکھتا ہے تو گویا اسے چھریاں لگتی ہیں۔ حاسد حسد کے سبب سے خدا کے حکم و فیصلے سے راضی نہیں ہوتا جس نعمت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل و حکمت سے جس کو چاہا دیا۔ گویا حاسد اس کو برا جانتا ہے کہ اس کو کیوں دیتا ہے یہاں کیوں نہیں دیتا تو اسے خدا کے فیصلے و تقدیر پر

Marfat.com

غصہ آتا ہے اور جو خدا کی تقدیر سے ناراض اور خدا کے فیصلے سے ناخوش ہوتا ہے وہ مسلمان نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَیْسَ مِنِّیْ ذُوْحَسَدٍ وَّلَا نَمِیْمَۃٍ وَّکَہَانَۃٍ وَّ لَا اَنَا مِنْہُ (ترغیب)

حسد کرنے والا چغلی کرنے والا، کہانت کرنے والا مجھ میں سے اور نہ میں اس سے ہوں۔

یعنی ہمارا اس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے حضرت زکریا علی نبینا علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے فرمایا۔

اَلْحَاسِدُ عَدُوٌّ لِّنِعْمَتِیْ مُتَسَخِّطٌ لِّقَضَائِیْ غَیْرُ رَاضٍ بِقِسْمَتِیَ الَّتِیْ قَسَمْتُ بَیْنَ عِبَادِیْ۔ (احیاء العلوم وحاشیہ ترغیب)

حاسد میری نعمت کا دشمن ہے اور میرے فیصلے پر غصہ ور ہے اور جو کچھ میں نے اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اس سے خوش نہیں ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اِصْبِرْ عَلٰی کَیْدِ الْحَسُوْدِ فَاِنَّ صَبْرَكَ قَاتِلُہٗ

حاسد کے مکر و فریب پر صبر کر دو تمہارا صبر اسکو قتل کر دیگا

جب آگ کو کوئی چیز جلانے کو نہیں ملتی تو اپنے آپ ہی کو کھا لیتی ہے اسی طرح حسد انسان کے دین و ایمان کو برباد کر دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ زَرِیْبَۃِ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَہَا مِنَ الْحِرْصِ عَلَی الْمَالِ وَالْحَسَدِ فِیْ دِیْنِ الْمُسْلِمِ وَاِنَّ الْحَسَدَ لَیَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (ترغیب)

دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جس قدر مال کی حرص اور حسد مسلمان کے دین کو برباد کرنے والا ہے اور حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

دراصل حسد کافروں کا شیوہ ہے۔ سچا مسلمان حسد کر ہی نہیں سکتا ہے قرآن مجید میں حسد کے متعلق جتنی آیتیں ہیں وہ سب کافروں، یہودیوں، عیسائیوں اور منافقوں کے بارے میں ہیں جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ وہی لوگ حاسد ہوتے ہیں جو مسلمانوں کی بدخواہی چاہتے ہیں اور اپنی طرح ان کے کافر ہونے کی آرزو کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ

اہل کتاب کے اکثر لوگ حق کے ظاہر ہو جانے کے باوجود محض بغض و عناد اور حسد کی بنا پر تمہیں ایمان سے دور کرنا چاہتے ہیں تو معاف کرو درگذر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا

اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (بقرہ) حکم بھیجے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مسلمانوں کا اپنی طرح کافر ہوجانا پسند کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ حسد کرنا یہودیوں کا فعل ہے مسلمان حسد نہیں کرتا سورہ نساء میں فرمایا۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (النساء) یہ یہودی مسلمانوں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو ایمان کی دولت نصیب فرمائی جس سے وہ محروم ہیں۔

حسد ایک ایسی بری چیز ہے جس سے پناہ مانگی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت شریفہ جب ناساز ہوجاتی تو حضرت جبریل علیہ السلام یہ دعا پڑھ کر دم کر دیا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ یُّؤْذِیْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَّعَیْنٍ اَللّٰهُ یَشْفِیْكَ۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے دم کرتا ہوں ہر اس بیماری سے جو آپ کو پہنچی ہے۔ اور ہر حاسد کی برائی اور نظر بد سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔

قرآن مجید میں حاسدوں کی برائی سے پناہ طلب کرنے کا حکم ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ آپ کہیے میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کی برائی سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب کہ وہ حسد کرے۔

بہر حال حسد اور نظر بد سے پناہ چاہی گئی ہے یہی دونوں چیزیں بڑی خطرناک ثابت ہوئی ہیں اور حدیث میں اَلْعَیْنُ حَقٌّ آیا ہے اور نظر بد لگانیوالا حاسد ہوتا ہے اور ہر حاسد کا عائن ہونا ضروری نہیں جب آیت کریمہ میں حاسد سے استعاذہ کا حکم ہے تو عائن یعنی نظر بد لگانیوالے سے بھی استعاذہ پایا گیا ہے۔ اسی کو علامہ ابن قیم نے تفسیر معوذتین میں فرمایا ہے۔ لِاَنَّ كُلَّ عَائِنٍ حَاسِدٌ وَلَیْسَ كُلُّ حَاسِدٍ عَائِنًا فَاِذَا اسْتَعَاذَ مِنْ شَرِّ الْحَاسِدِ دَخَلَ فِیْهِ الْعَائِنُ

## حکایت

حضرت شیخ الاسلام امام غزالی نے احیاء العلوم میں ایک حاسد آدمی کی یہ حکایت فرمائی ہے کہ ایک شخص بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو کر یہ کہا کرتا تھا کہ نیک لوگوں کے ساتھ نیکی کرو اور محسن کے احسان کا بدلہ دو کیونکہ برائی کرنے والے کی برائی

Marfat.com

ہماری طرف سے خود کفایت کرے گی یہ شخص برابر بادشاہ کے سامنے یہ نصیحت کیا کرتا تھا جس سے اس کی بڑی عزت تھی۔ اس کی عزت عظمت اور مرتبہ کو دیکھ کر ایک شخص کو حسد پیدا ہو گیا۔ اس نے بادشاہ سے شکایت کی کہ یہ شخص حضور کے سامنے کھڑا ہو کر گندہ دہن بتاتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اس کی تصدیق کیسے ہو؟ حاسد نے کہا جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اسے اپنے قریب بلا لیجیے۔ جب وہ آپ کے بالکل قریب آجائے گا تو اپنی ناک بند کرے گا۔ تاکہ آپ کے منہ کی بدبو نہ آنے پائے۔ بادشاہ نے کہا بہت اچھا کل امتحان کریں گے ادھر اس حاسد نے بادشاہ سے یہ کہا ادھر اس نے جا کر اس ناصح و نیک آدمی کی دعوت کر کے ایسا کھانا کھلایا جس میں لہسن بہت سا تھا۔ یہ کھانا کھا کر فارغ ہی ہوا تھا کہ دربار کا وقت آگیا۔ بدستور سابق بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے وہی جملہ کہا جو کہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے پاس بلانے کا اشارہ کیا اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ اپنے منہ کی بدبو بادشاہ تک نہ پہنچنے پائے۔ منہ پر ہاتھ رکھے وہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ کو کل کی بات پر یقین آگیا کہ وہ بات بالکل سچ ہے۔ جو حاسد نے کہی تھی۔ اسی وقت بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے خاص گورنر کے پاس اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ جب حامل رقعہ ہذا تمہارے پاس پہنچے تو فوراً اسے قتل کر کے اس کے چمڑے میں بھس بھروا کر ہمارے پاس بھیج دو۔ اس خط کو اس شخص کے حوالے کر کے کہا کہ فلاں حاکم کے پاس اس خط کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ خط لے کر بادشاہ کے دربار سے باہر آیا۔ اس بادشاہ کا دستور تھا کہ جب وہ دستی خط لکھتا تھا تو کسی کے نام جاگیر وانعام کے لیے لکھتا تھا۔ راستہ میں وہی حاسد ملا اس کے ہاتھ میں خط دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے اس نے کہا کہ یہ شاہی خط ہے جو مجھے لکھ کر دیا ہے کہ فلاں حاکم کے پاس لے جاؤں اس حاسد نے یہ سمجھا کہ اس شاہی خط میں بادشاہ نے کچھ انعام اور جاگیر کے لیے لکھا ہوگا اس حاسد نے اس شخص سے کہا کہ یہ خط مجھے دے دو میں لے جاؤں گا۔ اس شخص نے کہا کہ اچھا میں تمہیں یہ خط ہبہ کرتا ہوں۔ لے جاؤ۔ اس حاسد نے اس خط کو انعام کے لالچ میں اس حاکم کے سامنے لیجا کر پیش کیا۔ حاکم نے اس خط کو پڑھ کر حامل رقعہ سے کہا کہ اس خط میں بادشاہ نے یہ لکھا ہے کہ میں تمہیں قتل کر کے تمہاری کھال کھنچوا کر اس میں بھس بھروا کے بادشاہ کے پاس بھیجوں۔ تو یہ حاسد حامل رقعہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا کہ یہ دوسرے کا خط ہے جو میں لے آیا ہوں خدا کے واسطے یہ خط مجھے واپس کر دو۔ میں بادشاہ کے پاس واپس لے جاؤں اس حاکم نے کہا کہ بادشاہ کا آیا ہوا خط واپس نہیں جا سکتا۔ اب میں تم کو قتل کر دوں گا اور بادشاہ کے حکم مطابق تمہارے چمڑے میں بھس بھروا کر بادشاہ کے پاس بھیجوں گا چنانچہ اس حاسد کو قتل کرا کر اس کے چمڑے میں بھس بھروا کر بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ ادھر وہ نیک شخص جو بادشاہ کے سامنے روزانہ کھڑا ہو کر یہ کہا کرتا تھا کہ محسن کے احسان کا بدلہ اچھا

Marfat.com

دینا چاہیے کیونکہ برائی کرنے والے کو خود اس کی برائی ہلاک کرے گی، بادشاہ کے پاس گیا اور اپنی عادت کے مطابق وہی کہا تو بادشاہ کو بہت تعجب ہوا کہ میں نے تو اسے قتل کرانے کے لیے فلاں حاکم کے پاس بھیج دیا تھا یہ کیسے آگیا اور پھر حاسد کا بھس بھر احمڑا بھی آگیا تو بادشاہ نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔ اس بزرگ شخص نے کہا کہ حضور اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے بادشاہ نے اس سے کہا کہ اس نے تمہارے متعلق مجھ سے کہا تھا کہ تم میری برائیاں کرتے پھرتے ہو اور مجھے گندہ دہن کہتے ہو اس نے کہا کہ میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی ہے بادشاہ نے کہا جب میں نے تمہیں اپنے پاس بلایا تھا تو تم نے اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر کیوں رکھ لیا تھا؟ اس نے کہا کہ اس نے میری دعوت کی تھی اور کھانے میں لہسن ڈال دیا تھا آپ نے مجھے بلایا میں آگیا تو میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ لہسن کی بدبو آپ کو ناگوار گزرے گی اس لیے میں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تا کہ آپ کو بدبو نہ پہنچے بادشاہ نے کہا سچ ہے تم اپنا کام کرو بدی کرنے والے کو اس کی بدی تمہاری طرف سے کافی ہو گئی۔

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَ لَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ — اور بری تدبیر کرنے والوں کا وبال ان بری تدبیر کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مکاریوں سے پرہیز کرو، مکر کا بوجھ اور وبال مکار ہی پر پڑتا ہے اور خدا کے ہاں اس کی جواب دہی ہو گی حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین کاموں کا کرنے والا نجات نہیں پا سکتا ان کاموں کا وبال اسی پر یقیناً آپڑتا ہے۔ مکر اور بغاوت اور وعدوں کو توڑ دینا۔

## حسد کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) یہ کہ ایک شخص کی صرف یہ خواہش ہو کہ دوسرے کی نعمت سلب کر لی جائے اور وہ اس کو نہ حاصل ہو سکے۔ حسد کی مذموم ترین قسم یہی ہے اور اسی بنا پر منافقین کی یہ خواہش تھی کہ مسلمان بھی ان ہی کی طرح کافر ہو جائیں۔

وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً (نساء) — ان منافقین کی یہ خواہش ہے کہ جس طرح خود کافر ہو گئے اسی طرح تم بھی مسلمان بھی کفر کرنے لگو۔ پس وہ اور تم ایک طرح کے ہو جاؤ۔

(۲) دوسرے یہ کہ اس کی خواہش یہ ہو کہ وہ نعمت اس کو حاصل ہو جائے۔ اس صورت میں اس کا مقصود بالذات تو صرف اس نعمت کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ بعض اوقات جب تک وہ نعمت

دوسرے سے چھن نہ جائے اس کو مل نہیں سکتی اس لیئے بالفرض اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسرے سے سلب کرلی جائے۔

(۳) یہ کہ ایک شخص خود اسی قسم کی نعمت کو حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اس کی یہ خواہش نہ ہو کہ وہ دوسرے سے سلب کرلی جائے۔ ان میں پہلی صورت حسد کی مذموم قسم ہے۔ دوسری صورت میں چونکہ زوال نعمت بالذات مقصود نہیں کہہ سکتے، تاہم قرآن مجید میں ہے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۔ اور خدا نے جو تم میں سے ایک کو دوسرے پر برتری دے رکھی ہے اس کا کچھ ارمان نہ کرو۔

اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ جو نعمت کسی کو حاصل ہو بعینہٖ اسی کی خواہش کرنا پسندیدہ نہیں ہے اسی لیئے یہ بھی مذموم ہے البتہ اسی کے مثل دوسری نعمت کی خواہش کرنا مذموم نہیں اس لیئے فرمایا۔

وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (نساء) اور خدا سے اس کا فضل مانگو۔

تیسری صورت بالکل مذموم نہیں بلکہ دینی امور میں مستحسن ہے اور شریعت میں اس کو مسابقت اور منافست اور رشک و غبطہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا۔ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور فرمایا۔ سَابِقُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو۔

اور منافست اور مسارعت سے یہی مقصود ہے۔ اس کار خیر کو دونوں بجالائیں چھوٹنے نہ پائے، ایسے کار خیر کی آرزو کرنا کہ دوسرے کی طرح میں بھی یہ نیک کام کروں غبطہ ہے جو مباح بلکہ ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا فَهُوَ يَعْمَلُ وَيُعَلِّمُهُ النَّاسَ (بخاری)

صرف دو شخصوں کیلئے حسد یعنی رشک مباح ہے (۱) ایک جس کو اللہ نے مالدار بنایا اور اس کو نیک کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق دے دی (۲) دوسرے وہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم دیا ہے جو لوگوں کو سکھاتا ہے۔

اس حدیث کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ خیرات سے بندے کا مال کم نہیں ہوتا۔ ظالم کے ظلم پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ مظلوم کی عزت بڑھاتا ہے۔ سوال کا دروازہ کھولنے سے اللہ تعالیٰ محتاجی کے دروازوں کو کھول دیتا ہے۔ اور ایک حدیث تمہیں سناتا ہوں اس کو یاد کرلو۔ وہ یہ ہے کہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیئے ہے۔ (۱) وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دیا ہے اور وہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے،

Marfat.com

اور یہ جانتا ہے کہ اس مال اور علم میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور ان دونوں کے حق ادا کرتا ہے تو یہ افضل منازل بڑے مرتبہ کے لوگوں میں سے ہے دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم دیا لیکن مال سے محروم رکھا اور اس کی نیت سچی ہے کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح اللہ کے راستے میں خرچ کرتا جس طرح فلاں شخص کرتا ہے تو یہ شخص اپنی خالص نیت کی وجہ سے اور پہلا شخص خرچ کرنے والا دونوں ثواب میں برابر ہیں: تیسرا وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال دیا اور علم نہیں دیا تو وہ اپنا مال بے قاعدگی کے ساتھ بے سمجھے بوجھے خرچ کرتا ہے نہ اس میں خدا سے ڈرتا ہے اور نہ حق والوں کے حق کو ادا کر کے صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس میں اللہ ہی کے حق کو جانتا ہے۔ بلکہ نڈر ہو کر شراب و کباب، کھیل تماشہ اور ناچ گانوں میں اڑاتا ہے تو یہ سب سے برے مرتبے والا ہے چوتھا وہ شخص ہے جس کو خدا نے نہ مال ہی دیا ہے اور نہ علم، وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح کھاتا اڑاتا تو وہ اپنی بری نیت کی وجہ سے خود اور اس سے پہلا شخص دونوں گناہ میں برابر ہیں (احمد، ترمذی، ترغیب)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک کاموں میں منافست اور مسابقت درست ہے اور منافست کبھی حسد کے معنی میں آتا ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ کبھی حسد منافست پر بولا جاتا ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب فضل بن عباس نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر صدقات کے محکمہ میں عامل بننے کی درخواست پیش کریں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہاں جانا بے کار ہے تم کو اس کام پر نہیں رکھیں گے ان دونوں نے کہا

وَاللّٰہِ مَا ھٰذَا اِمِنْکَ اِلَّا نَفَاسَۃً وَ اللّٰہِ لَقَدْ نَاکَحَ اِبْنَتَہٗ فَمَا نَفِسْنَا ذٰلِکَ عَلَیْکَ۔

تم نے یہ بات نفاست اور حسد سے کہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح تم سے کر دیا تو ہم نے نہ منافست کی اور نہ تم سے حسد کیا۔

جس نعمت پر انسان کو رشک اور غبطہ آتا ہے اگر وہ اسلامی اور دینی نعمت ہے۔ جیسے ایمان، نماز، روزہ وغیرہ تو ایسی نعمت پر غبطہ کرنا فرض ہے یعنی اس بات کی خواہش کرے کہ جس طرح فلاں کامل اور ایماندار ہے نمازی ہے اسی طرح میں بھی مومن اور نمازی بن جاؤں اور اگر یہ دینی نعمت دین کے مستحب کاموں میں سے ہے تو غبطہ بھی مستحب ہے اگر وہ نعمت صرف ایسی ہے کہ اس سے بقدر مباح بہرہ ور اور لذت یاب ہو سکے تو اس میں منافست اور غبطہ مباح اور جائز ہے۔ کیونکہ اس میں نیک بننے کی خواہش ہوئی اور زوال نعمت کی آرزو ہرگز نہیں اور نیک کام کے ارادہ کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضِعْفٍ (مسلم)

جس نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اسے نیکی کرنیکا موقع نہیں ملا تب بھی ایک نیکی کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جس نے ایک نیکی کر لی تو دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے بلکہ دس سے سات سو تک ثواب لکھا جاتا ہے۔

## اسباب حسد

حسد کے اسباب سات ہیں (۱) بغض وعناد، عداوت ہے۔ کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایک شخص کے نزدیک دشمن کی بھلائی و برائی دونوں برابر ہوں اس لیے دشمن اور مخالف کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے دشمن پر بلا اور مصیبت آئے اور جب یہ مصیبت آتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اس کے بجائے جب خدا اس پر کوئی احسان کرتا ہے تو وہ اس کو پسند نہیں کرتا اسی کا نام حسد ہے منافقین اور کفار کو مسلمانوں کے ساتھ جو عداوت تھی وہ اسی حسد آمیز طریقہ سے ظاہر ہوتی تھی جیسا کہ قرآن مجید ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ (آل عمران)

اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی کو نہ بناؤ۔ تم نہیں دیکھتے کہ دوسرے لوگ تو تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دی ہیں اگر عقلمند ہو تو غور کر لو۔ ہاں تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے۔ تم پوری کتاب کو مانتے ہو وہ نہیں مانتے پھر محبت کیسی یہ تمہارے سامنے تو ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصہ کے انگلیاں چباتے رہتے ہیں۔ کہہ دو کہ اپنے غصے ہی میں مر جاؤ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے تمہیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں اگر تم کو برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں تم اگر صبر و پرہیزگاری کرو تو ان کا مکر تمہیں نقصان نہیں دے گا اللہ تعالیٰ نے ان کے عملوں کا احاطہ کر رکھا ہے۔

Marfat.com

ان آیتوں میں یہود و نصاریٰ، کفار اور مشرکین سے ترک موالات کا حکم ہے یہ تمہارے دشمن ہیں تمہاری بھلائی کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جلنے لگتے ہیں تم صبر و استقلال اور تقویٰ سے کام لے کر ان کی حسد کی آگ کو بجھا دو بغض، عناد، اور عداوت سے جو حسد پیدا ہوتا ہے اس کے لیے مساوات اور برابری ضروری نہیں بلکہ ایک ادنیٰ اور معمولی آدمی بھی بڑے بڑے شخص کا بدخواہ اور حاسد ہو سکتا ہے

(۲) حسد کا دوسرا سبب ذاتی فخر کا غلط خیال ہے کیونکہ امثال اور اقران میں جب ایک شخص کسی بلند منصب پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے دوسرے ہم چشموں کو گراں گزرتا ہے اور وہ اس کے اس ترفع و بلندی کو پسند نہیں کرتے اور یہ چاہتے ہیں کہ یہ منصب اس سے چھین لیا جائے تاکہ وہ ان کے مساوی اور برابر ہو جائے۔

(۳) حسد کا تیسرا سبب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو اپنا مطیع و منقاد بنانا چاہتا ہے اس لیے جب وہ کسی شرف و امتیاز کی وجہ سے اس کے حلقہ اطاعت سے نکل جاتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کا یہ شرف جاتا رہے تاکہ وہ اس کا مطیع و منقاد نہ ہو سکے کفار قریش اسی بنا پر مسلمانوں کی جماعت کو دیکھ کر کہتے تھے۔

أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا (الانعام) کیا یہی ذلیل لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے اسلام کی توفیق دے کر اپنا فضل کیا ہے۔

حسد کا یہ سبب اکابر و اشراف سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے لیے کبر و غرور اور دوسروں کی تحقیر و تذلیل لازمی ہے۔

(۴) حسد کا چوتھا سبب یہ ہے کہ اپنے پندار میں جس کو معمولی آدمی سمجھتے ہیں اس کو کوئی غیر معمولی شرف حاصل ہو جاتا ہے تو ان کو تعجب ہوتا ہے اور اس تعجب کی بنا پر وہ اس کے اس شرف کا انکار کر دیتے ہیں کفار اسی وجہ سے پیغمبروں کی رسالت کا انکار کرتے تھے اور تعجب سے کہتے تھے

أَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل) کیا خدا نے آدمی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔

(۵) حسد کا پانچواں سبب یہ ہے کہ دو شخصوں کا مقصد ایک ہوتا ہے کہ دونوں باہم ایک دوسرے کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان میں سے ایک کو جب اس مقصد میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے تو دوسرا قدرتی طور پر اس کا بدخواہ ہو جاتا ہے ایک شوہر کی متعدد بیویوں اور ایک باپ کے متعدد بیٹوں میں جو رشک و حسد ہوتا ہے اس کی وجہ یہی ہوتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے قتل کرنے کی جو سازش کی تھی اس کا سبب یہی تھا۔

إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ (یوسف)

جب یوسف کے بے ماں بھائیوں نے آپس میں کہا کہ باوجودیکہ ہم حقیقی بھائیوں کی بڑی جماعت ہے تاہم یوسف اور ان کا حقیقی بھائی بن یامین ہمارے والد کو ہم سے البتہ بہت ہی عزیز ہیں۔

(۶) حسد کا چھٹا سبب جاہ پرستی اور ریاست طلبی ہے اس لیے جو لوگ اس حیثیت سے یگانہ روزگار ہونا چاہتے ہیں جب ان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور شخص اس میں ان کا شریک وسہیم ہو گیا ہے تو یہاں کو سخت گراں گزرتا ہے اور ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جس شرف وامتیاز سے دوسرا شخص جاہ ومنزلت میں ان کا شریک ہو گیا ہے وہ اس کے ہاتھ سے چھن جائے مسلمانوں سے یہودی اسی لیے حسد کرتے تھے کہ اسلام سے پہلے ان کو علمی اور مذہبی حیثیت سے اہل عرب پر تفوق حاصل تھا لیکن اسلام کی وجہ سے ان کا تفوق جاتا رہا اسی لیے وہ اسلام کی بیخ کنی پر آمادہ ہو گئے اور منافقین میں عبداللہ بن ابی کو اہل مدینہ اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے لیکن اسلام نے اس کی شاہانہ ریاست کا خاتمہ کر دیا اس لیے اس کو یہ سخت ناگوار گزرا اور اسی ناگواری کی وجہ سے ایک مجمع میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخانہ پیش آیا۔

(۷) حسد کا ساتواں سبب خبث نفس اور بدطینتی ہے کیونکہ بعض اشخاص کی فطرت ہی ایسی ہوتی ہے کہ جب کسی کو بہتر حالت میں دیکھتے ہیں تو ان کو ناگوار ہوتا ہے اور جب کسی پر مصیبت آتی ہے تو اس پر ان کو مسرت ہوتی ہے۔ اس صورت میں حسد کے پیدا ہونے کے لیے اشتراک مرابطہ یا کسی اور خواہش کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس قسم کے خبیث النفس لوگ ہر شخص پر حسد کرتے ہیں۔

حسد کے یہ اسباب زیادہ تر ان لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جن میں کوئی چیز مابہ الاشتراک ہوتی ہے اس لیے بیگانوں میں یہ جذبہ نہیں ہوتا بلکہ صرف ایسے لوگوں میں ہی ہوتا ہے جن میں باہم ربط واشتراک ہوتا ہے ایک عالم دوسرے عالم سے ایک عابد دوسرے عابد سے ایک تاجر دوسرے تاجر سے، اسی لیے حسد کرتا ہے کہ ان میں ایک چیز یعنی علم، عبادت اور تجارت مشترک ہے حسد کے یہ سات اسباب ہیں جن کو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اور علامہ سید سلیمان ندوی نے سیرۃ النبیؐ میں بیان کیا ہے۔ حسد دل کی نہایت ہی خطرناک بیماری ہے جس کا علاج واصلاح نہایت ضروری ہے۔ شیخ الاسلام امام غزالیؒ نے حسد کے علاج کے سلسلے میں نہایت بسیط تقریر فرمائی جس کا خلاصہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ حاسدوں کی بڑی بیماریوں میں سے ایک

Marfat.com

بیماری یہ ہے جس کا علاج علم وعمل سے ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ حاسد کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ حسد اس کے حق میں دین و دنیا میں ہر طرح سے نقصان دہ اور ضرر رساں ہے اور محسود کا کسی طرح کا نقصان نہیں نہ دین میں نہ دنیا میں حاسد کو حسد کی وجہ سے جو دین میں ضرر اور نقصان ہے وہ یہ ہے کہ حسد کی وجہ سے خدا حاسد سے راضی و خوش نہیں رہتا اس لیے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی خاص بندے کو اپنے فضل و کرم سے دی ہے حاسد اسے برا جانتا ہے اور اس کے سلب ہونے کی خواہش کرتا ہے اور اس سے زیادہ کونسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قضاء و قدر سے ناخوش ہوتا ہے باوجود مسلمان ہونے کے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ کینہ کپٹ رکھ کر اس کی خیر خواہی نہیں کی اور اللہ کے بندوں سے نکل کر نافرمانوں اور شیطانوں کی جماعت میں شامل ہو گیا اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھے گا بموجب فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (ترمذی)

آدمی جس کے ساتھ تعلق اور محبت رکھے گا ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

تو اس حاسد کی دنیا بھی تباہ ہوئی اور آخرت بھی برباد ہوئی خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ محسود کو بشرط صبر و اعمال صالحہ کے دنیا میں بھی نیکی اور مال و دولت کی ترقیات سے مالا مال رہا اور آخرت میں بھی ترقی کے بڑے بڑے درجات ملیں گے حاسد حسد کی وجہ سے دنیا میں رنج و غم بلکہ حسد کی آگ میں جلتا ہے اور آخرت میں بھی آگ میں جلے گا۔

گندے عقیدے اور عداوت و دشمنی سے دل کو پاک و صاف رکھنا تزکیہ قلب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ (شمس)

قسم ہے نفس کی اور جس نے اس کو ٹھیک کیا ہے پھر اس میں نیکی اور بدی الہام کر دی بے شک جس نے اس نفس کو صاف ستھرا بنایا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس کو مٹی میں ملایا وہ ناکام رہا۔

مٹی میں ملانے سے گندے عقیدے اور یہی کینہ کپٹ مراد ہے۔ صاف دل اور صاف سینے کی بڑی فضیلت ہے دراصل دنیا میں اور آخرت میں صاف دل اور صاف سینے والے نجات کے مستحق ہوں گے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ عَلٰى اَنْ تُصْبِحَ

اے میرے صاحبزادے اگر تم سے ہو سکے کہ صبح و

وَتُمْسِيَ وَلَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ (الحدیث، ترمذی)

شام اس حالت میں گزار دو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ ہو تو ایسا ہی کرو۔

یہی میری سنت ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جس نے میری سنت سے محبت رکھی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قِيلَ يَارَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ قَالُوا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا اِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ (ابن ماجه)

عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا ہر مخموم القلب اور سچی زبان والا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ سچی زبان والے کو تو ہم جانتے ہی ہیں۔ مگر یہ مخموم القلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا پرہیزگار، صاف ستھرا، نہ جس میں گناہ ہو اور نہ ظلم، نہ کینہ کپٹ ہو۔ اور نہ حسد۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صاف دل والا سب سے بہتر ہے۔ دل کی صفائی اور سلیم الصدر کی وجہ سے زیادہ تر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ بُدَلَاءَ اُمَّتِي لَمْ يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِكَثْرَةِ صَلٰوةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنْ دَخَلُوهَا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَسَخَاوَةِ الْاَنْفُسِ وَسَلَامَةِ الصُّدُورِ (ترغیب ابن ابی الدنیا)

میری امت کے ابدال زیادہ نماز روزہ، صدقہ خیرات کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سخاوت نفس اور سینہ کی صفائی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ قَلْبَهُ لِلْاِيمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيمًا وَلِسَانَهُ صَادِقًا وَنَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً وَخَلِيقَتَهُ مُسْتَقِيمَةً (احمد، بیهقی، ترغیب)

وہ شخص فلاح کو پہنچ گیا جس نے ایمان کے لیے اپنے دل کو خالص کر لیا اور اپنے دل کو صاف کر لیا اور زبان سچی بنا لی اور نفس کو اطمینان بخش بنا لیا اور اپنی طبیعت کو حسن خلق کے سانچے میں ڈھال لیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا ابھی ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے آنے والا ہے چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ایک انصاری صاحب جن کا نام سعد بن مالک ہے تشریف لائے جن کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا

Marfat.com

تھا اور بائیں ہاتھ میں دونوں جوتیاں لئے تھے۔ دوسرے دن پھر اسی طرح فرمایا کہ ابھی ایک جنتی صاحب آنے والے ہیں چنانچہ وہی صاحب پھر آئے تیسرے دن آپ نے فرمایا ایک جنتی آدمی آنے والے ہیں چنانچہ تیسرے روز بھی وہی صاحب آئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گھر تشریف لے گئے تو عبداللہ بن عمرؓ پیچھے پیچھے گئے اور کہا کہ میرے باپ سے اور مجھ سے جھگڑا ہو گیا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ باپ کے پاس تین روز نہیں رہوں گا اگر آپ اپنے پاس ٹھہرنے کی جگہ دیں تاکہ تین دن گزر جائیں آپ کی مہربانی ہوگی تو سعد بن مالکؓ نے کہا کہ ہاں ٹھہر جائیے چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ تین روز تک ان کے مکان پر ٹھہرے رہے۔ ان کے حالات پر اور صوم و صلوٰۃ پر غور کرتے رہے کہ یہ کیا عبادت کرتے ہیں اور کتنی نماز رات میں پڑھتے ہیں تو زیادہ کچھ عبادت کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ نیند کھلتی اور کروٹ بدلتے تو سبحان اللہ، الحمد للہ و اللہ اکبر کہتے اور آخر شب میں مسجد میں داخل ہو کر بارہ رکعتیں نماز پڑھتے جس میں مفصل کی بارہ سورتیں پڑھتے نہ لمبی رکعتیں ہوتیں نہ چھوٹی، دو رکعت پڑھ کر تشہد کے بعد یہ تین دعائیں پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا هَمَّنَا مِنْ اَمْرِ اٰخِرَتِنَا وَدُنْيَانَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ۔

جب تین راتیں گزر گئیں تو میں نے سعد بن مالک سے کہا کہ میرے اور میرے باپ میں کوئی جھگڑا نہیں تھا اور نہ کوئی تکرار تھی۔ صرف آپ کے عمل کو دیکھنا تھا کہ آپ کیا عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنتی فرمایا کہ پہلے روز آپ نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی آدمی آنے والا ہے تو آپ ہی سامنے آئے۔ دوسرے روز آپ نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی آدمی آنے والا ہے تو آپ ہی آئے۔ پھر تیسرے دن آپ نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی آدمی آنے والا ہے تو آپ ہی آئے۔ بغرض یہ ہے کہ تین دن تک مسلسل آپ نے یہی فرمایا اور آپ ہی سامنے آتے رہے

فَاَرَدْتُّ اَنْ اٰوِیَ اِلَيْكَ فَاَنْظُرَ مَا عَلَيْكَ فَاَقْتَدِیَ بِكَ فَلَمْ اَرَكَ عَمِلْتَ كَبِيْرَ عَمَلٍ فَمَا الَّذِیْ بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هُوَ

اور میں نے یہ چاہا کہ آپ کے پاس ٹھہر کر آپ کے عملوں کو دیکھوں اور آپ کی اقتدا کروں لیکن ان تین دنوں میں کوئی زیادہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا تو آپ ایسا کیا کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنتی کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے

إِلَّا مَا رَأَيْتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِيْ فَقَالَ مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ غَيْرَ أَنِّيْ لَا أَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ لِأَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ غِشًّا وَّلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلٰى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذِهِ الَّتِيْ بَلَغَتْ بِكَ (احمد)

عمل یہی ہیں جو آپ نے دیکھے ہیں جب میں وہاں سے رخصت ہونے لگا تو مجھ بلا کر یہ فرمایا کہ میرے عمل یہی ہیں جن کو آپ نے دیکھا لیکن اس کے ساتھ دو باتیں اور بھی ہیں کہ میں کسی مسلمان سے کینہ کپٹ نہیں رکھتا اور نہ کسی کی بھلائی پر جو اللہ نے اسے دے رکھی ہے حسد کرتا ہوں۔ میرا دل کینہ کپٹ اور حسد سے پاک وصاف ہے تو عبداللہؓ نے کہا کہ اسی چیز نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا ہے۔

اس واقعہ سے دل کی صفائی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ہر قسم کے کینہ کپٹ سے پاک وصاف رکھے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعا بتائی ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اے ہمارے رب! تو ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان والے گزرے ہیں اور ایمان والوں کی بابت ہمارے دلوں میں کینہ کپٹ نہ ڈال۔ اے ہمارے رب! تو بڑا شفیق اور مہربان ہے"۔

حضرت موسیٰؑ جب اللہ تبارک وتعالیٰ سے باتیں کرنے لگے تو ایک شخص کو عرش الٰہی کے سایہ میں دیکھا تو ان کے دل میں اس شخص کے مرتبہ کو دیکھ کر رشک پیدا ہوا کہ ایسا مرتبہ مجھے ملتا تو اچھا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے پروردگار اس شخص کا کیا نام جو تیرے عرش کے سایہ میں نہایت آرام سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے نام سے کیا کام اور کیا غرض ہے میں اس کے کام کو بتائے دیتا ہوں جس کی وجہ سے وہ عرش تلے ہے۔

وَقَالَ أُحَدِّثُكَ عَنْ عَمَلِهِ بِثَلَاثٍ كَانَ لَا يَحْسُدُ النَّاسَ عَلٰى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَكَانَ لَا يَعُقُّ وَالِدَيْهِ وَلَا يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ.

یہ شخص تین کام کیا کرتا تھا ایک یہ کہ لوگوں پر انعام خداوندی کو دیکھ کر حسد نہیں کیا کرتا تھا دوسرے یہ کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا تھا تیسرے یہ کہ لوگوں کی چغلی ایک دوسرے سے نہیں کرتا تھا۔ (تو ان تینوں بری باتوں سے بچنے اور اچھا وصاف کی وجہ سے یہ شخص عرش الٰہی

Marfat.com

(احیاء العلوم) — کے سایہ کا مستحق ہوا۔

جو لوگ بلا وجہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے اپنے دل میں بغض و عناد اور کینہ کپٹ جما لیتے ہیں تو ایسے لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اس کینہ حرکت کو چھوڑ دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ کُلِّ اِثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ لِکُلِّ امْرِءٍ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا اِلَّا امْرُءٌ کَانَتْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَآءُ فَیَقُوْلُ اُنْظُرُوْا ھٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا (مالک، مسلم)

ہر سوموار اور جمعرات کو انسانوں کے اعمال خدا کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسی دن میں سوائے مشرکین کے ہر ایک کی مغفرت فرما دیتا ہے لیکن جن دو آدمیوں کے درمیان کینہ کپٹ ہوتا ہے ان کی مغفرت نہیں فرماتا اور فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ ان دونوں کو ابھی مغفرت سے چھوڑے رکھو یہاں تک کہ دونوں میل ملاپ کر لیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرک اور کینہ گناہ کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں جس طرح مشرک کی بخشش نہیں ہے اسی طرح کینہ ور آدمی کی بھی مغفرت نہیں ہے اسی لیئے پاک و صاف دل والا کینے سے پاک رہنے کی دعا مانگتا ہے جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے۔

جنت کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں جو لوگ ہوں گے آپس میں بھائی بھائی ہونگے۔ وہاں بغض و کینہ کا گذر نہ ہوگا ارشاد فرمایا۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۔

اور ہم نے ان کے سینوں سے جو کینہ تھا نکال لیا اب وہ بھائی بھائی ہو کر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ ۔

اور ہم نے ان کے سینوں سے جو کینہ تھا نکال لیا نہریں ان کے نیچے بہتی ہوں گی۔

ان آیتوں کے اشارے سے معلوم ہوا کہ جب تک بھائیوں میں کینہ رہے گا جنت کا ٹکٹ ہاتھ نہ آئے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہم کو تعلیم دی ہے اس کا منشا یہ ہے کہ ہم کو دنیا ہی میں جنت کی زندگی بسر کرنی چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَکُوْنُوْا

آپس میں مقاطعہ نہ کرو اور نہ ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے منہ موڑو اور نہ کینہ بغض رکھو اور نہ حسد

عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَّ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ ۔ (مشکوٰۃ)

دیکھو اللہ کے بندے بن کر آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے ۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے دو مسلمان بھائیوں میں کینہ کپٹ پیدا ہو گیا ہے ۔ اور کسی وجہ سے وہ بات چیت چھوڑ دیں تو تین دن کے اندر اندر انہیں ملاپ کر لینا چاہیے تین دن سے زیادہ چھوڑے نہیں رکھنا چاہیے ورنہ ان کی کوئی نیکی قبول نہ ہوگی ۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حسد، بغض عناد اور کینہ کپٹ جیسی مہلک برائیوں سے بچائے اور میل و محبت کے ساتھ ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رکھے ۔ آمین ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ اٰمِيْن ۔ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَيَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ، وَاذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوْلٰی وَ اَعَزُّ وَاَكْبَرُ ۔

---

# خطبہ ۶۹ ، زنا اور شراب نوشی و قمار بازی کی مذمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ

بَشِيرًا وَّ نَذِيرًا اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے"

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہی ہے ابن ابی الدنیا میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک کے بعد کوئی گناہ زنا سے بڑھ کر نہیں ہے تفسیر ابن کثیر میں لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى کے تحت میں مسند احمد کے حوالہ سے یہ حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایک نوجوان نے زنا کاری کی اجازت آپ سے چاہی، لوگ اس پر جھک پڑے کہ چپ رہ کیا کر رہا ہے! کیا کہہ رہا ہے آپ نے اسے اپنے قریب بلا کر فرمایا بیٹھ جا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا کیا تو اس کام کو اپنی ماں کے لیے پسند کرتا ہے اس نے کہا خدا کی قسم نہیں یا رسول اللہ! مجھے آپ پر اللہ فدا کرے ہرگز نہیں آپ نے فرمایا پھر سوچ کر کوئی اور کیسے پسند کرے گا؟ آپ نے فرمایا اچھا تو اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے اس نے اسی طرح تاکید سے انکار کیا آپ نے فرمایا ٹھیک اسی طرح کوئی بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتا۔ اچھا اپنی بہن کے لیے تو اسے پسند کرے گا؟ اس نے اسی طرح انکار کیا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح دوسرے بھی اسے اپنی بہنوں کے لیے مکروہ سمجھتے ہیں۔ بتا کیا تو چاہے گا کہ کوئی تیری پھوپھی سے ایسا کرے؟ اس نے سختی سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح کوئی اور بھی اسے اپنی پھوپھی کے لیے نہ چاہے گا۔ اچھا اپنی خالہ کے لیے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ فرمایا اسی طرح اور سب لوگ بھی پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ کر دعا کی کہ الٰہی! اس کے گناہ بخش۔ اس کے دل کو پاک کر اسے عصمت والا بنا پھر تو یہ حالت تھی کہ یہ نوجوان کسی کی طرف نظر بھی نہ اٹھاتا تھا۔

آپ کی حکیمانہ نصیحت ہر ایسے شخص کے لیے مفید ہے جو شخص اپنے لیے یعنی اپنی ماں بہن کے لیے اس فعل کو پسند نہیں کرتا تو دوسرے کی ماں بہن کے لیے بھی پسند نہ کرے لامحالہ وہ بدکاری سے بچا رہے۔ بدکار لوگوں کی سزا دنیا میں سنگساری اور سو کوڑے ہیں اور آخرت میں دوزخ کی آگ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تنور جیسا کنواں دیکھا جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ کشادہ۔ اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور شور و غل کی آواز آرہی ہے وہ آگ کے شعلوں کے ساتھ اوپر کو آجاتے ہیں اور جب شعلے دب جاتے ہیں تو وہ نیچے چلے جاتے ہیں۔ یہ زناکار مرد اور عورتیں ہیں جو آگ کے اس تنور میں جل رہے ہیں۔ (بخاری)

Marfat.com

اور آپ نے فرمایا۔

اِذَا زَنَی الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ (ابوداؤد) جب انسان زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان اس سے نکل جاتا ہے

اگر اسی حالت میں مرگیا تو بے ایمان ہو کر مرے گا۔ اور زنا بدکاری سے خدا کی طرف سے بلائیں مسلط ہو جاتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا فِیْ قَرْیَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ (الحاکم) جس بستی میں زناکاری اور سود خوری کھلم کھلا ہونے لگے تو اس بستی میں خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے۔

## شراب نوشی

اس کا مفہوم ہر شخص سمجھتا ہے کہ نشہ آور چیز کا نام شراب ہے۔ اور شراب کا پینا نہایت ہی بری عادت ہے اس سے بہت سی برائیاں پیدا ہوتی ہیں اسی لیے شریعت نے اس کو حرام ٹھہرایا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۔

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت کے چڑھاوے اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے۔ سو تم ان سے بچتے رہو شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے آپس میں شراب اور جوئے سے دشمنی ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے۔ پس کیا تم باز آتے ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے اسباب بھی بتا دیئے اول یہ کہ شیطان کا کام ہے دوسرا یہ کہ اس کو پی کر شرابی آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور تیسرا یہ کہ انسان کو اس کے بہت سے ضروری کاموں سے غافل کر دیتی ہے اس دنیاوی نقصان کے ساتھ ساتھ آخرت کا نقصان سب سے بڑا ہے کیونکہ شراب کا پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا آپ نے فرمایا جب کوئی مومن شراب پینے لگتا ہے اس وقت اس کا ایمان نکل جاتا ہے (بخاری)

اور فرمایا کہ جو شراب پیتا ہوا مر جائیگا اسے جہنم میں جہنمیوں کی گندگیاں پلائی جائیں گی (احمد) اور آپ نے فرمایا۔

اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَاءُ حِبَالُ الشَّیْطٰنِ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ كُلِّ خَطِیْئَةٍ (ترغیب وترہیب)

شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔ اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں اور دنیا کی محبت و رغبت تمام گناہوں کی جڑ ہے (ترغیب ترہیب)

Marfat.com

شرابی کی کوئی نفلی و فرضی عبادت اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ جو ایک مرتبہ شراب پی لیتا ہے چالیس روز تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ شَرِبَ حَسْوَةً مِنْ خَمْرٍ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَمَنْ شَرِبَ كَاسًا لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ صَلَاتَهُ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ قَالَ صَدِيْدُ أَهْلِ النَّارِ (طبرانی)

جس نے شراب کا ایک گھونٹ پی لیا تو تین روز تک اس کی فرض نفل عبادت کو اللہ قبول نہیں کرتا اور جس نے شراب کا ایک گلاس پی لیا تو چالیس دن تک اس کی نماز اللہ قبول نہیں فرماتا۔ ہمیشہ شراب پینے والے کو جہنمیوں کا پیپ و لہو پلایا جائے گا۔

اور جو شرابی بغیر توبہ کے مرجائے گا وہ جنت کی شراب سے محروم رہے گا۔ حدیث میں شراب پر اور شراب کے بیچنے والے پر اور پینے پلانے والے پر لعنت آئی ہے۔ لہذا شراب سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

## قمار بازی

جوا اور سٹے کو عربی میں قمار اور میسر کہتے ہیں۔ شراب کی طرح یہ بھی حرام ہے۔ اور گناہ کی بات ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (بقرہ ۲)

آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لیے کچھ فائدہ کی چیزیں بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدہ سے بڑا ہے

اور سورہ مائدہ کی آیت میں جو پہلے گزر چکی ہے، شراب اور جوئے کی قطعی حرمت آگئی ہے۔ اور اسے شیطانی کام بتایا گیا ہے۔ اس سے دین و دنیا دونوں کی تباہی و بربادی ہے۔ لہذا مسلمانوں کو اس سے بچنا نہایت ضروری ہے جوئے اور سٹے کی کمائی حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ حرام کمائی سے بچائے اور حلال کمائی کی توفیق دے۔ آمین۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۔ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ الْأَنْبِيَاءِ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَحْبَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ أَجْمَعِيْنَ ۔ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

Marfat.com

# خطبۂ ظلم کی مذمت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاءُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ صَلٰوۃً کَامِلَۃً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ (اعراف)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے نبیؐ! آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے شر کے کاموں کو جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی اور سرکشی کو حرام کر دیا ہے۔

ظالم کے ظلم اور زیادتی کو درگزر کر دینا بڑی ہمت کی بات ہے۔ لیکن بقدر ظلم و سرکشی انتقام اور بدلا لینا چاہے تو لیا جا سکتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَھُمُ الْبَغْیُ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْھِمْ

اور وہ لوگ اچھے ہیں کہ جن پر ظلم و زیادتی کی جاتی ہے تو بدلہ لیتے ہیں کیونکہ برائی کا بدلہ برائی ہے اور جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے یقیناً اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے برابر کا بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر الزام نہیں۔ الزام

Marfat.com

مِنْ سَبِيلٍ ۔ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۔ (الشوریٰ)

تو صرف انہی لوگوں پر ہے جو دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق زیادتی و فساد کرتے پھرتے ہیں ان ہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے اور جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو یقیناً بڑی ہمت کے کاموں میں ایک بڑا کام ہے۔

یہ ظلم و بغاوت ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۔ (حجرات)

اگر ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی ظلم کرے تو باغی اور ظالم جماعت سے لڑو اور لڑتے رہو یہاں تک کر وہ اللہ کے حکم پر آجائے

نہ ظلم کرو نہ ظلم کے کاموں میں دوسروں کی امداد کرو۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۔

جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم حد سے گزر جاؤ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً وہ سخت سزا دینے والا ہے۔

حدیثوں میں بھی بغی عدوان اور ظلم و زیادتی کی سخت مذمت آئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ قَالَ تَمْنَعُهُ عَنِ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَٰلِكَ نَصْرُهُ (بخاری)

تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کروں لیکن اگر وہ ظالم ہے تو اس کی مدد کیسے کروں آپ نے فرمایا تم اس کو ظلم کرنے سے روکو یہی اس کی امداد ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغی اور ظلم سے روکنا چاہیے اگر دست درازی اور زیادتی سے نہ روکا جائے تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائیگا اور پوری قوم ملک میں امن و امان اور عدل و انصاف نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو جائے گی دنیا میں امن اسی وقت ہو سکتا ہے کہ ظلم و ستم نہ ہو اور اگر اتفاقاً کسی سے یہ سرزد ہو جائے تو اس کو اس سے روکا جائے بھائی کی ہر حالت میں مدد کرنی ضروری ہے ظالم ہے تو اسے ظلم سے روکا جائے مظلوم ہے تو اس کی مدد کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

Marfat.com

حدیث قدسی بڑے مؤثر انداز میں سنائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا عِبَادِيْ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ حَرَامًا فَلَا تَظَالَمُوْا۔ (نسائی)

اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور تمہارے درمیان میں بھی اس ظلم کو حرام کیا ہے لہذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

ایک اور روایت میں آپ نے فرمایا۔

اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الخ (مسلم)

ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن ظلمت بن جائے گا۔

ظُلُمَات ظُلمۃ کی جمع ہے اور ظُلمۃ عربی میں اندھیرے کو کہتے ہیں ظلم اور ظلمات کا مادہ عربی میں ایک ہی ہے۔ ہماری زبان میں اسی لفظی رعایت کے ساتھ اس کا ترجمہ یوں ہو سکتا ہے کہ اندھیر نہ کرو۔ قیامت کے دن یہ اندھیرا ہو جائے گا یہ ایک مثالی سزا ہوگی انسان اپنی غرض یا غصہ سے اندھا ہو کر دوسروں پر ظلم کر بیٹھتا ہے۔ یہ اندھاپن قیامت کے ہولناک دن میں اندھیرا بن کر نمودار ہوگا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے چاہیے کہ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو بے مددگار چھوڑے (بخاری)

براء بن عازب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے روکا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مظلوم کی مدد کیا ئے (بخاری شریف)

حضرت معاذؓ کو امیر بنا کر جب آپ نے یمن بھیجا تو ان کو نصیحت فرمائی کہ مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کے اور خدا کے بیچ میں کوئی پردہ نہیں (بخاری) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کی آبرو ریزی کی یا کسی پر ظلم کیا تو اس کو چاہیے کہ آج ہی اس سے پاک ہو لے اس دن سے پہلے کہ اس کے پاس نہ دینے کو دینار ہوگا نہ درہم ظلم کا بدلہ ظلم کے برابر مظلوم کو ظالم کی نیکیوں میں سے دلوایا جائے گا اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی بدیاں ظالم پر لادی جائیں گی۔ آپ نے فرمایا کہ خدا ظالم کو مہلت دیتا ہے پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں۔ (مسلم)

بہرحال کتاب و سنت سے بغی اور ظلم و زیادتی کی سخت ممانعت ہے اور اس کا مرتکب دونوں جہانوں میں سخت سزاؤں کا مستحق ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور ظلم پر معاونت مت کرو ظالم کی مدد کرنا ظلم ہے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَهٗ وَ هُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ ط

جو شخص ظالم کے ساتھ چلا ہے (اس کی تائید کی تاکہ اسے تقویت دے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو اس پر) وہ دائرہ اسلام سے نکل گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جاہلوں کی امارت (حکومت) سے تجھ کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں میں نے کہا اے خدا کے رسول! وہ حکومت کیسی ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا میرے بعد ایسے امیر (حاکم) آئیں گے کہ لوگ ان کے پاس جاکر ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ان کے ظلم کے کاموں پر ان کی مدد کریں گے وہ مجھ سے نہ ہوں گے اور نہ میں ان سے ہوں گا (یعنی میرا ان سے کوئی تعلق و واسطہ نہ ہوگا) اور نہ ہی میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے (ترمذی)

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

یعنی مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرتے رہو کیونکہ دعا کے وقت اس کی دعا اللہ تعالیٰ کے سامنے قبول ہوتی ہے اس کی آہ و بکا کی وجہ سے زمین و آسمان بھی تھرا اٹھتے ہیں۔

قیامت کے روز ظالم کی سب نیکیاں چھین جائیں گی اور مظلوم کو دلا دی جائیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ دریافت فرمایا کہ مفلس کسے کہتے ہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نقد و جنس کچھ نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں درحقیقت مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز (اعمال) نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرکے آئے گا اور ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ کسی کو دنیا میں گالی دی ہوگی۔ کسی کو تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال ہضم کرلیا ہوگا کسی کی خونریزی کی ہوگی یا کسی کو ناحق مارا پیٹا ہوگا تو ایک شخص کو (مثلاً جس کو اس نے گالی دی تھی) اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور دوسرے کو (مثلاً جس کو اس نے مارا تھا) باقی تمام نیکیاں دے دی جائیں گی پھر اگر ان پر مظالم کے تمام ہونے سے پہلے (جو اس کی گردن پر ہیں) اس کی نیکیاں ختم ہوچکیں تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ آخر کار یہ دوزخ میں جھونک دیا جائے گا (مسلم)

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ظلم کرنے سے بچائے اور ظالموں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ ط

# خطبہ ۱۰۰ چوری کی مذمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَھُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (مائدہ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(اور جو چور مرد ہوں یا عورت، ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ یہ سزا ان کی کمائی کی ہے اور یہ سزا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ زور آور حکمت والا ہے"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چوری کی مذمت اور چوری کی سزا بیان فرمائی ہے یعنی کسی محفوظ جگہ رکھی ہوئی چیز کو بغیر مالک کی اجازت کے چھپا کر لینے کو چوری کہتے ہیں جو نہایت ہی کمینہ اور ناز یبا حرکت ہے چوری کے ذریعے جو مال حاصل کیا جاتا ہے وہ مال حرام ہے اور چور کی دنیا و آخرت میں بڑی سزا ہے۔ دنیا میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور قیامت کے روز جہنم میں جلے گا۔ چور اور چوری کی مذمت قرآن و حدیث میں بہت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے بیعت کرتے تو بہت سی ناز یبا باتوں سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ چوری سے بھی منع فرماتے چنانچہ حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا ہم سے عہد کرو کہ تم شرک، چوری اور بدکاری نہ کرو گے۔ پھر آیت پڑھی جو کوئی یہ عہد پورا کرے گا تو اس کی مزدوری خدا کے ذمہ ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کام کا مرتکب ہوا اور خدا نے اس کو چھپا دیا تو خدا کے ہاتھ میں ہے چاہے معاف کر دے چاہے سزا دے۔ (بخاری)

خیانت بھی چوری کی ایک قسم ہے امانت کی ضد خیانت ہے۔ جو حق دوسرے کے ذمہ واجب

ہو اس کے ادا کرنے میں ایمانداری سے کام نہ لینا بددیانتی اور خیانت ہے۔ یا بغیر اجازت کے امانت میں بے جا تصرف کرنا اور مطالبہ کے وقت ادا نہ کرنا خیانت ہے اس طرح ہر حق والے کے حق کو ادا نہ کرنا خیانت ہے دوستی کا حق پورا نہ کرنا بھی خیانت ہے میاں، بیوی کے حق ادا نہ کرے یا بیوی، اپنے میاں کے حق کو ادا نہ کرے، یہ بھی خیانت ہے۔ خیانت، دل، زبان، ہاتھ، پاؤں، آنکھ وغیرہ سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَللّٰہُ یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ

اللہ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کاری کو اور جس کو سینے چھپائے ہوئے ہیں

خیانت کی مذمت قرآن و حدیث میں بہت آئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (انفال)

اے ایمان والو اللہ رسول کی خیانت نہ کرو اور آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت کرو۔

اللہ و رسول کی خیانت یہ ہے کہ ان کی جان کر نافرمانی کی جائے اور پوری پوری امانت داری و دیانت داری سے ان کے احکام کی تعمیل و تکمیل نہ کی جائے ان کے دشمنوں کو پوشیدہ طور پر امداد پہنچائی جائے اور آپس کی امانتوں میں خیانت یہ ہے کہ جو کسی کی چیز امانت رکھی ہو اس میں بے جا تصرف کرے اور راز و نیاز کی باتیں دوسروں کو بتادے بددیانتی منافقین کی نشانی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (بخاری، مسلم)

منافق کی نشانیاں تین ہیں گو وہ روزہ رکھتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو۔ اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔ جب بات کہے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے

حضرت ابن مسعودؓ سے موقوفاً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں شہید ہو جانا ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے مگر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ معاف نہیں ہوتا ہے قیامت کے دن بندے کو لایا جائیگا اگرچہ وہ خدا کی راہ میں شہید ہوا ہے اور اس بددیانت سے کہا جائے گا۔

اَدِّ اَمَانَتَکَ

تو اپنی امانت لا کر ادا کر۔

وہ کہنگار کہے گا۔

اَیْ رَبِّ کَیْفَ وَقَدْ ذَھَبَتِ الدُّنْیَا

اب وہ کیسے اور کہاں سے لاؤں دنیا تو ختم ہو چکی ہے۔

Marfat.com

تو اس سے کہا جائے گا کہ اس کو دوزخ کے طبقہ ہاویہ میں لے جاؤ وہاں امانت کی چیز اصل صورت میں سامنے آئے گی تو وہ اس کو دیکھ کر پہچان لے گا اور اس کا پیچھا کرے گا یہاں تک کہ وہ اسے پا لے گا اور اس کو اپنے کندھوں پر لاد کر چلے گا جب وہ دوزخ سے باہر نکلنا چاہے گا تو وہ بوجھ اس کے کندھوں سے گر پڑے گا اور اس کے پیچھے ہمیشہ ہمیشہ گرتا جائیگا (تفسیر ابن جریر و ابن کثیر) پھر آپ نے فرمایا۔

قَالَ اَلصَّلٰوۃُ اَمَانَۃٌ وَالْوُضُوْءُ اَمَانَۃٌ وَالْکَیْلُ اَمَانَۃٌ — نماز امانت ہے۔ وضو امانت ہے، اور ناپ تول بھی امانت ہے

اور بہت سی چیزیں گنا کر فرمایا۔

وَاَشَدُّ ذٰلِکَ الْوَدَائِعُ (احمد ابیہقی) — اور ان سب سے زیادہ سخت معاملہ امانت کی چیزوں کا ہے

راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث براء بن عازب کو سنائی تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی اور فرمایا

اَمَا سَمِعْتَ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ (نساء) — کیا تم نے اس آیت کو نہیں سنا کہ اللہ تم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کرو۔

بد دیانتی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَۃُ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ۔ (بخاری) — جب امانت ضائع کردی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیے۔

کہ وہ قریب آگئی ہے کسی نے کہا امانت کس طرح ضائع ہوگی آپ نے فرمایا۔

اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِھَا (بخاری) — جب کہ حکومت نااہل لوگوں کے حوالے کردی جائے جو کہ رعایا کے حق امانت کو ادا نہ کرے۔

+ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھا میرا زمانہ ہے پھر وہ زمانہ ہے جو اس کے بعد آئے گا۔ پھر ایسا زمانہ آئے گا۔

یَشْھَدُوْنَ وَلَا یُسْتَشْھَدُوْنَ وَیَخُوْنُوْنَ وَلَا یُؤْتَمَنُوْنَ — کہ لوگ بغیر گواہ بنائے گواہی دیں گے اور اماتوں میں خیانت کریں گے اور امانت دار نہیں بنیں گے اور نذریں

Marfat.com

(بخاری۔ مسلم) ... ہائیں گے مگر پوری نہیں کرینگے۔ اور ان میں موٹاپن خوب ظاہر ہوگا۔ آخرت سے غافل ہیں اس لیے فکر نہ ہونے کی وجہ سے خوب فربہ ہو جائیں گے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت کے لوگ پندرہ کام کرنے لگیں گے تو حَلَّ بِهِمُ الْبَلَاءُ ان کاموں کی وجہ سے ان پر مصیبتیں نازل ہوں گی ان میں سے ایک بد دیانتی بھی ہے کہ امانت کو مال غنیمت کی طرح حلال کر لیں گے (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن بری باتوں سے پناہ مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک خیانت بھی ہے۔ آپ کی دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهَا بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ (ابوداؤد، ابن ماجه)

الٰہی بھوک اور فاقہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ یہ بدترین ہمنشین ہے اور خیانت سے بچا کیونکہ وہ بہت ہی برا رفیق ہے

## چھپا کر لینا

جو سامان اور اسباب مختلف لوگوں کے درمیان ابھی تک مشترک ہے اور وہ الگ الگ تقسیم نہیں ہوا اس میں سے کوئی چیز دوسرے شریکوں سے چھپا کر بغیر ان کی اجازت کے لینے کو غلول کہتے ہیں یہ بھی خیانت اور بد دیانتی اور ایک قسم کی چوری ہے اس کی بھی سخت سزا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (آل عمران)

ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہو جائے ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور اس پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

اس آیت کریمہ کے تحت میں تفسیر ابن کثیر اور ابن جریر میں یہ حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں تم میں سے اس شخص کو پہچانتا ہوں کہ وہ چلاتی ہوئی بکریوں کو اٹھائے ہوئے قیامت کے دن آئے گا اور میرے نام کو لے کر پکارے گا میں کہدوں گا کہ میں خدا کے پاس تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ میں تو پہنچا چکا تھا۔ اسے بھی پہچانتا ہوں جو اونٹ کو اٹھائے ہوئے آئے گا جو بول رہا ہوگا یہ بھی کہے گا کہ اے محمدؐ! اے محمدؐ۔ میں کہوں گا میں تیرے لیے خدا کے پاس کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تو تبلیغ کر چکا تھا۔ اور میں اسے بھی

پہچانوں گا جو اسی طرح گھوڑے کو لادے ہوئے آئے گا جو ہنہنا رہا ہوگا وہ بھی مجھے پکارے گا اور میں کہہ دونگا کہ میں پہنچا چکا تھا۔ آج میں کچھ کام نہیں آسکتا۔ اور اس شخص کو بھی میں پہچانتا ہوں جو کھالیں لیئے ہوئے حاضر ہوگا اور کہے گا یا محمدؐ یا محمدؐ! میں کہونگا میں خدا کے پاس کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو تجھے بتا چکا تھا۔

مسند احمد میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو حاکم بنا کر بھیجا۔ جسے ابن لُتبیہ کہتے تھے جب وہ زکوٰۃ وصول کر کے آئے تو کہنے لگے یہ تو تمہارا ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے۔ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے ہم انہیں کسی کام پر بھیجتے ہیں تو آ کر کہتے ہیں کہ یہ تمہارا ہے اور یہ ہمارے تحفہ کا۔ یہ اپنے گھروں میں ہی بیٹھے رہتے پھر دیکھتے کہ انہیں تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے تم میں سے کوئی اس میں سے کوئی چیز بھی لے گا قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا اونٹ ہے تو چلا رہا ہوگا۔ گائے ہے تو بول رہی ہوگی بکری ہے تو چیخ رہی ہوگی پھر آپ نے اپنے ہاتھ اس قدر بلند کیئے کہ بغلوں کی سفیدی ہم لوگوں کو نظر آنے لگی تین مرتبہ آپ نے فرمایا خدایا کیا میں نے پہنچا دیا؟

ترمذی میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا جب میں کچھ دور چلا گیا تو آپ نے مجھے بلوایا جب میں واپس آیا تو فرمایا میں نے تمہیں صرف ایک بات کہنے کیلئے بلایا ہے کہ میری اجازت کے بغیر تم جو کچھ لوگے وہ خیانت ہے اور ہر خائن اپنی خیانت کو لیئے ہوئے قیامت کے دن آئے گا۔ بس یہی کہنا تھا۔ جاؤ اپنے کام میں لگو۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! جسے ہم عامل بنائیں اور پھر وہ ہم سے ایک سوئی بھی یا اس سے بھی ہلکی چیز چھپائے تو وہ خیانت ہے جسے لے کر وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا یہ سن کر ایک سانولے رنگ کے انصاری حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ حضور! میں تو عامل بننے سے دست بردار ہوتا ہوں۔ فرمایا کیوں؟ کہا آپ نے جو اس طرح فرمایا۔ آپ نے فرمایا ہاں! اب بھی سنو جس کو ہم کوئی کام سونپیں اسے چاہیے کہ سب کچھ لائے۔ جو اسے دیا جائے وہ لے اور جس سے روک دیا جائے رک جائے (مسلم، ابوداؤد)

Marfat.com

حضرت ابو رافع رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً نماز عصر کے بعد بنو عبدالاشہل کے ہاں تشریف لے جاتے تھے اور تقریباً مغرب تک وہی مجلس رہتی تھی ایک دن مغرب کے وقت وہاں سے واپس چلے وقت تنگ تھا تیز تیز چل رہے تھے بقیع میں آکر فرمانے لگے "تُف ہے تجھ پر تف ہے" میں سمجھا آپ مجھے فرما رہے ہیں چنانچہ میں اپنے کپڑے ٹھیک ٹھاک کرنے لگا اور پیچھے رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے میں نے کہا حضور! آپ کے اس فرمان کی وجہ سے میں رک گیا۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے نہیں کہا۔ بلکہ یہ قبر فلاں شخص کی ہے میں نے اسے فلاں قبیلے کی طرف عامل بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے ایک چادر لے لی۔ وہ چادر اب آگ بن کر اس کے اوپر بھڑک رہی ہے (مسند احمد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کے اونٹ کی پیٹھ کے چند بال لے کر فرمانے لگے میرا بھی اس میں وہی حق ہے جتنا تمہارا ہے خیانت سے بچو خیانت کرنے والے کی رسوائی قیامت کے دن ہوگی سوئی دھاگے تک پہنچا دو اور اس سے حقیر چیز بھی۔ خدا کی راہ میں جہاد کرو نزدیک والوں سے اور دور والوں سے بھی۔ وطن میں بھی اور سفر میں بھی۔ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جہاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مشکلات اور رنج وغم سے نجات دیتا ہے۔ خدا کی حدیں نزدیک و دور والوں میں جاری کرو۔ خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے (مسند احمد)

حضرت ابو مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامل بنا کر بھیجنا چاہا تو فرمایا اے ابو مسعود! جاؤ ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں قیامت کے دن اس حال میں پاؤں کہ تمہاری پیٹھ پر اونٹ ہو جو آواز نکال رہا ہو۔ جسے تم نے خیانت سے لے لیا ہے میں نے کہا حضور! پھر تو میں نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا اچھا میں تمہیں زبردستی بھیجتا بھی نہیں (ابوداؤد)

ابن مردویہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی پتھر جہنم میں ڈالا جائے تو ستر سال تک گرتا چلا جائے لیکن تہہ کو نہیں پہنچتا خیانت کی چیز کو اسی طرح جہنم میں پھینک دیا جائے گا پھر خیانت کرنے والے سے کہا جائے گا کہ جا اسے لے آ یہی معنی ہیں خدا کے اس فرمان کے

وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ — جس نے چوری کی وہ قیامت کے دن چوری کا مال لے کر آئے گا۔ (آل عمران)

مسند احمد میں ہے کہ خیبر کی جنگ والے دن صحابہ کرام آئے اور کہنے لگے فلاں آدمی شہید

Marfat.com

ہے جب ایک آدمی کی نسبت یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے کیونکہ اس نے مال غنیمت کی ایک چادر خیانت کر لی تھی پھر آپ نے فرمایا اے عمر بن خطاب تم جاؤ اور لوگوں میں منادی کر دو کہ جنت میں صرف ایماندار ہی جائیں گے (مسلم، ترمذی)

**غصب** دوسرے شخص کے حق کو زبردستی ظلماً چھین کر اپنا لینے کو غصب کہتے ہیں۔ جیسے دوسرے کی زمین اور مکان و جائداد پر ظلماً قبضہ کر کے اپنا سمجھ لینا یا دوسرے کے کپڑے کتاب وغیرہ پر ناجائز تصرف کرنا یہ غصب ہے جو کہ بڑا بھاری ظلم ہے اور سخت حرام ہے اور اس غصب و ظلم کی آمدنی بھی حرام ہے اور لوگوں کی دعا اور عبادت بغیر ادائے حقوق کے قبول نہیں ہوتی زمین وغیرہ کے غصب کرنے والے کو بڑی بڑی سزائیں ہیں اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے اور قیامت کے دن ان زمینوں کا گلے میں طوق و ہار ڈالے ہوئے میدان حشر میں آئے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱) مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ (بخاری، مسلم)

جس نے کسی کی ایک بالشت زمین ناجائز دبائی ہے تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق ڈالے ہوئے اٹھیگا

(۲) مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ (بخاری)

جس نے کسی کی کچھ زمین ناحق دبائی ہے تو قیامت کے دن ساتوں زمین تک دھنسا دیا جائے گا

(۳) مَنْ اَخَذَ اَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا كُلِّفَ اَنْ يَّحْمِلَ تُرَابَهَا اِلَى الْمَحْشَرِ (احمد)

جس نے ظلماً کسی کی زمین چھین لی تو اسے اس بات کی تکلیف دی جائے گی کہ اس کی مٹی کھود کر میدان حشر میں لائے۔

(۴) اَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّحْفِرَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰخِرَ سَبْعِ اَرَضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ (احمد)

جس نے ظلم سے کسی کی ایک بالشت زمین لے لی تو اللہ تعالیٰ اسے اس بات کی تکلیف دے گا کہ ساتوں زمینوں تک کھودے پھر ان کا ہار بنا کر قیامت کے دن اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔

مختصر یہ کہ چوری غصب و خیانت سے دور ہی رہنا چاہیے۔ یہ بڑی ہی خوفناک اور مہلک بیماریاں ہیں جو ایمان اور نیک اعمال کو برباد کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ہمیشہ ان برائیوں سے اور دیگر بدی کے کاموں سے دور رکھے اور نیک عملوں کی ہمیں توفیق بخشے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

Marfat.com

# خطبہ ۲۷ ناپ تول میں کمی بیشی کی مذمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَسْتَهْدِيْهِ وَنَسْتَنْصِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِهٖ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۔ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (تطفیف)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"خرابی ہے ان گھٹا کر دینے والوں کو جو اوروں سے جب ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر دیں تو گھٹا کر دیں کیا ان کو یہ خیال نہیں کہ اس بڑے بھاری دن کے لیے ان کو اٹھایا جائے گا جس دن سب لوگ تمام جہانوں کے مالک کیلئے کھڑے ہوں گے"

ناپ تول میں کمی بیشی کرنا حقیقت میں دوسرے کے حق پر ہاتھ ڈالنا ہے جو کوئی لینے میں تول کو بڑھاتا اور دینے میں گھٹاتا ہے وہ دوسرے کی چیز پر بے ایمانی سے قبضہ کرتا ہے اور یہ بھی چوری ہی ہے اس لیے قرآن پاک میں اس سے بچنے کی خاص طور پر تاکیدیں آئی ہیں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سوداگری کرتی تھی اس لیے ان کی دعوت میں ناپ تول میں ایمان داری کی تاکید بار بار کی گئی ہے حضرت شعیب علیہ السلام سمجھاتے رہے۔

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

"اور پورا بھر دو ناپ اور نہ ہو نقصان پہنچانے والے اور تولو سیدھی ترازو سے اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت پھرو ملک میں فساد پھیلاتے۔"

Marfat.com

یہی حضرت شعیبؑ مدین والوں کو سمجھایا کرتے تھے جو مشرق و مغرب کے تجارتی قافلوں کے رہ گزر میں آباد تھے۔

وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ (ھود)

اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ میں تم کو آسودگی میں دیکھتا ہوں اور ایک گھیر لینے والے دن کی آفت سے تم پر ڈرتا ہوں اور اے میرے لوگو، ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں ان کو گھٹا کر مت دو، اور ملک میں فساد پھیلاتے مت پھرو۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ ناپ تول کی بے ایمانی سے خیر و برکت جاتی رہتی ہے یا ظاہر نظر سے دیکھئے تو یوں کہیے کہ بازار میں ایسے لوگوں کی جو ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں ان کی ساکھ جاتی رہتی اور یہ بالآخر ان کے بیوپار کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے۔ یہ چاہتے تو یہ ہیں کہ اس بے ایمانی سے کچھ اپنا سرمایہ اور نفع بڑھالیں گے مگر ہوتا یہ ہے کہ ان کی یہ اخلاقی برائی ان کی اقتصادی اور معاشی بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے حضرت شعیبؑ کی یہی نصیحت سورہ اعراف میں دہرائی گئی ہے،

فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (الاعراف)

تم ناپ اور تول پوری کرو اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد خرابی مت ڈالو یہ تمہارے لیے بھلا ہے اگر تم کو یقین ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حضرت شعیب علیہ السلام کی یہ پرانی تعلیم پھر زندہ ہوئی اسلام میں جن چیزوں کو حرام ٹھہرایا گیا اس کے بعد ہے۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ (انعام)

اور ناپ تول کو پورا کرو۔

سورہ بنی اسرائیل میں جو اخلاقی نصیحتیں کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

اور جب تم ناپو تو ناپ پورا بھر دو اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔

آیت کا آخری ٹکڑا بتاتا ہے کہ بے ایمانی کی ناپ تول گو شروع میں کتنا ہی فائدہ پہنچائے مگر آخر وہ بیوپار کی تباہی کا باعث ہو کر رہتی ہے۔

خوب غور کر کے دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ اس بداخلاقی کے پیدا ہونے کا اصل سبب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں سے یہ یقین گم ہو جاتا ہے کہ ان کے ان چھپے ہوئے کرتوتوں کو دیکھنے

والی آنکھیں ہر وقت کھلی ہیں اور ایک دن آئے گا جب ان کو خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنے ہر کام کا حساب دینا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو بے ایمانی اور لوگوں کی حق تلفی کرنے سے بچائے اور ہمیں ایمان کامل عطا فرمائے۔ آمین۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

---

# خطبہ ۳، تکبر اور خود بینی کی مذمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۝ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ (بنی اسرائیل)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اور (اے مخاطب) زمین میں اکڑ کر نہ چلا کر (کیونکہ اس دھماکے کے ساتھ چلنے سے) تو زمین کو نہ پھاڑ سکے گا اور نہ پہاڑ کی اونچائی کو پہنچ سکے گا (اے پیغمبر) ان سب باتوں میں جو بری ہیں سب ہی تو تمہارے رب کے نزدیک ناپسند ہیں"

یعنی بات چیت اور کسی معاملے میں تکبر ہر گز مت کرو تکبر کرنے والا ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ تکبر و کبر بڑائی کو کہتے ہیں یعنی جو وصف و کمال جس کے پائے جانے سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگے اور جس میں یہ کمال نہیں پایا جاتا اسے حقیر و ذلیل جاننے کو تکبر کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

وَلٰكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَطَ النَّاسَ (ابوداؤد) تکبر یہ ہے کہ جو حق کو پھینک دے اور لوگوں کو حقیر جانے

سب سے پہلا تکبر کرنے والا شیطان ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے کو بالاتر سمجھا اور کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں وہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کو اس تکبر کی وجہ سے مردود قرار دیا اور جنت سے نکال دیا اور ہمیشہ کا دوزخی ٹھہرایا۔ کتاب وسنت میں غرور وتکبر کی بڑی مذمت آئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا (نساء) اللہ تعالیٰ غرور کرنے والے اور گھمنڈی کو پسند نہیں فرماتا

اس لئے ایسے لوگوں کو دوزخ کی سزا ہے

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ (زمر) کیا جہنم میں مغروروں کا ٹھکانا نہیں ہے؟ ضرور ہے

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔

| | |
|---|---|
| وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي | اور لوگوں سے بے رخی اختیار نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل |
| الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ | (کیونکہ) اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا |
| فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ | اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو اور (کسی سے بات کرو تو |
| مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ | آہستہ آہستہ بولو کیونکہ آوازوں میں بری آواز گدھوں کی |
| الْحَمِيرِ ۝ (سورہ لقمان) | آواز ہے (تو آدمی ہو کر گدھے کی طرح چیخنا چلانا مناسب نہیں ہے) |

ان دونوں آیتوں سے غرور وتکبر کی مذمت ثابت ہوتی ہے اور غرور وتکبر کرنے والے دوزخی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا غرور وتکبر کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ | جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا |
| مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ (مسلم) | وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ |

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ أَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ | قیامت کے دن متکبروں کو میدان حشر میں اس طرح لایا جائے |
| الْقِيَامَةِ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ | گا جیسے چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں آدمیوں کی صورت |
| الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ | میں اور ہر طرف سے ان پر ذلت چھا رہی ہوگی اور دوزخ |
| فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ | کے ایک جیل خانہ بولس میں ہانک کر ڈالے جائیں گے |

الاَبْیَارِ وَیُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَۃِ اَھْلِ النَّارِ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ (ترمذی)

ان پر زبردست جہنم کی آگ غالب ہوگی ان متکبروں کو دوزخیوں کا پیپ اور لہو وغیرہ پینے کو دیا جائیگا (العیاذ باللہ)

تکبر کرنے سے دنیا میں بھی سزا ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذشتہ لوگوں میں ایک شخص ایک جوڑا پہن کر اتراتا ہوا نکلا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کو گرفت میں لے لے چنانچہ زمین نے اسے پکڑ لیا اور اب وہ قیامت تک دھنستا چلا جا رہا ہے (ترمذی) اور آپ نے فرمایا۔

مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (ابوداؤد)

جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے گھسیٹے گا تو اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔

انسان ایک حقیر پانی سے پیدا ہوا ہے جو پیشاب کی جگہ سے نکل کر پیشاب کی جگہ میں داخل ہوا اور پھر پیشاب کی ہی جگہ سے باہر آیا۔ ایسے کے لیے بڑائی اور تکبر لائق نہیں ہے تکبر اور بڑائی خدا کی شان ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور نہ اس میں کسی قسم کا عیب و نقصان ہے ؎

مرا دار سد کبریا و منی کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی !!

کبر و غرور سے ہمیشہ نقصان ہی ہوتا ہے۔ مغرور آدمی اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا سمجھتا ہے مگر حقیقت منکشف ہونے کے بعد بہت ذلیل ہوتا ہے لوگ اسے دشمن سمجھنے لگتے ہیں۔ اگر عزت چاہتے ہو تو ہمیشہ تواضع کرو اور کسی کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو ؎

اے ذوقؔ کسی کو چشم حقارت سے نہ دیکھیے سب ہم سے زیادہ ہیں کوئی ہم سے کم نہیں

عام طور پر تکبر کرنے والے حسب و نسب، حسن و جمال و دولت پر تکبر کرتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک چیز زوال پذیر ہے اور ذاتی خوبی کسی میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (حجرات)

لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا ہے اور تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو پرہیزگار ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَیَنْتَھِیَنَّ اَقْوَامٌ یَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَآئِھِمُ الَّذِیْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا ھُمْ فَحْمٌ مِّنْ جَھَنَّمَ

جو لوگ اپنے مرے ہوئے باپ دادوں پر فخر کرتے ہیں انہیں اس سے باز رہنا چاہیے وہ تو دوزخ میں

أَوْ لَيَكُونَنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِي يُدَهْدِهُ الْخَرَأَ بِأَنْفِهِ إِنَّ اللهَ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ أَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْا آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ

(ترمذی، ابوداؤد)

جل بھن کر کوئلہ ہو گئے ہیں ان پر فخر کرنا حماقت ہے اگر یہ لوگ باز نہ آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک گبریلے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو اپنی ناک سے پاخانہ کو گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے زمانے کی نخوت اور ریا اور اجداد کے ساتھ فخر کرنے کو دور کر دیا ہے (آدمی دو حال سے خالی نہیں) مومن پرہیزگار یا بدکار، بدبخت۔ سب کے سب ایک آدم کی اولاد میں سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں (مٹی میں تواضع و خاکساری ہے۔ برائی و تکبر نہیں)

## خود بینی اور خود نمائی

انسان کو بعض دفعہ اپنے اندر جو کمالات اور خوبیاں نظر آتی ہیں وہ ان پر کبھی ایسا فریفتہ ہو جاتا ہے کہ اپنے سوا ہر چیز کو حقیر سمجھنے لگتا ہے اور اپنے کو دوسروں سے بڑا جاننے لگتا ہے۔ اسی کا نام عجب اور خود بینی ہے اس سے نفس میں خود نمائی پیدا ہوتی ہے اور یہ غرور کا سبب بن جاتی ہے اس خود نمائی اور تکبر میں یہ فرق ہے کہ تکبر ایک اضافی چیز ہے یعنی متکبر آدمی اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھتا ہے لیکن خود بینی کیلئے تنہا انسان کی ذات بھی کافی ہے۔ دوسرے کا ہونا ضروری نہیں۔ یہ عجب اور خود بینی بھی خدا کو ناپسند ہے جس طرح کبر و تکبر خدا کو ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِيْنَ

(سورۃ توبہ)

اور حنین کے دن جب تمہاری کثرت تعداد نے تم میں خود بینی پیدا کر دی تھی کہ تم مغرور ہو گئے، تو خود تمہاری کثرت کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی تم شکست خوردہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

یعنی جنگ حنین کے موقع پر مسلمانوں کی بارہ ہزار تعداد تھی اس تعداد کو دیکھ کر مسلمانوں میں خود بینی پیدا ہو گئی اور وہ کہنے لگے کہ ہماری اتنی تعداد ہے اب ہمارا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ خود نمائی پسند نہ آئی اور شروع میں انہیں اس خود نمائی کی وجہ سے شکست نصیب ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ جنگ اور دوسرے موقع پر عجب اور خود نمائی ٹھیک نہیں ہے۔ اور جس قوم میں خود نمائی پیدا ہوتی ہے۔ وہ تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ

اور کتنی ہی بستیاں ہم نے برباد کر دیں جب وہ اپنے

Marfat.com

مَعِيْشَتَهَا (قصص) گزاریں اترا کر جلیں۔

اس عیب کا مادہ جن ذرائع سے پیدا ہوتا ہے اسلام نے ان کا پورا انسداد کیا ہے حدیث میں ہے کہ ایک شخص کسی کی مبالغہ آمیز طریقہ پر تعریف کر رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ تم نے اس کو ہلاک کردیا ایک بار آپ کے سامنے کسی کا ذکر آیا تو ایک شخص نے اس کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کی گردن کاٹ ڈالی اگر کسی کی تعریف ہی کرنا ہے تو یہ کہو کہ میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں (بخاری)

مدح کی یہ ممانعت اس لیے کی گئی ہے کہ اس سے ممدوح میں عُجب و خود بینی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لیکن اس بیماری کا سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ کوئی اپنی کسی خوبی کو اپنی کوشش کا نتیجہ نہ سمجھے اس لیے بار بار اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے ذکر میں بندوں کے سامنے اس پہلو کو نمایاں کیا ہے ارشاد فرمایا۔

لَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ (حدید) خدا نے جو دیا ہے اس پر اتراؤ نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو کبر و غرور اور خود بینی سے بچا کر ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ط

---

# خطبہ غصہ کرنے کی مذمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۝ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

"معاف کرنے کی عادت ڈال۔ نیکی کی بات کہہ اور نادانوں سے درگزر کر۔ اور اگر شیطان کی چھیڑ تجھ کو ابھار دے تو اللہ کی پناہ پکڑ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

بعض دفعہ بعض لوگوں کی بدزبانی اور بدخلقی کے سبب غصہ آجاتا ہے جس سے شر و فساد پھیل جاتا ہے کیونکہ غصہ شیطان کے ورغلانے اور بھڑکانے سے پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ (ابوداؤد)

غصہ شیطان سے ہے۔ شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی بجھا دیتا ہے۔ تو جس کو غصہ آئے۔ اس کو وضو کر لینا چاہیے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد صحابہ کرام کو کھڑے ہو کر چند نصیحتیں فرمائیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی فرمایا۔

أَلَا إِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوا عَلَى طَبَقَاتٍ شَتَّى أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ بَطِيءَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ وَمِنْهُمْ سَرِيعَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ سَرِيعَ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفَيْءِ أَلَا وَخَيْرُهُمْ بَطِيءُ الْغَضَبِ سَرِيعُ الْفَيْءِ وَشَرُّهُمْ سَرِيعُ الْغَضَبِ بَطِيءُ الْفَيْءِ أَلَا وَإِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ فِي قَلْبِ ابْنِ آدَمَ أَمَا رَأَيْتُمْ إِلَى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ فَمَنْ أَحَسَّ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَلْصَقْ بِالْأَرْضِ۔ (ترمذی)

آدم کے بیٹے کئی طبقوں میں پیدا کیے گئے ہیں جن میں سے کوئی ایسا ہے جس کو غصہ دیر میں آتا ہے اور سکون جلد ہو جاتا ہے اور کسی کو غصہ بھی جلد آتا ہے اور دور بھی جلد ہو جاتا ہے۔ تو ان دونوں میں ایک بات کی اصلاح دوسری بات سے ہو جاتی ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اس کو غصہ جلد آتا ہے اور دفع دیر میں ہوتا ہے تو یاد رکھو کہ ان میں سب سے اچھا وہ ہے جس کو غصہ دیر میں آئے اور جلد دور ہو جائے اور ان میں سب سے برا وہ ہے جس کو غصہ جلد آتا ہو اور دور بہت دیر میں ہوتا ہو۔ ہاں غصہ ابن آدم کے دل کی ایک چنگاری ہے جس کے شعلے بھڑکتے ہیں دیکھتے نہیں کہ اس کی آنکھیں لال اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں تو جس کو اپنے غصہ کا احساس ہو اس کو چاہیے کہ وہ زمین سے لگ جائے

حقیقت یہی ہے کہ غصہ ایک آگ کی چنگاری ہے جس سے شعلے بھڑکتے ہیں اس کا واحد علاج یہی ہے کہ اسے بجھا دیا جائے تاکہ شر و فساد دب جائے۔ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے تو آپ نے فرمایا۔

لَا تَغْضَبْ

غصہ نہ کیا کرو۔

Marfat.com

آپ نے کئی دفعہ یہ لفظ فرمایا وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے دل میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ۔

اَلْغَضَبُ يَجْمَعُ الشَّرَّ كُلَّهٗ (احمد) حقیقت یہی ہے کہ غصہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو صحابیوں میں کچھ باتیں ہو گئیں ان میں سے ایک صاحب کو اتنا غصہ آیا کہ چہرہ غصہ سے لال ہو گیا اور رگیں پھول گئیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر وہ اس کو کہہ لے تو یہ غصہ جاتا رہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہے (بخاری) غصہ کا دبالینا بڑی شاباشی کی بات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (بخاری) یعنی پہلوان وہ نہیں ہے جو دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے

غصہ کو دبانے کی بڑی بڑی فضیلتیں ہیں۔ ذیل میں چند حدیثیں درج کی جا رہی ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ آوَاهُ اللّٰهُ فِيْ كَنَفِهٖ وَسَتَرَ عَلَيْهِ بِرَحْمَتِهٖ وَأَدْخَلَهٗ فِيْ مَحَبَّتِهٖ مَنْ إِذَا أُعْطِيَ شَكَرَ وَإِذَا قَدَرَ غَفَرَ وَإِذَا غَضِبَ فَتَرَ (حاکم) تین باتیں جن میں ہوں گی اللہ تعالیٰ اسے خاص اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے گا جو (۱) خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر گزاری کرے (۲) اور جب قادر ہو تو معاف کردے (۳) اور جب غصہ آئے تو خاموش اور سست ہو جائے۔

۲۔ مَنْ دَفَعَ غَضَبَهٗ دَفَعَ اللّٰهُ عَذَابَهٗ وَمَنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ (طبرانی) جس نے غصہ کو روک لیا اللہ اس سے اپنا عذاب ہٹا لے گا اور جس نے اپنی زبان کی حفاظت کرلی خدا اس کے عیبوں کو چھپا دے گا۔

۳۔ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ مِنَ الْحُوْرِ مَا شَاءَ (ابوداؤد ترمذی) جس نے غصے کو دبالیا حالانکہ وہ غصہ اتارنے پر قادر تھا تو اللہ سبحانہ تبارک وتعالیٰ اسے سب مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے گا جس حور کو چاہے پسند کرے

اور غصے کا معاف کرنے والا خدا کے نزدیک بہت عزیز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قَالَ مُوْسَى ابْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ أَعَزُّ عِبَادِكَ قَالَ مَنْ إِذَا قَدَرَ غَفَرَ (بیہقی) موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے درخواست کی کہ پروردگار تیرے بندوں میں سے کون سا بندہ تیرے نزدیک زیادہ پیارا ہے تو اللہ نے فرمایا جو قادر ہو کر معاف کردے

Marfat.com

بے جا غصہ کرنے سے ایمان خراب ہو جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ (بیہقی)

غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

کیونکہ غصہ شیطان کے بھڑکانے سے پیدا ہوتا ہے جس سے ایمان خراب ہو جاتا ہے جیسے شہد جیسی شیریں چیز کو ایلوا خراب کر دیتا ہے۔

غصے کے دبانے اور دور کرنے کی حدیث شریف میں یہ تین صورتیں بتائی گئی ہیں (۱) غصے کے وقت أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ : پڑھنا۔ (۲) وضو کر لینا یا پانی پی لینا۔ (۳) زمین پر لیٹ جانا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو غصہ جیسی بری بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

# خطبہ تواضع و حلم اور نرمی کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِوَلِيِّهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ٥ (سورہ شعراء)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

اور رحمان کے وہ بندے خاص ہیں جو زمین پر خاکساری سے چلتے ہیں اور جب نادان لوگ ان سے نادانی کرنے لگتے ہیں تو ان کو سلام کرکے علیحدہ ہوجاتے ہیں۔

یہی بہت حلیم اور خاکسار ہوتے ہیں جن کی اللہ نے یہ تعریف فرمائی ہے۔ اس لیے اٹھنے چلنے اور بات چیت کرنے میں تواضع وخاکساری کو لازم سمجھنا چاہیئے۔ تواضع کے معنی عاجزی، انکساری خاکساری اور فروتنی کے ہیں یعنی اپنے کو دوسروں سے چھوٹا سمجھنا اور لوگوں سے نرمی سے پیش آنا، کبر، غرور، فخر، بڑائی، عجب اور گھمنڈ نہ کرنا تواضع وخاکساری انسان کی ایک خوبی ہے۔ اس صفت سے اللہ بھی خوش ہوتا ہے اور لوگ بھی خوش ہوتے ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کی نصیحت کرنے کو اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (لقمان)

اور لوگوں سے بے توجہی مت اختیار کرو اور زمین پر اترا کر نہ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ اترانے والے اور شیخی خور کو پسند نہیں فرماتا اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو اور بات کرتے وقت آہستہ اور نرمی سے بولو کیونکہ سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

ان دونوں آیتوں سے تواضع کی خوبی اور تاکید ثابت ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے

إِنَّ اللّٰهَ أَوْحَىٰ إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَلَا يَبْغِيْ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی بھیجی ہے کہ آپس میں تواضع اور خاکساری سے پیش آؤ تاکہ کوئی کسی پر نہ فخر کرے نہ ظلم وتعدی کرے۔

اور تواضع وخاکساری سے عزت بڑھتی ہے حضرت عمرؓ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِيْ

تواضع وخاکساری اختیار کرو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ جو صرف اللہ ہی کیلئے خاکساری اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کو اونچا کردیتا ہے گو وہ تواضع کرنے والا اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہوتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ اس کو پست ونیچا کردیتا ہے اور وہ لوگوں کی آنکھوں میں ذلیل ہوتا ہے

نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ (بیہقی)

گو وہ اپنے خیال میں بڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں کتے اور سور سے بھی زیادہ حقیر و ذلیل ہوتا ہے

حقیقت یہی ہے کہ تواضع کرنے والے کا دین و دنیا میں اونچا درجہ ہے تواضع کرنے والوں کو سب ہی اپنا پیارا اور ہمدرد جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ رَفَعَهُ اللّٰهُ (طبرانی، ترغیب)

جو اپنے بھائی کے لیے تواضع سے پیش آتا ہے تو خدا اس کے مرتبہ کو اونچا کر دیتا ہے۔

یہ خیال رکھو کہ ہر جگہ موقع بے موقع تواضع کرنا اور اپنے کو ذلیل کر دینا بھی ٹھیک نہیں ہے تواضع و خاکساری کے موقع پر اس کی یقیناً شرافت ہے کیونکہ تواضع کا مقصد یہی ہے کہ انسان میں تکبر اور غرور نہ پیدا ہو اور ہر شخص دوسرے کی عزت کرے اور دنائت و پستی کا یہ مطلب ہے کہ بعض ذلیل اغراض کے لیے اپنی عزت و شرافت اور خودداری کو بالائے طاق رکھ کر اس خساست کو اختیار کرے۔ مخالف اور دشمن کے مقابلہ میں تواضع کرنا جبن و بزدلی ہے بلکہ اس مقام پر تکبر اور غرور سے چلنا شجاعت ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللّٰهُ فَاَمَّا الْخُيَلَاءُ الَّتِيْ يُحِبُّ اللّٰهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْقِتَالِ اَوْ اِخْتِيَالُهٗ عِنْدَ الصَّدَقَةِ الخ (ابوداؤد)

بعض غرور کو اللہ تعالیٰ ناپسند اور بعض کو پسند کرتا ہے جنگ و صدقہ کے موقع پر اترانا خدا کو پسند ہے اور ظلم و فخر پر اترانا ناپسند ہے۔

## نرمی

محاورات اور معاملات اور بات چیت میں سخت گیری کی بجائے نرمی اور سہولت اختیار کی جائے اور آدمی کو شیریں کلامی سے سمجھایا جائے اس طرح سے ہر کام میں سہولت پیدا ہوگی اور قرآنی آیات، اور حدیثوں میں اس نرم کلامی کی تعلیم دی گئی ہے اور نرم دلی اور نرم خوئی جس میں موجود ہو وہ کامل ترین انسانوں میں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَالَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ لِعَائِشَةَ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ (مسلم)

اللہ تعالیٰ رفیق اور نرم خو ہے اور نرمی کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور بندے کو نرمی کرنے پر وہ چیز دیتا ہے جو سختی کرنے پر نہیں دیتا اور عائشہ سے آپ نے فرمایا کہ تم نرمی کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور سختی و بدگوئی سے بچو کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے خوشنما کر دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اسے بدنما بنا دیتی ہے۔

Marfat.com

اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص نرمی سے محروم رکھا گیا وہ بھلائیوں سے محروم رکھا گیا ہے (مسلم) اور آپ نے فرمایا تین خصلتیں جس شخص میں ہوں گی خدا اپنے سائے کو اس پر پھیلائے گا اور جنت میں داخل کرے گا (۱) یعنی کمزور کے ساتھ نرمی کرنی (۲) ماں باپ پر مہربانی کرنا (۳) غلام پر احسان کرنا (ترمذی)

اسی اخلاقی وصف کی تعلیم آپ نے دوسرے الفاظ میں یوں دی۔

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَی النَّارِ وَ تَحْرُمُ عَلَیْہِ النَّارُ عَلٰی کُلِّ قَرِیْبٍ هَیِّنٍ سَهْلٍ (ترمذی)

کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ کون شخص آگ پر حرام ہے اور کس پر آگ حرام ہے ہر اس شخص پر جو لوگوں سے قریب ہو نرم ہو اور آسان ہو۔

ایک بار یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ "السام علیکم" یعنی تم کو موت آئے حضرت عائشہ سمجھ گئیں اور انہوں نے جواب میں کہا "وعلیکم السام واللعن" یعنی تم کو موت آئے اور تم پر لعنت ہو۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ عائشہ! ٹھہر جاؤ۔ خدا تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ بولیں۔ یا رسول اللہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے کیا آپ نے نہیں سنا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی تو کہدیا "علیکم" یعنی تم پر (بخاری)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں یہ خوبی ہے کہ بات وہی ہوئی مگر اس میں سختی کا نام و نشان نہیں اور پھر اس طرح سے کہ مخاطب ذرا سوچے تو خود بخود اس کا دل شرمندہ ہو اور آپ نے فرمایا

یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا

یعنی آسانی کرو سختی نہ کرو

اسی نرمی، حلم، بردباری، عفو، درگزاری، چشم پوشی اور خوش خلقی کا نام مکارم اخلاق ہے۔ جس کے سانچے میں ہر شخص کو ڈھلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی متعدد آیتیں اس مضمون کی ہیں چند آیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران پ ۴ ع ۱۴)

یعنی متقی اور پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو آسانی اور سختی کے موقع پر بھی راہ خدا میں خرچ کرتے رہتے ہیں غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ایسے نیک کاروں کو دوست رکھتا ہے۔

(۲) خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ (اعراف پ ۹)

درگزر کرنے والا شیوہ اختیار کرو نیکیوں کا حکم کرتے رہو اور نادانوں سے چشم پوشی کرو

(۳) وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ

نیکی اور بدی برابر نہیں (جو تم کو برائی پہنچائے) اس کو

Marfat.com

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ (حٰمٓ سجدہ پ۲۴)

بہت ہی اچھے طریقے سے دور کیا کرو (پھر دیکھنا) تمہارا دشمن بھی تمہارا گویا مخلص دوست ہو جائیگا۔

**حلم وبردباری** جب تم دوسروں سے بات چیت کرو اور وہ تمہیں ناشائستہ الفاظ میں یاد کرے تو تم نہایت سنجیدگی ومتانت حلم وبردباری سے پیش آؤ اور اس کی جہالت ونادانی سے درگزر کرو۔ اس کا نام حلم وبردباری ہے یعنی انتقام کی قدرت کے باوجود کسی ناگوار یا اشتعال انگیز بات کو برداشت کرو اور قصوار سے اس کے لیے کوئی تعارض نہ کرو یہ حلم وبردباری خدا کی بہت بڑی صفت ہے کہ وہ قصوروار کے قصور کو معاف کرتا رہتا اور غصہ کو دبا تا رہتا اسی لیے اس کا نام حلیم بھی ہے اور جس میں یہ حلم وبردباری کی صفت پائی جاتی ہے خدا کے نزدیک وہ بہت محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی نشانی بتائی ہے۔

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا

اور جب نادان لوگ ان سے نادانی کی بات کرتے ہیں تو یہ ان کو سلامتی کا جواب دیتے ہیں۔

یعنی رحمان کے نیک بندوں کی یہ بھی ایک صفت ہے کہ جب جاہل لوگ جہالت کی بات کرتے ہیں تو یہ لوگ ان کی طرح جہالت پر نہیں اتر آتے بلکہ ان سے گزر اور معاف کر دیتے ہیں اور سوائے اچھی بات کے اور کوئی بری بات زبان سے نہیں نکالتے یہ انسان کا بڑا کمال ہے کہ اپنے مخالف اور دشمن کے ساتھ نیکی کرے اور اس کی برائیوں کا جواب برائیوں سے نہ دے بلکہ اعراض واغماض کرے جیسا کہ ارشاد ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ (اعراف)

آپ درگزری کا شیوہ اختیار کریں اور لوگوں کو نیک بات کا حکم دیں اور نادانوں سے کنارہ کش رہیں۔

یعنی "جواب جاہلاں باشد خموشی" پر عمل کیجیے۔ جاہلوں کی بداخلاقی پر صبر کیجیے اور ان کی بیہودہ باتوں اور کمینہ حرکتوں کا مطلقاً جواب نہ دیجیے بلکہ ان کے ساتھ مکارم اخلاق سے پیش آیا کیجیے گالی کا جواب گالی سے نہ دیجیے اگر غصہ دلانے والی کوئی بات کرے تو اس کی نادانی کی بات معاف کر دو۔ نیک کام کرنے والوں کو نیکی کا بدلہ یقیناً ملے گا اور برا کام کرنے والوں کو برائی کا بدلہ ضرور مل جائے گا۔ فرمایا۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا

ایمان والوں سے کہدو کہ ان کو جو اللہ کے جزا اور سزا کے واقعات پر یقین نہیں رکھتے معاف کر دیا کریں تاکہ لوگوں

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (جاثیہ ۱)

کو ان کے کاموں کا بدلہ دے جس نے اچھا کیا اس نے اپنے بھلے کے لیے کیا اور جس نے برا کیا اس نے اپنے لیے برا کیا، پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔

اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ کسی منافق یا کافر نے کسی مسلمان سے کوئی بدتمیزی کی بات کہی تھی اس پر بعض مسلمانوں کو طیش آیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور مسلمانوں کو عفو و درگزر کی نصیحت فرمائی۔ (تفسیر کبیر)

غم و غصہ کے اظہار کا وقت وہ ہوتا ہے جب انسان کی عزت و آبرو پر حملہ کیا جائے لیکن اس حالت میں بھی اسلام نے عفو و درگزر سے کام لینے کا حکم دیا ہے چنانچہ حضرت مسطح رض حضرت ابوبکر رض کے رشتہ دار تھے اور وہ ان کی کفالت کرتے تھے لیکن انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت میں حصہ لیا تو حضرت ابوبکر رض نے ان کی مالی امداد بند کر دی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ نور - ۳)

اور تم میں سے جو لوگ صاحب احسان اور کشائش والے ہیں قرابت والوں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مدد و خرچ) نہ دینے کی قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ چاہئے کہ ان کے قصور بخش دیں اور درگزر کریں (مسلمانو) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور کو معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کے آخری ٹکڑے میں بھی ظاہر ہے کہ جو دوسروں کے قصوروں کو معاف کریگا اللہ اس کے قصور کو درگزر فرمائے گا۔ یہ اخلاقی وصف انتہائی درجہ کی کشادہ دلی سے پیدا ہوتا ہے اس لیے خداوند تعالیٰ نے اس کا ذکر ان اخلاقی اوصاف کے ساتھ کیا ہے جو کشادہ دلی سے پیدا ہوتے ہیں اور اس کا صلہ بھی ایسا عطا فرمایا ہے جو انتہا درجہ کی وسعت رکھتا ہے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ

اور اپنے پروردگار کی بخشش اور اس جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ اتنا بڑا ہے جیسے آسمان و زمین (کا پھیلاؤ) بھی سمائی ان پرہیزگاروں کے لیے تیار ہے جو خوشحالی اور تنگدستی (دونوں حالتوں) میں خدا کے نام پر خرچ کرتے

Marfat.com

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ (سورۃ آل عمران ۔ ۱۴)

ہیں اور غصہ کو روکتے ہیں اور لوگوں کے قصور دن سے درگزر کرتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے ۔

اوپر کی آیت میں متقیوں کے دو وصف، ایک ہر حال میں راہ خدا میں دینا اور لوگوں کو معاف کرنا اور درگزر کرنا اور ان کے لیے دو جزائیں ۔ ایک خدا کی مغفرت اور دوسری وسیع جنت بیان کی گئی ہیں اس سے ادھر خیال جاتا ہے کہ ہر حال میں خدا کی راہ میں دینے کا معاوضہ تو وہ جنت ہے جس کی حدود بے پایاں، آسمان و زمین ہے اور غصہ کو روکنے اور لوگوں کو معاف کرنے کی جزا یہ ہوگی کہ خدا کی مغفرت ہمارے شامل حال ہوگی اور وہ احکم الحاکمین ہم کو بھی معاف کرے گا عفو اور درگزر کی اس اخلاقی تعلیم میں اگر قوت اور قدرت کا جز شامل نہ ہو تو وہ سراسر کمزوری اور دنائت پسندی کے مترادف ہو جائے گا

اسلام نے عفو و درگزر کی ایسی متدل تعلیم دی ہے جس کے ساتھ خودداری کی شان بھی قائم رہتی ہے فرمایا ۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۔ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۔ (شوریٰ)

اور جو ایسے (غیرت مند) ہیں کہ جب ان پر (کسی طرف سے) بے جا زیادتی ہوتی ہے تو وہ (واجبی) بدلہ لے لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ ہے ویسی ہی برائی ۔ جماعت کا قانون ہے عفو و درگزر، افراد کا اخلاقی کمال ہے ۔ جماعتی قانون کی قوت موجود ہوتے ہوئے افراد کا آپس میں عفو و درگزر سے کام لینا ایک بلند اخلاقی کی مثال ہے جس کی مزدوری کی ذمہ داری احکم الحاکمین نے اپنے ذمہ لی ہے اور بتادیا ہے کہ ظلم کرنے والے خواہ وہ ہوں جو بے سبب ظلم کر بیٹھیں یا وہ جو انتقام کے جوش میں آگے بڑھ جائیں خدا کی محبت سے محروم ہیں اس کا حق حاصل ہو جانے کے بعد عفو و درگزر خودداری کے منافی نہیں ہوتا ۔ بلکہ بڑی ہمت کا کام ہو جاتا ہے کہ قدرت کے باوجود اور اشتعال ہونے پر بھی اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر عفو و درگزر کرتا ہے اسی لیے فرمایا ۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔ (شوریٰ)

اور البتہ جو شخص صبر کرے اور دوسرے کی خطا بخش دے تو یہ بے شک بڑی ہمت کے کام ہیں ۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اس کی توفیق عنایت فرمائے اور ہمیشہ ہر کام میں ہماری

Marfat.com

رہنمائی حق وصواب کی طرف فرماتا رہے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۔

# خطبہ شرم وحیا کی فضیلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُهٗ وَیُرْفَعُ اِلَیْهِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰی اِلَیْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَرَسُوْلِهِ الرَّءُوْفِ الرَّحِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَكُلِّ مَنْ تَبِعَهُمْ بِالْاِحْسَانِ عَلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ (سورۃ نحل)

اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بےحیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے۔ تم کو وہ سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تین باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ اور ان تین چیزوں سے منع بھی فرمایا ہے۔ فحشاء، منکر اور بغی۔

فحشاء سے مراد بےحیائی اور بےشرمی کی باتیں ہیں۔ شرم وحیا ایک فطری خوبی ہے جس میں یہ خوبی پائی جاتی ہے وہ شریف کہلاتا ہے۔ یہ انسان کو ہر قسم کی برائیوں سے روکتی ہے حیا اور شرم ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان اور حیوان کے درمیان مابہ الامتیاز ہے اسی واسطے کہا گیا ہے

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ (بخاری) یعنی حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

اور دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا۔

اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ (بخاری) ہر قسم کی حیا بھلائی ہی بھلائی ہے۔

یعنی حیا نیکیوں کی طرف متوجہ کرتی ہے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ (بخاری) جب تو شرم نہیں کرتا تو جو تیرا جی چاہے کر۔

یعنی بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ (ترمذی)

حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور ایمان (یعنی اہل ایمان) بہشت میں ہیں اور بے حیائی اکھڑ پن ہے اور اکھڑ پن کا ٹھکانا دوزخ ہے

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا۔

اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ (موطا)

ہر دین کے لیے ایک صفت ہوا کرتی ہے جو اس میں غلبہ اور غالب ہوتی ہے دین اسلام کی صفت جو اس میں غلبہ اور غالب ہے وہ حیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْحَیَاءَ وَالْاِیْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ (الحاکم، ترغیب)

حیا اور ایمان دونوں باہم ملے جلے ہیں اور ہر ایک دوسرے کو لازم ہیں۔ تو جب کسی شخص سے ان میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔

یعنی اگر ایمان ہے تو حیا ہے اور حیا ہے تو ایمان ہے اور حیا نہیں تو ایمان نہیں۔

حضرت قرہ بن ایاس رض فرماتے ہیں۔

فَذُکِرَ عِنْدَہُ الْحَیَاءُ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللہِ اَلْحَیَاءُ مِنَ الدِّیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ ھُوَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَیَاءَ وَالْعَفَافَ وَالْعِیَّ عَنِ اللِّسَانِ لَا عِیَّ الْقَلْبِ وَالْفِقْہَ مِنَ الْاِیْمَانِ (الحدیث ترغیب)

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ آپ کے پاس شرم و حیا کا ذکر کیا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا حیا دین سے ہے؟ آپ نے فرمایا بلکہ حیا مکمل دین ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حیا عفت اور کم سخنی ایمان سے ہے۔ (ترغیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا حَیَاءَ لَهٗ (ابن حبان)

حیا ایمان کا ایک جز ہے جسے حیا نہیں اس کا ایمان نہیں۔ (ابن حبان)

اس سے معلوم ہوا حیادار مومن ہے اور بے حیا کامل مومن نہیں۔ حیا کا مطلب یہی ہے کہ برائیوں سے اپنے آپ کو بچایا جائے، آنکھ، زبان، پیٹ، شرمگاہ وغیرہ کی کما حقہ نگرانی کی جائے یعنی بری نگاہ سے کسی کو نہ دیکھا جائے اور زبان سے کسی کی برائی نہ کی جائے، زناکاری، بدکاری سے بچا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَیَاءِ قَالَ قُلْنَا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنَّا لَنَسْتَحْیِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَ لَیْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْیَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَیَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعٰی وَتَحْفَظَ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰی وَالْتَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰی وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِیْنَةَ الدُّنْیَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْیَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَیَاءِ (ترمذی)

ایک دن آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ خدا سے ایسی شرم کرو جیسا کہ شرم کرنے کا حق ہے تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہم خدا سے حیا کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ حیا وہ کرتا ہے جو سر اور آنکھ وغیرہ کی حفاظت کرتا ہے اور شرمگاہ وغیرہ کی حفاظت کرتا ہے اور موت کو اور سڑنے گلنے کو یاد کرتا ہے اور آخرت چاہنے والا دنیا کے زیب و زینت کو چھوڑ دیتا ہے اور جس نے ایسا کیا اس نے خدا سے شرمانے کا حق ادا کر دیا

حقیقت یہی ہے کہ بے شرم انسان خدا کے نزدیک بے ایمان اور ملعون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو برباد کرنا چاہتا ہے تو اس سے شرم و حیا کو نکال دیتا ہے اور جب شرم و حیا نکل جاتی ہے تو خدا کا غصہ اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور وہ خدا کے نزدیک بہت ہی معیوب اور قبیح سمجھا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اور شرم و حیا کرنے والا محبوب ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا۔

مَا كَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَیَاءُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ (ابن ماجہ)

بے حیائی عیب دار بنا دیتی ہے اور شرم و حیا مزین و خوب صورت بناتی ہے۔

اسی لیے برہنہ ہونے سے روکا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برہنگی سے بچو! کیونکہ تمہارے ساتھ ایسے فرشتے رہتے ہیں جو صرف بول و براز اور مباشرت کے وقت تم سے الگ ہو جاتے ہیں تو ان سے شرماؤ اور ان کا خیال رکھو (ترمذی)

یہ شرم و حیا ایک فطری چیز ہے جو ہر مرد و عورت کے لیے ضروری ہے قرآن مجید میں

Marfat.com

بھی شرم کا تذکرہ متعدد جگہ آیا ہے اور اس کی مدح سرائی کی گئی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین کے سفر میں دو لڑکیوں سے سابقہ پڑا تھا وہ اگرچہ بدویانہ زندگی بسر کرنے کی عادی تھیں تاہم ان میں یہ وصف نمایاں تھا کہ خدا نے اس کا ذکر کیا ہے کہ ان کی عادت یہ تھی کہ جب تک تمام لوگ اپنے اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر پلٹ نہ جاتے وہ اپنے مویشیوں کو پانی نہیں پلاتی تھیں تاکہ مردوں کی کشمکش اور ان کے اختلاط سے الگ رہیں اور جب ان کے باپ نے ان میں سے ایک کو موسیٰ علیہ السلام کے بلانے کے لیے بھیجا

فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ ۚ قَالَتۡ اِنَّ اَبِىۡ يَدۡعُوۡكَ (قصص - ۳) — تو ان لڑکیوں میں سے ایک شرماتی ہوئی ان کے پاس آئی اور کہا کہ میرے اباجان آپ کو بلاتے ہیں۔

عریانی کے فتنہ سے بھی اسلام نے منع کیا ہے۔ ستر پوشی کے معاملہ میں اسلام نے انسانی شرم و حیا کی جس قدر صحیح اور مکمل تعلیم دی ہے اس کی نظیر و مثال دنیا کے کسی مذہب اور سوسائٹی میں نہیں ہے آج دنیا کی مہذب ترین قوموں کا یہ حال ہے کہ ان کے مردوں اور ان کی عورتوں کو اپنے جسم کا کوئی حصہ کھول دینے میں خوف نہیں ان کے لباس صرف زینت کے لیے ہیں ستر پوشی کے لیے نہیں ہیں مگر اسلام کی نگاہ میں زینت سے زیادہ ستر پوشی کی اہمیت ہے اس لیے دونوں کو جسم کے ان حصوں کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے جن میں ایک دوسرے کیلئے صنفی کشش پائی جاتی ہے۔ عریانیت اور برہنگی ایک ایسی ناشائستگی ہے جس کو اسلامی حیا کسی حالت میں برداشت نہیں کر سکتی۔ غیر تو غیر ہے۔ اسلام تو اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے سامنے بالکل برہنہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ فَلْيَسْتَتِرْ وَلَا يَتَجَرَّدُ تَجَرُّدَ الْعِيْرَيْنِ۔ (ابن ماجہ) — جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے تو پردے سے آئے بالکل گدھوں کی طرح ایک دم ننگے نہ ہو جائیں۔

اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

مَا نَظَرْتُ اِلٰى فَرْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ۔ — میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ نہیں دیکھا۔

اس سے بڑھ کر شرم و حیا یہ ہے کہ بلا وجہ تنہائی میں بھی برہنہ رہنا اسلام کو گوارا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے اور ساتھ ہی فرشتوں

Marfat.com

سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِیَّاکُمْ وَالتَّعَرِّیَ فَاِنَّ مَعَکُمْ مَنْ لَا یُفَارِقُکُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِیْنَ یُفْضِیَ الرَّجُلُ اِلٰی اَھْلِہٖ فَاسْتَحْیُوْھُمْ وَاَکْرِمُوْھُمْ (ترمذی)

ننگے مت رہو کیونکہ تمہارے ساتھ فرشتے رہتے ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے مگر قضائے حاجت کے وقت یا اپنی بیویوں کے پاس جاتے وقت، تم ان سے حیا کرو اور ان کی عزت کرو۔

اسلامی محاسن میں ایک سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے ستر پوشی کی بڑی تاکید کی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی (اعراف)

ہم نے تمہارے واسطے لباس پیدا کر دیا جو تمہاری شرمگاہوں کو پوشیدہ کرے اور زینت کا پہناوا اور پرہیزگاری کا لباس ہے۔

بہرحال حیا اور شرم ایک اعلیٰ درجہ کی صفت ہے جس سے ہر انسان کو متصف ہونا ضروری ہے لیکن اگرچہ فتنہ شرم و حیا اظہار حق کے لیے مانع ہو تو ایسے موقع پر حق ظاہر کر دیا جائے اور حق کے اظہار کے مقابلہ میں حیا کا لحاظ نہ کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا (بقرہ)

اللہ کسی مثال کے بیان کرنے میں شرم نہیں کرتا خواہ مچھر کی ہو یا اس سے بھی کمتر چیز کی ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ (احزاب)

اس سے پیغمبر کو ایذا ہوتی تھی اور وہ لحاظ کرتے تھے اور اللہ تو حق (بات کے کہنے) میں کسی کا کچھ لحاظ نہیں کرتا۔

ایک صحابیہ آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنے آتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ یہ سوال عورت کی فطری شرم و حیا کے خلاف ہے تاہم اس شرعی حیا کی بنا پر پہلے کہہ دیتی ہیں کہ یا رسول اللہ اللہ حق بات سے نہیں شرماتا کیا عورت پر جنابت کا غسل فرض ہے۔ انصار یہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے مسئلے پوچھتی تھیں اور یہ ان کا خاص اخلاقی وصف سمجھا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ یَکُنْ یَمْنَعُھُنَّ الْحَیَاءُ اَنْ یَّتَفَقَّھْنَ فِی الدِّیْنِ (مسلم)

انصار کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں کہ دین کے حاصل کرنے سے ان کو حیا نہیں مانع ہوتی۔

Marfat.com

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ (بخاری) جو شخص شرم کرے یا شیخی کرے اس کو علم نہیں آئے گا۔

معلوم ہوا کہ امر حق کے اظہار کرنے اور علم حاصل کرنے میں شرم و حیا کرنا عمدہ صفت نہیں ہے اور ان کے علاوہ ہر جگہ شرم و حیا نہایت ہی عمدہ صفت ہے۔

اللہ ہم کو اور آپ کو بے حیائی سے بچائے اور شرم و حیا سے آراستہ فرمائے۔ آمین۔

أَقُولُ قَوْلِي هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔

# خطبہ: عفت و پاکدامنی کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَشَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ

Marfat.com

عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ
هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ○ (سورۂ مومن پ۱۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"تحقیق وہی مومن فلاح کو پہنچ گئے جو اپنی نمازیں عاجزی کرتے ہیں اور لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں، اور باندیوں سے کیونکہ ان میں ان پر کچھ الزام نہیں ہے لیکن جو اس کے علاوہ اور کے طلبگار ہوں تو وہ یقیناً شرعی حد سے باہر نکل گئے ہیں اور وہ لوگ بھی اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی ہمیشہ حفاظت کرنے والے ہیں اور یہی لوگ وارث ہیں جو جنت الفردوس کی میراث پائیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے"

اس آیت کریمہ میں عفت کی فضیلت کا بیان ہے عفت کے معنی ہیں پاکدامنی کے۔ یعنی حرام و زناکاری اور بدکاری اور ہر قسم کی برائیوں سے بچنا اس کے لیے احصان کا لفظ بھی بولا جاتا ہے عفت و احصان اور پاکبازی کو اسلامی محاسن میں شمار کیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کی بڑی مدح و تعریف کی گئی ہے۔

سورہ معارج میں مسلمانوں کے جن اخلاقی اوصاف کی تعریف کی گئی ہے ان میں ایک عفت اور پاکدامنی بھی ہے فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ (معارج) اور جو اپنی شہوت کی جگہ کی حفاظت کرتے ہیں۔

جن مسلمانوں کے لیے خدا نے اپنی بخشش اور بڑی مزدوری کا وعدہ کیا ہے ان میں وہ بھی ہیں جو عفیف اور پاکدامن ہیں۔

وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ (احزاب) اپنی شرمگاہوں کی نگرانی کرنے والے مرد اور نگرانی کرنے والی عورتیں۔

اس عفت و پاکدامنی میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں جس طرح مرد کے لیے پاکدامن ہونا ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی بلکہ پاکدامنی میں عورتوں کو زیادہ مخصوص کیا گیا ہے حضرت مریم علیہا السلام کی عصمت و عفت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (تحریم) اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا۔ (تحریم)

Marfat.com

وَالَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا (انبیاء)

اور وہ بی بی جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس میں روح پھونکی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جس پاکبازی کا ثبوت دیا اس کی گواہی خود عزیز مصر کی بیوی نے دی۔

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ (یوسف)

اور میں نے اس کو بہکانا چاہا تو وہ بچا رہا۔

خدا نے فرمایا میں نے ایسا اس لیے کیا۔

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ (یوسف)

تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو دور کریں۔ وہ بے شک ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔

اسی عصمت وعفت اور پاکبازی کو باقی رکھنے کے لیے حجاب وپردہ کا حکم دیا گیا ہے تاکہ کسب حرام، بدکاری اور بیحیائی نہ ہو اور شرم وحیا وخودداری محفوظ رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی مندرجہ ذیل آیتوں میں ان ہی باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ

(اے نبیؐ) مومن مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی ہے یقیناً اللہ ان کے عملوں سے خوب واقف ہے اور (اے نبیؐ) مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھا کریں، اور اپنی زینت (سنگھار) کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے حصے کے جو خود بخود عموماً کھلا رہتا ہے اور انہیں چاہیے کہ اپنے گریبانوں (سینوں) پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زینت چہرے کو کھلا نہ رکھیں مگر ان لوگوں کے سامنے کھلا رکھیں یعنی، شوہروں، باپ، خسر، بیٹے، سوتیلے بیٹے یا بھائی، بھتیجے، بھانجے، اپنی عورتیں اور اپنی لونڈی غلام، خدمت گار یا وہ مرد جو عورتوں کے مطلب کے نہیں رہے یا نابالغ لڑکے جو ابھی عورتوں کی پردے کی باتوں سے واقف نہیں ہوئے ہیں اور ان عورتوں کے لیے

Marfat.com

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (نور)

یہ بھی ضروری ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے پاؤں کو زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں جس سے پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے اور ایمان والو! اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے غض بصر، حفاظت فروج، تزکیہ نفوس کا حکم تمام مردوں اور عورتوں کو دیا ہے۔ پہلے جملے میں غض بصر کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ہی دوسرے فقرے میں اس کی حکمت، حفاظت فروج اور تزکیہ نفس بتایا اور جس طرح مردوں کو نیچی نظر رکھنے کا حکم دیا۔ اسی طرح عورتوں کو بھی غض بصر کی علت غائی حفاظت و تزکیۂ نفس ہے۔ عفت و پاک دامنی کے خلاف کا نام فاحشہ ہے جس سے بچنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے قرآن مجید میں فرمایا

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک یہ بڑی برائی اور برا چلن ہے۔

اس آیت کریمہ میں قرب فاحشہ سے روکا گیا ہے اسی طرح اسباب زنا سے بھی روکا گیا ہے جیسا کہ غض بصر والی آیت میں فرمایا۔

اسلام میں زانیوں کی سزا بعض حالتوں میں سو کوڑے مارنا اور بعض حالتوں میں سنگسار کرنا ہے لیکن ان کو آخرت میں جو عذاب دیا جائیگا وہ اس سے بہت زیادہ سخت اور بہت زیادہ عبرت انگیز ہے ایک روحانی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے لوگوں کے اخروی عذاب کی صورتیں دکھائیں گئیں ان میں بدکاروں کے عذاب کی صورت ان کے فعل قبیح کے مشابہ یہ تھی کہ تنور کے مانند ایک سوراخ تھا جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ کشادہ تھا اور اس کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی اور اس میں بہت سے برہنہ مرد اور برہنہ عورتیں تھیں جب اس آگ کے شعلے بلند ہوتے تھے تو یہ معلوم ہوتا کہ یہ لوگ اس کے اندر سے نکل آئیں گے لیکن جب آگ بجھ جاتی تھی تو یہ لوگ پھر اس کے اندر چلے جاتے تھے (بخاری) یہ عالم برزخ کا عذاب تھا جو قیامت تک جاری رہے گا۔

اس کے برخلاف پاک باز و پاک دامن لوگوں کے فضائل بھی نہایت مؤثر انداز میں بیان کیے گئے ہیں ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جب کہ خدا کے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ میں لے لیگا جن میں ایک شخص وہ

Marfat.com

ہوگا جس کو ایک معزز اور شریف عورت نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (بخاری)

یہ تو وہ شرف ہے جو پاک بازوں کو قیامت میں حاصل ہوگا لیکن پاکبازی کی دنیاوی برکتیں بھی کچھ کم نہیں ایک حدیث میں آپ نے زمانہ قدیم میں تین آدمیوں کا قصہ بیان کیا ہے جو ایک ساتھ سفر کر رہے تھے کہ دفعتہً پانی برسنے لگا تینوں نے پانی سے بچنے کے لیے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ سوء اتفاق سے پہاڑ کے اوپر ایک پتھر ڈھلک آیا جس سے غار کا منہ بند ہو گیا اب نجات کی صورت اس کے سوا نہ تھی کہ اپنے اپنے اعمال صالحہ کے واسطے سے خدا سے دعا کریں چنانچہ ہر ایک نے اسی طرح دعا کی اور ان اعمال کی برکت سے پتھر رفتہ رفتہ ہٹ گیا۔ اس میں ایک آدمی کی دعا یہ تھی۔

خداوندا! میری ایک چچازاد بہن تھی جس سے میں بہت محبت رکھتا تھا میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا لیکن جب تک میں نے اسے سَو دینار نہ دے دیئے وہ راضی نہ ہوئی میں نے سَو دینار کما کر جمع کیے اور اس کو دے کر اپنی نفسانی خواہش پوری کرنی چاہی۔ لیکن اس نے کہا خدا سے ڈرو۔ میں فوراً رک گیا۔ خداوندا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے صرف تیری مرضی اور چاہت حاصل کرنے کے لیے یہ کام کیا ہے تو اس پتھر کو ہٹا دے چنانچہ وہ پتھر سرک گیا اور یہ آدمی اس سے نجات پا گیا (بخاری)

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو منکر اور فحش باتوں اور کاموں سے محفوظ رکھے اور عفت و پاکدامنی کے نور سے ہمارے قلوب منور فرمائے (آمین)

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۔ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

Marfat.com

# خطبہ ۵۱ صبر کی فضیلت کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَھْلِ الثَّنَآءِ ○ اَلْمُنْفَرِدِ بِرِدَآءِ الْکِبْرِیَآءِ ○ اَلْمُتَوَحِّدِ بِصِفَاتِ الْمَجْدِ وَالْعَلَآءِ ○ اَلْمُؤَیِّدِ صَفْوَۃَ الْاَوْلِیَآءِ ○ بِقُوَّۃِ الصَّبْرِ عَلَی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ ○ وَالشُّکْرِ عَلَی الْبَلَآءِ وَالنَّعْمَآءِ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ ○ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ سَادَۃِ الْاَصْفِیَآءِ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ قَادَۃِ الْبَرَرَۃِ وَالْاَتْقِیَآءِ ○ صَلٰوۃً مَحْرُوْسَۃً بِالدَّوَامِ عَنِ الْفَنَآءِ ○ وَمَصُوْنَۃً بِالتَّعَاقُبِ عَنِ التَّصَرُّمِ وَالْاِنْقِضَآءِ ○ اَمَّا بَعْدُ ○ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ○ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ○ (سورۂ بقرہ پ ۲ ع ۱۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"اے ایمان والو! صبر (ثابت قدمی) اور دعا سے قوت پکڑو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں (ثابت قدم رہنے والوں) کے ساتھ ہے اور جو خدا کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم کو خبر نہیں اور ہم تم کو کسی قدر خطرہ اور بھوک اور جان و مال اور پیداوار کے کچھ نقصان سے آزمائیں گے (یعنی ثابت قدم رہنے والوں کو) خوشخبری سنا دو جن کو جب کوئی مصیبت پیش آئے تو کہیں کہ ہم اللہ کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی شاباشیں اور مہربانیاں ہیں اور یہی لوگ ہیں ٹھیک راہ پر چلنے والے۔"

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صبر اور صبر کرنے والوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے صبر کے لغوی معنی روکنا اور سہارنے کے ہیں یعنی اپنے نفس کو اضطراب اور گھبراہٹ سے روکنا اور اس کو اپنی جگہ پر ثابت رکھنا اور یہی صبر کی معنوی حقیقت بھی ہے یعنی اس کے معنی بے اختیاری کی حالت میں خاموش رہ جانے اور انتقام نہ لے سکنے کی صورت میں مجبور ہو جانے کے نہیں، بلکہ پامردی دل کی مضبوطی، اخلاقی جرأت اور ثبات قدمی کے ہیں قرآن مجید میں صبر کے متعلق بہت سی آیتیں ہیں چند آیتیں لکھی جاتی ہیں ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| (۱) فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ (دھر) | اپنے پروردگار کے فیصلے پر ثابت قدمی سے منتظر رہو اور ان میں سے کسی گنہگار یا کافر کا کہا نہ مانیئے۔ |
| (۲) فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (ھود) | ثابت قدم رہ کر وقت کے منتظر رہیئے بے شبہ آخر کامیابی پرہیزگاروں ہی کی ہے۔ |
| (۳) فَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (یونس) | اور ثابت قدم رہ کر وقت کے منتظر رہیئے یہانتک کہ خدا فیصلہ کر دے وہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے |
| (۴) فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ (قلم) | اپنے رب کے فیصلے کا ثابت قدمی کے ساتھ انتظار کرو اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جاؤ۔ |
| فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ (احقاف) | آپ بھی اسی طرح پامردی کیجئے جس طرح پختہ ارادہ والے پیغمبروں نے کی ہے اور ان (مخالفوں) کے لیے جلدی نہ کیجئے۔ |

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام نبیوں کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور وہ اپنے اسی صبر سے اپنے مقصد تبلیغ میں کامیاب رہے کیونکہ دل کو بڑھانے والی، ہمت افزائی کرنے والی، خوش آیند انجام دکھانے والی اور طبیعت کو ڈھارس دینے والی چیز صبر ہے جس دل میں صبر پنہاں نہیں وہ صحیح معنوں میں انسان نہیں ہے آسمان ترقی پر پہنچانے والی چیز یہی صبر تھی ہے۔ صبر والوں کے لیے بڑے بڑے درجات ہیں بنی اسرائیل غلام اور محکوم تھے لیکن صبر اور استقلال ہی کی وجہ سے حاکم ہوئے قرآن مجید میں ان کے صبر کے متعلق فرمایا۔

| | |
|---|---|
| وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا | اور لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کی وراثت بخشی جس میں ہم نے برکت نازل کی ہے اور تیرے پروردگار |

Marfat.com

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ۔ (اعراف)

کی اچھی بات بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر و ثبات کے سبب سے پوری ہوئی اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے کاموں اور تعمیروں کو برباد کر دیا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ بنی اسرائیل جیسی کمزور قوم فرعون جیسی طاقت کے سامنے اس لیے سر بلند ہوئی کہ اس نے صبر اور ثابت قدمی سے کام لیا اور اس کے نتیجے کے طور پر اللہ تعالیٰ نے انکو شام کی بابرکت زمین کی حکومت عطا فرمائی چنانچہ اس کی تصریح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے موقع پر فرمائی ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (سورۃ آلم سجدہ)

اور بنی اسرائیل کے لوگوں میں سے ہم نے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے راہ دکھاتے تھے جب کہ انہوں نے صبر کیا اور ہمارے حکموں پر وہ یقین رکھتے تھے۔

آیت بالا نے بنی اسرائیل کی پیشوائی کے دو سبب بیان کیے ہیں ایک احکام الٰہی پر یقین اور دوسرے احکام کی بجا آوری میں صبر اور ثبات قدمی یہی دو باتیں دنیا کی ہر قوم کی ترقی کا سنگ بنیاد ہیں پہلے اپنے اصول کے صحیح ہونے کا بالشدت یقین اور پھر ان اصولوں کی تعمیل میں ہر قسم کی تکلیفوں اور مصیبتوں کو خوشی خوشی جھیل لینا اور خوشی خوشی جھیل لینا صبر کرنے والوں ہی کا کام ہے ہر ایک اس پر پورا نہیں اتر سکتا۔

دنیا میں غم و مسرت اور رنج و راحت جوڑا جوڑا ہیں ان دونوں موقعوں پر انسان کو ضبط نفس اور اپنے آپ پر قابو پانے کی ضرورت ہے یعنی نفس پر اتنا قابو ہو کہ مسرت اور خوشی کے نشہ میں اس میں فخر اور غرور پیدا نہ ہو اور غم و تکلیف میں وہ اداس اور بددل نہ ہو دل کے ان دونوں عیبوں کا علاج صبر و ثبات اور ضبط نفس ہے۔

انسانی فطرت کے رازدار کا کہنا ہے۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ۔ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ

اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے کسی مہربانی کا مزہ چکھائیں پھر اس سے اس کو کھینچ لیں تو وہ ناامید ہو جاتا ہے اور ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر کوئی مصیبت دینے کے بعد اس کو نعمت کا مزہ چکھائیں تو کہتا ہے کہ برائیاں دور ہو گئیں بے شک وہ شاد اں اور نازاں ہے لیکن وہ جنہوں نے صبر یعنی نفس پر

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (ھود) — قابو رکھا اور اچھے کام کیے یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے معافی اور بڑا انعام ہے۔

ان ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (زمر) — صبر کرنے والوں کو انکی مزدوری بے حساب ملے گی۔ (زمر)

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا (فرقان) — ان کو جنت کا بالاخانہ ملے گا صبر کے بدلے میں

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا وَّجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (دھر) — تو اللہ نے ان کو اس دن کی برائی سے بچایا اور ان کو تر و تازگی و شادمانی سے ملایا اور ان کے صبر کرنے (یعنی احکام الٰہی پر ٹھہرے رہنے) کے سبب باغ اور ریشمی لباس بدلہ میں دیا۔

## فتح و مشکلات کی چابی صبر و استقلال ہے

اسی لیے فرمایا۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ — صبر (یعنی محنت اٹھانے) اور دعا مانگنے سے قوت کرو۔

دنیا میں وہ کونسا درخت ہے جسے ہوا نہ لگی ہو وہ کونسا انسان ہے جو ہمیشہ خوش و خرم ہی رہا ہو مصیبت، تکلیف دکھ درد انسان کے لیے ہی ہے اس کی حالت کبھی یکساں نہیں رہتی آج کچھ ہے تو کل کچھ ہے تھوڑی مصیبت پر آپے سے باہر ہو جانا۔ صبر کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دینا انسانیت کے خلاف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ (بخاری) — یعنی صبر کی توفیق جسے دی جائے سمجھ لو کہ اس سے بہتر اور عمدہ نعمت کسی کو نہیں ملی۔

بعض آثار میں وارد ہے۔

اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ (طبرانی) — صبر آدھا ایمان ہے۔

صبر مومن کی شان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ — یعنی اسے اگر راحت اور خوشی ہوتی ہے تو وہ شکر خدا کر

Marfat.com

فَكَانَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ — کے اپنی نیکی بڑھاتا ہے اور اگر اسے کوئی رنج و غم پہنچا

فَكَانَ خَيْرٌ لَّهٗ — ہے تو وہ اس پر صبر کر کے اپنے درجے بڑھاتا ہے۔

پس ہر حال میں یہ نفع میں ہی رہتا ہے راحت میں بھی اور رنج میں بھی دونوں حالتوں میں خدا کو خوش رکھتا اور اس کی رضا حاصل کرتا۔ اور نیکیوں اور درجات میں بڑھتا رہتا ہے ؎

صبوری بہر حال اولی بود — کہ در ضمن آن چند معنی بود

صبوری ترا کامگاری دہد — ز رنج و بلا رستگاری دہد

جب بندہ صبر و شکر سے کام لے تو جہاں اس کی ایک طرف دلجمعی ہوتی ہے وہاں دوسری طرف خدا تعالیٰ سے وہ بہت بڑا انعام پاتا ہے چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ جب کسی مسلمان کا کوئی چھوٹا بچہ مر جاتا ہے تو اس کی روح کو قبض کرنے والے فرشتوں سے جناب باری جل جلالہ فرماتا ہے کہ تم نے میرے ایک بندے کے بچے کی روح قبض کر لی اس کے کلیجے کے ٹکڑے کو اس سے چھین لیا۔ بتلاؤ تو اس نے کیا کہا، فرشتے جواب دیتے ہیں خدایا اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور تیری تعریفوں میں لگا رہا۔ اس کی زبان سے تیری حمد ادا ہوئی اسی وقت اللہ عزوجل حکم دیتا ہے۔

اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَ سَمُّوْہُ — یعنی میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر

بَیْتَ الْحَمْدِ۔ — کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو مصیبت میں صبر کریں اور اللہ سے اجر حاصل کریں۔ سرور رسل صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے ایک صحابی کو ملول اور رنجیدہ خاطر بیٹھے ہوئے دیکھ کر وجہ دریافت فرماتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ میرے کلیجے کا ٹکڑا، میری آنکھوں کا نور، دل کا سرور ہٹ گیا میرا چھوٹا بچہ جس سے مجھے بہت ہی محبت تھی فوت ہو گیا تو آپ فرماتے ہیں اور کیا ہی پیاری بات فرماتے ہیں۔

اَمَا تُحِبُّ اَنْ تَاْتِیَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ اِلَّا وَجَدْتَہٗ یَنْتَظِرُکَ — یعنی کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم جنت کے کسی دروازے پر جاؤ اور تمہارا بچہ تمہیں تمہارے انتظار میں کھڑا ہو ملے۔

(احمد)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جن کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں اور ماں باپ ان پر صبر کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بہشت بریں میں جگہ دے گا لوگوں نے

Marfat.com

کہا حضور اگر صرف دو ہی مرے ہوں فرمایا پھر بھی پوچھا گیا اگر کسی کا ایک مرا ہو تو فرمایا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی آپ فرماتے ہیں

صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ يَلْقَى أَحَدُهُمْ أَبَاهُ فَيَأْخُذُ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهِ فَلَا يُفَارِقُهُ حَتَّى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (مسلم)

یہ چھوٹے بچے اپنے باپ کا دامن پکڑ لیں گے اور جب تک انہیں جنت میں نہ پہنچا دیں ان کا دامن نہ چھوڑیں گے (مسلم)

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَذْكُرُهَا وَإِنْ طَالَ عَهْدُهَا فَيُحْدِثُ لِذٰلِكَ اسْتِرْجَاعًا إِلَّا جَدَّدَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَأَعْطَاهُ مِثْلَ أَجْرِهَا يَوْمَ أُصِيبَ بِهَا (احمد)

جس مسلمان مرد و عورت کو کوئی تکلیف پہنچے پھر مدتوں بعد وہ اسے یاد آئے اور اس کے دل پر چوٹ لگے اور وہ اس پر انا للہ پڑھے تو جو اجر اسے مصیبت کے پہنچتے ہی حاصل ہوا تھا وہی اب بھی ملتا ہے گو کتنا ہی لمبا زمانہ گزر چکا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین،

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَالصِّدِّيقِينَ ○

# خطبہ شکر کی فضیلت کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَفَرِّدِ بِكَمَالِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ ○ الْمُتَقَدِّسِ فِي كَمَالِهِ عَنْ مُشَابَهَةِ الْمَخْلُوقَاتِ ○ الْعَالِي لِقُدْرَتِهِ وَقَهْرِهِ وَذَاتِهِ فَوْقَ جَمِيعِ الْمُكَوَّنَاتِ ○ الْمُحِيطِ عِلْمًا

Marfat.com

بِجَمِیْعِ الْکَائِنَاتِ ۰ اَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ حَمْدًا یَمْلَأُ الْاَرْضِیْنَ وَالسَّمٰوٰتِ ۰ وَاَشْکُرُہٗ عَلٰی سَوَابِغِ نِعَمِہِ الْمُتَوَاتِرَاتِ ۰ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِیْ رُبُوْبِیَّتِہٖ وَاِلٰھِیَّتِہٖ وَمَا لَہٗ مِنَ الْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ ۰ شَھَادَۃً مُّبَرَّأَۃً مِّنَ الشِّرْکِ وَالتَّوَھُّمَاتِ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سَیِّدُ السَّادَاتِ ۰ وَالْھَادِیْ اِلٰی طُرُقِ الْخَیْرَاتِ ۰ وَالْمُحَذِّرُ مِنْ طُرُقِ الضَّلَالَاتِ ۰

اَمَّا بَعْدُ ۰ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۰ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (سورۂ ابراھیم)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اگر تم شکر گزاری کروگے تو ہم تمہیں زیادہ دیں گے اور اگر ناشکری کروگے تو سزا کے مستحق ہوگے"

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا (دھر) ہم نے ان کو سیدھا راستہ بتایا (اب وہ) یا تو شکر گزاری کرے یا ناشکر گزار بن جائے

لغت میں شکر کے اصل معنی ہیں کہ جانور میں تھوڑے سے چارہ ملنے پر بھی تر و تازگی پوری ہو اور دودھ زیادہ دے اس سے انسانوں کے محاورہ میں یہ معنی پیدا ہوئے کہ کوئی کسی کا تھوڑا سا بھی کام کر دے تو دوسرا اس کی پوری قدر کرے یہ قدر شناسی تین طریقوں سے ہو سکتی ہے، دل سے، زبان سے، اور ہاتھ پاؤں سے۔ یعنی دل سے اس کی قدر شناسی کا جذبہ ہو، زبان سے اس کے کاموں کا اقرار ہو اور اس کے ہاتھ پاؤں سے ان کاموں کے جوابات ہیں ایسے افعال صادر ہوں جو کام کرنے والے کی بڑائی کو ظاہر کریں کسی شاعر نے ان تینوں کو اس شعر میں جمع کر دیا ہے۔

افادتکم النعماء منی ثلاثۃ     یدی ولسانی والضمیر المحجبا

یعنی تمہاری نعمتوں کا شکر میں نے اپنے ہاتھ، زبان اور دل کی گہرائیوں سے ادا کیا۔

خدا کی نعمتوں کی ناقدری کرنا اور ان نعمتوں پر پردہ ڈالنا اور زبان و دل سے اس کا اقرار اور اپنے عمل سے اس کا اظہار نہ کرنا کفران نعمت ہے یہ شکر اور کفران نعمت دونوں کا تقابل ہے اسی لیے قرآن مجید میں ان دونوں کو ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے

Marfat.com

معلوم ہوا۔ ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میں نے دوزخ کو دیکھا جس میں زیادہ تر کافر عورتیں نظر آئیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ عورتیں اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اپنے خاوندوں کا کفر یعنی ان کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں اگر ساری عمر ان کے ساتھ احسان کرو اور پھر کوئی تکلیف انہیں پہنچ جائے تو کہتی ہیں کہ زندگی بھر کبھی آرام نہیں ملا (بخاری)

اور کبھی شکر کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ذرا ذرا سے کاموں کی پوری پوری قدر کرتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا

اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو خدا تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تعالیٰ تو قدر پہچاننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔ (نساء)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے صرف دو باتیں چاہتا ہے شکر اور ایمان۔ ایمان کی حقیقت تو معلوم ہے اب رہا شکر، تو شکر شریعت کی ہر چیز پر حاوی ہے ساری عبادتیں شکر گزاری کے لیے ہی ہیں۔ بندوں کے ساتھ حسن سلوک اور نیک برتاؤ کی حقیقت بھی شکر ہی ہے دولت مند اگر اپنی دولت کا کچھ حصہ خدا کی راہ میں دیتا ہے تو یہ دولت کا شکر ہے صاحب علم اپنے علم سے بندگان خدا کو فائدہ پہنچاتا ہے تو یہ علم کی نعمت کا شکر ہے طاقتور کمزوروں کی امداد اور اعانت کرتا ہے تو یہ بھی طاقت و قوت کی نعمت کا شکریہ ہے۔

اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہے اور اس کی بے شمار نعمتیں اپنی مخلوقات پر ہیں جنہیں شمار بھی نہیں کیا جا سکتا ان نعمتوں کی شکر گزاری فرض ہے جس کے لیے لفظ حمد اور لفظ شکر سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے الحمد للہ ساری تعریفیں اللہ ہی کے لیئے ہیں۔ حمد ربانی تعریف کو کہتے ہیں خواہ جس کی حمد کی جاتی ہو وہ اس کی لازم صفتوں پر ہو یا متعدی صفتوں پر ہو اور شکر صرف متعدی صفتوں پر ہوتا ہے اور وہ دل و زبان اور جملہ ارکان سے ہوتا ہے اس میں اختلاف ہے کہ حمد کا لفظ عام ہے یا شکر کا، اور صحیح بات یہ ہے کہ اس میں عموم و خصوص ہے حمد کا لفظ شکر کے لفظ سے عام ہے اس لیے کہ وہ لازم اور متعدی دونوں اوصاف پر آتا ہے لیکن اس حیثیت سے کہ وہ صرف زبان ہی سے ادا ہو سکتا ہے یہ لفظ خاص ہے اور شکر کا لفظ خاص ہے کیونکہ وہ قول و فعل اور نیت پر بولا جاتا ہے اور صرف متعدی صفتوں پر بولے

Marfat.com

جانے کے اعتبار سے شکر کا لفظ عام ہے۔

ہر نعمت کے بدلے میں شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں نعمتوں کو بیان کرنے کے بعد شکر ادا کرنے کا مطالبہ ہے جیسا کہ فرمایا۔

۱۔ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا ○ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ○ (فرقان)

بڑی برکت اس کی ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور اجالا کرنے والا چاند رکھا اور اسی نے رات اور دن بنایا کہ ایک کے بعد ایک آتا ہے اس کے واسطے جو دھیان رکھے یا شکر ادا کرنا چاہے،

۲۔ ذَٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ○ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ○ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ○ (سورہ سجدہ)

وہ ذات پاک جو حاضر و غائب کا جاننے والا نہایت غلبہ والا۔ بہت ہی رحم والا ہے۔ جس نے جو چیز بنائی، بہت خوب بنائی اور انسان کی پیدائش ایک گارے سے شروع کی پھر اس کی اولاد کو بے قدر سے نچڑے ہوئے پانی سے بنایا پھر اس کو درست کیا اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونکا اور تمہارے کان، آنکھ، اور دل بنادیے تم کم شکر کرتے ہو۔

۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ (بقرہ)

اے ایمان والو! ہم نے جو تم کو روزی دی پاک چیزوں میں سے، اسے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔

۴۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (النحل)

تو اللہ نے جو تم کو حلال اور پاک چیزیں دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔

یہ مالی نعمت کا شکریہ ہے کہ اس کے حکم کے مطابق مال خرچ کیا جائے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ کسی محسن نے جس قسم کا احسان ہمارے ساتھ کیا ہو ہم اسی قسم کا احسان اس کے ساتھ کریں اور فرمایا

۱۔ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (نحل)

اور اس نے سمندر کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اس سے تازہ گوشت (مچھلی) کھاؤ اور اس سے آرائش کی چیز نکالو جس کو تم پہنتے ہو (یعنی موتی) اور تم جہازوں کو دیکھتے ہو کہ وہ اس میں پانی کو پھاڑتے رہتے ہیں اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا فضل (رزق) ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر کرو۔

Marfat.com

(۶) كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (حج)

اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔

(۷) وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (قصص)

اور اس کی رحمت سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیئے رات اور دن بنائے تاکہ تم رات کو آرام کرو اور (دن کو) اس کے فضل وکرم تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔

(۸) اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (یونس)

اللہ نے انسانوں پر بڑے بڑے فضل کیے ہیں لیکن ان میں سے بہت کم شکر کرتے ہیں۔

(۹) وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (اعراف)

اور ہم نے تم کو زمین میں قوت بخشی اور اس میں تمہارے لیے بسر اوقات کے بہت سے ذریعے بناتے تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

غرض اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی شکر گزاری چاہتا ہے اور اس سے خوش ہو کر زیادہ بخشش اور انعام کا دریا بہاتا ہے جیسا کہ اس نے خود ہی فرمایا۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ

اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میری پکڑ سخت ہے

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک سائل گزرا۔ آپ نے اسے ایک کھجور دی وہ بہت بگڑا اور کھجور نہ لی پھر دوسرا سائل گزرا آپ نے اسے بھی یہی کھجور دی اس نے بخوشی لے لی اور کہنے لگا کہ اللہ کے رسول کا عطیہ ہے آپ نے اسے بیس درہم دینے کا حکم فرمایا اور روایت میں ہے کہ آپ نے لونڈی سے فرمایا اسے لے جاؤ اور حضرت ام سلمہؓ کے پاس چالیس درہم ہیں وہ اسے دلوا دو (تفسیر ابن کثیر) دوسرے سائل کو اس کی شکرگزاری پر آپ نے زیادہ عطا فرمایا۔ ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناشکروں سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے یہی ان کے لیئے عذاب شدید ہے قوم سبا ایک مشہور قوم گزری ہے جس کا بیان قرآن مجید میں آیا ہے۔ اللہ کی بے شمار نعمتیں انہیں ملی ہوئی تھیں بہت عیش و آرام یہ قوم اپنی زندگی گزارتی رہی۔

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ ملک یمن میں سبا کی قوم بڑی خوشحال و آباد تھی زمین نہایت سرسبز پھل پھول بکثرت میلوں تک میووں کے باغ، باغوں میں نہر

Marfat.com

ملے پھل لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ جنت کی کیفیت، سال در سال پر موقوف نہ ہوتی، میووں کی وہ کثرت کہ جس کا جی چاہے ٹوکرے بھر بھر کے مفت لے جائے، کسی کی روک تھی نہ ٹوک، جتنا چاہو کھا لو، جتنا چاہو لے جاؤ، پھل اس کثرت سے گرتے تھے کہ مسافر نے اپنے سر پر ٹوکرا رکھا ہو پچاس قدم باغ میں راستہ چلا سارا ٹوکرا میووں سے بھر گیا، نہ ہاتھ سے توڑنے کی ضرورت نہ زمین پر گرے پڑے پھل اٹھانے کی حاجت۔ یہ حکم تھا کہ اس کا شکریہ ادا کرتے رہنا، انسان ہمیشہ نافرمان رہا ہے۔ شکر کی جگہ ناشکری، ایمان کی جگہ کفر کرنا شروع کیا، ہر چند وعظ و نصیحت کی گئی کب ملتے تھے آخر پانی کی ایک رَو ایسی زبردست آئی کہ سارے باغ جڑ سے اکھڑ گئے کہیں پتہ نہ لگا وہ باغ اب تو خواب و خیال ہو گئے جب پانی کی رو خشک ہو گئی تو باغوں کی جگہ اندرائن کے پھل اور جھاڑ کے درخت اور جنگلی جھاڑی کے بیر پیدا ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان کے واقعہ کو یوں بیان فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا

قوم سبا کے لیے اپنی بستیوں میں خدا کی قدرت کی نشانیاں تھیں ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھا کر اس کا شکر ادا کرو۔ عمدہ شہر اور بخشنے والا رب لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر تیز بہاؤ کے پانی کا نالا بھیج دیا اور ہم نے ان کے ان ہرے بھرے باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جو بد مزہ میووں والے اور بکثرت جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے یہ ہم نے انہیں ان کی ناشکری کے بدلے میں دیا ہم ایسی سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں کو ہی دیتے ہیں ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دے رکھی تھی چند بستیاں اور رکھی تھی جو برسر راہ ظاہر تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں ہم نے مقرر کر دی تھیں۔ ان میں راتوں اور دنوں کو با امن و امان چلتے پھرتے رہو۔ لیکن انہوں نے پھر درخواست کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے سفر دور دراز کے کر دے چونکہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں

Marfat.com

وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ (سورۃ سبا)

اپنا برا کیا اس لیے ہم نے انہیں گزشتہ فسانوں کی صورت میں کر دیا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے ہر ایک صبر و شکر کرنے والے کے لیے اس ماجرے میں بہت سی عبرتیں ہیں۔

باوجود میٹھے اور ٹھنڈے پانی کی ریل پیل، پھلوں اور کھیتوں کی بے شمار روزی کے سیل عرم کی یہ حالت ہوگئی کہ ایک ایک لقمے اور ایک ایک بوند پانی کو ترس گئے، یہ پکڑ یہ عذاب یہ تنگی اور یہ سزا جو انہیں پہنچی اس سے ہر صابر و شاکر عبرت حاصل کر سکتا ہے کہ خدا کی نافرمانیاں کس طرح انسان کو گھیر لیتی ہیں عافیت کو ہٹا کر آفت لانے کا باعث بنتی ہیں مصیبتوں پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرنے والے اس میں دلائل قدرت پائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے لیے تعجب خیز فیصلہ کیا ہے کہ اگر اسے راحت ملے اور شکر کرے تو اجر پائے اور اگر اسے مصیبت پہنچے اور صبر کرے تو اجر پائے

غرض مومن کو ہر حالت میں اجر و ثواب ملتا ہے اس کا ہر کام نیک ہے یہاں تک کہ محبت کے ساتھ جو لقمہ اٹھا کر یہ اپنی بیوی کے منہ میں دے اس پر بھی اسے ثواب ملتا ہے (مسند احمد) صحیحین کی روایت میں ہے آپ فرماتے ہیں تعجب ہے کہ مومن کے لیے خدائے تعالیٰ کا فیصلہ بھلائی کے لیے ہی ہوتا ہے۔ اگر اسے راحت پہنچتی ہے تو شکر کر کے بھلائی کو حاصل کرتا ہے اور اگر برائی اور غم پہنچتا ہے تو یہ صبر کرتا ہے اور نیک بدلہ حاصل کرتا ہے یہ نعمت تو صرف مومن کو ہی حاصل ہے کہ جس کی ہر حالت بہتری اور بھلائی والی ہے حضرت مطرفؒ فرماتے ہیں کہ مومن صبر و شکر کرنے والا بندہ کتنا ہی اچھا ہے کہ جب اسے نعمت ملے تو شکر کرے اور جب زحمت ملے تو صبر کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو صبر و شکر سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ

# خطبہ صلح کی اہمیت و فضیلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (حجرات)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو ان میں ملاپ کرادیا کرو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو تم سب اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے اگر لوٹ آئے تو انصاف کے ساتھ دونوں میں صلح کرادو اور عدل کرتے رہا کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یاد رکھو، مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں لڑنے لگیں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان میں صلح کرادیں کیونکہ وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں اور بھائی چارگی کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو لڑائی جھگڑے سے بچایا جائے کیونکہ اگر ایک مسلمان کو تکلیف پہنچی تو اپنے کو تکلیف پہنچی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارے مسلمان محبت و رحمدلی اور میل جول میں ایک جسم کی طرح ہیں جب کسی عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف سے تڑپ اٹھتا ہے لہٰذا صلح اور ملاپ یہ ہمدردی اور اخوت کا بہترین ذریعہ ہے۔

Marfat.com

**میاں بیوی میں نا اتفاقی کی صورت میں صلح کرا دینا بہتر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا**

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْھَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ (سورہ نساء)

اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دماغی اور بے پروائی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کریں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں صلح بہت بہتر چیز ہے طمع ہر ہر نفس میں حاضر کر دی گئی ہے اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے تم میں سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں اس طرح عدل کرو گو تم اس کی کتنی ہی آرزو کرو پس بالکل ایک ہی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھر لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو اور اگر تم اصلاح کرو اور احتیاط کرو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت و رحم والا ہے اور اگر میاں بیوی جدا جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اللہ تعالیٰ وسعت اور حکمت والا ہے۔

لوگوں میں اصلاح کرانے والوں کے بڑے بڑے درجے ہیں دنیا میں اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں لوگ مصلح کو اپنا بڑا اور حَکَم یا پنچ سمجھتے ہیں اور اس کی آؤ بھگت اور عزت و تعظیم کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ اس کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا جیسا کہ فرمایا

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (نساء)

ان کے اکثر مصلحتی مشورے بے خیر ہیں ہاں بھلائی اس شخص کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے یقیناً ہم بہت ہی بڑا ثواب عطا کریں گے۔

وصیت میں ردو بدل جائز نہیں ہے لیکن خلاف شرع وصیت کو بدل کر شریعت کے مطابق کر کے اصلاح کرنا درست ہے اور اس طرح کی اصلاح میں ثواب ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَھُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

جو شخص وصیت کرنے والے کے ایک طرف مائل ہو جانے یا گناہ کی وصیت کر دینے سے ڈرے اور اس میں اصلاح

Marfat.com

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (بقرہ) کرا دے تو اس پر گناہ نہیں ہے یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اور صلح کرادینے کا ثواب نماز روزہ سے بھی زیادہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کا درجہ نماز روزہ۔ اور صدقہ خیرات کرنے سے بھی زیادہ ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا حضور ضرور ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا۔

اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ (ابوداؤد) آپس میں صلح اور ملاپ کرادینا

اور آپس کی نااتفاقی اور پھوٹ دین و ایمان کو مونڈنے والی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جگہ فرمایا انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں روزانہ جوڑ کی طرف سے صدقہ کرنا ضروری ہے۔

یَعْدِلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ صَدَقَۃٌ (بخاری) دو آدمیوں کے درمیان انصاف اور صلح کرادینے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

اور فرمایا۔

اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ (طبرانی) لوگوں میں صلح کرادینا سب سے بڑا صدقہ ہے۔

اور فرمایا۔

تُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ فَاِنَّہَا صَدَقَۃٌ یُحِبُّ اللّٰہُ مَوْضِعَہَا (طبرانی، ترغیب) لوگوں میں صلح کرا دینا ایسا صدقہ ہے جو خدا کو پسند ہے (طبرانی، ترغیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَصْلَحَ بَیْنَ النَّاسِ اَصْلَحَ اللّٰہُ اَمْرَہٗ وَاَعْطَاہُ بِکُلِّ کَلِمَۃٍ تَکَلَّمَ بِہَا عِتْقَ رَقَبَۃٍ وَرَجَعَ مَغْفُوْرًا لَّہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ (ترغیب) جو لوگوں میں صلح کرادے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام سنوار دے گا اور ہر کلمہ کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اس کو عطا فرمائے گا اور اس کے اگلے گناہوں کو بخش دے گا۔

مذکورہ بالا حدیثوں اور آیتوں سے صلح کی اہمیت و فضیلت ثابت ہوگئی اور یہ صلح مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ دوسری قوموں سے بھی بوقت ضرورت صلح کرنے کرانے کا حکم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین اور یہود و نصاریٰ سے صلح کی تھی قرآن مجید میں ہے

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَہَا (سورۂ توبہ) اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی صلح کے بازو کو پھیلا دیجئے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو صلح صفائی سے رہنے کی توفیق بخشے آمین۔
اَقُولُ قَوْلِی ھٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِی وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ ہ

# خطبہ ۸۰ مشورہ کی اہمیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ ہ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ہ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَھُمُ الْبَغْیُ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ (سورۃ شوریٰ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ زندگانی دنیا کا کچھ یوں ہی سا اسباب ہے اور خدا کے پاس جو ہے، وہ اس سے درجہا بہتر اور پائدار ہے اور ان کے لیے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور کبیرہ گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور غصے کے وقت معاف کر دیا کرتے ہیں اور اپنے رب کے فرمان کو قبول کرتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ان کے ہر کام،

Marfat.com

آپس کے مشورہ سے طے ہوتا ہے اور جو ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے ہمارے نام پر دیتے رہتے ہیں اور جب ان کے اوپر ظلم و زیادتی ہو تو وہ صرف بدلہ لے لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مومن کی ایک شان بتائی ہے کہ دنیا کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر نہیں ہے حکم اس کو جمع کر کے کسی کو بھولنا نہیں چاہیے کیونکہ یہ فانی چیز ہے بلکہ آخرت کی طرف لے رغبت کرنی چاہیے نیک استعمال کر کے ثواب جمع کرنا چاہیے جو سرمدی اور باقی چیز ہے پس فانی کو باقی پر اور رکمی کو زیادتی پر ترجیح دینا عقل مندی نہیں ہے اب اس ثواب کو حاصل کرنے کے طریقے بتائے جاتے ہیں کہ ایمان مضبوط ہو کہ دنیاوی لذتوں کے ترک پر صبر ہو سکے۔ خدا پر کامل بھروسہ ہو تاکہ صبر پر اس کی امداد ملے اور احکام کی بجا آوری اور نافرمانیوں سے اجتناب آسان ہو جائے۔ کبیرہ گناہوں اور فحش کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ غصہ پر قابو چاہیے کہ عین غصہ اور غضب کی حالت میں بھی خوش خلقی اور درگزر کرنے کی عادت نہ چھوٹے اور صفت یہ ہے کہ یہ خدا کا کہا کرتے ہیں اور رسول کی اتباع کرتے ہیں جس سے وہ رد کے رک جاتے ہیں۔ نماز کے پابند ہونے میں جو سب سے اعلیٰ عبادت ہے بڑے بڑے امور میں بغیر آپس کی مشاورت کے ہاتھ نہیں لگاتے۔

جب کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے انجام کو خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لو کہ اس کا کرنا مناسب ہے یا نہیں اور کچھ سمجھداروں اور عقل مندوں اور اپنے خاص ہمدردوں اور بہی خواہوں سے اس کے بارے میں رائے دریافت کر لو کہ ہم فلاں کام کرنا چاہتے ہیں کریں یا نہ کریں اس لیے دریافت کرنے کو مشورہ کہتے ہیں اور مشورہ سے اس کام کی مضبوطی اور پختگی معلوم ہو جائے اور اس کی پوری حقیقت منکشف ہو جائے گی کیونکہ مشورہ سے سب کی رائیں جمع ہو جائیں گی چونکہ ایک شخص کی رائے ایک کچے دھاگے کی طرح ہے اور دوسرے شخص کی رائے دوسرے دھاگے کی طرح ہے اسی طرح جب بہت سے دھاگوں کو اکٹھا جمع کر کے ایک رسی بنائی جائے تو ایک مضبوط رسی تیار ہو جائے گی یہی حال مشورہ کا ہے۔

مشورہ سے کام کرنے والا آدمی نقصان نہیں اٹھائے گا۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمُشَاوَرَةُ حِصْنٌ مِنَ النَّدَمِ وَاَمَانٌ مِنَ الْمَلَامَةِ (المدخل لابن الحاج جلد ۴ ص۴۲)

مشورہ کرنا ندامت سے محفوظ رہنے کا ایک قلعہ ہے اور دوسروں کی ملامت سے بچنے کی ایک امان گاہ ہے۔

آپ کا ایک حکیمانہ ارشاد ہے۔

مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ (المدخل)

وہ آدمی ناکام نہیں ہوا جس نے استخارہ کیا۔ اور اس شخص کو شرمندگی نہیں اٹھانی پڑی جس نے مشورہ سے کام لیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہ تعلیم دی

إِسْتَعِينُوا عَلَىٰ أُمُورِكُمْ بِالْمُشَاوَرَةِ (المدخل)

اپنے کاموں میں باہمی مشورہ سے مدد حاصل کرو۔

امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ حزم یعنی احتیاط اور مضبوطی کار کسے کہتے ہیں آپ نے جواب دیا

أَنْ تُشَاوِرَ ذَا رَأْيٍ ثُمَّ تُطِيعَهُ (بیہقی جلد ۱ ص۱۱۳)

یہ کہ تم صاحب رائے سے مشورہ کرو اور اس کے مشورہ کی پابندی کرو۔

مشورہ کی تاکید کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رَأْسُ الْعَقْلِ بَعْدَ الْإِيمَانِ التَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ وَمَا يَسْتَغْنِي رَجُلٌ عَنْ مَشُورَةٍ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص۱۰۹)

ایمان کے بعد سب سے بڑی عقل مندی ہی لوگوں سے محبت ہے اور آدمی مشورہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

ایک اور موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کو اپنے لیئے اچھے مشیر چننے کی ترغیب۔ اور اس کے نتائج کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا۔

مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ جب کوئی نبی بھیجتا ہے یا کسی کو خلیفہ بناتا ہے تو اس کے دو قسم کے راز دار ہوتے ہیں کچھ اسے بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اس پر آمادہ کرتے ہیں اور کچھ برائی کا حکم دینے والے اور اس پر اکسانے والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اپنے فضل و کرم سے) جن کو ان برے مشیروں سے محفوظ فرمائے اس کو محفوظ سمجھنا چاہیے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ (آل عمران)

اے نبی! پس انہیں معاف کیجئے اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کیجئے اور ان سے معاملات میں مشورہ کرتے رہیے اور جب آپ (مشورہ کے بعد کسی کام کا عزم کر لیں تو خدا پر توکل فرمایئے (اور اقدام کیجئے)

اسی لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اپنے کاموں میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے جیسے کہ بدر والے دن قافلے کی طرف بڑھنے کے لیے ان سے مشورہ لیا اور صحابہؓ نے کہا اگر آپ ہمیں سمندر کے کنارے پر کھڑا کر کے فرمائیں گے کہ اس میں کود پڑو اور اس پار نکلو تو بھی ہم سرتابی نہیں کریں گے۔ اور اگر آپ ہمیں برک الغماد تک لے جانا چاہیں تو بھی ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم وہ نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے صحابیوں کی طرح کہہ دیں کہ تو اور تیرا رب لڑ لے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں صفیں باندھ کر جم کر دشمنوں کا مقابلہ کریں گے (بخاری شریف)

اسی طرح آپ نے اس بات کا بھی مشورہ لیا ہے کہ منزل کہاں ہو اور منذر بن عمرؓو نے مشورہ دیا کہ ان لوگوں سے آگے بڑھ کر ان کے سامنے ہو۔ اسی طرح اُحد کے موقع پر بھی آپ نے شوریٰ کیا کہ آیا مدینہ میں رہ کر لڑیں یا باہر نکلیں؟ اور جمہور کی رائے یہی ہوئی کہ باہر میدان میں جا کر لڑنا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے یہی کیا اور آپ نے جنگ احزاب کے موقع پر بھی اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ مدینہ کے پھلوں کی پیداوار کا تہائی حصہ دینے کا وعدہ کر کے مخالفین سے مصالحت کر لی جائے تو حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما نے اس کا انکار کیا تو آپ نے ان کا اس مشورہ کو قبول کر لیا اور مصالحت چھوڑ دی اسی طرح آپ نے حدیبیہ والے دن اس امر کا مشورہ کیا کہ آیا مشرکین کے گھروں پر دھاوا بول دیں تو حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے۔ ہمارا ارادہ صرف عمرہ کا ہے چنانچہ اسے بھی آپ نے منظور فرما لیا۔ اسی طرح جب منافقین نے آپ کی بیوی صاحبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی تو آپ نے فرمایا اے مسلمانو! مجھے مشورہ دو کہ میں ان لوگوں کا کیا کروں جو میرے گھر والوں کو بدنام کر رہے ہیں خدا کی قسم میرے علم میں تو میرے گھر والوں میں کوئی برائی نہیں اور جس شخص کے ساتھ تہمت لگا رہے ہیں، واللہ میرے نزدیک تو وہ بھی بھلائی والا ہی ہے اور آپ نے حضرت عائشہؓ کی جدائی کے لیے حضرت علیؓ اور حضرت اسامہؓ سے مشورہ فرمایا (بخاری شریف)

غرض لڑائی کے کاموں میں بھی اور دیگر کاموں میں بھی صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ آپ کو مشورہ کا حکم آپ کو بطور وجوب کے تھا یا اختیاری امر تھا۔ تاکہ لوگوں کے دل خوش رہیں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ سے مشورہ کرنے کا حکم ہے (حاکم) یہ دونوں آپ کے حواری اور وزیر تھے اور مسلمانوں

Marfat.com

کے باب میں (کلبی)

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بزرگوں سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کی کسی امر میں ایک رائے ہوجائے تو میں تمہارا خلاف کبھی نہ کروں گا۔ حضور سے سوال ہوتا ہے کہ عزم کے کیا معنی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا جب عقل مند لوگوں سے مشورہ ہوجائے تو پھر ان کی مان لینا۔ ابن ماجہ میں آپ کا یہ فرمان بھی ہے کہ جس سے مشورہ کیا جائے وہ امین ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ میں بھی یہ روایت ہے، اور روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے مشورہ لے تو اسے چاہیئے کہ بھلی بات کا مشورہ دے (ابن ماجہ) پھر فرمایا جب تم کسی کام کا مشورہ کر چکو پھر اس کے کرنے کا پختہ ارادہ ہوجائے تو اب خدا کے اوپر بھروسہ کرلو۔ اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلْاِسْتِشَارَةُ عَيْنُ الْهِدَايَةِ وَقَدْ خَطَرَ مَنِ اسْتَغْنٰى بِرَأْيِهٖ

باہمی مشورہ سے کام کرنا ہی اصل ہدایت ہے وہ شخص خطرات میں گھر گیا جس نے اپنی رائے کے ساتھ انفرادیت اختیار کی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ارشاد ہے۔ ایک دوسرے سے مشورہ کرنا اور آپس میں مدد کرنا خیر و برکت کی کلید اور رحمت کے دروازے ہیں کیونکہ ان دونوں کے اختیار کرلے کے بعد کسی رائے کے بھٹک جانے اور حزم و احتیاط کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ نہیں ہے۔ (المدخل)

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهِ مَا تَشَاوَرَ قَوْمٌ قَطُّ إِلَّا هُدُوْا لِأَفْضَلِ مَا بِحَضْرَتِهِمْ (ادب المفرد)

خدا کی قسم جب کوئی قوم آپس میں مشورہ کرتی ہے تو پیش آئندہ مسائل میں راہ صواب پالیتی ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی اس آیت۔

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

جب تم کسی بات کا فیصلہ کرلو تو خدا پر اعتماد کرکے آگے بڑھو

کا مطلب دریافت کیا گیا کہ کیا یہ عزم امیر اپنی صواب دید کے مطابق کرے گا یا اہل الرائے کے مشورے کے مطابق؟ آپ نے جواب دیا۔

اِسْتِشَارَةُ أَهْلِ الرَّأْيِ ثُمَّ اتِّبَاعُهُمْ

یعنی اہل الرائے سے مشورہ کیا جائے مشورہ کے بعد حقیقی دین کی ضرورت نہیں بلکہ کار ساز حقیقی پر تکیہ کیا جائے اور مشورہ کے مطابق عمل کیا جائے۔ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ ابن مردویہ)

Marfat.com

مطابق عمل کیا جائے (تفسیر ابن کثیر بحوالہ ابن مردویہ) حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ عَرَضَ لِيْ أَمْرٌ لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ قَضَاءٌ فِيْ أَمْرِهٖ وَلَا سُنَّةٌ كَيْفَ تَأْمُرُنِيْ قَالَ تَجْعَلُوْنَهٗ شُوْرٰى بَيْنَ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعَابِدِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَقْضِ بِرَأْيِكَ خَاصَّةً۔

میں نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ اگر میرے روبرو کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس کے بارے میں نہ تو کوئی فیصلہ نازل ہوا ہو اور نہ ہی کوئی سنت موجود ہو ایسی صورت میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا تم لوگ اس معاملہ کو دین کی سمجھ رکھنے والے خدا ترس مومنوں کے مشورہ کے حوالے کر دو اور تم اپنی رائے سے فیصلہ مت کرو۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان مسائل کے حل کا طریقہ دریافت کیا گیا جن میں کتاب و سنت کوئی واضح رہنمائی نہ دیتے ہوں آپ نے جواب دیا۔

يَنْظُرُوْا فِيْهِ الْعَابِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (دارمی) ، عبادت گزار اور تقویٰ شعار اہل ایمان اس پر غور کریں۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔

ولیکن الابرار بعد التشاور والمفقة بعد طول التناظر (عیون الاخبار)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قاضی شریح سے فرماتے ہیں۔

إِقْضِ بِمَا اسْتَبَانَ لَكَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ كُلَّ كِتَابِ اللّٰهِ فَاقْضِ بِمَا اسْتَبَانَ لَكَ مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْضِ بِمَا اسْتَبَانَ لَكَ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمُهْتَدِيْنَ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ كُلَّ مَا قَضَتْ بِهٖ أَئِمَّةُ الْمُهْتَدِيْنَ فَاجْتَهِدْ رَأْيَكَ وَاسْتَشِرْ أَهْلَ الْعِلْمِ وَالصَّلَاحِ (کنز العمال، جلد ۳ ص ۱۷۴)

اللہ کی کتاب سے جو تمہیں رہنمائی حاصل ہو اس کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر تمہیں پوری کتاب اللہ کا علم نہیں ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلہ کرو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے بھی آگاہی نہ ہو تو ہدایت یافتہ ائمہ کے طریقہ کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر تمہیں ائمہ مہتدین کے فیصلوں کا علم نہیں ہے تو اجتہاد کرو اور اہل علم و اصحاب صلاحیت سے مشورہ کرو"

اس سلسلہ میں قاضی دمشق اور حضرت عمرؓ کی ایک گفتگو نقل کرنا بھی بے حد مفید ہے۔

حضرت عمرؓ :۔ فیصلہ کس طرح کرتے ہو؟

قاضی دمشق :۔ کتاب اللہ کے مطابق۔

حضرت عمرؓ :۔ اگر کسی مسئلہ کا حل کتاب اللہ میں نہ ملے تو کیا کرتے ہو؟

قاضی دمشق:۔ سنت رسول اللہ کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہوں۔
حضرت عمرؓ:۔ اگر نبیؐ کی سنت میں بھی رہنمائی نہ ملے تو کیا کرتے ہو؟
قاضی دمشق:۔ اجتہاد کرتا ہوں اور اپنے ہمنشینوں سے مشورہ کرتا ہوں۔
حضرت عمرؓ:۔ بہت خوب! (کنز العمال جلد ۳ ص ۱۷۴)

مسلم بن مخلدؒ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے کہا کہ ہمیں محکمہ قضاء کے لیے مجبور کیا گیا ہے بتائیے کن بنیادوں پر فیصلہ کیا جائے حضرت زید بن ثابتؓ نے جواب دیا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر کتاب اللہ میں حل نہ ملے تو سنت کی طرف رجوع کرو۔ اگر سنت میں بھی جواب نہ ملے تو اہل الرائے حضرات کو بلاؤ اور ان سے مشورہ کر کے فیصلہ کرو (السنن الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۲۵)

مشہور تابعی حضرت عروہؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے دریافت کیا کہ فیصلہ کیسے کیا جائے؟ جواب دیا۔

اِنَّ رَأْسَ الْقَضَآءِ اِتِّبَاعُ مَا فِيْ كِتَابِ اللهِ ثُمَّ الْقَضَآءُ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بِحُكْمِ اَئِمَّةِ الْهُدٰى ثُمَّ اِسْتِشَارَةُ ذَوِي الْعِلْمِ وَالرَّاْيِ (مختصر جامع بیان العلم وفضلہ ص ۱۰)

قضا کا بہترین طریقہ کتاب اللہ کی اتباع پھر سنت رسول کے مطابق فیصلہ کرنا، پھر ائمہ ہدیٰ کی نظائر کے مطابق فیصلہ کرنا ہے اگر یہاں بھی مسئلہ حل نہ ہو تو اصحاب علم و رائے سے مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کرنا چاہیے

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تمام علاقوں میں یہ حکم نافذ کر دیا تھا کہ ہر مقام کے لوگوں کو وہاں کے فقہاء کی متفقہ رائے کے مطابق فیصلہ کرنا ضروری ہے (دارمی ص ۸۰) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاصؓ کے نام ایک فرمان میں لکھتے ہیں "میں نے خالد بن ولید کو لکھ بھیجا ہے کہ وہ تمہاری اعانت کے لیے پہنچ جائیں جب وہ تمہارے پاس آجائیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اور اپنی رفعت شان اور تفوق کا مظاہرہ نہ کرو۔ خالد اور دیگر اصحاب پر تمہیں امیر مقرر کر دینے کی وجہ سے ان کے مشورہ کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرو اور کسی معاملہ میں ان کی مخالفت نہ کرو (کنز) ایک اور خط میں حضرت عمرو بن العاصؓ ہی کو لکھتے ہیں "جنگی معاملات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مشورہ لیا کرتے تھے تم بھی اس طریقہ کی پابندی کرو" (کنز العمال جلد ۲ ص ۱۶۳)

حضرت عمرؓ سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھتے ہیں۔ "طلیحہؓ اور عمرو بن معدی کربؓ سے جنگی کاموں سے مشورہ کرتے رہو (السنن الکبریٰ) حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے پہلے خلافت کے معاملات کو چند افراد کی کمیٹی کے حوالے کیا تھا کہ باہمی مشورہ سے اپنے میں سے کسی ایک

کو خلیفہ منتخب کر لیں اس کمیٹی سے خطاب کر کے فرماتے ہیں۔

فَمَنْ تَاَمَّرَ مِنْكُمْ عَلٰى غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ (طبقات ابن سعد القسم الاول ص۲۵)

تم میں سے جو شخص مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر امیر بن جائے تو اس کی گردن قلم کر دو۔

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے حضرت علیؓ کو خلافت کی پیش کش کی تو آپ نے جواب دیا، یہ کام رواداری اور جلدبازی میں طے کرنے کا نہیں ہے حضرت عمرؓ کی متعین کردہ مجلس شوریٰ موجود ہے وہ باہمی مشورہ سے کسی کو امیر منتخب کرے گی (طبری جلد ۵ ص ۱۵۶)

ابن قتیبہ نے جو الفاظ نقل کیے ہیں وہ اور زیادہ صاف اور واضح ہیں۔

لَيْسَ ذٰلِكَ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا هُوَ لِاَهْلِ الشُّوْرٰى وَاَهْلِ بَدْرٍ فَمَنْ رَضِيَ بِهٖ اَهْلُ الشُّوْرٰى وَاَهْلُ بَدْرٍ وَهُوَ الْخَلِيْفَةُ فَنَجْتَمِعُ وَنَنْظُرُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ (الامامۃ والسیاسۃ ص۴۱)

امیر کا انتخاب کرنا تمہارا کام نہیں یہ اہل شوریٰ اور اہل بدر کا کام ہے۔ جس پر اہل شوریٰ اور اہل بدر متفق ہو جائیں گے وہی خلیفہ ہوگا۔ پس ہم جمع ہوں گے اور معاملہ پر غور کریں گے۔

اس وقت حضرت زبیرؓ نے جو تقریر کی ہے اسے ابن قتیبہ نے ان الفاظ میں محفوظ کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَضِيَ لَكُمُ الشُّوْرٰى فَاَذْهَبَ بِهِ الْهَوٰى وَقَدْ تَشَاوَرْنَا وَرَضِيْنَا عَلِيًّا فَبَايِعُوْهُ (ایضاً)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نظام شوریٰ پسند کیا ہے جس کے بعد کسی شخص کو اپنی خواہشات کی پیروی کا موقع نہیں رہا ہم امامت کے معاملہ پر مشورہ کرنے کے بعد حضرت علیؓ پر متفق ہو گئے لہٰذا تم بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔

ان تصریحات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امت کے اس اعلیٰ طبقہ کا اقتدار کتنا وسیع اور قوی ہے، شیخ محمد خضریؒ لکھتے ہیں شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کا خطاب پوری امت سے ہے اسی لیے مسلمانوں کے تمام اہم کاموں کی اساس شوریٰ ہی ہے ان کاموں میں اہم ترین کام خلیفہ کا انتخاب ہے جو بغیر مسلمانوں کے مشورہ کے اور بغیر ان کی رضامندی کے عمل میں نہیں آ سکتا۔ شوریٰ اہل حل وعقد کا دوسرا نام ہے جس میں کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے بیش از بیش مواقع فراہم ہوئے اور جنہیں نور بصیرت عطا کیا گیا تھا اور جو جانتے تھے کہ امت کی صلاح وفلاح کس کے انتخاب میں ہے (اتمام الوفا فی سیرۃ الخلفاء ص۱۱)

حضرت عمرؓ جب خلافت کو اپنے بعد چھ افراد کے حوالے کر چکے تو مشہور صحابی حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کو بلا کر کہا کہ تم اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کو لے کر ان چھ افراد کو تین دن کے اندر

انداپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کرنے پر مجبور کرو اور تین دن سے پہلے خلیفہ منتخب کیے بغیر انہیں چھوڑو نہیں (طبقات ابن سعد)

عراق کی مہم میں جس وقت ابو عبید ثقفیؓ شہید ہو گئے تو کمانڈری کا مسئلہ بڑا ہی اہم تھا چنانچہ حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا کچھ بزرگوں نے خود حضرت عمرؓ کو کمانڈر بن جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن اکثریت اس رائے کے خلاف تھی اس وقت حضرت عمرؓ نے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ مسئلہ شوریٰ اور اہل حل و عقد کی حیثیت پر پوری طرح روشنی ڈالتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| يَحِقُّ لِلْمُسْلِمِينَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَإِنِّي إِنَّمَا كُنْتُ كَرَجُلٍ مِّنْكُمْ حَتَّىٰ صَرَفَنِي مِنْكُمْ ذُو الرَّأْيِ عَنِ الْخُرُوجِ فَقَدْ رَأَيْتُ أَنْ أُقِيمَ وَأَنْ أَبْعَثَ رَجُلًا (الفاروق هيكل) | مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ ان کے معاملات شوریٰ کے ذریعے پائیں میں تم ہی جیسا ایک فرد ہوں جب تمہارے اصحاب رائے نے مجھے میدان جنگ میں جانے سے روک دیا ہے تو میری رائے یہی قرار پائی کہ مدینہ میں مقیم رہوں اور کسی دوسرے آدمی کو اس مہم پر بھیج دوں |

اسی وجہ سے علماء امت نے شوریٰ کو دین کی ایک اہم بنیاد اور غیر متبدل اصول کی حیثیت دی ہے اور جو امیر اس بنیاد کو ہی منہدم کر دے تو اسے اپنے منصب سے ہٹا دیا جائے گا ابن عطیہ کہتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| اَلشُّوْرٰى مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرِيْعَةِ وَعَزَائِمِ الْاَحْكَامِ مَنْ لَّا يَسْتَشِيْرُ اَهْلَ الْعِلْمِ وَالدِّيْنِ فَعَزْلُهٗ وَاجِبٌ هٰذَا مَا لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ (تفسیر قرطبی جلد ۴ ص ۹۵) | حکم شوریٰ اساسات دین اور قطعی احکام میں سے ایک ہے جو حاکم اہل علم و دین سے مشورہ نہیں کرتا اس کا معزول کر دینا واجب ہے اور یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں پایا جاتا۔ |

جب حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ جنین کی دیت کے سلسلہ میں صحابہ سے مشورہ کیا تھا۔ اس واقعہ پر بحث کرتے ہوئے آٹھویں صدی کے بلند پایہ محدث علامہ ابن دقیق العیدؒ لکھتے ہیں

| | |
|---|---|
| وَاسْتِشَارَةُ عُمَرَ فِي ذٰلِكَ اَصْلٌ فِي الْاِسْتِشَارَةِ فِي الْاَحْكَامِ اِذَا لَمْ تَكُنْ مَعْلُوْمَةً لِلْاِمَامِ | حضرتؓ کا اس معاملہ میں مشورہ کرنا ایک اصولی حیثیت رکھتا ہے جب کہ احکام امام کو معلوم نہ ہوں۔ |

(احکام الاحکام جلد ۴ ص ۹۸)

بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور خلفاء راشدین اور صلحاء امت نے ہمیشہ نیک کاموں کے کرنے میں مشورہ لیا بھی ہے اور دوسروں کو نیک مشورہ دیا بھی ہے

اور یہ آپس میں نیک مشورہ کرنا خدا کے بندوں کی خصوصی شان ہے۔ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم خدا ہوتا ہے۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ یعنی ان سے مشورہ کر لیا کرو۔

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جہاد وغیرہ کے موقع پر لوگوں سے مشورہ لیا کرتے تھے تاکہ ان کے جی خوش ہو جائیں اور وہ بھی اسی طریقہ کے پابند ہو جائیں اور اسی بنا پر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہ آپ کو زخمی کر دیا گیا اور آپ کی وفات کا وقت آ گیا تو چھ آدمی مقرر کر دیتے تاکہ مسلمان اپنے مشورے سے کسی کو ان کا جانشین مقرر کریں۔

بہر حال نیک مشورہ ایک کار خیر ہے اچھے اور عقل مند لوگوں سے مشورہ لینا دانشمندی ہے اور اللہ تعالیٰ سے بھی مشورہ کرنا یعنی استخارہ کرنا نیک عمل ہے حدیثوں میں استخارہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استخارہ کرنے والا نہ کبھی شرمندہ ہو سکتا ہے اور نہ نقصان اٹھا سکتا ہے۔ استخارہ کرنا نیک بختی کی علامت اور استخارہ نہ کرنا بدبختی کی علامت ہے اور آپ صحابہ کرام کو دعائے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورتیں سکھاتے تھے۔ استخارہ کی ترکیب بطریق سنت یہ ہے کہ دو رکعت نفلی نماز پڑھ کر دعائے استخارہ پڑھی جائے اور دعا میں لفظ "هٰذَا الْأَمْرَ" کی جگہ اس کام کا نام لیا جائے جس کے کرنے کا ارادہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے انس! جب تم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو تو اس کام کے کرنے سے پہلے تم اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ یعنی طلب خیر اور مشورہ کر لیا کرو۔ اس کے بعد غور کرو جو بات تمہارے دل میں آئے اسی میں بھلائی ہے (ابن سنی)

استخارہ کی دعا یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ اَللّٰهُمَّ | اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے بھلائی مانگتا ہوں اور قدرت چاہتا ہوں تیرے قدرت کے ذریعہ اور مانگتا ہوں تیرے فضل سے کیونکہ تو ہی قادر ہے میں قادر نہیں ہوں اور یہ تو ہی جانتا ہے میں نہیں جانتا ہوں۔ تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے میرے اللہ اگر تو جانتا ہے |

اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ (بخاری)

کہ یہ کام اچھا ہے میرے لئے میرے دین اور دنیا اور میرے کام کے انجام میں تو تو اس کو میرے قابو میں کر دے اور اس کو میرے لئے آسان کر دے پھر اس میں برکت دے اور اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ کام میرے لئے اچھا نہیں ہے میرے دین و دنیا اور میرے کام کے انجام میں تو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مقرر کر دے جس جگہ بھی ہو پھر مجھ کو اس سے خوش کر دے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی اصلاح فرمائے اور ہمارے دینی اور دنیوی کاموں کو سدھار دے اور ان میں برکت و ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ط

# خطبہ ۸۲ ، اسلامی حقوق

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى ٥ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ٥ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْبَشَرِ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهِ الْمُجْتَبٰى وَاَصْحَابِهِ الْمُقْتَدٰى ٥ اَمَّا بَعْدُ ٥ فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا ط اِنَّ اللهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ٥

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا تم ان ہی الفاظ کو لوٹا دو، یقیناً اللہ تعالیٰ

ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اسلامی حقوق میں سے ایک سلام کا حق بیان کیا گیا ہے یعنی جب دو مسلمان ہیں اور ایک دوسرے کو سلام کریں تو تم بھی اس کے سلام کا جواب سلام کے ساتھ دو۔ سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا اسلامی شعار ہے یہاں تک کہا گیا ہے کہ سلام کرنے والے کو یہ نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (نساء رکوع ۱۳)

اے ایمان والو! جب سفر کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سلام کرنا مسلمان ہونے کی پہچان ہے السلام علیکم کا یہ مطلب ہے کہ آپ لوگوں پر سلامتی ہو۔ یعنی ہر دکھ، درد، رنج و غم، فکر، بلاء و وبا اور تمام آفتوں اور مصیبتوں سے بچے رہو اور امن و سلامتی میں رہو۔ لفظ سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی امن و سلامتی دینے والے کے ہیں تو مطلب ہوا کہ خدا امن و سلامتی کا سرچشمہ ہے اس کی طرف سے تمہارے اوپر امن و سلامتی کی بارش ہوتی رہے اور اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ میری طرف سے آپ مامون و محفوظ رہیں اور اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ میری طرف سے آپ ہر قسم کی دشمنی، کینہ، کپٹ اور ایذا رسانی سے مامون و محفوظ رہیں۔ میں ہر ممکن طریقے سے آپ کا ہمدرد و خیر خواہ ہوں۔ کسی قسم کی ایذا رسانی نہیں کروں گا۔ لفظ السلام علیکم میں یہ ساری خوبیاں ہیں اور جب ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا گیا تو اور زیادہ خیر و برکت ہو گی سچ ہے مسلمان، مسلمان کے لیے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتا ہے اور یہ اس کے حقوق میں سے ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (ترمذی، دارمی)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں بھلائی کے ساتھ (۱) ملاقات کے وقت سلام کرے (۲) اس کی دعوت قبول کرے (۳) اس کی چھینک کا جواب دے (۴) اس کی بیماری کے وقت بیمار پرسی کرے (۵) مر جانے پر جنازہ میں شریک ہو (۶) اور وہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے دوسرے بھائی کے لیے پسند کرے۔

سلام کرنے میں دینی اور دنیوی بہت سے فائدے ہیں اس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور آپس میں میل و محبت پیدا ہوتی ہے۔ کینہ کپٹ دور ہوتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (مسلم)

تم لوگ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور تم اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو اور میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو گے تو آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی وہ یہ ہے کہ تم باہمی سلام پھیلاؤ اور اسی کی اشاعت کرو۔

افشاء سلام۔ یعنی سلام پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر آشنا اور غیر آشنا کو سلام کیا جائے کسی چھوٹے بڑے، امیر و غریب کی کوئی تخصیص نہ ہو۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے پہلے خطبہ دیا تھا وہ اسی افشاء سلام کے بارے میں تھا وہ یہ ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (ترمذی)

اے لوگو! تم آپس میں سلام پھیلاؤ اور غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور جب سب لوگ سو رہے ہوں تو اس وقت تم نماز پڑھو جب یہ سب کام کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

یہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اپنے اور پرائے کو سلام کرنے کا حکم دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا

اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ (بخاری)

اسلام کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے آپ نے فرمایا غریبوں کو کھانا کھلانا اور اجنبی اور غیر اجنبی، آشنا اور غیر آشنا کو سلام کرنا سب سے بڑی خوبی ہے۔

سلام کرنے سے تواضع اور خاکساری پیدا ہوتی ہے اور غرور و گھمنڈ جاتا رہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ (بیہقی)

سب سے پہلے سلام کرنے والا تکبر سے بری ہے۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ سلام کرنے میں پیش قدمی کرنا چاہیئے پہلے سلام کرنے والا خدا کی عنایتوں کا مستحق ہے آپ نے فرمایا۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللهِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ (ترمذی، احمد) — یعنی سب آدمیوں سے بڑھ کر وہ شخص اللہ کے نزدیک بہتر ہے جو سلام کرنے میں ابتداء کرتا ہے۔

کیونکہ سلام کرنے میں نفس کشی ہوتی ہے تکبر اور گھمنڈ دور ہوتا ہے عاجزی اور انکساری پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے ایسا شخص خدا کا مقرب ہوگا۔

## صحابہ کرام کا سلام

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ بازار میں جاتے اور ہر دوکاندار، ہر مسکین اور ہر مسافر غرضیکہ ہر شخص کو سلام کرتے ایک شخص نے پوچھا کہ بازار میں آپ نہ مول بھاؤ کرتے ہیں نہ سودا سلف خرید تے ہیں نہ کہیں بیٹھتے ہیں پھر کس کام سے آتے ہیں؟ بولے صرف سلام کرنے کے لیے جب وہ خود سلام کا جواب دیتے تو سلام کرنے والے کے جواب میں بعض فقرے کا اضافہ کر دیتے (ادب المفرد) ایک بار ایک شخص نے بار بار ان ہی کے اضافہ کے ساتھ سلام کیا اور آخر میں انہوں نے جو جواب دیا وہ بہت طویل تھا یعنی۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَطَيِّبُ صَلَوٰتِهِ

اگر صحابہؓ کے درمیان ایک درخت بھی حائل ہو جاتا تو اس کی آڑ سے نکلنے کے بعد جب دوبارہ سامنا ہوتا تو باہم سلام کرتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِذَا لَقِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ (ابوداؤد) — جب کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اسے سلام کرنا چاہیئے اور اگر ان دونوں کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے تو پھر دوبارہ سلام کرنا چاہیئے۔

عورتوں اور بچوں سے سلام کرنا اچھا ہے حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں کے پاس سے گذرے تو آپ نے ہم کو سلام کیا (ابن ماجہ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے وَنَحْنُ صِبْيَانٌ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا (ابن ماجہ) — ہم لوگ بچے تھے آپ نے ہمیں سلام کیا۔

## دوسرے کو سلام پہنچانا

محبت اور خوشی کی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے ملنے جلنے والے دوست اور احباب کو غائبانہ سلام پہنچایا جائے۔ ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے باپ نے آپ کو سلام کہا ہے آپ نے اسکے جواب میں فرمایا۔

عَلَیْكَ وَعَلٰی اَبِیْكَ السَّلَامُ (ابوداؤد)

یعنی تیرے اوپر اور تیرے باپ پر سلامتی ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کا سلام پہنچائے تو اس کے جواب میں اسی طرح کہنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا انْتَهٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ (ترمذی، ابوداؤد)

جب کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو اسے سلام کرنا چاہئے اگر وہاں بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے پھر جب وہاں سے کھڑا ہو کر واپس ہو تو پھر سلام کرکے جائے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے لائق تر نہیں۔

یعنی جس طرح اول ملاقات میں سلام کرنا لائق ہے ایسا ہی رخصتی کے وقت میں سلام کرکے جانا مناسب ہے اور آپ نے فرمایا۔

اِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِهٖ وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ (بیہقی)

جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب تم وہاں سے نکلو تو ان لوگوں کو سلامتی کی دعا دیتے ہوئے نکلو

## ہاتھ اور انگلی کے اشارے سے سلام کرنا اور جواب دینا درست نہیں ہے

ہاتھ اور انگلی کے اشارے کا سلام یہود و نصاریٰ کا سلام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰی فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰی الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ (ترمذی)

نہیں ہے ہم میں سے (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں) وہ شخص جو (اسلامی طریقے کو چھوڑ کر) ہمارے غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت کرے (سنو) نہ مشابہت کرو تم یہودیوں کیساتھ اور نہ عیسائیوں کے ساتھ بے شک یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور عیسائی ہتھیلیوں کے اشارہ سے سلام کرتے ہیں۔

اگر زبان سے بھی السلام علیکم کہے اور دور ہونے کی وجہ سے ہاتھ سے اشارہ بھی کر دے تو جائز ہے صرف ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا منع ہے حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد میں تشریف لائے اور عورتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی ہوئی تھی تو آپ نے ان کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا (ترمذی) دوسری قوموں کو ابتداءً سلام نہیں کرنا چاہیئے اگر وہ سلام کریں تو اس کے جواب میں علیک کہدینا کافی ہے (بخاری) ہاں اگر کسی مجلس میں مسلمان اور غیر مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں تو ان مسلمانوں کو سلام کرنا چاہیے (بخاری)

یہ سلام اسلامی شعار ہے اسے چھوڑ کر دوسرے لفظوں میں کہنا درست نہیں ہے اسلام سے پہلے عرب کے لوگ ملاقات کے وقت اَنْعَمَ اللّٰہُ بِکَ عَیْنًا وَ اَنْعَمَ اللّٰہُ بِکَ صَبَاحًا کہتے تھے یعنی تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تمہاری صبح خوشگوار ہو۔

امراء وسلاطین کے لیے دوسرے لفظ تھے ایرانی "زہ ہزار سال" ہزار سال جیو کا فقرہ کہتے تھے۔ یورپ کے لوگوں میں صبح کو گڈ مارننگ (اچھی صبح) شام کو گڈ ایوننگ (اچھی شام) رات کو گڈ نائٹ (اچھی رات) وغیرہ کہنے کا رواج ہے مگر اسلام نے ان سب کے بجائے السلام علیکم کا لفظ ایجاد کیا اور اس میں حسب ذیل مصلحتیں ملحوظ رکھیں۔

(۱) یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ طریقہ ہے جیساکہ قرآن پاک میں اس کے استعمالات سے جو انبیاء علیہم السلام کی زبان سے ادا ہوئے ہیں وَالسَّلَامُ عَلَیَّ (مریم) یا ان کے متعلق کہے گئے ہیں وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) اس کی صورت ذکر و دعا کی ہے دنیوی تمتعات مثلاً طول عمر وغیرہ سے اس کو تعلق نہیں اور نہ محدود و معین اوقات سے مقید ہے اس میں دائمی اور سرمدی سلامتی کا راز چھپا ہے۔

(۳) اس میں مذہبی شان زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ اس سے اس کی سلامتی مقصود ہے جس کی طرف السلام کا الف لام اشارہ کرتا ہے

(۴) اس میں مبالغہ آمیز تعظیم نہیں پائی جاتی جو بندگی و آداب عرض اور دوسرے غیر مشروع طریقوں میں پائی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ نے آپ سے کہا کہ میں نے حیرہ والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے رئیسوں کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم لوگ آپ کو سجدہ کیا کریں تو آپ نے ان کو اس کی اجازت نہیں دی ایک اور شخص نے کہا یا رسول اللہ جب ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لیے جھک جائے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تو کیا اس سے لپٹ جائے اور اس کا بوسہ لے؟ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مصافحہ کرے؟ فرمایا ہاں۔

Marfat.com

(۵) دنیا میں انسان کو جو بہتر سے بہتر دعا دی جاسکتی ہے وہ اس کی سلامتی کی دعا ہے یہ جان ومال، آل واولاد، دنیا وآخرت کی ہر قسم کی سلامتی کو مشتمل ہے۔

(۶) جب دو انسان آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے سے متوحش اور چوکنے ہوتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں غفلت میں پاکر دشمنی نہ کرے اب جب کہ اسلام کے قاعدہ کے مطابق دونوں اس لفظ کو اپنے اپنے منہ سے ادا کرتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی طرف سے اطمینان دلاتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں

(۷) اسلام نے اپنے پیروؤں کے درمیان اسی کو گویا آپس میں پہچان کی علامت اور رواج مقرر کیا ہے۔ آمنے سامنے جب دو زبانوں سے یہ لفظ نکلتے ہیں تو دونوں اپنے سینوں میں ہزار بیگانگی کے باوجود آشنائی کی ایک لہر پاتے ہیں اور آپس میں محبت کی کشش محسوس کرتے ہیں، یہ بتاتا ہے کہ دونوں ایک ہی ملت محمدیہ کے ایمانی فرزند ہیں۔

آپ نے فرمایا! جب تم کسی مجلس میں جاؤ تو وہاں کے لوگوں کو سلام کرو اگر طبیعت چاہے تو بیٹھ جاؤ اگر واپس آنا چاہو تو سلام کرکے واپس آؤ۔ (ترمذی)

اور آپ نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے (بخاری، ترمذی)

گھر میں داخل ہوتے وقت ماں باپ بیوی بچوں کو سلام کرنا خیر وبرکت کا سبب ہے قرآن مجید میں ہے۔

| | |
|---|---|
| فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً (نور) | اور جب تم گھروں میں داخل ہو تو تم اپنے گھر والوں کو سلام کرلیا کرو۔ یہ خدا کی طرف سے دعا ہے خیر وبرکت والی ہے اور پاکیزہ ہے۔ |

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کریمہ کے تحت میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت جابرؓ کا فرمان ہے۔ کہ تم اپنے گھر میں جاؤ تو خدا کا سکھایا ہوا بابرکت سلام کہو۔ میں نے تو آزمایا ہے کہ یہ سراسر برکت ہے۔ ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہے۔ حضرت عطاؒ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ واجب ہے؟ فرمایا مجھے تو یاد نہیں کہ اس کے وجوب کا کوئی قائل ہو۔ میں تو اسے کبھی نہیں چھوڑتا ہاں یہ اور بات ہے کہ بھول جاؤں، مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب مسجد میں جاؤ تو کہو "السلام علی رسول اللہ" اور جب اپنے گھر میں جاؤ جہاں کوئی

Marfat.com

...ہو تو اس طرح کہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ یہ بھی مروی ہے کہ یوں کہو۔ تحیۃ من عند اللہ والحمد للہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ اپنے گھر والوں کے پاس سلام کر کے جاؤ اور غیر آباد گھر میں جاتے ہوئے یوں سلام کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے فرمایا کہ اے انسؓ! کامل وضو کیا کرو اس سے تمہاری عمر بڑھے اور جو میرا امتی ملے اسے سلام کرو۔ اس سے تمہاری نیکیاں بڑھیں گی گھر میں سلام کر کے داخل ہو اس سے گھر کی بھلائی بڑھے گی۔ چاشت کی نماز پڑھا کرو۔ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ تھا جس سے وہ اللہ والے بن گئے اے انسؓ! تم چھوٹوں پر رحم کرو اور بڑوں کی عزت کرو، اس سے قیامت کے دن میرے ساتھ رہو گے۔ ترمذی میں ہے۔

يَا بُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ (تفسیر ابن کثیر)

جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو سلام کر کے جایا کرو اس سے تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہو گی۔

## مصافحہ اور معانقہ

ملاقات کے وقت اظہار محبت اور اعلان مسرت کا دوسرا طریقہ مصافحہ اور معانقہ ہے اس سے سلام کے اغراض و مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے اسی لیے اسلام نے اس کو سلام کا ایک جزو قرار دیا ہے

وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ (ترمذی)

یعنی تمہارے سلام کی تکمیل تمہارے مصافحہ سے ہوتی ہے،

لفظ مصافحہ کے معنی ہاتھ سے ہاتھ ملانے کے ہیں مصافحہ کرنے میں سلام سے زیادہ محبت کا اظہار ہے اور اس کے ساتھ دونوں کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ملاقات کے وقت جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو الگ ہونے سے پہلے دونوں بخش دیئے جاتے ہیں

قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا (ابوداؤد)

جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کریں اور تحمد اللہ و استغفرہ کہیں تو دونوں کی مغفرت ہو جاتی ہے

کیونکہ مصافحہ کرنے سے کینہ کپٹ دور جاتا ہے اور پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسے

Marfat.com

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَصَافَحُوا يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ (موطا مالک)

مصافحہ کرو اس سے کینہ جاتا رہتا ہے اور ہدیہ بھیجو اس سے آپس میں محبت ہو گی۔ اور دشمنی و عداوت جاتی رہے گی۔

سلام و مصافحہ کرنے کے بعد معانقہ کرنا اور گلے سے گلے ملنا اور بغل گیر ہونا بھی اظہار محبت کی دلیل ہے ہاتھ سے ہاتھ اور سینہ سے سینہ ملانے سے دل مل جاتا ہے جو اخوت و محبت کا واحد ذریعہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے معانقہ کیا (ترمذی، ابوداؤد) مگر یہ معانقہ سفر سے آنے کے بعد ہونا چاہیئے ہر ملاقات کے وقت نہیں ہونا چاہیئے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِيْ لَهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَاْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ قَالَ نَعَمْ (ترمذی)

یا رسول اللہ جب ہم میں سے کوئی شخص اپنے دوست یا بھائی سے ملے تو ملاقات کے وقت تعظیم اور احترام کے طور پر اس کے لیے جھک سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں پھر اس نے کہا کیا ہر وقت معانقہ کر سکتا ہے اور بوسہ لے سکتا ہے آپ نے فرمایا نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کر سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا چاہیئے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ ملاقات کے وقت تعظیماً نہیں جھک سکتا" تیسری روایت میں یہ ہے کہ ہر ملاقات کے وقت معانقہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جب سفر سے آئے تو معانقہ کرے اور مصافحہ کے وقت سب سے پہلے اپنا ہاتھ جدا کرنے اور ہٹانے کی کوشش نہ کرے بلکہ دوسرا جب ہٹا لے تب اپنا ہاتھ علیحدہ کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی اسوہ حسنہ تھا۔ جیسا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے مصافحہ کرتے تو خود اپنے دست مبارک کو نہیں کھینچتے جب تک کہ دوسرا شخص اپنے ہاتھ کو آپ کے ہاتھ سے علیحدہ نہ کر لیتا (ترمذی)

اظہار محبت کے طور پر اپنے استاد کے ہاتھ کا بوسہ لینا بھی جائز ہے حضرت زارع سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ۔

Marfat.com

لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ (ابوداؤد)

جب ہم لوگ مدینہ طیبہ میں آئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے ہاتھ مبارک اور پیر مقدس کا بوسہ لیا۔

حضرت زید بن حارثہؓ سفر سے آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور بوسہ لیا (ترمذی)

اسی طرح چھوٹے بچوں کا بھی محبت کے طور پر بوسہ لینا سنت ہے۔

**قیام تعظیمی** کسی کے آنے کے وقت میں تعظیماً کھڑا ہونا درست نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ عصا مبارک لیے ہوئے تشریف لائے۔

فَقُمْنَا لَهٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا (ابوداؤد)

پس آپ کو دیکھ کر ہم لوگ کھڑے ہوگئے تو آپ نے فرمایا اس طرح مت کھڑے ہو جس طرح عجمی ایک دوسرے کے لیے تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس لیے صحابہ کرامؓ کھڑے نہیں ہوتے تھے چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں۔

لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَا يَقُوْمُوْنَ لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ (ترمذی)

صحابہ کرام کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیارا کوئی نہیں تھا لیکن اس کے باوجود جب آپ تشریف لاتے تو آپ کو دیکھ کر نہیں کھڑے ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کھڑے ہونے کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

اور جو شخص اپنے لیے اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ تعظیماً اس کے لیے کھڑے ہوں تو اس کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (ترمذی)

جسے اچھا معلوم ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیے۔

لیکن اگر مصافحہ یا معانقہ کی نیت سے یا اسے بٹھانے کی نیت سے کھڑا ہو جائے تو جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا۔

قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ (بخاری)

یعنی تم اپنے سردار حضرت سعد بن معاذ کی طرف کھڑے ہو جاؤ اور انہیں سواری سے اتار لو۔

Marfat.com

کیونکہ وہ بیمار اور زخمی تھے جیسا کہ مسند احمد کی روایت میں ہے حضرت فاطمہؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتی تھیں تو آپ کھڑے ہو جاتے ان کے ہاتھ کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھلاتے تھے اور آپ جب ان کے یہاں آتے تھے تو وہ بھی یہی برتاؤ کرتی تھیں (ابوداؤد)

## خوش آمدید

ملاقات کرتے وقت کسی کو آتے ہوئے دیکھ کر مرحبا اہلاً وسہلاً اور خوش آمدید کہنا مسنون ہے معراج شریف میں جن جن نبیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تھی انہوں نے آپ کو مرحبا کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض صحابہ کرامؓ کو مرحبا اور خوش آمدید فرمایا۔ جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی روایتوں میں ہے۔

## استیذان

استیذان کے معنی اجازت چاہنے کے ہیں یعنی کسی کے مکان اور گھر میں داخل ہونے کی ضرورت پیش آجائے تو داخل ہونے سے پہلے مکان والے سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہنا نہایت ہی ضروری ہے اگر اندر آنے کی اجازت مل جائے تو جانا چاہیئے اور بغیر اجازت اندر نہیں جانا چاہیئے کیونکہ بعض وقت صاحب خانہ اپنے گھر میں دوسروں کا داخل ہونا پسند نہیں کرتا ہے ممکن ہے کہ وہ برہنہ ہو اور کسی کام میں مصروف ہو۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مکان پر تشریف لے جاتے تو استیذان سے پہلے دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو جاتے۔ بالکل سامنے کھڑے نہیں ہوتے (ابوداؤد) تاکہ اندر کی چیزوں پر اچانک نظر نہ پڑے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور آپ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازے کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہو۔ کیونکہ استیذان کا حکم اسی لیے دیا گیا ہے تاکہ اندر کی چیزوں پر نگاہ نہ پڑے (ابوداؤد)

اور اس استیذان کی اتنی بڑی اہمیت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بغیر اجازت گھر میں تاک جھانک کرے تو اس کی آنکھ پھوڑ دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے (ترمذی) ایک بار کسی نے آپ کے حجرہ میں تانک جھانک کی اس وقت آپ لوہے کی کنگھی سے سر مبارک جھاڑ رہے تھے آپ نے فرمایا اگر میں یہ جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو اس کو تمہاری آنکھ میں کونچ دیتا۔

Marfat.com

اِنَّمَا جُعِلَ الاِذْنُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ (ابوداؤد) اجازت کی ضرورت تو اسی آنکھ کے لیے ہے۔

گھر میں آنے کی اجازت لینی ہر صورت میں ضروری ہے۔ خواہ گھر میں ماں بیٹی ہی کیوں نہ ہو (ادب المفرد)

اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ سلام کر کے یہ کہے کہ میں اندر آسکتا ہوں تین بار سلام کرنے کے بعد اگر اجازت نہ ملے تو واپس جانا چاہیے (ابوداؤد) استیذان کے بارے میں قرآن مجید کی دو آیتیں اور کچھ حدیثیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں جن سے اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ۔ (سورۂ نور پ۱۸)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام کر دو یہی تمہارے لیے بہتر طریقہ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ ملے تو بھی اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو فوراً واپس ہو جاؤ یہی بات تمہارے لیے زیادہ ستھرائی والی ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔ ہاں غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا اسباب ہے داخل ہو جانے میں تم پہ کوئی گناہ نہیں تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں شرعی آداب کا بیان ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگو جب اجازت ملے تو جاؤ، پہلے سلام کرو۔ اگر پہلی دفعہ کی اجازت طلبی پر جواب نہ ملے تو پھر اجازت مانگو۔ تین مرتبہ اجازت چاہو۔ اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس گئے تین مرتبہ اجازت مانگی، جب کوئی نہ بولا، تو آپ واپس لوٹ گئے، تھوڑی دیر میں حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا کہ دیکھو عبداللہ ابن قیس آنا چاہتے ہیں انہیں بلا لو۔ لوگ گئے دیکھا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ واپس آکر حضرت عمرؓ کو خبر دی تو دوبارہ جب حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت عمرؓ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے پوچھا آپ واپس کیوں چلے گئے تھے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم

Marfat.com

ہے کہ تین دفعہ اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ میں نے تین بار اجازت چاہی جب جواب نہ آیا تو میں اس حدیث پر عمل کر کے لوٹ آیا (مسلم)

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے اجازت مانگی فرمایا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، حضرت سعدؓ نے جواب میں وعلیک السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، تو کہہ دیا لیکن آہستہ آواز سے کہ آپ نہ سنیں، چنانچہ تین بار یہی ہوا حضورؐ سلام کرتے آپ جواب دیتے لیکن آہستہ آواز سے کہ آپ نہ سنیں۔ اس کے بعد آپ وہاں سے واپس لوٹ گئے حضرت سعدؓ آپ کے پیچھے لپکے ہوئے آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ کی تمام آوازیں میرے کانوں میں پہنچ رہی تھیں میں نے ہر سلام کا جواب بھی دیا۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ کی دعائیں بہت ساری لے لوں اور زیادہ برکت حاصل کر لوں اسی لیے آپ کو سنائی نہیں دیا اب آپ چلیئے تشریف رکھیئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور انہوں نے آپ کے سامنے کشمش لا رکھی اور آپ نے تناول فرمائی اور فارغ ہو کر فرمانے لگے تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا۔ فرشتے تم پر رحمت بھیج رہے ہیں تمہارے یہاں روزہ داروں نے روزہ کھولا (ابن کثیر)

صفوان بن امیہؓ جب مسلمان ہو گئے تو ایک مرتبہ کلدہ بن حنبل کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا آپ اس وقت وادی کے اونچے حصے میں تھے یہ سلام کیئے بغیر اور اجازت لیئے بغیر ہی آپ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ اور کہو السلام علیکم کیا میں آؤں؛ (ابو داؤد)

اور حدیث میں ہے کہ قبیلہ بنو عامر کا ایک شخص آپ کے گھر آیا اور کہنے لگا میں اندر آجاؤں آپ نے ایک غلام سے فرمایا، جاؤ اور اسے اجازت مانگنے کا طریقہ سکھاؤ کہ پہلے تو سلام کرے، پھر دریافت کرے اس شخص نے سن لیا اور اسی طرح سلام کر کے اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی وہ اندر آگئے (تفسیر ابن کثیر)

ترمذی میں ہے کہ کلام سے پہلے سلام کرنا چاہیئے۔ حضرت ابن عمرؓ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آرہے تھے لیکن دھوپ کی تاب نہ لا سکے تو ایک قریشی کی جھونپڑی کے پاس پہنچ کر فرمایا السلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں اس نے کہا کہ سلامتی سے آجاؤ آپ نے پھر یہی کہا۔ اس نے پھر یہی جواب دیا۔ آپ کے پاؤں جل رہے تھے کبھی اس قدم پر سہارا لیتے کبھی اس اُس قدم پر، فرمایا یوں کہو کہ آجاؤ۔ اس نے کہا آجاؤ آپ اندر تشریف لے گئے (ابن کثیر)

حضرت عائشہؓ کے پاس چار عورتیں گئیں، اجازت چاہی کہ کیا ہم آجائیں آپ نے فرمایا، نہیں تم میں جو اجازت کا طریقہ جانتی ہو اس سے کہو کہ اجازت لے تو ایک عورت نے پہلے سلام کیا پھر اجازت مانگی حضرت عائشہ نے اجازت دے دی پھر یہی آیت پڑھ کر سنائی۔

ابن مسعود فرماتے ہیں اپنی ماں اور اپنی بہنوں کے ہاں جانا ہو تو ضرور اجازت لے لیا کرو۔ انصار کی ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں بعض دفعہ گھر میں اس حالت میں ہوتی ہوں کہ اگر میرے باپ بھی آجائیں یا میرا لڑکا بھی اس وقت آجائے تو مجھے برا لگتا ہے۔ کیونکہ وہ ایسی حالت نہیں ہوتی کہ اس وقت کسی کی بھی نگاہ مجھ پر پڑے تو میں ناخوش ہوتی اور گھر والوں میں سے کوئی نہ کوئی آہی جاتا ہے۔ اس وقت یہ آیت اتری۔ ابن عباس فرماتے ہیں تین آیتیں ہیں کہ لوگوں نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ایک تو یہ کہ تم میں سب سے زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو سب سے زیادہ خوف خدا رکھتا ہو، اور لوگوں کا خیال یہ ہے کہ سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ امیر ہو۔ اور ادب کی آیتیں بھی لوگ چھوڑ بیٹھے ہیں۔

حضرت عطاء نے پوچھا، میرے گھر میں میری یتیم بہنیں ہیں جو ایک ہی گھر میں رہتی ہیں اور میں ہی انہیں پالتا ہوں کیا ان کے پاس جانے کے لیے بھی اجازت کی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ضرور اجازت طلب کیا کرو۔ میں نے دوبارہ یہی سوال کیا کہ شاید رخصت کا پہلو نکل آئے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ تم انہیں ننگا دیکھنا پسند کرو گے؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا پھر ضرور اجازت مانگا کرو۔ میں نے پھر یہی سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو اللہ کا حکم مانے گا یا نہیں۔ میں نے کہا ہاں، مانوں گا۔ آپ نے فرمایا پھر بے اطلاع ہرگز ان کے پاس نہ جاؤ۔ حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ محرمات پر ان کی عریانی کی حالت میں نظر پڑ جائے اس سے زیادہ برائی میرے نزدیک اور کوئی نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ اپنی ماں کے پاس بھی گھر میں بغیر اطلاع کے نہ جاؤ۔ حضرت عطاء سے پوچھا گیا کہ بیوی کے پاس بھی بغیر اجازت کے نہ جائے؟ فرمایا یہاں اجازت کی ضرورت نہیں، تاہم اطلاع ضرور ہونی چاہیے ممکن ہے وہ ایسی حالت میں اس وقت ہو کہ وہ نہیں چاہتی کہ خاوند بھی اس حالت میں اسے دیکھے۔ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میرے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب میرے پاس گھر میں آتے تو کھنکھار کر آتے یا کبھی بلند آواز سے دروازے کے باہر کسی سے باتیں کرنے لگتے تاکہ گھر والوں کو آپ کے آنے کی اطلاع ہو

جلائے۔ چنانچہ حضرت مجاہدؒ نے تَسْتَأْنِسُوْا کے معنی بھی یہی بتائے ہیں کہ کھنکھار دینا تھوک دینا وغیرہ۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ مستحب ہے کہ جب انسان اپنے گھر میں جانا چاہے تو باہر ہی کھنکھار دے یا جوتیوں کی آہٹ سنادے ایک حدیث میں ہے کہ سفر سے رات کے وقت بے اطلاع گھر آجانے سے آنحضورؐ نے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے گویا گھر والوں کی خیانت کا پوشیدہ طور پر ٹٹولنا ہے۔

آپ ایک مرتبہ سفر سے صبح کے وقت آئے تو حکم دیا کہ بستی کے پاس لوگ اتریں تاکہ مدینے میں خبر مشہور ہوجائے شام کو اپنے گھروں میں جانا اس لیے کہ اس اثنا میں عورتیں، اپنی صفائی ستھرائی کرلیں۔

اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ سلام تو ہم جانتے ہیں لیکن استیذان کا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر بلند آواز سے کہہ دینا، یا کھنکھار دینا جس سے گھر والے معلوم کرلیں کہ فلاں آرہا ہے۔

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ تین بار کی اجازت اس لیے مقرر کی ہے کہ پہلی دفعہ میں تو گھر والے معلوم کرلیں کہ فلاں ہے، دوسری دفعہ میں وہ سنبھل جائیں اور ہوشیار ہوجائیں تیسری دفعہ اگر وہ چاہیں اجازت دے دیں یا منع کردیں جب اجازت نہ ملے تو دروازے پر ٹھہرا رہنا برا ہے۔

جاہلیت کے زمانے میں سلام کا دستور نہ تھا ایک دوسرے سے ملتے لیکن سلام نہ کرتے تھے۔ کسی کے یہاں جاتے تو اجازت نہ لیتے تھے، یوں ہی جا دھمکے، پھر کہہ دیا کہ میں آگیا ہوں تو بسا اوقات یہ گھر والے پر گراں گزرتا تھا ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ اپنے گھر میں کبھی ایسے حال میں ہوتا کہ اسے اس کا آنا بہت برا لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام برے دستور اچھے آداب سکھا کر بدل دیے اسی لیے فرمایا کہ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے اس میں مکان والے کو اور آنے والے کو بھی راحت ہے۔ یہ چیزیں تمہاری نصیحت اور خیر خواہی کی ہیں اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو بے اجازت چاہے اندر نہ جاؤ کیونکہ دوسرے کی ملک میں تصرف کرنا ہے۔ جو ناجائز ہے مالک مکان کو حق ہے اگر وہ چاہے اجازت دے چاہے روک دے اگر تمہیں کہا جائے لوٹ جاؤ تو تمہیں واپس چلا جانا چاہیے اس میں برا ماننے کی بات نہیں بلکہ یہ تو بڑا ہی پیارا طریقہ ہے۔ بعض مہاجرین

Marfat.com

رضی اللہ عنہم اجمعین افسوس کیا کرتے تھے کہ ہمیں اپنی پوری عمر میں اس آیت پر عمل کرنے کا موقع نہیں ملا کہ کوئی ہم سے کہتا لوٹ جاؤ اور ہم اس آیت کے ماتحت وہاں سے واپس ہو جانے اجازت نہ ملنے پر دروازے پر ٹھہرا رہنا بھی منع فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے باخبر ہے۔

یہ آیت اگلی آیت سے مخصوص ہے اس سے ان گھروں میں، بلا اجازت جانے کی رخصت ہے جہاں کوئی نہ ہو اور وہاں اس کا کوئی سامان وغیرہ ہو، جیسے مہمان خانہ وغیرہ، یہاں جب پہلی مرتبہ اجازت مل گئی پھر ہر بار کی اجازت ضروری نہیں۔ اسی طرح سے تاجروں کے گودام، مسافر خانے، ویٹنگ روم وغیرہ۔

یہ آداب تو اجنبی اور نا آشنا لوگوں کے لیے تھے لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جن سے پردہ کرنا ضروری نہیں اور ہر وقت گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں مثلاً چھوٹے چھوٹے بچے یا لونڈی، غلام اس لیے اگر ان کے لیے بھی ہر وقت اجازت لینے کی ضرورت ہو تو اس سے بڑی تکلیف ہو گی۔ البتہ خاص خاص اوقات میں جن میں لوگ اکثر بے پردہ رہتے ہیں ان کے لیے بھی اذن طلب کرنا ضروری ہے اور خود قرآن مجید نے ان اوقات کی تعین کر دی ہے یعنی نماز عشاء کے بعد سے نماز صبح سے پہلے تک کہ کپڑے اتار کر سونے کا وقت ہے اور دوپہر کو جب قیلولہ کے لئے کوئی لیٹے کہ یہ بھی تخلیہ کا وقت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ

مسلمانو! تمہارے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلام) اور تم میں سے جو سن بلوغت کو نہیں پہنچے تین وقت میں تمہارے پاس آنے کی تم سے اجازت لے لیا کریں (ایک تو) نماز صبح سے پہلے (دوسرے) جب تم دوپہر کو سونے کے لیے معمول کے مطابق کپڑے اتار دیا کرتے ہو۔ اور (تیسرے) نماز عشاء کے بعد (یہ) تین وقت تمہارے پردے کے وقت ہیں، ان اوقات کے سوا نہ (تو بے اذن آنے دینے میں) تم پر کچھ گناہ ہے اور نہ (بے اذن چلے آنے میں) ان پر (کچھ گناہ ہے کیونکہ) وہ اکثر تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں (اور) تم میں سے بعض کو یعنی تمہارے پاس آنے جانے کی ضرورت لگی ہی رہتی ہے تو بار بار

عَلٰی بَعْضٍ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ۔ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۔ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا کَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۂ نور ۔ ع ۸)

اذن مانگنے میں تم لوگوں کو بڑی تکلیف ہوگی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے دانا بینا ہے دانا حکمت والا ہے اور مسلمانو! جب تمہارے لڑکے حد بلوغت کو پہنچیں تو جس طرح ان سے اگلے یعنی ان سے بڑی عمر کے لوگ گھروں میں آنے کی اجازت مانگا کرتے تھے اسی طرح انکو بھی اجازت مانگنی چاہیے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی حقوق میں سے حدیث مذکور کے مطابق چھ حقوق میں سے ایک حق سلام کرنا ہے اور سلام کا جواب دینا اور اسی کے حکم میں گھر میں داخل ہونے کی اجازت وغیرہ طلب کرنا ہے۔

(۲) دوسرا اسلامی حق یہ بتلایا گیا ہے کہ جب مسلمان بھائی دعوت دے تو اس کی ہمت افزائی کرے اور خوش کرنے کے لیئے اس کی دعوت قبول کرے اس طرح میل و محبت ، اخوت و ہمدردی پیدا ہوتی ہے ، جو کسی مسلمان بھائی کی دعوت نہ قبول کرے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔

مَنْ دُعِیَ فَلَمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰی غَیْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِیْرًا (ابوداؤد)

جس کو دعوت دی گئی اس نے اس کو قبول نہیں کیا تو اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی اور بغیر دعوت کے جو کوئی گیا وہ چور ہو کر داخل ہوا اور ڈاکو ہو کر نکلا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ تَرَکَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (بخاری)

جس نے دعوت چھوڑ دی اور دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ فَلْیُجِبْ فَاِنْ شَآءَ طَعِمَ وَاِنْ شَآءَ تَرَکَ ۔ (مسلم)

جب تم میں سے کسی کو کھانے کے لیے بلایا جائے تو اس دعوت کو منظور کرے اور پھر اگر طبیعت چاہے تو کھائے اور اگر مرضی نہ ہو تو نہ کھائے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کا منظور کرنا ضروری ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک واجب ہے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر و غریب کی دعوت قبول فرمالیا کرتے تھے بخاری شریف میں ہے

لَوْ دُعِيْتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ (بخاری)

اگر کوئی مجھے بکری کا کھر کھانے کے لیئے بلائے تو میں اسے منظور کر لوں گا اور اگر کوئی بکری کا شانہ کا ہدیہ دے تو میں اس کو قبول کر لوں گا۔

دعوت قبول نہ کرنا تکبر کی علامت ہے اور دعوت کا قبول کرنا تواضع اور خاکساری کی علامت ہے اور مسلمان بھائی کے دل کی خوشی کا سبب ہے احیاء العلوم میں حضرت امام حسنؓ کی یہ حکایت لکھی ہوئی ہے کہ حضرت امام حسنؓ کچھ مسکینوں کے پاس سے گزرے جو سڑک پر لوگوں سے سوال کرتے تھے اس وقت انہوں نے روٹی کے ٹکڑے زمین پر پھیلا رکھے تھے اور سب بیٹھے کھا رہے تھے اور آپ اپنے خچر پر سوار تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا اے رسول اللہ کے نواسے! آیئے کھانا کھایئے۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے اللہ تعالیٰ متکبرین کو نہیں چاہتا یہ کہہ کر خچر سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر تناول فرمایا پھر سلام کرکے سوار ہوئے اور فرمایا میں نے تمہاری دعوت قبول کی تم بھی میری دعوت منظور کرو، انہوں نے بسر و چشم دعوت قبول کر لی آپ نے ان کو ایک وقت متعین کر دیا جب وہ آئے تو خوب عمدہ کھانا ان کے سامنے لائے اور آپ نے بھی ان کے ساتھ کھانے میں شرکت کی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان غریبوں کی دل جوئی کی جس سے معلوم ہوا کہ دعوت امیر و غریب کی قبول کرنا مستحب ہے البتہ فاسق و فاجر اور متکبروں کی منظور نہیں کرنی چاہیے۔

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِجَابَةِ طَعَامِ الْفَاسِقِيْنَ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کے یہاں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ مسلمان بھائی کی چھینک کا جواب دینا اسلامی حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُوْلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا

اللہ تعالیٰ نے چھینک کو دوست رکھا ہے جمائی لینے سے ناخوش ہوتا ہے تو جب تم میں سے کوئی چھینک لے تو ساتھ ہی وہ الحمد اللہ کہے تو جو مسلمان الحمد للہ کہتے سنے اس پر حق ہے کہ جواب میں یرحمک اللہ کہے لیکن جمائی لینا شیطان کی تحریک سے ہے تو جب

تَثَاؤُبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ اَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاؤَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ (بخاری)

سے کوئی شخص جمائی لے تو جہاں تک بن پڑے اسے روک لے کیونکہ تم میں سے جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

یہ چھینک بھی خدا کی ایک نعمت ہے جس سے راحت پہنچتی ہے اسی لیے چھینکنے والے کو الحمدللہ کہنے کا حکم ہے وہ اللہ کے شکریہ میں اس کی تعریف کرے اور سننے والا اس کی الحمدللہ کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللہ کہے یعنی تیرے اوپر اللہ رحم کرے اور وہ چھینکنے والا اس کے جواب میں کہے یَهْدِيكَ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكَ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت سدھارے۔ اس قسم کی دعا کو اسلامی حق ٹھہرایا گیا ہے جس سے بڑی ہمدردی ثابت ہوتی ہے

۴۔ اور مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرنا بھی اسلامی حق ہے دنیا میں ہر کمزور انسان، بلکہ ہر جاندار جو اپنی خدمت آپ نہیں کر سکتا اور ہماری ہمدردیوں کی زیادہ محتاج ہے۔ بیماروں کی دیکھ بھال ان کی غم خواری، تیمارداری اور ان کی خدمت گزاری کو عیادت اور بیمار پرسی کہتے ہیں یہ عیادت بقدر ہمت ہر تندرست انسان پر فرض ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماروں کی عیادت کی خاص تاکید فرمائی ہے اس کے لیے آداب اور دعائیں سکھائی ہیں اور اس کا ثواب بھی بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

۱۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ

(ترمذی، ابوداؤد)

جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے اور صبح کے وقت جائے تو شام تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت اس کے حق میں کرتے ہیں اور اگر وہ شام کو بیمار پرسی کے لیے جاتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے بارگاہ ایزدی میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اسے پختہ میووں والا جنت کا ایک باغ ملے گا۔

۲۔ اور آپ نے فرمایا۔

أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ (بخاری)

بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی عیادت و خدمت کرو۔ اور قیدی کو چھڑاؤ۔

۳۔ اور آنحضرت نے فرمایا۔

وَمَنْ عَادَ مَرِيضًا

جو شخص کسی بیمار کی خدمت کرتا ہے اس کی تیمارداری کرتا

نَادٰی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا
(ابن ماجہ)

تو آسمان سے فرشتہ پکارتا ہے اور کہتا ہے تم نے بہت ہی اچھا کام کیا، تمہارا چلنا پھرنا تمہیں مبارک ہو، تم نے اپنا ٹھکانا جنت میں بنایا

اور آپ نے فرمایا۔

۴۔ جب کسی کی عیادت کے لیے جاؤ تو پہلے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر تسلی دو اور اس کے شفا پانے کی دعا کرو (ابوداؤد) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے یہاں تک کہ غیر مسلموں کی بیمار پرسی کے لیے اور مشرکوں، یہودیوں اور منافقوں کی عیادت کے لیے بھی جایا کرتے تھے (بخاری)

حضرت سعد بن معاذ رض انصاری جب جنگ خندق ۵ھ میں زخمی ہو گئے تھے تو آپ نے ان کا خیمہ مسجد میں نصب فرمایا تھا۔ تاکہ سب نمازی ان کی عیادت آسانی سے کر سکیں (ابوداؤد)

حضرت رفیدہ رض صحابیہ جو ثواب کی خاطر زخمیوں کا علاج اور ان کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ ان کا بھی خیمہ اسی مسجد میں رہا کرتا تھا تاکہ جنگ کے زخمی مسلمانوں کی تیمار داری اور مرہم پٹی کریں اور بیماروں کی تیمار داری عورتیں ہی اچھی طرح کر سکتی ہیں اسی لیے غزوات میں بھی بعض ایسی بیویاں اور صحابیات ساتھ رہتی تھیں جو بیماروں کی تیمار داری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں (مسلم، نسائی)

بیمار کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهٗ (مسلم)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا تو تو نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار! تو تو سارے جہان کا پروردگار ہے میں تیری عیادت کیونکر کرتا۔ پروردگار فرمائے گا کہ کیا تجھے خبر نہ ہوئی کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا مگر تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے بھی اسی کے پاس پاتا۔

۵۔ اسلام کا پانچواں حق یہ ہے کہ مسلمان بھائی کے مر جانے کے بعد اس کے جنازے میں شریک ہونا اس کے کفن و دفن کا انتظام کرنے اور جنازے کی نماز پڑھے اور جنازے کے ساتھ ساتھ قبرستان تک جائے اس کے لیے قبر کھودے دفن کرے اور مٹی دے اور دعا

Marfat.com

خیر کر کے وہاں سے واپس لوٹے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ (بخاری)

جو کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ساتھ مومن ہونے کی حیثیت سے اور آخرت میں ثواب لینے کی غرض سے جائے اور اس کے جنازے کے ساتھ ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی اور اس کے دفن سے فارغ ہو گیا تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس ہوتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو صرف جنازے کی نماز پڑھ کر لوٹ آئے اور دفن تک نہ رہے تو ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔

یعنی جو ایمان و ثواب آخرت حاصل کرنے کی غرض سے بلا ریا و نمود کے کسی مسلمان کے جنازے میں شریک رہا اور جنازے کی نماز بھی پڑھی اور مٹی بھی دی تو اس کو دو پہاڑ کے برابر ثواب ملے گا اور جو نماز پڑھ کر دفن ہونے سے پہلے واپس چلا آئے تو ایک پہاڑ کے برابر ثواب ملے گا۔ قیراط کے معنی درہم کے بارہویں حصے کے ہیں اور پہاڑ کے بھی ہیں لیکن اس جگہ ڈھیر مراد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَّحَمَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا (ترمذی، مشکوٰۃ)

جو جنازے کے ساتھ ساتھ گیا اور اس کو تین مرتبہ اٹھایا اور کندھا دیا تو اس نے جنازہ کا حق ادا کر دیا۔

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے مرسل طریقے سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

حَثٰى ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ عَلَى الْمَيِّتِ بِيَدَيْهِ جَمِيْعًا وَاِنَّهٗ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ اِبْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

میت پر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپیں بھر بھر کر مٹی دی ہے اور آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر نشانی کے طور پر سنگریزے رکھے

یعنی مسلمان بھائی کی قبر پر تین لپ مٹی دینا سنت ہے اور یہ میت کا حق ہے یہ نیکی قیامت کے دن کام آئے گی اور یہ مٹی ترازو میں رکھ کر تولی جائے گی چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے۔

Marfat.com

قِيْلَ لِبَعْضِهِمْ فِي الْمَنَامِ مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ قَالَ وُزِنَتْ حَسَنَاتِي فَرَجَحَتِ السَّيِّئَاتُ عَلَى الْحَسَنَاتِ فَسَقَطَتِ الصُّرَّةُ فِي كَفَّةِ الْحَسَنَاتِ فَرَجَحَتْ فَحُلَّتِ الصُّرَّةُ فَإِذَا فِيهَا كَفُّ تُرَابٍ أَلْقَيْتُهُ فِي قَبْرِ مُسْلِمٍ ذَكَرَهُ فِي الْمَوَاهِبِ

کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ میری نیکیاں تولی گئیں تو برائیوں کا پلڑا نیکیوں کے پلڑے سے بھاری ہوگیا پھر نیکیوں کے پلڑے میں ایک تھیلی گر پڑی تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگیا تو اس تھیلی کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک مٹھی مٹی تھی جس کو، مسلمان میت کی قبر پر ڈالی تھی

اور حضرت ابوہریرہؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ!

مَنْ حَثَى عَلَى مُسْلِمٍ احْتِسَابًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ تُرَابٍ حَسَنَةً (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی جس نے مسلمان میت پر اخلاص اور طلب ثواب کی نیت سے مٹی ڈالی تو ہر مٹی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نیکی لکھتا ہے

اور بیہقی نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے!

تُوُفِّيَ مُسْلِمٌ فَلَمْ تُصِبْ لَهُ حَسَنَةٌ إِلَّا ثَلٰثُ حَثَيَاتٍ حَثَاهَا فِي قَبْرٍ تغفرت لَهُ ذُنُوبُهُ۔

ایک شخص کا انتقال ہوگیا اس کے پاس کوئی نیکی نہیں تھی مگر تین لپیں مٹی کی تھیں جو مسلمان میت کی قبر پر ڈالی تھی تو اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔

پہلی لپ پر مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری لپ پر وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری لپ پر وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى پڑھنا مستحب ہے۔

مٹی دینے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا بھی سنت ہے اس کے بعد سب مسلمان مل کر میت کے واسطے دعائے مغفرت کریں کہ اے اللہ! اس وقت اس میت پر آسانی کر اور اسے ثابت قدم رکھ اور اس بے چارے کی مدد کر اور اس پر رحم فرما، تاکہ اس پر منکر نکیر کے سوال آسان ہوجائیں اسی طرح بہت دیر تک اس کی ہمدردی میں اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنا اور بہت دیر تک تسبیح وتہلیل اور تکبیر کہتے رہنا اور سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پائنتی کی طرف آمن الرسول سے ختم سورۃ تک پڑھنا آیا ہے میت کے اور حقوق ہیں جن کو ہم نے تفصیل سے "اسلامی آداب" میں بیان کر دیا ہے۔

۶۔ مسلمان بھائی کا چھٹا حق یہ ہے کہ جو اپنے لیے ناپسند کرے وہی اپنے بھائی کے لیے بھی ناپسند کرے یہی ہمدردی اور خیر خواہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا

دین خیر خواہی ہے آپ نے یہ تین دفعہ فرمایا، ہم نے

لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ

(مسلم)

عرض کیا کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے لیے اور اللہ کی کتاب کے لیے اور اللہ کے رسول کے لیے اور مسلمانوں کے اماموں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

نصیحت کے معنی اخلاص اور خلوص اور بھلائی کے ہیں۔ لمعات شرح مشکوٰۃ میں اس کے تحت میں یہ لکھا ہے

نصیحت کے اصلی معنی خلوص کے ہیں اور خالص شہد کو ناصح کہا جاتا ہے اور ہر خالص چیز نصیحت ہوتی ہے یہاں خیر خواہی اور بھلائی چاہنا مراد ہے محاورے میں کہا جاتا ہے میں نے اس کو نصیحت کی اور یہ نصیحت ہر قول و فعل میں جاری ہوتی ہے جس میں دوسرے کی بھلائی مقصود ہو۔ نصیحت و وصیت دونوں کے ایک ہی معنی ہیں مجمع البحار میں نصیحت کے یہی معنی ہیں

حدیث شریف کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لیے نصیحت اور خیر خواہی اس میں ہے کہ اللہ کو ایک وحدہٗ لاشریک سمجھنا اور اس کے وجود ہستی پر صحیح اعتقاد رکھنا کہ اللہ موجود ہے اور ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا اور اس کی عبادت اور اطاعت، اخلاص نیت کے ساتھ اس کی رضا کے لیے کرنا اور اس کے حقوق کو بجالانا اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رکنا، یہ اللہ کے لیے خیر خواہی ہے اور اللہ کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ قرآن مجید کو اللہ کا کلام سمجھنا اور اس کی تصدیق کرنا اور جو اللہ کی کتاب میں ہے اس پر عمل کرنا اور اس کی تلاوت کرنا اور اس کو اپنا دستور العمل بنانا اور اسی کے مطابق دین و دنیا کے کاموں کا فیصلہ کرنا اور اس کی آیتوں میں غور و فکر کرنا وغیرہ، اللہ کی کتاب کے لیے نصیحت ہے اور اللہ کے رسول کے لیے نصیحت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے ان کے رسول ہونے کا اقرار کرنا اور آپ کی نبوت تسلیم کرنا اور آپ کے اوامر و نواہی پر کاربند ہونا اور اتباع و فرمانبرداری کرنا ہی رسول کے لیے نصیحت ہے اور مسلمان حاکموں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ جب تک وہ شریعت پر چلیں اور حق بات کی تلقین کریں ان کی اطاعت کی جائے اور ان کے ساتھ بغاوت نہ کی جائے ان کا خیر خواہ رہنا اور دینی معاملات میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور بغاوت و سرکشی نہ کرنا۔ ان کی بدخلقی اور ظلم پر صبر کرنا اور علماء کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ وہ جو حق بات کہیں اور صحیح فتویٰ دیں تو ان عالموں کی بات پر عمل کرنا اور ان کی عزت و احترام کرنا، خدا اور رسول کے حکم کے مطابق اور عام مسلمانوں کے لیے نصیحت و خیر خواہی یہ ہے

Marfat.com
Marfat.com

کہ ان کے دین و دنیا کی اصلاح کرنا، ملی و قومی ترقی اور تعلیم و اخلاق، اصلاح تمدن وغیرہ میں کوشش کرنا، ان کی تعلیم کا بندوبست کرنا، ان کے یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کرنا، تکلیف دہ چیزوں سے ان کو بچانا اور نفع بخش چیزوں سے ان کو آگاہ کرنا اور ہر قسم کی ہمدردی اور سلوک سے پیش آنا یہ عام مسلمانوں کے لیے نصیحت ہے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (بخاری، مسلم)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بیعت کی نماز کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کیساتھ خیر خواہی کرنے پر۔

یعنی آپ نے مجھ سے یہ شرط کرلی کہ تم جہاں کہیں بھی ہو ہر ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنا حضرت جریر بن عبد اللہ نے ان کی بڑی پابندی کی اور زندگی بھر اس پر عمل کرتے رہے جب یہ کسی سے کوئی چیز بیچتے یا خریدتے تو اسی نصیحت پر اس کے ساتھ پیش آتے۔ فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔

"حضرت جریر رضی اللہ عنہ جب کسی سے کوئی چیز خریدتے یا بیچتے تو اس سے یہ فرمادیا کرتے تھے کہ جو چیز ہم نے تم سے لی ہے وہ بہت بہتر ہے اس چیز سے جو ہم نے دی ہے اب تم کو اختیار ہے چاہے رکھو، چاہے چھوڑ دو۔ طبرانی میں ہے کہ حضرت جریر کے ایک غلام نے تین سو روپے کا گھوڑا خریدا انہوں نے جب گھوڑے کو دیکھا تو گھوڑے کے مالک کے پاس آکر فرمایا کہ تمہارا گھوڑا تین سو سے بہتر ہے میں تم کو اس سے زیادہ اتنا اتنا دیتا ہوں از راہ ہمدردی و خیر خواہی کے قیمت بڑھاتے بڑھاتے یہاں تک بڑھے کہ اس کو آٹھ سو روپے دیئے" یہ بڑی ہمدردی اور ایثار ہے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (بخاری)

تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ جو اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی چاہے۔

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ہر شخص اپنے لیے بھلائی ہی بھلائی چاہتا ہے اپنے لیے کوئی برائی نہیں چاہتا۔ مطلب یہ ہوا کہ جو مسلمان بھائی کے لیے بھلائی نہ چاہے وہ مسلمان نہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

لہذا نہ کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی پر ظلم کرے اور نہ اس کی بدخواہی چاہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ (بخاری، مسلم)

تم اپنے مسلمان بھائی کی ہر حال میں مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم کی تو ہم امداد کریں گے لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ظلم سے اس کو روکو یہی اس کی امداد ہے۔

ایک حدیث میں آپ نے اس طرح فرمایا۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ (بخاری)

یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ظالم کے ہاتھ میں چھوڑ دے اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں معروف ہوا اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں اور مرادیں برلائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (بخاری، مسلم)

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرے اور نہ کسی ظالم کے حوالے کرے جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت دور کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور کرے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کی عیب پوشی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی عیب پوشی کرے گا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کے عیبوں کو چھپانا بھی اسلامی حق ہے اگر کوئی مسلمان بھائی کی آبروریزی کر رہا ہو تو حتی الامکان اس کو آبروریزی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِيْ مَوْضِعٍ يُنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتُهٗ وَيُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی بے عزتی کی جارہی ہو اور توہین کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اس جگہ مدد نہیں کرے گا۔ جہاں اس کی

Marfat.com

فِی مَوَاضِعَ یُحِبُّ فِیْہِ نُصْرَتَہٗ وَمَا مِنْ اِمْرِئٍ مُسْلِمٍ یَنْصُرُ مُسْلِمًا فِیْ مَوْضِعٍ یُنْتَقَصُ مِنْ عِرْضِہٖ وَیُنْتَھَکُ فِیْہِ مِنْ حُرْمَتِہٖ اِلَّا نَصَرَہُ اللّٰہُ فِیْ مَوْطِنٍ یُحِبُّ فِیْہِ نُصْرَتَہٗ (ابوداؤد)

بے حرمتی کی جارہی ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مدد کی جائے مرد مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی بے حرمتی کی جارہی ہو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اس جگہ مدد کرے گا جہاں وہ مدد کو پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ رَأٰی عَوْرَۃً فَسَتَرَھَا کَانَ کَمَنْ اَحْیٰی مَوْءُدَۃً (احمد، ترمذی)

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا عیب دیکھ کر چھپائے تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچا لیا۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ یَکُفُّ عَنْہُ ضَیْعَتَہٗ وَیَحُوْطُہٗ مِنْ وَّرَائِہٖ

یعنی ہر مومن اپنے مومن بھائی کے لیے آئینہ ہے اور بھائی ہے اگر اس کے اندر کا عیب دیکھے تو نہایت نرمی سے اس کے سامنے اس کے عیب کو ظاہر کر دے تاکہ وہ اسکی اصلاح کرے اور اپنے عیب کو دور کرلے۔

حقوق کے بارے میں حقوق العباد، حقوق الوالدین، حقوق الاولاد، حق القرابت، حقوق الزوجین، حقوق الاجیر، حقوق المخلوق، کو ہم پہلی جلد کے خطبوں میں بیان کر چکے ہیں۔ باقی اور حقوق کا بیان آئندہ خطبوں میں آئے گا۔

اس خطبے میں ان چھ حقوق کو بیان کیا گیا ہے جو مذکورہ حدیث میں آئے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو سب کے حقوق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط

Marfat.com
Marfat.com

# خطبہ (۸۳)

# ہمسایہ کے حقوق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ يَطْبَعِهٖ مَدَنِيًّا ه وَبَعَثَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا عَدَنِيًّا عَدَنِيًّا ه وَهَدَانَا بِهٖ صِرَاطًا سَوِيًّا ه وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَدِيًّا ه وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِىْ اَتَانَا بَشَرًا سَوِيًّا ه وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مُنْعِمًا اَجْلِيًّا ه اَمَّا بَعْدُ ه فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ه بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (نساء ر ۲ نساء)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، ماں باپ کے ساتھ احسان اور سلوک کرو، اور اپنے رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں یقیناً اللہ تکبر کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت کریمہ میں منجملہ اور حقوق کے ہمسایہ کے حقوق بھی بیان کیے گئے ہیں۔

ہمسایہ اور پڑوسی وہ رہنے والے دو آدمی ہیں جو ایک دوسرے کے قریب رہتے اور بستے ہیں انسانیت اور اس کے تمدن کی بنیاد باہمی اشتراک عمل، تعاون اور موالات پر قائم ہے اس دنیا میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہے اگر ایک بھوکا ہے تو دوسرے پر حق ہے کہ اپنے کھانے میں سے اس کو بھی کھلائے اگر ایک تندرست ہے تو اپنے بیمار بھائی کی تیمارداری

Marfat.com
Marfat.com

کرے ایک پر اگر کوئی مصیبت آئے تو دوسرا اس کا شریک اور ہمدرد بنے اور اخلاقی نظام کے ساتھ انسانوں کی مجموعی آبادی باہمی محبت اور حقوق کی ذمہ داریوں کی گرہ میں بندھ کر ایک ہو جائے ہر انسان بظاہر جسمانی اور مادی حیثیت سے جتنا ایک دوسرے سے علیحدہ اور بجائے خود مستقل ہے اخلاقی اور روحانی حیثیت سے فرض ہے کہ وہ انتہائی زیادہ ایک دوسرے سے ملا ہوا اور ایک کا وجود دوسرے کے وجود سے پیوستہ ہو اسی لیئے ہر مذہب نے ان دونوں انسانوں پر جو ایک دوسرے کے قریب آباد ہوں، آپس کی محبت اور مدد کی ذمہ داری رکھی ہے کہ وہی وقت پر اور دوں سے پہلے ایک دوسرے کی مدد کو پہنچ سکتے ہیں ایک اور نکتہ یہ ہے کہ انسان کو اسی سے تکلیف اور دکھ پہنچنے کا ذریعہ بھی زیادہ ہے، جو ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لیئے ان کے باہمی تعلقات خوش گوار رکھنے اور ایک دوسرے کو ملائے رکھنا ایک سچے مذہب کا سب سے بڑا فرض ہے۔ تاکہ برائیوں کا سدباب ہو کر یہ پڑوس دوزخ کے بجائے بہشت کا نمونہ ہو اور ایک دوسرے کی محبت اور مدد پر بھروسہ کر کے گھر سے باہر نکلے اور گھر میں قدم رکھے۔

اسلام نے ان ہی حکمتوں کو سامنے رکھ کر ہمسائیگی کے حقوق کی دفعات بنائی ہیں عربوں میں دوسری قوموں سے زیادہ اسلام سے پہلے بھی پڑوس اور ہمسائیگی کے حقوق نہایت اہم تھے بلکہ وہ عزت وافتخار کا موجب تھے اگر کسی عرب کے پڑوسی کے لیئے بے عزتی اور عار کا موجب تھا تو اس کے لیے اس کی خاطر لڑنے مرنے کو وہ اپنی شرافت کا نشان سمجھتا تھا اسلام نے آکر عربوں کے اس احساس کو چند ترمیموں اور اصلاحوں کیساتھ اور زیادہ قوی کر دیا۔

اب اس سلسلے میں ان احادیث کو پڑھیئے اور سنیئے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے حقوق کی اہمیت بتائی ہے اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے خواہ وہ پڑوسی رشتہ دار ہو یا اجنبی، مسلمان ہو یا کافر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْجِیْرَانُ ثَلَاثَۃٌ جَارٌ لَہٗ حَقٌّ وَّاحِدٌ وَجَارٌ لَہٗ حَقَّانِ وَجَارٌ لَہٗ ثَلَاثَۃُ حُقُوْقٍ فَالْجَارُ الَّذِیْ لَہٗ ثَلَاثَۃُ حُقُوْقٍ اَلْجَارُ الْمُسْلِمُ ذُوالرَّحِمِ فَلَہٗ حَقُّ الْجِوَارِ وَحَقُّ الْاِسْلَامِ وَحَقُّ الرَّحِمِ وَاَمَّا الَّذِیْ

تین قسم کے پڑوسی ہیں، ایک وہ جس کے لیئے ایک ہی حق ہے دوسرا وہ جس کے لیے دو حق ہیں اور تیسرا وہ جس کے لیئے تین حقوق ہیں۔ جس پڑوسی کے لیئے تین حقوق ہیں وہ مسلمان رشتہ دار پڑوسی ہے۔ ایک حق مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور دوسرا حق رشتہ داری اور صلہ رحمی کی وجہ

Marfat.com
Marfat.com

لَهٗ حَقَّانِ فَالْجَارُ الْمُسْلِمُ لَهٗ حَقُّ الْجِوَارِ وَحَقُّ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا الَّذِیْ لَهٗ حَقٌّ وَّاحِدٌ فَالْجَارُ الْمُشْرِكُ (بزار)

ہے اور تیسرا حق پڑوسی ہونے کی حیثیت سے۔ وہ جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان پڑوسی ہے اسلامی حق اور پڑوس کا حق اور جس کے لیے ایک حق ہے وہ مشرک وکافر پڑوسی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر ومشرک کا بھی پڑوسی ہونے کی وجہ سے حق ہے جس کی ادائیگی مکارم اخلاق میں داخل ہے اور درجہ بدرجہ یہ پڑوسیت چالیس گھروں تک رہتی ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ روایت کرتے ہیں

اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَزَلْتُ فِيْ مَحَلَّةِ بَنِيْ فُلَانٍ وَاِنَّ اَشَدَّهُمْ اِلَيَّ اَذًى اَقْرَبُهُمْ لِيْ جِوَارًا فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَاْتُوْنَ الْمَسْجِدَ فَيَقُوْمُوْنَ عَلٰى بَابِهٖ فَيَصِيْحُوْنَ اَلَا اِنَّ اَرْبَعِيْنَ دَارًا جَارٌ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ خَافَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ (طبرانی)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں فلاں محلے میں رہتا ہوں اور سب سے زیادہ ہمارا قریبی پڑوسی مجھے ستاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ وہ مسجد کے دروازے پکھڑے ہو کر پکار پکار کر یہ اعلان کریں کہ چالیس گھروں تک ہمسائیگی ہے اور جس کا ہمسایہ اپنے ہمسائے کی تکلیفوں سے خوف کھاتا ہے وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہمسائے کو ستانا اور تکلیف دینا بڑی بے انصافی اور گناہ کبیرہ ہے لیکن جہاں تک ہوسکے مظلوم پڑوسی ظالم پڑوسی کی تکلیفوں پر صبر کرے اور اگر ناقابل برداشت ہو تو اپنے گھر کے سامان کو گھر کے باہر راستے میں ڈال دے تاکہ آنے جانے والے اس ظالم پڑوسی کو برا بھلا کہیں، ممکن ہے کہ وہ اس کی تکلیف رسانی سے باز آجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی ترکیب بتائی ہے۔ ترغیب الترہیب میں ہے۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْا جَارَهٗ فَقَالَ اِطْرَحْ مَتَاعَكَ عَلَى الطَّرِيْقِ فَطَرَحَهٗ فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهِ

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے پڑوسی کی ایذا رسانی کی شکایت کی آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اس کے متعدد بار شکایت کرنے کی وجہ سے آخر فرمایا کہ تم اپنے گھر کے سامان کو نکال کر راستے میں ڈال دو اس نے ایسا ہی کیا جو لوگ اس راستے سے

Marfat.com

وَيَلْعَنُوْنَهُ فَجَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقِيْتُ مِنَ النَّاسِ قَالَ وَمَا لَقِيْتَ مِنْهُمْ قَالَ يَلْعَنُوْنَنِيْ قَالَ قَدْ لَعَنَكَ اللّٰهُ قَبْلَ النَّاسِ فَقَالَ إِنِّيْ لَا أَعُوْدُ فَجَآءَ الَّذِيْ شَكَاهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْفَعْ مَتَاعَكَ فَقَدْ كُفِيْتَ

(طبرانی)

(بزار)

گزرتے ماجرہ سن کر اس تکلیف رساں پڑوسی کو برا بھلا کہتے اور اس پر لعنت وپھٹکار بھی کرتے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ لوگوں سے مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تکلیف پہنچ رہی ہے اس نے کہا کہ لوگ مجھے لعن طعن کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے لعن طعن کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ تجھے لعن طعن کر رہا ہے کیونکہ تم نے پڑوسی کو تکلیف پہنچائی ہے اس نے کہا کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا شکایت کرنے والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر یہ سب حال بیان کیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنا سامان اٹھا لو کیونکہ تمہاری کفایت کر دی گئی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کی ایذا رسانی پر حتی الامکان صبر کرنا چاہیے جب معاملہ حد سے بڑھ جائے تو گھر کے سامان کو راستے میں ڈال دے جب لوگوں کو پڑوسی کی تکلیف رسانی کی خبر ہو جائے گی تو وہ اس تکلیف رساں پڑوسی کو برا بھلا کہیں گے تو وہ اس کو تکلیف دینے سے باز رہے گا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ادب المفرد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے۔

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ جَارًا يُؤْذِيْنِيْ فَقَالَ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَتَاعَكَ إِلَى الطَّرِيْقِ فَانْطَلَقَ فَأَخْرَجَ مَتَاعَهُ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالُوْا مَا شَأْنُكَ قَالَ لِيْ جَارٌ يُؤْذِيْنِيْ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَتَاعَكَ إِلَى الطَّرِيْقِ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ اللّٰهُمَّ أَخْزِهِ فَبَلَغَهُ فَأَتَاهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى مَنْزِلِكَ فَوَاللّٰهِ لَا أُوْذِيْكَ۔

اس حدیث کا خلاصہ مطلب وہی ہے جو پہلی حدیث میں آچکا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

اور برے پڑوسی سے بچنے کیلئے یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے کہ تم برے پڑوسی اور برے ہمسایے سے اس طرح پناہ مانگتے رہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوْءِ وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِيْ دَارِ الْمُقَامَةِ ([illegible])

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن اور رات اور بری گھڑی سے اور برے ساتھی اور برے ہمسایہ سے

نیک پڑوسی باعث خیر و برکت و رحمت ہے، اور اس کی نیکی کی وجہ سے پاس پڑوس کے سو گھرانوں سے مصیبتوں کو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے نیک پڑوسی کی بہت فضیلت ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِائَةِ اَهْلِ بَيْتٍ مِنْ جِيْرَانِهِ الْبَلَاءَ ثُمَّ قَرَأَ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ (طبرانی)

کہ اللہ تعالیٰ نیک مسلمانوں کی برکت سے سو پڑوسی کے گھرانے سے مصیبت کو دور کر دیتا ہے پھر اس کی تائید میں آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ بعض کے ذریعے سے بعض کی مصیبتوں کو دور فرما دیتا ہے

نیک پڑوسی باعث سعادت اور موجب برکت ہے اور برا پڑوسی باعث نحوست ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَرْبَعٌ مِنَ السَّعَادَةِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ وَالْجَارُ الصَّالِحُ وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيْءُ وَاَرْبَعٌ مِنَ الشَّقَاءِ الْجَارُ السُّوْءُ وَالْمَرْأَةُ السُّوْءُ وَالْمَرْكَبُ السُّوْءُ وَالْمَسْكَنُ السُّوْءُ (ابن حبان)

چار آدمی نیک بختی کے سبب ہیں (۱) نیک بیوی (۲) کشادہ مکان (۳) نیک پڑوسی (۴) اچھی اور فرمانبردار سواری جو اپنے سوار کو تکلیف نہ پہنچائے اور چار چیزیں باعث شقاوت اور موجب نحوست ہے (۱) برا پڑوسی (۲) بری عورت (۳) بری سواری (۴) تنگ مکان

اور ایک حدیث میں آپ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ ثَلَاثَةً فَقُلْتُ فَمَنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ رَجُلٌ غَزَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ وَاَنْتُمْ تَجِدُوْنَهٗ عِنْدَكُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ تَلَا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ

اللہ تین آدمیوں کو دوست رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تین خدا کے دوست کون ہیں؟ جن سے اللہ دوستی رکھتا ہے آپ نے فرمایا ایک مجاہد فی سبیل اللہ صبر کرنے والا اور ثواب کی نیت سے جہاد کرنے والا ہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو جائے تم قرآن مجید میں اس آیت کو پاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ان مجاہدین سے محبت رکھتا ہے

Marfat.com

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ. قُلْتُ وَمَنْ؟ قَالَ رَجُلٌ كَانَ لَهٗ جَارُ سُوْءٍ يُؤْذِيْهِ فَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُ حَتّٰى يَكْفِيَهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ بِحَيَاةٍ اَوْ مَوْتٍ

جو صف بندی کر کے اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں اور دوسرا وہ شخص ہے کہ اس کا برا پڑوسی اس کو ستاتا ہو اور وہ اس کی تکلیف پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف سے بچالے یا اس کو موت دے دے۔

(احمد، طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک پڑوسی جو اپنے پڑوسی کو نہیں ستاتا ہے وہ خدا کا پیارا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ سب سے بہتر ساتھی ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں وہ پڑوسی سب سے بہتر ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں اچھا ثابت ہو۔

(ترمذی)

پڑوسیوں میں محبت کی ترقی اور تعلقات کی استواری کا بہترین ذریعہ باہم ہدیوں اور تحفوں کا تبادلہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی بیویوں کو اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اسی بنا پر ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں تو میں ان میں سے کس کے پاس بھیجوں فرمایا جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہے اس ہدیہ اور تحفہ کے لیے کسی بیش قیمت چیز ہی کی ضرورت نہیں بلکہ کھانے پینے کی معمولی چیزیں بھی اس کے لیے کافی ہیں کچھ نہ ہو سکے تو گوشت کا شوربہ ہی کافی ہے اور وہ زیادہ پانی بڑھا کر ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو یہ نصیحت فرمائی تھی۔

اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ

جب تم کوئی شوربہ دار چیز پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ملاؤ اور اس سے اپنے پڑوسی کی خبر گیری کرو۔

(بخاری)

یعنی اس کے یہاں بھی بھیج دیا کرو اس طرح کرنے سے آپس میں میل و محبت زیادہ ہوگی اس قسم کے ہدیے اور تحفے بھیجنے کا موقع عورتوں کو پیش آیا کرتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ

کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کے لیے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ (دینے کے لیے) بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

(بخاری، مسلم)

Marfat.com

یہ نصیحت و وصیت دونوں پڑوسنوں کے لیے ہے یعنی نہ تو بھیجنے والی پڑوسن اپنے معمولی تحفے و ہدیہ کو حقیر سمجھ کر اپنی پڑوسن کو تحفہ نہ بھیجے اور دوسری پڑوسن اس معمولی ہدیہ کو دیکھ کر منہ نہ پھیرے بلکہ شکریے کے ساتھ قبول کرے اسی طرح سے جب کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن سے روزمرہ کی برتنے والی چیز مانگے تو بلا کسی حیلے بہانے کے اگر موجود ہو تو دے دے جیسے آگ، پانی، نمک، ڈلی، ڈوئی، چمچہ، چھلنی، ہانڈی، تشتری، رکابی، کٹورا وغیرہ ایسی چیزوں کی بعض مرتبہ ضرورت پیش آجایا کرتی ہے اور نہ دینے کی صورت میں دوسرے کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے قرآن مجید میں ایسی چیزوں کو ماعون کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے جس کی ممانعت سے روکا گیا ہے اور نہ دینے والوں کی بڑی مذمت بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے۔

| | |
|---|---|
| اَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ. فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ. وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ. فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ. الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ. الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ. وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ. (ماعون) | کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جو قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کے کھانے کی رغبت نہیں دیتا ان نمازیوں کے لیے افسوس ہے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں اور دکھانے کے لیے ادا کرتے ہیں اور برتنے کی چیزوں کو روک لیتے ہیں |

برتنے کی چیزوں سے مراد، آگ، پانی، ڈول، رسی، کدال، پھاوڑا اس قسم کی چیزیں ہیں جو مانگنے پر موجود ہوتے ہوئے نہ دے وہ منافق ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت انسانی معاشرہ اسکا متقاضی ہے کہ اس قسم کی چیزیں فراخدلی کے ساتھ دی جائیں۔

اگر پڑوسی کو دیوار میں میخ اور کھونٹی گاڑنے کی ضرورت پیش آجائے اور گاڑنے سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے تو گاڑنے سے روکنا نہیں چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ (بخاری، مسلم) | یعنی کوئی پڑوسی اپنے ہمسایہ پڑوسی کو دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ |

جس کا مکان مکان سے ملا ہوا اور دیوار، دیوار سے ملی ہوئی ہو تو ایسی ضرورت پیش آجایا کرتی ہے اور اس قسم کی ہمدردیوں کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ قریب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

| | |
|---|---|
| يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ لِي جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا | یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں تو میں کس کے یہاں |

Marfat.com

اُھْدِیْ قَالَ اِلٰی اَقْرَبِھِمَا مِنْكِ بَابًا (بخاری) ہدیہ اور تحفہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے قریب ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قریب والے پڑوسی کا زیادہ حق ہے اگر آسودہ پڑوسی آسودہ ہو کر کھائے پیئے اور غریب محتاج پڑوسی کی خبر گیری نہ کرے تو وہ کامل مومن نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ (شعب الایمان) یعنی وہ مومن نہیں ہے جو خود آسودہ ہو اور اس کے بغل کا پڑوسی بھوکا ہو۔

پڑوسی خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، مسلمان ہو یا غیر مسلم، سبھی کا حق برابر ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں بکری ذبح کی گئی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے فرمایا۔

ھَلْ اَھْدَیْتُمْ مِنْھَا لِجَارِنَا الْیَھُوْدِیِّ قَالَ لَا قَالَ اِبْعَثُوْا لَہٗ مِنْھَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ (ابوداؤد)

کیا تم لوگوں نے میرے یہودی ہمسائے کو اس بکری کے گوشت میں سے کچھ ہدیہ بھیجا ہے یا نہیں، گھر والوں نے کہا نہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں سے کچھ گوشت ہدیہ کے طور پر بھیجدو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے جبریل علیہ السلام ہمسائے کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سمجھا کہ اس کو وراثت کا حصہ دار بنا دیں گے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ گوشت کا ایک لونھڑا لٹکائے جا رہے ہیں۔ پوچھا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا امیر المومنین گوشت کھانے کو جی چاہتا تھا تو ایک درہم کا گوشت خریدا ہے فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ کیا اپنے پڑوسی یا عزیز کو چھوڑ کر صرف اپنے پیٹ کی فکر کرنا چاہتے ہو کیا تمہیں یہ آیت یاد نہیں ہے۔

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیٰوتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِھَا (احقاف)

جس دن کافر دوزخ کے سامنے پیش کیے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا تم نے اپنی دنیا کی زندگی میں خوب مزے لوٹ لیے اور خوب زندگی سے فائدہ اٹھایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت یہی ہے کہ آپ کے ارشاد پر عمل کیا جائے اور

Marfat.com
Marfat.com

پڑوسی کی عزت کی جائے۔

عبدالرحمٰن بن ابی قراد بیان کرتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ یَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُہٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَکُمْ عَلٰی ھٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّحِبَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اَوْ یُحِبَّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَہٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ اَمَانَتَہٗ اِذَا اؤْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَہٗ (شعب الایمان)

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو آپ کے وضو کے پانی کو آپ کے صحابہ تبرکاً منہ پر ملنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کی وجہ سے آپ نے فرمایا جسے یہ بات بھلی معلوم ہو کہ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھے یا اللہ اور رسول اس کو دوست رکھیں تو اسے چاہیے کہ جب بولے تو سچ بولے اور جب لوگ اس کا اعتبار کر کے امانت رکھیں تو ان کی امانتیں جب وہ مانگیں ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کیساتھ اچھا برتاؤ کرے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خدا اور رسول کے ساتھ محبت رکھنے کی نشانی ہے اور اگر اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا تو یہ خدا اور رسول کے ساتھ دشمنی رکھنے کی علامت ہے جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ (بخاری، مسلم)

خدا کی قسم وہ پورا مومن نہیں ہے، خدا کی قسم وہ کامل مومن نہیں ہے خدا کی قسم وہ شخص کامل ایماندار نہیں ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون شخص ہے آپ نے فرمایا وہ شخص ہے جس کے پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے بے خوف و خطر نہ ہو اور محفوظ نہ ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ایذا پہنچانے والا مومن نہیں ہے بلکہ پڑوسی کو ایذا پہنچانے والا دوزخی ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلٰوتِھَا وَصِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں عورت کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز بہت زیادہ پڑھتی ہے روزے بکثرت رکھتی ہے اور خیر خیرات بہت کرتی ہے مگر ساتھ

Marfat.com

Marfat.com

غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِي جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِيَ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا وَلَا تُؤْذِي بِلِسَانِهَا جِيْرَانَهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ.

ہی ہمسائے کو زبان سے تکلیف بھی پہنچاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت دوزخ میں جائے گی کیونکہ نماز روزہ خیر خیرات اگرچہ افضل العبادات ہے مگر وہ اس گناہ یعنی ایذائے ہمسایہ کی تلافی نہیں کرسکتے اعرض کیا یارسول اللہ فلاں عورت کی نسبت کہتے ہیں کہ نماز کم پڑھتی ہے اور روزے تھوڑے رکھتی ہے اور خیر خیرات بھی کچھ یوں ہی سی کرتی ہے۔ ہاں ہمسائے کو زبان سے تکلیف نہیں دیتی فرمایا وہ جنت میں جائے گی (کیونکہ ہمسائے کو تکلیف نہ دینا دوسری باتوں کی تلافی کردیگا۔

(احمد، بیہقی)

پڑوسی کوستانا گناہ کبیرہ ہے قیامت کے روز سب سے پہلے ان دو پڑوسیوں کی خدا کے سامنے پیشی ہوگی جنہوں نے دنیا میں ایک دوسرے کی حق تلفی کی ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَوَّلُ الْخَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جَارَانِ

قیامت کے روز سب سے پہلے وہ دو پڑوسی خدا کے سامنے پیش ہوں گے جنہوں نے ایک دوسرے کا حق ادا نہیں کیا اور آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے تھے۔

(مسند احمد)

قیامت کے دن خدا کے سامنے ہمسایہ اپنے ہمسایہ کے بارے میں یہ شکایت کرے گا کہ اس نے نہ مجھے اچھی باتوں کی نصیحت کی اور نہ بری باتوں سے روکا، نہ نماز پڑھنے کو کہا اور نہ روزہ رکھنے کو کہا۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کتاب الصلوٰۃ وما یلزم لہا کے ص۲۲ میں فرماتے ہیں۔

وَقَدْ جَاءَ الْحَدِيْثُ قَالَ يَجِيْءُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقًا بِجَارِهٖ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ هٰذَا خَانَنِيْ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَعِزَّتِكَ مَا خُنْتُهٗ فِيْ اَهْلٍ وَّلَا مَالٍ فَيَقُوْلُ صَدَقَ يَا رَبِّ

یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص اپنے پڑوسی کے دامن کو پکڑ کر خدا کے سامنے فریاد کرے گا کہ اے میرے پروردگار اس نے میری خیانت کی ہے وہ کہے گا تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے اس کے اہل وعیال میں اور مال میں کوئی خیانت نہیں کی ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار یہ تو ٹھیک کہتا

Marfat.com

وَلٰكِنَّهٗ رَاٰنِیْ عَلٰی مَعْصِیَةٍ فَلَمْ یَنْهَنِیْ عَنْهَا۔ لیکن اس نے مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھا تھا مگر مجھے اس گناہ سے روکا نہیں تھا۔

نیک و بد کی یہ پہچان ہے کہ اگر پڑوسی اپنے پڑوسی کے بارے میں یہ کہے کہ یہ اچھا ہے تو وہ اچھا ہے اور جو برا کہے وہ برا ہے۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں۔

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ لِیْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ وَاِذَا اَسَاْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِیْرَانَكَ یَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ یَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَاْتَ فَقَدْ اَسَاْتَ (ابن ماجہ)

کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے برے عمل کا علم کیونکر ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تو اپنے ہمسایوں کو کہتا ہوا سنے کہ تو نے اچھائی کی ہے تو جان کہ میں نے اچھا عمل کیا ہے اور جب انہیں کہتا ہوا سنے کہ تو نے برا کام کیا ہے تو تجھے بے شک میں نے برا عمل کیا ہے۔

یعنی اچھا اور برے ہونے کی یہی کسوٹی ہے کیونکہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے اخلاق حمیدہ اور افعال ذمیمہ سے خوب واقف ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ یَاْخُذُ مِنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَی النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ (احمد، ترمذی)

کون شخص ان کلمات کو (جو میں ابھی کہتا ہوں) مجھ سے سیکھتا ہے پھر اس پر کاربند ہوتا ہے یا اس شخص کو سکھاتا ہے جو انہیں عمل میں لائے ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول میں سیکھتا ہوں تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتیں فرمائیں۔ حرام سے بچو سب سے زیادہ عابد بن جاؤ گے راضی بالقضا و قدر ہو جاؤ تو سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ بھلائی کرو تو مومن بن جاؤ گے اور جو اپنے لیے چاہو وہی لوگوں کے لیے چاہو تو کامل مسلمان بن جاؤ گے اور زیادہ مت ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مار دیتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ نیکی کرنا مسلمان کامل ہونے کی دلیل ہے

Marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی نصیحت و وصیت فرمایا کرتے تھے۔

اپنے پڑوسی اور ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا حرام ہے اور جو پڑوسی کو تکلیف پہنچاتا ہے تو گویا وہ خدا اور رسول کو تکلیف پہنچاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اٰذٰی جَارَہٗ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ حَارَبَ جَارَہٗ فَقَدْ حَارَبَنِیْ وَمَنْ حَارَبَنِیْ فَقَدْ حَارَبَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ (ترغیب وترہیب)

جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے خدا کو اذیت دی اور جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ستانا حرام ہے پڑوسی کو ستانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَبْدٌ لَا یَأْمَنُ جَارَہٗ بَوَائِقَہٗ (احمد)

وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے امن میں نہ ہو۔

برائی برائی ہے جہاں بھی ہو اور گناہ گناہ ہے جہاں بھی سرزد ہو لیکن اگر وہ برائی اور گناہ اس جگہ پہ ہو جہاں لازمی طور پر نیکی ہونی چاہیئے تھی تو ظاہر ہے کہ اس گناہ اور برائی کا درجہ عام گناہوں اور برائیوں سے بدرجہا زیادہ ہے بدقسمت انسان چوری ہر جگہ کر سکتا ہے مگر ظاہر ہے۔ کہ پڑوسی کے مکان میں چوری کرنا کتنا برا ہے۔ بدکاری اس سے ہر جگہ ممکن ہے مگر پڑوس کے گھر میں جہاں سے دن رات کی آمد و رفت ہے اور جہاں کے مرد پڑوس کے شریف مردوں پر بھروسہ کر کے باہر جاتے ہیں وہاں اخلاقی خیانت کس قدر شرمناک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے دریافت کیا۔

مَا تَقُوْلُوْنَ فِی الزِّنَا قَالُوْا حَرَامٌ حَرَّمَہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَھُوَ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّزْنِیَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَۃٍ اَیْسَرُ عَلَیْہِ مِنْ اَنْ یَّزْنِیَ

زنا کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو۔ ؟ لوگوں نے کہا حرام ہے جس کو خدا اور رسول نے حرام کیا ہے قیامت تک کے لیے حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس عورتوں سے زنا کرنا آسان ہے بنسبت اپنے ہمسائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے سے (یعنی پڑوسی اور ہمسائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے کا گناہ دوسری دس عورتوں

Marfat.com
Marfat.com

بِامْرَأَةِ جَارِهٖ قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي السَّرِقَةِ قَالُوْا حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَهِيَ حَرَامٌ قَالَ لَاَنْ يَّسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرِ اَبْيَاتٍ اَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ اَنْ يَّسْرِقَ مِنْ بَيْتِ جَارِهٖ (احمد، طبرانی)

کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے تم لوگ چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا اللہ اور رسول نے حرام کیا ہے اس لیے وہ حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس گھر والے کی چوری کرنا آسان ہے بنسبت اپنے پڑوسی کے گھر چوری کرنے سے یعنی اپنے پڑوسی کے گھر چوری کرنے کا گناہ دس گنا چوری کرنے سے زیادہ سخت ہے ۔

پڑوسی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کا دوسرا پڑوسی بغیر اس کی مرضی اور اجازت کے اپنا مکان وزمین نہیں بیچ سکتا ہے اور اگر بغیر اجازت کے بیع کر دیگا تو یہ بیع باطل ہو گی اس کو شرعی محاورے میں "شفعہ" کہا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِهٖ يُنْتَظَرُ بِهَا اِنْ كَانَ غَائِبًا اِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا (ترمذی)

پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حق دار ہے جب کہ دونوں کا ایک ہی راستہ ہو اگر وہ موجود نہیں تو اس کا انتظار کیا جائے ۔

یہ پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ انسان مدنی الطبع ہے اس لیے سب کو چاہیے کہ بلا شر و فساد اور بغیر جنگ وجدال کے امن وامان کی زندگی بسر کریں اسی غرض سے اس نے قرآن نازل کیا ہے کہ لوگ اس کی ہدایتوں پر چلیں تو دنیا میں فساد کا نام بھی سننے میں نہ آئے خدا نے امن کے قائم کرنے کے لیے جو احکام نازل فرمائے ان میں ایک حق ہمسایہ کا بھی ہے ہمارے یہاں ایک کہاوت کہی جاتی ہے" ہمسایہ ماں کا جایا" پس یہ خلاصہ ہے پڑوسی کے حقوق کا اور ان کی تفصیل ان آیتوں اور حدیثوں میں ہے جو عنوان ہمسایہ کے ذیل میں نقل کی گئی ہیں ہمسائے کے حقوق میں ایک حق شفعہ بھی ہے جو اسلامی شریعت کی ضروریات وخصوصیات میں سے ہے اب اس کی ضرورت کو دوسرے مذہب والوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور سب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں جہاں اسلامی قانون کے مکمل ہونے کے اور بہت سے دلائل ہیں ان میں سے ایک حق شفعہ بھی ہے ۔

بہر حال ہمسائے کے بڑے حقوق ہیں (۱) اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے (۲) نہ اس سے بیہودہ گوئی کی جائے (۳) خوشی کے وقت اس کو مبارک باد دی جائے اس کی بیماری

Marfat.com

میں بیمار پرسی کی جائے (۵) مصیبت میں اس کی مدد کی جائے (۶) اس کے عیبوں کو چھپایا جائے (۷) اس کے بیوی بچوں کو بری نگاہ سے نہ دیکھا جائے (۸) اس کو تحفہ تحائف سے نوازا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ دُوْنَ جَارِهٖ مَخَافَةَ عَلٰى اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمُؤْمِنٍ وَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَمْ يَأْمَنْ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّ الْجَارِ اِذَا اسْتَعَانَكَ اَعَنْتَهٗ وَاِذَا اسْتَقْرَضَكَ اَقْرَضْتَهٗ وَاِذَا افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَيْهِ وَاِذَا مَرِضَ عُدْتَهٗ وَاِذَا اَصَابَهٗ خَيْرٌ هَنَّأْتَهٗ وَاِذَا اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ عَزَّيْتَهٗ وَاِذَا مَاتَ اتَّبَعْتَ جَنَازَتَهٗ وَلَا تَسْتَطِيْلَ عَلَيْهِ بِالْبُنْيَانِ فَتَحْجُبَ عَنْهُ الرِّيْحَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تُؤْذِهٖ بِقُتَارِ رِيْحِ قِدْرِكَ اِلَّا اَنْ تَغْرِفَ لَهٗ مِنْهَا وَاِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِ لَهٗ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاَدْخِلْهَا سِرًّا وَلَا يَخْرُجْ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيْظَ بِهَا وَلَدَهٗ رَوَاهُ الْخَرَائِطِيُّ مِنْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ

(الترغیب)

جو اپنے دروازے کو بند رکھتا ہے تاکہ اس کا پڑوسی اور اس کے بال بچے نہ آنے پائیں تو وہ مومن نہیں ہے اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا بھی مومن نہیں ہے آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ہمسائے کا کیا حق ہے؟ اس کا حق یہ ہے کہ وہ جب تم سے مدد طلب کرے تو تم اسے مدد دو۔ جب قرض مانگے تو قرض دو اور جب حاجت مند ہو جائے تو اس کی فریاد رسی کرو اور جب اس کو بیماری پہنچے تو اس کی بیمار پرسی کرو اور جب اس کو بھلائی پہنچے تو مبارک باد دو۔ اور جب اسے مصیبت پہنچے تو تسلی دو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو اور بغیر اس کی اجازت کے اپنے مکان کی دیوار اس کے مکان کی دیوار سے اونچی نہ رکھو کہ ہوا رک جائے ہاں مگر اس کی اجازت سے اور اپنی ہانڈی کے بگھار نے کی خوشبو سے اس کو نہ ستاؤ مگر یہ کہ اس میں سے اس کو بھی دو ایک چمچے دے دو اور پھل پھول خرید دو تو اس کے یہاں بھی ہدیہ تحفہ بھیجو اور اگر یہ کام نہ کر سکو تو اسے خوش رکھنے کی کوشش کرو اور تمہاری اولاد پھل فروٹ لے کر باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کو اس کے نہ ملنے کی وجہ سے صدمہ ہو اور وہ ناخوش ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پاس پڑوس کے حق کو ادا کرنے کی توفیق ادا فرمائے اور ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آمین۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ

Marfat.com

بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ وَ اَدْخَلَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ
فِی الدَّارِ النَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ
اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا
مِنْھُمْ۔ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ
وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ
وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ
وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَکْبَرُ۔

# خطبہ ۸۴ عدل و انصاف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ
الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاءُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ
حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ
وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ
فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ
مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ

Marfat.com

مَجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ
اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ
یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِ اللّٰهِ اِذَا
عٰھَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِھَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا
اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَھَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا
تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ ھِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَ
لَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (سورۃ نحل)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور اللہ کے اقرار کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑو باوجودیکہ خدا کو اس پر ضامن ٹھہرا چکے ہو جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اس سے خوب واقف ہے اور اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے سوت کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا تاکہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو آپس کے مکر کا باعث اس لیے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہو جائے اس سے خدا تم کو آزما رہا ہے، یقیناً اللہ تمہارے لیے قیامت کے دن ہر چیز کو کھول کر بیان کر دے گا جس میں تم اختلاف کر رہے ہو"

یہ آیت کریمہ ہر قسم کے فضائل و رذائل کو محیط ہے قرآن مجید کی آیتوں میں یہ آیت خیر و شر کی سب سے زیادہ جامع آیت ہے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جاہلیت کے زمانے میں جن اخلاق حسنہ پر عمل کیا جاتا اور وہ پسند کیے جاتے تھے ان میں سے کوئی خلق ایسا نہیں ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم نہ دیا ہو اور کوئی بھی بداخلاقی ایسی نہیں ہے جس کی اس آیت میں مخالفت نہ ہو (ابن جریر)

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھلائی اور برائی کے سلسلہ کی سب سے زیادہ جامع آیت یہی ہے۔ (حاکم)

Marfat.com
Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اوامر کے اعتبار سے عدل، احسان، اہل قرابت کے حقوق اور ایفائے عہد اور نواہی کے لحاظ سے فحشا، منکر، بغی اور نقض عہد کا بیان نہایت خصوصیت سے کیا گیا ہے منطقی اصطلاح میں اس آیت کو قضیہ مانعۃ الخلو کہا جا سکتا ہے یعنی ہر فضائل حمیدہ میں ان چاروں عدل، احسان اور صلہ رحمی اور ایفائے عہد کا اجتماع ہو سکتا ہے لیکن کوئی حسن خلق ان چاروں سے خالی نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی نہ کوئی اس میں ضرور ہوگا اسی طرح سے ہر خصائل رذیلہ اور قبائح ذمیمہ میں ان چاروں فحشا، منکر اور بغی اور نقض عہد کا اجتماع ممکن ہے مگر کوئی بداخلاق ان چاروں کے اجتماع سے خالی نہیں بلکہ ان چاروں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے ہم ان چاروں مامورات و منہیات کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو ان خصائل حمیدہ سے مزین فرمائے اور ہر قسم کے قبائح اور رذائل سے بچائے آمین

ہر وہ خلق جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے وہ فضائل کہلاتے ہیں اور ہر وہ کام جس کو خدا ناپسند کرتا ہے رذائل ہیں ان ہی فضائل و رذائل کو اوامر اور نواہی سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی وہ کام اچھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اس میں عقلی خوبیاں اور جمہوری فائدہ بھی ہے جیسا کہ آگے چل کر آپ کو معلوم ہو جائے گا اور جس کام کو اللہ ناپسند کرتا ہے وہ برا ہے عقلی برائیاں اور خلق خدا کا نقصان بھی ہوتا ہے اخلاق حسنہ کی جزئیات کا احاطہ بہت مشکل ہے اس آیت میں چار جزئیات کا اجمالی تذکرہ ہے۔ جن پر دیگر جزئیات کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح خصائل قبیحہ کا شمار بھی ناممکن ہے لیکن نمونے کے طور پر اس آیت میں چار جزئیات بیان کیئے گئے ہیں جن سے دوسرے خصائل ذمیمہ کو سمجھا جا سکتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک واقعہ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ قبائل عرب کے پاس جائیں ایک سفر میں حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اس دفعہ مختلف قبائل کا دورہ کرتے ہوئے شیبان بن ثعلبہ کے قبیلہ کے پاس پہنچے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کلمہ شہادت کی دعوت دی پھر بھی ابن ثعلبہ کے خطیب مفروق نے عرض کیا کہ کس بات پر آپ دعوت دیتے ہیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ تب بھی خطیب نے کہا کس بات کی دعوت دیتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ. تب خطیب قبیلہ مفروق نے کہا اے قریشی

Marfat.com
Marfat.com

بھائی تونے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی دعوت دی بے شک وہ قوم حق سے دور جا پڑی جس نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کے خلاف مظاہرہ کیا اس کے بعد اس کے سردار نے کہا کہ جلدی میں کوئی فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہمارا قبیلہ اس مسئلہ پر غور کرے گا۔ (دلائل النبوۃ جلد اول ص ۹۸ وسیرۃ النبی جلد اول ص ۲۲۳ از علامہ شبلی، و تفسیر امام رازی)

یہ آیت خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی المتوفی سنہ ۱۰۱ھ کے دور حکومت سے جب کہ ان کی حکومت ایشیا و افریقہ سے بڑھ کر یورپ میں اسپین تک پہنچ چکی تھی اور جملہ اقوام و مذاہب اسلامی دائرہ حکومت میں بستی تھیں اس وقت ساری دنیا میں جمعہ کے دوسرے خطبہ میں پڑھی جاتی تھی صاف ظاہر ہے یہ بین الاقوامی آیت دستور حکومت اور جملہ مذاہب اور اقوام کے حقوق کی ضامن ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ جن تین چیزوں کا اس آیت میں ذکر ہے ان کے سبب ملک کی استقامت ہے اور جن تین چیزوں کی ممانعت ہے ان کے باعث اضطراب و پریشانی ہوتی ہے اور چھ چیزوں سے ہر ایک کا نتیجہ یہ ہے۔

(۱) عدل کا ثمرہ فتح و نصرت ہے (۲) احسان کا ثمرہ ثنا و صفت ہے (۳) صلہ رحمی کا ثمرہ انس و الفت ہے (۴) فحشار کا نتیجہ دین و دنیا کا فساد و تباہی ہے (۵) منکر کا نتیجہ دشمنوں کو آمادہ کرتا ہے (۶) بغی یعنی ظلم و سرکشی کا حاصل ان چیزوں سے محروم رہنا ہے جن کی تمنا ہے۔

محققین صوفیاء نے ان چھ چیزوں کو تصوف کی بنیاد بتلایا ہے اب ہم اس مختصر خطبہ میں ان باتوں کی طرف خاص توجہ دلاتے ہیں۔

## عدل

اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے عدل کا تذکرہ فرمایا ہے عدل کے معنی انصاف کے ہیں۔ ہر چیز میں انصاف کی ضرورت ہے قول میں فعل میں یعنی جو کہیں یا جو کریں اس میں انصاف اور سچائی اور حق گوئی ہو ہر چیز سچائی کے ترازو میں ٹھیک اترے اور انصاف کی کسوٹی پر پوری اترے افراط و تفریط اور کمی بیشی ہرگز نہ ہو یہ عدل اللہ تعالےٰ کی خاص صفت ہے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک عدل بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ حق فیصلہ کرتا ہے حق بات کہتا ہے اور حق کام کرتا ہے ارشاد فرمایا

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ (احزاب) اللہ حق ہی بات کہتا ہے

وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ (مومن) اللہ حق ہی فیصلہ کرتا ہے۔

Marfat.com

پہلی آیت میں عدل قولی دوسری آیت میں عدل فعلی کا بیان ہے اور یہ دونوں باتیں عدل قولی اور عدل فعلی کا تذکرہ اس آیت میں ہے کہ

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ (انعام)

اور آپ کے رب کی بات سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوگئی

سارا نظام عالم صرف اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف ہی پر قائم ہے اور وہ خود بھی پورے پورے انصاف کے ساتھ قائم ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ؕ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والوں نے بھی کہ وہی خدا عدل والصاف کے ساتھ قائم ہے۔

یہ عدل خداوند تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے اسی کا اس نے حکم دیا ہے خواہ اپنے ہوں یا پرائے دوست ہوں کہ یا دشمن، سب کے ساتھ عدل و انصاف کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (مائدہ)

اے ایمان والو! تم للہیت کے ساتھ حق پر قائم ہو جاؤ۔ انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے انصاف کرو یہی انصاف پرہیزگاری سے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے واقف ہے۔

اس آیت میں انصاف کو اقرب الی التقویٰ فرمایا گیا ہے اور تقویٰ کے درجے تک پہنچ کر انسان صحیح معنوں پر انسان کامل بن جاتا ہے متقی آدمی نہ کسی پر ظلم و تعدی کرتا ہے اور نہ عداوت و دشمنی پر آمادہ ہوتا ہے پس عدل کا تقاضا یہی ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرے اور انصاف کی راہ میں کسی کی دشمنی آڑے نہ آسکے۔" انصاف و عدل" دوستی اور دشمنی سے بالاتر ہے بلکہ انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ دشمن کے ساتھ سب سے پہلے انصاف کیا جائے تاکہ عدل و انصاف کرنے والے کا امتحان ہو جائے جیسا کہ ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ

اے ایمان والو! تم انصاف کی حمایت میں کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہ بن کر، اگرچہ تمہارا اس میں نقصان ہی

Marfat.com
Marfat.com

اَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (نسآء ۶)

ہی ہو یا ماں باپ یا رشتہ داروں اور عزیزوں کا اگر وہ دولت مند یا محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ان کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے لہٰذا تم عدل اور انصاف کرنے میں خواہشات نفسانی کی اتباع اور پیروی نہ کرو اگر تم زبان ملوگے یا کچھ بچا جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے کام سے واقف ہے۔

ان آیتوں میں عدل کے خلاف ایک ایک ریشہ کو جڑ سے نکال کر پھینک دیا گیا ہے کہا گیا کہ معاملات عدل و انصاف کی حمایت تمہارا مقصد ہو جو کچھ کہو یا کرو خدا لگتی کہو یا خدا کے واسطے کہو۔ عدل و انصاف کے فیصلے اور گواہی میں نہ تو اپنے نفس کا خیال بیچ میں آئے نہ عزیزوں اور قرابت داروں کا، نہ دولت مند کی طرف داری کا، نہ محتاج پر رحم کا، پھر اس فیصلہ اور گواہی میں دولت مند کی خاطر نہ کرو اور نہ محتاج پر ترس کھاؤ اور قرابت کو بھی نہ دیکھو جو حق ہو وہ کرو یا کہو۔ پھر کہنے میں کوئی توڑ موڑ نہ کرو کہ سننے والا شبہ میں پڑ جائے یا پوری بات نہ کہو، کچھ چھپا لو، تو یہ سب باتیں عدل اور انصاف کے خلاف ہیں کسی غریب کی غربت پر ترس کھا کر فیصلہ میں ردوبدل کر دینا بظاہر نیکی کا کام دکھائی دیتا ہے مگر حقیقت میں یہ ایک مقدس فریب ہے۔ فیصلہ میں ترس کھا کر بے ایمانی کرنا بھی ویسا ہی ہے جیسا کسی کی خاطر رکھ کر یا کسی کی بزرگی مان کر یا کسی کی بڑائی سے مرعوب ہو کر بے ایمانی کرنا ہے۔ غرض یہ کہ عدل و انصاف کی راہ میں کوئی اچھا یا برا جذبہ حاکم کے لیے ٹھوکر کا پتھر نہ بنے۔

اسی طرح آیت مذکورہ کا اشارہ ادھر بھی ہوا کہ جو گواہ کسی فریق کو نفع پہنچانے کی غرض سے جانبدارانہ گواہی دیتا ہے وہ غلطی میں مبتلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اس کا نگران نہیں ہو سکتا اس لیے نہ گواہوں کو اس کی طرف داری کرنی اور نہ خود کسی فریق کو گواہ کی طرف داری کے ذریعہ سے اپنی منفعت کا خیال دل میں لانا چاہیے بلکہ دونوں کو اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دینا چاہیے کہ وہی ان کا سب سے بہتر اور سب سے بڑھ کر ولی اور حمایتی ہے۔

لوگ عدل و انصاف کے فیصلہ اور گواہی میں اس لیے غلط بیانی کرتے ہیں کہ جس فریق کی طرف داری مقصود ہے تو اس کو فائدہ پہنچ جائے تو ارشاد ہوا کہ اللہ اپنے امیر اور غریب دونوں بندوں کے حق میں تم سے زیادہ خیر خواہ ہے تمہاری کم بین نظر تو آس پاس تک جا کر رہ جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب کچھ ہے وہ سب کچھ دیکھ کر اور سب کچھ جان کر اپنے بندوں

Marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ وہ کرتا ہے جس میں ان کی بھلائی ہے۔ غور کیجیے ان لفظوں میں عدل و انصاف کا فلسفہ کس خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ جو کم حوصلہ انسان اپنے فیصلہ اور گواہی میں کسی خاص انسان کی بھلائی کے لیے جھوٹ بولتا یا غلط فیصلہ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔ حالانکہ عالم الغیب کے سوا کس کو معلوم ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر اس کے لیے کیا چیز مفید ٹھہرے گی۔ پھر ایک اور حیثیت سے دیکھیے کہ بالفرض کسی ایک خاص آدمی کو اپنی طرف داری سے فائدہ پہنچا بھی دیا تو کیا یہ سچ نہیں کہ اس نے اس طرح حقیقت میں سچائی کا خون کر کے نظم عالم کو ابتر کرنے کی کوشش کی اور ظلم کی بنیاد رکھی جس سے عالم کے امن و امان کے درہم برہم ہو جانے کا خطرہ ہے، غلط گو انسان کی محدود نگاہ میں ایک جزئی واقعہ کے نفع و نقصان کا خیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کے حکم میں سارے عالم کی خیر خواہی کا ایک بھید چھپا ہے جس کا ایک فرد وہ خاص انسان بھی ہے۔

انسان کے ہر فرد اور ہر جماعت بلکہ حکومت اور سلطنت میں عدل و انصاف کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس لیے معاشرتی زندگی کے عدل کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (النساء)

اگر تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ متعدد عورتوں کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو صرف ایک ہی بیوی پر یا ایک باندی پر اکتفا کرو۔

جو عورتوں کے درمیان انصاف نہیں کرتے وہ سخت مجرم ہیں اور اپنے بچوں کے درمیان بھی انصاف ضروری ہے۔ جو ایک بچے کو دیا جائے وہی دوسرے بچے کو بھی دیا جائے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم نے میری خدمت کیلئے ایک غلام مجھے عطا فرمایا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کر کے کہا۔

اِنِّیْ نَحَلْتُ اِبْنِیْ هٰذَا غُلَامًا

میں نے اس بچے کو ایک غلام دیا ہے آپ شاہد بن جائیے

آپ نے فرمایا کیا تم نے سب بچوں کو غلام دیا ہے؛ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ (بخاری)

اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان میں انصاف سے کام لو۔

Marfat.com
Marfat.com

یتیم بچوں کے متولیوں اور سرپرستوں کے لیے بھی عدل و انصاف کی ضرورت ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ (نساء) اور یتیموں کے ساتھ انصاف کرو۔

بچوں، عورتوں اور یتیموں کے ساتھ عدل و انصاف کرنے سے پورے گھرانے اور خاندان کی اصلاح ہو سکتی ہے اسی طرح دو شخص یا دو گروہوں اور دو جماعتوں میں انصاف و عدل کرنے سے پورے ملک کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (الحجرات) اور ان دونوں میں برابری کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کو ملحوظ رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

عدل و انصاف حکومت و سلطنت کی عمارت کا ستون ہے اگر حکومت میں انصاف نہیں ہے تو اس کی عمارت بہت جلد منہدم ہو جاتی ہے۔

اَلْمُلْکُ یَبْقٰی مَعَ الْکُفْرِ وَلَا یَبْقٰی مَعَ الظُّلْمِ کفر کے ساتھ تو سلطنت باقی رہ سکتی ہے لیکن ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔

اسی لیے اسلام نے ہر قسم کے مذہبی اور عدالتی فیصلوں کے لیے انصاف کو لازمی اور ضروری قرار دیا ہے بغیر اس کے مظلوم کی دادرسی ممکن نہیں۔ ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کو امانتیں دے دو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ کرو۔

اور یہ فیصلہ دوست، دشمن، موافق و مخالف سب کے لیے یکساں عدل و انصاف ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کے معاملات میں حکم ہوا کہ

وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (مائدہ) اور اگر آپ ان یہودیوں کے درمیان فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یہود و نصاریٰ اسلام کے کھلے دشمن تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ کِتٰبٍ اور آپ فرما دیجئے کہ میں اس کتاب پر ایمان رکھتا ہوں

Marfat.com

وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ، اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ، لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ
(شوریٰ)

جو اللہ نے اتاری ہے اور خدا کی طرف سے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل و انصاف کروں، اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے ہم کو ہمارے عملوں کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے عملوں کا بدلہ ملے گا ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے ہم سب کو خدا کی طرف جانا ہے۔

مطلب بالکل واضح ہے کہ گو ہمارے اور تمہارے درمیان دینی مذہبی مخالفت ضرور ہے مگر تمہارے ساتھ عدل و انصاف کیا جائے گا۔ امیر، غریب، مسلم، غیر مسلم کی کوئی رعایت نہیں ہم سب اللہ کے بندے ہیں اور مرنے کے بعد خدا ہی کے پاس جانا ہے جہاں انصاف اور ظلم کا بدلہ ملنا ہے ہم کو ہمارے عملوں کا بدلہ ملنا ہے اور تم کو تمہارے ظلم کا ملے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراسر عدل ہی تھے اس لیے لوگ نبوت سے پہلے بھی آپ کے پاس مقدمات لیجاتے اور آپ کے فیصلہ پر سب لوگ راضی ہو جاتے۔

حجر اسود کے نصب کرنے کا مشہور واقعہ ہے کہ سب قریش نے مل جل کر بیت اللہ بنا کر مکمل کر دیا مگر جب حجر اسود کے قائم کرنے کا موقعہ آیا تو سخت اختلاف ہوا کیونکہ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ یہ کام اسی کے ہاتھ سے سرانجام پائے چار دن تک برابر یہی جھگڑا ہوتا رہا آخر ابیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ عمر کا تھا یہ رائے دی کہ کسی کو حکم بنا کر اس کے فیصلے پر عمل کریں اس رائے کو مانا گیا اور قرار دیا گیا کہ جو کوئی اب سب سے پہلے حرم میں آئے گا وہی سب کا حکم سمجھا جائے گا۔ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا تھا کہ هٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَاہُ کے نعرے لگ گئے (امین آگیا۔ ہم اسی کے فیصلے پر رضامند ہیں)

آنحضرت نے اپنی زیرکی اور معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر کی کہ سب خوش ہو گئے آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھائی اور اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو اس میں رکھ دیا پھر ہر ایک قبیلہ کے سردار کو کہا کہ چادر کو پکڑ کر اٹھائیں اسطرح اس پتھر کو وہاں تک لائے جہاں قائم کرنا تھا آنحضرت نے پھر اسے اٹھا کر کونے پر لگا دیا (مسند طیالسی، مستدرک حاکم جلد اول)

ایک عورت فاطمہ مخزومیہ نے چوری کی۔ قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ

Marfat.com
Marfat.com

وہ سزا سے بچ جائے اور معاملہ دب جائے حضرت اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم اور محبوب تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ سفارش کیجیے حضرت اسامہؓ اپنے بھولے پن میں اس عورت کے لیے معافی کی درخواست کرنے لگے آپ نے ناراض ہو کر فرمایا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ خدا کی قسم اگر میری لخت جگر فاطمہؓ چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا (بخاری)

آپ نے خود اسی عدل پر پوری زندگی گزاری اور آپ کے بعد خلفاء راشدین بھی عدل و انصاف کی ایک مثالی خلافت پر گامزن رہے اور ان کے عدل و انصاف کی داستانیں قیامت تک یادگار رہیں گی عادل بادشاہ کی تعریف اور فضیلت ہے دنیا میں اس کی بڑی قدر و عزت ہے اور قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں رہے گا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سوائے عرش الٰہی کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا اس سایہ میں سات طرح کے لوگ ہوں گے۔ ایک عادل اور منصف بادشاہ بھی ہوگا (بخاری)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ الحديث (مسلم)

انصاف کرنے والے خدا کے نزدیک اس کے داہنی جانب نور کے منبروں پر ہوں گے

اور فرمایا منصف حاکم اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا اور سب سے زیادہ مقرب ہے اور ظالم بادشاہ سب سے برا اور سب سے دور ہے۔

۳۔ ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَوْمٌ مِنْ اِمَامٍ عَادِلٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً (طبرانی)

منصف اور عادل بادشاہ کا ایک دن کا انصاف ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ رَفِيْقٌ وَاِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِمَامٌ جَائِرٌ خَرِقٌ (بیہقی)

قیامت کے روز بلحاظ قدر و منزلت تمام لوگوں میں بزرگ ترین بندہ منصف نرم دل امام (امام سے مراد حاکم ہے) ہوگا اور قیامت کے دن بلحاظ قدر و منزلت تمام لوگوں میں بدترین شخص ظالم اور احمق امام ہوگا۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

اَلسُّلْطَانُ ظِلُّ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يَأْوِيْ اِلَيْهِ كُلُّ مَظْلُوْمٍ مِنْ عِبَادِهٖ فَاِذَا عَدَلَ كَانَ لَهُ الْاَجْرُ وَ عَلَى الرَّعِيَّةِ الشُّكْرُ وَاِذَا جَارَ كَانَ عَلَيْهِ الْاِصْرُ وَعَلَى الرَّعِيَّةِ الصَّبْرُ (ترمذی)

بادشاہ زمین میں سایۂ خدا ہے خدا کے بندوں میں سے ہر مظلوم اس کی طرف پناہ لیتا ہے تو جب وہ انصاف کرتا ہے تو اسے انصاف کرنے کا ثواب ملتا ہے اور رعیت پر اس کی شکرگزاری واجب ہوتی ہے اور جب ظلم و ناانصافی کرتا ہے تو ناانصافی کے گناہ کا بوجھ اس پر ہوتا ہے اور رعیت کو صبر کرنا پڑتا ہے۔

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰى ظِلِّ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالُوْا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الَّذِيْنَ اِذَا اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَ اِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ وَ حَكَمُوْا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ (ابن ماجہ)

کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن سایۂ خدا کی طرف سبقت کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جب ان کو ان کا حق دیا جاتا ہے تو بے چون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں اور حق تو ہے ان کا لیکن لوگ جب ان سے مانگتے ہیں تو بے دریغ خرچ کر دیتے ہیں اور لوگوں کے لیے ویسا ہی حکم کرتے ہیں جیسا کہ خود اپنے نفسوں کے لیے فیصلہ کرتے ہیں (یعنی جو کچھ اپنے لیے چاہتے ہیں وہی دوسروں کے لیے چاہتے ہیں)

اور یہی معنی ہیں "آنچہ بر خود میپسندی بر دیگر سے مپسند" کے

(۷) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَ اِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اَشَدَّهُمْ عَذَابًا وَ فِيْ رِوَايَةٍ وَ اَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ (ترمذی)

قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں محبوب ترین بلحاظ مجلس خدا کے زیادہ قریب منصف بادشاہ ہوگا اور خدا کے نزدیک قیامت کے روز سب سے زیادہ دشمن اور عذاب میں سب سے زیادہ سخت اور ایک روایت میں ہے کہ باعتبار مجلس خدا سے بہت دور ظالم امام یعنی ظالم حاکم ہوگا۔

اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے عادل بادشاہوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے

Marfat.com

Marfat.com

عدل وانصاف کرنے والوں کو خدا دوست رکھتا ہے ان کے عدل کی وجہ سے خدا کی مخلوق نہایت آرام سے اپنی زندگی گزارتی ہے کھانے میں بڑی برکت رہتی ہے پیداوار میں ترقی ہوتی ہے ہر چیز ارزاں و سستی رہتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں ایک حدیث کے ضمن میں بتایا ہے۔

وَجَدْتُ فِيْ خَزَائِنِ بَنِيْ اُمَيَّةَ حِنْطَةَ الْحَبَّةِ بِقَدْرِ نَوَاةِ التَّمْرِ وَهِيَ فِيْ صُرَّةٍ مَكْتُوْبٌ عَلَيْهَا كَانَ هٰذَا يَنْبُتُ فِيْ زَمَنِ الْعَدْلِ

میں نے بنی امیہ کے گودام میں ایک قسم کا گیہوں پایا ہے جس کا ایک ایک دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر تھا یہ یہ گندم ایک تھیلے میں بند تھا جس کے اوپر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی یہ گیہوں عدل وانصاف کے زمانہ خیر کی پیداوار ہے۔

یہ تو امام احمد بن حنبل کے زمانہ سے پہلے کی بات ہے۔ علامہ ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ نے اپنے زمانہ یعنی آٹھویں صدی ہجری کے متعلق "الجواب الکافی" میں امام صاحب کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

وَاَخْبَرَنِيْ جَمَاعَةٌ مِّنْ شُيُوْخِ الصَّحْرَاءِ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَعْهَدُوْنَ الثِّمَارَ اَكْبَرَ مِمَّا هِيَ الْاٰنَ

بوڑھے شیوخ نے مجھے بتایا کہ خود ان لوگوں نے بھی آج کل کے دانوں سے بہت بڑے بڑے دانے اپنے پہلے زمانوں میں دیکھے ہیں۔

علامہ مقدسی بشاری متوفی ۳۷۵ھ نے احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم" میں اقلیم مشرق کے علاقہ ہیطل کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْجَانِبَ اَخْصَبُ بِلَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

یعنی یہ علاقہ اللہ تعالیٰ کی پیداکردہ تمام روئے زمین سے زیادہ سرسبز وشاداب ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ یہاں پر دنیا بھر سے زیادہ نیکی، علم دین، آبادی، علمی رغبت، دین میں استقامت، شان وشوکت، تنومندی، جہاد فی سبیل اللہ میں دوامی دل کی صفائی اور سلامتی اور نماز باجماعت میں رغبت پائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ معاشی کشادگی، پرہیزگاری اور صدقات وخیرات، دعوت ومدارات اور اہل علم ودانش کی قدر افزائی بھی کافی پائی جاتی ہے۔

واضح رہے یہ مسلمانوں کی دینی زندگی اور اس کی برکتیں کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں

Marfat.com
Marfat.com

نہیں بلکہ جوانب واطراف بیطل کے دور دراز علاقے بخارا وغیرہ تک سب ان کی برکات کا گہوارہ بنے ہوئے تھے علامہ ابو اسحاق فارسی مسالک الممالک میں سمرقند کے قریب الغبر نامی مقام کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہاں کی زمین بہت زرخیز ہے یہاں پر ایک بوری بیج سے ایک سو بوری غلہ پیدا ہوتا ہے نیز وہاں پر چراگاہیں بھی بہت زیادہ ہیں۔

مورخ اصطخری نے بخارا کے متعلق یہ تصریح کی ہے کہ یہاں کی زرخیزی اور آبادی کا یہ حال ہے کہ بسا اوقات ایک آدمی ایک بیگھہ زمین میں کاشتکاری کر کے اپنی معاشی ضرورت پوری کر لیتا ہے مسلمانوں نے اپنے بابرکت زمانوں میں ترقی کے ہر میدان میں جو سبقت کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ درحقیقت مسلمان ایک زمانے میں اقوام عالم کے مسلم استاد تھے کیوں کہ ان میں عدل وانصاف تھا اور خدا کے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ پر پورے پورے عامل تھے

حضرت امام ابوداؤد رح اپنی مشہور کتاب کے باب صدقۃ الزرع کے ذیل میں یہ تحریر فرماتے ہیں

قَالَ أَبُو دَاوُدَ شَبَرْتُ قِثَّاءَةً بِمِصْرَ ثَلٰثَ عَشَرَ شِبْرًا وَرَأَيْتُ أُتْرُجَّةً عَلَى بَعِيرٍ قِطْعَتَانِ قُطِعَتْ وَصُيِّرَتْ عَلَى حَبْلٍ مِثْلَ عِدْلَيْنِ

یعنی میں نے مصر میں ایک ککڑی دیکھی جس کو میں نے تیرہ بالشت ناپا یعنی ساڑھے تین گز لمبی ککڑی دیکھی اور نیبو دیکھا جس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے تھے اور دونوں ٹکڑے ایک اونٹ پر اس طرح لاد دیئے گئے تھے جیسے لادی کو اونٹ کے دونوں جانب لاد دیا جاتا ہے

یعنی ایک نیبو پورے ایک اونٹ کا بوجھ تھا یہ زمانہ عدل کی پیداوار تھی۔

علامہ دمیری نے اپنی مشہور کتاب "حیوۃ الحیوان" میں ظالم بادشاہوں کی نحوست اور عادل بادشاہوں کی برکت کے سلسلے میں بہت سے دلچسپ واقعات لکھے ہیں جن میں یہ واقعہ عبرت کیلئے ذیل میں لکھا جارہا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ پوشیدہ طور پر اپنے شہر سے دوسری جگہ گیا۔ اور ایک آدمی کے یہاں ٹھہرا جس کے گائے پلی ہوئی تھی کہ ایک گائے سے تیس گایوں کے دودھ کی مقدار سے زیادہ دودھ نکالا یہ دیکھ کر بادشاہ

Marfat.com
Marfat.com

نے تعجب کیا اور اس نے اپنے دل میں اس گائے کو لے لینے کا خیال کیا دوسرے روز وہ گائے چراگاہ میں چرنے کے لیئے گئی اور شام کو گھر واپس آئی تو اس روز کم دودھ نکلا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آج اس کا دودھ کیوں کم نکلا۔ کیا اس چراگاہ میں چرنے نہیں گئی تھی جہاں پہلے چرنے جایا کرتی تھی۔ گھر والوں نے کہا گائے وہی ہے اور وہی چراگاہ ہے جہاں روزانہ چرنے کے لیئے جایا کرتی تھی۔

وَلٰکِنْ اَرَی الْمَلِکَ اَضْمَرَ لِبَعْضِ رَعِیَّتِہٖ سُوْءً فَنَقَصَ لَبَنُھَا فَاِنَّ الْمَلِکَ اِذَا ظَلَمَ اَوْ ھَمَّ بِظُلْمٍ ذَھَبَتِ الْبَرَکَۃُ قَالَ فَعَاھَدَ الْمَلِکُ رَبَّہٗ اَنْ لَّا یَاْخُذَ ھَا وَلَا یَظْلِمُ اَحَدًا قَالَ فَغَدَتْ فَرَعَتْ ثُمَّ رَاحَتْ فَحَلَبَتْ حِلَابَھَا فِی الْیَوْمِ الْاَوَّلِ فَاعْتَبَرَ الْمَلِکُ بِذٰلِکَ وَعَدَلَ وَقَالَ اِنَّ الْمَلِکَ اِذَا ظَلَمَ اَوْ ھَمَّ بِظُلْمٍ ذَھَبَتِ الْبَرَکَۃُ لَا جَرَمَ لَاَعْدِلَنَّ

(حیوۃ الحیوان ص ۱۲۹)

لیکن بادشاہ کی نیت خراب ہوگئی ہے اور اس نے اپنے بعض رعایا پر ظلم کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ جب بادشاہ رعایا پر ظلم کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے اور پیداوار میں کمی ہوجاتی ہے بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ آئندہ کسی پر ظلم نہیں کروں گا۔ اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے اس کا معاہدہ کیا۔ بادشاہ وہیں ٹھہرا رہا کہ تیسرے روز گائے چر کر شام کو واپس آئی تو پہلے دن کی طرح زیادہ دودھ نکلا اب بادشاہ کو یقین آگیا انصاف کی نیت کی برکت سے پھر اس دودھ میں اضافہ ہوگیا ہے اور اس نے اس سے عبرت حاصل کی اور عدل وانصاف کا پختہ ارادہ کیا اور کہا کہ سچ ہے کہ جب بادشاہ ظلم یا ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے آئندہ میں انصاف ہی انصاف کرتا رہوں گا۔

## احسان

اس آیت کریمہ میں دوسرا حکم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو احسان اور نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے کہ تم نیکی اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو۔

احسان کے لغوی معنیٰ اچھا کام کرنے اور کسی کام کو اچھے طریقے سے کرنے کے ہیں اردو میں احسان، جود وسخاوت اور کرم کو کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک اچھا اور نیک کام ہے احسان اور نیکی وبھلائی کے بہت سے افعال ہیں ان میں سے ایک اچھا کام سخاوت اور کرم بھی ہے۔ یہ احسان وبھلائی کرنا ایک اعلیٰ درجے کی صفت ہے جو تمام نیکیوں کو شامل ہے اور نیکی کا کوئی فرد احسان سے خالی اور خارج نہیں۔ احسان کرنے والے کو محسن کہتے ہیں اور محسن خدا کا

Marfat.com
Marfat.com

محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

نیکی اور احسان کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے

اور ان کے اچھے کام کو اکارت نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

یقیناً اللہ نیک اور اچھے کام کرنے والوں کی مزدوری کو ضائع اور برباد نہیں کرتا۔

احسان اور بھلائی یہ ہے کہ دوسرے کے ساتھ نیک اور اچھا سلوک کرنا جس سے اس کو آرام پہنچے اور دل خوش ہو جائے اور اس کی تکلیف دور ہو جائے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مصیبت دور کر کے ان کو قید خانہ سے نجات دلائی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے شکریہ کے طور پر فرمایا۔

وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ ۔ (یوسف)

اور اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ احسان کیا کہ اس نے مجھے جیل خانہ سے نکالا اور آپ لوگوں کو گاؤں سے یہاں لے آیا۔

قصور وار کے قصوروں کو معاف کر دینا اور درگزر کر دینا اور ان کے مقابلہ میں غصہ کو پی جانا ایک احسان ہے جو خدا کو بہت پسند ہے اور ایسے لوگ جنت کے مستحق لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ (آل عمران)

اور اپنے پروردگار کی بخشش اور اس کی جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ اتنا بڑا ہے جیسے زمین و آسمان کا پھیلاؤ ان پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خوش حالی اور تنگ دستی میں اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے قصوروں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

اس سے زیادہ اور کیا درجہ ہو سکتا ہے کہ احسان کرنے والا خدا کا محبوب ہوتا ہے اور عفو و درگزر کر دینا احسان کا ایک اونچا درجہ ہے۔ اس احسان اور درگزری کی تاکید ہے۔ فرمایا۔

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ

اور چاہیے کہ وہ معاف اور درگزر کریں کیا تم اس بات کو نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے

Marfat.com
Marfat.com

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (نور) وہ بڑا ہی غفور رحیم ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو عفو و احسان کی ترغیب دلائی ہے کہ جب دوسروں کے قصوروں کو معاف کرو گے تو اللہ بھی تمہارے قصوروں کو معاف فرمائے گا جب تم لوگوں کے ساتھ احسان کرو گے تو اللہ بھی تمہارے ساتھ احسان فرمائے گا۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (رحمٰن) احسان کا بدلا احسان ہی ہے۔

دراصل دوسروں کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنا گویا اپنے ساتھ بھلائی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا (جاثیہ) جس نے اچھا کام کیا اس نے اپنی بھلائی کی اور جس نے برائی کی اس نے اپنا برا کیا۔

دوسروں کے ساتھ احسان کرنا اور اس کی تکلیفوں کو دور کرنا ہے۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيْهِ۔

جو مسلمان کسی مسلمان سے دنیا کی پریشانی دور کر دے گا اور جو مسلمان کسی تنگ دست پر دنیا میں آسانی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کو دونوں جہان میں پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالےٰ اپنے بندے کی اعانت میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی خدمت میں مصروف رہتا ہے۔

(مسلم، ابو داؤد)

۲۔ اور آپ نے فرمایا۔

مَنْ مَشٰى فِي حَاجَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يُثْبِتَهَا لَهٗ اَظَلَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِخَمْسَةٍ وَّسَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ لَهٗ وَيَدْعُوْنَ لَهٗ اِنْ كَانَ صَبَاحًا حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ كَانَ مَسَآءً حَتّٰى يُصْبِحَ وَلَا يَرْفَعُ قَدَمًا اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّرَفَعَ اللّٰهُ لَهٗ دَرَجَةً

(ابن ماجہ، ترغیب)

جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت روائی میں جائے یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری کر دے اگر صبح کے وقت جائے تو اللہ تعالیٰ پچھتر ہزار فرشتوں سے اس پر سایہ کرتا ہے اور شام تک فرشتے ان کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت جائے تو صبح تک یہ فرشتے اسی طرح کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ایک گناہ معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

۳۔ مَنْ مَشٰی فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ خَطْوَۃٍ سَبْعِیْنَ حَسَنَۃً وَمَحَا عَنْہُ سَبْعِیْنَ سَیِّئَۃً اِلٰی اَنْ یَّرْجِعَ مِنْ حَیْثُ فَارَقَہٗ فَاِنْ قُضِیَتْ حَاجَتُہٗ عَلٰی یَدَیْہِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ وَاِنْ ھَلَکَ فِیْمَا بَیْنَ ذٰلِکَ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ (ترغیب)

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلے پھرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں دے گا۔ اور ستر ستر گناہ معاف فرمائے گا یہاں تک کہ وہ واپس آجائے اگر اس کے ہاتھوں اس کی ضرورت پوری ہوجائے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجائے گا گویا آج ہی وہ پیدا ہوا ہے اگر وہ اسی کے درمیان مرجائے تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ کَانَ وُصْلَۃً لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ اِلٰی ذِیْ سُلْطَانٍ فِیْ مَبْلَغِ بِرٍّ اَوْ یُسْرِ عُسْرٍ اَعَانَہُ اللّٰہُ عَلٰی اِجَازَۃِ الصِّرَاطِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَ دَحْضِ الْاَقْدَامِ (طبرانی، ترغیب)

جو بادشاہ یا حاکم اپنے مسلمان بھائی کو بھلائی پہنچانے کا ذریعہ و وسیلہ ہے یا اس کی تنگ دستی و پریشانی کے دور کرنے میں اعانت کرے تو اللہ تعالیٰ پل صراط سے گزرنے میں اس کی اعانت کرے گا جس وقت بہت سے لوگوں کے قدم پھسل جائیں گے۔

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ کَسَوْتَ عَوْرَتَہٗ اَوْ اَشْبَعْتَ جَوْعَتَہٗ اَوْ قَضَیْتَ حَاجَتَہٗ (الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب عملوں سے بہتر عمل یہ ہے کہ کسی مسلمان کو خوش کردو یعنی اگر وہ برہنہ ہے تو اس کی ستر پوشی کردو اور اگر بھوکا ہے تو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دو، پیاسا ہے تو پانی پلا دو اور کسی چیز کا محتاج اور ضرورت مند ہے تو اس کی حاجت پوری کردو۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ

یقیناً فرائض کے بعد اللہ کے نزدیک سب عملوں سے زیادہ پیارا عمل مسلمان بھائی کو خوش کردینا ہے۔ (ترغیب)

دوسروں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تنگ دست قرضدار کے قرض کو معاف کرکے اس بارگراں سے سبکدوش کردیا جائے یہ احسان خدا کو اس قدر پسند ہے کہ صرف اسی ایک احسان کی وجہ سے اس کی مغفرت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص جو نیکی کا کام نہیں کرتا تھا، صرف لوگوں

Marfat.com

کو قرض دیتا تھا اور جب اس کو کوئی مقروض تنگ دست نظر آتا تھا تو اپنے ملازموں سے کہتا، اس سے درگزر کرو، شاید خدا ہم سے بھی درگزر کرے چنانچہ اس کے صلہ میں خدا نے اس سے درگزر کیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا موت کے بعد فرشتوں نے اس سے سوال کیا کہ تم نے نیکی کا کوئی کام کیا ہے؟ اس نے کہا کوئی نہیں فرشتوں نے کہا ذرا یاد کرو اس نے کہا میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اگر مقروض فراخ دست ہوتا تھا تو قرض لینے میں آسانی کرتا تھا اور اگر تنگ دست ہوتا تھا تو اس کو مہلت دیتا تھا یا یہ کہ فراخ دست مقروض کو مہلت دیتا تھا اور تنگ دست کا قرض چھوڑ دیتا تھا (بخاری، کتاب البیوع)

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ قِيْلَ لَهٗ اُنْظُرْ قَالَ مَا اَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَ اُجَازِيْهِمْ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَ اَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ (بخاری)

اور دوسری روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ خدا قیامت کی تکلیف سے اس کو نجات دے وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے (مسلم، کتاب البیوع) ایسی روایت مسند احمد بن حنبل میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے جو شخص اپنے قرضدار کو مہلت دے گا تو قیامت کے دن وہ خدا کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔ (مسند ابن حنبل جلد ۵ ص ۳۰۸)

غرض یہ ہے کہ اسلام نے دوسروں کے ساتھ بھلائی اور احسان کرنے کو کسی خاص معنی میں محدود نہیں کیا ہے بلکہ اس کو نیکی کی ہر راہ میں وسیع کر دیا ہے۔ زندگی تو زندگی موت میں بھی اس نے اس اصول کے دائرہ کو تنگ نہیں کیا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَ لْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ | اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض کیا ہے تو اگر تمہیں کسی کو کسی شرعی حکم کے سبب سے اجان سے مارنا بھی پڑے تو اس کو بھی اچھائی کے ساتھ کرو۔ کسی جانور کو ذبح کرنا چاہو تو بھی خوبی کے ساتھ کرو۔ چھری کو خوب تیز کر |

وَالْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ (مسلم) یا کرد اور اپنے ذبیحہ کو راحت دو۔

پھر یہ اصول کہ جو میرے ساتھ احسان کرے اسی کے ساتھ احسان کرنا چاہیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم کے خلاف ہے ایک شخص نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں کسی شخص کے پاس سے گزرتا ہوں تو وہ میری مہمانی نہیں کرتا تو کیا جب اس کا گزر مجھ پر ہو تو میں اس کی کج خلقی کا بدلہ بھی دوں؟ فرمایا نہیں تم اس کی مہمانی کرو (ترمذی) ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا "ایسے نہ بنو کہ خود تمہاری گرہ کی عقل نہ ہو صرف دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرو۔ کہتے ہو کہ اگر لوگ احسان کریں تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر مطمئن کرو کہ اگر دوسرے احسان کریں تو تم احسان کرو گے اور اگر وہ برائی بھی کریں تو تم ظلم نہ کرو (مسلم)

لوگ احسان کو غلطی سے دولت و تمول یا دوسری بڑی بڑی باتوں کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غریب کیا احسان کا کام کر سکتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور نیکی کا کام کرنے کے لیے دولت کی نہیں بلکہ دل کی ضرورت ہے اور اس کی وسعت بہت دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت براء بن عازب صحابیؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بدوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلِّمْنِیْ عَمَلًا یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ قَالَ لَئِنْ كُنْتَ اَقْصَرْتَ الْخُطْبَۃَ لَقَدْ اَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَۃَ اَعْتِقِ النَّسَمَۃَ وَفُكَّ الرَّقَبَۃَ قَالَ اَوَلَیْسَا وَاحِدًا قَالَ لَا عِتْقُ النَّسَمَۃِ اَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا وَفُكُّ الرَّقَبَۃِ اَنْ تُعِیْنَ فِیْ ثَمَنِهَا وَالْمِنْحَۃُ الْوَكُوْفُ وَالْفَیْءُ عَلٰی ذِی الرَّحِمِ الظَّالِمِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَاَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْاٰنَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا

مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جس پر عمل کرنے سے مجھے بہشت نصیب ہو۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری تقریر تو مختصر ہے لیکن تمہارا سوال بہت بڑا ہے تم جانوں کو آزاد کرو۔ اور گردنوں کو چھڑاؤ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی نہیں ہیں؟ فرمایا نہیں۔ اکیلے اگر کسی کو آزاد کرتے ہو تو یہ جان کا آزاد کرنا ہے اور دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر کسی کی آزادی کی قیمت میں مالی مدد دینا گردن چھڑانا ہے اور دودھیلا جانور کسی کو دودھ پینے کے لیے دے دو اور ظالم رشتہ دار کے ساتھ نیکی کرو اگر تم یہ بھی نہ کر سکو تو بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور پیاسے کو پلاؤ اور نیکی کے کام کرنے کو کہو اور برائی سے باز

Marfat.com

مِنْ خَيْرٍ — رکھو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنے آپ کو بھلائی کے سوا اور کاموں سے روکو۔

(بیہقی)

ایک مرتبہ حضرت ابوذرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتائیے فرمایا کہ جو روزی خدا نے دی اس میں سے دوسروں کو دے عرض کیا اگر وہ اس سے معذور ہو فرمایا مغلوب کی مدد کرے عرض کی اگر وہ ضعیف ہو، مدد کرنے کی قوت نہ ہو فرمایا جس کو کوئی کام کرنا نہ آتا ہو اس کا کام کر دے۔ عرض کی اگر خود ہی ایسا ناکارہ ہو؟ فرمایا اپنی ایذا رسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے

(مستدرک حاکم جلد ا۔ صـ۶۳)

## قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنا

پھر اس آیت کریمہ میں عدل و احسان کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف کرنے اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور احسان قریب اور بعید سب کے ساتھ کرنے کا حکم ہے لیکن بعض خصوصیت کی بنا پر قرابت داروں کے ساتھ مالی امداد کرنے کی زیادہ تاکید ہے جس کو ایتاء ذی القربیٰ سے بیان کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرو اور اپنے عزیزوں اور قرابت داروں کی مالی امداد کرو اور ان کی حاجت روائی کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو۔ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی تائید آئی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ — اور قرابت والے کو اس کا حق دو۔

اگر کسی قرابت مند سے کوئی قصور ہو جائے تو اہل دولت کو زیبا نہیں کہ وہ اس کی سزا میں اپنی امداد کا ہاتھ اس سے روک لیں۔ ارشاد ہوا۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ — اور جو لوگ تم میں سے بڑائی اور کشائش والے ہوں وہ قرابت داروں اور محتاجوں کو نہ دینے کے لیے قسم نہ کھا بیٹھیں۔

(نور)

خدا کی خالص عبادت اور توحید اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے بعد تیسری چیز اہل قرابت کے ساتھ نیکی ہے فرمایا۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ (نساء) — اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا ساتھی نہ بناؤ۔ اور ماں باپ اور قرابت والے کے ساتھ نیکی کرنا۔

Marfat.com
Marfat.com

قرابت کے حق کو اسلام میں وہ اہمیت حاصل ہے کہ داعی اسلام علیہ السلام اپنی ان تمام محنتوں، زحمتوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا جو تبلیغ اور دعوت حق میں ان کو پیش آئیں اور اپنے اس احسان و کرم کا جو ہدایت، تعلیم اور اصلاح کے ذریعہ ہم پر فرمایا بدل، معاوضہ اور مزدوری، یہ طلب فرماتے ہیں اپنی امت سے کہ رشتہ داروں اور قرابتداروں کا حق ادا کرو اور ان سے لطف و محبت سے پیش آؤ۔ فرمایا۔

قُلْ لَّآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (شوریٰ)

کہہ دے اے پیغمبرؐ! کہ میں تم سے اس پر بجز اس کے کوئی مزدوری نہیں مانگتا کہ ناطے رشتے میں محبت اور پیار کرو۔

قرابت کا پورا بیان "اسلامی خطبات" کی پہلی جلد میں آچکا ہے۔ اسی طرح ایفائے عہد، فحشا، منکر، اور بغی کا بیان پچھلے خطبوں میں نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ آچکا ہے۔ مگر یہاں پر چونکہ ہمیں مذکورہ دو آیتوں کی تشریح مقصود ہے اسلئے ان کا تھوڑا تھوڑا بیان یہاں پر بھی کیا جارہا ہے۔

**ایفاءِ عہد** ان آیتوں میں چوتھا حکم وعدہ کا پورا کرنا ہے۔ یعنی جب کسی معاملہ میں کسی سے کوئی عہد و اقرار کیا جائے تو اس کا پورا کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی الوہیت کا اقرار کیا تھا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ کیا، میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا "بلیٰ" یعنی خدا کی الوہیت کا اقرار کیا اور وعدہ کیا اب جس نے اس وعدہ کو پورا کیا وہ خدا کا فرمانبردار ہے جس نے نہیں پورا کیا وہ خدا کا نافرمان ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے۔

وَأَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ۚ تَتَّخِذُوْنَ

اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و اقرار کرو۔ اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد توڑا نہ کرو۔ باوجودیکہ تم خدا کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو جو کچھ تم کر رہے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا ہو، کہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو آپس کے مکر کا باعث، اس لیے کہ ایک

Marfat.com

أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (نحل)

گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہو جائے بات صرف یہی ہے کہ اس زیادتی سے خدا تمہیں آزما رہا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لیے قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کھول بیان کر دے گا جس کے بارے میں تم اختلاف کر رہے ہو۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو تاکیدی حکم دے رہا ہے کہ عہد و پیمان اور قول و قرار پورا کرو۔ نقض عہد کر کے اپنی نیکیوں اور عملوں کو برباد نہ کرو، اور قسموں کو بھی پورا کرو، خلاف ورزی کی صورت میں مجرم ثابت ہو گے کتاب و سنت میں ایفائے عہد کی بڑی تاکید اور نقض عہد کی بڑی مذمت آئی ہے۔

## فحشاء

خصائل حمیدہ (عدل، احسان، صلہ رحمی اور ایفاء عہد) کے بیان کرنے کے بعد ان منہیات اور خصائل رذیلہ کا آیت کریمہ میں تذکرہ ہے یعنی

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ — اللہ تعالیٰ تم کو فحشاء، منکر، بغی، سے منع کرتا ہے۔

مامورات کی ان منہیات پر بھی قدرے روشنی ڈالی جاتی ہے تاکہ ان کو سمجھ کر ان سے احتراز اور اجتناب کیا جائے

فحشاء کے اصل معنی حد سے آگے بڑھ جانے کے ہیں اور اس کے لازمی معنی گناہ، زنا، بدکاری وغیرہ کے بھی آتے ہیں اس سلسلے میں نمونے کے طور پر قرآن مجید کی چند آیتیں ذکر کیجاتی ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (بقرہ پ ۲ ع)

اے لوگو! زمین میں جتنی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطان کی راہ مت چلو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے، وہ تمہیں برائی، فحش اور بے حیائی اور بے شرمی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ برائی اور فحش و بدکاری شیطانی فعل ہے جس کا حکم ہی شیطان دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی پیروی کرنے سے منع فرمایا ہے فحشاء سے کسی جگہ بخل بھی مراد لیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نہ خرچ کیا جائے جو نہایت ہی بے حیائی کی بات ہے اور یہ شیطانی فعل ہے جیساکہ ارشاد فرمایا۔

Marfat.com
Marfat.com

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (بقرہ)

شیطان تمہیں (اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے) محتاجگی سے دھمکاتا ہے اور فحشا و بے حیائی کی بات کا حکم دیتا ہے اور اللہ (اس کے راستے میں خرچ کرنے سے) اپنی بخشش و فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ وسعت اور علم والا ہے۔

بعض جگہ فحشار سے برہنہ، اور ننگا ہونا مراد ہے۔ یعنی لوگوں کے سامنے کپڑے اتار کر بالکل برہنہ ہونا جو بیحیائی اور بے شرمی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (اعراف، پ، ع ۱۳۔)

اور جب لوگ فحشا اور بے حیائی کا کام کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں اسی طریقے پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اور اللہ نے ہم کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اے نبی! آپ فرما دیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ فحشار اور بیحیائی کا حکم نہیں دیتا ہے کیا تم لوگ خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا علم تمہیں نہیں ہے۔

جاہلیت کے زمانے میں بعض لوگ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے جب ان کو اس سے منع کیا جاتا تو جواب میں کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو برہنہ اور ننگا ہو کر طواف کرنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ اس کا جواب دے دیجئے کہ برہنہ ہو کر طواف فحشار اور بے حیائی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ بیحیائی کا حکم نہیں دے سکتا یہ محض تمہاری من گھڑت ہے۔

فاحشہ کا اطلاق لواطت پر بھی آیا ہے قرآن حکیم میں ہے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (اعراف، پ، ع ۱۰)

اور ہم نے لوط کو نبی بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ تم لوگ ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔ کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو تم حد سے آگے بڑھنے والے ہو۔

فحشار کا اطلاق زنا پر بھی کیا گیا ہے اس لیے کہ وہ حد سے آگے بڑھا ہوا فعل ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ (بنی اسرائیل)

اور زنا بدکاری کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

اسلام میں جہاں اور بے شمار خوبیاں ہیں ان میں بڑی خوبی ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہر قسم کی ناشائستہ حرکت اور برے کام اور بدکاری و زناکاری سے روکتا ہے۔ زنا ایک ایسا جرم عظیم ہے جس کے جراثیم نہایت خطرناک و مہلک ہیں اور اس کا مرتکب بڑی سزاؤں کا مستحق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بدکاروں کو دوزخ کے تنور میں جلتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔

فَأَتَيْنَا عَلَى التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ فِيْهِ لَغَطٌ وَاَصْوَاتٌ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَاِذَا هُمْ يَاْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ فَاِذَا اَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي الخ (بخاری)

ہم ایک تنور پر آئے جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا کشادہ تھا اس میں سے شور و غل ہوا، جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں نظر آئیں ان کے نیچے سے آگ کا شعلہ بھڑکتا ہے تو شور مچانے لگتے ہیں میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل نے فرمایا یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں۔

اس فحش اور بدکاری کی وجہ سے جہنم میں جل رہے ہیں

اس آیت کریمہ میں دوسرا لفظ منکر ہے جس سے منع کیا گیا۔

## منکر کے معنی

اس کے لغوی معنی ناشناسا اور نہ پہچاننے کے ہیں جس کام کو طور پر پسند نہیں کرتے ہیں اور پسندیدہ کام کو معروف کہا جاتا ہے۔ امر بالمعروف، نیکی اور بھلائی کا حکم دینا اور نہی عن المنکر برے کام سے روکنا انسانی ہمدردی ہے ہر ممکن طریقے سے برائی سے روکنا ضروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جو کسی کو کوئی ناپسند حرکت دیکھے تو اس کو ہاتھ سے دور کر دینا چاہیے اور اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کی برائی بیان کرے اور اگر اس کی بھی ہمت نہیں ہے تو اس برے کام کو اپنے دل میں برا جانے اور یہ آخری صورت ایمان کا نہایت ہی کمزور درجہ ہے (مسلم)

اللہ تعالیٰ منکر اور ہر ناپسندیدہ بات سے تو روکتا ہی ہے اس نے ہر ایماندار کو بھی اس منکر کو مٹانے اور بھلائی کے پھیلانے کا حکم دیا ہے جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا جاتا

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ یہ بقدر استطاعت فرض ہے۔ جب تک اس پر عمل کرنے والے ہیں دونوں جہانوں کی تکلیفوں سے محفوظ رہیں گے اور چھوڑ دینے کی وجہ سے سزاؤں کے مستحق ہونگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو خاص کے بدلے سزا نہیں دیتا جب تک کہ نوبت یہاں تک نہ پہنچ جائے کہ وہ اپنے سامنے برے کام ہوتے دیکھیں اور وہ ان کو روکنے کی قدرت رکھتے ہوں اور پھر نہ روکیں۔ جب وہ ایسا کرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خاص و عام سب پر عذاب نازل کرتا ہے (احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خدا کی قسم تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضرور کرتے رہو (اگر تم اس کو چھوڑ دو گے) تو اللہ تم پر عذاب نازل فرمائے گا پھر تم اس کے دور ہونے کے لیئے دعا کرو گے مگر وہ تمہاری دعا قبول نہیں فرمائے گا (ترمذی)

ملکوں، ملتوں، قوموں اور حکومتوں کا عروج و زوال ہمیشہ اچھی بات کا حکم اور بری بات سے روکنے کا فریضہ انجام دینے اور نہ دینے سے وابستہ رہا ہے۔

**بغی** آیت کریمہ میں منہیات کے سلسلہ میں تیسرا لفظ بغی ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم کو فحشا اور منکر اور بغی سے منع کرتا ہے۔ فحشاء اور منکر کی قدرے تفصیل بیان ہو چکی ہے اب بغی کے معنی کو سمجھیے۔ اس کے لفظی معنی دست درازی اور زیادتی اور ظلم کے ہیں یعنی تم کسی پر نہ زیادتی کرو اور نہ ظلم و ستم کرو۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ (اعراف)

فرما دیجئے کہ میرے رب نے بے شرمی کے کاموں کو جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی اور سرکشی کو حرام کر دیا ہے۔

یہ ظلم اور بغاوت ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ (مسلم) ظلم قیامت کے دن ظلمات ہو جائے گا

ظلمات ظلمۃ کی جمع ہے اور ظلمۃ عربی میں اندھیرے کو کہتے ہیں۔ ظلم اور ظلمات کا مادہ عربی میں ایک ہی ہے ہماری زبان میں اس لفظی رعایت کے ساتھ اس کا ترجمہ یوں ہو سکتا ہے کہ "اندھیر کیا کرو کہ قیامت کے دن اندھیرا بن جائے گا" یہ ایک مثالی سزا ہو گی۔ انسان اپنی غرض یا غصہ یا غرور سے اندھا ہو کر دوسروں پر ظلم کر بیٹھتا ہے۔ یہ اندھا پن قیامت

Marfat.com
Marfat.com

کے دن ہولناک اندھیرا بن کر نمودار ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے چاہیئے کہ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو بے مددگار چھوڑے (صحیح بخاری)

براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا۔ اور سات باتوں سے روکا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ مظلوم کی مدد کی جائے (بخاری)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی جامع و مانع آیت ہے جس میں خیر اور شر کی تمام چیزیں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس لیے تمام عالم اسلام میں ہر خطیب منبر پر اس آیت کریمہ کو تلاوت کرتا ہے کیونکہ اس میں تمام مامورات و منہیات کی جامع نصیحت ہے۔

یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنی۔ وہ کہتے ہیں

مَا كُنْتُ اَسْلَمْتُ اِلَّا حَيَاءً مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكَثْرَةِ مَا يَعْرِضُ عَلَىَّ الْاِسْلَامَ وَلَمْ يَسْتَقِرَّ الْاِيْمَانُ فِىْ قَلْبِىْ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ

میں شروع میں شرما شرمی اسلام لے آیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار مجھے اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو واقعی میرے دل میں ایمان راسخ ہوگیا۔

اس کے بعد میں نے یہی آیت ولید بن مغیرہ کو پڑھ کر سنائی۔ وہ حیرت زدہ ہو کر بولا۔

وَاللّٰهِ اِنَّ لَهٗ لَحَلَاوَةً وَاِنَّ عَلَيْهِ لَطَلَاوَةً وَاِنَّ اَعْلَاهُ لَمُثْمِرٌ وَاِنَّ اَسْفَلَهٗ لَمُغْدِقٌ وَمَا هُوَ قَوْلُ الْبَشَرِ (مدارک از حاشیہ تفسیر جلالین ۲۲۲)

خدا کی قسم اس کلام میں بڑی مٹھاس ہے اور اس کلام پر بڑی چمک دمک ہے اس کلام کی شاخیں بڑی پھل دار ہیں اور اس کی جڑ نہایت شیریں چشموں سے سیراب ہے یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو تمام مامورات ترک منہیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۱-۵۵)

"نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت ایمان والے بندوں کو نفع پہنچاتی ہے"

# اسلامی خطبات

مصنفہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد السلام صاحب بستوی (دہلوی) رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۳۲۷ھ — ۱۳۹۴ھ

۱۹۲۹ء — ۱۹۷۴ء

(جلد اول)

ناشر

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ ○ لاہور

Marfat.com

Marfat.com